مجموعہ

اشتہارات

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی

مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

جلد دوم

Published by
NAZARAT ISHA'AT RABWAH PAKISTAN

Printed by
ZIA-UL-ISLAM PRESS RABWAH

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فہرست مضامین

مجموعہ اشتہارات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

جلد دوم

نمبر اشتہار	مضمون اشتہار	صفحہ

❀❀❀

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

وَ عَلٰى عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْدِ

پیش لفظ

جیسا کہ مجموعہ اشتہارات مسیح موعود علیہ السلام کے موجودہ ایڈیشن کی جلد اول کے دیباچہ میں ذکر کیا جا چکا ہے الشرکۃ الاسلامیہ لمیٹڈ ربوہ کی طرف سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے 284 اشتہارات تین جلدوں میں شائع کئے گئے تھے جنہیں بعد میں لنڈن سے بھی شائع کیا گیا۔

موجودہ ایڈیشن میں کل 292 اشتہارات ہیں جن میں وہ آٹھ اشتہارات بھی شامل کئے گئے ہیں جو سابقہ ایڈیشن کی اشاعت کے بعد دستیاب ہوئے۔ ان میں سے تین اشتہارات پہلی جلد میں اور پانچ اشتہارات دوسری جلد میں ہیں۔ ان کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

جلد اول

اشتہار نمبر ۱۔ صفحہ ۱۔ پانسو روپیہ کا اشتہار

اشتہار نمبر ۲۔ صفحہ ۳۔ اعلان نامہ متعلقہ اشتہار

اشتہار نمبر ۳۔ صفحہ ۴۔ اقرارات سوامی جی پنڈت دیانند سرسوتی

جلد دوم

اشتہار نمبر ۲۵۶۔ صفحہ ۵۸۰۔ تعطیل جمعہ کے لئے میموریل

اشتہار نمبر ۲۵۸۔ صفحہ ۵۸۶۔ مستقل قیام امن و عافیت کے لئے ایک تجویز

اشتہار نمبر ۲۷۴ صفحہ ۶۶۱۔ ایک تازہ پیشگوئی

اشتہار نمبر ۲۷۵ صفحہ ۶۶۷۔ تمام جماعت احمدیہ کے لئے اعلان

اشتہار نمبر ۲۸۹ صفحہ ۷۱۳۔ تمام مریدوں کے لئے عام ہدایت

اس کے علاوہ موجودہ جلد دوم میں جو اضافے کئے گئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ اشتہار نمبر ۱۶۰ صفحہ ۱۸۔ اشتہار واجب الاظہار۔

اصل اشتہار فارسی میں ہے اس کا اردو ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔

۲۔اشتہار نمبر ۶۷اصفحہ ۱۰۳۔حسین کامی سفیر سلطان روم کے خطوط کا جواب۔

اصل خطوط فارسی میں ہیں ان کا ترجمہ شامل کیا گیا ہے۔

۳۔اشتہار نمبر ۸۷اصفحہ ۱۱۳۔جلسہ احباب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ملکہ وکٹوریہ کی ساٹھ سالہ جوبلی ۱۸۹۳ء کے موقع پر اردو کے علاوہ عربی، فارسی، پشتو، پنجابی اور انگریزی میں یہ اشتہار شائع فرمایا تھا۔ نیز ساتھ ہی چندہ دہندگان کی فہرست بھی شائع فرمائی تھی۔ سابقہ ایڈیشن میں یہ اشتہار صرف اردو میں شائع کیا گیا تھا جبکہ موجودہ ایڈیشن میں ۲۵صفحات پر مشتمل یہ اشتہار پانچوں زبانوں میں مع فہرست چندہ دہندگان شائع کیا گیا ہے۔

۴۔اشتہار نمبر ۱۹۷صفحہ ۲۴۲۔اصل اشتہار کے ساتھ پہلے حاشیہ شائع ہونے سے رہ گیا تھا اسے شامل کیا گیا ہے۔

۵۔اشتہار نمبر ۲۳۰صفحہ ۴۵۳۔اشتہار نامکمل تھا اسے مکمل کیا گیا ہے۔

۶۔اشتہار نمبر ۲۴۷صفحہ ۵۳۷۔پشتو زبان والا اشتہار شامل کیا گیا ہے۔

۷۔اشتہار نمبر ۲۴۹صفحہ ۵۵۸۔ چراغ الدین جمونی کے متعلق ایک اشتہار میں دو حاشیے شامل ہونے سے رہ گئے تھے وہ شامل کردیئے گئے ہیں۔

۸۔اشتہار نمبر ۲۸۴صفحہ ۶۸۶۔فتح عظیم۔اڑھائی صفحات اردو اور گیارہ صفحات عربی کا اضافہ

نئے اشتہارات کی تلاش، تراجم کرانے، پروف ریڈنگ اور طباعت کے مختلف مراحل کے لئے میں محترم حبیب الرحمٰن زیروی صاحب کا خاص طور پر ممنون ہوں جنہوں نے نہایت دلجمعی، محنت اور اخلاص سے یہ سارے کام انجام دیئے۔ مولوی سلطان احمد صاحب شاہد، محمد یوسف شاہد صاحب، مقصود احمد صاحب قمر، مبارک احمد صاحب نجیب، رانا محمود احمد صاحب اور فہیم احمد صاحب خالد کو بھی متفرق خدمات کی توفیق ملی۔ ان کے علاوہ مرحوم مولوی محمد یعقوب صاحب امجد مولوی فاضل ومنشی فاضل آف کھاریاں بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اپنی خرابی صحت کے باوجود فارسی خطوط اور اشتہارات کا اردو میں ترجمہ کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین

والسلام

سید عبدالحی

ناظر اشاعت

(۱۵۵)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مولوی غلام دستگیر صاحب کے اشتہار

کا

جواب

کل ۲۴؍ جنوری ۱۸۹۷ء کو ایک قطعہ اشتہار مولوی غلام دستگیر صاحب میرے پاس پہنچا جس میں مولوی صاحب موصوف مباہلہ کے لیے مجھے بُلاتے ہیں اور ۲۵ شعبان ۱۳۱۴ھ تاریخ مقرر کرتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دی ہے کہ اُسی وقت مولوی صاحب پر کوئی عذاب نازل ہو۔ اگر بعد میں ایک سال کے اندر نازل ہوا تو پھر وہ منظور نہیں۔ مگر مَیں ناظرین کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ مولوی صاحب کی سراسر زبردستی ہے۔ تمام احادیث صحیحہ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انتہائی میعاد اثر مباہلہ کی ایک برس رکھا ہے۔ ہاں یہ سچ ہے کہ آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے وحی پا کر اپنے مباہلہ کا اثر بہت جلد مباہلین پر وارد ہونے والا بیان فرمایا ہے۔ سو اس سے برس کی میعاد منسوخ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ حدیث میں جو ایک برس کی قید ہے اس سے بھی یہ مراد نہیں ہے کہ برس کا پورا گذر جانا ضروری ہے۔ بلکہ مراد یہ ہے کہ برس کے اندر عذاب نازل ہو۔ گو دو منٹ کے بعد نازل ہو جائے۔ سو مَیں بھی اس بات پر ضد نہیں کرتا کہ ضرور برس پورا ہو جائے۔ شاید خدا تعالیٰ بہت جلد اس تکفیر اور تکذیب کی پاداش میں آسمانی عذاب نازل کرے۔ مگر مجھے معلوم نہیں کہ برس کے کس حصّہ میں یہ عذاب نازل ہوگا۔ آیا ابتدا میں یا درمیان میں یا آخیر میں۔ اور مَیں مامور ہوں کہ مباہلہ کے لیے برس کی میعاد پیش کروں۔ اور مولوی صاحب موصوف اور ہر یک شخص خوب جانتا ہے کہ برس کی میعاد مسنون ہے۔ کیونکہ لما حال الحول کا وہ لفظ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے نکلا ہے۔ اگر مباہلہ کے لیے فوراً عذاب نازل ہونا شرط ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حَوْل کا لفظ مونہہ سے نہ نکالتے کیونکہ اس صورت میں کلام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے۔

ہاں یہ بات صحیح اور درست ہے کہ اگر مولوی غلام دستگیر صاحب مباہلہ میں کاذب اور کافر اور مفتری پر بمقابلہ مومن اور راستباز کے فوری عذاب نازل ہونا ضروری سمجھتے ہیں تو بہت خوب ہے۔ وہ اپنا فوری عذاب ہم پر نازل کر کے دکھلاویں۔ ان کا یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ "میں تو نبوت کا مدعی نہیں کہ تا فوری عذاب نازل کروں" ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگاوے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے۔ اور اگر قرآنی الہامات سے کوئی کافر ہو جاتا ہے تو پہلے یہ فتویٰ کفر سید عبدالقادر رضی اللہ عنہ پر لگانا چاہیئے کہ انہوں نے بھی قرآنی الہامات کا دعویٰ کیا ہے۔

غرض جبکہ نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولایت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔ اور مولوی غلام دستگیر صاحب مجھ کو باوجود کلمہ گو اور اہل قبلہ ہونے کے کافر ٹھیراتے ہیں اور اپنے تئیں مومن قرار دیتے ہیں جو قرآن شریف کے بیان کے موافق ولی اللہ ہوتا ہے اور شیخ محمد حسین بطالوی کے فتویٰ میں ان تمام علماء نے مجھے اکفر قرار دیا ہے۔ یعنی یہ شخص کفر میں یہود اور نصاریٰ سے بڑھ کر ہے۔ پھر جس حالت میں نجران کے نصاریٰ کو فوری عذاب کا وعدہ دیا گیا تھا تو مولوی صاحب جو عالم اسلام ہو کر بزعم خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ ان کو چاہیئے کہ ایسے شخص کے لیے جو ان کی نظر میں اکفر ہے نجران کے نصاریٰ سے بھی جلدتر عذاب نازل ہونے کا وعدہ کریں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ مباہلہ میں فریقین کی ہر یک فریق مقابل کے عذاب کے لیے درخواست ہوتی ہے۔ کیونکہ مباہلہ دوسرے لفظوں میں ملاعنہ ہے۔ یعنی کاذب کے لیے خواہ فریقین میں سے کوئی کاذب ہو عذاب کی درخواست۔ پس یہ مولوی صاحب موصوف کی کس قدر زبردستی ہے کہ اپنے عذاب کے اثر کی تو کوئی میعاد نہیں ٹھیراتے اور مجھ سے فوری عذاب مانگتے ہیں۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ میں خدا تعالیٰ کے الہام کے موافق ایک سال کا وعدہ کرتا ہوں۔ اگر مولوی صاحب کے نزدیک یہ وعدہ خلاف سنت ہے تو کوئی ایسی صحیح حدیث پیش کریں جس سے سمجھا جاتے کہ فوری عذاب مباہلہ کے لیے شرط ضروری ہے یعنی یہ کہ فوراً کاذب یا مکذب کے صدق کا اثر فریق ثانی پر ظاہر ہو۔ حضرت مولوی غلام دستگیر صاحب کو کافر بنانے کا بہت

ہی شوق ہے۔ لہٰذا ہم ان کو خوشخبری دیتے ہیں کہ اب عبد الحق غزنوی کے مباہلہ کے بعد آٹھ ہزار تک ہماری جماعت پہنچ گئی ہے۔ گویا اُمتِ محمدیہ میں سے آٹھ ہزار آدمی کافر ہو کر اس دین سے خارج ہو گیا۔ یقین ہے کہ آئندہ سال تک اٹھاراں ہزار تک عدد پہنچ جاوے گا۔

بالآخر یاد رہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اوّل ایک سال کا وعدہ اپنے خطوط میں قبول کر لیا تھا۔ مگر یہ شرط کی تھی کہ تمام جہان کے مسلمان جو آپ کے دعویٰ کو نہیں مانتے مر جائیں اب اس اشتہار میں مولوی صاحب نے تمام جہان کی جان بخشی کی اور بجائے اس کے اپنے نفس کے لیے فوری عذاب کو پیش کر دیا۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب کے نزدیک ضرورت کے وقت کذب کا استعمال بھی جائز ہے۔ بھلا ہم حضرت موصوف سے دریافت کرتے ہیں کہ کب اور کس وقت میرے دوست مولوی حکیم فضل دین صاحب آپ سے ڈر کر قادیان میں بھاگ آتے تھے۔ کیا آپ نے حکیم صاحب موصوف کو خود نہیں لکھا تھا کہ "میں تم سے خطاب نہیں کرنا چاہتا۔ براہ راست خود خط لکھوں گا۔" خیر ہمیں اس کذب پر کچھ افسوس بھی نہیں جب آپ نے ہمیں اکفر بنایا۔ بے دین بنایا۔ دجّال بنایا۔ تکفیر کے لیے حرمین تک وہ تکلیف اُٹھائی کہ بیچارے شیخ بٹالوی کو بھی نہ سوجھی تو یہ کذب تو ایک ادنیٰ بات ہے۔ جزاک اللہ!!

الراقم میرزا غلام احمد قادیانی

۲۰ شعبان ۱۳۱۴ھ

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے دو صفحہ پر ہے)

(۱۵۶)

اتمامِ حُجّت علی العلماء[1]

ما سوا اس کے مَیں دوبارہ حق کے طالبوں کے لیے عام اعلان دیتا ہوں کہ اگر وہ اب بھی نہیں سمجھے تو نئے سرے اپنی تسلی کر لیں اور یاد رکھیں کہ خدا تعالیٰ سے چھ طور کے نشان میرے ساتھ ہیں۔

اوّل:۔ اگر کوئی مولوی عربی کی بلاغت فصاحت میں میری کتاب کا مقابلہ کرنا چاہے گا تو وہ ذلیل ہوگا۔ مَیں ہر ایک متکبر کو اختیار دیتا ہوں کہ اسی عربی مکتوب کے مقابل پر طبع آزمائی کرے۔ اگر وہ اس عربی کے مکتوب کے مقابل پر کوئی رسالہ بالالتزام مقدار نظم و نثر بنا سکے اور ایک مادری زبان والا جو عربی ہو قسم کھا کر اس کی تصدیق کر سکے تو میں کاذب ہوں۔

دوم:۔ اور اگر یہ نشان منظور نہ ہو تو میرے مخالف کسی سورۃ قرآنی کی بالمقابل تفسیر بناویں یعنی رو برو ایک جگہ بیٹھ کر بطور فال قرآن شریف کھولا جاوے۔ اور پہلی سات آیتیں جو نکلیں ان کی تفسیر مَیں بھی عربی میں لکھوں اور میرا مخالف بھی لکھے۔ پھر اگر مَیں حقائق معارف کے بیان کرنے میں صریح غالب نہ رہوں تو پھر بھی مَیں جھوٹا ہوں۔

سوم:۔ اور اگر یہ نشان بھی منظور نہ ہو تو ایک سال تک کوئی مولوی نامی مخالفوں میں سے میرے پاس رہے۔ اگر اس عرصہ میں انسان کی طاقت سے برتر کوئی نشان مجھ سے ظاہر نہ ہو تو پھر بھی مَیں جھوٹا ہوں گا۔

چہارم: اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو ایک تجویز یہ ہے کہ بعض نامی مخالف اشتہار دیدیں کہ اس تاریخ کے بعد ایک سال تک اگر کوئی نشان ظاہر ہو تو ہم توبہ کریں گے اور مصدّق ہو جائیں گے۔ پس اس اشتہار کے بعد اگر ایک سال تک مجھ سے کوئی نشان ظاہر نہ ہوا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو خواہ پیشگوئی ہو یا اَور تو مَیں اقرار کروں گا کہ مَیں جھوٹا ہوں۔

---

[1] یہ سُرخی مرتب کی طرف سے ہے (المرتب)

پنجم :- اور اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو شیخ محمد حسین بطالوی اور دوسرے نامی مخالف مجھ سے مباہلہ کریں۔ پس اگر مُباہلہ کے بعد میری بد دُعا کے اثر سے ایک بھی خالی رہا، تو مَیں اقرار کروں گا کہ مَیں جھوٹا ہوں۔

یہ طریق فیصلہ ہیں جو مَیں نے پیش کئے ہیں۔ اور مَیں ہر ایک کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اب سچّے دل سے ان طریقوں میں سے کسی طریق کو قبول کریں، یعنی یا تو میعاد دو ماہ میں جو مارچ ۱۸۹۷ء کی دس تاریخ تک مقرر کرتا ہوں۔ اس عربی رسالہ کا ایسا ہی فصیح بلیغ جواب چھاپ کر شائع کریں یا بالمقابل ایک جگہ بیٹھ کر زبان عربی میں میرے مقابل میں سات آیت قرآنی کی تفسیر لکھیں اور یا ایک سال تک میرے پاس نشان دیکھنے کے لیے رہیں اور یا اشتہار شائع کرکے اپنے ہی گھر میں میرے نشان کی ایک برس تک انتظار کریں اور یا مُباہلہ کریں۔

ششم :- اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بھی نہ کریں تو مجھ سے اور میری جماعت سے سات سال تک اس طور سے صلح کرلیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بد زبانی سے مُونھہ بند رکھیں اور ہر ایک کو محبت اور اخلاق سے ملیں اور قہرالٰہی سے ڈر کر ملاقاتوں میں مسلمانوں کی عادت کے طور پر پیش آویں۔ ہر ایک قسم کی شرارت اور خباثت کو چھوڑ دیں۔ پس اگر ان سات سال میں میری طرف سے خدا تعالےٰ کی تائید سے اسلام کی خدمت میں نمایاں اثر ظاہر نہ ہوں۔ اور جیسا کہ مسیح کے ہاتھ سے ادیان باطلہ کا مر جانا ضروری ہے، یہ موت جھوٹے دینوں پر میرے ذریعہ سے ظہور میں نہ آوے۔ یعنی خدا تعالےٰ میرے ہاتھ سے وہ نشان ظاہر نہ کرے جن سے اسلام کا بول بالا ہو اور جس سے ہر ایک طرف سے اسلام میں داخل ہونا شروع ہو جائے اور عیسائیت کا باطل معبود فنا ہو جائے اور دُنیا اور رنگ نہ پکڑ جائے تو مَیں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں اپنے تئیں کاذب خیال کرلوں گا۔ اور خدا جانتا ہے کہ مَیں ہرگز کاذب نہیں۔ یہ سات برس کچھ زیادہ سال نہیں ہیں اور اس قدر انقلاب اس تھوڑی مدت میں ہو جانا انسان کے اختیار میں ہرگز نہیں۔ پس جبکہ مَیں سچے دل سے اور خدا تعالےٰ کی قسم کے ساتھ یہ اقرار کرتا ہوں اور تم سب کو اللہ کے نام پر صلح کی طرف بُلاتا ہوں تو اب تم خدا سے ڈرو۔ اگر مَیں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں ہوں تو مَیں تباہ ہو جاؤں گا۔ ورنہ خدا کے مامور کو کوئی تباہ نہیں کر سکتا۔

یہ یاد رہے کہ معمولی بحثیں آپ لوگوں سے بہت ہو چکی ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن اور حدیث سے بپایہ ثبوت پہنچ گئی۔ اس طرف سے کتابیں تالیف ہو کر لاکھوں انسانوں میں پھیل گئیں۔ طرف ثانی نے بھی ہر یک تلبیس اور تزویر سے کام لیا۔ پاک کتابوں کے نیک روحوں

پر بڑے بڑے اثر پڑے اور ہزار ہا سعید لوگ اس جماعت میں داخل ہوگئے اور تقریری اور تحریری بحثوں کے نتیجے اچھی طرح کھل گئے۔ اب پھر اسی بحث کو چھیڑنا، یا فیصلہ شدہ باتوں سے انکار کرنا محض شرارت اور بے ایمانی ہے۔ کتابیں موجود ہیں۔ ہاں عین مباہلہ کے وقت پھر ایک گھنٹہ تک تبلیغ کر سکتا ہوں۔ پس فیصلہ کی یہی راہیں ہیں جو میں نے پیش کی ہیں۔ اب اس کے بعد جو شخص طے شدہ بحثوں کی ناحق درخواست کرے گا میں سمجھوں گا کہ اس کو حق کی طلب نہیں بلکہ سچائی کو ٹالنا چاہتا ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اصل مسنون طریق مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کیساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب یا کافر ٹھیراویں وہ ایک جماعت مباہلین کی ہو۔ صرف ایک یا دو آدمی نہ ہوں کیونکہ اللہ تعالےٰ نے آیت کریمہ فَقُلْ تَعَالَوْا میں تَعَالَوْا [1] کے لفظ کو بصیغہ جمع بیان فرمایا ہے۔ سو اس نے اس جمع کے صیغہ سے اپنے نبی کے مقابل پر ایک جماعت مکذبین کو مباہلہ کے لیے بلایا ہے نہ شخص واحد کو۔ بلکہ فَمَنْ حَآجَّكَ کے لفظ سے جھگڑنے والے کو ایک شخص واحد قرار دیکر پھر مطالبہ جماعت کا کیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی جھگڑنے سے باز نہ آوے اور دلائل پیش کردہ سے تسلی نہ پکڑے تو اس کو کہہ دو کہ ایک جماعت بن کر مباہلہ کے لیے آویں۔ سو اسی بناء پر ہم نے جماعت کی قید لگا دی ہے جس میں یہ صریح فائدہ ہے کہ جو امر خارق عادت بطور عذاب مکذبین پر نازل ہو وہ مشتبہ نہیں رہے گا مگر صرف ایک شخص میں مشتبہ رہنے کا احتمال ہے۔

اس جگہ اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ تمام مخالفین کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے بعد کوئی مخالف مباہلہ کے لیے طیار ہوجاتے اور اس کے اشتہارات بھی چھپ جاویں تو ہر ایک مباہلہ کے خواہشمند پر واجب ہوگا کہ اسی کے ساتھ شامل ہو کر مباہلہ کرلے۔ اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہیں کی جاوے گی اور ایسا شخص کسی طور سے قابل التفات نہیں سمجھا جاوے گا۔ چاہیئے کہ ہر ایک شخص ہمارے اس اشتہار کو یاد رکھے اور اس کے موافق کاربند ہو۔

(یہ اشتہار ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۰ سے ۲۶ تک متن میں ہے)

---

[1] آل عمران ۶۲

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ

اَلْاِشْتِہَارُ مُسْتَیْقِنًا بِوَحْیِ اللّٰہِ الْقَہَّار

دوستو اِک نظر خُدا کیلئے

سیّد الخلق مُصطفیٰؐ کیلئے

مَیں ہردم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مُردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے اور اس سے بڑھ کر اَور کونسا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مشتِ خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلّی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے، مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئے گی اور نیز اُس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔ خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اُس کے بیٹے عیسیٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں۔ سو اب اُس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے۔ سو اب دونو مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا۔ اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔ کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نُور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں۔ قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام۔ اور سب حربے ٹوٹ جائینگے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کُند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت

قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں، ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفّارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد رُوحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نُور اُتارنے سے۔ تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔ خدا کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں مگر مسیح ایک اَور بھی ہے جو اس وقت بول رہا ہے۔ خدا کی غیرت دکھلا رہی ہے کہ اُس کا کوئی ثانی نہیں۔ مگر انسان کا ثانی موجود ہے۔ اس نے مجھے بھیجا تا میں اندھوں کو آنکھیں دوں جو نہ چند سال سے بلکہ انیس۱۹ سو برس سے برابر اندھے چلے آتے ہیں۔ دُنیا میں ایک رسُولؐ آیا تاکہ اُن بہروں کو کان بخشے کہ جو نہ صرف آج سے بلکہ صدہا سال سے بہرے ہیں۔ کون اندھا ہے اور کون بہرا۔ وہی جس نے توحید کو قبول نہیں کیا اور نہ اس رسولؐ کو جس نے نئے سرے سے زمین پر توحید کو قائم کیا۔ وہی رسول جس نے وحشیوں کو انسان بنایا اور انسان سے با اخلاق انسان یعنی سچے اور واقعی اخلاق کے مرکز اعتدال پر قائم کیا اور پھر با اخلاق انسان سے باخدا ہونے کے الٰہی رنگ سے رنگین کیا۔ وہی رُسولؐ ہاں وہی آفتاب صداقت جس کے قدموں پر ہزاروں مُردے شرک اور دہریت اور فسق اور فجور کے جی اُٹھے اور عملی طور پر قیامت کا نمونہ دکھلایا۔ نہ یسُوع کی طرح صرف لاف وگزاف جس نے مکّہ میں ظہور فرما کر شرک اور انسان پرستی کی بہت سی تاریکی کو مٹایا۔ ہاں دنیا کا حقیقی نُور وہی تھا جس نے دُنیا کو تاریکی میں پا کر فی الواقع وہ روشنی عطا کی کہ اندھیری رات کو دن بنا دیا۔ اس کی پہلی دُنیا کیا تھی۔ اور پھر اس کے آنے کے بعد کیا ہوئی۔ یہ ایک سوال نہیں ہے جس کے جواب میں کچھ دقت ہو۔ اگر ہم بے ایمانی کی راہ اختیار نہ کریں تو ہمارا کانشنس ضرور اس بات کے منوانے کے لیے ہمارا دامن پکڑے گا کہ اس جنابؐ عالی سے پہلے خدا کی عظمت کو ہر ایک ملک کے لوگ بھول گئے تھے اور اس سچے معبود کی عظمت اوتاروں اور پتھروں اور ستاروں اور درختوں اور حیوانوں اور فانی انسانوں کو دی گئی تھی اور ذلیل مخلوق کو اس ذوالجلال وقدوس کی جگہ پر بٹھایا تھا۔ اور یہ ایک سچا فیصلہ ہے کہ اگر یہ انسان اور حیوان اور درخت اور ستارے درحقیقت خدا ہی تھے جن میں سے ایک یسُوع بھی تھا تو پھر اس رسول کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ لیکن اگر یہ چیزیں خدا نہیں تھیں تو وہ دعویٰ ایک عظیم الشان روشنی اپنے ساتھ رکھتا ہے جو حضرت سیدنا محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکّہ کے پہاڑ پر کیا تھا۔ وہ کیا دعویٰ تھا۔ وہ یہی تھا کہ آپ نے فرمایا کہ خدا نے دُنیا کو شرک کی سخت تاریکی میں پاکر اس تاریکی کو مٹانے کے لیے مجھے بھیج دیا۔ یہ صرف دعویٰ نہ تھا

بلکہ اس رسُول مقبول نے اس دعویٰ کو پورا کر کے دکھلا دیا۔ اگر کسی نبی کی فضیلت اس کے اُن کاموں سے ثابت ہو سکتی ہے جن سے بنی نوع کی سچّی ہمدردی سب نبیوں سے بڑھ کر ظاہر ہو تو اے سب لوگو اُٹھو، اور گواہی دو کہ اس صفت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دُنیا میں کوئی نظیر نہیں۔ یسُوع نے زبان سے تو بہت کچھ کہا مگر عملی طور پر کسی خرابی کے زہریلے درخت کو دُنیا سے نہیں کاٹا۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ اس نے کم عقل عورتوں اور بچّوں کی طرح خودکشی کی تو اس سے اور بھی زیادہ اس کی حالت پر افسوس آئے گا کہ اگر ہمدردی کی اس کو کچھ سُوجھی بھی تو احمقانہ راہ سوجھی۔ اندھے مخلوق پرستوں نے اُس بزرگ رسُولؐ کو شناخت نہیں کیا جس نے ہزاروں نمونے سچّی ہمدردی کے دکھلائے لیکن اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت پہنچ گیا ہے کہ یہ پاک رسول شناخت کیا جاتے۔ چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو کہ اب کے بعد مُردہ پرستی روز بروز کم ہوگی یہاں تک کہ نابود ہو جائیگی کیا انسان خدا کا مقابلہ کرے گا۔ کیا ناچیز قطرہ خدا کے ارادوں کو رد کر دے گا۔ کیا فانی آدم زاد کے منصوبے الٰہی حکموں کو ذلیل کر دیں گے۔ اے سُننے والو سُنو اور اے سوچنے والو سوچو اور یاد رکھو کہ حق ظاہر ہوگا اور وہ جو سچا نُور ہے چمکے گا۔ یہ سخت ظُلم کیا گیا ہے جو ابن مریم کو خدا بنایا گیا۔ وہ صرف ایک انسان ہے اور موسوی شریعت کے خادموں میں سے ایک نبی۔ تم نے اُس کو نہیں دیکھا مگر مَیں نے بارہا اُس کو دیکھا ہے۔ تم میں سے کوئی بھی اس کو نہیں جانتا مگر مَیں جانتا ہوں۔ وہ ایک سعادتمند انسان ہے جو موسیٰؑ کی عظمت کا قائل اور ہمارے سید و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بزرگیوں پر بدل و جان ایمان لایا ہے اور ہماری طرح اس راہ میں فدا ہے اگر وہ اس وقت دنیا میں آتا اور دیکھتا کہ مجھے خدا بنایا گیا اور میرا کفّارہ گھڑا گیا تو وہ اپنی ناچیز ہستی اور اس بے جا تعریف کو خیال میں لاکر مارے شرم کے مَرنے کو قبول کرتا اور خدا سے اپنی مغفرت چاہتا۔ پھر تبلاؤ اُس کی خدائی پر کونسی دلیل تمہارے پاس ہے کیا اسی کی باتوں یا حواریوں کی باتوں سے اُس کی خدائی ظاہر ہوتی ہے۔ اگر ہم مان بھی لیں کہ اُس کی یا اُس کے دوستوں کی باتوں سے خدائی کا دعویٰ پایا جاتا ہے تو یہ نرا دعویٰ ہوگا جو بغیر ثبوت ایک کوڑی کی قیمت نہیں رکھتا۔ حالانکہ انجیل کی رُو سے یہ دعویٰ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ انجیل یہ کہیں بیان نہیں کرتی کہ مریمؑ کے صاحبزادہ نے کبھی مرد میدان بن کر خدائی کا دعویٰ کیا تھا۔ بلکہ جب یہودیوں نے ایک دفعہ اُسے ڈانٹا تو یسُوع نے اپنی خدائی سے انکار کیا اور کہا کہ مَیں کوئی کلمہ ایسا منہ پر نہیں لایا جو تمہارے بزرگوں کے کلمات سے بڑھ کر ہو۔ پھر اگر یہ خیال ہو کہ پہلی کتابوں کی پیشگوئیوں میں اس کی خدائی لکھی ہوئی ہے تو

اس خیال سے زیادہ کوئی خیال بیہودہ نہیں ہوگا۔ کیونکہ اگر پہلی کتابوں کی پیشگوئیوں یا اُن کی تعلیم کی رُو سے یہ فیصلہ ہو جاتا کہ مریم کا بیٹا خدا ہے تو یہود اب تک کیونکر منکر رہ سکتے تھے۔ کوئی عقل قبول نہیں کرسکتی کہ یہودیوں کی کتابوں میں ایک خدا کے پیدا ہونے کی پیشگوئیاں موجود تو ہوں اور اس خدا کے ماننے کے لیے پیغمبروں کی کھلی کھلی وصیتیں کتابوں میں لکھی گئی ہوں اور کئی ہزار برس سے تثلیث کی تعلیم اُن میں مسلسل چلی آتی ہو۔ پھر وہ ایسے خدا اور ایسی تعلیم سے انکار کرکے اس ایمان کو ضائع کریں جو اُن کو متواتر سکھلایا گیا تھا۔ نہیں بلکہ یہ عیسائیوں کی شرارت اور حماقت ہے جو ایسا سمجھتے ہیں۔ اور اصل بات یہ ہے کہ وہ تمام پیشگوئیاں جن کے غلط معنے کرکے یسُوع کو خدا بنایا جاتا ہے۔ پیغمبروں کی تعلیم سے اب تک یہودیوں کے ذہن میں محفوظ ہیں جو مسیح سے پہلے اپنے وقتوں میں پوری بھی ہو چکیں۔ اگر یہودیوں کو کسی خدا کا وعدہ دیا گیا تھا تو یہ تو ممکن تھا کہ وہ یسُوع کو نہ مانتے مگر ایسا کب ہو سکتا تھا کہ سرے سے تمام فرقے یہودیوں کے ایسی بزرگ پیشگوئی سے منکر ہو جاتے اور کبھی آگے یا پیچھے کوئی فرقہ اُن میں ایسے خدا کا منتظر نہ پایا جاتا۔

یہ بات نہایت صفائی سے فیصلہ کرتی ہے کہ اُن نالائق عیسائیوں نے ناحق بیوجہ ایک انسان کے بچہ کو خدا بنا دیا ہے۔ اسی وجہ سے پہلی ہی صدی سے آجتک اُن میں ایک فرقہ موحد بھی چلا آتا ہے جو یسُوع کو صرف انسان سمجھتا ہے۔ پس جبکہ گھر میں ہی اس عقیدہ پر اتفاق نہیں تو پھر اس نااتفاقی کے ساتھ جب یہودیوں کی سخت مخالفت کو بھی دیکھا جائے جو اس عقیدہ میں عیسائیوں کے ساتھ رکھتے ہیں تو اس کامل ثبوت سے عیسائی اس چور کی طرح پکڑے جاتے ہیں جو عین نقب زنی کے وقت گرفتار کیا جائے۔ اگر کسی مجسم خدا کے آنے کے بارے میں یہودیوں کی کتابوں میں کوئی ایک پیشگوئی بھی ٹوٹی پھوٹی ہوتی تو یہودی گو کیسا ہی تعصب کرتے تو زیادہ سے زیادہ تعصب اُن کا یہی ہوتا کہ اس خدا کے ظہور کو کسی آئندہ زمانہ پر ڈال دیتے نہ یہ کہ ایسے عقیدہ پر ہزاروں لعنتیں بھیجتے۔ توریت کی تعلیم سے یہودیوں کو کہاں اور کدھر گریز تھی یہودی تو توریت کے موافق خدا کو پیدائش اور موت سے پاک سمجھتے ہیں لیکن افسوس کہ مُردہ کو خدا ٹھہرانے سے عیسائیوں کا کانشنس مرگیا۔ اُن کے پاس اس مُردہ کے خدا بنانے کے بارے میں کوئی بھی دلیل نہیں۔ بعض عیسائی انصاف پر آکر اس بات کو قبول کرلیتے ہیں کہ بیشک پہلی کتابوں کی پیشگوئیاں یسُوع کی خدائی پر دلیل نہیں ہوسکتیں اور بیشک ان کو دلیل سمجھنا ایمان اور

دیانت سے لڑائی ہے، لیکن یسوع کے معجزات اس کی خدائی پر بے شک ایک دلیل ہے مگر ان کو سمجھنا چاہیئے کہ اوّل تو یسوع معجزات سے انکار کرتا ہے[۱] پس جبکہ بعض جگہ کچھ اقرار اور بعض جگہ صریح انکار ہے تو اس متناقض امر سے ایک محقق کی نظر میں یہی ثابت ہوگا کہ شاید یسوع نے بعض اوقات فریب کے طور پر نادانوں کو بازیگروں کی طرح کوئی کھیل دکھلایا ہو اور پھر جب داناؤں نے اس سے معجزہ مانگا تو کانوں پر ہاتھ رکھ لیا کہ میں معجزہ نہیں دکھلاؤں گا۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی کیمیا گر اور جنّ دکھلانے والے اور غیب سے روپیہ منگانے والے ایسے ہی ہتھکنڈے کرتے پھرتے ہیں اور یسوع کی طرح بے وقوفوں اور احمقوں کو سب کچھ دکھلا دیتے ہیں، لیکن اگر کبھی کسی دانا کے پنجہ میں پھنس جائیں تو فی الفور سمجھ جاتے ہیں کہ اب شاید فریب ظاہر ہو کر چند سال کے لیے جیل خانہ میں جائیں گے اس وقت صاف منکر ہو جاتے ہیں کہ نہ ہمیں کیمیا معلوم ہے اور نہ ہمارے جنّ تابع ہیں اور نہ ہمیں کوئی دست غیب یاد ہے۔ افسوس صد افسوس کہ یسوع کی تمام زندگی انہیں باتوں میں گذری۔ جو کبھی کراماتی بنے اور کبھی آزمانے والوں کی زیرکی دیکھ کر کرامات سے منکر ہوتے۔ خدا بن کر یہ بزدلی یہ دورنگی اور یہ مکر و فریب یہ کیسا خدا تھا۔

علاوہ اس کے اگر معجزہ کے ساتھ کوئی شخص خدا بن سکتا ہے تو موسیٰ کے معجزات میں یسوع سے صدہا مرتبہ زیادہ شوکت و عظمت پائی جاتی ہے اور یسوع خود مانتا ہے کہ جھوٹے نبی اقتداری معجزات دکھلائیں گے۔ اگر اقتداری معجزات دکھلانے والا جھوٹا اور بدمعاش ہوتا ہے تو یسوع کے حق میں کیا کہیں اور کیا لکھیں، لیکن اصل بات یہ ہے کہ یسوع بچارہ پر خدائی کی تہمت ہے۔ عیسائیوں کی مشرکانہ تعلیم کا تمام مدار اُس شریر انسان کی باتوں پر ہے جس کا نام پولس تھا۔ اس کے عیسائی ہونے کا یہ سبب تھا کہ یہ شخص سردار کاہن کی لڑکی پر عاشق ہو گیا تھا مگر سردار کاہن نے اس کو لڑکی نہ دی۔ تب اس نے عہد کیا کہ میں یہودیوں کو بہت خراب کروں گا اور وہیں اُس نے ایک جھوٹا خواب بنایا کہ گویا اس کو یسوع نظر آگیا اور اس طرح عیسائیوں میں اپنی جمعداری قائم کرلی۔

بہرحال خوب سوچو اور سمجھو کہ سچے مذہب کا خدا ایسا مطابق عقل اور نور فطرت چاہیئے کہ

نوٹ [۱] یسوع نے تمام عمر میں معجزہ کے بارے میں صرف یہ دعویٰ کیا تھا کہ میں ہیکل کو مسمار کر کے تین دن میں بنا سکتا ہوں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ اوباشانہ دعویٰ ہے۔ بھلا یہ کیونکر ممکن تھا کہ یہودی اپنے مقدس مکان کو جس پر لکھوکھا روپیہ خرچ ہو چکا تھا اسکے ہاتھ سے مسمار کرا دیتے۔ پھر اگر وہ اپنی قدیم عادت کے موافق بھاگ جاتا تو کس کو پکڑتے۔ منہ

جس کا وجود اُن لوگوں پر بھی حجت ہو سکے جو عقل تو رکھتے ہیں مگر ان کو کتاب نہیں ملی۔ غرض وہ خدا ایسا چاہیئے جس میں کسی زبردستی اور بناوٹ کی بُو نہ پائی جائے سو یاد رہے کہ یہ کمال اس خدا میں ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے اور دنیا کے تمام مذہب والوں نے یا تو اصل خدا کو بالکل چھوڑ دیا ہے جیسا کہ عیسائی اور یا نا واجب صفات اور اخلاق ذمیمہ اس کی طرف منسوب کرا دیئے ہیں جیسا کہ یہودی اور یا واجب صفات سے اس کو علیحدہ کر دیا ہے جیسا کہ مشرکین اور آریہ۔ مگر اسلام کا خُدا وہی سچا خدا ہے جو آئینۂ قانون قدرت اور صحیفۂ فطرت سے نظر آ رہا ہے۔ اسلام نے کوئی نیا خدا پیش نہیں کیا بلکہ وہی خدا پیش کیا ہے جو انسان کا نور قلب اور انسان کا کانشنس اور زمین و آسمان پیش کر رہا ہے۔ اور دوسری علامت سچے مذہب کی یہ ہے کہ مُردہ مذہب نہ ہو بلکہ جن برکتوں اور عظمتوں کی ابتدا میں اس میں تخم ریزی کی گئی تھی وہ تمام برکتیں اور عظمتیں نوع انسان کی بھلائی کے لئے اس میں اخیر دنیا تک موجود رہیں تا موجودہ انسان گزشتہ نشانوں کے لیے مصدق ہو کر اس سچائی کے نُور کو قصہ کے رنگ میں نہ ہونے دیں۔ سو مَیں ایک مدت دراز سے لکھ رہا ہوں کہ جس نبوت کا ہمارے سیّد و مولیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کیا تھا اور جو دلائل آسمانی نشانوں کے آنجناب نے پیش کئے تھے وہ اب تک موجود ہیں اور پیروی کرنے والوں کو ملتے ہیں تا وہ معرفت کے مقام تک پہنچ جائیں۔ اور زندہ خدا کو براہ راست دیکھ لیں۔ مگر جن نشانوں کو یسوع کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ ان کا دُنیا میں نام و نشان نہیں۔ صرف قصّے ہیں۔ لہٰذا یہ مُردہ پرستی کا مذہب اپنے مُردہ معبود کی طرح مُردہ ہے ظاہر ہے کہ ایک سچائی کا بیان صرف قصوں تک کفایت نہیں کر سکتا۔ کونسی قوم دُنیا میں ہے جن کے پاس کراماتوں اور معجزوں کے قصّے نہیں۔ پس یہ اسلام ہی کا خاصہ ہے کہ وہ صرف قصوں کی ناقص اور ناتمام تسلّی کو پیش نہیں کرتا۔ بلکہ وہ ڈھونڈنے والوں کو زندہ نشانوں سے اطمینان بخشتا ہے اور اس شخص کو جو حق کا طالب ہو اُس کو چاہیئے کہ صرف بیہودہ مُردہ پرستی پر کفایت نہ کرے۔ بلکہ نہایت ضروری ہے کہ محض ذلیل قصوں پر سرنگوں نہ ہو۔ ہم دُنیا کے بازار میں اچھی چیزوں کے خریدنے کے لیے آئے ہیں۔ ہمیں نہیں چاہیئے کہ کوئی مغشوش چیز خرید کر نقد ایمان ضائع کریں۔ زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلا واسطہ مُلہَم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلا واسطہ مُلہَم کو دیکھ سکیں۔ سو مَیں تمام دُنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔ وہ مُردے ہیں نہ خُدا جن سے اب کوئی ہمکلام نہیں ہو سکتا۔ اس کے نشان نہیں دیکھ سکتا۔ سو جس کا خدا مُردہ ہے۔

وہ اُس کو ہر میدان میں شرمندہ کرتا ہے۔ اور ہر میدان میں اُسے ذلیل کرتا ہے اور کہیں اس کی مدد نہیں کر سکتا ہے۔ اس اشتہار کے دینے سے اصل غرض یہی ہے کہ جس مذہب میں سچائی ہے وہ کبھی اپنا رنگ نہیں بدل سکتی۔ جیسے اوّل ہے ویسے ہی آخر ہے۔ سچا مذہب کبھی خشک قصّہ نہیں بن سکتا سو اسلام سچا ہے۔ مَیں ہر ایک کو کیا عیسائی کیا آریہ اور کیا یہودی اور کیا برہمو اس سچائی کے دکھلانے کے لیے بُلاتا ہوں۔ کیا کوئی ہے جو زندہ خدا کا طالب ہے۔ ہم مُردوں کی پرستش نہیں کرتے۔ ہمارا زندہ خدا ہے۔ وہ ہماری مدد کرتا ہے۔ وہ اپنے الہام اور کلام اور آسمانی نشانوں سے ہمیں مدد دیتا ہے۔ اگر دُنیا کے اِس سرے سے اُس سرے تک کوئی عیسائی طالبِ حق ہے تو ہمارے زندہ خدا اور اپنے مُردہ خدا کا مقابلہ کر کے دیکھ لے۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس باہم امتحان کے لیے چالیس۴۰ دن کافی ہیں۔

افسوس کہ اکثر عیسائی شکم پرست ہیں۔ وہ نہیں چاہتے کہ کوئی فیصلہ ہو ورنہ چالیس دن کیا حقیقت رکھتے ہیں۔ آتھم کی طرح اس میں تو کوئی شرط نہیں۔ اگر مَیں جھوٹا نکلوں تو ہر ایک سزا کا مستوجب ہوں، لیکن دُعا کے ذریعہ سے مقابلہ ہوگا جس کا سچا خدا ہے بلاشبہ وہ سچا رہے گا۔ اس باہمی مقابلہ میں بے شک خدا مجھے غالب کرے گا۔ اور اگر میں مغلوب ہوا تو عیسائیوں کے لیے فتح ہوگی جس میں میرا کوئی جواب نہیں۔ اور جو تاوان مقرر ہو اور میری مقدرت کے اندر ہو دوں گا۔ لیکن اگر مَیں غالب ہوا تو عیسائی مقابل کو مُردہ خدا سے دست بردار ہونا ہوگا اور بلا توقف مسلمان ہونا پڑے گا اور پہلے ایک اشتہار انہیں شرائط کے ساتھ بہ ثبت شہادت دہ کس معزز آدمیوں کے دینا ہوگا۔ اس سے روز کا جھگڑا طے ہو جائے گا۔ اور اگر اب عیسائیوں نے مُنہ پھیرا تو اس کا یہی سبب ہوگا کہ ان کو مُردہ خدا کی مدد پر بھروسہ نہیں۔ افسوس کہ عیسائی بار بار آتھم کا ذکر کرتے ہیں۔ حالانکہ آتھم الہام کی میعاد میں قبر میں جا پہنچا اور وہ مُردہ خدا اُس کو بچا نہ سکا کیونکہ مُردہ مُردہ کو مدد نہیں دے سکتا۔ جو معقول شرط چاہیں مجھ سے کرلیں۔ مَیں میدان میں کھڑا ہوں۔ اور صاف صاف کہتا ہوں کہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے۔ عیسائیوں کے ہاتھ میں ایک مُردہ ہے جس کو امتحان کرنا ہو میرے مقابلہ میں آوے۔

لعنتی ہے وہ دل جو بغیر مقابلہ کے انکار کرے اور پلید ہے وہ طبیعت جو بغیر آزمائش کے منکر رہے۔ اے حق کے طالبو۔ مُردہ پرستی کے مذہب کو جلد چھوڑو کہ عیسائیوں کے ہاتھ میں

ایک مُردہ ہے۔ کیا اس مُردہ میں طاقت ہے کہ میرے مقابلہ میں اپنے کسی پرستار کو طاقت بخشے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ تمام مُردے خدا میرے پیروں کے نیچے ہیں یعنی قبروں میں اور زندہ خدا میرے سر پر ہے۔ کوئی ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ کوئی ہے کہ اس آزمائش میں میرے مقابل پر آوے۔ مُردہ پرست کبھی نہیں آئیں گے۔ مُردار کھائیں گے مگر سچائی کا پھل کبھی نہیں کھائیں گے۔ دیکھو زندہ مذہب ہیں یہ طاقت ہے کہ اس کے پابند آسمانی رُوح اپنے اندر رکھتے ہیں۔

مُردوں کو جانے دو زندوں کے ساتھ ہو جاؤ

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتھر خاکسار **میرزا غلام احمد قادیانی** ۱۴ جنوری ۱۸۹۷ء

رسائل اربعہ انجام آتھم، خدا کا فیصلہ، دعوت قوم مکتوب عربی بنام علماء معہ ترجمہ فارسی چھپ کر تیار ہے۔ جو صاحب چاہیں قیمت روانہ کر کے یا بذریعہ ویلیو پی ایبل منگا سکتے ہیں۔ قیمت ۱۲ ہے۔ واقعی یہ رسائل خدا کے نشانوں میں سے ایک نشان اور شعائر اللہ ہیں اور درحقیقت ایک ربانی فیصلہ ہے۔ دیکھو اور ضرور دیکھو۔ ۱۲۔

(دوسرا اشتہار ایک ہزار روپیہ کے انعام کیساتھ)

میرا یہ بھی دعویٰ ہے کہ یسُوع کی پیشگوئیوں کی نسبت میری پیشگوئیاں اور میرے نشان زیادہ ثابت ہیں۔ اگر کوئی پادری میری پیشگوئیوں اور میرے نشانوں کی نسبت یسُوع کی پیشگوئیاں اور نشان ثبوت کے رُو سے قوی تر دکھلا سکے تو مَیں اُس کو ایک ہزار روپیہ نقد دُوں گا۔

(میرزا غلام احمد)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے ۸ صفحوں پر ہے اور رسالہ انجام آتھم کے آخر میں شامل ہے)

اتمامِ حُجّت[1]

بالآخر میں پھر ہر یک طالبِ حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دینِ حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بےخبر ہیں وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے تا مَیں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے اور وہ کرامات مجھے عطاء کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ مَیں ہر یک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں کہ

قرآن شریف

اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رُو سے معجزہ ہے۔ موسٰیؑ کے معجزہ سے بڑھ کر اور عیسٰیؑ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

مَیں بار بار کہتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسُول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحبِ کرامات بنا دیتا ہے[2] اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دُنیا میں کسی مذہب والا رُوحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مَیں اس میں صاحبِ تجربہ ہوں۔ مَیں دیکھ

---

[1] یہ سُرخی مرتب نے قائم کی ہے (المرتب)

[2] جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس زمانہ میں اسلام میں کوئی اہلِ کرامت موجود نہیں وہ اندھا اور سیاہ دل ہے اسلام وہ مذہب ہے کہ کسی زمانہ میں اہلِ کرامت سے خالی نہیں رہا اور اب تو اتمامِ حُجّت کے لیے کرامات کی نہایت ضرورت ہے اور وہ ضرورت خدا تعالےٰ کے فضل سے حسب المراد پوری ہو گئی ہے، کوئی شخص نہیں کہ کرامت نمائی میں اسلام کے مقابل پر ٹھیر سکے۔ منہ

رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے اُن کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانوں! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ اور مُردار کھانے میں کیا لذّت؟!!! آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے اسلام اس وقت موسیٰؑ کا طُور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چُپ ہوگیا آج وہ "ایک مسلمان" کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں؟ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا ایک مُردہ کفن میں لپیٹا ہوا۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مُشتِ خاک۔ کیا یہ مُردہ خدا ہوسکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آؤ! ہاں لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ۔ اور اس سڑے گلے مُردہ کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دیکھو مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ چالیس دن نہیں گذریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادہ سے نہیں آزماتے اور پھر انکار کرتے ہیں۔ اور پلید ہیں وہ طبیعتیں جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف۔

او میرے مخالف مولویو! اگر تم میں شک ہو تو آؤ چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑو اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آؤ۔ مَیں اتمام حجت کر چکا۔ اب جب تک تم اِس حجت کو نہ توڑ لو۔ تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں جو سچا دل لے کر میرے پاس آوے۔ کیا ایک بھی نہیں۔

"دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا، لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ ۲۲ر جنوری ۱۸۹۷ء

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱ تا ۶۳)

(۱۵۹)

ہزار روپیہ کے انعام کا

اشتہار

مَیں اس وقت ایک مستحکم وعدہ کے ساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب عیسائیوں میں سے یسُوع کے نشانوں کو جو اُس کی خدائی کی دلیل سمجھے جاتے ہیں میرے نشانوں اور فوق العادۃ خوارق سے قوت ثبوت اور کثرت تعداد میں بڑھے ہوئے ثابت کر سکیں تو مَیں ان کو ایک[1] ہزار روپیہ بطور انعام دوں گا۔ مَیں سچ سچ اور حلفاً کہتا ہوں کہ اس میں تخلف نہیں ہوگا۔ مَیں ایسے ثالث کے پاس یہ روپیہ جمع کرا سکتا ہوں جس پر فریقین کو اطمینان ہو۔ اس فیصلہ کے لیے غیر مذہب والے منصف ٹھیرائے جائیں گے۔ درخواستیں جلد آنی چاہئیں۔

الراقم عیسائی صاحبوں کا دلی خیر خواہ میرزا غلام احمد قادیانی

۲۸؍جنوری ۱۸۹۷ء

(تعداد اشاعت ۵,۶۰۰) (مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا)

(یہ اشتہار $\frac{۲۲ \times ۱۸}{۸}$ کے نصف صفحہ پر ہے)

---

[1] نوٹ۔ اگر درخواست کرنیوالے ایک سے زیادہ ہوں تو یہ روپیہ آپس میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ منہ

(۱۶۰)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

اشتہار واجب الاظہار

دریں وقت دو قطعہ خط[۱] از طرف بعض شیعہ صاحبان بما رسیدہ۔ و درآنہا ظاہر ساختہ اند کہ یکے از بزرگان شاں الموسوم بحاجی شیخ محمد رضا طہرانی نجفی دریں روزہا وارد لاہور است۔ و آرزوئی بحث و مناظرہ بایں جانب می دارد۔ امّا ہیچ معلوم نشد کہ آں بزرگ راکدام مانع پیش آمد کہ بلا واسطہ بما خط وکتابت نتوانست کرد و حجاب وساطت را از میان نبرداشت خیر اگر ایں کار را او نکرد ما مے کنیم و مناسب می دانیم کہ ہرچہ از خدا تعالےٰ بما رسیدہ است بطور تبلیغ بدیشاں رسانیم۔ بعد ازاں اگر اوشاں را حجابے و شکے باقی ماند اختیار مے دارند کہ بصدق دل دریجا بیانید و ہمچو طالبان حق وساوس خود را دُور کنانند[۲]

---

[۱] درنامہ مرسلہ ایں لفظ طنزاً و استکباراً نیز یافتیم کہ ایں چنیں مردم کہ از معقول بے بہرہ اند قابل مخاطبت شیخ الاسلام نیستند و در مخاطبت شاں کسر شانِ حضرت شیخ است۔ مگر الحمدللہ کہ معقول پسندی شیخ صاحب در ہمیں خط معلوم شد شخصے کہ خسوف وکسوف قمر و شمس را در ساعت واحد جمع می کند و بر معقولات قرآنی ہم نظیرے ندارد یعنی بریں آیت لَا الشَّمْسُ یَنْۢبَغِیْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ☆ خدا نکند کہ او را از معقولات حظے و قسمتے باشد۔ منہ ؕ

[۲] یاد ماند کہ ما بر منکران اتمام حجت کردیم و بعد ازاں ہیچ حاجت مناظرہ نماندہ۔ ہاں ہر طالب حق را اختیار است شیخ باشد یا شاب کہ نزد ما از صدق دل بیاید و شکوک خود رفع کناند۔ ما ازینجا کہ مرجع ہزارہا طالبان حق است نتوانیم حرکت کرد۔ ہر کہ طلبے دارد بیاید بفضلہٖ تعالیٰ تسلّی ہا یابد۔ منہ ؕ

☆ یٰسٓ : ۴۱۔

پس واضح باد کہ چنانکہ از اشارات ربانی قرآن شریف و منطوق صحیح بخاری و مسلم وغیرہ کہ کتب مسلمہ و مقبولہ اہل اسلام ہستند معلوم و مفہوم می گردد حقیقت امر ایں است کہ در قضا و قدر خدا وند حکیم و علیم کہ اظہار آں در پیرایۂ پیشگوئی ہا شدہ چنیں رفتہ بود کہ در وقتے کہ بر روئے زمین عیسائیت و عیسیٰ پرستی غلبہ کند و صلیب را آں عزتے و شانے پیدا گردد کہ آنچہ از خدائے غفور و رحیم باید جست از صلیب بجویند و بخواہند کہ توحید از رُوئے زمین معدوم گردد و حملہ ہائے سخت بر مسلمانان کنند۔ در آں زماں خدائے قادر شخصے را برائے شکستن شوکت صلیب و اعانت قوم اسلام خواہد فرستاد۔ و او ہمچو مسیح ابن مریم مصدّق کتاب قوم خود و مؤید شاں خواہد شد۔ و قوم ہمچو یہود مکفّر و مکذّب او خواہند گردید۔ پس بوجہ مناسبت قصّہ تکفیر او بقصہ تکفیر مسیح نام او عیسیٰؑ خواہد بود و نام آنانکہ او را کافر خواہند گفت یہود خواہد بود۔ و ایں ہر دو نام بطور مجاز و استعارہ بودند نہ بوجہ حقیقت۔ و بنیاد غلطی از ہمیں جا اُفتاد کہ اگرچہ نام یہود بطور استعارہ دانستند امّا نام عیسیٰ بطور حقیقت خیال کردند۔ الغرض دریں ہنگام کہ فتنہ و اغلاط اناجیل محرّفہ تا بحدّے رسید کہ مردم سادہ لوح و شکم پرست فوج در فوج مُرتد شدند و بداں گونہ بر اسلام حملہ ہا کردند کہ قریب بود کہ آفتے عظیم بر دین متین فرود آید و بدین آفت آفتے دیگر ایں منضم شد کہ در قوم تقویٰ و طہارت کم گردید و در اسلام فرقہ ہائے باطلہ باکمال غلو پدید آمدند و حقیقت شناساں کم شدند۔

پس برائے استیصال ایں ہر دو فتنہ بر صدی چہار دہم مرا فرستادند۔ و از لحاظ اصلاح فتنہ ہائے اندرونی نام من مہدی موعود نہادند و از لحاظ اصلاح فتنہ ہائے بیرونی و تکفیر قوم یہود سیرت بنام عیسیٰ بن مریم مرا موسوم کردند۔ و بشارت دادند کہ ایں کسرِ صلیب بر دست تو خواہد بود و ہمچنیں فتح و غلبہ بر فرقہ ہائے باطلہ اندرونی اسلام کہ مخالف مذہب حق اہل سنت اند بنام من نوشتند۔

و مرا خدائے کہ با من است بانشانہائے غیب فرستادہ است و انوار و برکات عطا نمودہ و نورے کہ جمیع آئمہ اہل بیت را دادہ بودند و گم شدہ بود و ہماں نور بوجہ اکمل و اتم در من ظہور نمودہ است و مرا از الہامات متواترہ و آیات متکاثرہ یقین بخشیدہ اند کہ من ہماں مسیح موعود مہدی معہود و امام آخر زمانم کہ ذکر او در احادیث نبویہ و آثار سلف صالح آمدہ است و ایں دعوئے مسیحیت و مہدویت امرے نیست کہ بے دلیل باشد و نہ ترہات باطلہ کہ اصلے و حقیقتے ندارند بلکہ بر صدق دعویٰ خود ہماں قسم دلائل می داریم کہ برائے مرسلین و مبعوثین عادت الٰہی باظہار

آن رفتہ۔ اکنوں اگر منکرے بزعم خود ایں دعویٰ را خلاف قال اللہ و قال الرسول می انگارد و گمان می کند کہ خود عیسیٰ بن مریم از آسمان نازل خواہد شد او از علم قرآن و حدیث بے بہرہ[1] است۔ و اگر از اصرار خود باز نماند پس ایں بار ثبوت بر گردن او ست کہ از قرآن شریف و احادیث نبویہ حیات عیسیٰ علیہ السلام ثابت کند، لیکن ہر عاقلے میداند کہ حیات عیسیٰ علیہ السلام را ثابت کردن امریست محال و خیالیست باطل۔ چرا کہ قرآن شریف بکمال وضاحت ایں فیصلہ کردہ است کہ عیسیٰ وفات یافت۔ و مومنے را کہ عظمت کلام رب جلیل در دل خود می دارد ایں آیت کافی است کہ اللہ جلّشانہٗ می فرماید فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ[2] اکنوں اے شنوندۂ ایں آیت بغور بنگر آیا می توانی کہ بجز وفات معنی دیگر ازیں آیت بر آری۔ ہرگز ممکن نیست۔ بلکہ ہر منصفے و محققے کہ بریں آیت کریمہ غور خواہد کرد و در منطوق و مفہوم آں تاملے خواہد نمود او ازینجا بداہت نظر وفات عیسیٰ علیہ السلام خواہد فہمید و بقطع و یقین بر موت شاں ایمان خواہد آورد و بعد زیں بصیرت انکار موت را نہ صرف ضلالت بلکہ الحاد و زندقہ خواہد شمرد۔ ہاں ممکن است کہ کسے را بوجہ نادانی خود در معنی لفظ توفّی تردّدے پیدا شود۔ لیکن چوں سوئے حدیث و آثار صحابہ رجوع خواہد کرد آں ہمہ تردّد کالعدم خواہد شد۔ چرا کہ او آنجا در تفسیر ایں آیت بجز اماتت یعنی میرانیدن معنی دیگر نخواہد یافت۔ آیا نمی بینی کہ در صحیح بخاری از عبداللہ بن عباس است مُتَوَفِّيكَ مُمِيتُكَ یعنی معنی متوفیک ایں است کہ من ترا میرانندہ ام۔ و ما ہر چند سیر کتب حدیث کردیم و تمام آثار و اقوال صحابہ را دیدیم و خواندیم و شنیدیم امّا ہیچ جا نیافتیم کہ در شرح ایں آیت بجز معنے اماتت چیزے دیگر در حدیثے یا اثرے یا قولے آمدہ باشد۔ و ما بدعویٰ میگوئیم کہ ہر چہ از صحابہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم در معنی توفّی در آیت موصوفہ ثابت شدہ است آں ہمیں معنی میرانیدن است نہ غیر آں۔ نتواں گفت کہ میرانیدن مسلّم است لیکن آں موت ہنوز واقع نشدہ۔ بلکہ آئندہ واقع خواہد شد۔ زیرا آنکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام در آیہ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي میفرماید کہ فتنۂ ضلالت نصاریٰ بعد از موت من بوقوع آمدہ است نہ قبل از موت من۔ پس اگر فرض کنیم کہ وعدہ موت ہنوز بظہور نیامدہ است و حضرت عیسیٰ علیہ السلام تا ایں وقت زندہ است۔ پس بر ما واجب مے شود کہ ایں ہم قبول کنیم کہ نصاریٰ ہم تا ہنوز بر صراط مستقیم ہستند و گمراہ نشدہ اند۔

---

[1] حاشیہ: یاد باید داشت کہ مذہب اکابر و ائمہ ایں امت ہمیں است کہ عیسیٰ علیہ السلام وفات یافتہ است چنانچہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ و امام مالک رضی اللہ عنہ بداں جلالت شان قائل وفات عیسیٰ علیہ السلام ہستند و نیز ایں ہر دو بلکہ امام بخاری و دیگر اکثر اکابر سوئے عقیدہ وفات رفتہ اند۔ منہ

[2] المائدة : ۱۱۸

زیر انکه در آیت موصوفہ گمراہی عیسائیاں را بموت مسیح وابستہ کردہ اند۔ پس تا وقتیکہ عیسیٰ نمردہ باشد عیسائیاں را چگونہ گمراہ تواں گفت عجب است از عقل علماء قوم ما کہ بسوئے ایں آیت توجہ نمی کنند و نصوص صریحہ رامے گذارند و اوہام را مذہب خود می گیرند۔

غرض مُردن عیسیٰ علیہ السلام از نصوص قرآنیہ و حدیثیہ ثابت است و ہیچ کس را مجال انکار نیست بجز آں صورت کہ از قرآن و حدیث رو بگرداند یا معنی آیت بطور تفسیر بالرائے کند۔ و ہر چند درباره لفظ توفّی اتفاق اہل لغت بر ہمیں قاعدہ مستمرہ است کہ چوں در عبارتے فاعل ایں لفظ خدا باشد و مفعول بہ انسانے از انسان ہا در آں صورت معنی توفّی در میرانیدن محصور خواہد بود و بجز میرانیدن و قبض روح معنی دیگر در آنجا ہرگز نخواہد بود، لیکن ما در اینجا ضرورتے و حاجتے نمی داریم کہ سوئے کتب لغت عرب رجوع کنیم۔ ما را دریں مقام حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قول ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ آں ہر دو در صحیح بخاری موجود اند کافی است و ما خوب می دانیم کہ ہر کہ از گفتہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اعراض کند او منافقے باشد نہ مومنے پس چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لفظ توفیتنی را کہ در آیت موصوفہ است بر خود اطلاق کردہ معنی وفات را تصریح کردہ است۔ و ابن عباس بصراحت معنی آں میرانیدن نمودہ و شارح عینی سلسلہ قول ابن عباس را بتمام و کمال بیان فرمودہ۔ پس ما را بعد زیں وضاحت ہا حاجت ثبوتے دیگر نیست گو ثبوت ہائے دیگر ہم داریم۔ لغت عرب با ماست۔ عقل انسانی با ماست اقرار دیگر قوم ہا با ماست۔ اقرار اکثر آئمہ اسلام با ماست و تا ہنوز قبر عیسیٰ علیہ السلام در بلادِ شام موجود است۔

آں کس کہ بقرآں و خبر زو نرہی ایں است جوابش کہ جوابش ندہی

امّا آنچہ حضرت شیخ نجفے می گویند کہ ما قبول کردیم کہ عیسیٰ بمُرد لیکن ممکن است کہ خدا دیگر بار او را زندہ کردہ در دنیا بیارد۔ ایں قول ایشاں تا آں وقت قابل التفات نیست کہ ایشاں از قرآن شریف یا حدیث صحیح ثابت کنند کہ فلاں قبر در آخر زمان خواہد بشگافت و ازاں عیسیٰ بیرون خواہد آمد۔ زیرا آنکہ مجرد خیال کسے کہ با خود ثبوتے ندارد لائق قبول نتواند شد۔ بلکہ از طرف خود ہمچو خیالات تراشیدن و سند از قرآن و حدیث نیاوردن از طریق دیانت داری و پرہیزگاری بسیار بعید است۔ اگر ہمیں مذہب پسند خاطر است۔ پس سند باید آورد و حدیثے پیش باید کرد کہ ازاں معلوم شود کہ از فلاں گورے مسیح بیروں خواہد آمد و البتہ بعد ثابت شدن چنیں حدیثے سخت بے ایمانی خواہد بود کہ کسے آں حدیث را قبول نکند۔ مگر ایں بدقسمتی مخالفان ماست کہ

بتائید این یاوہ گوئی با ہیچ حدیثے یا آیتے در دست شان نیست ۔ نہ شہادت قرآن برحیات مسیح توانند آورد۔ ونہ از حدیثے ثابت توانند کرد کہ فلاں قبر شگافتہ خواہد شد وازاں عیسٰی بیرون خواہد آمد۔ واعتقاد حیات مسیح وصعود او بجسم عنصری چیزیست کہ ثبوت آں از قرآن وحدیث امرے محال است ۔ آرے در بعض احادیث لفظ نزول موجود است لیکن این ناداناں نمی دانند کہ اگر از لفظ عیسٰی ہماں عیسٰی مراد بودے کہ پیغمبر بنی اسرائیل بود پس بجائے لفظ نزول لفظ رجوع می بایست نہ لفظ نزول زیرانکہ ہر کہ واپس می آید او را نازل نمی گویند بلکہ راجع می گویند۔ عجب قومی است کہ از جوش تعصب محاورات لغت عرب راہم فراموش کردہ اند۔

اکنوں حاصل کلام این است کہ بر سرکار شیخ نجفی لازم است کہ ازیں دو طریق مذکورہ بالا طریقے را اختیار کنند تا روئے راستی بہ بینند و برخود خبط عشواء روا ندارند۔ یعنی یا صعود عیسٰی بجسم عنصری از قرآن وحدیث ثابت کنند یا بر گورے انگشت نہند کہ ازیں گور عیسٰی بیرون خواہد آمد۔

واما آنچہ بیان فرمودہ اند کہ خسوف کسوف در رمضان در ساعت واحد خواہد بود وہماں نشان مہدی موعود است نہ اینکہ دریں روزہا بوقوع آمدہ است - این تقریریست عجیب بہتر بودے کہ این را در عجائب خانہ فرستادندے تا ذریعہ خندیدن غمگیناں شدے ودریں ہمیں قدر عجیب نیست کہ ہیچ حدیثے واثرے صحیح ہمراہ ندارد بلکہ عجب دیگر این است کہ دعوی ہیئت دانی د این ترازتر خالی ونادانی۔ ودوستاں مارا ملزم کردہ اند وگفتہ اند کہ شمارا در علم ہیئت دخلے نیست پس این بیان شان کہ در یک ساعت خسوف کسوف جمع خواہند شد بریں امر شاہد ناطق است کہ در حقیقت اوشاں را علاوہ کمالات شیخ الاسلام بودن در فن ہیئت نیز دستگاہے عظیم است ای بندۂ خدا رحمك الله این ہیئت جدید از کجا آوردی کہ نہ سقراط ازاں خبرے داشت ونہ فیثاغورث بچہ بچہ می داند کہ ایام کسوف آفتاب بست وہفتم وبست وہشتم وبست ونہم از ماہ قمری می باشد۔ وایام خسوف قمر سیزدہم وچہاردہم وپانزدہم در قانون قدرت مقرر است پس از روئے

نوٹ :۔ حضرت شیخ الاسلام در خط خود وعدہ می فرماید کہ در چہل دقیقہ نشانے توانم نمود۔ بسیار خوب است ۔ یکے از اخبار غیب بذریعہ اشتہارے شائع فرمایند بجائے چہل دقیقہ مہلت چہل ساعت اوشاں را می دہیم ۔ پس اگر در چہل روز نشانے از ما ظاہر نشد واز ایشاں در چہل ساعت ظاہر شد یا فرض کنید کہ از ایشاں نیز در چہل روز ظاہر شد بر بزرگی اوشاں ایمان خواہیم آورد وترک دعوی خود خواہیم کرد۔ واگر نشانے از ما دریں مدت بظہور آمد واز ایشاں چیزے بظہور نیامد ہمیں دلیل بر صدق ما وکذب شاں خواہد بود۔ منہ

ہیئت اجتماع شاں در ساعت واحد چگونہ ممکن است۔ غرض ایں قاعدہ ہیئت شما آں امرے عجیب است کہ نہ صرف مارا بلکہ ہیچ ہیئت دانے را بر و اطلاعے نیست۔ خوب است دعویٰ علم ہیئت کردن باز برخلاف آں گفتن۔ زہے علم و زہے ہیئت۔

باید دانست کہ ایں حدیث دار قطنی است و دراں ایں خرافات مندرج نیست کہ بیان کردہ اند۔ بلکہ ہمیں قدر است کہ ماہتاب در اوّل شب از شب ہائے مقررہ خود منخسف خواہد شد و آفتاب در روز میانہ از روز ہائے کسوف خود منکسف خواہد گردید۔ و دراں دو شرط لازم خواہد بود۔ اوّل اینکہ ہر دو خسوف کسوف در ماہ رمضان خواہد بود۔ دوم اینکہ ایں ہر دو بر صدقِ مدّعی مہدویت نشان خواہند بود یعنی در آں وقت ایں ہر دو نشان بظہور خواہند آمد کہ تکذیب مہدی خواہد شد۔ و ایں ہیئت کذائی کہ خسوف کسوف در رمضان جمع شود و یک مدعی مہدویت نیز در آں وقت موجود باشد۔ ایں اتفاق پیش از من کسے را میسّر نشدہ از آدم تا وقتِ من۔ مضمون حدیث ہمیں قدر است۔ بحمداللہ کہ مصداق آں ہستم و بریں چیزے افزودن خیانت[1] و دجل است ؎

والسلام علیٰ من اتّبع الھدٰی۔

المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی

(یکم فروری ۱۸۹۷ء)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے چار صفحوں پر ہے)

---

[1] حاشیہ: یکے از خیانت ہائے صاحب راقم ایں است کہ ذکر آتھم عیسائی خلاف واقع می کند۔ اگر روایتے غلط رسیدہ بود کار مومناں نیست کہ ہر خرافات بے اصل را متمسک بہا گردانند تا وقتیکہ تحقیق نکنند۔ غرض ما در آں نامۂ پُر گزاف ذکر خلاف واقعہ آتھم عیسائی را بافسوس خواندیم۔ واضح باد کہ دربارہ آتھم مذکور حقیقت امر ایں است کہ ما دربارہ موت او از الہام خدائے عزّوجل پیشگوئی کردہ بودیم کہ اگر او بر شوخی و بے باکی خود ثابت بماند و رجوع بحق نکرد در پانزدہ ۱۵ ماہ خواہد مرد۔ پس آتھم مذکور در ہماں جلسہ الفاظ رجوع بر زبان راند۔ و چوں او را گفتہ شد کہ تو حضرت سیّد الرسل صلی اللہ علیہ وسلم را در کتاب خود دجّال نام نہادی ایں سزائے آں بدکرداری تست۔ او ہراساں و ترساں ہر دو دست خود بر گوش نہاد۔ و بسیار از بسیار عجز و نیاز ظاہر کرد و رنگ او زرد شد و خوفے بر دل او مستولی گشت۔ و ہماں وقت علامات رجوع او از بے باکی خود بر چہرہ او ہویدا و آشکار گشت۔ چنانکہ قریب بہ ہفتاد کس از مردم معزز مسلماناں و نصاریٰ ایں حالت او را بچشم خود مشاہدہ کردند و گفتگوئے

بقیہ حاشیہ :۔

عجز و نیاز او را شنیدند۔ بعد ازاں تا انجام پیشگوئی چیزے از گستاخی ہائے سابقہ بر زبان نراند و ہیچ کس ثابت نتواند کردہ کہ در میعاد پیشگوئی ہیچ کلمہ تحقیر بر زبان او جاری شدہ باشد۔ بلکہ او اقرار خوف خود بارہا کرد و ترساں ولرزاں میعاد را گذرانید۔ ہمیں رجوع او از بے باکی بود کہ در موت او تاخیر انداخت☆۔ باز چوں پس از گذاشتن میعاد باشیاطین خود آمیخت و دید کہ ایام گذشتند حالت خود را تغیر داد۔ پس بعد از تغیر حسب الہام ما خدا او را بگرفت وذائقہ موت وہاویہ اورا چشانید۔ و پیشگوئی خود را باکمل وجوہ باتمام رسانید و روئے پادریاں و ہم سخناں ایشاں از مولویاں سیاہ کرد۔ وعجیب تر اینکہ ایں پیشگوئی در کتاب من یعنی در براہین احمدیہ دوازدہ سال قبل از واقعہ آتم در سلسلہ الہامات الٰہیہ مندرج شدہ است۔ پس ایں کاریست کہ از طاقت انسان برتر است واز واقعات حقہ واخفائے حق کار مومناں نیست۔ منہ

☆ و ما بعد از گذشتن میعاد پیشگوئی او را برائے قسم خوردن مجبور کردیم کہ اگر رجوع الی الحق نکردہ است قسم بخورد چار ہزار روپیہ انعام بگیرد، لیکن او باوجود سخت اصرار ما قسم نخورد و بر ہماں حالت بمرد۔ حالانکہ جواز قسم بلکہ وجوب آں عند الضرورت از انجیل بروثابت کردہ بودیم۔ منہ

نوٹ ۱: در اشتہار شیخ الاسلام صاحب در سطر ششم سخت انکار از صدق الہام ہائے ایں راقم کردہ است وگفتہ است کہ ہیچ الہامے راست ثابت نشدہ۔ پس ما دہان دروغگویاں را نتوانیم بست۔ ہاں طریق فیصلہ ایں است کہ اگر بمقابلہ پیشگوئی ہائے ما در ظہور حقانیت وکثرت تعداد پیشگوئی ہائے احدے از ائمہ مذہب خود را اقوی واکثر ثابت توانند کرد ما بر دست شاں توبہ خواہیم نمود ورنہ سزائے لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین نہ از ما بلکہ از خدائے آسماں و زمین ہا بر دروغگویاں است۔ منہ

نوٹ ۲: شیخ الاسلام صاحب در اشتہار خود سوئے من اشارت کردہ مے نویسند کہ ما و شما دست دریکدگر گرفتہ ہمدیگر داده از منارہ مسجد شاہی لاہور خود را افروافگنیم۔ ہر کہ صادق باشد محفوظ خواہد ماند۔ عجیب سوال است کہ در دنیا صرف دومرتبہ واقعہ شدہ۔ از عیسیٰ بن مریم شیخ نجدی ایں سوال کردہ بود و از من شیخ نجفی زہے مناسبت۔ پس جواب ما ہماں است کہ عیسیٰ علیہ السلام شیخ نجدی را دادہ بود۔ انجیل را ببینند تسلی خود فرمایند۔ منہ

ترجمہ ازمرتب :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار واجب الاظہار

اس وقت دو عدد خط[1] بعض شیعہ صاحبان کی طرف سے مجھے پہنچے ہیں۔اوراس میں انھوں نے ظاہر کیا ہے کہ ان کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ موسوم حاجی شیخ محمد رضا طہرانی نجفی ان دنوں لاہور وارد ہوئے ہیں۔اور اس طرف یعنی مرے ساتھ بحث ومناظرہ کی آرزو رکھتے ہیں۔لیکن یہ کچھ معلوم نہیں ہوا کہ اس بزرگ کو کونسا مانع پیش آیا کہ اس نے بلاواسطہ ہم سے خط وکتابت نہیں کی اور توسط کے حجاب کو درمیان سے نہیں اٹھایا۔ٹھیک ہے اگر اس نے یہ کام نہیں کیا ہم کرتے ہیں اور مناسب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ہمیں پہنچایا ہے ہم بطور تبلیغ ان کو پہنچاتے ہیں۔اگر اس کے بعد انہیں کوئی حجاب یا شک باقی رہے وہ اختیار رکھتے ہیں کہ وہ سچے دل سے اس جگہ آئیں اور طالبان حق کی طرح اپنے وساوس کو دور کروائیں[2]

---

[1] مرسلہ خط میں یہ لفظ طنزیہ اور متکبرآنہ انداز میں ہم پاتے ہیں کہ اس طرح کے لوگ جو معقول باتوں سے بھی بے بہرہ ہیں اور شیخ الاسلام سے مخاطب ہونے کے لائق نہیں ہیں۔ حالانکہ ایسے لوگوں کی شان میں ''حضرت شیخ'' کے الفاظ کسرِ شان کے برابر ہیں۔مگر الحمدللہ کہ معقول پسندی کیا ہے۔شیخ صاحب کے نزدیک یہ بات ہمیں اس خط سے معلوم ہوئی ہے۔وہ شخص کہ جو کسوف وخسوفِ شمس وقمر کو ساعت واحد میں جمع کرتا ہے اور قرآنی علوم میں اپنی نظیر نہیں رکھتا یعنی اس آیت کے بارے میں :یہ کہ سورج کے لئے مناسب نہیں کہ وہ چاند کو پاسکے۔خدانہ کرے کہ وہ معقولات کا حصہ اور نصیبہ رکھتا ہو۔

[2] یاد رہنا چاہیے کہ ہم نے انکار کرنے والوں کے لئے اتمام حجت کر دیا ہے۔اس کے بعد اب کسی مناظرہ کی ضرورت نہیں رہی۔ ہاں ہر حق کے طالب کو اختیار ہے شیخ ہو یا شاب (یعنی کوئی بڑا عالم ہو یا چھوٹا) کہ وہ ہمارے پاس صدق دل سے آئے اور اپنے شکوک دور کرے ہم اس جگہ ہزاروں طالبانِ حق کا مرجع ہیں۔ہم حرکت نہیں کر سکتے۔ ہر شخص جو طلب حق رکھتا ہے وہ آئے بفضل خدا وہ تسلی و تشفی پائے گا۔

پس واضح رہے کہ چونکہ ربانی اشاروں سے ظاہر ہے قرآن شریف اور منطوق صحیح بخاری و مسلم وغیرہ اہل اسلام کے نزدیک کتب مسلّمہ اور مقبولہ ہیں اور یہ بات ایک کو معلوم و مفہوم ہے اور اس امر کی حقیقت یہ ہے کہ خداوند کریم و حکیم کی قضاوقدر جس کا اظہار پیش گوئی کے طور پر ہوگا۔ اس طور پر گذری تھی کہ جس وقت روئے زمین پر عیسائیت اور عیسیٰ پرستی غلبہ کرے گی اور صلیب کے لئے وہ عزت اور شان پیدا ہو جائے جو خدائے رحیم و غفور سے تلاش کرنی چاہیے وہ اسے صلیب سے تلاش کریں گے اور وہ چاہیں گے کہ توحید روئے زمین سے معدوم ہو جائے اور وہ مسلمانوں پر سخت حملے کریں اس زمانے میں خدائے قادر کسی شخص کو صلیب کو توڑنے اور مسلمانوں کی اعانت کے لیے بھیجے گا۔ اور وہ مسیح ابن مریم کی طرح اپنی قوم کی کتاب کا مصدّق ہوگا اور ان کا تائید کرنے والا بھی۔ اور قوم، یہود کی طرح اس کی مکفر و مکذّب ہو جائے گی۔ پس اس قصۂ تکفیر کا مسیح کے قصۂ تکفیر سے مناسبت کی وجہ سے اس کا نام عیسےٰ ہوگا اور جو اُسے کافر کہیں گے اُن کا نام یہود ہوگا۔ اور یہ دونوں نام استعارہ کے طور پر ہوں گے نہ کہ حقیقت کے رنگ میں۔ اور بنیادی غلطی یہیں ہوئی ہے (یعنی) اگرچہ (یہاں) وہ یہود کے نام کو بطور استعارہ سمجھتے ہیں۔ لیکن وہ عیسےٰ کے نام کو بطور حقیقت خیال کرتے ہیں۔ الغرض اس وقت ہنگامہ میں محرفہ اناجیل کے واعظوں کا فتنہ اس حد تک پہنچا کہ سادہ لوح اور شکم پرست لوگ گروہ در گروہ مرتد ہونے شروع ہو گئے اور اسلام پر اس قسم کے حملے کرنے لگے کہ قریب تھا کہ دین متین پر کوئی بہت بڑی آفت نازل ہوتی اس آفت میں کوئی دوسری آفت بھی مل جاتی کہ قوم میں سے تقویٰ گم ہو جاتا اور اسلام میں باطل فرقے بڑی کثرت سے پیدا ہو جاتے اور حقیقت شناس کم ہو جاتے۔

پس ان دونوں فتنوں کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے انہوں نے مجھے چودھویں صدی کے سر پر بھیجا اور اندرونی فتنوں کی اصلاح کے لیے انہوں نے میرا نام مہدی موعود رکھا اور بیرونی فتنوں کی اصلاح کے لیے اور یہود سیرت قوم کی اصلاح کے لیے انہوں نے مجھے عیسےٰ بن مریم کے نام سے موسوم کیا۔ اور یہ خوشخبری دی کہ اس وقت کسرِ صلیب تیرے ہاتھ سے ہوگی اور اسی طرح مسلمانوں کہلانے والوں کے باطل فرقے جو مذہبِ حقِّ اہلِ سنت کے مخالف ہیں پر فتح و غلبہ کو میرے نام سے موسوم کیا۔

میرا خدا جو میرے ساتھ ہے اُس نے مجھے غیب کے نشانات کے ساتھ بھیجا ہے۔ اور اُس نے انوار و برکات ظاہر فرمائے ہیں۔ وہ نور جو اس نے تمام ائمۂ اہل بیت کو عطا فرمایا ہے اور اب وہ گم ہو چکا تھا وہی نور اکمل واتم طور پر میرے لئے ظاہر فرمایا ہے۔ اور مجھے متواتر ہونے والے الہامات اور بکثرت ظاہر ہونے والے نشانات سے یقین بخشتا ہے کہ میں وہی مسیح موعود، مہدی معہود اور امام آخر زماں ہوں جس کا ذکر احادیث نبویہ اور اسلاف صالحین کی روایات میں آتا ہے۔ اور دعویٰ مسیحیت اور مہدویت ایسا امر نہیں ہے جو بے دلیل ہو اور نہ بیہودہ اور باطل باتیں ہیں جو کوئی اصلیت اور حقیقت نہ رکھتی ہوں۔ بلکہ اپنے دعویٰ کی سچائی پر ہم وہ سب قسم کے دلائل رکھتے ہیں کہ مرسلین اور مبعوثین کے ساتھ اللہ کا جو دستور ظاہر ہو چکا ہے اب اگر کوئی منکر اپنے خیال میں یہ دعویٰ قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف سمجھتا ہے اور گمان کرتا ہے کہ خود عیسٰے بن مریم آسمان سے نازل ہوں گے وہ علم قرآن وحدیث سے بے بہرہ ہے[1]

اگر کوئی اپنے اصرار سے باز نہیں آتا تو یہ بارثبوت اس کی گردن پر ہے کہ قرآن شریف اور احادیث نبویہ سے عیسٰے علیہ السلام کی زندگی ثابت کرے۔ لیکن ہر عقلمند جانتا ہے کہ حیات عیسٰے علیہ السلام کو ثابت کرنا ایک محال اور باطل خیال ہے۔ اس لئے کہ قرآن شریف نے بڑی وضاحت سے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ عیسٰے وفات پاچکے ہیں اور ایسا مومن جو اپنے دل میں ربّ جلیل کے کلام کی عظمت رکھتا ہے اس کے لئے یہ آیت کافی ہے۔ اللہ جلشانہ فرماتا ہے فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ[2] اب اے اس آیت کے سننے والے غور سے دیکھ کہ کیا تو طاقت رکھتا ہے کہ اس آیت سے وفات کے علاوہ کوئی دیگر معنی نکال سکے۔ یہ ہرگز ممکن نہیں بلکہ ہر منصف اور محقق کہ جو

---

[1] یاد رکھنا چاہئے کہ اکابر کا مذہب اور اس امت کے ائمہ کا مذہب یہی ہے کہ عیسٰے علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔ چنانچہ امام ابن حزم رحمۃ اللہ علیہ اور امام مالک رضی اللہ عنہ اپنی جلالتِ شان کے باوجود عیسٰے علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔ نہ صرف یہ دو امام بلکہ امام بخاری اور دیگر اکثر اکابر وفات کے عقیدے کی طرف گئے ہیں۔

[2] المائدۃ: ۱۱۸

آیت کریمہ پر غور کرے گا وہ (قرآن کے) منطوق ومفہوم میں غور کرے گا وہ ہدایت نظر کے ساتھ عیسٰے علیہ السلام کی وفات ہی سمجھے گا اور قطعی ویقینی طور پر ان کی وفات پر ہی ایمان لائے گا۔ اور حضرت عیسٰیؑ کی وفات پر بصیرت حاصل ہوجانے کے بعد موتِ عیسٰیؑ سے انکار کو نہ صرف ضلالت بلکہ الحاد اور زندقیت شمار کرے گا۔ ممکن ہے کسی کو اپنی نادانی کے سبب لفظ توفی کے معنی میں تردد پیدا ہوجائے۔ لیکن جب حدیث کی طرف اور صحابہ کی روایات کی طرف رجوع کرے گا تو اس کا یہ سب تردد کالعدم ہوجائے گا۔ اس لئے کہ وہ وہاں اس آیت کی تفسیر میں بجز اماتت یعنی مارنے کے دوسرے معنے نہیں پائے گا۔ کیا تو نہیں دیکھتا صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس سے مروی ہے'' **متوفیک :ممیتک** ''یعنی **متوفیک** کے یہ معنے ہیں: میں تجھے مارنے والا ہوں۔ اور ہم نے ہر چند کہ کتب حدیث کا سیر حاصل مطالعہ کیا ہے اور تمام روایات واقوال صحابہؓ کو دیکھا اور خود ہم نے پڑھا ہے اور (لوگوں سے) سنا بھی ہے لیکن کسی جگہ نہیں پایا کہ اس کی شرح میں سوائے اماتت کے معنی کے کوئی دوسری چیز کسی حدیث یا کسی روایت یا کسی قول میں آئی ہو اور ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ جو کچھ صحابہ کرامؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توفی کے معنی میں آیت مذکورہ میں ثابت ہے وہی مارنے کے معنے ہیں کوئی اور نہیں اور نہیں کہا جاسکتا کہ مارنا مسلم ہے لیکن وہ موت ابھی واقع نہیں ہوئی بلکہ آئندہ واقع ہوگی۔ اس لئے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام **فلما توفیتنی** والی آیت میں فرماتے ہیں کہ ضلالت نصارٰی کا فتنہ میری موت کے بعد وقوع میں آیا ہے نہ کہ میری موت سے پہلے۔ پس اگرچہ یہ فرض کریں کہ وعدۂ موت ابھی ظہور میں نہیں آیا ہے اور عیسٰے علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں پس ہم پر یہ واجب ہے کہ ہم یہ بھی قبول کرلیں کہ نصارٰی ابھی تک صراط مستقیم پر ہیں اور ابھی تک گمراہ نہیں ہوئے ہیں۔ کیونکہ مذکورہ آیت میں عیسائیوں کی گمراہی موت عیسٰے سے وابستہ ہے۔ پس جب تک عیسٰے علیہ السلام مردہ نہیں ہوں گے عیسائیوں کو کس طرح گمراہ کہا جاسکتا ہے علماء اور قوم کی عقل پر تعجب ہے کہ ہماری قوم اس آیت کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نصوص صریحہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور اوہام کو اپنے مذہب کے طور پر اختیار کرتے ہیں۔

الغرض عیسٰے علیہ السلام کی وفات نصوص قرآنیہ اور حدیثوں سے ثابت ہے اور کسی شخص کو انکار کی جرأت نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ قرآن وحدیث سے روگردانی کرے اور اس آیت کے

معنے تفسیر بالرائے کے ساتھ کرلے اور اگرچہ لفظ توفی کے معنوں پر اہل لغت کا اتفاق ہے اور اس قاعدہ مستمرہ کے مطابق ہیں کہ جب کسی عبارت میں اس لفظ کا فاعل خدا ہو اور مفعول کوئی انسان انسانوں میں سے ہو تو اس صورت میں توفی کے معنے مارنے میں محصور ہوں گے۔ اور سوائے مارنے اور قبض روح کے کوئی دیگر معنی اس جگہ نہیں ہوں گے۔ لیکن اس جگہ ہمیں ضرورت نہیں کہ ہم عرب کی لغت کی کتب کی طرف رجوع کریں۔ ہم اس جگہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن عباس کے قول کو صحیح بخاری میں پاتے ہیں۔ اور یہ دونوں کافی ہیں۔ اور ہم خوب جانتے ہیں جو کوئی قولِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اعراض کرتا ہے وہ منافق ہوگا نہ کہ مومن۔ پس چونکہ رسول اللہ علیہ وسلم نے لفظ توفیتنی کو جو مذکورہ آیت میں ہے اس کا اپنے اوپر اطلاق فرمایا ہے اور معنے وفات کے صریح طور بیان فرمائے ہیں اور ابن عباس نے ان معنوں کی وضاحت کو مارنے کے معنوں میں ظاہر کیا ہے اور شارح عینی نے ابن عباس کے قول کو بہ تمام و کمال بیان فرمایا ہے۔ پس اتنی وضاحت کے بعد ہمیں کسی ثبوت دیگر کی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ ہم دوسرے ثبوت بھی رکھتے ہیں۔ لغتِ عرب ہمارے ساتھ ہے۔ انسانی عقل ہمارے ساتھ ہے دیگر قوموں کا اقرار ہمارے ساتھ ہے اسلام کے اکثر ائمہ کا تصور و اقرار ہمارے ساتھ ہے اور بلاد شام میں ابھی تک حضرت عیسٰے علیہ السلام کی قبر موجود ہے۔

آں کس کہ بقرآن و خبر زو نرہی
ایں است جوابش کہ جوابش ندہی

لیکن جو کچھ شیخ نجفی کہتے ہیں کہ ہم قبول کرتے ہیں کہ عیسٰے علیہ السلام مر چکے ہیں۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ خدا انہیں (عیسیٰؑ کو) دوسری دفعہ زندہ کرکے دنیا میں لے آئے۔ ان کا یہ قول اس وقت تک التفات کے لائق نہیں جب تک کہ وہ اسے قرآن شریف یا حدیث سے ثابت نہیں کرتے کہ فلاں قبر آخری زمانے میں پھاڑی جائے گی اور اس میں سے عیسٰے باہر آئیں گے۔ اس لئے کہ کسی کا خیال جس کے ساتھ ثبوت نہ ہو لائق قبول نہیں ہوسکتا۔ بلکہ اپنے پاس سے ایسے خیالات تراشنا اور قرآن و حدیث سے اس کی سند پیش نہ کرنا دیانتداری اور پرہیزگاری سے بہت دور ہے۔ اگر یہی

مذہب ان کے دل کو پسند ہے۔ پس سند لانی چاہئے اور کوئی حدیث پیش کرنی چاہئے کہ جس سے معلوم ہو جائے کہ فلاں قبر سے مسیح باہر آئیں گے البتہ اس قسم کی حدیث کے ثابت ہونے کے بعد یہ سخت بے ایمانی ہوگی کہ کوئی اس حدیث کو قبول نہ کرے۔ مگر یہ بدقسمتی ہمارے مخالفین کی ہے کہ ان یاوہ گوئیوں کی تائید میں ان کے پاس کوئی حدیث اور آیت نہیں ہے۔ نہ تو قرآن کی شہادت مسیح کی حیات پر لا سکتے ہیں اور نہ وہ حدیث سے ثابت کر سکتے ہیں فلاں قبر پھاڑی جائے گی اور اس سے عیسےٰ باہر آئیں گے۔ اور عقیدہ حیات مسیح اور جسم عنصری کے ساتھ ان کا آسمان پر چڑھنا ایسی چیز ہے کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت لانا ایک محال امر ہے۔ ہاں! بعض حدیثوں میں لفظ ''نزول'' موجود ہے۔ لیکن یہ نادان نہیں جانتے ہیں کہ اس لفظ عیسیٰ سے وہی عیسےٰ مراد ہے جو بنی اسرائیل کے پیغمبر تھے پس ''نزول'' کے بجائے ''رجوع کا'' لفظ ہونا چاہئے نہ کہ ''نزول''۔ اس لئے کہ جو کوئی واپس آتا ہے اسے ''نازل'' نہیں کہتے۔ بلکہ اسے ''راجع'' کہتے ہیں۔ عجیب قوم ہے کہ اس نے تعصب کے جوش سے لغت عرب کے محاورات کو بھلا دیا ہے۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ سرکار شیخ نجفی پر لازم ہے کہ مذکورہ بالا دو طریق میں سے کسی طریق کو اختیار کریں۔ تا کہ وہ راستی کا چہرہ دیکھیں۔ اور اپنے اوپر عشو و تکبر کا خبط روانہ رکھیں۔ یعنی یا عیسےٰ کا بجسم عنصری قرآن و حدیث سے آسمان پر چڑھنا ثابت کریں۔ یا کسی قبر پر انگلی رکھیں کہ اس قبر سے

نوٹ:۔حضرت شیخ الاسلام نے اپنے خط میں وعدہ فرمایا ہے کہ میں چالیس منٹ میں نشان دکھا سکتا ہوں۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ اخبارِ غیبیہ میں سے صرف ایک بذریعہ اشتہار شائع کر دیں اور ہم انہیں (نشان دکھانے کے لئے) چالیس منٹ کی بجائے چالیس گھنٹے کی مہلت دیتے ہیں۔ پس اگر چالیس روز میں ہماری طرف سے نشان ظاہر نہ ہوا اور ان (شیخ صاحب) کی طرف سے چالیس منٹ میں نشان ظاہر ہو گیا یا بفرض محال بالمقابل ہمارے ان کی طرف سے بھی چالیس دن میں نشان ظاہر ہو گیا تب بھی ہم ان کی بزرگی پر ایمان لے آئیں گے اور اپنے دعویٰ کو ترک کر دینگے۔ لیکن اگر اس مدت میں ہماری طرف سے کسی نشان کا ظہور ہوا اور ان (شیخ صاحب) کی طرف سے کچھ بھی ظاہر نہ ہوا تو یہی ہمارے لیے دلیلِ صداقت اور ان کے کذب پر گواہ ہوگی۔ منہ

عیسٰے باہر آئیں گے۔

لیکن جوانہوں نے بیان فرمایا ہے کہ خسوف وکسوف رمضان میں ایک ہی وقت میں ہوگا اور مہدیٔ موعود کا یہی نشان ہے۔ یہ جو اِن دنوں واقع ہوا ہے یہ ایسی عجیب تقریر ہے کہ بہتر تھا کہ وہ اسے عجائب خانہ میں بھجوا دیتے تا کہ غمناک لوگوں کے لئے ہنسی کا ذریعہ ہوتا۔ اوراس میں عجیب بات نہیں ہے کہ کوئی حدیث یا صحیح روایت اس کے ساتھ نہیں ہے۔ اور دوسرا تعجب یہ ہے کہ ہئیت دانی کے دعوے کے باوجود یہ مذاق کی باتیں اور نادانی ہے۔ اور دوستوں نے ہمیں ملزم قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ آپ کو علم ہئیت سے کچھ تعلق نہیں ہے۔ پس ان کے اس بیان پر کہ ایک ہی وقت خسوف اور کسوف جمع ہوں گے اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ انہیں شیخ الاسلام کے کمالات اور فن ہئیت میں بھی دستگاہِ عظیم حاصل ہے۔ اے بندۂ خدا! رحمک اللّٰہ یہ ہئیت جدید آپ کہاں سے لائے ہیں نہ تو سقراط کو اس کی خبر تھی اور نہ فیثا غورث کو۔ بچہ بچہ جانتا ہے کہ کسوف آفتاب کے ایام: ۲۷ ر ۲۸ اور ۲۹ قمری مہینے کے ہیں۔ اور خسوف قمر کی راتیں: ۱۳ ر ۱۴ اور ۱۵ ر قمری مہینے کی ہیں اور یہ وقت قانون قدرت میں مقرر ہے۔ پس علم ہئیت کے لحاظ سے ایک ہی وقت میں ان کا اجتماع کیسے ممکن ہے۔ غرض آپ کے علم ہئیت کا یہ قاعدہ ایسا عجیب ہے کہ جس پر نہ ہمیں بلکہ کسی دوسرے ہئیت دان کو بھی اطلاع نہیں ہے۔ علم ہئیت کا دعویٰ کرنا خوب اور پھر اس کے خلاف کہنا بھی خوب ہے دعویٰ علم اور ہیئت دانی کیا خوب ہے۔

جاننا چاہئے کہ یہ حدیث دار قطنی کی ہے اور اس میں یہ خرافات درج نہیں ہین جنہیں یہ بیان کرتے ہیں۔ بلکہ اسی قدر ہے کہ چاند اپنی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات کو گہنایا جائے گا اور آفتاب گرہن کے مقررہ دنوں میں درمیانے دن گہنایا جائے گا۔ اور اس میں دو شرطیں ہوں گی پہلی یہ کہ چاند اور سورج دونوں کا گرہن رمضان میں ہوگا اور دوسری یہ کہ یہ دونوں کسی مدعی ومہدویت کے صدق کے نشان کے طور پر ہوں۔ یعنی اس وقت یہ دونوں نشان ظہور میں آئیں گے۔ اس لئے کہ مہدی کی تکذیب ہوگی اور یہ ہئیت کذائی کہ رمضان میں خسوف وکسوف جمع ہو جائے اور ایک مدعی مہدویت اس وقت موجود ہو۔ یہ ایک ایسا اتفاق ہے کہ حضرت آدمؑ سے لیکر میرے زمانہ تک

مجھ سے پہلے کسی کو میسر نہیں ہوا۔ مضمونِ حدیث اسی قدر ہے۔ بحمد اللہ کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ اس کے علاوہ اس پر کسی چیز کا بڑھانا خیانت اور دھوکا ہے۔[۱]

والسلام علی من تبع الھُدیٰ،

المشتھر میرزا غلام احمد قادیانی،

(یکم فروری ۱۸۹۷ء)

---

[۱] حاشیہ:۔ راقم صاحب کی خیانتوں میں سے ایک یہ ہے کہ آتھم عیسائی کا ذکر خلاف واقعہ کرتا ہے۔ اگر روایت غلط پہنچی تھی تو مومنوں کا کام نہیں کہ ہر قسم کی بے اصل خرافات کو مضبوطی سے پکڑ لیں تاوقتیکہ تحقیق نہ کر لیں۔ الغرض ہم نے لغو باتوں سے پر اس نامے میں آتھم عیسائی کے واقعے کو افسوس کے ساتھ پڑھا۔ واضح رہے کہ آتھم عیسائی کے مذکورہ واقعہ کی حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اس کی موت کے بارے میں خدائے عزوجل کے الہام سے یہ پیشگوئی کی تھی کہ اگر وہ اپنی شوخی اور گستاخی پر قائم رہا اور اس نے رجوع الی الحق نہ کیا تو پندرہ ماہ میں مرجائے گا۔ پس آتھم مذکور نے اسی جلسہ میں الفاظ رجوع زبان پر چلائے اور جب اسے کہا گیا کہ تو نے تو حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا نام اپنی کتاب میں دجال رکھا تھا، یہ موت کی پیشگوئی تیری اس بدکرداری کی سزا ہے۔ چنانچہ اس نے ڈرتے ہوئے اور کانپتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ کانوں پر رکھے اور بہت زیادہ عجز و نیاز ظاہر کیا اور اس کا رنگ فق ہو گیا۔ اور اس کے دل پر خوف غالب آ گیا۔ اور اس وقت اپنی بے باکی سے رجوع کی علامات اس کے چہرے پر ظاہر اور آشکارا ہوئیں۔ چنانچہ قریباً ستر افراد معززین از مسلماناں و نصاریٰ نے اس حالت میں اسے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اس کی عجز و نیازی کی گفتگو سنی۔ اس کے بعد پیشگوئی کے انجام تک سابقہ گستاخیاں زبان پر نہ لایا اور کسی شخص نے ثابت نہ کیا کہ کوئی گستاخی کا کلمہ پیشگوئی کی میعاد تک اس کی زبان سے جاری ہوا ہو۔ بلکہ اس نے اپنے خوف کا اقرار بار ہا کیا اور لرزاں و ترساں پیشگوئی کی میعاد کو گزارا۔ یہ اس کا بے باکی سے رجوع تھا کہ اس کی موت میں تاخیر ہو گئی۔☆ پس جب

☆ حاشیہ در حاشیہ:۔

پیشگوئی کی میعاد گزرنے کے بعد ہم نے اسے قسم کھانے پر مجبور کیا تھا۔ کہ اگر اس نے حق کی طرف

[illegible]

ممکن ہو یہ چندہ جلد آنا چاہیئے اور آخر پر یہ سب رقوم چھاپ کر شائع کر دی جائیں گی۔ بجز ایسے کسی صاحب کے چندہ کے جو اخفا چاہتے ہوں اور اب تک رقوم چندہ جو ہمیں وصول ہوئی ہیں بہ تفصیل ذیل ہیں۔

نام	تعداد رقم
(۱) منشی عبدالرحمٰن صاحب اہلمد محکمہ جرنیلی ریاست کپور تھلہ	للعہ ر
(۲) مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی	للعہ ر
(۳) عرب حاجی مہدی صاحب بغداد نزیل مدراس	صہ ر
(۴) سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس	صہ ر
(۵) ابراہیم سلیمان کمپنی مدراس	عہ ر
(۶) سیٹھ دالجی لالجی صاحب مدراس	صہ ر
(۷) سیٹھ صالح محمد صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس	مہ عہ ر
(۸) مولوی سلطان محمود صاحب مدراس	عـہ ر
(۹) سیٹھ اسحٰق اسمٰعیل صاحب بنگلور	مہ عـہ ر
(۱۰) میرزا خدابخش صاحب اتالیق نواب صاحب مالیر کوٹلہ	عـہ ر
(۱۱) اہلیہ میرزا صاحب موصوف	صہ ر
(۱۲) اہلیہ ہائے حکیم فضلدین صاحب بھیرہ ضلع شاہپور	صہ ر
(۱۳) شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور	ما ر
(۱۴) منشی کرم الٰہی صاحب شملہ	عما ر
(۱۵) شیخ محمد جان صاحب وزیر آباد	صہ ر

ایک صاحب کے صہ ر روپیہ وصول ہو چکے ہیں مگر ان کا نام یاد نہیں رہا۔ وہ جب فہرست دیکھ لیں تو اپنے نام سے اطلاع دیں۔

راقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۱۷ر فروری ۱۸۹۷ء

(بقلم منظور محمد در مطبع ضیاء الاسلام قادیان دارالامان طبع شد)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے دو صفحوں پر ہے)

(۱۶۲)

ضمیمہ اخبار مخبر دکن مدراس مورخہ ۱۱ مارچ ۱۸۹۷ء عیسویہ

یسوع مسیح کے نشانوں کا اس راقم کے نشانوں سے مقابلہ اور ایک پادری صاحب کا جواب

●

کچھ دن ہوئے ہیں کہ اس راقم نے حضرات پادری صاحبوں کو مخاطب کر کے یہ اشتہار[1] شائع کیا تھا کہ اگر حضرات موصوفین یسوع کے نشانوں کو میرے نشانوں سے قوت ثبوت اور کثرت تعداد میں بڑھے ہوئے ثابت کر سکیں تو میں اُن کو ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔

اس اشتہار کے جواب میں جو کچھ بعض پادری صاحبوں نے لکھا ہے وہ اخبار عام ۲۳ فروری ۱۸۹۷ء میں بحوالہ کرسچین ایڈووکیٹ چھپ گیا ہے۔ چنانچہ مجیب صاحب نے اوّل انجیل کی عبارت لکھ کر اس بات پر زور دیا ہے کہ جھوٹے رسول اور جھوٹے مسیح بھی ایسے بڑے بڑے نشان دکھلا سکتے ہیں کہ اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کریں، لیکن ظاہر ہے کہ یہ عبارت انجیل جو صاحب راقم نے پیش کی ہے اُن کے مدعا کو کچھ فائدہ بخش نہیں بلکہ اس سے وہ خود زیر الزام آتے ہیں کیونکہ جس حالت میں اسی قسم کے نشانوں پر بھروسہ کر کے یسوع کو خدا بنا دیا گیا ہے تو یہ بڑا ظلم ہوگا کہ دوسرا شخص ایسے ہی نشان بلکہ بقول یسوع بڑے بڑے نشان بھی دکھلا کر ایک سچا ملہم بھی نہ ٹھیر سکے۔ یہ منطق تو ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ یسوع کی ذات کے لیے وہ نشان ایسے سمجھے جائیں جس سے اس کی الوہیت بپایہ ثبوت پہنچ جائے اور اس کے خدا ہونے میں کچھ بھی کسر نہ رہے۔ پھر جب وہی نشان بلکہ بقول یسوع اُن سے بھی کچھ بڑھ چڑھ کر کسی دوسرے مدعی الہام سے صادر ہوں تو اس بے چارے کا ملہم ہونا بھی اُن سے ثابت نہ ہو سکے۔ یہ کس قسم کا اصول اور قاعدہ ہے؟ کیا کوئی سمجھ سکتا ہے؟

---

[1] دیکھئے جلد ھذا صفحہ ۱۷،۱۸ اشتہار نمبر ۱۵۹ (المرتب)

پھر مسیحیوں کو اس پر بھی اصرار ہے کہ یسوع کے نشان اقتداری نشان ہیں۔ تبھی تو وہ خدا ہے! بہت خوب! لیکن ذرا ٹھیر کر سوچو کہ اگر جھوٹے نبی سے نشان ظاہر ہوں تو وہ اقتداری ہی کہلائیں گے نہ اور کچھ۔ کیونکہ جھوٹا خدا سے دُعا نہیں کرتا اور نہ خدا سے کچھ میل رکھتا ہے۔ سو اگر وہ کوئی نشان دکھلاوے تو اس میں کیا شک ہے کہ اپنے اقتدار سے ہی دکھلاتے گا نہ خدا سے۔ پس ایسے اقتداری نشانوں سے اگر خدائی ثابت ہو سکتی ہے تو ایک کاذب کی خدائی یسوع کی خدائی سے باعتبار ثبوت کے اوّل درجہ پر ہے۔ یسوع کے اقتداری نشانوں میں شُبہ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ راستباز تھا۔ ممکن ہے کہ اس نے نشانوں کے دکھلانے میں خدا سے مدد پائی ہو لیکن کاذب کے اقتداری نشانوں میں اس شُبہ کا ذرہ دخل نہیں کیونکہ وہ راستباز نہیں اور نہ خدا سے کچھ مدد پا سکتا ہے اور نہ خدا اُس سے کچھ جوڑ اور تعلق رکھتا ہے پس اس مسیحی اصول کے موافق اگر کاذب بڑے بڑے نشان دکھلاوے تو نبوت کیا اُس کی تو خدائی بھی نہایت صفائی سے ثابت ہو سکتی ہے۔ سچے نشانوں کے امکان صدور کے لیے مسیح کا سرٹیفکیٹ کافی ہے۔ پھر ایک کذّاب کے خدا بن جانے میں کیا مشکلات ہیں۔ مَیں حیران ہوں کہ عیسائی صاحبوں نے ان عبارتوں کو کیوں پیش کر دیا۔ ان کو تو مخفی رکھنا چاہیئے تھا۔ اب تو وہی بات ہوئی کہ تبر خویش برپائے خویش۔

دوسرا جواب مجیب صاحب نے یہ دیا ہے کہ یسوع مسیح مُردوں کو زندہ کرتا اور جذامیوں وغیرہ کو صاف کرتا تھا، لیکن افسوس کہ صاحب راقم نے اس جواب کے وقت میرے اشتہار کے اس فقرہ کو نہیں پڑھا کہ قوت ثبوت میں موازنہ کیا جائے گا۔ افسوس انہوں نے یہ کیسی جلدی کی کہ قصّوں اور کہانیوں کو پیش کر دیا۔ صاحبو! مسیح کا مُردوں کو زندہ کرنا وغیرہ امور یہ سب ایسے قصّے ہیں کہ جن کو خود یورپ کے محقق بنظرِ استہزاء دیکھتے ہیں۔ ان کا نام ثبوت رکھنا اگر سادہ لوحی نہ ہو تو اور کیا ہے اور اگر ثبوت اسی کو کہتے ہیں تو پھر دوسری قوموں کا کیا قصور ہے کہ اُن کے خداؤں کو قبول نہیں کیا جاتا۔ کیا اُن کے دفتروں اور کتابوں میں اس قسم کے قصّے بکثرت بھرے ہوئے نہیں ہیں؟ دنیا میں اکثر یہی فساد بہت پھیل رہا ہے کہ لوگ دعویٰ اور دلیل میں فرق نہیں کرتے۔ کون اس بات کو نہیں جانتا کہ یہود جن کے لیے یسوع بھیجا گیا تھا وہ سب اس کے معجزات سے صاف منکر ہیں۔ اب تک اُن کی پُرانی کتابوں سے لے کر آخری تالیفات تک میں یہی واویلا ہے کہ اس سے کوئی بھی معجزہ نہیں ہوا۔ چنانچہ بعض تاریخی کتابیں ان کی میرے پاس بھی موجود ہیں۔ پس کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ جس قوم کو مُردے زندہ کر کے دکھلائے گئے اور اُن کے جذامی اچھے کئے

گئے اور اُن کے مادرزاد اندھوں کی آنکھیں کھول گئیں۔ وہ قدیم سے قطعاً ان باتوں سے منکر چلے آویں اور کوئی فرقہ اُن میں سے قائل نہ ہو۔ بھلا اگر اور نہیں تو اتنا تو چاہیئے تھا کہ جن کے باپ دادوں پر یہ احسان ہوا وہی شکر کے طور پر مانتے چلے آتے۔ سو اب اگر عیسائیوں کی انجیل یہ بیان کرتی ہے کہ مُردے زندہ ہوئے تو اس کے برخلاف یہودیوں کی بہت سی کتابیں بیان کرتی ہیں کہ ایک ٹڈی بھی زندہ نہیں ہوئی اور نہ اَور کوئی نشان ظاہر ہوا۔ تو اب کون فیصلہ کرے کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے بلکہ تین دلیل سے بظاہر یہود حق پر معلوم ہوتے ہیں۔

۱۔ اوّل یہ کہ عادت اللہ نہیں ہے کہ بار بار قبریں پھٹیں اور مُردے دُنیا میں آویں۔

۲۔ دوم یہ کہ یسُوع نے انجیل میں آپ بھی معجزات دکھلانے سے انکار کیا ہے بلکہ غصہ میں آکر معجزات مانگنے والوں کو حرامکار کہہ دیا ہے۔

۳۔ تیسرے یہود کی طرف سے یہ حجت ہے کہ اگر یسُوع میں مُردہ زندہ کرنے کی طاقت ہوتی تو وہ اپنی نبوت کے ثابت کرنے کے لیے ضرور اُس طاقت کو استعمال کرتا، لیکن جب اس سے پوچھا گیا تھا کہ مسیح سے پہلے ایلیاہ کا دوبارہ دُنیا میں آنا ضروری ہے۔ اگر تو مسیح موعود ہے تو دکھلا کہ ایلیاہ کہاں ہے تو اس نے اس وقت تاویل سے کام لیا اور کہا کہ یوحنا بن زکریا کو ایلیاہ سمجھ لو اور اسی وجہ سے یہود کے علماء اس کو قبول نہ کر سکے۔ پس اگر اس کو زندہ کرنے کی قدرت تھی تو اس پر فرض تھا کہ وہ فی الفور ایلیاہ کو دکھلا دیتا اور تاویلوں میں نہ پڑتا۔ غرض ایسے بیہودہ قصے ثبوت میں داخل نہیں ہیں بلکہ خود ثبوت کے محتاج ہیں۔ پھر کیا مناسب تھا کہ ثبوت رؤیت کے مقابلہ پر ایسے قصوں کو پیش کیا جاتا۔

اگر کہو کہ قرآن شریف میں عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کا ذکر آیا ہے۔ سنو واضح رہے کہ قرآن شریف کوئی تاریخی کتاب نہیں اور نہ اُس نے کسی تاریخی کتاب سے ان قصوں کو نقل کیا ہے بلکہ اس کی تمام باتیں اس کی الہامی سچائی کی بنیاد پر مانی جاتی ہیں۔ سو وہ جس الہام کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ کے معجزات کا ذکر کرتا ہے اسی الہام کے ذریعہ سے یہ بھی بیان کرتا ہے کہ عیسیٰ صرف انسان تھا۔ خدا نہیں تھا اور آنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصدق تھا مکذّب نہیں تھا۔ پس اگر قرآن کی وحی پر اعتماد اور ایمان ہے تو پھر کوئی جھگڑا نہیں۔ ہم قرآن کی الہامی گواہی سے مانتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم ایک صالح آدمی اور پیغمبر تھا۔ اس نے کبھی خدا ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور آنے والے رسول پر اس کو ایمان تھا اور وہ صاحبِ معجزات تھا۔ مگر یاد رہے کہ یہ گواہی الہامی ہے نہ تاریخی۔ جو شخص قرآن کے الہام کو نہیں مانتا اس کے نزدیک یہ سب گواہی

کالعدم ہے۔ اور جو مانتا ہے وہ قرآن کے سارے بیان کو مانتا ہے۔ اگر ایمان نہیں تو یہ حوالہ بیکار ہے۔ پس جو شخص قرآن کی وحی سے انکار کرتا ہے وہ قرآن کی شہادت سے کچھ نفع نہیں اُٹھا سکتا۔ ہم نے جیسا کہ قرآن کی اس وحی کو قبول کیا ہے کہ عیسٰی علیہ السلام سے معجزات ظاہر ہوئے ایسا ہی اس وحی کو بھی قبول کیا ہے کہ وہ محض بندے اور خدا کے رسول اور ہمارے نبیؐ کے مصدق تھے اور قرآن کی شہادت کی قدر و قیمت اسی وقت تک ہے کہ جب اس کو خدا کی وحی سمجھی جاوے پس جو شخص اس کو وحی مانتا ہے وہ اس کی ساری باتیں مانتا ہے۔ وحی کے ایک حصہ کو ماننا اور دوسرے کو ردّ کرنا دیانتداروں کا کام نہیں۔ ہمارا جھگڑا اُس یسُوع کے ساتھ ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا ہے نہ اس برگزیدہ نبی کے ساتھ جس کا ذکر قرآن کی وحی نے معہ تمام لوازم کے کیا ہے۔

راقم خاکسار **غلام احمدؐ** قادیانی

۲۸؍ فروری ۱۸۹۷ء

(یہ اشتہار ضمیمہ اخبار مخبر دکن مدراس کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۶۴)

خدا کی لعنت اور کسرِ صلیب

چونکہ عیسائیوں کا یہ ایک متفق علیہ عقیدہ ہے کہ یسُوع مصلوب ہو کر تین دن کے لیے لعنتی ہو گیا تھا اور تمام مدار نجات کا ان کے نزدیک اسی لعنت پر ہے تو اس لعنت کے مفہوم کی رو سے ایک ایسا سخت اعتراض وارد ہوتا ہے جس سے تمام عقیدہ تثلیث اور کفارہ اور نیز گناہوں کی معافی کا مسئلہ کالعدم ہو کر اس کا باطل ہونا بدیہی طور پر ثابت ہو جاتا ہے۔ اگر کسی کو اس مذہب کی حمایت منظور ہے تو جلد جواب دے۔ ورنہ دیکھو یہ ساری عمارت گر گئی اور اس کا گرنا ایسا سخت ہوا کہ سب عیسائی عقیدے اس کے نیچے کچلے گئے۔ نہ تثلیث رہی نہ کفارہ نہ گناہوں کی معافی۔ خدا کی قدرت دیکھو کہ کیسا کسرِ صلیب ہؤا !!!

اب ہم صفائی اعتراض کے لیے پہلے لغت کی رُو سے لعنت کے لفظ کے معنی کرتے ہیں اور پھر اعتراض کو بیان کر دیں گے۔ سو جاننا چاہیئے کہ لسان العرب میں کہ جو لغت کی ایک پرانی کتاب اسلامی تالیفات میں سے ہے۔ اور ایسا ہی قطر المحیط اور محیط اور اقرب الموارد میں جو دو عیسائیوں کی تالیفات ہیں جو حال میں بمقام بیروت چھپ کر شائع ہوئی ہیں اور ایسا ہی کتب لغت کی تمام کتابوں میں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں، لعنت کے معنے یہ لکھے ہیں۔
اللعن الابعاد والطرد من الخیر ومن اللّٰہ ومن الخلق ومن ابعدہ اللّٰہ لم تلحقہ رحمتہ وخلّد فی العذاب واللعین الشیطان والممسوخ وقال الشماخ مقام الذئب کالرجل اللعین[1] یعنی لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ لعنتی اس کو کہتے ہیں جو ہر یک خیر و خوبی اور ہر قسم کی ذاتی صلاحیت اور خدا کی رحمت اور خدا کی معرفت سے بکلی بے بہرہ اور بے نصیب ہو جائے اور ہمیشہ کے عذاب میں پڑے یعنی اس کا دل بکلّی سیاہ ہو جائے اور بڑی

---

[1] لعن کا لفظ عربی اور عبرانی میں مشترک ہے۔ منہ

نیکی سے لے کر چھوٹی نیکی تک کوئی خیر کی بات اس کے نفس میں باقی نہ رہے اور شیطان بن جائے اور اس کا اندر مسخ ہوجائے یعنی کتّوں اور سوروں اور بندروں کی خاصیت اس کے نفس میں پیدا ہوجائے اور شمارح نے ایک شعر میں لعنتی انسان کا نام بھیڑیا رکھا ہے۔ اس مشابہت سے کہ لعنتی کا باطن مسخ ہوجاتا ہے۔ تم کلامہم۔ ایسا ہی عرف عام میں بھی جب یہ بولا جاتا ہے کہ فلاں شخص پر خدا کی لعنت ہے تو ہر یک ادنیٰ اعلیٰ یہی سمجھتا ہے کہ وہ شخص خدا کی نظر میں واقعی طور پر پلید باطن اور بے ایمان اور شیطان ہے اور خدا اس سے بیزار اور وہ خدا سے روگردان ہے۔

اب اعتراض یہ ہے کہ جس حالت میں لعنت کی حقیقت یہ ہوئی کہ ملعون ہونے کی حالت میں انسان کے تمام تعلقات خدا سے ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کا نفس پلید اور اس کا دل سیاہ ہوجاتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا سے بھی روگردانی اختیار کرتا ہے اور اس میں اور شیطان میں ذرہ فرق نہیں رہتا تو اس وقت ہم حضرات پادری صاحبوں سے بکمال ادب یہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا یہ سچ ہے کہ درحقیقت یہ لعنت اپنے تمام لوازم کے ساتھ جیسا کہ ذکر کیا گیا یسوع پر خدا تعالیٰ کی طرف سے پڑ گئی تھی اور وہ خدا کی لعنت اور غضب کے نیچے آکر سیاہ دل اور خدا سے رُوگردان ہوگیا تھا میرے نزدیک تو ایسا شخص خود لعنتی ہے کہ ایسے برگزیدہ کا نام لعنتی رکھتا ہے جو دوسرے لفظوں میں سیاہ دل اور خدا سے برگشتہ اور شیطان سیرت کہنا چاہیئے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ ایسا پیارا درحقیقت اس لعنت کے نیچے آگیا تھا جو پوری پوری خدا کی دشمنی کے بغیر متحقق نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ لعنت کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ خدا لعنتی انسان کا واقعی طور پر دشمن ہوجائے اور ایسا ہی لعنتی انسان خدا کا دشمن ہوجائے اور اس دشمنی کی وجہ سے بندروں اور سوروں اور کتّوں سے بدتر ہوجائے کیونکہ بندر وغیرہ خدا تعالےٰ کے دشمن نہیں ہیں، لیکن لعنتی انسان خدا تعالیٰ کا دشمن ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ کوئی لفظ اپنے لوازم سے الگ نہیں ہوسکتا۔ جب ہم ایک کو سیاہ دل اور شیطان یا بندر اور کُتّا کہیں گے تو تبھی کہیں گے کہ جب شیطان اور بندروں اور کُتّوں کے صفات اس میں موجود ہوجائیں۔ پس جبکہ تمام دُنیا کے اتفاق سے لعنت کا یہی مفہوم ہے تو یہ دو باتیں ایک وقت میں کب جمع ہوسکتی ہیں کہ ایک شخص بمقتضائے مفہوم لعنت خدا سے برگشتہ بھی ہو اور باخدا بھی، اور خدا کا دشمن بھی ہو اور دوست بھی، اور منکر بھی ہو اور اقراری بھی۔ محبت کا تعلق لعنت کے مفہوم کو منافی ہے۔ جبھی کہ ایک پر لعنت پڑ گئی اسی وقت خدا سے جتنے قرب اور محبت اور رحم کے تعلقات تھے، تمام ٹوٹ گئے اور ایسا شخص شیطان ہوگیا۔ اور سیاہ دل اور خدا کا مُنکر

بن گیا۔ اب اگر خدانخواستہ کچھ دنوں تک یسوع پر لعنت پڑ گئی تھی تو اس وقت اس کا خدا تعالیٰ سے ابنیت کا علاقہ اور پیارا بیٹا ہونے کا لقب کیونکر باقی رہ سکتا تھا کیونکہ بیٹا ہونا تو یکطرف خود پیارا ہونا لعنت کے مفہوم کے برخلاف ہے۔ خدا کے کسی پیارے کو ایک دم کے لیے بھی شیطان کہنا کسی شیطان کا کام ہے نہ انسان کا۔ پس میں نہیں سمجھ سکتا کہ کوئی شریف آدمی ایک سیکنڈ کے لیے بھی یسوع کے لیے یہ تمام نام جائز رکھے جو لعنت کی حقیقت اور رُوح ہیں۔

پس اگر جائز نہیں تو دیکھو کہ کفارہ کی تمام عمارت گر گئی اور تثلیثی مذہب ہلاک ہو گیا اور صلیب ٹوٹ گیا۔ کیا کوئی دُنیا میں ہے جو اس کا جواب دے؟

راقم غلام احمدؐ قادیانی

(۶ / مارچ ۱۸۹۷ء)

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $\frac{۲۰\times۲۶}{۴}$ کے دو صفحوں پر ہے)

(۱۶۴)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

کرامت گرچہ بے نام ونشان است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ

عرصہ دس برس کا ہوا ہے کہ جب مَیں نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء[1] میں پنڈت لیکھرام کی نسبت خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اشتہار شائع کیا تھا کہ ان کی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے سبب سے اُن کے لیے خُدا نے عذاب کا ارادہ فرمایا ہے اور اُن کے عذاب کی تشریح مع تشریح میعاد کے ان کی مرضی پر موقوف رکھی گئی تھی۔ چنانچہ انہوں نے بطیب خاطر مجھے اجازت دے دی کہ وہ پیشگوئی مفصل طور پر شائع کر دی جائے۔ سو آخر کار وہ پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء[2] میں مفصل طور پر شائع کر دی گئی اور نہ صرف اس میں بلکہ برکات الدعا اور دوسری متفرق کتابوں اور اشتہاروں میں یہ پیشگوئی شائع ہوتی رہی جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ عذاب کی موت معمولی تپ وغیرہ سے ظہور میں نہیں آئے گی اور پنڈت مذکور معمولی بیماریوں سے نہیں بلکہ خُدا کے قہری نشان میں ماخوذ ہو کر انتقال کرے گا اور اس پیشگوئی کے لیے ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء سے چھ برس کی میعاد مقرر ہوئی تھی۔ سو آج آریہ صاحبوں کے ایک اشتہار سے یہ خبر ملی ہے جو پنڈت مذکور ۷ مارچ ۱۸۹۷ء کو دھرم پر بلیدان ہو گیا۔

اگرچہ انسانی ہمدردی کی رُو سے ہمیں افسوس ہے کہ اس کی موت ایک سخت مصیبت اور آفت اور ناگہانی حادثہ کے طور پر عین جوانی کے عالم میں ہوئی۔ لیکن دوسرے پہلو کی رُو سے ہم خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جو اُس کے مُونہہ کی باتیں آج پوری ہو گئیں ہمیں قسم ہے اس خدا کی جو ہمارے دل

---

[1] دیکھئے جلد اول صفحہ ۹۳ اشتہار نمبر ۳۳ (المرتب) [2] دیکھئے جلد اول صفحہ ۳۰۲، اشتہار نمبر ۹۸ (المرتب)

کو جانتا ہے کہ اگر وہ یا کوئی اور کسی خطرہ موت میں مبتلا ہوتا اور ہماری ہمدردی سے وہ بچ سکتا تو ہم کبھی فرق نہ کرتے۔ کیونکہ خدا کی باتیں بجائے خود اپنے لیے ایک وقت رکھتی ہیں۔ مگر انسان کو چاہیئے کہ انسانی اخلاق اور انسانی ہمدردی سے کسی حالت میں درگذر نہ کرے کہ یہی اعلیٰ درجہ خلق کا ہے مگر نہ ہم اور نہ کوئی اَور خدا کی قرار دادہ باتوں کو روک سکتا ہے۔ اس وقت مناسب ہے کہ ہمارے سب مخالف اپنے دلوں کو پاک کر کے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء جو آئینہ کمالات اسلام کے ساتھ شامل ہے اور اشتہار[1] ٹائٹل پیج برکات الدّعا وغیرہ کو دلی توجہ سے پڑھیں اور پاک دل ہو کر سوچیں کہ کیونکر اس موت کا خدا تعالیٰ نے پہلے نقشہ کھینچ کر دکھا دیا ہے دیکھو دُنیا میں کیسی وبائے طاعون شروع ہو گئی ہے۔ یہ غفلت اور سخت دلی کی شامت ہے۔ اب ہر یک قوم کو چاہیئے کہ عمل صالح میں کوشش کریں اور واہیات باتیں چھوڑ دیں۔

مَیں دیکھتا ہوں کہ چونکہ آتھم کی موت بالکل پیشگوئی کے مطابق ہوئی تھی اور خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ شرط کے لحاظ سے بروئے اشتہارات متواتر الہامات کے موافق وہ فوت ہو گیا تھا اور اہل نظر کے لیے قابل اطمینان صفائی کے ساتھ وہ پیشگوئی پوری ہو گئی تھی مگر اب تک بعض نے محض ہٹ دھرمی سے اپنی ضد کو نہیں چھوڑا تھا اور میری عداوت سے اسلام کی تحقیر کی بھی کچھ پروا نہیں کی تھی اس لیے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان کی موٹی عقلوں کے موافق ان پر اتمام حجت کرے۔ سو یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان ہے کیونکہ اس نے چاہا کہ اس کے بندہ کی تحقیر کرنے والے متنبہ ہو جائیں اور اپنی جانوں پر رحم کریں۔ ایسا نہ ہو کہ اسی حجاب میں گذر جائیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا تو کب کا نابود کیا جاتا۔ اب تو اس کاروبار کا زمانہ اُس سچے اور برگزیدہ نبی کے زمانہ سے برابر ہو گیا ہے جو تئیس برس اس مسافر خانہ میں رہ کر اور ایک دُنیا کو زندہ کر کے رفیق اعلیٰ کو جا ملا تھا کیونکہ الہامی سلسلہ کو اب پچیسواں ۲۵ سال چڑھا ہے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ؀

راقم خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۹ مارچ ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{4}$ کے دو صفحوں پر ہے)

---

[1] دیکھئے جلد اول صفحہ ۳۱۵، اشتہار نمبر ۱۰۱ (المرتب)

(۱۶۵)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بنگر کہ آں مؤیدمن شیخ نجف را
چنداں اماں نداد کہ تکمیل چل کند

شیخ نجفی کا خط عربی و اُردو مطبوعہ ۶ر مارچ ۱۸۹۷ء مجھ کو ملا جس کا جواب انشاء اللہ بعد میں لکھوں گا۔ اب اس وقت اس آسمانی نشان کو ظاہر کرنا منظور ہے کہ شیخ نجفی نے اپنے خط میں چالیس۴۰ دقیقہ میں نشان دکھلانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور ہم نے یکم فروری ۱۸۹۷ء سے چالیس روز میں۔ دیکھو حاشیہ اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء صفحہ ۳۔ عبارت اشتہار یہ ہے۔

اگر نشانے از ما دریں مدت یعنے چہل روز بظہور آمد و از ایشاں یعنے از شیخ نجفی چیزے بظہور نیامد ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب شاں خواہد شد۔

سو خدا کا احسان ہے کہ یکم فروری ۱۸۹۷ء سے پینتیس دن تک یعنی چالیس۴۰ دن کے اندر نشان ہلاکت لیکھرام پشاوری وقوع میں آگیا۔ اب خبردار شیخ ضال نجفی لاہور سے بھاگ نہ جاتے۔ اس کو خدا نے کھلے کھلے طور پر رُوسیاہ کیا اور مجھ پر احسان کیا۔ اب ہماری طرف سے نشان تو ہوچکا اور نجفی کا کذب کھل گیا۔ تاہم تنزّل کے طور پر ہم راضی ہیں کہ وہ مسجد شاہی کے منارہ سے اب نیچے گر کے دکھلا دے تا کہ اگر شیخ نجدی منظرین میں داخل ہے تو بارے شیخ نجفی کا قصہ تو تمام ہوا۔ اور اگر اب بھی اپنا نشان نہ دکھلایا تو لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

۱۰ر مارچ ۱۸۹۷ء

الراقم عدوّ النجدی والنجفی القادی الی الہادی مرزا غلام احمد عافاہ اللہ و ایّد

(در مطبع ضیاء الاسلام قادیان طبع شد)

(۱۶۶)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

سیّد احمد خان صاحب کے سی ایس آئی

سیّد صاحب اپنے رسالہ الدعاء والاستجابت میں اس بات سے انکاری ہیں کہ دعاء میں جو کچھ مانگا جاتے وہ دیا جائے۔ اگر سیّد صاحب کی تحریر کا یہ مطلب ہوتا کہ ہر یک دُعاء کا قبول ہونا واجب نہیں بلکہ جس دُعاء کو خدا تعالےٰ قبول فرمانا اپنے مصالح کی رُو سے پسند فرماتا ہے وہ دُعاء قبول ہو جاتی ہے۔ ورنہ نہیں۔ تو یہ قول بالکل سچ ہوتا۔ مگر سرے سے قبولیت دُعا سے انکار کرنا تو خلاف تجارب صحیحہ و عقل و نقل ہے۔ ہاں دُعاؤں کی قبولیت کے لیے اس رُوحانی حالت کی ضرورت ہے۔ جس میں انسان نفسانی جذبات اور میل غیر اللہ کا چولہ اُتار کر اور بالکل روح ہو کر خدا تعالےٰ سے جا ملتا ہے۔ ایسا شخص مظہر العجائب ہوتا ہے اور اُس کی محبت کی موجیں خدا کی محبت کی موجوں سے یوں ایک ہو جاتی ہیں جیسا کہ دو شفاف پانی دو متقارب چشموں سے جوش مار کر آپس میں مل کر بہنا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسا آدمی گویا خدا کی شکل دیکھنے کے لیے ایک آئینہ ہوتا ہے اور غیب الغیب خدا کا اس کے عجائب کاموں سے پتہ ملتا ہے۔ اُس کی دُعائیں اس کثرت سے منظور ہوتی ہیں کہ گویا دُنیا کو پوشیدہ خدا دکھا دیتا ہے۔ سو سیّد صاحب کی یہ غلطی ہے کہ دُعا قبول نہیں ہوتی۔ کاش اگر وہ چالیس دن تک بھی میرے پاس رہ جاتے تو نئے اور پاک معلومات پا لیتے۔ مگر اب شاید ہماری اور ان کی عالم آخرت میں ہی ملاقات ہوگی افسوس کہ ایک نظر دیکھنا بھی اتفاق نہیں ہوا۔ سیّد صاحب اس اشتہار کو غور سے پڑھیں کہ اب ملاقات کے عوض جو کچھ ہے یہی اشتہار ہے۔

اب اصل مطلب یہ ہے کہ کرامات الصادقین کے ٹائٹل پیج کے اخیر صفحہ پر اور برکات الدعاء کے ٹائٹل پیج کے صفحہ اول کے سر پر مَیں نے یہ عبارت لکھی ہے کہ نمونہ دُعائے مستجاب اور پھر اس میں پنڈت لیکھرام کی موت کی نسبت ایک پیشگوئی کی ہے اور کرامات الصادقین وغیرہ

میں لکھ دیا ہے کہ اس پیشگوئی کا الہام دُعا کے بعد ہوا ہے کیونکہ امر واقعی یہی تھا کہ اس شخص کی نسبت جو توہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا دُعا کی گئی تھی۔ اور خدا تعالیٰ نے صریح کشف اور الہام سے فرما دیا تھا کہ چھ برس کے عرصہ تک ایسے طور سے اُس کی زندگی کا خاتمہ کیا جائے گا جیسا کہ وقوع میں آیا۔ اب اس پیشگوئی میں حقیقت کے طالبوں کے لیے دو نئے ثبوت ملتے ہیں۔ اوّل یہ کہ خدا اپنے کسی بندہ کو ایسے عمیق غیب کی خبر دے سکتا ہے جو دُنیا کی تمام نظر میں غیر ممکن ہو۔ دوسرے یہ کہ دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اگر آپ آئینہ کمالات[۱] کا وہ اشتہار جس کے اُوپر چند شعر ہیں۔ اور کرامات الصادقین کا وہ الہام جو صفحہ آخری ٹائٹل پیج پر ہے اور برکات الدعا[۲] کے دو ورق ٹائٹل پیج کے اور نیز حاشیہ[۳] آخری صفحہ کا ایک مرتبہ پڑھ جائیں تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ آپ جیسا ایک منصف مزاج فی الفور اپنی پہلی رائے کو چھوڑ کر اس سچائی کو تعظیم کے ساتھ قبول کرلے۔ اگرچہ یہ پیشگوئی بہت ہی صاف ہے مگر مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دن بدن زیادہ صفائی کے ساتھ لوگوں کو سمجھ آتی جائے گی۔ یہانتک کہ کچھ دنوں کے بعد تاریک دلوں پر بھی اس کی ایک عظیم الشان روشنی پڑے گی۔ اکثر حصہ اس ملک کا ایسے تاریک دلوں کے ساتھ پُر ہے جن کو خبر نہیں کہ خدا بھی ہے اور اس سے ایسے تعلقات بھی ہو جایا کرتے ہیں!! پس جیسے جیسے مجھلی پتھر کو چاٹ کر واپس ہوگی ویسے ویسے اس پیشگوئی پر یقین بڑھتا جائے گا۔ مَیں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے یہ بھی صاف لفظوں میں فرمایا گیا ہے کہ پھر ایک دفعہ ہندو مذہب کا اسلام کی طرف زور کیساتھ رجوع ہوگا۔ ابھی وہ بچے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ ایک ہستی قادرِ مطلق موجود ہے! مگر وہ وقت آتا ہے کہ اُن کی آنکھیں کھلیں گی اور زندہ خدا کو اس کے عجائب کاموں کے ساتھ بجز اسلام کے اور کسی جگہ نہ پائیں گے۔

آپ کو یہ بھی یاد دلاتا ہوں۔ ایک پیشگوئی مَیں نے اشتہار[۴] ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں آپ کی نسبت بھی کی تھی کہ آپ کو اپنی عمر کے ایک حصہ میں ایک سخت غم و ہم پیش آئے گا اور اُس پیشگوئی کے شائع ہونے سے آپ کے بعض احباب ناراض ہوتے تھے اور انہوں نے اخباروں میں ردّ چھپوایا تھا، مگر آپ کو معلوم ہے کہ وہ پیشگوئی بھی بڑی ہیبت کے ساتھ پوری ہوئی

---

۱ دیکھئے جلد اول صفحہ ۳۰۳، اشتہار نمبر ۹۸ (المرتب) ۲ دیکھئے جلد اول صفحہ ۳۱۵، اشتہار نمبر ۱۰۱ (المرتب)

۳ دیکھئے جلد اول صفحہ ۳۱۷، اشتہار نمبر ۱۰۱ (المرتب) ۴ دیکھئے جلد اول صفحہ ۹۳، اشتہار نمبر ۳۳ (المرتب)

اور یکدفعہ ناگہانی طور سے ایک شریر انسان کی خیانت سے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کے نقصان کا آپ کو صدمہ پہنچا۔اس صدمہ کا اندازہ آپ کے دل کو معلوم ہوگا کہ اس قدر مسلمانوں کا مال ضائع گیا۔ میرے ایک دوست میرزا خدا بخش صاحب مسٹر سیّد محمود صاحب سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ "اگر میں اس نقصان کے وقت علیگڈھ میں موجود نہ ہوتا تو میرے والد صاحب ضرور اُس غم سے مَرجاتے" یہ بھی میرزا صاحب نے سُنا کہ آپ نے اس غم سے تین دن روٹی نہیں کھائی۔اور اس قدر قومی مال کے غم سے دل بھر گیا کہ ایک مرتبہ غشی بھی ہوگئی۔سوائے سیّد صاحب یہی حادثہ تھا جس کا اس اشتہار میں صریح ذکر ہے۔چاہو تو قبول کرو! والسلام:۔

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۱۲ر مارچ ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے دو صفحوں پر ہے (المرتب)

(۱۶۷)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

لیکھرام کی موت کے متعلق آریوں کے خیالات

اخبار عام مطبوعہ چہار شنبہ ۱۰ر مارچ ۱۸۹۷ء میں میری نسبت اشارہ کرکے یہ لکھا ہے کہ "ایک عیسائی ڈپٹی صاحب کی نسبت پیشگوئی فوت ہونے کی درعرصہ ایک سال مشتہر کی گئی تھی اور اخباروں میں اس کی چرچا تھی اور خدانخواستہ ان ایام میں اگر ڈپٹی صاحب کے ساتھ ایسا واقعہ ہوجاتا (یعنی قتل کا واقعہ) جس کا خمیازہ لیکھراج صاحب کو بھگتنا پڑا ہے، تب اَور صورت تھی" اب ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایڈیٹر صاحب کی اس تقریر کا کیا مطلب ہے، بس یہی مطلب ہے کہ اگر ڈپٹی آتھم صاحب قتل ہوجاتے تو ایڈیٹر صاحب کے خیال میں گورنمنٹ کو پیشگوئی کرنے والے کی نسبت فی الفور توجہ پیدا ہوتی اور وہ تفتیش ہوتی جواب نہیں ہے غالباً اس تقریر سے ایڈیٹر صاحب کی کوئی نیت نیک ہوگی مگر چونکہ وہ ایک سطحی خیال اور خلاف واقعہ سمجھ کا ایک داغ ساتھ رکھتی ہے اس لیے افسوس کی جگہ ہے۔ ایڈیٹر صاحب کی تقریر سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی، لیکن ہم مختصر طور پر یاد دلاتے ہیں کہ وہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پوری ہوئی۔ آتھم صاحب میرے ایک پُرانے ملاقاتی تھے۔ انہوں نے ایک مرتبہ زبانی اور ایک خاص رقعہ کے ذریعہ سے بھی الحاح کیا تھا کہ اگر میری نسبت کوئی پیشگوئی ہو۔ اور وہ سچی نکلی تو مَیں کسی قدر اپنی اصلاح کروں گا۔ سو خدا نے اُن کی نسبت یہ پیشگوئی ظاہر کی کہ وہ پندرہ مہینہ کے عرصہ میں ہاویہ میں گریں گے مگر اس شرط سے کہ اس عرصہ میں حق کی طرف انہوں نے رجوع نہ کیا ہو۔ پس چونکہ خدا کی پیشگوئی میں ایک شرط تھی اور آتھم صاحب خوفناک ہوکر اس شرط کے پابند ہوگئے تھے پس ضرور تھا کہ وہ اس شرط سے فائدہ اُٹھاتے کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا کی شرط پر کوئی عمل کرکے پھر اس سے نفع نہ اُٹھاوے۔ لہٰذا شرط کی تاثیر سے اُن کی موت میں کسی قدر تاخیر ہوگئی۔ اگر کہو کہ اس کا کیا ثبوت ہے کہ دل میں انہوں نے اسلام کی طرف رُجوع کرلیا تھا یا

اُن پر اسلامی پیشگوئی کا خوف غالب آگیا تھا تو جواب اس کا یہ ہے کہ جب خدا نے مجھے اطلاع دی کہ آتھم نے شرط سے فائدہ اُٹھایا ہے اور اس کی موت میں ہم نے کچھ تاخیر ڈال دی تو میں نے آتھم صاحب کو چار ہزار روپیہ کے انعام پر قسم کھانے کے لیے بُلایا کہ اگر در پردہ اسلام کی طرف رجوع نہیں کیا یا اسلامی ہیبت ان کے دل پر طاری نہیں ہوئی تو چاہیئے کہ میدان میں آکر قسم کھاویں یا اگر قسم نہیں تو نالش کر کے اپنے اس خوف کے وجوہ کو جس کا اُن کو اقرار ہے بپایہ اثبات پہنچاویں۔ مگر انہوں نے نہ قسم کھائی نہ نالش کی۔ باوجودیکہ اُن کو صاف اقرار تھا کہ میں میعاد پیشگوئی کے اندر ڈرتا رہا مگر اسلامی ہیبت سے نہیں بلکہ تعلیم یافتہ سانپ اور حملوں وغیرہ سے اور چونکہ وہ خوف کو چُھپا نہ سکے اس لیے یہ بہانے بناتے اور ثبوت کچھ نہ دیا اور اسی وجہ ان کو قسم کی طرف بُلایا گیا تھا تا اگر وہ سچے ہیں تو قسم کھالیں مگر باوجود چار ہزار روپیہ نقد دینے کے قسم نہ کھائی نہ نالش سے اپنے اُن بہتانوں کو ثابت کیا یہانتک کہ قبر میں داخل ہو گئے۔

میرے الہام میں یہ بھی تھا کہ اگر آتھم سچی گواہی نہیں دے گا اور نہ قسم کھائے گا تب بھی اصرار کے بعد جلد مرے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آتھم صاحب میرے آخری اشتہار سے سات مہینے کے اندر مر گئے اور عجیب تر یہ کہ اُن کے اس تمام قصہ کے بارہ برس قبل از وقوع براہین احمدیہ کے الہامات میں خبر موعود ہے دیکھو صفحہ ۲۴۱ براہین احمدیہ۔ پھر ایسی صاف اور روشن پیشگوئی کی نسبت یہ گمان کرنا کہ وہ پوری نہیں ہوئی کس قدر انصاف کا خون کرنا ہے۔ کیا آتھم صاحب کی اس پیشگوئی میں کوئی شرط نہیں تھی؟ اور اگر تھی تو کیا آتھم صاحب نے اپنے اقوال اور افعال سے اس شرط کا پورا ہونا ثابت نہیں کیا؟ کیا آتھم صاحب میرے اس الزام کو قبر میں ساتھ نہیں لے گئے کہ انہوں نے خوف کا اقرار کر کے پھر یہ ثابت کر کے نہ دکھلایا کہ وہ خوف کسی تعلیم یافتہ سانپ وغیرہ حملوں کی وجہ سے تھا نہ اسلامی پیشگوئی کے رُعب کی وجہ سے۔ وہ ہمیشہ مباحثات کرتے تھے مگر پیشگوئی کے بعد ایسے چُپ ہوئے کہ چُپ ہونے کی حالت میں ہی گذر گئے۔ پس پیشگوئی تین طور سے پُوری ہوئی۔

۱۔ اوّل اپنی شرط کی رُو سے کہ شرط پر عمل کرنے سے اس کا فائدہ آتھم کو دیا گیا۔

۲۔ دوم اخفاء شہادت کے بعد جو وعدہ موت تھا اس وعدہ کی رُو سے۔

(۳) براہین احمدیہ کے اس الہام کی رُو سے جو اس واقعہ سے بارہ برس پہلے ہو چکا تھا۔ اب سوچو کہ اس سے بڑھ کر اگر کسی پیشگوئی میں صفائی ہوگی تو اور کیا ہوگی اگر کوئی سچائی کو چھوڑ کر باتیں بناوے تو ہم اُس کا مونہہ بند نہیں کر سکتے۔ لیکن آتھم کی نسبت جو الہام کے الفاظ ہیں وہ ایسے صاف ہیں کہ ایک

حق کے طالب کو بجز اُن کے ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ اور براہین احمدیہ کا الہام جو آتھم صاحب کی نسبت ہے جو بارہ۱۲ برس پہلے اس پیشگوئی سے تقریباً تمام اسلامی دُنیا میں شایع ہو چکا ہے اس پر غور کرنے والے تو سجدہ میں گر پڑیں گے کہ کیسا عالم الغیب خدا ہے جس نے پہلے سے ان تمام آئندہ واقعات اور جھگڑوں کی خبر دے دی۔ چونکہ اکثر اہل دُنیا کو آجکل اُس برتر ہستی پر ایمان نہیں ہے اس لیے اُن کے خیالات بہ نسبت اس کے کہ نیک ظنّی کی طرف جائیں بدظنی کی طرف زیادہ جاتے ہیں۔ یہ بالکل غلطی ہے کہ گورنمنٹ نے لیکھرام کے مقدمہ میں سُستی کی ہے اور آتھم کے مقدمہ میں اگر وہ قتل ہو جاتا تو سُستی نہ کرتی۔ ہم کہتے ہیں کہ بیشک یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کو دونوں آنکھوں کی طرح برابر دیکھے کسی کی رعایت نہ کرے جیسا کہ فی الواقعہ یہ عادل گورنمنٹ ایسا ہی کر رہی ہے، لیکن مَیں پوچھتا ہوں کہ کیا کوئی گورنمنٹ خدا سے بھی لڑ سکتی ہے۔ بیشک گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کسی نابکار خونی کو پکڑے۔ اس کو پھانسی دے اور بدتر سے بدتر سزا کے ساتھ اس کو تنبیہہ کرے تا دوسرے عبرت پکڑیں اور مُلک میں امن قائم رہے۔ اگر آتھم قتل ہو جاتا تو بیشک وہ شخص پھانسی ملتا جو آتھم کا قاتل ہوتا۔ اسی طرح جب ثابت ہو گا کہ لیکھرام کا فلاں شخص قاتل ہے اور وہ گرفتار ہو گا تو ایسا ہی وہ بھی پھانسی ملیگا۔ گورنمنٹ کا اس میں کیا قصور ہے اور کونسی سُستی؟ کس قاتل کو آریہ صاحب کس ثبوت کے ساتھ گرفتار کرانا چاہتے ہیں جس کے پکڑنے میں گورنمنٹ متامل ہے، لیکن گورنمنٹ خدا کی پیشگوئیوں میں دخل نہیں دے سکتی جسقدر گورنمنٹ اس کی طرف توجہ کرے گی اسی قدر اُن پیشگوئیوں کو آسمانی اور بے لوث اور پاک پائے گی آخر یہ گورنمنٹ اہل کتاب ہے اور اس خدا سے منکر نہیں ہے جو پوشیدہ بھیدوں کو جانتا ہے اور آنے والے زمانہ کی ایسے طور سے خبر دے سکتا ہے کہ گویا وہ موجود ہے۔ کیا چھ سال کی میعاد بیان کرنا اور عید کے دوسرے دن کا پتہ دینا اور صورت موت بیان کر دینا یہ خدا سے ہونا محال ہے؟ اگر خدا سے محال ہے تو ان قیدوں کے ساتھ انسان کی اپنی پیشگوئی کیونکر ممکن ہے۔ کیا دُور دراز عرصہ سے ایسی صحیح خبریں دینا انسان کا کام ہے؟ اگر ہے تو اس کی دُنیا میں کوئی نظیر پیش کرو۔ گورنمنٹ کو یہ فخر ہونا چاہیئے کہ اس ملک میں اور اس کے زمانہ بادشاہت میں خدا اپنے بعض بندوں سے وہ تعلق پیدا کر رہا ہے کہ جو قصّوں اور کہانیوں کے طور پر کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ اس ملک پر رحمت ہے کہ آسمان زمین سے نزدیک ہو گیا ہے ورنہ دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر نہیں۔

یہ بھی ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ مختلف مقامات پنجاب سے کئی خط میرے پاس پہنچے ہیں جن میں بعض آریہ صاحبوں کے جوشوں اور نامناسب منصوبوں کا تذکرہ ہے میرے پاس وہ خط بحفاظت

موجود ہیں اور اس جگہ کے بعض آریہ کو ئی تے وہ خط دکھلا دیتے ہیں۔ چنانچہ ایک خط جو گوجرانوالہ سے ایک معزز اور رئیس کا مجھ کو پہنچا ہے اُس کا مضمون یہ ہے کہ اس جگہ دو دن تک جلسہ ماتم لیکھرام ہوتا رہا اور قاتل کے گرفتار کنندہ کے لیے ہزار روپیہ انعام قرار پایا ہے اور دو سو اُس کے لیے جو نشاندہی کرے۔ اور خارجاً سُنا گیا ہے کہ ایک خفیہ انجمن آپ کے قتل کے لیے منعقد ہوئی ہے اور[1] اس انجمن کے ممبر قریب قریب شہروں کے لوگ (جیسے لاہور، امرتسر، بٹالہ اور خاص گوجرانوالہ کے ہیں) منتخب ہوتے ہیں۔ اور تجویز یہ ہے کہ بیس ہزار روپیہ چندہ ہو کر کسی شریر طامع کو اس کام کے لیے مامور کریں تا وہ موقعہ پا کر قتل کر دے[2]۔ چنانچہ دو ہزار روپیہ تک چندہ کا بندوبست ہو بھی گیا ہے۔ باقی دوسرے شہروں اور دیہات سے وصول کیا جاتے گا۔ پھر بعد اس کے صاحب راقم لکھتے ہیں کہ اگرچہ آپ حافظ حقیقی کی حمایت میں ہیں تاہم رعایت اسباب ضروری ہے اور میرے نزدیک ایسے وقت میں شریر مسلمانوں سے بھی پرہیز لازم ہے۔ کیونکہ وہ طامع اور بدباطن ہیں کچھ تعجب نہیں کہ وہ بظاہر بیعت میں داخل ہو کر آریوں کی طمع دہی سے اس کام کے لیے جرأت کریں۔ پھر صاحب راقم لکھتے ہیں کہ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس مشورہ قتل کے سرگروہ اس شہر کے بعض وکیل اور چند عہدہ دار سرکاری اور بعض آریہ رئیس و سرگردگان لاہور کے ہیں جس قدر مجھے خبر پہنچی ہے۔ مَیں نے عرض کر دیا۔ واللہ اعلم" اور اسی کا مصدق ایک خط پنڈ دادنخاں سے اور کئی اَور جگہ سے پہنچے ہیں اور مضمون قریب قریب ہے۔ یہ سب خط محفوظ ہیں۔ اور جس جوش کو بعض آریہ صاحبوں کے اخبار نے ظاہر کیا ہے وہ بتلا رہا ہے کہ ایسے جوش کے وقت یہ خیالات بعید نہیں ہیں۔ چنانچہ ضمیمہ اخبار پنجاب سماچار لاہور میں میری نسبت یہ چند سطریں لکھی ہیں:۔

"ایک حضرت نے شاید اپنی مصنفہ کتاب موعود مسیحی میں یہ پیشگوئی بھی کی کہ پنڈت لیکھرام چھ سال کے عرصہ میں عید کے دن نہایت دردناک حالت میں مرے گا۔ یہ پیشگوئی اب قریب تھی۔ کیونکہ غالباً ۱۸۹۷ء چھٹا سال تھا اور ۵ مارچ ۱۸۹۷ء آخری عید چھٹے سال کی تھی۔ علانیہ بذریعہ

---

[1] یہی خبر اجمالاً پیسہ اخبار میں بھی لکھی ہے۔ منہ

[2] براہین احمدیہ کا وہ الہام یعنی یا عیسٰی انی متوفیک جو سترہ برس سے شائع ہو چکا ہے اس کے اس وقت خوب معنی کھلے یعنی یہ الہام حضرت عیسٰی کو اس وقت بطور تسلی بھی ہوا تھا جب یہود اُن کے مصلوب کرنے کیلئے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنے ہیں کہ مَیں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤنگا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسٰی کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔ منہ

تحریر وتقریر کہا کرتے تھے کہ پنڈت کو مار ڈالیں گے اور مزید برآں یہ کہ پنڈت اس عرصہ میں اور فلاں دن میں ایک دردناک حالت میں مریگا۔ کیا آریہ دھرم کے اس مخالف اور چند ایک کتب کے ایک خاص مصنف کو (یعنی اس عاجز کو) اس سازش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔"

اس اخبار والے نے اور ایسا ہی دوسروں نے اس پیشگوئی سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ یہ ایک منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے طور پر مشہور کیا گیا۔ جیسا کہ وہ اسی اخبار کے دوسرے صفحہ میں لکھتا ہے کہ یہ "قتل کئی ایک اشخاص کی مدت کی سوچی اور سمجھی ہوئی اور پختہ سازش کا نتیجہ ہے۔" ہم اس بات کو خود مانتے اور قبول کرتے ہیں کہ پیشگوئی کی تشریح میں بار بار تفہیم الٰہی سے یہی لکھا گیا تھا کہ وہ ہیبت ناک طور پر ظہور میں آئے گی اور نیز یہ کہ لیکھرام کی موت کسی بیماری سے نہیں ہوگی بلکہ خدا کسی ایسے کو اس پر مسلط کریگا جس کی آنکھوں سے خون ٹپکتا ہوگا۔ مگر جو پنجاب سماچار دہم مارچ ۱۸۹۷ء میں الہام کے حوالہ سے عید کا دن لکھا ہے یہ اس کی غلطی ہے۔ الہام کی عبارت یہ ہے سَتَعْرِفُ یَوْمَ الْعِیْدِ وَالْعِیْدُ اَقْرَبُ۔ یعنی تو اس نشان کے دن کو جو عید کے مانند ہے پہچان لے گا اور عید اس نشان کے دن سے بہت قریب ہوگی۔ یہ خدا نے خبر دی ہے کہ عید کا دن قتل کے دن کے ساتھ ملا ہوا ہوگا اور ایسا ہی ہوا۔ عید جمعہ کو ہوئی اور شنبہ کو جو شوال ۱۳۱۴ھ کی دوسری تاریخ تھی، لیکھرام قتل ہوگیا۔ سو اس تمام پیشگوئی کا ماحصل یہ ہے کہ یہ ایک ہیبت ناک واقعہ ہوگا جو چھ سال کے اندر وقوع میں آئیگا اور وہ دن عید کے دن سے ملا ہوا ہوگا یعنی دوسری شوال کی ہوگی۔ اب سوچو کیا یہ انسان کا کام ہے کہ تاریخ بتلائی گئی دن بتلایا گیا۔ سبب موت بتلایا گیا اور اس حادثہ کا وقوعہ ہیبت ناک طرز سے ظہور میں آنا بتلایا گیا۔ اس کا تمام نقشہ برکات الدعاء کے مضمون میں کھینچ کر دکھلایا گیا۔ کیا یہ کسی منصوبہ باز کا کام ہو سکتا ہے کہ چھ برس پہلے ایسے صریح نشانوں کے ساتھ خبر دے دے اور وہ خبر پوری ہو جائے۔ توریت گواہی دیتی ہے کہ جھوٹے نبی کی پیشگوئی کبھی پوری نہیں ہوسکتی خدا اس کے مقابل پر کھڑا ہو جاتا ہے تا دُنیا تباہ نہ ہو۔ جیسا کہ لیکھرام نے بھی ایک دنیوی چالاکی سے انہیں دنوں میں میری نسبت یہ اشتہار دیا تھا کہ تم تین برس کے عرصہ تک مرجاؤ گے۔ پس کیوں وہ کسی قاتل سے سازش نہ کر سکا تا اُس کی بات پوری ہوتی۔

ایک اور بات سوچنے کے لائق ہے کہ یہ بدگمانی کہ اُن کے کسی مُرید نے مار دیا ہوگا یہ شیطانی خیال ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ مریدوں کا مُرشد کے ساتھ ایک نازک تعلق ہوتا ہے۔ اور اعتقاد کی بناء تقویٰ اور طہارت اور نیکوکاری پر ہوتی ہے۔ لوگ جو کسی کے مُرید ہوتے ہیں وہ اسی نیت سے

مُرید ہوتے ہیں کہ وہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ شخص باخدا ہے۔ اس کے دل میں کوئی فریب اور فساد کی بات نہیں۔ پس اگر وہ ایک ایسا بدکار اور لعنتی شخص ہے کہ کسی کی موت کی جھوٹی پیشگوئی اپنی طرف سے بناتا ہے اور پھر جب اُس کی میعاد ختم ہونے پر ہوتی ہے تو کسی مُرید کے آگے ہاتھ جوڑتا ہے کہ اب میری عزّت رکھ لے اور اپنے گلے میں رسہ ڈال اور مجھے سچا کر کے دکھلا۔ اب میں منصفوں سے پوچھتا ہوں کہ کیا ایسے پلید لعنتی انسان کا یہ چال چلن دیکھ کر اور یہ شیطانی منصوبہ سُن کر کوئی مُرید اس کا معتقد ہو سکتا ہے۔ کیا وہ مُرشد کو ایک بدکار ملعون اور فاسق فاجر خیال نہیں کرے گا اور کیا وہ اس کو یہ نہیں کہے گا کہ اے بدکار! ہمارے ایمان کو خراب کرنے والے کیا تیری پیشگوئیوں کی اصلیت یہی تھی۔ کیا تیرا یہ منشاء ہے کہ جھُوٹ تُو بولے اور رسّہ دوسرے کے گلے میں پڑے اور اس طرح تیری پیشگوئی پوری ہو۔ جس قدر دُنیا میں نبی اور مُرسل گذرے ہیں یا آگے مامور اور محدث ہوں کوئی شخص اُن کے مُریدوں میں اس حالت میں داخل نہیں ہو سکتا تھا اور نہ ہو گا جبکہ اُن کو مکّار اور منصوبہ باز سمجھتا ہو۔ یہ رشتہ پیری مریدی نہایت ہی نازک رشتہ ہے۔ ادنیٰ بدظنی سے اس میں فرق آجاتا ہے۔ مَیں نے ایک دفعہ اپنے مُریدوں کی جماعت میں دیکھا کہ بعض اُن میں سے صرف اس وجہ سے میری نسبت شُبہ میں پڑ گئے کہ مَیں نے ایک عذرِ بیماری سے جس کی انہیں اطلاع نہیں تھی نماز کے قعدہ التحیات میں دہنے پیر کو کھڑا نہیں رکھا تھا۔ اتنی بات میں دو آدمی باتیں بنانے لگے اور شبہات میں پڑ گئے کہ یہ خلاف سنّت ہے۔ ایک مرتبہ چائے کی پیالی بائیں ہاتھ سے میں نے پکڑی کیونکہ میرے داہنے ہاتھ کی ہڈی ٹوٹی ہوئی اور کمزور ہے۔ اس پر بعض نے نکتہ چینی کی کہ خلاف سنّت ہے اور ہمیشہ ایسا ہوتا رہتا ہے کہ بعض نو مُرید ادنیٰ ادنیٰ باتوں پر اپنی نافہمی سے ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ خانگی امور تک نکتہ چینیاں شروع کر دیتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت موسیٰؑ کو بھی اسی طرح تکلیف دیتے تھے کیونکہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے کہ اس کے پیرو ہر ایک انسان کے قول و فعل کو راستبازی اور تقویٰ کے پیمانہ سے ناپتے ہیں اور اگر اس کے مخالف پاتے ہیں تو پھر فی الفور اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔

سو سوچنا چاہیئے کہ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے لوگ اس بدمعاش شخص کے ساتھ وفا کر سکیں جس کا تمام کاروبار مکروں اور منصوبوں سے بھرا ہوا ہے اور لوگوں کو ناحق کے خُون کرنے کے لیے مامور کرنا چاہتا ہے تا اس کا ناک نہ کٹے اور پیشگوئی پوری ہو۔ کوئی انسان عمداً اپنے ایمان کو برباد کرنا نہیں چاہتا پھر اگر ایسی سازش میں بفرضِ محال کوئی مرید شریک ہو تو تمام مُریدوں میں یہ بات کیونکر پوشیدہ رہ سکتی ہے اور ظاہر ہے کہ ہماری جماعت میں بڑے بڑے معزز داخل ہیں۔ بی۔ اے اور ایم۔ اے اور تحصیلدار اور

ڈپٹی کلکٹر اور اکسٹرا اسسٹنٹ اور بڑے بڑے تاجر اور ایک جماعت علماء و فضلا۔ تو کیا یہ تمام لُچّوں اور بدمعاشوں کا گروہ ہے۔ ہم باآواز بلند کہتے ہیں کہ ہماری جماعت نہایت نیک چلن اور مہذب اور پرہیزگار لوگ ہیں۔ کہاں ہے کوئی ایسا پلید اور لعنتی ہمارا مُرید جس کا یہ دعویٰ ہو کہ ہم نے اس کو لیکھرام کے قتل کے لیے مامور کیا تھا۔ ہم ایسے مُرشد کو اور ساتھ ہی ایسے مُرید کو کتّوں سے بدتر اور نہایت ناپاک زندگی والا خیال کرتے ہیں کہ جو اپنے گھر سے پیشگوئیاں بنا کر پھر اپنے ہاتھ سے اپنے مکر سے اپنے فریب سے اُن کے پوری ہونے کے لیے کوشش کرے اور کرادے۔

پس افسوس کہ اخبار پنجاب سماچار مطبوعہ ۱۰ / مارچ میں سازش کا الزام جو ہم پر لگایا ہے یہ کس قدر سچائی کا خون ہے۔ مَیں صاحب اخبار سے پوچھتا ہوں کہ آپ لوگوں میں بھی بڑے بڑے اوتار گذرے ہیں جیسے راجہ رامچندر صاحب اور راجہ کرشن صاحب۔ کیا آپ لوگ اُن کی نسبت یہ گمان کر سکتے ہیں کہ انہوں نے پیشگوئی کرکے پھر اپنی عزت رکھنے کے لیے ایسا حیلہ کیا ہو کہ کسی اپنے چیلہ کی منّت خوشامد کی ہو کہ اُس کو اپنی کوشش سے پُوری کرکے میری عزت رکھ لے اور پھر اُن کے چیلے اُن کو اچھا آدمی سمجھتے ہوں۔ ہاں یہ تو ہو سکتا ہے کہ ایک بدمعاش ڈاکو کے ساتھ اور چند بدمعاش جمع ہوں اور ایسے کام خُفیہ طور پر کریں۔ لیکن اس میرے مُریدوں کے سلسلہ میں جس کے ساتھ مہدی موعود اور مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی بڑے زور سے ہے یہ حرامزدگی کے کام میلان نہیں کھا سکتے۔ ہر یک مرید اس بلند دعویٰ کو دیکھ کر نہایت اعلیٰ سے اعلیٰ پرہیزگاری کا نمونہ دیکھنا چاہتا ہے۔ پس کیونکر ممکن ہے کہ دعویٰ تو یہ ہو کہ مَیں وقت کا عیسیٰ ہوں اور جھوٹی پیشگوئیوں کو اس طرح پر پورا کرنا چاہے کہ مُریدوں کے آگے ہاتھ جوڑے کہ مجھ سے قصور ہو گیا میری پردہ پوشی کرو۔ جاؤ آپ مرو اور کسی طرح میری پیشگوئی سچّی کرو۔ کیا ایسا مُردار ایک پاک جماعت کا مالک ہو سکتا ہے۔

کہاں ہے تمہارا پاک کانشنس، اے مہذب آریو؟ اور کہاں ہے فطرتی زیرکی اے آریہ کے دانشمندو!؟ ہمارا یہ اُصول ہے کہ کُل بنی نوع کی ہمدردی کرو۔ اگر ایک شخص ایک ہمسایہ ہندو کو دیکھتا ہے کہ اس کے گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نہیں اُٹھتا کہ تا آگ بجھانے میں مدد دے تو مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ مجھ سے نہیں ہے۔ اگر ایک شخص ہمارے مُریدوں میں سے دیکھتا ہے کہ ایک عیسائی کو کوئی قتل کرتا ہے اور وہ اُس کے چُھڑانے کے لیے مدد نہیں کرتا تو مَیں بالکل درست کہتا ہوں کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اسلام اس قوم کے بدمعاشوں کا ذمہ وار نہیں ہے۔ بعض ایک ایک روپیہ کے لالچ پر بچّوں کا خون کر دیتے ہیں۔ ایسی وارداتیں اکثر نفسانی اغراض سے ہوا کرتی ہیں۔ اور پھر بالخصوص ہماری جماعت جو نیکی اور پرہیزگاری سیکھنے کے لیے میرے پاس جمع ہے۔ وہ اس لیے میرے پاس

نہیں آتے کہ ڈاکوؤں کا کام مجھ سے سیکھیں اور اپنے ایمان کو برباد کریں۔ میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں۔ ہاں جہانتک ممکن ہے اُن کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں۔ اور با ایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے۔ ہم اس وقت کیونکر اور کن الفاظ سے آریہ صاحبوں کے دلوں کو تسلی دیں کہ بدمعاشی کی چالیں ہمارا طریق نہیں ہیں۔ ایک انسان کی جان جانے سے تو ہم دردمند ہیں اور خدا کی ایک پیشگوئی پوری ہونے سے ہم خوش بھی ہیں! کیوں خوش ہیں؟ صرف قوموں کی بھلائی کے لیے کاش وہ سوچیں اور سمجھیں کہ اس اعلیٰ درجہ کی صفائی کے ساتھ کئی برس پہلے خبر دینا یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ ہمارے دل کی اس وقت عجیب حالت ہے۔ درد بھی ہے اور خوشی بھی۔ درد اس لیے کہ اگر لیکھرام رجوع کرتا زیادہ نہیں تو اتنا ہی کرتا کہ وہ بدزبانیوں سے باز آجاتا تو مجھے اللہ تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس کے لیے دُعا کرتا اور میں اُمید رکھتا تھا کہ اگر وہ ٹکڑے ٹکڑے بھی کیا جاتا تب بھی زندہ ہوجاتا۔ وہ خدا جس کو مَیں جانتا ہوں اُس سے کوئی بات انہونی نہیں۔ اور خوشی اس بات کی ہے کہ پیشگوئی نہایت صفائی سے پُوری ہوئی۔ آتھم کی پیشگوئی پر بھی اُس نے دوبارہ روشنی ڈال دی۔ کاش اب لوگ سوچیں اور سمجھیں۔ اور قوموں کے درمیان سے بغض اور کینے دُور ہوجائیں کیونکہ عداوت اور دشمنی کی زندگی مرنے کے قریب ہے۔

اور اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دُور نہیں ہوسکتا اور مجھے اس قتل کی سازش میں شریک سمجھتا ہے جیسا کہ ہندو اخباروں نے ظاہر کیا ہے تو مَیں ایک نیک صلاح دیتا ہوں کہ جس سے یہ سارا قصہ فیصلہ ہوجاتے اور وہ یہ ہے کہ ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازش قتل میں شریک یا اس کے حکم سے واقعہ قتل ہوا ہے۔ پس اگر یہ صحیح نہیں ہے تو اے قادر خدا ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل کر جو ہیبت ناک عذاب ہو مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصور ہوسکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک میری بددُعا سے بچ گیا تو مَیں مجرم ہوں اور اُس سزا کے لائق کہ ایک قاتل کے لیے ہونی چاہیئے۔ اب اگر کوئی بہادر کلیجہ والا آریہ ہے جو اس طور سے تمام دُنیا کو شبہات سے چُھڑا دے تو اس طریق کو اختیار کرے یہ طریق نہایت سادہ اور راستی کا فیصلہ ہے شاید اس طریق سے ہمارے مخالف مولویوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ مَیں نے سچے دل سے یہ لکھا ہے مگر یاد رہے کہ ایسی آزمائش کرنے والا خود قادیان میں آوے۔ اس کا کرایہ میرے ذمہ ہوگا۔ جانبین کی تحریرات چھپ جائینگی اگر خدا نے اس کو ایسے عذاب سے ہلاک نہ کیا جس میں انسان کے ہاتھوں کی آمیزش نہ

ہو تو میں کاذب ٹھیروں گا۔ اور تمام دُنیا گواہ رہے کہ اس صورت میں میں اسی سزا کے لائق ٹھیروں گا جو مجرم قتل کو دینی چاہیئے۔ میں اس جگہ سے دوسرے مقام نہیں جا سکتا۔ مقابلہ کرنے والے کو آپ آنا چاہیئے۔ مگر مقابلہ کرنے والا ایسا ایک شخص ہو جو دل کا بہت بہادر اور جوان اور مضبوط ہو۔ اب بعد اس کے سخت بے حیائی ہوگی کہ کوئی غائبانہ میرے پر ایسے ناپاک شبہات کرے میں نے طریق فیصلہ آگے رکھ دیا ہے اگر میں اس کے بعد روگردان ہو جاؤں تو مجھ پر خُدا کی لعنت اور اگر کوئی اعتراض کرنے والا بہتانوں سے باز نہ آوے اور اس طریق فیصلہ سے طالب تحقیق نہ ہو تو اُس پر لعنت۔

اے شتاب کار لوگو! جیسا کہ تمہارا گمان ہے مجھے کسی قوم سے عداوت نہیں۔ ہر یک نوع انسان سے ہمدردی ہے اور جہانتک میرے بدن میں طاقت ہے اس ہمدردی کے لیے مشغول ہوں اور میں جیسا کہ قوموں کا ہمدرد ہوں۔ ایسا ہی گورنمنٹ انگریزی کا شکرگذار اور سچے دل سے اُس کا خیرخواہ ہوں اور مفسدہ پردازیوں سے بدل بیزار ہوں۔

ایک اَور نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ پنڈت لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی اس کے وقوع سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ میں اس پیشگوئی کی خبر دی گئی ہے۔ جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں یہ الہام ہے۔

لَنْ تَرْضٰی عَنْكَ الْیَهُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی۔ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِیْنَ وَبَنَاتٍۢ بِغَیْرِ عِلْمٍ۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۔ اَللّٰهُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ۔ وَیَمْكُرُوْنَ وَیَمْكُرُ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمَاكِرِیْنَ۔ اَلْفِتْنَةُ[1] هٰهُنَا۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ

---

[1] حاشیہ: براہین احمدیہ میں تین فتنوں کا ذکر ہے۔ اوّل بڑا فتنہ عیسائی پادریوں کا جنہوں نے مکاری سے تمام جہان میں شور مچا دیا کہ آتھم کی پیشگوئی جھوٹی نکلی اور یہودی صفت مولویوں اور ان کے ہم مشرب مسلمانوں کو ساتھ ملا لیا۔ دیکھو ص ۲۴۱

دوسرا فتنہ جو دوسرے درجہ پر ہے محمد حسین بٹالوی کا فتنہ ہے جس فتنہ کی نسبت براہین کے صفحہ ۵۱۰ میں یہ لکھا ہے۔ وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْ كَفَرَ اَوْقِدْ لِیْ یَا هَامَانُ لَعَلِّیْ اَطَّلِعُ اِلٰی اِلٰهِ مُوْسٰی۔ وَاِنِّیْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكَاذِبِیْنَ۔ تَبَّتْ یَدَا اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ۔ مَا كَانَ لَهٗ اَنْ یَّدْخُلَ فِیْهَا اِلَّا خَآئِفًا۔ وَمَا اَصَابَكَ فَمِنَ اللّٰهِ۔ اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا۔ فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ۔ اَلَا اِنَّهَا فِتْنَةٌ مِّنَ اللّٰهِ لِیُحِبَّ حُبًّا جَمًّا۔ حُبًّا مِّنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْاَكْرَمِ عَطَآءً غَیْرَ

اُولُوا الْعَزْمِ۔ وَ قُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ۔ وَلَا تَيْئَسْ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ رَوْحَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ۔ يَاْتِيْكَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ۔ يَنْصُرُكَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِهٖ۔ يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْۤ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِ اللّٰهِ۔ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا۔ **یعنی پادری لوگ اور یہودی صفت مسلمان تجھ سے راضی نہیں ہوں گے اور خدا کے بیٹے اور بیٹیاں انہوں نے بنا رکھی ہیں۔ ان کو کہدے کہ خدا**

(بقیہ حاشیہ)

مَجْذُوْذٍ۔ یعنی وہ زمانہ یاد رکھ کہ جب ایک منکر تجھ سے مکر کرے گا اور اپنے دوست ہامان کو کہیگا کہ فتنہ کی آگ بھڑکا کہ مَیں موسٰی کے خدا پر اطلاع پانا چاہتا ہوں اور مَیں گمان کرتا ہوں کہ وہ جھوٹا ہے۔ ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہوگئے اور وہ آپ بھی ہلاک ہوگیا۔ اس کو نہیں چاہیئے تھا کہ تکفیر اور تکذیب کے امر میں دخل دیتا۔ مگر یہ کہ ڈرتا ہوا ان باتوں کو پوچھ لیتا کہ جو اس کو سمجھ نہیں آتی تھیں اور تجھے جو کچھ پہنچے گا وہ خدا کی طرف سے ہے۔ اس جگہ ایک فتنہ ہوگا۔ پس تجھے صبر کرنا چاہیئے جیسا کہ اولوا العزم نبی صبر کرتے رہے یاد رکھ کہ وہ فتنہ خدا کی طرف سے ہوگا تا وہ تجھ سے بہت ہی پیار کرے۔ خدا کا پیار جو اللہ عزیز اکرم ہے۔ یہ وہ عطا ہے جو واپس نہیں لی جائے گی۔ اس وقت مجھے یہ سمجھ آیا ہے کہ الہام میں ہامان سے مُراد نذیر حسین محدث دہلوی ہے کیونکہ پہلے سب سے محمد حسین اس کی طرف التجا لے گیا اور یہ کہا اَوْقِدْ لِیْ یَا هَامَانُ۔ اس کا یہ مطلب ہے کہ تکفیر کی بنیاد ڈال دے تا دوسرے اس کی پیروی کریں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ نذیر حسین کی عاقبت تباہ ہے اگر توبہ کرکے نہ مرے۔ اور ممکن ہے کہ ابولہب سے مراد بھی نذیر حسین ہو اور محمد حسین کا انجام اس آیت پر ہو اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِيْلَ[1]۔ کیونکہ بعض رؤیا اس عاجز کی اس تاویل کی مؤید ہیں۔ پس خدا کے فضل سے کچھ تعجب نہیں کہ یہ متواتر تائیدوں کو دیکھ کر آخر توبہ کرے اور ہامان مارا جائے گا۔ تیسرا فتنہ جو تیسرے درجہ پر ہے لیکھرام کی موت کا فتنہ ہے یعنی آریوں کی بدگمانیاں اور ضرر رسانی کے لیے پوشیدہ کوششیں جیسا کہ پیسہ اخبار میں بھی ان کے قتل کے ارادوں کا ذکر ہے اور براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۵ میں اس فتنہ اور اس کے ساتھ کے نشان کی نسبت یہ الہام ہے مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔ اَلْفِتْنَةُ هٰهُنَا فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ اُولُو الْعَزْمِ۔ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا۔ یعنی اس جگہ ایک فتنہ ہوگا۔ پس صبر کر اور جب خدا مشکلات کے پہاڑ پر تجلی کریگا تو انہیں پاش پاش کر دیگا۔ یہ براہین احمدیہ کے الہام ہیں۔ مگر اس تحریر کے وقت ابھی ایک الہام ہوا۔ اور وہ یہ ہے " سلامت بر تو اے مرد سلامت " منہ

[1] یونس ۹۱

وہی ہے جو ایک ہے اور بے نیاز ہے۔ نہ اس کا کوئی بیٹا اور نہ وہ کسی کا باپ اور نہ کوئی اس کا ہم کفو اور یہ لوگ مکر کریں گے (یہ آتھم کے ظہور پیشگوئی کی طرف اشارہ ہے) اور خدا بھی مکر کرے گا کہ ان کو ذرہ مہلت دے گا تا اپنے جھوٹے خیالات سے خوش ہو جائیں۔ اور پھر فرمایا کہ اس وقت پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں کی طرف سے ایک فتنہ برپا ہوگا۔ پس تو صبر کر جیسا کہ اولوا العزم نبیوں نے صبر کیا اور خدا سے اپنے صدق کا ظہور مانگ یعنی دُعا کر کہ پیشگوئی کے چھپانے میں جو جو پادریوں اور یہود صفت مسلمانوں نے لوگوں کو دھوکے دیئے ہیں وہ دھوکے دُور ہو جائیں۔ اور پھر فرمایا کہ خدا کی رحمت سے نومید نہ ہو۔ کیونکہ خدا کی رحمت اس ابتلاء کے دنوں کے بعد جلد آتے گی۔ خدا کی نصرت ہر یک راہ سے آئے گی۔ لوگ دُور دُور سے تیرے پاس آئیں گے خدا نشان دکھلانے کے لیے اپنے پاس سے تیری مدد کرے گا۔ یعنی بلا واسطہ نشان دکھاتے گا۔ اور نیز وہ لوگ بھی مدد کریں گے جن کے دلوں پر ہم خود آسمان سے وحی نازل کریں گے یعنی بعض نشان بالواسطہ بھی ہم ظاہر کریں گے۔ مطلب یہ کہ بعض پیشگوئیاں براہ راست ظہور میں آئیں گی اور بعض کے ظہور کے لیے ایسے نشان واسطہ ٹھیر جائیں گے جن کے دلوں میں ہم ڈال دیں گے خدا کی باتیں کبھی نہیں ٹلیں گی اور کوئی نہیں جو اُن کو روک سکے۔ ہم پادریوں کے مکر کے بعد ایک کُھلی کُھلی فتح تجھ کو دینگے۔

ان الہامات میں خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اول پادری لوگ اور یہود صفت مسلمان مکر کے رُو سے ایک پیشگوئی کی حقیقت کو چھپائیں گے۔ تا تیری سچائی چھپی رہے اور ظاہر نہ ہو۔ پھر بعد اس کے یوں ہوگا کہ ہم ارادہ فرمائیں گے کہ تیری سچائی ظاہر ہو اور تیری پیشگوئیوں کی حقانیت کُھل جائے۔ تب ہم دو قسم کے نشان ظاہر کریں گے۔ ایک وہ جن میں انسانوں کے افعال کا دخل نہیں جیسے مذہبی جلسہ میں پہلے سے ظاہر کیا گیا کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب رہے گا اور اس پیشگوئی کے پورا کرنے میں انسانوں کا ذرہ دخل نہیں ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بلکہ مخالفانہ کوششیں ہوئیں اور ہر یک چاہتا تھا کہ میرا مضمون غالب رہے۔ آخر پیشگوئی کے مضمون کے موافق ہمارا مضمون غالب ہوا۔ اور دوسرے اُن الہامات براہین احمدیہ میں یہ وعدہ تھا کہ ہم وہ نشان ظاہر کریں گے جن میں انسانوں کے افعال کا دخل ہوگا۔ سو اس کے مطابق لیکھرام کو قتل کر دیا۔ پس ظاہر ہے کہ اس پیشگوئی میں کسی انسان کے دل کو خدا نے اُبھارا تا اس کو قتل کرے اور ہر یک پہلو سے اس کو موقعہ دیا کہ تا وہ اپنا کام انجام تک پہنچا وے[1]۔ پس خدا تعالےٰ نے جو فتح عظیم کے ذکر کرنے سے پہلے پیشگوئی کے

---

[1] پیسہ اخبار اور سفیر گورنمنٹ میں لکھا ہے کہ لیکھرام کا ایک عورت سے ناجائز تعلق تھا یعنی وہ اس عورت کے کسی

ظاہر کیے ہیں دو مختلف فقروں کو ذکر فرمایا۔ اوّل یہ کہ یَنْصُرُکَ اللّٰهُ مِنْ عِنْدِہٖ دوم یہ کہ یَنْصُرُکَ رِجَالٌ نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ۔ اس تقسیم کی یہی وجہ ہے کہ خدا تعالےٰ نے پادریوں کو شرمندہ کرنے کے لیے فرمایا کہ اگر تم نے ہمارے ایک نشان کو مخفی کرنا چاہا تو کیا حرج ہے ہم اس کے عوض میں دو نشان ظاہر کریں گے۔ ایک وہ نشان جو بلا واسطہ ہمارے ہاتھ سے ہوگا اور دوسرا وہ نشان جو ایسے لوگوں کے ہاتھ سے ظہور میں آجائے گا جن کے دلوں میں ہم ڈال دیں گے کہ تم ایسا کرو تب فتح عظیم ہوگی۔

اب انصاف سے دیکھو اور ایمان سے نظر کرو کہ یہ دونوں نشان یعنی نشان جلسہ مذاہب اور نشان موت لیکھرام ۱۷ برس بعد شائع ہونے براہین احمدیہ کے ظہور میں آتے ہیں۔ کیا یہ انسان کی طاقت ہو سکتی ہے؟ یہ بھی ظاہر ہے کہ جلسہ مذاہب سے پہلے جو اشتہار الہامی شائع کئے گئے تھے اُن میں صاف طور پر لکھا گیا تھا کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ مضمون تمام مضامین پر غالب رہے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ دیکھو اخبار سول ملٹری گزٹ۔ اخبار آبزرور۔ مخبر دکن۔ پیسہ اخبار۔ سراج الاخبار مشیر ہند۔ وزیر ہند سیالکوٹ۔ صادق الاخبار بہاولپور۔ پس یہ خدا کا بلا واسطہ فعل تھا۔ کہ ہر یک دل کی خواہش کے مخالف ان سے اقرار کرایا کہ وہی مضمون غالب رہا۔ مگر دوسرے نشان میں قاتل کے دل میں قتل کی خواہش ڈال دی اور اس طرح پر دونوں نشان بلا واسطہ اور بالواسطہ خلق اللہ کو دکھلا کر پادریوں اور اسلامی مولویوں اور ہندوؤں کے مکر کو ایک دم میں پاش پاش کر دیا۔ اور ممکن نہ تھا کہ وہ اپنی شرارتوں سے باز آجاتے جب تک خدا ایسے کھلے کھلے نشان ظاہر نہ کرتا۔

اسی کی طرف وہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۶ میں اشارہ فرماتا ہے۔ اور کہتا ہے لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَھُمُ الْبَیِّنَۃُ وَکَانَ کَیْدُھُمْ عَظِیْمًا۔ یعنی ممکن نہ تھا کہ نصاریٰ اور مخالف مسلمان اور ہندو اپنے انکاروں سے باز آجاتے جب تک اُن کو کُھلا کُھلا نشان نہ ملتا اور اُن کا مکر بہت بڑا تھا۔ پھر بعد اس کے اسی صفحہ میں فرمایا کہ اگر خدا ایسا نہ کرتا تو دُنیا میں اندھیر پڑ جاتا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ پادریوں نے آتھم کی

(بقیہ حاشیہ)

وارث کے ہاتھ سے قتل کیا گیا۔ کیسی ذلت کی موت ہے۔ اور اگر اسی کا نام شہادت ہے تو گویا یوں کہنا چاہیئے کہ وہ کسی عورت کی نگاہ کی چھری سے شہید ہو چکا تھا۔ آخر وہی چھری قہری صورت پر اس کو لگ گئی۔ اگر قتل کا سبب یہی ہے تو لیکھرام کی پاک زندگی کا خوب ثبوت ہے۔ منہ

پیشگوئی کو باعث اپنے اخفاء کے لوگوں پر مشتبہ کر دیا تھا۔ پس اگر لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی جس کی شوخیوں نے ثابت کر دیا تھا کہ وہ رجُوع کرنے والا نہیں ایسی ہی مخفی رہ جاتی تو تمام حق خاک میں مل جاتا۔ اور نادان لوگوں کے خیالات سخت ناپاک ہو جاتے اور جاہل قریب قریب دہریوں کے بن جاتے سو آسمانوں اور زمینوں کے مالک نے چاہا کہ لیکھرام حق کے اظہار کا فدیہ ہو اور سچے دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے بطور بلیدان کے ہو جاتے۔ سو وہی ہوا جو خدا نے چاہا۔

ایک انسان کے مارے جانے کی ہمدردی بجائے خود ہے۔ مگر یہ بات بہت دلوں کو تاریکی سے نکال لینے والی ہے کہ خدا نے جلسہ مذاہب کے نشان کے بعد یہ ایک عظیم الشان نشان دکھلایا۔ چاہیئے کہ ہر یک روح اس ذات کو سجدہ کرے جس نے ایک بندہ کی جان لے کر ہزاروں مُردوں کو زندہ کرنے کی بنیاد ڈالی۔ اور پھر اسی پیشگوئی کی طرف براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۲۲ میں یہ الہام اشارہ فرماتا ہے کہ "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ پاک محمد مصطفےٰ نبیوں کا سردار۔ رب الافواج اس طرف توجہ کرے گا۔ اس نشان کا مدعا یہ ہے کہ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے مُنہ کی باتیں ہیں"۔ پس جس عظیم الشان نشان کا اس الہام میں وعدہ ہے وہی نشان ہے جس سے مطابق الہام ہذا کے اعلاء کلمہ اسلام ہوا۔ اور صفحہ ۵۵۷ براہین احمدیہ میں اسی نشان کا ذکر ہے۔ جس کا پہلا فقرہ یہ ہے کہ مَیں اپنی چمکار دکھلاؤں گا یعنی ایک جلالی نشان ظاہر کرونگا اور سُرمہ چشم آریہ میں ایک کشف ہے جس کو گیارہ برس ہوگئے۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ خدا نے ایک خون کا نشان دکھلایا۔ وہ خون کپڑوں پر پڑا ہوا اب تک موجود ہے۔ یہ خون کیا تھا۔ وہی لیکھرام کا خون تھا۔ خدا کے آگے جُھک جاؤ کہ وہ برتر اور بے نیاز ہے !!!

بعض آریہ اخبار والوں نے یہ تعجب کیا کہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی کی گئی ہے اور اس کی مدت بتائی گئی، دن بتایا گیا۔ موت کا ذریعہ بتایا گیا۔ یہ باتیں کب ہو سکتی ہیں جب تک ایک بھاری سازش اس کی بنیاد نہ ہو۔ چنانچہ پرچہ ضمیمہ سماچار لاہور ۴ مارچ ۱۸۹۷ء اور ضمیمہ اُنیس ہند میرٹھ ۳ مارچ ۱۸۹۷ء نے اس بارے میں بہت زہر اُگلا ہے۔ ایڈیٹر انیس ہند اپنے پرچہ کے صفحہ ۱۳ میں یہ بھی کہتا ہے کہ "ہمارا ماتھا تو اسی وقت ٹھنکا تھا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے آپ کی وفات کی بابت پیشگوئی کی تھی ورنہ ان حضرات کو کیا علم غیب تھا؟"

اب واضح ہو کہ یہ تمام صاحب آپ اس بات کو تنقیح طلب ٹھیراتے ہیں کہ کیا خدا نے اس شخص کو علم غیب دیا تھا؟ اور کیا خدا سے ایسا ہونا ممکن ہے؟ سو اس وقت ہم بطور نمونہ بعض اور پیشگوئیوں کو درج کرتے ہیں تا ان نظائر کو دیکھ کر آریہ صاحبوں کی آنکھیں کھلیں۔ اور وہ یہ ہیں۔ اوّل۔ احمد بیگ

ہوشیار پوری کی موت کی پیشگوئی جس کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ تین برس کی میعاد میں فوت ہوجاتے گا۔ اور ضرور ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے اور مصیبتیں بھی دیکھے۔ چنانچہ اس نے اس اشتہار کے بعد اپنے پسر کے فوت ہونے کی مصیبت دیکھی اور پھر اس کی ہمشیرہ عزیزہ کی وفات کا ناگہانی واقعہ اس کی نظر کے سامنے وقوع میں آیا اور بعد اس کے وہ تین سال کی میعاد کے اندر خود بمقام ہوشیار پور فوت ہوگیا۔[1] اب بتاؤ کہ اس کی موت میں میری طرف سے کس کے ساتھ سازش ہوئی تھی؟ کیا تپ محرقہ کے ساتھ؟

دوم۔ دوسری پیشگوئی شیخ مہر علی رئیس ہوشیار پور کی مصیبت کے بارے میں تھی جو اس پر ناحق کے خون کا الزام لگایا گیا تھا۔ شیخ مذکور ہوشیار پور میں زندہ موجود ہے۔ اس کو پوچھو کہ کیا اس مقدمہ کے آثار ظاہر ہونے سے پہلے میں نے اپنے خدا سے خبر پاکر کوئی اطلاع اس کو دی ہے یا نہیں۔

سوم۔ تیسری پیشگوئی سردار محمد حیات خان جج کی نسبت اس وقت کی گئی تھی جبکہ سردار مذکور ایک ناحق کے الزام میں ماخوذ ہوگیا تھا۔ اب پوچھنا چاہیئے کہ کیا درحقیقت کوئی ایسی پیشگوئی نامبردہ کی مخلصی کے بارے میں پیش از وقت کی گئی تھی یا اب بنائی گئی ہے۔ اور مجھے یاد پڑتا ہے کہ اس پیشگوئی کا براہین میں بھی ذکر ہے۔

چہارم۔ چوتھی پیشگوئی سید احمد خان کے سی۔ ایس۔ آئی کی نسبت خدا تعالےٰ سے الہام پاکر اشتہار یکم فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی کہ اُن کو کوئی سخت صدمہ پہنچنے والا ہے۔ اب سید احمد خان صاحب کو پوچھنا چاہیئے کہ اس پیشگوئی کے بعد آپ کو کوئی ایسا سخت صدمہ پہنچا ہے یا نہیں جو معمولی ہم وغم نہ

---

[1] حاشیہ۔ اس پیشگوئی کے دو حصے تھے۔ ایک احمد بیگ کی نسبت اور ایک اس کے داماد کی نسبت اور پیشگوئی کے بعض الہامات میں جو پہلے سے شائع ہوچکے تھے یہ شرط تھی کہ توبہ اور خوف کے وقت موت میں تاخیر ڈال دی جائے گی۔ سو افسوس کہ احمد بیگ کو اس شرط سے فائدہ اُٹھانا نصیب نہ ہوا کیونکہ اس وقت اس کی بدقسمتی سے اس نے اور اس کے تمام عزیزوں نے پیشگوئی کو انسانی مکر اور فریب پر حمل کیا اور ٹھٹھا اور ہنسی شروع کردی اور وہ ہمیشہ ٹھٹھا اور ہنسی کرتے تھے کہ پیشگوئی کے وقت نے اپنا مُنہ دکھلا دیا۔ اور احمد بیگ ایک محرقہ تپ کے ایک دو دن کے حملہ سے ہی اس جہان سے رخصت ہوگیا۔ تب تو اُن کی آنکھیں کھل گئیں اور داماد کی بھی فکر پڑی اور خوف اور توبہ اور نماز روزہ میں عورتیں لگ گئیں اور مارے ڈر کے اُن کے کلیجے کانپ اُٹھے۔ پس ضرور تھا کہ اس درجہ کے خوف کے وقت خدا اپنی شرط کے موافق عمل کرتا۔ سو وہ لوگ سخت احمق اور کاذب اور ظالم ہیں جو کہتے ہیں کہ داماد کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی بلکہ وہ بدیہی طور پر حالت موجودہ کے موافق پوری ہوگئی اور دوسرے پہلو کی انتظار ہے۔

ہو بلکہ وہ امر ہو جو جان کو زیروزبر کرنے والا ہو۔
پنجم۔ پانچویں پیشگوئی مَیں نے اپنے لڑکے محمود کی پیدائش کی نسبت کی تھی کہ وہ اب پیدا ہوگا۔ اور اس کا نام محمود رکھا جائے گا اور اس پیشگوئی کی اشاعت کے لیے سبز ورق کے اشتہار شائع کئے گئے تھے جواب تک موجود ہیں اور ہزاروں آدمیوں میں تقسیم ہوتے تھے۔ چنانچہ وہ لڑکا پیشگوئی کی میعاد میں پیدا ہوا اور اب نویں سال میں ہے۔[1]
ششم۔ چھٹی پیشگوئی تشریف کے بارے میں جو میرا تیسرا لڑکا ہے کی گئی تھی اور رسالہ نور الحق میں پیش از وقت خوب شائع ہوگئی تھی۔ چنانچہ اس کے موافق لڑکا پیدا ہوا جواب خدا کے فضل سے چند روز تک دوسرے سال کو ختم کرنے والا ہے۔
ہفتم۔ ساتویں پیشگوئی اشتہار ۱۸۸۶ء میں دلیپ سنگھ کے بارے میں تھی جو وہ قصد پنجاب سے ناکام رہے گا۔ اور صدہا ہندو اور مسلمانوں کو عام جلسوں میں یہ پیشگوئی سُنا دی گئی تھی۔
ہشتم۔ آٹھویں پیشگوئی جلسہ مذاہب کے نتیجہ میں تھی کہ اس میں میرا مضمون غالب رہے گا۔ اور یہ اشتہارات لاہور اور دوسرے مقامات میں پیش از وقت ہزاروں ہندو و مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے گئے تھے۔ اب سول ملٹری کو پوچھو۔ آبزرور سے سوال کرو۔ اور منشیر ہند اور وزیر ہند اور پیسہ اخبار اور صادق الاخبار اور سراج الاخبار اور مخبر دکن کو ذرہ غور سے پڑھو تا معلوم ہو کہ کس زور سے الہام الٰہی نے اپنی سچائی ظاہر کی۔
نہم۔ نویں پیشگوئی قادیان کے ایک ہندو بشمبر داس نام کے ایک فوجداری مقدمہ کے متعلق تھی۔ یعنی بشمبر داس بقید ایک سال مقید ہوگیا تھا۔ اور اس کے بھائی شرمپت نام نے جو سرگرم آریہ ہے مجھ سے دُعا کی التجا کی تھی اور نیز یہ پوچھا تھا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ میں نے دُعا کی اور کشفی نظر سے مَیں نے دیکھا کہ مَیں اس دفتر میں گیا ہوں جہاں اس کی قید کی مسل تھی۔ مَیں نے اس مسل کو کھولا اور

---

[1] حاشیہ: بعض جاہل محض جہالت سے یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ جب پہلے لڑکے کا اشتہار دیا تھا اس وقت لڑکی کیوں پیدا ہوئی۔ مگر وہ خوب جانتے ہیں کہ اس اعتراض میں وہ سراسر خیانت کر رہے ہیں۔ اگر وہ سچے ہیں تو ہمیں دکھلا دیں کہ پہلے اشتہار میں یہ لکھا تھا کہ پہلے ہی حمل میں بلا واسطہ لڑکا پیدا ہو جائے گا اور اگر پیدا ہونے کے لیے کوئی وقت اشتہار میں بتلایا نہیں گیا تھا تو کیا خدا کو اختیار نہیں تھا کہ جس وقت چاہتا اپنے وعدہ کو پورا کرتا۔ ہاں سبز اشتہار میں صریح لفظوں میں بلا توقف لڑکا پیدا ہونے کا وعدہ تھا سو محمود پیدا ہوگیا کس قدر یہ پیشگوئی عظیم الشان ہے۔ اگر خدا کا خوف ہے تو پاک دل کے ساتھ سوچو! منہ

برس کا لفظ کاٹ کر اس کی جگہ چھ مہینے لکھ دیا اور پھر مجھے الہام الٰہی سے بتلایا گیا کہ مسل چیف کورٹ سے واپس آئے گی اور برس کی جگہ چھ مہینہ رہ جائے گی لیکن بَری نہیں ہوگا۔ چنانچہ مَیں نے یہ تمام کشفی واقعات شرمپت آریہ کو جو اب تک زندہ موجود ہے نہایت صفائی سے بتلا دیئے اور جب مَیں نے بتلایا اور بعینہٖ وہ باتیں ظہور میں آگئیں تو اُس نے میری طرف لکھا کہ آپ خدا کے نیک بندہ ہو اس لیے اُس نے آپ پر غیب کی باتیں ظاہر کر دیں۔ پھر مَیں نے براہین احمدیہ میں یہ تمام الہام اور کشف شائع کر دیا۔ یہ شخص شرمپت نہایت متعصب آریہ ہے جس کو میرے خیال میں آریہ مذہب کی حمایت میں خدا کی بھی کچھ پروا نہیں۔ مگر بہر حال خدا نے اس کو میرا گواہ بنا دیا۔ اگر مَیں نے اس قصہ میں ایک ذرّہ جھوٹ بولا ہے تو وہ قسم کھا کر ایک اشتہار اس مضمون کا شائع کر دے کہ مَیں پرمیشر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ بیان سراسر جھوٹ ہے۔ اور اگر جھوٹ نہیں تو میرے پر ایک برس تک سخت عذاب نازل ہو۔ پس اگر اس پر وہ فوق العادت عذاب نازل نہ ہوا کہ خلقت بول اُٹھے کہ یہ خدا کا عذاب ہے۔ تو مجھے جس موت سے چاہو، ہلاک کرو۔ اس میں میری طرف سے یہ شرط ہے کہ انسان کے ذریعہ سے وہ عذاب نہ ہو۔ محض بلا واسطہ آسمانی عذاب ہو۔

یہ تو ممکن ہے کہ یہ شخص قوم کی رعایت سے یُوں ہی انکار کر دے یا بغیر اس قسم پیش کردہ کے اشتہار بھی دے دے۔ کیونکہ مَیں نے اس قوم میں خدا کا خوف نہیں پایا۔ مگر ممکن نہیں کہ وہ قسم کھاوے اگرچہ دوسرے آریہ اس کو ہلاک کر دیں، لیکن اگر قسم کھائے تو خدا کی غیرت ایک بھاری نشان دکھائیگی ایسا نشان دکھائے گی کہ دنیا میں فیصلہ ہو جائے گا۔ اور زمین آسمانی نُور سے بھر جائے گی۔

میرے اَور بھی بہت نشان ہیں۔ اگر لکھے جائیں تو ایک کتاب بن جائے گی۔ مَیں جانتا ہوں کہ بالفعل اسی قدر کافی ہے۔ المشتہر خاکسار **میرزا غلام احمد قادیانی**

۱۵ر مارچ ۱۸۹۷ء (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے چار صفحوں پر ہے)

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

نوٹ از مرتب ہذا۔ اس اشتہار کے متعلق تین نوٹ بھی ہیں۔ (المرتب)

نوٹ ۱ ۔ پنڈت لیکھرام کا اس طرز سے مارا جانا آریہ صاحبوں کو ایک سبق دیتا ہے اور وہ یہ کہ آئندہ کسی نو مسلم کے شُدھ کرنے کے لیے کوشش نہ کریں۔ اگر کوئی اسلام میں داخل ہوتا ہے تو اس کو ہونے دیں۔ آخر شدھ ہونیوالے

کو دیکھ لیا کہ اس کا نتیجہ کیا ہوا۔ اور دوسرے اس واقعہ سے یہ بھی سبق ملتا ہے کہ آیندہ یہ خواہش نہ کریں کہ کوئی دوسرا لیکھرام یعنی بدزبانیوں میں اُس کا ثانی تلاش کرنا چاہیے، لیکن اگر فی الواقعہ وہ بات صحیح ہے جو پیسہ اخبار اور سفیر میں لکھی گئی ہے، یعنی یہ کہ اس کے قتل کا سبب صرف بدکاری ہے اور یہ کام کسی غیرتمند لڑکی کے باپ یا خاوند کا ہے جیسا کہ بقول پیسہ اخبار کثرت رائے اسی طرف ہے تو آیندہ نیک چلن واعظ تلاش کرنا چاہیئے۔

تعجب کی بات ہے کہ جس حالت میں بموجب بیان پیسہ اخبار کے زیادہ مشہور روایت یہی ہے کہ واردات قتل کا موجب کوئی ناجائز تعلق ہے تو کیوں اس طرف تحقیقات کے لیے توجہ نہیں کی جاتی اور کیوں ایسے ہندوؤں کے اظہار نہیں لیے جاتے جن کے مونہہ سے یہ باتیں نکلیں۔ اور کیا بعید ہے کہ وہی بات ہو کہ ڈھنڈورا شہر میں لڑکا بغل میں۔ منہ

نوٹ ۲۔ بعض صاحب عیسائیوں میں سے اعتراض کرتے ہیں کہ اگرچہ لیکھرام کی نسبت پیشگوئی پوری ہوگئی مگر ہندوؤں نے اس کو مرنے کے بعد ذلت کی نظر سے نہیں دیکھا۔ ایسا عذر ایک عیسائی کے مُنہ سے نکلنا نہایت افسوس کی بات ہے۔ بھلا منصف بتلا دیں کہ جب ہم نے پیشگوئی کے پُورا ہونے کو اسلام کی سچائی کا ایک معیار ٹھیرایا تھا۔ اور خدا نے لیکھرام کو مار کر مسلمانوں کی ہندوؤں پر ڈگری کر دی تو اس حالت میں نہ صرف لیکھرام بلکہ بحیثیت مذہبی اس تمام فرقہ کی عزت میں فرق آگیا۔ رہی لاش کی عزت۔ تو لاش کا ڈاکٹر کے ہاتھ سے چیرے جانا کیا یہ عزت کی بات ہے۔ اور چال چلن کی عزت کا یہ حال ہے کہ پیسہ اخبار ۱۴؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں لکھا ہے کہ "اس شخص کے مارے جانے کی مشہور روایت یہ ہے کہ یہ شخص کسی عورت سے ناجائز تعلق رکھتا تھا اور یہی عام طور پر کہا جاتا اور یقین کیا جاتا ہے"۔ فقط۔ پس اس سے زیادہ ذلت کا اور کیا نمونہ ہوگا کہ جان بھی گئی اور اکثر شہر کے لوگ اس کی وجہ بدکاری ٹھیراتے ہیں۔ منہ

نوٹ ۳۔ ایک نشان عقل مندوں کے لیے یہ ہے کہ شیخ نجفی نے چالیس دقیقہ میں نشان دکھلانے کا وعدہ کیا تھا۔ اور ہم نے یکم فروری ۱۸۹۷ء سے چالیس روز میں دیکھو حاشیہ اشتہار یکم فروری ۱۸۹۷ء صفحہ ۳ جس کی عبارت یہ ہے۔ اگر نشانے از ما دریں مدت یعنی چہل روز بظہور آمد و از یشاں یعنی از شیخ نجفی چیزے بظہور نیامد ہمیں دلیل بر صدق ما و کذب شاں خواہد بود۔ سو یکم فروری ۱۸۹۷ء سے ۳۵ دن تک یعنی چالیس روز کے اندر نشان موت پنڈت لیکھرام وقوع میں آگیا۔ نجفی صاحب یہ تو بتلا دیں کہ یکم فروری ۱۸۹۷ء سے آجتک کتنے دقیقے گذر گئے ہیں۔ افسوس کہ نجفی نے کسی منارہ سے گر کے بھی نہ دکھلایا۔ ؎

گر ہمیں لاف و گزاف و شیخی است ⁂ شیخ نجدی بہتر از صد نجفی است

منہ

(۱۶۸)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عریضہ بعالی خدمت گورنمنٹ عالیہ انگریزی

اس عریضہ میں پہلے یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ مَیں کون ہوں۔ سو مختصر عرض یہ ہے کہ مَیں اس نواح کے ایک رئیس اور سرکار انگریزی کے سچّے خیر خواہ کا بیٹا ہوں جن کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا جن کا ذکر کتاب رئیسان پنجاب مسٹر گریفن میں موجود ہے۔ وہ گورنمنٹ کے وفادار خیر خواہ تھے جنہوں نے ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑوں سے مع سواروں کے سرکار انگریزی کو مدد دی اور وہ اس ضلع میں ہر یک موقعہ مدد کے وقت سرکار انگریزی کو کام آتے رہے ہیں اور ہر یک مدد کے کام میں اپنی حیثیت کے موافق اس ضلع میں ان کا قدم سبقت رکھتا تھا۔ اور حکّامِ وقت اُن کو بڑے لُطف اور مہربانی کی نظر سے دیکھتے تھے اور گورنر جنرل کے دربار میں ان کو کُرسی ملتی تھی اور ۱۸۵۷ء کی خیر خواہی کے عوض سرکار انگریزی نے ان کو انعام بھی دیا تھا۔ تمون کے گذر پر جو گورداسپورہ کے قریب واقع ہے۔ جب باغیوں کا عبور ہوا تو اُن مفسدوں کے مقابلہ میں جن لوگوں نے سپاہیانہ بہادری دکھلائی تھی اُن میں سے میرا حقیقی بھائی میرزا غلام قادر مرحوم تھا جس کو اس شجاعت پر خوشنودی مزاج کی حکام کی طرف سے چٹھیاں ملی تھیں۔ اور مَیں بذات خود سترہ برس سے سرکار انگریزی کی ایک ایسی خدمت میں مشغول ہوں کہ درحقیقت وہ ایک ایسی خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ کی مجھ سے ظہور میں آئی ہے کہ میرے بزرگوں سے زیادہ ہے اور وہ یہ کہ مَیں نے بیسیوں کتابیں عربی اور فارسی اور اُردو میں اس غرض سے تالیف کی ہیں کہ اس گورنمنٹ محسنہ سے ہرگز جہاد درست نہیں بلکہ سچے دل سے اطاعت کرنا ہر ایک مسلمان کا فرض ہے۔ چنانچہ مَیں نے یہ کتابیں بصرف زر کثیر چھاپ کر بلاد اسلام میں پہنچائی ہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ ان کتابوں کا بہت سا اثر اس مُلک پر بھی پڑا ہے۔ اور جو لوگ میرے ساتھ مریدی کا تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ایک ایسی جماعت طیار

ہوتی جاتی ہے کہ جن کے دل اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی سے لبالب ہیں۔ ان کی اخلاقی حالت اعلیٰ درجہ پر ہے اور میں خیال کرتا ہوں کہ وہ تمام اس ملک کے لیے بڑی برکت ہیں اور گورنمنٹ کے لیے دلی جان نثار۔

اب اس تمہید کے بعد میں اصل مطلب کو لکھتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب سے لیکھرام پشاوری جو آریہ صاحبوں کا ایک واعظ تھا۔ لاہور میں کسی کے ہاتھ سے قتل کیا گیا ہے عجیب طرح پر آریوں اور ہندوؤں کا شور و غوغا عام مسلمانوں کی نسبت عموماً اور میری نسبت خصوصاً پھیل رہا ہے۔ اور بغیر کسی ثبوت کے کھلے کھلے طور پر قتل کی تہمتیں میری نسبت لگا رہے ہیں۔ اور اُن کی تیز تحریروں سے پایا جاتا ہے کہ وہ ایک ایسے حملہ کی طیاری کر رہے ہیں جو نہ صرف میرے لیے بلکہ عام مسلمانوں کے لیے اور گورنمنٹ کے انتظام کے لیے خطرناک ہے اور اخبارات اور خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ ان مفسدانہ ارادوں کے بانی مبانی صرف چند آدمی ہیں۔ جو لاہور اور گوجرانوالہ اور امرت سر اور بٹالہ اور چند دوسرے قصبوں کے باشندے ہیں۔ غالباً وہ اپنی تعداد میں پچاس سے زیادہ نہیں ہوں گے اور باقی لوگ درحقیقت انہیں سرغنوں کے افروختہ ہیں اور انہیں کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلے ہیں۔ جس وقت میں خیال کرتا ہوں کہ ان دنوں میں یہ آریہ صاحبان عام مسلمانوں کو کیا کیا دھمکیاں دے رہے ہیں اور جیسا کہ اخبار رہبر ہند ۱۵ ر مارچ ۱۸۹۷ء میں افواہاً بیان کیا گیا ہے۔ پشاور کے سکھوں کی پلٹنوں کو کس طور سے اغوا کرنے کے لیے کوشش کی گئی ہے تو میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت سرکار انگریزی کا بڑا فرض ہے کہ قبل اس کے جو اس ارادہ فساد کا کوئی خطرناک اشتعال پیدا ہو اپنی احسن تدبیر سے اس کو روک دے۔ گورنمنٹ کو یہ امید نہیں رکھنی چاہیئے کہ آریہ صاحبان اس وقت نرمی اور دلجوئی اور حکمت عملی کے نیک سلوک سے امن کے طالب ہو جائیں گے۔ بلکہ اس وقت سیاست مدنی کے قوانین کو پورے طور پر استعمال کرنا عین علاج ہے۔ یہ سوچنے کا مقام ہے کہ جبکہ آریہ صاحبوں میں ایک جھوٹے اور ناحق کے الزام پر جو مسلمانوں پر لگایا جاتا ہے اس قدر جوش پیدا ہو گیا ہے۔ پھر اگر یہ لوگ واقعی طور پر جیسا کہ دھمکیاں دیتے ہیں کسی نامی مسلمان کو قتل کر دیں گے یا قتل کا اقدام کریں گے تو اس جوش کا کیا حال ہو گا جو مسلمانوں میں ہندوؤں کے مقابل پر پیدا ہو سکتا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب تک مسلمانوں نے بہت صبر کیا ہے۔ انہوں نے بہت سی گندی گالیاں اس فرقہ کی سُنیں اور اشتہار دیکھے مگر وہ چُپ رہے۔ لیکن آخر وہ بھی انسان ہیں۔ کیا تعجب کہ بہت دُکھائے جانے سے اُن میں بھی اشتعال پیدا ہو! پس کیا حفظ ماتقدم کے طور پر اس کا تدارک ضروری نہیں ہے؟!!

مَیں اس وقت خاص طور پر ایک اور بات کی طرف گورنمنٹ کو توجہ دلاتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اخبار آفتاب ہند مطبوعہ ۱۸ر مارچ ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۵ پہلے کالم میں ایک صاحب ہندو ایم آر بشیشر داس میری نسبت ایک مضمون لکھتے ہیں جس کا عنوان یہ ہے ۔" مرزا قادیانی خبردار" اور پھر تحریر فرماتے ہیں کہ" مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا مہمان ہے ۔ بکرے کی ماں کب تک خیر منا سکتی ہے ۔ آجکل اہلِ ہنود کے خیالات مرزا قادیانی کی نسبت بہت بگڑے ہوئے ہیں بلکہ عموماً مسلمانوں کی بابت ۔ پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیئے کہ وہ بھی بکر عید کی قربانی نہ ہو جاوے ۔"

اور پھر اخبار رہبر ہند ۱۵ر مارچ ۱۸۹۷ء میں صفحہ ۱۴ پہلے کالم میں لکھا ہے ۔" کہتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کرائیں گے ۔ اور یہ بھی افواہ ہے کہ علیگڈھ والے بوڑھے کا بھی خاتمہ کیا جائے گا ۔" اور اس بارے میں جس قدر خط مجھ کو پہنچے ہیں ۔ اُن کا اس وقت لکھنا ضروری نہیں ۔ وہ خط محفوظ ہیں ۔

اب گورنمنٹ عالیہ سے جو خاص التماس ہے وہ یہ ہے کہ ایسے ارادے اگرچہ بظاہر ایک شخص کی نسبت ہوں مگر چونکہ وہ ایک مذہبی رنگ اپنے اندر رکھتے ہیں اس لیے اُن کا شروع ہونا عام طور پر فساد پھیلنے کی ایک بنیاد سمجھی جاتی ہے ۔ قادیان ایک ایسی جگہ ہے جو بجز چند چوکیداروں کے گورنمنٹ کی طرف سے اس میں کوئی تھانہ یا چوکی نہیں ۔ یہ بات نہایت ضروری ہے کہ اس وقت گورنمنٹ عالیہ سرکاری انتظام کی نیت سے جس قدر مناسب سمجھے چند سپاہی مسلمانوں میں سے قادیان میں اس وقت تک متعین کرے جس وقت تک آریہ صاحبوں کی آنکھیں نیلی پیلی معلوم ہوتی ہیں ۔ اور دوسرے یہ کہ جیسے بشیشر داس نے آفتاب ہند میں صاف طور پر میری نسبت لکھ دیا ہے کہ آریہ صاحب بکر عید تک اُن کے قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔ اور نیز رہبر ہند نے بھی لکھا ہے ۔ ایسی قطعی اور یقینی خبریں گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ہیں ۔ کیا گورنمنٹ کا قانون تدابیر امن اس وقت فرض نہیں کرتا کہ ایسے لوگوں کے مچلکے لینے کے لیے توجہ کی جائے جنہوں نے کچھ بھی اس باسیاست عملداری کا لحاظ نہ کر کے سکھوں کے زمانہ کا رنگ دکھا دیا اور بے دھڑک بول اُٹھے کہ فلاں فلاں آدمی کو ہم ضرور قتل کر دینگے کیا ایسی بے باکی کی تحریروں میں گورنمنٹ کی حکومت کی کسرِ شان نہیں ہے ؟

اگر ایسی خبروں کے شائع کرنے والے صرف مسلمان ہوتے تو شاید کوئی خیال کرتا کہ تعصب سے ایسا لکھا ہے مگر اب تو یہ ہندو صاحبوں کا بیان ہے ۔ کیا اب تک وقت نہیں آیا کہ اس کی طرف توجہ کی جائے ۔ کیا بشیشر داس سے پوچھا نہ جائے کہ وہ ایسے لوگوں کے نام بیان کرے جو قتل کے لیے تیاری کر رہے ہیں اور پھر اُن سے بھاری بھاری مچلکے لیے جائیں کیونکہ بشیشر داس بھی ایک ہندو ہے اور اس کا یہ بیان بہت اعتبار کے لائق ہے ۔

اور مَیں اس وقت ضروری نہیں دیکھتا کہ جو آریوں کو میری نسبت اشتعال پیدا ہوا ہے اسکی وجہ بیان کروں کیونکہ ابھی مَیں اپنے ایک بڑے اشتہار[لہ] میں مفصّل وجوہ بیان کر چکا ہوں۔ لیکن اس جگہ اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا کہ یہ پیشگوئی جس کی میعاد کے اندر اور عین تاریخ مقررہ میں لیکھرام بموت قتل راہیٔ مُلک بقا ہوا ہے وہ صرف چھ برس سے نہیں ہے جیسا کہ آریہ صاحبوں کا خیال ہے بلکہ یہ پیشگوئی ستّرہ۱۷ برس سے ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ عرصہ سترہ برس کا ہوا ہے کہ براہین احمدیہ میں تین پیشگوئیاں تین۳ مختلف فرقوں کی نسبت درج ہوئی تھیں اور تین فتنوں کا ذکر کیا گیا تھا (۱) ایک پادری صاحبوں اور ان کے شور و غوغا کی نسبت جو انہوں نے ڈپٹی آتھم صاحب کی میعاد گذرنے پر کیا۔ (۲) دوسری پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں اور ان کے سرغنہ محمد حسین اور ان کے اتباع مسلمانوں کی نسبت جو انہوں نے مجھ پر تکفیر کا فتنہ برپا کیا۔ (۳) تیسری پیشگوئی اس چمکدار نشان کی نسبت جو لیکھرام کی موت سے وقوع میں آیا۔ اور اس کے فتنہ کا ذکر۔ یہ تینوں پیشگوئیاں تین فتنوں کے ساتھ ستّرہ۱۷ برس پہلے شائع ہو چکی ہیں۔ پس اب سوچنا چاہیئے کہ کس انسان کو یہ طاقت ہے کہ ان واقعات کی اُس زمانہ میں خبر دے سکتا جبکہ ان واقعات کا

اطلاع ۔ براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ میں ایک پیشگوئی گورنمنٹ برطانیہ کے متعلق ہے۔ اور وہ یہ ہے ۔ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔ اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ ۔ یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ اس گورنمنٹ کو کچھ تکالیف پہنچائے حالانکہ تو اُن کی عملداری میں رہتا ہو۔ جدھر تیرا مُنہ خدا کا اسی طرف مُنہ ہے چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ مجھے اس گورنمنٹ کی پُرامن سلطنت اور ظلّ حمایت میں دل خوش ہے اور اس کے لیے مَیں دُعا میں مشغول ہوں کیونکہ مَیں اپنے اس کام کو نہ مکّہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں۔ مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لیے دُعا کرتا ہوں۔ لہٰذا وہ اس الہام میں اشارہ فرماتا ہے کہ اس گورنمنٹ کے اقبال اور شوکت میں تیرے وجود اور تیری دُعا کا اثر ہے اور اس کی فتوحات تیرے سبب سے ہیں۔ کیونکہ جدھر تیرا منہ اُدھر خدا کا مُنہ ہے۔ اب گورنمنٹ شہادت دے سکتی ہے کہ اس کو میرے زمانہ میں کیا کیا فتوحات نصیب ہوئیں۔ یہ الہام سترہ برس کا ہے۔ کیا یہ انسان کا فعل ہو سکتا ہے؟

غرض میں گورنمنٹ کے لیے بمنزلہ حرزِ سلطنت ہوں۔ منہ

لہ دیکھئے جلد ھذا صفحہ ۴۹، اشتہار نمبر ۱۶۷ (المرتب)

نام ونشان نہ تھا۔ مثلاً اسی قتل لیکھرام کی پیشگوئی کو غور سے دیکھنا چاہیئے۔ کیا بجز عالم الغیب خدا کے کسی کی قدرت میں ہے کہ ایسی پیشگوئی کرے جس کی میعاد چھ سال تک محدود کر دی گئی اور ساتھ اس کے حملہ کے دن کی بھی تعیین کر دی گئی اور وہ تاریخ بھی بتلائی گئی جس تاریخ میں یہ واقعہ ظہور میں آیا۔ یعنی دوسری شوال جو ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء ہوتی ہے اور موت کا دن مقرر کر دیا گیا۔ یعنی یہ کہ اس کی وفات کا دن یکشنبہ رات کا وقت ہوگا۔ اور عربی الہام میں بعض جگہ صرف چھ کا لفظ بھی ہے۔ وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس کی موت سے چھ کے عدد کو خاص تعلق ہے۔ یعنی یہ کہ وہ چھ۶ برس کے اندر فوت ہوگا اور ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کے دن میں اور ۶؍ بجے میں بعد دوپہر کے حملہ ہوگا۔ غرض تینوں صورتوں میں برابر چھ کا تعلق ہے پس کیا یہ باتیں انسان کے اختیار میں ہیں کہ وہ ستره۱۷ برس پہلے یعنی اُس وقت کہ جبکہ لیکھرام بارہ تیرہ برس کی عمر کا ہوگا یہ خبر دے دی ۔ بلکہ یہ اس خدا کا کام ہے جو زمین و آسمان کو بنانے والا اور عالم الغیب اور تمام مخلوقات پر تصرف کرنے والا ہے۔ خدا نے لیکھرام کا نام اپنے الہام میں گوسالہ سامری رکھا ہے۔ اور اس ایک لفظ سے ہر یک سمجھ دار کو سمجھا دیا ہے کہ گوسالہ کی حمایت کرنے والے خدا کی نظر میں کیسے ہیں اور ان کا انجام کیا ہے۔ توریت موجود ہے جس نے دیکھنا ہو دیکھے اور خدائے ذوالجلال کی اتنی بے ادبی نہ کرے کہ گویا وہ موجود نہیں۔ کیا جو کچھ ظہور میں آیا۔ یہ انسان کا کام تھا؟ کیا انسان میں یہ طاقت ہے کہ ستره۱۷ برس پہلے خبر دیدے؟ !!

یہ[1] اعتراض عبث ہے کہ کیوں ڈپٹی آتھم پیشگوئی کے مطابق اس طریق سے نہ مرا جس سے لیکھرام مرا۔ کیونکہ میں بار بار کہہ چکا ہوں کہ آتھم پیشگوئی کے بعد ڈرا، لیکن لیکھرام نہیں ڈرا۔ آتھم نے حیا دکھلایا۔ لیکن لیکھرام نے نہیں دکھلایا۔ آتھم پیشگوئی کو سنتے ہی بیباکی اور شوخی سے باز آگیا۔ لیکن لیکھرام باز نہیں آیا۔ آتھم پیشگوئی کی میعاد میں چُپ ہوگیا اور اُس کا دل خوف سے بھرا رہا۔ لیکن لیکھرام چُپ

---

[1] آتھم کی نسبت جو پیشگوئی تھی۔ اس میں یہ صاف شرط تھی کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کریگا تو پیشگوئی کے اثر سے رجوع کی حالت میں بچ جائے گا۔ چنانچہ آتھم نے پیشگوئی کی میعاد میں اسلام کی تکذیب میں ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا اور ہیبت زدہ ہو کر ڈرتا رہا جس کا اس کو خود اقرار تھا اور اس کا قسم نہ کھانا زیادہ صفائی سے اس اقرار کو ثابت کر رہا ہے۔ اس لیے ضرور تھا کہ وہ الہام کی شرط سے فائدہ اُٹھاتا۔ پھر جب اس نے میعاد کے بعد تکذیب پر منہ کھولا اور قسم سے انکار کیا اور حق کو چھپایا تو خدا نے اس کو اصرار کے وقت پکڑ لیا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ آتھم نے میعاد کے بعد اسلام کی طرف رجوع کرنے سے انکار کیا۔ ہم کہتے ہیں کہ اسی انکار کی شامت سے تو اُس کو ہمارے

نہیں ہوا۔ اور نہ اس کا دل خوف سے بھرا۔ اس لیے وہ خدا جو دلوں کو جانچتا اور پوشیدہ خیالات کو دیکھتا ہے۔ وہ اپنی شرط کے موافق آتھم سے نرمی کے ساتھ پیش آیا کیونکہ وہ ڈرنے والے پر قہر کا پتھر نہیں چلاتا اور کانپتے بدن پر آگ نہیں برساتا۔ پس اُس رحیم خدا نے آتھم سے وہ معاملہ کیا جو ایسے ڈرنے والے سے کرنا چاہیئے تھا لیکن اُس نے لیکھرام کو شوخ اور بدزبان اور حد سے تجاوز کرنے والا پایا۔ اس لیے اس کا قہر بھڑکا۔ اور وہی اُس کی زبان کی چُھری اس کے پیٹ کی آفت ہوگئی۔ پس خدا نے آتھم میں اپنی جمالی صفات کو ظاہر کیا اور لیکھرام میں اپنی جلالی صفات کو۔ کیونکہ وہ دھیمے کے ساتھ دھیما ہو جاتا ہے اور شوخ اور بیباک کو اپنا قہری حملہ دکھاتا ہے۔ کیا دُنیا گواہی دے سکتی ہے کہ آتھم اور لیکھرام کے مزاج ایک ہی تھے۔ اگر کوئی ایسی گواہی دے گا تو سخت ظلم کرے گا۔ آتھم میں شرم اور حیا تھی اور فطرتی طور پر اس کا دل سچائی کے خوف سے متاثر ہو جاتا تھا۔ اس میں ہرگز شوخی نہیں تھی۔ بلکہ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مَیں نے نیک طبع اور نرمی اور شرم اور حیا اور تہذیب اور راستی کا خوف جلد تر دل میں بٹھانے میں آتھم جیسا ایک بھی شخص عیسائیوں میں اب تک نہیں پایا۔ پس خدا نے جیسا اُس کو پایا ویسا ہی اُس کے ساتھ معاملہ کیا مگر لیکھرام کو آتھم سے کچھ بھی نسبت نہیں۔ یہ ایک شوخ دل چلا بے باک آدمی تھا جس نے گالیوں کے جوش میں نہ حضرت موسیٰ کو چھوڑا۔ اور نہ حضرت عیسیٰ کو نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور یہ سمجھا کہ یہ تمام سلسلہ جھوٹوں اور ناپاکوں کا سلسلہ ہے اور اُن کا تمام زمانہ مکر و فریب کا زمانہ تھا۔ اور صرف وید پرمیشر کی طرف سے ہے اور باقی تمام توریت، انجیل، قرآن انسانوں کے افترا ہیں۔ پس ایسا کب ہو سکتا تھا کہ خدا اپنے نبیوں کی یہ ذلت دیکھے اور چُپ رہے۔ پس خدا اگرچہ بہت بُردبار ہے مگر آخر اس کی غیرت نے تقاضا کیا کہ تمام نبیوں کی سچائی کے لیے ہندوؤں کو ایک نشان دے۔

(بقیہ حاشیہ)

الہام کے موافق موت آئی۔ اگر یہ انکار میعاد کے اندر کرتا تو میعاد کے اندر ہی اس کو موت آ جاتی میعاد کے اندر تو چُپ رہا اور ہراساں اور لرزاں رہا۔ اسی لیے الہامی شرط کے موافق تاخیر ہوئی۔ اگر کسی کے پاس آتھم کی ایسی تحریر موجود ہے جو پیشگوئی کی میعاد کے اندر لکھی گئی ہو جس میں اس نے اقرار کیا ہو کہ مَیں عیسائی ہوں اور اسلام کا مکذّب ہوں تو مخالفوں پر لازم ہے کہ وہ تحریر پیش کریں ورنہ میعاد گذرنے کے بعد جو کچھ اُس نے تحریراً یا تقریراً انکار کیا اسی کا نتیجہ تو اس کی موت تھی۔ سو اُس نے انکار کے نتیجہ کو پالیا یعنی جلد مر گیا۔ پھر اس کے بعد کونسی بحث باقی رہی۔ غرض آتھم کی موت بالکل پیشگوئی کے موافق ہوئی۔ یہ سب باتیں پیشگوئی میں درج تھیں پس ایسے بدیہی امر کا انکار بجز ایک بیحیا کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔ منہ

مَیں پھر کہتا ہوں کہ خدا نے اپنے الہام میں لیکھرام کا نام گوسالہ سامری رکھا ہے اور اب مَیں دیکھتا ہوں کہ اس کی حمایت میں اس قدر غلو کیا گیا ہے کہ گویا سامری کے گوسالہ کی طرح اس کی پرستش شروع ہوگئی ہے۔ اس کی حمایت میں نہ صرف مسلمانوں کو بلکہ جیسا کہ رہبر ہند ۱۵؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں بیان کیا گیا ہے عیسائیوں کو بھی دھمکی دی جاتی ہے۔ تعجب ہے کہ آریہ صاحبوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے۔ وہ ذرہ نہیں سوچتے کہ لیکھرام کی موت آسمان کے خدا کے حکم سے ہوئی ہے جو سترہ برس پہلے نافذ ہوچکا تھا۔ پھر کسی کا اس میں کیا اختیار ہے۔ بیشک ہمیں بھی لیکھرام کی موت کا درد ہے اور زیادہ اس سے کہ وہ اس حالت میں گذر گیا کہ جب سچائی کا سخت دشمن تھا۔

ہماری طرف سے آریہ صاحبوں کو یہی نصیحت ہے کہ اب خدا سے لڑنا مناسب نہیں۔ بلکہ اپنے دلوں کی اصلاح کرنے کا وقت ہے۔ آریہ صاحبان بار بار کہتے ہیں کہ کیا قانون قدرت اس بات کو مانتا ہے کہ ایسے کھلے کھلے نشانوں کے ساتھ کوئی پیشگوئی خدا کی طرف سے ہو۔ مَیں کہتا ہوں کہ وہ اس اعتراض میں معذور ہیں کیونکہ وہ اُس خدا سے بے خبر ہیں جو غیبی خبریں دینے پر قادر ہے۔ ان کا عقیدہ ہے کہ وید علم غیب سے خالی ہے۔ گویا اُن کا پرمیشر ایک نہایت کمزور پرمیشر ہے جو غیب کی باتیں بتلانے پر قادر نہیں۔ اس لیے وہ ہمارے قادر خدا کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ سو یہ اُن کی غلطی ہے۔ یقیناً یاد رکھیں کہ اس دُنیا کا مالک ایک قادر اور عالم الغیب خدا ہے۔ اور وہ وہی ہے جس نے قرآن بھیج کر گم گشتہ توحید کو پھر دُنیا میں قائم کیا۔ سچا خدا وہی خدا ہے۔ باقی سب بُت پرستیاں یا انسان پرستیاں ہیں۔

اسلام کے مذہب اور ہندوؤں کے مذہب کا خدا تعالیٰ کی درگاہ میں سترہ برس سے ایک مقدمہ دائر تھا۔ سو آخر ۶؍ مارچ ۱۸۹۷ء کے اجلاس میں اس اعلیٰ عدالت نے مسلمانوں کے حق میں ایسی ڈگری دی جس کا نہ کوئی اپیل اور نہ مرافعہ۔ اب یہ واقعہ دُنیا کو کبھی نہیں بھُولے گا۔ آریہ صاحبوں کو چاہیئے کہ اب گورنمنٹ کو ناحق تکلیف نہ دیں۔ مقدمہ صفائی سے فیصلہ پا چکا۔ اور مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ ہر یک جوش سے اپنے تئیں باز رکھیں۔ اور اخلاقی پیرایہ میں فتح کا شکر ظاہر کریں۔ اور نیز اس وقت سچی اطاعت اور سچی بُردباری کا نمونہ گورنمنٹ کو دکھلائیں اور کوئی وحشیانہ حرکت اُن سے ظاہر نہ ہو۔ کیونکہ آسمانی عدالت سے اُن کی فتح ہوچکی ہے اور آریہ صاحبان اُن کے مدیون ٹھہر چکے ہیں۔ اب اپنے مدیونوں سے نرمی کریں۔ لُطف اور محبت سے پیش آئیں۔ سچا خُلق ان کو دکھلائیں یقین ہے کہ آریہ صاحبان بھی پرمیشر کے کیے پر راضی ہو کر اپنی آتش افشانی سے باز آجائیں گے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ ہندو صاحبان فرمایا کرتے تھے کہ ہمارا مذہب کچا تاگہ ہے۔ اور حقیقت میں یہ قول

نہایت سچا تھا۔ کاش اس پر قائم رہتے ، پھر جیسے شُدھ کرنے کی آرزو اُن کے دلوں میں پڑی تو ایسے لوگ بھی اُن میں پیدا ہوگئے جن کا نمونہ ایک لیکھرام تھا۔ سو اَب ایسے بیہودہ خیال جانے دیں کہ آریہ مت میں داخل ہو کر لوگ شُدھ (پوتر) ہو جاتے ہیں۔ وہ دُنیا دار ہیں۔ ان کو کیا معلوم ہے کہ انسان کیونکر اور کس مذہب سے شُدھ ہوتا ہے۔ اگر چاہیں تو قبول کریں کہ شُدھ ہونے کا طریق صرف اسلام ہے جس میں داخل ہو کر انسان قادر خدا کے ساتھ باتیں کرنے لگتا ہے۔ زندہ خدا کا مزہ اسی دن آتا ہے۔ اور اسی دن اس کا پتہ لگتا ہے جب انسان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا قائل ہوتا ہے۔ اس خدا کے سوا باقی سب بیہودہ قصّے ہیں کہ لوگوں کی غلطیوں سے قوموں میں رواج پا گئے ہیں۔ توریت اور قرآن کا ایک خدا ہے۔ انجیل نے بھی اُسی خدا کی طرف بُلایا ہے مگر افسوس کہ عیسائیوں نے اُس خدا کو چھوڑ دیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بیشک خدا کا ایک پیارا نبی تھا۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے صفات اپنے اندر رکھتا تھا۔ نیک تھا۔ برگزیدہ تھا۔ خُدا سے ملا ہوا تھا۔ لیکن خدا نہیں تھا۔ اسلام کا سچا اور قادر خدا ہمیشہ اپنے زندہ نشان دکھلاتا ہے۔ اس خدا کا تابع ہرگز یہ نہیں کہتا کہ میرے خدا کی قدرتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں۔ سو زندہ خدا پر ایمان لاؤ جس کی پُرزور طاقتیں اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہو۔ اسی خدا کا دامن پکڑو کہ جو ایسے عجائبات تم میں ظاہر کر رہا ہے ؎

یار غالب شو کہ تا غالب شوی

نکتہ ۔ یہ نکتہ بھی یاد رہے کہ نشان دو قسم کے ہوتے ہیں ۔ ایک قولی نشان ۔ اور دوسرے فعلی نشان ۔ سو خدا نے تین مہینہ کے عرصہ میں یہ دونوں قسم کے نشان لاہور میں ظاہر کئے جلسہ مذاہب میں اس عاجز کے مضمون کی قبولیت اور فوق العادت عظمت ظاہر کر کے قولی نشان دکھلایا ۔ اور لیکھرام کو دُنیا سے اُٹھا کر فعلی نشان دکھلایا ۔ اگر ہزار برس تک کی کتابیں بھی تلاش کرو تو ایسی پیشگوئی کی نظیر نہیں ملے گی جس کی بنیاد ایسی شائع کردہ تحریروں پر ہو جو ہر ایک قوم کی نظر کے سامنے اور اُن کے قبضہ میں ہوں ۔ اور پھر اپنے تمام پہلوؤں کے ساتھ اُسی میعاد میں اُسی دن میں اُسی وقت میں اسی صورت میں پُوری ہو گئی ہو ۔ فقط

الملتمس خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۲۲ر مارچ ۱۸۹۷ء

در مطبع ضیاء الاسلام طبع شد بمقام قادیان بقلم منظور محمد (یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{2}$ کے دو صفحوں پر ہے)

(۱۶۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

قرآن شریف کی آیت اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ[1]

خدا اُن کے ساتھ ہے جو اس سے ڈرتے ہیں اور وہ جو نیکی کرنا اُن کا اصول ہے

آج مَیں نے ایک مضمون از طرف ایک صاحب گنگا بشن نام پرچہ پنجاب سماچار ۳ / اپریل ۱۸۹۷ء میں پڑھا ہے۔ صاحب راقم نے اخبار مذکور میں اپنا پتہ صرف یہ لکھا ہے ”ڈریل ماسٹر ریلوے پولیس“ یہ پتہ کچھ پورا معلوم نہیں ہوتا۔ اس لیے مناسب سمجھا گیا کہ اُن کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا جائے۔ مگر وہ جو اپنی اس تحریر مطبوعہ میں ظاہر کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک خط ڈاک میں براہ راست میری طرف روانہ کیا ہے وہ خط مجھ کو نہیں پہنچا شاید کیا سبب ہوا۔ بہر حال اس اخبار کے ذریعہ سے مجھ کو صاحب راقم کے منشاء سے اطلاع مل گئی ہے۔ لہٰذا ذیل میں جواب لکھتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ یہ جواب ۱۰ / اپریل ۱۸۹۷ء کی میعاد کے اندر بلکہ کئی دن پہلے اُن کو مل جائے گا۔

لالہ گنگا بشن صاحب میرے اس اشتہار کے جواب میں جس میں مَیں نے ایسے شخصوں میں سے کسی کو قسم کھانے کے لیے بُلایا تھا جو میری قتل کی سازش پر دلی یقین رکھتا ہو۔ تحریر فرماتے ہیں کہ ”میں قسم کھانے کو تیار ہوں“ مگر اس بارے میں تین ۳ شرطیں ٹھہراتے ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ مجھے جو پیشگوئی کرنے والا ہوں پیشگوئی کے پُوری نہ ہونے کی حالت میں پھانسی دی جائے۔ (۲) دوسری یہ کہ اُن کے لیے دس ہزار روپیہ گورنمنٹ میں جمع کرایا جائے یا ایسے بنک میں جس میں اُن کی تسلی ہو سکے اور اگر وہ بد دُعا سے نہ مریں تو اُن کو وہ روپیہ مل جائے (۳) تیسری یہ کہ جب وہ قادیان میں قسم کھانے کے لیے آویں تو اس بات کا ذمّہ لیا جائے کہ وہ لیکھرام کی طرح قتل نہ کئے جائیں۔

اما الجواب۔ واضح ہو کہ مجھے تینوں شرطیں اُن کی بسر و چشم منظور ہیں۔ اور اس میں کسی طرح کا عذر نہیں۔ جس عدالت میں چاہیں مَیں صاف صاف اقرار کر دُونگا کہ اگر لالہ گنگا بشن صاحب میری بد دُعا سے ایک سال تک بچ گئے تو مجھے منظور ہے کہ مَیں مُجرم کی طرح پھانسی دیا جاؤں۔ اور

---

[1] النحل: ۱۲۹

گورنمنٹ سخت ناانصافی کرے گی اگر اس وقت مجھ کو پھانسی نہ دیوے۔کیونکہ جبکہ لالہ گنگا بشن صاحب جلسہ عام میں قسم کھا کر کہیں گے کہ" مَیں سچے دل سے کہتا ہوں کہ درحقیقت پنڈت لیکھرام کا یہی شخص قاتل ہے۔اور اگر یہ شخص قاتل نہیں ہے بلکہ دین اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے خدا کی طرف سے یہ نشان ظاہر ہوا تو اے سچ کے حامی خدا ایک سال تک مجھ کو سزائے موت دے" پس اس صورت میں جبکہ وہ سزائے موت سے بچ جائیں گے تو اس میں کیا شک ہے کہ یہی ثابت ہو جائے گا کہ مَیں قاتل تھا یا قتل کے مشورہ میں شریک تھا یا اس پر کسی طرح سے اطلاع رکھتا تھا تو اس وجہ سے قانوناً مجھے پھانسی دینا ناجائز نہ ہوگا۔گورنمنٹ ہزاروں مقدمات قسم پر فیصلہ کرتی ہے۔سو یہ گورنمنٹ کے اُصول سے بالکل چسپاں بات ہے کہ اس طرح پر مُجرم کو اس کی سزا تک پہنچائے۔

غرض مَیں طیار ہوں نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ گورنمنٹ کی عدالت میں اقرار کرسکتا ہوں کہ جب مَیں آسمانی فیصلہ سے مجرم ٹھیر جاؤں تو مجھ کو پھانسی دیا جائے۔مَیں خوب جانتا ہوں کہ خدا نے میری پیشگوئی کو پُوری کرکے دین اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے اپنے ہاتھ سے یہ فیصلہ کیا ہے پس ہرگز ممکن نہیں ہوگا کہ مَیں پھانسی ملوں یا ایک خرمہرہ بھی کسی تکذیب کرنے والے کو دُوں بلکہ وہ خدا جس کے حکم سے ہر یک جنبش وسکون ہے اس وقت کوئی اور ایسا نشان دکھائے گا جس کے آگے گردنیں جُھک جائیں!!

ایسا ہی لالہ گنگا بشن صاحب کی دوسری شرط کی نسبت مَیں اُن کو تسلی دیتا ہوں کہ اُس روز سے کہ وہ کسی مشہور پرچہ کے ذریعہ سے اقرار مذکورہ بالا شائع کریں[1]۔مَیں ایک ماہ تک یا غایت دو ماہ تک دس ہزار روپیہ اُن کے لیے گورنمنٹ میں جمع کرادونگا یا کسی دوسری ایسی جگہ پر جس پر فریقین مطمئن ہوسکیں اور یہ جو مَیں نے کہا کہ اس روز سے دو ماہ تک روپیہ جمع کراؤں گا جبکہ وہ اپنا اقرار شائع کریں۔اس سے میرا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اس پرچہ سماچار ۳ / اپریل ۱۸۹۷ء میں اس اقرار کو شائع نہیں کیا جس اقرار کو مَیں قسم کے ساتھ شائع کرانا چاہتا ہوں یعنی یہ اقرار کہ وہ میری نسبت نام لے کر یہ امر شائع کردیں کہ " مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ واقعہ قتل پنڈت لیکھرام اس شخص کے حکم یا اس کے مشورہ سے یا اس کے علم سے ہوا ہے اور جیسا کہ اس کا دعویٰ ہے خدا کی طرف سے یہ کوئی نشان نہیں بلکہ اسی کی اندرونی اور خفیہ سازش کا نتیجہ ہے اور اگر مَیں قسم کے دن سے ایک سال تک فوت

---

[1] وہ پرچہ جس میں اقرار حسب نمونہ شائع کریں بذریعہ رجسٹری مجھ کو بھیجنا ہوگا تا مَیں مطلع ہوجاؤں۔ منہ

ہوگیا تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگی کہ درحقیقت لیکھرام خدا کے غضب سے اور پیشگوئی کے موافق فوت ہوا ہے اور نیز اس بات پر گواہی ہوگی کہ درحقیقت دین اسلام ہی سچا مذہب ہے اور باقی آریہ مذہب یا ہندو مذہب و عیسائی مذہب وغیرہ مذاہب سب بگڑے ہوئے عقیدے ہیں جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں"۔ اس اقرار کے لکھانے سے غرض یہ ہے کہ ہمارے تمام مناظرات سے اصلی مقصود یہی ہے کہ دینِ اسلام ہی سچا دین ہے اور اسی غرض سے لیکھرام کی نسبت اس کی رضامندی سے یہ پیشگوئی کی گئی تھی۔ لہٰذا اس مقام میں بھی طرف ثانی کا یہ کھلا کھلا اقرار شائع ہونا بہت ضروری ہے۔

اور لالہ گنگا بشن صاحب یاد رکھیں کہ ٹھیک ٹھیک ان الفاظ کے ساتھ کسی مشہور اخبار میں اس اقرار کو شائع کرنا ضروری ہوگا۔ اور نیز یہ کہ قادیان میں آکر قسم بھی انہیں الفاظ کے ساتھ کھانی پڑے گی۔ اور یہ وہم نہ کریں کہ وہ ایسے اقرار سے کسی قانونی پیچ میں آسکتے ہیں۔ کیونکہ مَیں ان کو اطلاع دیتا ہوں کہ مَیں اُن کے اس الزام کے دفع کے لیے کسی قانونی ذریعہ سے چارہ جوئی پسند نہیں کرتا۔ اور نہ کروں گا۔ مَیں خدا کے فیصلہ میں خلقت کی عام بھلائی دیکھتا ہوں اور جو انہوں نے آخری شرط پیش کی ہے کہ مَیں قادیان میں قتل نہ کیا جاؤں۔ اس کا بفضلہ تعالیٰ میں خود ذمہ وار ہوں۔ وہ حسب نمونہ اقرار شائع کرنے کے بعد جب دو ماہ کے عرصہ تک اطلاع پا دیں کہ روپیہ جمع ہوگیا ہے تو بلا توقف پورے اطمینان کے ساتھ قسم کھانے کے لیے قادیان میں آجائیں۔ ہمیں ہر ایک قوم سے ہمدردی ہے۔ کسی کی مجال نہیں جو آپ کو آزار پہنچا سکے۔

یہ یاد رہے کہ چونکہ روپیہ جمع کرنا کسی قدر مہلت چاہتا ہے۔ اس لیے میں نے زیادہ سے زیادہ دو ماہ کی شرط لگا دی ہے۔ اُمید ہے کہ آپ اپنی سچی نیک نیتی سے اس مہلت کو غیر موزوں نہیں سمجھیں گے

اور بالآخر یہ بیان کرنا بھی ضروری ہے کہ اس اخبار میں لالہ گنگا بشن نے اپنا پتہ پُورا پورا نہیں لکھا۔ لیکن دوسری دفعہ کی اشاعت میں جب وہ اقرار اپنا شائع کریں گے اُس میں پُورا پورا پتہ اپنا لکھنا ضروری ہوگا۔ یعنی یہ کہ اپنا نام اپنے باپ کا نام قومیت سکونت محلہ ضلع اور پیشہ وغیرہ۔

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۵ را پریل ۱۸۹۷ء (مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

(یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{4}$ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۷۰)

لیکھرام کے قتل کے متعلق

۸ر اپریل ۱۸۹۷ء کو ہمارے گھر کی تلاشی ہو کر صفحہ ۵۵۶ و ۵۵۷ براہین احمدیہ کی پیشگوئی پوری ہوئی

ہمیں اس وقت قابل رحم قوم آریہ پر کچھ شکوہ نہیں کہ وہ ایسی ایسی تلاشیوں کے کیوں محرک ہوتے اور کیوں اپنے شریف ہمسایوں کو جو اہل اسلام ہیں، ایسی بے اصل کارروائیوں سے تکلیف دی کیونکہ درحقیقت لیکھرام کی موت سے ان کو بڑا ہی صدمہ پہنچا ہے۔ یہ ایسا صدمہ نہیں ہے جو کبھی معزز قوم آریہ اس کو فراموش کر سکے۔ اور درحقیقت یہ بھی سچ ہے کہ اگر اس موت کے ساتھ ایک اسلامی پیشگوئی نہ ہوتی تب تو یہ موت ایک خفیف سی موت سمجھی جاتی اور قاتل کی سراغرسانی کے لیے معمولی قواعد استعمال میں لائے جاتے مگر اب تو یہ ایک بڑی بھاری مصیبت پیش آئی کہ لیکھرام کی وفات اس پیشگوئی کے موافق ہوئی جس میں یہ شرط جانبین نے قبول کر لی تھی کہ پیشگوئی کے جھوٹے نکلنے کی حالت میں اسلام کی سچائی میں فرق آئے گا اور اگر پیشگوئی واقعی طور پر سچی ثابت ہوئی تو آریہ مذہب کا جھوٹا ہونا مان لیا جائیگا ہمیں آریہ صاحبوں سے بڑی ہمدردی ہے لیکن اس جگہ تو ہم حیران ہیں کہ اگر ہمدردی کریں تو کیا کریں۔ یہ خدا کا فعل ہے۔ اس میں نہ ہماری اور نہ آریہ صاحبوں کی کچھ پیش جا سکتی ہے۔ خدا کی قدرت ہے کہ تلاشی کے وقت میں پہلے وہی کاغذات برآمد ہوئے جن میں میری اور لیکھرام کی دستخطی تحریریں تھیں۔ چنانچہ وہ عہدنامہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی خدمت میں پڑھا گیا۔ اور مجلس عام میں اس کا ایسا اثر ہوا کہ بعض عہدہ داران پولیس جو صاحب بہادر کے ہمراہ آئے تھے وہ بول اُٹھے کہ جبکہ اپنے مطالبہ سے لیکھرام نے یہ پیشگوئی حاصل کی تھی اور عہدنامہ لکھا گیا تھا تو پھر پیشگوئی کرنے والے پر شبہ کرنا

نوٹ:۔ اس تلاشی سے یہ بھی ایک فائدہ ہوا کہ جو ہمارے مخالف مولویوں کو گمان تھا کہ اُن کے گھر میں عربی لکھنے کے لیے ایک کمیٹی بیٹھی ہوئی ہے اور نیز آلات رصد و نجوم اُن کے گھر میں مخفی رکھے ہیں۔ جس کے ذریعہ سے غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ ان سب بہتانوں کا بے اصل ہونا بھی ثابت ہو گیا۔ منہ

بے محل ہے۔خدا کے ہر ایک کام میں ایک حکمت ہوتی ہے۔اس تلاشی میں ایک یہ بھی حکمت تھی کہ وہ کاغذات حکّام کے سامنے پیش ہو گئے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ لیکھرام نے خود قادیان میں آکر اور پچیس۲۵ دن رہ کر پیشگوئی کا مطالبہ کیا۔اور فریقین کی طرف سے تحریریں لکھی گئیں جن میں پیشگوئی کو فریقین کے مذہب کے صدق اور کذب کا معیار ٹھیرایا گیا اور حکام پر کھل گیا کہ یہ تحریریں بہت سے بیہودہ خیالات کا فیصلہ کرتی ہیں اور صاف سمجھا دیتی ہیں کہ یہ پیشگوئی اسلام اور آریہ مذہب کی ایک کشتی تھی اور فریقین نے سچی نیّت سے اپنے خدا اور پرمیشر پر توکل کرکے دونوں مذہبوں کے پرکھنے کے لیے آسمانی فیصلہ کی درخواست کی تھی اور اس پر راضی ہو گئے تھے۔اور یہ ایک ایسا امر تھا کہ اگر اسی حیثیت سے چیف کورٹ کی عدالت میں پیش کیا جاتا تو ضرور چیف کورٹ کے ججوں کو اس کے واقعات پر غور کرنے سے گواہی دینی پڑتی کہ خدا نے اس مقدمہ میں اسلام کی آریوں پر ڈگری کی۔

مگر افسوس کہ ہمارے مولوی در پردہ اس سچے اور پاک خدا کے دشمن ہیں جو سچائی کی حمایت کرتا ہے۔ مَیں نے سُنا ہے کہ بعض مولوی صاحبان جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی اس کھلی کھلی پیشگوئی کی نسبت بھی جو دونوں مذہبوں کے پرکھنے کے لیے معیار کی طرح ٹھیرائی گئی تھی جانکاہی سے کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح لوگ اس پر اعتقاد نہ لاویں۔ہم انشاء اللہ عنقریب اس معاہدہ کو جو ہم میں اور لیکھرام میں ہوا تھا۔سراج منیر کے اخیر میں نقل کر دیں گے۔اور ہم نہایت ہمدردی سے مسلمانوں کو صلاح دیتے ہیں کہ اگر اسلام کی محبت ہے تو ان مولویوں سے پرہیز کریں[1] آئندہ اگر اور بھی تجربہ کرنا ہے تو ان کا اختیار ہے یہ مولوی بالکل ان فقیہوں اور فریسیوں کے خمیر سے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دشمن تھے۔

اب ہم ایک بڑی حکمت اس خانہ تلاشی کی لکھتے ہیں جس کے تصور سے ہمیں اس قدر خوشی ہے کہ ہم اندازہ نہیں کر سکتے۔جس دن خانہ تلاشی ہونے والی تھی یعنی ۸ر اپریل روز پنجشنبہ۔اس دن افسران پولیس کے آنے سے چند منٹ پہلے مَیں اپنے رسالہ سراج منیر کی ایک کاپی پڑھ رہا تھا۔اور اس میں براہین احمدیہ کے حوالہ سے یہ مضمون تھا کہ خدا تعالیٰ نے جو اپنی کلام میں میرا نام عیسیٰ رکھا ہے تو ایک وجہ مشابہت وہ ابتلاء ہے جو حضرت عیسیٰؑ کو پیش آیا تھا۔یعنی یہود کی قوم نے اپنی کوششوں سے اور نیز گورنمنٹ رُومیہ کو دھوکہ دینے سے چاہا کہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دی جاتے۔اس عبارت کے پڑھنے کے وقت مجھے یہ خیال آیا کہ حضرت مسیحؑ کے دشمنوں نے دو پہلو اختیار کئے تھے۔ایک یہ کہ اپنی طرف سے ایذاء رسانی کی کوششیں کیں اور دوسرے یہ کہ گورنمنٹ کے ذریعہ سے بھی تکلیف دی

---

[1] مولوی محمد حسین صاحب اگر سچے دل سے یقین رکھتے ہیں کہ یہ پیشگوئی لیکھرام والی جھوٹی نکلی تو انہیں مخالفانہ تحریر

مگر میرے معاملہ میں تو اب تک صرف ایک پہلو ہے۔ یعنی صرف آریوں کی کوششیں اور اخباروں اور خطوط کے ذریعہ سے ان کی بدگوئی۔ اس وقت معاً میرے دل نے خواہش کی کہ کیا اچھا ہوتا کہ گورنمنٹ کی دست اندازی کا پہلو بھی اس کے ساتھ شامل ہو جاتا تا وہ پیشگوئی جو لیکھرام کی نسبت اس کی موت سے سترہ برس پہلے لکھی گئی ہے اپنے دونوں پہلوؤں کے ساتھ پوری ہو جاتی۔ سو ابھی میں اس سوچ میں تھا کہ مجھے اطلاع ملی کہ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ بہادر پولیس مسجد میں ہیں۔ تب میں بڑی خوشی سے گیا اور صاحب بہادر نے مجھے کہا کہ "مجھے حکم آگیا ہے کہ قتل کے مقدمہ میں آپ کے گھر کی تلاشی کروں" تلاشی کا نام سن کر مجھے اس قدر خوشی ہوئی جیسے اس ملزم کو ہو سکتی ہے جس کو کہا جائے کہ تیرے گھر کی تلاشی نہیں ہوگی۔ تب میں نے کہا کہ آپ اطمینان کے ساتھ تلاشی کریں اور میں مدد دینے میں آپ کے ساتھ ہوں۔ اس کے بعد میں ان کو مع دوسرے افسروں کے اپنے مکان میں لے آیا۔ اور اوّل مردانہ مکان میں پھر زنانہ مکان میں۔ تمام بستہ جات وغیرہ انہوں نے دیکھ لیے اور مہمان خانہ و مطبع وغیرہ مکانات سب کے سب دکھلا دیئے گئے۔

غرض صاحب موصوف نے عمدہ طور پر اپنے فرض منصبی کو ادا کیا اور بہت سا حصہ وقت کا خرچ کر کے اور خدا کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پوری کر کے آخر آٹھ بجے رات کے قریب واپس چلے گئے۔

یہ تو سب کچھ ہوا۔ مگر ہمیں اس بات کی نہایت خوشی ہوئی کہ اس روز براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۵۶ اور ۵۵۷ کی پیشگوئی کامل طور پر پوری ہو گئی۔ اور جیسا کہ لکھا تھا چمکدار نشان کے لوازم ظہور میں آگئے۔

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

۱۱؍ اپریل ۱۸۹۷ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان) (یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{4}$ کے ۲ صفحوں پر ہے)

(بقیہ حاشیہ)

کے لیے تکلیف اٹھانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ ہم خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ اگر وہ جلسہ عام میں میرے روبرو یہ قسم کھائیں کہ "یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی اور نہ سچی نکلی اور اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی اور فی الواقعہ پوری ہو گئی ہے تو اے قادر مطلق ایک سال کے اندر میرے پر کوئی عذاب شدید نازل کر" پھر اگر مولوی صاحب موصوف اس عذاب شدید سے ایک سال تک بچ گئے تو ہم اپنے تئیں جھوٹا سمجھ لیں گے اور مولوی صاحب کے ہاتھ پر توبہ کریں گے اور جس قدر کتابیں ہمارے پاس اس بارے میں ہوں گی جلا دیں گے۔ اور اگر وہ اب بھی گریز کریں تو اہل اسلام خود سمجھ لیں کہ ان کی کیا حالت ہے اور کہاں تک ان کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ منہ

(۱۷۱)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

لالہ گنگا بشن صاحب کی مرنے کیلئے درخواست

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مَیں نے اپنے اشتہار[1] ۱۵؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں جس میں آریہ صاحبوں کے خیالات لیکھرام کی موت کی نسبت لکھے گئے تھے۔ دوسرے صفحہ کے دوسرے کالم میں لکھا تھا کہ اگر اب بھی کسی شک کرنے والے کا شک دُور نہیں ہوسکتا اور میری نسبت یقین رکھتا ہے کہ گویا مَیں سازشِ قتل میں شریک ہوں تو ایسا شخص میرے سامنے قسم کھاوے جس کے الفاظ یہ ہوں کہ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ شخص سازشِ قتل میں شریک ہے اور اگر شریک نہیں تو ایک برس کے اندر مجھ پر وہ عذاب نازل ہو جو ہیبت ناک ہو۔ مگر کسی انسان کے ہاتھوں سے نہ ہو۔ اور نہ انسان کے منصوبوں کا اس میں کچھ دخل متصوّر ہوسکے۔ پس اگر یہ شخص ایک برس تک ایسے عذاب سے بچ گیا تو مَیں مجرم ہوں گا اور اس سزا کے لائق جو ایک قاتل کو ہونی چاہیئے۔ اس اشتہار کے بعد ایک صاحب گنگا بشن نام نے اخبار سماچار مطبوعہ ۴؍ اپریل ۱۸۹۷ء کے ذریعہ سے قسم کھانے کے لیے اپنے تئیں مستعد ظاہر کیا اور صاف طور پر اقرار کر دیا کہ حسب منشاء اشتہار ۱۵؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں قسم کھانے کے لیے طیار ہوں بلکہ یہ بھی کہہ دیا کہ میری قسم سے آیندہ کوئی آپ کے سامنے کھڑا نہیں ہوگا۔ یعنی تمام مخالف قومیں لاجواب ہوجائیں گی مگر اپنی طرف سے یہ زائد شرط لگا دی کہ مَیں اس صورت میں قسم کھاؤں گا کہ دس ہزار روپیہ میرے لیے جمع کردیا جائے اس تصریح سے کہ اگر مَیں زندہ رہا تو اس روپیہ کا مَیں حق دار ہوں گا۔ سو ہم نے اس نئی شرط کو بھی جو ہمارے اشتہار کے منشاء سے زائد تھی۔ اس شرط[2] کے ساتھ قبول کیا کہ لالہ گنگا بشن اس مفصلہ ذیل مضمون کی قسم بذریعہ کسی مشہور اخبار کے شائع کریں اور نیز قادیان میں آکر بالمواجہ بھی میرا نام لے کر یہ قسم کھاویں کہ درحقیقت لیکھرام کے قتل میں اس شخص کی شراکت ہے اور اس کی خفیہ سازش

---

[1] دیکھئے جلد ہذا صفحہ ۴۹، اشتہار نمبر ۱۶۷ (المرتب)

[2] دیکھئے جلد ہذا صفحہ ۴۷، اشتہار نمبر ۱۶۹ (المرتب)

سے اس کی موت ہوئی ہے۔ اور اگر یہ صحیح نہیں ہے تو ایک سال تک مجھ کو وہ موت آوے جس میں انسان کے منصوبہ کا دخل نہ ہو۔ اور ایسا ہی اخبار کے ذریعہ سے اور نیز بالمواجہ بھی یہ اقرار کریں کہ اگر میں ایک سال کے اندر حسبِ منشاء اس قسم کے مرگیا تو میرا مرنا اس بات پر گواہی ہو گا کہ درحقیقت لیکھرام خدا کے غضب سے اور پیشگوئی کے موافق ہلاک ہوا ہے اور نیز اس بات پر گواہی ہو گی کہ درحقیقت دین اسلام ہی سچا دین ہے اور باقی تمام مذاہب جیسا کہ آریہ مت سناتن دھرم اور عیسائی وغیرہ سب بگڑے ہوئے عقیدے ہیں۔ اس پر لالہ گنگا بشن صاحب ضمیمہ بھارت سدھار ۱۱ ؍ اپریل ۱۸۹۷ء اور ہمدرد ہند لاہور ۱۲ ؍ اپریل ۱۸۹۷ء میں یہ فضول عذر شایع کرتے ہیں کہ یہ شرط اشتہار ۱۵ ؍ مارچ ۱۸۹۷ء میں موجود نہیں تھی لہٰذا ہم ان کو اطلاع دیتے ہیں کہ اوّل تو خود تم نے ہمارے اشتہار ۱۵ ؍ مارچ ۱۸۹۷ء کی پابندی اختیار نہیں کی۔ اور اپنی طرف سے دس ہزار روپیہ جمع کرانے کی شرط زیادہ کر دی۔ جس پر ہمارا حق تھا کہ ہم بھی تمہاری اس قدر ترمیم پر جس قدر چاہتے پہلے اشتہار کی ترمیم کرتے اور یہ ایک سیدھی بات ہے کہ آپ نے ہمارے اشتہار کے منشاء سے آگے قدم رکھ کر ایک نئی شرط اپنے فائدہ کے لیے زیادہ کر دی۔ اس لیے ہمارا بھی حق تھا کہ ہم بھی نئی شرط کے مقابل پر جس قدر چاہیں بڑھا دیں۔

علاوہ اس کے اگر غور کرو تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ہم نے کوئی امر تمہارے مقابل پر ۱۵ ؍ مارچ ۱۸۹۷ء کے اشتہار کے مخالف پیش نہیں کیا۔ بلکہ وہ باتیں جو مجمل طور پر اشتہار مذکور میں پائی جاتی تھیں۔ اُن کو کسی قدر تفصیل سے لکھ دیا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ اقرار جو بذریعہ اشتہار اور نیز بالمواجہ ہم تم سے کرانا چاہتے ہیں۔ یہ کوئی نئی شرط نہیں ہے۔ کیونکہ ہماری یہ تمام کارروائی صرف اس غرض سے ہے کہ تا ہم ثابت کریں کہ دُنیا میں صرف دین اسلام ہی سچا مذہب ہے اور دوسرے تمام مذہب باطل ہیں۔ اور اگر یہ غرض درمیان نہ ہو تو یہ سب جھگڑے ہی عبث ہیں اور ہمارے الہام بھی عبث۔ یہی تو ایک مُدّعا ہے یعنی دین اسلام کی سچائی ثابت کرنا۔ جس کے لیے یہ نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہو رہے ہیں۔ چنانچہ آپ نے سماچار ۳ ؍ اپریل ۱۸۹۷ء کی تحریر میں اس بات کا خود بھی اقرار کر لیا جبکہ یہ کہا کہ ”میرے مرنے کے بعد دوسرے لوگ آپ کے مقابل پر کھڑے نہیں ہوں گے“ کیا اس تحریر کا بجز اس کے کوئی اور مدّعا تھا کہ اس فتح کے بعد دوسرے مذہبوں کا جھوٹا ہونا ثابت ہو جائے گا۔ سو ہم آپ سے بذریعہ اخبار اور نیز بالمواجہ یہی اقرار چاہتے ہیں اور پنڈت لیکھرام سے بھی پیشگوئی کے مطالبہ پر یہی اقرار لیا گیا تھا کہ یہ پیشگوئی آریہ مذہب اور اسلام میں بطور فیصلہ کرنے والے منصف کے متصوّر ہو گی۔ وہی عہد نامہ ۸ ؍ اپریل ۱۸۹۷ء کو تلاشی کے وقت صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کے حضور میں پڑھا گیا تھا۔ میں سوچ میں ہوں کہ اقرار

کے بعد یہ بیہودہ انکار آپ نے کیوں کر دیا۔ ادنیٰ عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ تمام ہماری سرگرمی اس غرض سے نہیں ہے کہ کوئی شخص ہم کو منجموں اور رمّالوں کی طرح مان لے یا صرف سچی پیشگوئیوں والا سمجھ لے۔ اس قسم کی لغو تعریفوں سے تو ہم بدل بیزار ہیں۔ بلکہ یہ سب اسلام کی تائید میں خدا تعالیٰ کے الہام ہیں اور اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے یہ سب کام وہ قادر مطلق اپنے ہاتھ سے کر رہا ہے جس کا نام اللہ ہے۔ جلّ جلالہٗ۔

اب ہم صاف لفظوں میں لالہ گنگا بشن کو مطلع کرتے ہیں کہ اس قسم کی چالبازی دیانت کے طریق سے بعید ہے۔ ہم نے اُن کے دس ہزار کے مطالبہ پر کسی غیر متعلق اور بیجا شرط کو زیادہ نہیں کیا بلکہ یہ وہی شرط ہے جو ہماری تمام کارروائی میں ہمیشہ سے ملحوظ اور ہماری زندگی کی علّت غائی ہے۔ اگر اسی شرط کو ساقط کیا گیا تو باقی کیا رہا؟ کیا ہم ایک انسان کی جان ناحق ضائع کرنی چاہتے ہیں؟ یا ہم صرف ایک بیہودہ لہو ولعب کے مشتاق ہیں جس کا دین کے لیے کوئی بھی نتیجہ نہ ہو۔

ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ اس قدر عظیم الشان معرکہ میں جس میں دس ہزار روپیہ نقد پہلے جمع کرا دیا جائے گا کچھ تو ہمارا مقصد اور غرض ہونی چاہیئے۔ پس کیا وہ یہی غرض ہو سکتی ہے کہ ہمیں کوئی جوتشیوں اور رملیوں کی طرح سمجھ لے؟ نہیں بلکہ اس قدر مالی زیر باری اُٹھانے کے لیے محض ہم اس لیے طیار ہوگئے ہیں کہ تا اس سے اسلام کے مقابل پر ہندو مذہب کا فیصلہ ہو جائے۔ سو اگر لالہ گنگا بشن صاحب اس میدان کا بہادر اپنے تئیں سمجھتے ہیں تو اب بیہودہ حیلوں حوالوں سے اپنا قدم باہر نہ کریں۔ وہ اپنے اس اقرار کو یاد کریں جو اپنی قلم سے ۳ ؍اپریل کے سماچار میں شائع کر بیٹھے ہیں۔

اُن کو یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ جس حالت میں اُن کا مقولہ ہے کہ بعض وقت مَیں خدا کو بھی جواب دے دیتا ہوں تو پھر دس ہزار روپیہ کی طمع پر اُن کو یہ کہنا کیا مشکل ہے کہ اگر مَیں مر گیا تو میرا مرنا اس بات کا قطعی ثبوت ہوگا کہ دُنیا میں صرف دین اسلام ہی سچا ہے اور دوسرے مذہب جو اس کے مخالف ہیں جیسے آریہ مذہب اور سناتن دھرم اور عیسائی مذہب سب باطل ہیں اور نیز کہ اگر مَیں مَر گیا تو میرا مَرنا اس بات کو ثابت کرے گا کہ لیکھرام کی موت کی پیشگوئی درحقیقت خدا تعالیٰ کی طرف سے تھی۔ غرض انہی مفید باتوں کے لیے تو ہم دس ہزار روپیہ دیتے ہیں اور یہ رقم کثیر اسی اقرار کی تو قیمت ہے ورنہ ہم نے اپنے اشتہار ۱۵ ؍مارچ ۱۸۹۷ء میں ایک حبہ دینے کا بھی کسی کے ساتھ عہد نہیں کیا۔ یہی تو وہ غرض ہے جس کو ہم نے مدّنظر رکھ کر گنگا بشن صاحب کو مُنہ مانگی مراد دی۔

ناظرین ذرہ سوچیں کہ ایسا شخص جو خود کہتا ہے کہ مجھ کو کسی مذہب سے دلی تعلق نہیں یہانتک کہ بعض وقت خدا کو بھی جواب دے دیا کرتا ہوں اس پر ان دو اقرار کرنے سے کونسی مصیبت پڑتی ہے بہرحال یہ بات خوب یاد رکھنی چاہیئے کہ جبکہ گنگا بشن صاحب نے اپنی طرف سے دس ہزار روپیہ

جمع کرانے کی شرط بڑھادی ہے۔جس کا ہمارے اشتہار ۱۵؍مارچ ۱۸۹۷ء میں نام ونشان نہ تھا تو ہم اس شرط کے عوض میں یہ چاہتے ہیں کہ وہ اخبار کے ذریعہ سے اور نیز جلسہ عام میں قسم کے ساتھ ہمارے اصل مقصد کا تصریح کے ساتھ اقرار کریں۔اور پھر ہم مکرر لکھ دیتے ہیں کہ جو اقرار وہ اخبار میں بقید اپنی ولدیت و قومیت و سکونت و ضلع و ثبت شہادت گواہان معززین شائع کرینگے اس کا لفظ بلفظ یہ مضمون ہوگا:۔

"مَیں فلاں بن فلاں قوم فلاں ساکن قصبہ فلاں ضلع فلاں اللہ جلّ شانہٗ یا پرمیشر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میرزا غلام احمد قادیانی درحقیقت پنڈت لیکھرام کا قاتل ہے اور مَیں اپنے پورے یقین سے جانتا ہوں کہ بالضرور لیکھرام غلام احمد کی سازش اور شراکت سے قتل کیا گیا ہے اور ایسا ہی پورے یقین سے جانتا ہوں کہ یہ پیشگوئی خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں تھی بلکہ ایک انسانی منصوبہ تھا جو پیشگوئی کے بہانہ سے عمل میں آیا۔اگر میرا یہ بیان صحیح نہیں ہے تو اے خدائے قادر مطلق اس شخص کا سچ ظاہر کرنے کے لیے اپنا یہ نشان دکھلا کہ ایک سال کے اندر مجھے ایسی موت دے کہ جو انسان کے منصوبہ سے نہ ہو۔اور اگر مَیں ایک سال کے اندر مر گیا۔تو تمام دنیا یاد رکھے کہ میرا مرنا اس بات پر گواہی ہوگی کہ واقعی طور پر یہ خدا کا الہام تھا۔انسانی سازش نہیں تھی اور نیز یہ کہ واقعی طور پر سچا دین صرف اسلام ہے اور دوسرے تمام مذہب جیسے آریہ مذہب اور سناتن دھرم اور عیسائی وغیرہ تمام بگڑے ہوئے عقیدے ہیں۔" غرض اس مضمون کی قسم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں چھپوانی ہوگی اور یہی قسم قادیان میں آکر جلسہ عام میں کھانی ہوگی اب اگر مَیں اس وعدہ سے پھر جاؤں تو میرے پر خدا کی لعنت ورنہ تمہارے پر۔

آپ کی درخواست کے موافق مجھ پر واجب ہوگا کہ مَیں دس ہزار روپیہ آپ کے لیے جمع کرادوں اور میری درخواست کے موافق آپ پر واجب ہوگا کہ آپ بلاکم وبیش اسی قسم کا اقرار مؤکد بقسم کسی معتبر اور مشہور اخبار میں جیسا کہ اخبار عام شائع کرادیں۔اور جیسا کہ مَیں تسلیم کر چکا ہوں آپ کے اس چھپے ہوئے اقرار کے پہنچنے کے بعد دو مہینے تک دس ہزار روپیہ جمع کرادوں گا۔اگر نہ کراؤں تب بھی کاذب شمار کیا جاؤں گا۔اور یہ کہنا کہ "ایک سال کو مَیں نہیں مانتا بلکہ چاہتا ہوں کہ فوراً زمین میں غرق کیا جاؤں یا یہ کہ مہینہ اور تاریخ اور گھنٹہ موت کا مجھے تبلایا جائے" یہ آپ کے پہلے اقرار کے برخلاف ہے جو سماچار ۳؍اپریل ۱۸۹۷ء میں کر چکے ہو۔علاوہ اس کے مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہوں۔اس کے حکم سے زیادہ نہیں کہہ سکتا اور نہ کم۔ہاں اگر میعاد کے اندر کوئی زیادہ تشریح خدا تعالیٰ کی طرف سے کی گئی تو مَیں اس کو شائع کردوں گا۔مگر کوئی عہد نہیں۔آپ اگر اپنی پہلی بہادری پر قائم ہیں تو ایک سال کی شرط کو قبول کرلیں۔مَیں یہ اقرار بھی کرتا ہوں کہ صرف اس حالت میں یہ نشان نشان سمجھا جائے گا کہ

جب کسی انسانی منصوبہ سے آپ کی موت نہ ہو اور کسی دشمن بداندیش کے قتل کا شبہ نہ ہو۔
غرض یہ بات میرے اقرار میں داخل ہے کہ اگر آپ کی موت قتل یا زہر خورانی کے ذریعہ سے ہو جائے یا کسی اور ایسے ہی واقعہ سے وقوع میں آئے جس میں کسی دشمن کے منصوبہ کا دخل ثابت ہو تو بیشک میں جھوٹا ٹھیروں گا۔ لیکن اگر آپ ہی اپنے قتل ہونے کا باعث ہو جائیں۔ مثلاً کسی بیگناہ کو قتل کریں اور عدالت اس کے عوض میں آپ کو پھانسی دے دے یا کسی وجہ سے خودکشی کریں یا زہر کھالیں۔ غرض ایسے امور جن میں دشمن کے منصوبہ کا دخل نہ ہو تو ایسی موت بھی نشان میں داخل ہوگی۔ کیونکہ کسی دشمن کے منصوبہ کا اس میں دخل نہیں ہوگا۔ ہاں اگر یہ بات نہایت صفائی سے ثابت نہ ہو کہ کسی دشمن کے منصوبہ کا آپ کی موت میں دخل نہیں تو نہ صرف یہ کہ آپ کے وارثوں کو دس ہزار روپیہ ملے گا بلکہ شرعاً وقانوناً میں جرم قتل کا مجرم ٹھہروں گا۔
اور یاد رہے کہ اشتہار ۱۵ مارچ ۱۸۹۷ء میں ہمارا یہ قول کہ وہ عذاب کسی انسان کے ہاتھوں اور منصوبہ سے نہ ہو۔ اس سے مراد وہ انسانی منصوبہ ہے جو عداوت اور بدنیتی پر مبنی ہوتا ہے لیکن اگر کوئی اپنے جُرم کی سزا میں مثلاً بغاوت میں یا قتل عمد میں عدالت کے ذریعہ سے پھانسی کی سزا پاوے۔ یا مثلاً کسی ایسی اپنی دوا کو غلطی سے اندازہ سے زیادہ کھالے جس میں کوئی حصہ زہر کا ملا ہوا ہو اور اس سے مر جائے تو ایسی تمام صورتیں ہمارے بیان سے مستثنیٰ ہیں اور ایسی حالتوں میں بے شک کہا جائے گا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی۔ گو ہم بدل چاہتے ہیں کہ ایسی حالتوں سے بھی آپ الگ رہیں۔ اور یاد رہے کہ اگر آیندہ اس مطالبہ کے برخلاف آپ کی طرف سے یا آپ کے کسی اَور ہم قوم کی طرف سے کوئی اور تحریر شائع ہوئی تو اس کو فضول سمجھ کر اعراض کیا جائے گا۔ اور اگر ۱۰ رمئی ۱۸۹۷ء تک بذریعہ رجسٹری حسبِ منشاء جواب مطبوعہ نہ ملا تو پھر آپ قابلِ خطاب نہیں ٹھیریں گے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ ؛

المشتہر میرزا **غلام احمد** قادیانی
۱۶ راپریل ۱۸۹۷ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس۔ قادیان)

نوٹ :۔ یہ ضروری ہوگا کہ آپ میعاد کے اخیر دن تک اپنے اس اقرار کے مخالف کوئی تحریر مطبوعہ شائع نہ کریں۔ یعنی بعد اس اقرار کے کہ آپ اپنا مرنا دین اسلام کی سچائی اور دوسرے مذہبوں کے باطل ہونے پر گواہ قرار دیں۔ کوئی ایسا نوشتہ چھپا ہوا شایع نہ کریں جو اس اقرار کے برعکس ہو۔ اور نیز اس بات کا لحاظ ضروری ہوگا کہ جب آپ قادیان میں آکر حسب ہدایت مذکور قسم کھاویں اور حسب مرقومہ بالا اقرار کریں تو یہ قسم اور یہ

اقرار تین مرتبہ باآواز بلند جلسہ عام میں کریں اور ہماری طرف سے آمین ہوگی۔[1] اور نیز یہ ضروری ہوگا کہ آپ ہمارے بلانے کے بعد اسی مقررہ تاریخ اور وقت اور دن پر بلا توقف حاضر ہو جائیں۔ ہاں یہ بھی ضرور ہوگا کہ ہم ایک ہفتہ پہلے بذریعہ ایک رجسٹری شدہ خط کے تاریخ اور وقت اور دن حاضری سے آپکو اطلاع دیں۔ اور اس جگہ یاد رہے کہ تین اور صاحب گنگا بشن کی طرح قسم کھانے کے لیے درخواست کرتے ہیں۔ ایک صاحب کا نام حکیم سنت رام ہے جو پنڈ داد نخاں سے اور دوسرے صاحب رنجیت رائے اسسٹنٹ سیکرٹری آریہ سماج سری گوبند پورہ ضلع گورداسپورہ سے اسی مضمون کا خط بھیجتے ہیں اور تیسرے صاحب اپنا نام دولت رام بیان کرکے اخبار سنگھ سبھا پنجاب گزٹ امرتسر ۱۵ اپریل ۱۸۹۷ء میں قسم کھانے کیلئے مستعدی ظاہر کرتے ہیں۔ اور یہ صاحب بجائے دس ہزار روپیہ جمع کرانے کے دو ہزار روپیہ پر راضی ہوگئے ہیں۔ سو یہ اُن کی مہربانی اور عنایت ہے، لیکن ان تمام صاحبان کو واضح رہے کہ اگرچہ بیشک آپ لوگ بھی معزز اور آریہ قوم کی طرز زندگی کے اعلیٰ نمونہ ہیں، لیکن لالہ گنگا بشن صاحب نے سب سے پہلے اس ارادہ کو بذریعہ چند اخبار شائع کیا ہے اس لیے اُن کا حق سب پر مقدم ہے اور جب تک لالہ صاحب موصوف ان تمام شرائط سے جو اس اشتہار میں انہیں کی تحریک سے لکھی گئی ہیں گریز اختیار نہ کریں اور میدان سے بھاگ نہ جائیں تب تک ہم دوسری طرف التفات نہیں کرسکتے اور نہ یہ حق دوسرے کو دے سکتے ہیں۔ ہاں اگر وہ خود ان شرائط سے پہلو تہی کریں تو پھر اس صورت میں کوئی دوسرا درخواست کرسکتا ہے۔ مگر یاد رہے کہ یہ اشتہار اپنی تمام شرائط کے ساتھ تجویز ناطق ہے اور کسی صورت میں کمی بیشی ان شرائط کی جائز نہ ہوگی۔ اور یہ تمام شرائط ہر ایک کے لیے جو میدان میں آوے ایک اٹل قانون کی طرح سمجھی جائینگی۔ منہ

نوٹ:۔ ہمدرد ہند لاہور ۱۲ اپریل ۱۸۹۷ء میں گنگا بشن صاحب نے ایک اور شرط زیادہ کی ہے اور وہ یہ ہے کہ جب مَیں یعنی یہ راقم حسب قرارداد بصورت جھوٹا نکلنے کے پھانسی کی موت سے مارا جائے تو میری لاش ان کو یعنی گنگا بشن کو مل جائے اور پھر وہ اس لاش سے جو چاہیں کریں۔ جلا دیں دریا بُرد کریں یا اور کارروائی کریں۔ سو واضح رہے کہ یہ شرط بھی مجھے منظور ہے اور میرے نزدیک بھی جھوٹے کی لاش ہر ایک ذلّت کے لائق ہے اور یہ شرط درحقیقت نہایت ضروری تھی جو لالہ گنگا بشن صاحب کو عین موقعہ پر یاد آگئی لیکن ہمارا بھی حق ہے کہ یہی شرط بالمقابل اپنے لیے بھی قائم کریں۔ ہم نے مناسب نہیں دیکھا کہ ابتداءً اپنی طرف سے یہ شرط لگاویں مگر اب چونکہ لالہ گنگا بشن صاحب نے بخوشی خود یہ شرط قائم کردی۔ اس لیے ہم بھی تہ دل سے شکر گذار ہوکر اور اس شرط کو قبول کرکے اسی قسم کی شرط اپنے لیے قائم کرتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ جب گنگا بشن صاحب حسب منشاء پیشگوئی مرجائیں تو اُن کی لاش بھی ہمیں مل جائے تا بطور نشان

---

[1] اور وہی دن سال کا پہلا دن بموجب انگریزی مہینوں کے شمار کیا جاویگا۔ منہ

فتح وہ لاش ہمارے قبضہ میں رہے اور ہم اس لاش کو ضائع نہیں کریں گے بلکہ بطور نشان فتح مناسب مصالحوں کے ساتھ محفوظ رکھ کر کسی عام منظر میں یا لاہور کے عجائب گھر میں رکھا دیں گے لیکن چونکہ لاش کے وصول پانے کے لیے ابھی سے کوئی احسن انتظام چاہیئے۔ لہٰذا اس سے زیادہ کوئی انتظام احسن معلوم نہیں ہوتا کہ پنڈت لیکھرام کی یادگار کے لیے جو پچاس ہزار یا ساٹھ ہزار روپیہ جمع ہوا ہے اس میں سے دس ہزار روپیہ بطور ضمانت لاش ضبط ہو کر سرکاری بنک میں جمع رہے اور کاغذات خزانہ میں یہ لکھوا دیا جائے کہ اگر ایک سال کے اندر گنگا بشن فوت ہو گیا اور اس کی لاش ہمارے حوالہ نہ کی گئی تو بعوض اس کے بطور قیمت لاش یا تاوان عدم حوالگی لاش دس ہزار روپیہ ہمارے حوالہ کر دیا جائیگا اور ایسے اقرار کی ایک نقل معہ دستخط عہدہ دار افسر خزانہ کے مجھے بھی ملنی چاہیئے۔ تا ثانی الحال مطالبہ روپیہ میں دقت نہ ہو۔ اور واضح رہے کہ اگر گنگا بشن گریز کر جائے تو بجائے اس کے جو اور آریہ صاحب مقابلہ پر آویں۔ ان کو بھی پابندی اس شرط کی اور ایسا ہی دوسری شرائط کی حسب تصریحات مذکورہ بالا ضروری ہوگی اور اگر ہماری لاش پر گنگا بشن صاحب قادر نہ ہو سکیں تو وہ دس ہزار روپیہ جو ہماری طرف سے جمع ہوگا وہ گنگا بشن صاحب کے لیے بطور نشان فتح سمجھا جائے گا۔

اب جانبین کی شرطیں کمال تک پہنچ گئیں۔ آئندہ کسی فریق کو جائز نہ ہوگا۔ جو ان شرائط سے کم یا زیادہ کرے ورنہ اس کی گریز اور شکست متصور ہوگی۔ اور آئندہ ایسے شخص سے ہرگز خطاب نہیں کیا جائیگا۔ منہ

(یہ اشتہار $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۲}$ کے دو صفحوں پر ہے)

(۱۷۲)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

محال است سعدی کہ راہِ صفا ٭ تواں یافت جز در پئے مصطفٰے

سردار راج اندر سنگھ صاحب متوجہ ہو کر سنیں

آپ کا رسالہ جس کا نام آپ نے خبطِ قادیانی کا علاج رکھا ہے۔ میرے پاس پہنچا۔ اس میں جسقدر آپ نے ہمارے سیّد و مولیٰ جناب محمد مصطفٰے و احمد مجتبٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیں اور نہایت بے باکی سے بے ادبیاں کیں اور بے اصل تہمتیں لگائیں اس کا ہم کیا جواب دیں اور کیا لکھیں۔ سو ہم اس معاملہ کو اس قادر توانا کے سپرد کرتے ہیں جو اپنے پیاروں کے لیے غیرت رکھتا ہے۔ ہمارا افسوس اور بھی آپ کی نسبت ہوتا ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ کس ادب اور تہذیب سے ہم نے ست بچن کو تالیف کیا تھا اور کیسے نیک الفاظ سے آپ کے بابا صاحب کو یاد کیا تھا اور اس کا عوض آپ نے یہ دیا۔ اگر آپ کو علم اور انصاف سے کچھ بہرہ ہوتا اور دل میں پرہیزگاری ہوتی تو آپ ان بیہودہ افتراؤں کی پیروی نہ کرتے جن کا ہماری معتبر اور مسلّم اور پاک کتابوں میں کوئی اصل صحیح نہیں پایا جاتا۔ خدا کا وہ مقدس پیارا جس نے اس کی عزت اور جلال کے لیے اپنی جان کو ایک کیڑے کی جان کے برابر بھی عزت نہیں دی اور اس کے لیے ہزاروں موتوں کو قبول کیا۔ اس کو آپ نے گندی گالیاں دیں اور اس کی پاک شان میں طرح طرح کی بیباکیاں اور شوخیاں کیں میرا خیال اب تک نہ تھا کہ سکھ صاحبوں میں ایسے لوگ بھی ہیں۔ آفتاب آپ کی نظر میں ایک ناچیز خس و خاشاک دکھائی دیا۔ اے غافل وہی ایک نور ہے جس نے دُنیا کو تاریکی میں پایا اور روشن کیا اور مُردہ پایا اور جان بخشی۔ تمام نبوتیں اس سے ثابت ہوئیں اور وہ اپنی ذات میں ثابت ہے۔

بھلا بتاؤ! کہ اس کے سوا آج اس موجودہ دُنیا میں کون ہے جس کا کوئی پیرو دَم مار سکتا ہو کہ مَیں دُعا اور خدا کی نصرت میں اپنے مخالف پر غالب آ سکتا ہوں؟ یوں تو کوچہ کوچہ اور گلی گلی میں مذہب پھیلے ہوئے ہیں اور ہر ایک اپنے نبی یا اوتار کے اعجوبے قصوں اور کہانیوں کے رنگ

میں بیان کر رہا ہے اور پستکوں اور کتابوں کے حوالہ سے ہزاروں خوارق اُن کے بیان کئے جاتے ہیں لیکن سوال تو یہ ہے کہ ان قصّوں کا ثبوت کیا ہے اور کس کو ہم جھوٹا کہیں اور کس کو ہم سچا سمجھیں؟ اور اگر یہ قصّے صحیح تھے تو اب کیوں یہ مصیبت پیش آئی کہ ان لوگوں کے ہاتھ میں صرف قصّے ہی قصّے رہ گئے؟ سچّوں کا نور ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ ذرہ خود انصاف کرو کہ کیا گذشتہ باتوں کا فیصلہ صرف باتوں سے ہو سکتا ہے؟ کوئی بُرا مانے یا بھلا مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ان تمام مذہبوں میں سے سچ پر قائم وہی مذہب ہے جس پر خدا کا ہاتھ ہے اور وہی مقبول دین ہے جس کی قبولیت کے نُور ہر ایک زمانہ میں ظاہر ہوتے ہیں۔ یہ نہیں کہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ سو دیکھو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ روشن مذہب اسلام ہے جس کے ساتھ خدا کی تائیدیں ہر وقت شامل ہیں۔ کیا ہی بزرگ قدر وہ رسول ہے جس سے ہم ہمیشہ "تازہ بتازہ روشنی پاتے ہیں اور کیا ہی برگزیدہ وہ نبی ہے جس کی محبت سے رُوح القدس ہمارے اندر سکونت کرتی ہے تب ہماری دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور عجائب کام ہم سے صادر ہوتے ہیں۔ زندہ خدا کا مزہ ہم اسی راہ میں دیکھتے ہیں۔ باقی سب مُردہ پرستیاں ہیں۔

کہاں ہیں مُردہ پرست کیا وہ بول سکتے ہیں؟ کہاں ہیں مخلوق پرست کیا وہ ہمارے آگے ٹھہر سکتے ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو شرارت سے کہتے تھے۔ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی نہیں ہوئی اور نہ کوئی نشان ظاہر ہوا؟ دیکھو! میں کہتا ہوں کہ وہ شرمندہ ہوں گے اور عنقریب وہ چھپتے پھریں گے؟ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ آ گیا کہ اسلام کی سچائی کا نور منکروں کے مُنہ پر طمانچے مارے گا! اور انہیں نہیں دکھائی دے گا کہ کہاں چھپیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ مَیں نے دو مرتبہ باوا نانک صاحب کو کشفی حالت میں دیکھا ہے اور ان کو اس بات کا اقراری پایا ہے کہ انہوں نے اُسی نُور سے روشنی حاصل کی ہے۔ فضولیاں اور جھوٹ بولنا مُردار خواروں کا کام ہے۔ مَیں وہی کہتا ہوں کہ جو مَیں نے دیکھا ہے۔ اسی وجہ سے مَیں باوا نانک صاحب کو عزّت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اس چشمہ سے پانی پیتے تھے جس سے ہم پیتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مَیں اس معرفت سے بات کر رہا ہوں کہ جو مجھے عطا کی گئی ہے۔

اب اگر آپ کو اس بات سے انکار ہے کہ باوا صاحب مسلمان تھے اور نیز آپ کو اس بات پر اصرار ہے کہ بقول آپ کے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ بدکار آدمی تھے تو مَیں آپ پر صرف منقولی استدلال سے اتمام حجت کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایک اور طریق سے آپ پر خُدا کی حجت پوری کرنا چاہتا ہوں جو آگے چل کر بیان کروں گا اور منقولی استدلال پر اس لیے حصر رکھنا پسند نہیں کرتا کہ بوجہ قلت استعداد یہ راہ آپ کے لیے نہایت مشکل ہے۔ آپ لوگ صرف نادان پادریوں اور

ایسا ہی اور بیہودہ اور ناسمجھ آدمیوں کے اعتراضات سُن کر بوجہ دلی بخل کے اُن کو سچ سمجھ بیٹھے ہیں اور پھر بغیر تحقیق اور تفتیش کے اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بدزبانی شروع کردی ہے۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ اسی شتاب کاری نے جو نادانی اور تعصب کے ساتھ ملی ہوئی تھی دُنیا کو تباہی میں ڈال دیا ہے اور جہالت اور مفتریانہ روایات نے آفتاب پر تھُوکنے کے لیے ان کو دلیر کردیا ہے۔ اگر آنکھیں ہوں تو کسقدر ندامت ہو۔ اور اگر بصیرت ہو تو کس قدر اپنی خطا پر رو دیں۔ اے غافلو! وہ عزت اور شوکت جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی۔ کیا جھُوٹے کو مل سکتی ہے؟ یقیناً سمجھو کہ یہ بات خدا کی خدائی پر داغ لگاتی ہے کہ دُنیا میں جھُوٹے نبی کو وہ دائمی عزت اور قبولیت دی جائے جو سچّوں کو ملتی ہے کیونکہ اس صورت میں حق مشتبہ ہو جاتا ہے اور امان اُٹھ جاتا ہے۔ کیا کسی نے دیکھا کہ مثلاً ایک جھوٹا تحصیلدار سچے تحصیلدار کے مقابل پر دو چار برس تک مقدمات کرتا رہا۔ اور کسی کو قید اور کسی کو رہائی دیتا رہا اور اعلیٰ افسر اس مکان پر سے گزرتے رہے مگر کسی نے اس کو نہ پکڑا نہ پوچھا بلکہ اس کا حکم ایسا ہی چلتا رہا جیسا کہ سچے کا؟ سو یقیناً سمجھو کہ یہ بات بالکل غیر ممکن ہے کہ ایک نبی کی اتنی بڑی عزتیں اور شوکتیں دنیا میں پھیل جائیں کہ کروڑہا مخلوق اُس کی اُمّت ہو جائے۔ بادشاہیاں قائم ہو جائیں اور صدہا برس گذر جائیں اور دراصل وہ نبی جھوٹا ہو جب سے کہ دُنیا پیدا ہوئی ایک بھی اس کی نظیر نہیں پاؤ گے، ہاں یہ ممکن ہے کہ دراصل کوئی نبی سچا ہو اور کتاب سچی ہو۔ پھر مرورِ زمانہ سے اس کتاب کی تعلیم بگڑ جائے اور لوگ غلط فہمی سے اس کے منشاء کے برخلاف عمل کرنا شروع کردیں۔ چنانچہ یہ بات بالکل درست ہے کہ ہر ایک بگڑا ہوا مذہب جو دُنیا میں پھیل گیا تھا اور جس نے ایک عمر پائی وہ ایک سچی جڑ اپنے اندر مخفی رکھتا ہے گو اس کی تمام صورت بدلائی گئی۔ اسی لیے اسلام کسی عمر پانے والے اور جڑ پکڑنے والے مذہب کے پیشوا کو بدی سے یاد نہیں کرتا۔ کیونکہ یہ غیر ممکن ہے کہ جو لوگ خدا کے حکم سے آتے اور اس کی کتاب لاتے ہیں اُن کے پہلو بہ پہلو عزت اور جلال میں وہ لوگ بھی ہوں جو ناپاک طبع اور خدا پر افتراء کرنے والے ہیں۔ نہ انسانی گورنمنٹ کی غیرت اس بات کو قبول کرسکتی ہے اور نہ خدا کی غیرت کہ جو لوگ جھوٹے طور پر اپنے تئیں عہدہ دار اور سرکاری ملازم ظاہر کرتے ہیں اُن کو ایسی ہی عزت دی جائے جیسا کہ سچے کو اور اُن کو اپنے مفتریانہ کاموں میں ایسا ہی چھوڑا جائے جیسا کہ سچّوں کو اپنی جائز حکومتوں میں۔

اور وہ طریق جس کے رُو سے اس وقت آپ پر خدا کی حجت پوری کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ آپ کا دعویٰ ہے کہ باوا نانک صاحب مسلمان نہیں تھے اور مَیں کہتا ہوں کہ درحقیقت وہ مسلمان[1] تھے۔ اور جیسا

---

[1] باوا نانک صاحب کا مسلمان ہونا آپ کی ایک جنم ساکھی سے بھی پایا جاتا ہے جس نے صاف لفظوں میں اس بات

کہ بالا کی جنم ساکھی میں لکھا ہے درحقیقت چولا جو اب ڈیرہ نانک میں موجود ہے یہ باوا نانک صاحب کا چولا تھا جو اُن کے مذہب کو ظاہر کرتا ہے اور چولا کی عزت جو اب کی جاتی ہے۔ درحقیقت یہ پُرانی عزت ہے جو باوا صاحب سے ہی شروع ہوئی۔

(۲) دوسرے آپ کا دعویٰ ہے کہ نعوذ باللہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم بدکار اور فاسق تھے اور باوا نانک صاحب آنجناب سے بیزار تھے اور آنحضرتؐ کو بُرا کہا کرتے تھے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ بلکہ یہ باتیں اس وقت گرنتھوں میں ملائی گئی ہیں۔ جبکہ سکھ مذہب میں بہت سا تعصب داخل ہو گیا تھا۔ ورنہ باوا صاحب درحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں فدا تھے۔ اب فیصلہ اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ آپ اگر اپنے اس عقیدہ پر یقین رکھتے ہیں تو ایک مجلس عام میں اس مضمون کی قسم کھاویں کہ درحقیقت باوا نانک دین اسلام سے بیزار تھے اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کو بُرا سمجھتے تھے اور نیز درحقیقت پیغمبر اسلام نعوذ باللہ فاسق اور بدکار تھے اور خدا کے سچے نبی نہیں تھے اور اگر یہ دونوں باتیں خلاف واقعہ ہیں تو اے قادر کرتار مجھے ایک سال تک اس گستاخی کی سخت سزا دے۔ اور ہم آپ کی قسم پر پانسوؔ روپیہ ایک جگہ پر جہاں آپ کی اطمینان ہو جمع کرا دیتے ہیں پس اگر آپ درحقیقت سچے ہوں گے تو سال کے عرصہ تک آپ کے ایک بال کا نقصان بھی نہیں ہوگا بلکہ مفت پانسو روپیہ آپ کو ملیگا اور ہماری ذلت اور روسیاہی ہوگی۔ اور اگر آپ پر کوئی عذاب نازل ہو گیا تو تمام سکھ صاحبان درست ہو جائیں گے۔

مَیں جانتا ہوں کہ سکھ صاحبوں کو اسلام سے ایک مناسبت ہے جو ہندوؤں کو نہیں۔ اور وہ جلد آسمانی نشان کو سمجھ لیں گے۔ آپ لوگ ہندوؤں کی طرح بزدل نہیں بلکہ ایک بہادر قوم ہیں۔ اس لیے مجھے اُمید ہے کہ آپ اس طریق فیصلہ کو ضرور قبول کریں گے۔ اوّل ایکؔ اخبار میں حسب بیان مذکورہ بالا چھپوانا ہوگا کہ مَیں ایسی قسم کھانے کے لیے طیار ہوں اور پھر ہماری چھپی ہوئی تحریر پہنچنے کے بعد قادیان میں آکر جلسہ عام میں تینؔ مرتبہ قسم کھانی ہوگی۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

کی طرف ایما کی ہے کہ باوا صاحب نے آخری عمر میں حیات خاں نامی ایک مسلمان کی لڑکی سے شادی کی تھی۔ منہ

ؔ یہ ضروری ہوگا کہ جس اخبار میں آپ یہ اقرار شائع کریں ایک پرچہ اس اخبار کا بذریعہ رجسٹری ہمارے پاس بھیج دیں اور ہم ذمہ وار ہوں گے کہ تین ہفتہ تک روز وصول اخبار سے آپ کے لیے پانسوؔ روپیہ جمع کرا دیں بشرطیکہ آپ بلاکم و بیش حسب ہدایت ہمارے اشتہار کے اقرارات مطلوبہ کو اپنی طرف سے شائع کر دیں۔ منہ

اب اس میں آپ زیادہ پیچ نہ ڈالیں۔ اس بات کو منظور کریں۔ ہمارے دل گالیاں سنتے سنتے زخمی ہوگئے ہیں۔ اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں روسیاہی اور ذلت پیش آئے گی اور لعنت کی موت سے ہم مریں گے اور اگر ہم سچے ہیں تو خدا ہمارا انصاف کرے گا۔ میں آپ کو اُس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جس کی جناب میں آپ باوا نانک صاحب کو واصل سمجھتے ہیں۔ اور باوا صاحب کی عزت کا آپ کی خدمت میں واسطہ ڈالتا ہوں کہ آپ ضرور اس طریق امتحان کو قبول کریں۔ اور اگر اب بھی آپ میدان میں نہ آئیں اور حسب تصریح بالا قسم نہ کھائیں اور کمینہ بہانے پیش کریں تو تمام دُنیا گواہ رہے کہ ان چند سطور کے ساتھ آپ کے رسالہ کا جُھوٹا ہونا ثابت ہوگیا۔

اور ناواقف لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ کیوں بار بار موت یا عذاب کی پیشگوئیاں کی جاتی ہیں۔ یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا کے پاک بندوں کو بُرا کہنے والے کس بشارت کی پیشگوئی کے مستحق ہیں ؟

نبیوں کے وقت میں بھی یہی ہوا۔ اور مسیح موعودؑ کے لیے بھی یہی لکھا ہے کہ ”اُس کے دم سے کافر مریں گے“ یعنی اس کی دُعا سے اُن پر عذاب نازل ہوگا۔ سو اگر عذاب کی پیشگوئیاں بدنامی ہیں تو یہ بدنامی تو خدا کے قول سے ہمارے حصہ میں آگئی ؎

درکوئے نیکنامی مارا گذر ندادند ٭ گر تو نمی پسندی تغییر کن قضا را

المشتہر میرزا غلام احمدؐ قادیانی

۱۸ر اپریل ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{2}$ کے دو صفحوں پر ہے)

نوٹ : ہم آپ سے یہ وعدہ کرتے ہیں کہ اگر کسی انسان کے ہاتھ سے آپ کو تکلیف پہنچے تو وہ ہماری بددُعا کا اثر ہرگز نہیں سمجھا جائے گا بلکہ ہم صرف اس صورت میں صادق ٹھیریں گے کہ جب بغیر انسانی ہاتھوں کے محض خدا کی تقدیر سے آپ کسی لاعلاج بیماری اور آفت اور مصیبت میں ایک سال تک مبتلا ہو جائیں جسکا خاتمہ موت پر ہو اور اگر ایسا نہ ہوا تو بہر حالت ہم جھوٹے ٹھہرینگے اور آپ پانسو صد روپیہ پانے کے مستحق ٹھیر جائیں گے۔ منہ ٭

(۱۷۳)

لالہ گنگا بشن[1]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

لالہ گنگا بشن صاحب کا اشتہار جس کا عنوان یہ ہے" مرزا غلام احمد صاحب کی پھانسی کی خواہش" آج بذریعہ رجسٹری مجھ کو پہنچا۔ تاریخ کوئی نہیں۔ وہ اپنے اشتہار کے صفحہ ۲ میں لکھتے ہیں کہ " میں اپنی لاش دینی نہیں چاہتا" اور پھر صفحہ ۴ میں لکھا ہے کہ" میں اس امر کا اقرار کرتا ہوں کہ اگر میں ایک سال کے اندر مر گیا تو میرے والدین کا کوئی حق نہ ہوگا کہ میری لاش لیں۔ ہاں اگر لیں تو مرزا غلام احمد صاحب کو دس ہزار روپیہ دیں"۔ اور ساتھ ہی اس بات کا عذر لکھا ہے کہ میں دس ہزار روپیہ جمع نہیں کرا سکتا۔ اور میں آریہ سماج کا ممبر نہیں۔ پھر وہ کیونکر میری امداد کریں گے"۔

افسوس کہ گنگا بشن نے اس اشتہار کے لکھنے میں ناحق وقت ضائع کیا۔ حالانکہ ہم اپنے اشتہار[2] ۱۶/ اپریل ۱۸۹۷ء میں لکھ چکے تھے کہ اس اشتہار کے بعد کوئی جواب نہیں سُنا جائے گا۔ یہ بات نہایت صاف تھی کہ جس حالت میں گنگا بشن نے ہماری لاش مانگی تھی تو ہمارا بھی حق تھا کہ ہم بھی اُس کی لاش مانگیں اور دس ہزار روپیہ سے ہماری کچھ غرض نہیں تھی۔ وہ تو صرف اس لیے جمع کرانا قرین مصلحت تھا کہ اگر لاش دستیاب نہ ہو تو بجائے لاش وہی روپیہ ہمیں مل جائے۔ اور یہ عذر فضول ہے کہ" میں آریہ سماج کا ممبر نہیں تا وہ اس قدر میرے لیے ہمدردی کر سکیں کہ دس ہزار روپیہ جمع کرا دیں" ہر ایک سمجھ سکتا ہے کہ ایسا شخص جو آریہ سماج کے دعوی کی تائید میں اپنی جان قربان کرنا چاہتا ہے کیا اُن کی نظر میں وہ قابلِ قدر نہیں ؟ بیشک ایسا شخص جو آریہ مذہب کی عزّت کے لیے جانفشانی

---

[1] اصل اشتہار پر کوئی عنوان نہیں تھا۔ مضمون کے لحاظ سے یہ عنوان حضرت میر قاسم علی صاحبؓ کا مجوزہ ہے (المرتب)

[2] دیکھئے جلد ھذا صفحہ ۸۰، اشتہار نمبر ۱۷۱ (المرتب)

تک طیار ہے نہ صرف آریہ سماج کا ممبر بلکہ اُن کے مقدس لوگوں میں سے شمار ہونا چاہیئے۔ ایسے جان نثار کی ہمدردی کے لئے دس ہزار روپیہ کیا حقیقت ہے۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ بعض آریہ پرچوں میں لالہ گنگا بشن صاحب کو اس لاف زنی کے وقت آریہ بہادر کا خطاب بھی مل چکا ہے۔ تو اب آریہ صاحبان کیونکر منظور کریں گے کہ اس بہادر پر شکست کا کلنک لگے۔

خلاصہ کلام یہ کہ ہم شرائط کو بدلنا نہیں چاہتے۔ یہ بچوں کا کھیل نہیں ہے کہ آئے دن شرطیں بدلی جائیں۔ اور یاد رہے کہ گنگا بشن صاحب کو دس ہزار روپیہ جمع کرانا کچھ بھی مشکل نہیں۔ کیونکہ اگر آریہ صاحبوں کی بھی درحقیقت یہی رائے ہے کہ لیکھرام کا قاتل درحقیقت یہی راقم ہے اور وہ یقین دل سے جانتے ہیں کہ الہام اور مکالمہ الٰہی سب جھوٹی باتیں ہیں۔ بلکہ اس راقم کی سازش سے وقوعہ قتل ظہور میں آیا ہے تو وہ بشوقِ دل لالہ گنگا بشن کو مدد دیں گے اور دس ہزار کیا وہ پچاس ہزار تک جمع کرا سکتے ہیں۔ اور وہ یہ بھی انتظام کر سکتے ہیں کہ جو دس ہزار روپیہ مجھ سے لیا جائے گا وہ آریہ سماج کے نیک کاموں میں خرچ ہوگا۔ تو اب آریہ صاحبوں کا اس بات میں کیا حرج ہے کہ بطور ضمانت لاش دس ہزار روپیہ جمع کرا دیں۔ بلکہ یہ تو ایک مُفت کی تجارت ہے جس میں کسی قسم کا دھڑکا نہیں۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ گورنمنٹ کو معلوم رہے گا کہ آریہ قوم کی رضامندی سے یہ معاملہ وقوع میں آیا ہے اور نیز اس اعلیٰ نشان سے روز کے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔

اور اگر یہ حالت ہے کہ آریہ قوم کے معزز لالہ گنگا بشن کو اس رائے میں کہ یہ عاجز لیکھرام کا قاتل ہے جھوٹا سمجھتے ہیں۔ اسی واسطے اس کی ہمدردی نہیں کر سکتے اور جانتے ہیں کہ یہ شخص جھوٹا ہے آخر اس پر خدا کا عذاب آئے گا۔ ہم دس ہزار روپیہ کیوں ضائع کریں تو ایسے جھوٹے کو اپنے مقابلہ پر بلانا جس کی قوم ہی اس کو بدچلن اور دروغگو خیال کرے، ایک نااہل کو عزت دینا ہے۔

غرض اگر آریہ صاحبوں کے معزز لوگوں کی میری نسبت یہ رائے نہیں ہے کہ میں لیکھرام کا قاتل ہوں تو اس کے بعد مجھے اس جھگڑے میں پڑنا ضروری نہیں۔ کیونکہ اگر شریف اور معزز آریہ مجھ کو اس جُرم سے بَری سمجھتے ہیں اور ایسی تہمت لگانے والے کو جھوٹا اور کاذب خیال کرتے ہیں تو پھر مجھے کونسی ضرورت ہے کہ ایسے شخص کے مقابلہ کا فکر کروں جس کو پہلے سے اس کی قوم ہی جھُوٹا تسلیم کر چکی ہے۔ میں نے لالہ گنگا بشن کو دس ہزار روپیہ دینا اس خیال سے منظور کیا تھا کہ معزز آریہ اندرونی طور پر اس کے ساتھ ہونگے اور وہ بطور وکیل ہوگا۔

غرض اب شرائط ہرگز کم و بیش نہیں کی جائیں گی۔ لالہ گنگا بشن یاد رکھیں کہ ہمارے اشتہار میں دس ہزار روپیہ کی کوئی شرط نہیں تھی۔ ہم نے اُن کی بات کو صرف اسی لحاظ سے مان لیا تھا کہ

ان کے لیے یہ روپیہ ہماری پھانسی کی جگہ فتح کا نشان ہو۔ سو اگر وہ آریہ قوم کے نزدیک جو اصل مدعی اور لیکھرام کے وارث اور اُس کے لیے غیرت رکھتے ہیں اپنی رائے میں سچے ہیں تو اُن سے لے کر دس ہزار روپیہ جمع کرادیں یا اُسی غیبی امداد والے شخص سے لے لیں جس نے ہماری امداد کا وعدہ فرمایا ہے یعنی جس کا ذکر انہوں نے صفحہ سات اشتہار میں کیا ہے۔ اگر منظور نہیں تو آئندہ اُن کو ہرگز جواب نہیں دیا جائے گا۔ اور ان کے مقابل پر یہ ہمارا آخری اشتہار ہے[1]

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی

۲۷؍اپریل ۱۸۹۷ء

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

---

[1] نوٹ: اگر لالہ گنگا بشن حسب منشاء ہمارے اشتہار ۱۶؍اپریل ۱۸۹۷ء کے دس ہزار روپیہ ہمارے لیے ایسی جگہ جمع کرادیں جس کے وصول ہونے میں کچھ دقّت نہ ہو تو اس صورت میں یہ بھی لازم ہوگا کہ وہ بذریعہ اپنے اشتہار کے مجھے اطلاع نہ دیں بلکہ بذریعہ ایک معتبر اخبار کے جیسا کہ اخبار عام یا پیسہ اخبار مطلع کریں اور تمام شرائط منظور شدہ فریقین اس میں درج کرادیں ورنہ آئندہ ہم سے کچھ خط و کتابت نہ کریں۔ منہ ؎

(۱۷۴)

محمد حسین گنگا بشن   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   گنگا بشن محمد حسین

يٰقوم لم تستعجلون بالسيئة قبل الحسنة لولا تستغفرون الله لعلكم ترحمون[1] ويستعجلونك بالعذاب ولن يخلف الله وعده[2]

اشتہار واجب الاظہار

شیخ محمد حسین بٹالوی اڈیٹر اشاعت السنۃ کا ایک اشتہار جس پر تاریخ کوئی نہیں۔ اور جس کا یہ عنوان ہے (الہامی قاتل مرزا غلام احمد الخ) میری نظر سے گذرا۔ شیخ صاحب کا یہ اشتہار بھی ان بیجا نیش زنیوں اور مفتریانہ حملوں سے بھرا ہوا ہے کہ جو ہمیشہ وہ اپنی سرشت اور خاصیت کی وجہ سے کیا کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت اُن ناپاک اتہامات کا جواب دینا ضروری نہیں۔ ہم اُن کے دشمن اسلام رسالہ کے نکلنے کے منتظر ہیں۔ تب انشاء اللہ کما حقہٗ ان شیطانی وساوس کو دُور کیا جائے گا بالفعل جس مطلب کے لیے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ شیخ صاحب مقدم الذکر اپنے اشتہار میں لکھتے ہیں کہ لیکھرام والی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ اور نیز ارقام فرماتے ہیں کہ میں اس بارے میں قسم کھانے کے لیے طیار ہوں مگر ایک برس کی میعاد سے ڈرتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ اس قدر مدت میں مرجائیں یا کوئی اور عذاب نازل ہو جائے، لیکن میں مکرر اُن کو سمجھاتا ہوں کہ ایک ایسے شخص کے ساتھ کہ اپنی ذکر کردہ میعاد کی بنیاد الہام ٹھہراتا ہے ضد کرنا حماقت ہے۔ صاحب الہام کے لیے الہام کی پیروی ضروری ہوتی ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ چند ہفتہ میں اُن پر عذاب نازل کرے مگر ہماری طرف سے ایک برس کی ہی میعاد ہوگی۔ اب اس سے اُن کا منہ پھیرنا اپنے دروغگو ہونے کا اقرار کرنا ہے۔

---

[1] النمل: ۴۷   [2] الحج: ۴۸

اے شیخ بٹالوی صاحب۔ آپ تسلّی رکھیں کہ اگر آپ اپنی قسم میں سچے ہوں گے تو کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا، لیکن اگر قسم میں کوئی چھپی ہوئی بے ایمانی ہوگی تو خدا تعالیٰ آپ کو ضرور سزاؔ دے گا۔ تا دوسرے مولوی عبرت پکڑیں۔ مگر یہ شرط ضروری ہوگی کہ قسم کھانے سے پہلے آپ جلسۂ قسم میں چُپ بیٹھ کر برابر دو گھنٹے تک میری وہ وجوہات سُنیں جو میں اپنے الہام اور پیشگوئی کے صحت وقوع کے بارے میں بیان کرونگا اور آپ کو اختیار نہیں ہوگا کہ کچھ چون وچرا کریں بلکہ میّت کی طرح عالم خاموشی میں رہ کر سُنتے رہیں گے اور پھر اُٹھ کر اسی عبارت کے ساتھ جو آپ اشتہار میں لکھ چکے ہیں تین مرتبہ قسم کھائیں گے اور ہم آمین کہیں گے۔ صرف اس قدر عبارت میں تبدیلی ہوگی کہ بجائے فوراً کے ایک برس کا نام لیں گے اور اگر اب آپ نے پہلوتہی کی اور بیہودہ شرائط اور پیچ در پیچ حیلہ حوالے کی باتوں کو شروع کر دیا جیسا کہ آپ کی عادت ہے تو سب پر کُھل جائے گا کہ آپ کی نیّت صحیح نہیں ہے اور آپ اپنی پہلی شامت اعمال کی محافظت میں لگے ہوئے ہیں۔

غرض یہ ہمارا آخری اشتہار ہے۔ اگر آپ اپنی مُلّانہ حیلہ بازیوں سے باز نہ آئے تو ہم آپ کے ساتھ وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے اور نہ پھر ہم آپ کو مخاطب کریں گے۔ مجھے بہت افسوس ہوا کہ آپ بھی گنگا بشن کی طرح روپیہ کے لالچ میں پڑ گئے۔ غالباً آپ پہلے ایسے نہیں ہوں گے۔ نہ معلوم کیا کیا حاجتیں پیش آئیں۔

اس جگہ یہ لکھنا بھی اپنے احباب کے لیے وصایا ضروریہ میں سے ہے کہ ہم نے نہ محمد حسین کے لیے اور نہ گنگا بشن کے لیے کوئی ایسی شرط لگائی جو ہماری گریز اور بدنیتی پر محمول ہو سکے ہم خوب جانتے ہیں اور یقین کامل سے جانتے ہیں کہ ان تمام مخالفوں کو خدا تعالیٰ ایک دن ذلیل کرے گا۔ اگرچہ خدا تعالیٰ محمد حسین اور گنگا بشن کو چند ہفتہ تک جزائے بیباکی دے سکتا ہے لیکن ایک سال کی شرط بوجہ رعایت سُنّت اور الہامات متواترہ کے ہے اور محمد حسین کے لیے جو یہ شرط ٹھیرائی گئی کہ قسم کھانے سے پہلے دو گھنٹے تک ہمارے الہام اور پیشگوئی لیکھرام والی

ؔ اے شیخ صاحب! یہ سزا اور عذاب جو قسم کے بعد ایک برس تک آپ پر وارد ہوگا اس میں معجزانہ شرط ہم نے رکھدی ہے کہ وہ ایسا عذاب ہو کہ آپ نے اپنی پہلی زندگی میں اس کا مزہ نہ چکھا ہو۔ خواہ زمین سے ہو خواہ آسمان سے اور خواہ آپ کی مالی حالت پر وارد ہو اور خواہ عزّت پر اور خواہ جان پر۔ اور خواہ اس عرصہ میں ہمارے لیے خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی اور عظیم الشان اور فوق العادت نشان ظاہر ہو جائے جس سے ہزارہا لوگ آپ پر لعنت بھیجیں اور آپ کے مُنہ پر تھوکیں کہ اس نے شرارت اور خیانت سے صادق کا مقابلہ کیا مگر ہر ایک عذاب فوق العادت ہونا ضروری ہوگا۔ منہ یکم مئی ۹۷ء ۔

کے متعلق دلائل سُننے ۔ یہ گریز نہیں ہے ۔ بلکہ یہ امر مسنون ہے کہ تا خدا تعالیٰ کی حجت بالمواجہ پوری ہو جائے ۔ ممکن ہے کہ بباعث اس زنگ کے جو اس کے دل پر ہے کوئی امر اُس پر مشتبہ ہو ۔ پس بالمواجہ بیان کرنے سے یہ تمام دلائل اس کے سامنے رکھے جائیں گے اور اس طرح پر خدا تعالیٰ کا الزام اس پر پورا ہو جائے گا ۔

بیشک خدا تعالیٰ مفسدوں کو ہلاک کرتا ہے ۔ لیکن جب تک کوئی مفسد صریح جھوٹ بول کر اس کے قانون کے نیچے نہ آوے یا صریح طور پر کسی ظلم کا ارتکاب نہ کرے تب تک خدا تعالیٰ اس دُنیا میں اس کو نہیں پکڑتا اور اس کا حساب عالم آخرت کے سُپرد ہوتا ہے ۔ اسی وجہ سے محمد حسین کے بارے میں دو گھنٹے تبلیغ کی شرط لگائی گئی اور ایک سال کی میعاد مقرر کی گئی اور گنگا بشن کے معاملہ میں جو ہم نے لاش لینے کی شرط لگائی ۔ یہ اس کی شرط کے بعد لگائی گئی یعنی جبکہ اس نے ہماری لاش لینے کے لیے شرط پیش کی ۔ پس ہمیں انصافاً حق تھا کہ اسکی اس درجہ کی سخت گیری اور توہین کے ساتھ ہم بھی لاش کی شرط لگاتے اگر فرض کریں کہ اس نے صرف ٹھٹھا کیا لیکن توہین تو کی ۔ اس لیے خدا نے اس کی واقعی توہین کا ارادہ کیا ۔ یہ اس کی سزا تھی جس کی ابتداء اسی نے کی ۔

یہ بھی خوب یاد رہے کہ میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ لاش لینے کی شرط گنگا بشن نے خود کی تھی اور ایسا کلمہ مُنہ پر لانا نہ میری توہین بلکہ دین **اسلام** کی توہین تھی ۔ اور اس کی سزا یہی تھی کہ فتحیابی کی حالت میں اس کی لاش ہمیں ملے تا وہ کلمہ جو شوخی سے وہ ہمارے لیے منہ پر لایا وہ واقعی طور پر اُس پر واقع ہو ۔ اس میں ہماری کیا زیادتی تھی اور کونسی ہم نے گریز کی ۔ کیا ہم نے ابتداءً یہ شرط ٹھہرائی تھی جس کا دل پاک ہو اور کسی نجاست سے آلودہ نہ ہو وہ سمجھ سکتا ہے کہ خدا کی یہ عادت ہے کہ توہین کرنے والے کی توہین اسی پر ڈال دیتا ۔

دیکھو جب محمد حسین بٹالوی نے میری نسبت یہ کہنا شروع کیا کہ یہ جاہل ہے عربی کا ایک صیغہ نہیں جانتا تو خدا تعالیٰ نے کیسی اُس کی جہالت ثابت کی ۔ ہزاروں روپیہ کے انعام کی عربی کتابیں شائع کی گئیں ۔ وہ بول نہ سکا گویا زندہ ہی مر گیا ۔ ایسا ہی جب گنگا بشن نے لاش مانگی اور لکھا کہ مَیں جو کام چاہوں گا اس لاش سے کرونگا خدا کو یہ پسند نہ آیا اس لیے مَیں نے نہ اپنے نفس سے بلکہ الٰہی جوش سے اُس کی لاش کو مانگا ۔ اس بات کو یاد کر رکھو کہ اگر وہ میدان میں آیا تو یہ سب کام اُس کی لاش سے ہوں گے جو میری لاش کی نسبت اس نے بیان کئے تھے ۔ یہی تو وہ بات ہے کہ مَکَرُوْا وَ مَکَرَ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ[1] ۔ پس ان لوگوں کی حالت پر افسوس ہے کہ جو خدا کے کاروبار پر اعتراض

---

[1] آل عمران: ۵۵

کرتے ہیں اور اُن کے دل جلد سیاہ ہونے کو طیار ہو جاتے ہیں۔

یہ بھی سوچنا چاہیئے کہ پیشگوئی کا اثر پڑنے کے لیے کسی قدر قوم کا دخل ضروری ہے۔ پس اگر آریہ قوم[1] گنگا بشن کو ایسا ہی ذلیل جانتی ہے کہ باوجودیکہ وہ اُن کے لیے جان دینے کو طیار ہے مگر وہ قوم اس کو اس قدر عزت بھی نہیں دے سکتی کہ دس ہزار روپیہ اس کے لیے جمع کرا دیں تو کیا ایسا ذلیل مقابلہ کے لایق ہے۔

پھر مَیں کہتا ہوں کہ اگر آریہ قوم درحقیقت گنگا بشن کو اپنی قسم میں سچّا سمجھتی ہے تو اس رقم کا جمع کرانا اُن کے لیے کیا مشکل ہے لیکن اگر جھوٹا سمجھتی ہے۔ تو پھر ایسے جھوٹے کو مقابلہ کی عزّت دینا مصلحت سے بعید ہے اور نیز گورنمنٹ بھی ہمارے کاموں کو دیکھتی ہے کہ کیا ہم ادنیٰ ادنیٰ آدمی کے مقابل پر سبک مزاجی کے طور پر لڑنے کو طیار ہو جاتے ہیں یا ایسے شخصوں کے ساتھ جو اُن کا مقابلہ قوم کے مقابلہ کے حکم میں ہوتا ہے اور ابتداء انہیں سے ہوتی ہے۔

اور پھر یہ بھی بات ہے کہ آریہ صاحبوں کو دس ہزار روپیہ جمع کرانے میں کچھ دقّت بھی نہیں۔ ہم

---

[1] نوٹ: اے آریہ صاحبان آپ لوگ متوجہ ہو کر سُنیں کہ گنگا بشن بہت عزّت دینے کے لائق ہے اس نے آپ کے لیے اپنی نوکری کو جس پر تمام ذریعہ معاش کا تھا۔ ہاتھ سے دیا۔ اس نے آپ کے لیے فقر و فاقہ کو منظور کیا۔ اس نے آپ کے لیے اس بات کی بھی پروا نہ رکھی کہ علانیہ ایک شخص کو قاتل لیکھرام ٹھیرا کر قانونی مواخذہ کے نیچے آ جائیگا۔ پھر سب سے زیادہ بات یہ ہے کہ اس نے آریہ مت کو عزّت دینے کے لیے بالارادہ اپنی جان قربان کرنا پسند کیا اور پھر یہ کہ اپنی لاش کی ذلت کو بھی منظور کیا۔ کیا ابھی آپ لوگوں کا دل اس کے لیے نرم نہیں ہوا۔ کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ آپ دس ہزار روپیہ اس کے سر پر سے قربان کر دیں۔ آپ انصافاً کہیں کہ یہ خوبیاں اور جانفشانیاں اور آریہ دھرم کے لیے یہ قدم صدق جو گنگا بشن نے دکھلایا لیکھرام میں کہاں تھا۔ سچ تو یہ ہے کہ اندھی دُنیا مُردہ کا قدر کرتی ہے زندہ کا کوئی قدر نہیں کرتا۔ آپ لوگوں کو مناسب ہے کہ بلاتوقف دس ہزار روپیہ گنگا بشن کی لاش کی ضمانت کے لیے جمع کرا دیں اور باضابطہ سرکاری سند ہم کو دلا دیں۔ گنگا بشن نے آپ لوگوں کے لیے تمام کاروبار اپنے برباد کر دیئے۔ اب صرف ایک جان باقی ہے وہ بھی آریہ دھرم پر قربان کرنے کے لئے اپنی ہتھیلی پر رکھے کھڑا ہے۔ اگر ایسے مہاتما کا قدر نہ کرو تو پھر آپ لوگوں میں مردم شناسی کا مادہ ہی نہیں۔ اور نیز اب اگر آپ نے اس قوم کے بہادر کی مدد نہ کی اور اس کا ساتھ نہ دیا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کا سبب بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ لوگوں کے دلوں میں کامل یقین کے ساتھ یہ بات جم گئی ہے کہ لیکھرام صرف پیشگوئی کے اثر سے خدا تعالیٰ کے حکم سے اپنی سزا کو پہنچا ہے اور وہی تجربہ آپ کو گنگا بشن کی مدد دینے سے روکتا ہے ورنہ کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ ایسے فدائی قوم کی کیوں ہمدردی نہیں کی جاتی جس نے آریہ مذہب کیلئے اپنی معاش کو بھی تباہ کر لیا اور اپنی جان دینے کو بھی طیار ہے۔ منہ

توصرف فتح کے نشان کے لیے گنگا بشن کی لاش کے خواستگار ہیں اور دس ہزار روپیہ توصرف اس صورت میں تاوان کی طرح لیا جائے گا کہ جب لاش دینے سے انکار کریں۔ کیا خوب ہو کہ آریہ لوگ اس اپنے وفادار جان نثار گنگا بشن کو اس ناچیز امداد سے محروم نہ رکھیں۔ کیا جان دینے سے کوئی اور نشان آریہ ہونے کا ہوگا۔ روز کے جھگڑوں کے طے ہونے کے لیے یہ نہایت عمدہ تقریب پیدا ہوئی ہے۔ اگر آریہ صاحبوں نے اس موقعہ کو ہاتھ سے دیا تو پھر آئندہ اُن کو حق نہیں ہوگا کہ اخباروں میں میری نسبت شائع کریں کہ یہی شخص لیکھرام کا قاتل ہے۔

اور لالہ گنگا بشن یاد رکھیں کہ اب بغیر اس طریق کے اُن کے لیے کوئی چارہ نہیں۔ ان کے لیے دس ہزار روپیہ ایک ادنیٰ ہندو جمع کرا سکتا ہے اور قوم اگر چاہے تو دس لاکھ جمع کرا سکتی ہے۔ یہ فیصلہ ناطق ہے۔ آریہ صاحبان صرف مُنہ سے مجھے لیکھرام کا قاتل نہ بتاویں۔ اگر مَیں قاتل ہوں تو وہ عالم الغیب جس سے ان کو بھی انکار نہیں۔ اس کا فیصلہ دیکھ لیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے۔

والسّلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

یکم مئی ۹۷ء

(یہ اشتہار $\frac{۲۰\times۲۶}{۲}$ کے ایک صفحہ کلاں پر ہے)

(۱۷۵)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اشتہار

قطعی فیصلہ کیلئے

یہ خدا کی قدرت ہے کہ جس قدر مخالف مولویوں نے چاہا کہ ہماری جماعت کو کم کریں وہ اور بھی زیادہ ہوئی اور جس قدر لوگوں کو ہمارے سلسلہ میں داخل ہونے سے روکنا چاہا وہ اَور بھی داخل ہوئے یہانتک کہ ہزارہا تک نوبت پہنچ گئی - اب ہرروز سرگرمی سے یہ کارروائی ہورہی ہے اور خدا تعالیٰ اچھے پودوں کو اُس طرف سے اُکھاڑتا اور ہمارے باغ میں لگاتا جاتا ہے۔ کیا منقول کی رو سے اور کیا معقول کی رُو سے اور کیا آسمانی شہادتوں کی رُو سے دن بدن خدا تعالیٰ ہماری تائید میں ہے۔ اب بھی اگر مخالف مولوی یہ گمان کرتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر اور خدا ہمارے ساتھ ہے اور ان لوگوں پر لعنت اور غضب الٰہی ہے تو باوجود اس کے کہ ہماری حجت ان پر پُوری ہوچکی ہے پھر دوبارہ ہم ان کو حق اور باطل پرکھنے کے لیے موقع دیتے ہیں۔ اگر وہ فی الواقع اپنے تئیں حق پر سمجھتے ہیں اور ہمیں باطل پر اور چاہتے ہیں کہ حق کُھل جائے اور باطل معدوم ہوجائے تو اس طریق کو اختیار کریں۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ اپنی جگہ پر اور میں اپنی جگہ پر خدا تعالیٰ کی جناب میں دُعا کریں۔ اُن کی طرف سے یہ دُعا ہو کہ یا الٰہی اگر یہ شخص جو مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے تیرے نزدیک جھوٹا اور کاذب اور مفتری ہے اور ہم اپنی رائے میں سچے اور حق پر اور تیرے مقبول بندے ہیں تو ایک سال تک کوئی فوق العادت امر غیب بطور نشان ہم پر ظاہر فرما اور ایک سال کے اندر ہی اُس کو پُورا کردے اور مَیں اس کے مقابل پر یہ دُعا کروں گا کہ یا الٰہی اگر تُو جانتا ہے کہ مَیں تیری طرف سے ہوں اور درحقیقت مسیح موعود ہوں تو ایک اور نشان پیشگوئی کے ذریعہ سے میرے لیے ظاہر فرما اور اس کو ایک سال کے اندر پُورا کر۔ پھر اگر ایک سال کے اندر

کہ وہ چاروں مولوی مقابلہ کریں بلکہ جو شخص اُن میں سے ڈر کر بھاگ جائے اس نالائق کو جانے دو۔ وہ اس بات پر مہر لگا گیا کہ وہ جھوٹا ہے اور گریز کی لعنت اس کے سر پر ہے۔

اور یہ ضروری ہوگا کہ جو امر غیب ان چاروں میں سے کسی پر ظاہر ہو اس کو بذریعہ اشتہارات مطبوعہ لوگوں پر ظاہر کردے اور ان میں سے ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری میرے پاس بھیجدے۔ اور جو امر مجھ پر ظاہر ہو جو پہلے ظاہر نہیں کیا گیا، مجھ پر بھی لازم ہوگا کہ بذریعہ اشتہار اس کو شائع کردوں اور ایک ایک اشتہار بذریعہ رجسٹری چاروں صاحبوں کی خدمت میں یا جس قدر اُن میں سے مقابلہ پر آویں بھیج دوں۔ اس طریق سے روز کے جھگڑے طے ہو جائیں گے۔ ہم دونوں فریقوں میں سے جو ملعون ہے اس کا ملعون ہونا ثابت ہو جائے گا اور جو مقرون ہے اس کا مقرون ہونا ثابت ہو جائے گا۔ اور اگر امرت سر اور لاہور کے رئیس اس فیصلہ کے لیے مولویان مذکورین کو مستعد کریں تو اُن کی ہمدردی اسلامی قابل شکر گذاری ہوگی۔ اور بالخصوص انجمن اسلامیہ کے سیکرٹری خان بہادر برکت علی خاں صاحب اور انجمن حمایت اسلام کے سیکرٹری منشی شمس الدین صاحب اور انجمن نعمانیہ کے سیکرٹری منشی تاج الدین صاحب کی خدمت میں للہ التماس ہے کہ ضرور اس طرف توجہ فرماویں۔ ہزاروں مسلمان کافر سمجھے گئے اور سخت تفرقہ پڑ گیا ہے۔ آپ صاحبوں کے اُصول کچھ ہی ہوں۔ ہمیں اس سے بحث نہیں، لیکن آپ صاحبوں کی بڑی مہربانی ہوگی جو آپ مدد دیویں۔

والسلام

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

۱۹ رمئی ۱۸۹۷ء عیسوی

ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶/۴ کے صفحہ پر ہے)

اُن کی تائید میں کوئی نشان ظاہر ہوا۔ اور میری تائید میں کچھ ظاہر نہ ہوا تو میں جھوٹا ٹھیروں گا۔ اور اگر میری تائید میں کچھ ظاہر ہوا مگر اس کے مقابل پر ان کی تائید میں بھی ویسا ہی کوئی نشان ظاہر ہو گیا تب بھی میں جھوٹا ٹھیروں گا، لیکن اگر میری تائید میں ایک سال کے عرصہ تک کھلا کھلا نشان ظاہر ہو گیا اور اُن کی تائید میں نہ ہوا تو اس صورت میں میں سچا ٹھیروں گا اور شرط یہ ہوگی کہ اگر تصریحات متذکرہ بالا کی رُو سے فریق مخالف سچا نکلا تو میں اُن کے ہاتھ پر توبہ کروں گا اور جہانتک ممکن ہوگا میں اپنی وہ کتابیں جلا دُوں گا جن میں ایسے دعویٰ یا الہامات ہیں۔ کیونکہ اگر خدا نے مجھے جھوٹا کیا تو پھر میں ایسی کتابوں کو پاک اور مقدس خیال نہیں کر سکتا۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ اپنے موجودہ اعتقاد کے برخلاف یقینی طور پر سمجھ لوں گا کہ محمد حسین بٹالوی اور عبدالجبار غزنوی اور عبدالحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی اور محمد حسین کا پیارا دوست محمد بخش جعفر زٹلی اور دوسرا پیارا دوست محمد علی بوپڑی یہ سب اولیاء اللہ اور عباد اللہ الصّلحین ہیں اور جس قدر ان لوگوں نے مجھے گالیاں دیں اور لعنتیں بھیجیں۔ یہ سب ایسے کام تھے کہ جن سے خدا تعالےٰ ان پر بہت راضی ہوا۔ اور قرب اور اصطفاء اور اجتبا کے مراتب تک اُن کو پہنچا دیا۔

میں اللہ جلشانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ اگر خدا کی مرضی مجھے عزت دینے کی نہیں تو میرے پر لعنت ہے اگر میں اس کے برخلاف کروں، لیکن اگر تصریحات بالا کی رُو سے خدا نے مجھے سچا کر دیا تو چاہیئے کہ محمد حسین بٹالوی اور عبدالحق غزنوی اور عبدالجبار غزنوی اور رشید احمد گنگوہی میرے ہاتھ پر توبہ کریں اور میرے دعویٰ کی تصدیق کر کے میری جماعت میں داخل ہوں تا یہ تفرقہ دُور ہو جائے۔ اندرونی تفرقہ نے مسلمانوں کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ خدا کا سیدھا سادھا فیصلہ ہوگا جس میں کسی فریق کی چون چرا پیش نہیں جائے گی۔

اس اشتہار کے مخاطب محمد حسین بٹالوی، عبدالجبار غزنوی، عبدالحق غزنوی، رشید احمد گنگوہی ہیں۔ یہ چاروں اپنے تئیں مومن ظاہر کرتے ہیں۔ اور مومن خدا کے نزدیک ولی ہوتا ہے اور بہرحال کافر اور دجال کی نسبت مومن کی دُعا جلد قبول ہوتی ہے۔ اسی لیے خدا کے نیک بندے قبولیت دُعا سے شناخت کئے جاتے ہیں اور ان دُعاؤں کے لیے ضروری نہیں کہ بالمواجہ کی جائیں بلکہ چاہیئے کہ فریق مخالف مجھے خاص اشتہار کے ذریعہ سے اطلاع دے کر پھر اپنے گھروں میں دُعائیں کرنی شروع کر دیں اور ابتداء سال[1] کا اشتہار کی تاریخ اشاعت سے سمجھا جائے گا۔ یہ بھی ضروری نہیں

[1] ایک سال انگریزی مہینوں کے حساب سے سمجھا جائیگا۔ منہ

(۱۷۶)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ﷺ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

حسین کامی سفیر سُلطانِ رُوم

پرچہ اخبار ۱۵؍ مئی ۱۸۹۷ء ناظم الہند لاہور میں جو ایک شیعہ اخبار ہے سفیر مذکور العنوان کا ایک خط چھپا ہے جو بالکل گندہ اور خلاف تہذیب اور انسانیت ہے اور اس خط کے عنوان میں یہ لکھا ہے کہ سفیر صاحب متواتر درخواستوں کے بعد قادیان میں تشریف لے گئے۔ اور پھر متاسّف اور مکدّر اور ملول خاطر واپس آئے۔ اور پھر یہی ایڈیٹر لکھتا ہے کہ یہ سُنا گیا تھا کہ سفیر صاحب کو اس لیے قادیان بُلایا تھا کہ اُن کے ہاتھ پر توبہ کریں کیونکہ وہ نائب حضرت خلیفۃ المسلمین ہیں۔ ان افتراؤں کا بجز اس کے کیا جواب دیں کہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر گواہ ہے کہ مجھے دنیاداروں اور منافقوں کی ملاقات سے اس قدر بیزاری اور نفرت ہے جیسا کہ نجاست سے۔ مجھے نہ کچھ سُلطان روم کی طرف حاجت ہے اور نہ اس کے کسی سفیر کی ملاقات کا شوق ہے میرے لیے ایک سلطان کافی ہے جو آسمان اور زمین کا حقیقی بادشاہ ہے۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ قبل اس کے کہ کسی دوسرے کی طرف مجھے حاجت پڑے اس عالم سے گذر جاؤں۔ آسمان کی بادشاہت کے آگے دُنیا کی بادشاہت اس قدر بھی مرتبہ نہیں رکھتی جیسا کہ آفتاب کے مقابل پر ایک کیڑا مرا ہوا۔ پھر جب کہ ہمارے بادشاہ کے آگے سُلطان رُوم ہیچ ہے تو اس کا سفیر کیا چیز!

میرے نزدیک واجب التعظیم اور واجب الاطاعت اور شکر گذاری کے لائق گورنمنٹ انگریزی ہے۔ جس کے زیر سایہ امن کے ساتھ یہ آسمانی کارروائی مَیں کر رہا ہوں۔ ترکی سلطنت آجکل تاریکی سے بھری ہوئی ہے اور وہی شامتِ اعمال بُھگت رہی ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ اس کے زیر سایہ رہ کر ہم کسی راستی کو پھیلا سکیں۔ شاید بہت سے لوگ اس فقرہ سے ناراض ہوں گے مگر یہی حق ہے یہی باتیں ہیں کہ سفیر مذکور کے ساتھ خلوت میں کی گئی تھیں جو سفیر کو بُری معلوم ہوئیں۔ سفیر مذکور نے خلوت کی ملاقات کے لیے خود التجا کی اور اگرچہ مجھ کو اس کی اوّل ملاقات میں ہی دُنیا پرستی کی بدبُو آئی تھی

اور منافقانہ طریق دکھائی دیا تھا مگر حُسنِ اخلاق نے مجھے بوجہ مہمان ہونے کے اس کی اجازت دینے کے لیے مجبور کیا۔ نامبردہ نے خلوت کی ملاقات میں سُلطان رُوم کے لیے ایک خاص دُعا کرنے کے لیے درخواست کی اور یہ بھی چاہا کہ آیندہ اس کے لیے جو کچھ آسمانی قضاء قدر سے آنے والا ہے اس سے وہ اطلاع پاوے۔ مَیں نے اس کو صاف کہہ دیا کہ سُلطان کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور مَیں کشفی طریق سے اُس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔ یہی وہ باتیں تھیں جو سفیر کو اپنی بدقسمتی سے بہت بُری معلوم ہوئیں۔ مَیں نے کئی اشارات سے اس بات پر بھی زور دیا کہ رُومی سلطنت خدا کے نزدیک کئی باتوں میں قصوروار ہے اور خدا سچے تقویٰ اور طہارت اور نوع انسان کی ہمدردی کو چاہتا ہے اور رُوم کی حالت موجودہ بربادی کو چاہتی ہے۔ توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ۔ مگر مَیں اُس کے دل کی طرف خیال کر رہا تھا کہ وہ ان باتوں کو بہت ہی بُرا مانتا تھا اور یہ ایک صریح دلیل اس بات پر ہے کہ سلطنت رُوم کے اچھے دن نہیں ہیں۔ اور پھر اُس کا بدگوئی کے ساتھ واپس جانا یہ اور دلیل ہے کہ زوال کی علامات موجود ہیں۔ ماسوا اُس کے میرے دعویٰ مسیح موعود اور مہدی معہود کے بارے میں بھی کئی باتیں درمیان آئیں۔ مَیں نے اُس کو بار بار سمجھایا۔ کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں اور کسی خُونی مسیح اور خُونی مہدی کا انتظار کرنا جیسا کہ عام مسلمانوں کا خیال ہے یہ سب بیہودہ قصّے ہیں۔ اس کے ساتھ مَیں نے یہ بھی اس کو کہا کہ خدا نے یہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمانوں میں سے مجھ سے علیحدہ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔ بادشاہ ہو یا غیر بادشاہ۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ یہ تمام باتیں تیر کی طرح اس کو لگتی تھیں اور مَیں نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ جو کچھ خدا نے الہام کے ذریعہ فرمایا تھا وہی کہا تھا۔ اور پھر ان تمام باتوں کے بعد گورنمنٹ برطانیہ کا بھی ذکر آیا اور جیسا کہ میرا قدیم سے عقیدہ ہے مَیں نے اس کو بار بار کہا کہ ہم اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتے ہیں اور دلی وفادار اور دلی شکرگذار ہیں کیونکہ اس کے زیر سایہ اس قدر امن سے زندگی بسر کر رہے ہیں کہ کسی دوسری سلطنت کے نیچے ہرگز اُمید نہیں کہ وہ امن حاصل ہو سکے۔ کیا مَیں اسلام بول میں امن کے ساتھ اس دعویٰ کو پھیلا سکتا ہوں کہ مَیں مسیح موعود اور مہدی معہود ہوں اور یہ کہ تلوار چلانے کی سب روایتیں جھوٹ ہیں۔ کیا یہ سُن کر اُس جگہ کے درندے مولوی اور قاضی حملہ نہیں کریں گے اور کیا سُلطانی انتظام بھی تقاضا نہیں کرے گا کہ اُن کی مرضی کو مقدّم رکھا جاتے۔ پھر مجھے سلطانِ رُوم سے کیا فائدہ۔

ان سب باتوں کو سفیر مذکور نے تعجب سے سُنا اور حیرت سے میرا مُنہ دیکھتا تھا۔ یہی وجہ ہے

کہ وہ اپنے خط میں جو ناظم الہند ۱۵ مئی ۹۷ء میں چھپا ہے ۔میرا نام نمرود اور شدّاد اور شیطان رکھتا ہے اور مجھے جھوٹا اور مزوّر اور مورد غضب الٰہی قرار دیتا ہے، لیکن یہ سخت گوئی اُس کی جاتے افسوس نہیں کیونکہ انسان نابینائی کی حالت میں سُورج کو بھی تاریک خیال کرسکتا ہے۔اُس کے لیے بہتر تھا کہ میرے پاس نہ آتا۔میرے پاس سے ایسی بدگوئی سے واپس جانا اُس کی سخت بدقسمتی ہے اور مجھے کچھ ضرورنہ تھا کہ مَیں اُس کی یاوہ گوئی کا ذکر کرتا مگر اُس نے بپاداش نیکی ہر ایک شخص کے پاس بدی کرنا شروع کیا اور بٹالہ اور امرت سر اور لاہور میں بہت سے آدمیوں کے پاس وہ دل آزار باتیں میری نسبت اور میری جماعت کی نسبت کہیں کہ ایک شریف آدمی باوجود اختلاف رائے کے کبھی زبان پر نہیں لاسکتا ۔افسوس کہ مَیں نے بہت شوق اور آرزو کے بعد گورنمنٹ روم کا نمونہ دیکھا تو یہ دیکھا۔اور مَیں مکرر ناظرین کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ مجھے اس سفیر کی ملاقات کا ایک ذرہ شوق نہ تھا۔بلکہ جب مَیں نے سُنا کہ لاہور کی میری جماعت اس سے ملی ہے تو مَیں نے بہت افسوس کیا اور اُن کی طرف ملامت کا خط لکھا کہ یہ کارروائی میرے منشاء کے خلاف کی گئی۔ پھر آخر سفیر نے لاہور سے ایک انکساری خط میری طرف لکھا کہ مَیں ملنا چاہتا ہوں سو اس کے الحاح پر مَیں نے اس کو قادیان آنے کی اجازت دی، لیکن اللہ جلّشانہٗ جانتا ہے جس پہ جھوٹ باندھنا لعنت کا داغ خریدنا ہے کہ اس عالم الغیب نے مجھے پہلے سے اطلاع دے دی تھی کہ اس شخص کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے ۔سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔

اب مَیں سفیر مذکور کا انکساری خط جو میری طرف پہنچا تھا اور پھر اس کا دوسرا خط جو ناظم الہند میں چھپا ہے ذیل میں لکھتا ہوں ۔ناظرین خود پڑھ لیں اور نتیجہ نکال لیں اور ہماری جماعت کو چاہیئے کہ آیندہ ایسے اشخاص کے ملنے سے دستکش رہیں ۔آسمانی سلسلہ سے دُنیا پیار نہیں کرسکتی۔

المشتہر خاکسار میرزا **غلام احمد** قادیانی

نقل اس خط کی جو سفیر نے لاہور سے ہماری ملاقات کی درخواست کے لیے بھیجا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔جناب مستطاب معلّی القاب قدوۃ المحققین قطب العارفین حضرتِ پیر دستگیر میرزا غلام احمد صاحب دام کراماتہٗ ۔چوں اوصاف جمیلہ و اخلاق حمیدہ آں ذات ملکوتی صفات در شہر لاہور بسمع ممنونیت واز مریدان سعادت انتسابان تقاریر و تصانیف عالیہ آں خجستہ مقام بدست احترام و ممنونیت رسید۔ لہٰذا سودائے زیارت دیدار ساطع الانوار سویدائے دل ثنا و ریرا برریز

اشتیاق کردہ است۔ انشاء اللہ تعالیٰ از لاہور بطریق امرت سر بہ خاکپائے روحانیت احتویٰ سامی خواہم رسید و دریں خصوص تلغراف بر حضور سراسر نور متقدس خواہم کشید۔ فقط

حسین کامی سفیر سلطان المعظم (مہر)

نقل اس خط کی جو سفیر کی طرف سے ناظم الہند ۱۵ رمئی ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے۔

بحضور سید السادات العظام و فخر النجباء الکرام[1] مولنا سید محمد ناظر حسین صاحب ناظم ادام اللہ فیوضہ وظل عاطفتہ۔ سیدی ومولائی ! التفات نامہ ذات سامی شما بدست تبجیل واحترام مارسید۔ الحق ممنونیت غیر مترقبہ عظمیٰ بخشید۔ فدایت شوم کہ استفسار احوال غرائب اشتمال کادیان وکادیانی (قادیان وقادیانی) را فرمودہ بودید۔ اکنوں مابکمال تمکین ذیلاً بخدمت والانہمت وعالی بیان و افادہ می کنم کہ ایں شخص عجیب وغریب از صراط المستقیم اسلام برگشتہ قدم بردائرہ علیہم والضالین گذاشتہ و ترز ویر محبت حضرت خاتم النبیین را درپیش گرفتہ و بزعم باطل خویش باب رسالت رامفتوح دانستہ است شائستہ ہزاراں خندہ است کہ فرق دربین نبوت ورسالت پنداشتہ است ومعاذ اللہ تعالیٰ می گوید کہ خداوند عالم رسول صلعم راگاہے در فرقان حمید وقرآن مجید بعنوان خاتم المرسلین معنون بکردہ است فقط بخطاب خاتم النبیین اکتفا فرمودہ است۔ القصہ اینکہ اوّل خود را ولی ملہم می گفت بعدہٗ مسیح موعود گشتہ آہستہ آہستہ بقول مجرد خود صعود بمرتبہ عالیہ مہدویت کردہ استعیذ باللہ تعالیٰ خود را از خود رائی بپائی معلائے رسالت رساندہ است۔ بناعلیٰ ہذا ظن غالب مابران است کہ ترقی پنجمیں قدم برسریر شر بر شداد و نمرود نہادہ کلاہ الوہیت برسر سرکش خود کہ کان خیالات فاسدہ و معدن مالیخولیا و ہذیانات باطلہ است بیگذارد وعجب است کہ شاعر معجز بیان درحق ایں ضعیف الاعتقاد والبنیان چندیاں سال قبل ازیں گویا بطور پیشگوئی تدوین ایں شعر در دیوان اشعار آبدار خود کردہ است۔ سال اوّل مطرب آمد سال دوم خواجہ شد؛ بخت گر یاری کند امسال سید می شود۔

خلاصہ ازیں سخنہا درگذرید واورا بر شیطنتش بسپرید و مارا از پریشان نویسی معاف دارید عزیزا! سلام مارا بجناب شریعتمدار مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب وجناب داروغہ عبدالغفور خاں صاحب برسانید وسانحہ طرازی خود را گرفتہ بصوب ما روانہ کنید تاکہ از دار الخلافہ اسلامبول کفش مسجدے مطابق آں بطلبیم و در ہر خصوص بر ذات عالی شما تقدیم مراسم احترامکاری کردہ مسارعت براستنبائی طبع عالی می نمایم۔ والسلام۔ الراقم حسین کامی

(یہ اشتہار $\frac{20 \times 30}{8}$ کے صفحہ پر ہے) مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ۲۴ رمئی ۱۸۹۷ء

---

[1] غور کرنے کے لائق ہے کہ یہ القاب کس مذہب کے شخص کے لیے لکھا ہے۔ منہ

ترجمہ از مرتب :۔

نقل اس خط کی جو سفیر نے لاہور سے ہماری ملاقات کی درخواست کے لئے بھیجا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم جناب مستطاب معلی القاب قدوۃ المحققین قطب العارفین حضرت پیر دستگیر میرزا غلام احمد صاحب دام کراماتہ چوں اوصاف جمیلہ واخلاق حمیدہ آں ذات ملکوتی صفات: شہر لاہور میں ممنونیت کے کانوں سے کہ آپ کے سعادت مند مریدوں سے ہوں اور آپ کی تصانیف عالیہ جو مبارک مقام ہیں احترام اور ممنونیت کے ہاتھ سے پہنچیں۔ اس لئے زیارت کا جنوں ہوا۔ تا کہ چمکیلے اور بھڑکتے ہوئے انوار کا دیدار کر سکوں اور دل میں تعریف اور جھرجھریوں کے شوق کا جذبہ پیدا ہوا۔ انشاء اللہ لاہور سے امرتسر کے راستے روحانیت کے گرد آلود پاؤں کے ساتھ پہنچونگا اور یہ خصوصی تار حضور کی خدمت میں جو سراسر نور مقدس ہیں بھیجونگا۔ فقط
حسین کامی سفیر سلطان المعظم

نقل اس خط کی جو سفیر کی طرف سے ناظم الہند ۱۵ رمئی ۱۸۹۷ء میں چھپا ہے۔

بحضور سیّد السادات العظام وفخر النخباء الکرام مولنا سید محمدؐ ناظر حسین صاحب ناظم ادام اللہ فیوضہ وظل عاطفتہ. سیدی و مولائی آپ کی بلند ذات کی طرف سے یہ التفات نامہ عزت وگرامی ہاتھوں سے ہم تک پہنچا۔ الحق اس نے غیر معمولی ممنونیت عظمیٰ بخشی۔ میں آپ پر فدا ہوں کہ آپ نے قادیان اور قادیان کے اردگرد کے حالات کا استفسار فرمایا ہے اب میں بڑی سنجیدگی کے ساتھ بلند ہمت عالی بیان سے افادہ کرتا ہوں کہ یہ شخص عجیب و غریب ہے اور اسلام کے صراط مستقیم سے برگشتہ قدم ہے اور علیہم والضالین کے دائرہ میں قدم رکھے ہوئے ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے جھوٹ کو سامنے رکھے ہوئے اپنے زعم باطل سے باب رسالت کو کھلا ہوا جانتا ہے یہ بات ہزار ہنسی کے لائق ہے کہ وہ نبوت و رسالت کے درمیان فرق سمجھتا ہے اور معاذ اللہ یہ کہتا ہے کہ رسول کریم کو خدا نے قرآن مجید اور فرقان حمید میں

خاتم المرسلین کے عنوان سے معنون نہیں کیا ہے صرف خاتم النبیین کا خطاب ہی عطا فرمایا ہے۔ مختصر بات یہ کہ اوّل اپنے آپ کو ولی ملہم کہتا تھا اس کے بعد مسیح موعود ہوگیا۔ آہستہ آہستہ صرف اپنے قول سے مہدویت کے مرتبہ عالی تک پہنچا ہے۔ اور اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ اس نے اپنے آپ کو اپنی رائے کے مطابق رسالت کے پائے معلّٰی تک پہنچا دیا ہے۔ اس بات کا گمان کرتے ہوئے ہم اس بات پر پہنچے ہیں کہ پانچویں قدم کی ترقی کر کے وہ شریر شداد، نمرود کے قدم پر چلتے ہوئے الوہیت کا کلاہ اپنے سرکش سر پر رکھے گا کہ جس میں خیالات فاسدہ ہیں اور وہ مالیخولیا کی کان ہے اس میں ہذیان باطلہ ہیں اور کچھ تعجب نہیں کہ اس ضعیف الاعتقاد کے بارے میں شاعر معجز بیان کہا جائے۔ اس سے چند سال پہلے پیشگوئی کے طور پر اشعار کے دیوان میں اس نے کچھ اشعار اپنے تدوین کیے ہیں۔ سال اول میں وہ مطرب بن گیا اور دوسرے میں خواجہ اور قسمت نے یاوری کی تو امسال وہ سیّد ہوگا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان باتوں کو معاف کرو اور اُسے شیطان کا بیٹا سمجھو اور ہمیں اس پریشان نویسی سے معاف کرو، عزیز! ہمارا سلام شریعت مدار مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب اور داروغہ عبدالغفور خان صاحب کو پہنچاؤ اور اپنے پاؤں کا ماپ لے کر ہماری طرف روانہ کریں تا کہ ہم دارالخلافہ استنبول سے مسجد کا ایک جوتا اس کے مطابق میں طلب کروں تا کہ میں آپ کی ذات عالی کو احترام کے طور پر پیش کروں اور طبع عالی کے لئے میں جلدی پیش کرسکوں۔ والسلام

الراقم حسین کامی

(۱۷۷)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

جلسۂ شکریہ

جشن جوبلی شصت سالہ حضرت قیصرۂ ہند دام ظلّہا

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ [۱]

خدا کی نعمت کا لوگوں کے پاس شکرگذاری کیساتھ ذکر کر

ہم نے بار بار اپنی کتابوں میں اس بات کا ذکر کیا ہے کہ وجود حضرت قیصرہ ہند دام ظلّہا ہمارے لیے ایک خدا کی نعمت ہے۔ ہم اس محسن گورنمنٹ کے سایہ کے نیچے امن کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں اور آزادی کے ساتھ اپنی رائے کی اشاعت کر رہے ہیں۔ اور خدا نے ہماری جان اور مال اور آبرو کے لیے اس گورنمنٹ کو محافظ بنا دیا ہے۔ پس ان تمام وجوہ سے ہم پر واجب ہے کہ ہم سچے دل سے نہ نفاق سے اس گورنمنٹ کے شکرگذار ہوں اور جناب قیصرہ ہند دام ظلّہا کی عمر و اقبال و دولت اور اس خاندان کے دوام اور بقا کے لیے نہ دل سے دُعا کریں۔ سو خدا تعالیٰ نے اس شکر اور ان دُعاؤں کیلئے جشن جوبلی کا ہمیں ایک موقعہ دیا ہے۔ اور یہ دن حقیقت میں ایک عظیم الشان خوشی کا موجب ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام ظلّہا کے شصت سالہ زمانہ تخت نشینی کو امن اور عافیت اور ترقی اقبال کے ساتھ پورا کیا۔ اور اس زمانہ میں بے شمار فوائد اپنے بندوں کو پہنچاتے۔ سو میری رائے ہے کہ اس خوشی کے اظہار اور شکر اور دُعا کے لیے میری جماعت کے دوست اور احباب جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف شہروں میں مقیم ہیں۔ انیس ۱۹ جون ۱۸۹۷ء کو بمقام قادیان جمع ہوں۔ اور جیسا کہ اس بارے میں ہدایات از جانب وائس پریذیڈنٹ جنرل کمیٹی اہل اسلام ہند بتاریخ یکم جون

---

[۱] الضحیٰ: ۱۲

۱۸۹۷ء شائع ہوئی ہیں اُن کے مطابق ۲۰ر اور ۲۱ر جون ۱۸۹۷ء کو اظہار شکر اور دُعا اور خوشی کی جائے چونکہ ہماری جماعت کی طرف سے اظہار خوشی اور شکر اور دُعا کے لیے یہ ایک عام جلسہ ہے جس کی مدد مصارف میں ہر ایک کو شریک ہونا واجب ہے لہٰذا تاکید کے طور پر یہ بھی لکھا جاتا ہے کہ جس جس صاحب کو یہ اشتہار پہنچے وہ اپنی طاقت اور مقدرت کے موافق اس جلسہ کے مصارف کے لیے بلاتوقف چندہ روانہ کریں۔ ہر ایک شخص اپنی حیثیت کے موافق اس ہدایت پر کاربند ہو۔ اس جلسہ کے لیے جس قدر صاحب چندہ دینے میں شریک ہوں گے اور ۲۰ر جون ۱۸۹۷ء سے پہلے قادیان میں آکر تمام جماعت کے ساتھ جلسہ شکریہ کے مراسم ادا کریں گے ان تمام صاحبوں کے نام تفصیل رقم چندہ اور نیز باظہار اس تمام سرگرمی اور مستعدی کے جو اُن سے ظاہر ہوئی لکھ کر بذریعہ طبع شائع کیے جائیں گے اور ایک کاپی اُن کی جنرل کمیٹی کو بھی بھیجی جائے گی تا جیسا کہ جنرل کمیٹی اہل اسلام ہند کی طرف سے وعدہ ہے ان کے نام قومی تاریخ میں یادگار کے واسطے درج ہوں۔

اگر کسی کے دل میں یہ وسوسہ گذرے کہ یہ تمام امور دُنیا داری اور خوشامد میں داخل ہیں اور الٰہی سلسلہ سے مناسبت نہیں رکھتے تو اس کو یقیناً سمجھنا چاہیئے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ ہم اس شکر گذاری کے جلسہ میں سرکار انگریزی سے کسی جاگیر کی درخواست نہیں کرتے اور نہ کوئی لقب چاہتے ہیں اور نہ کسی انعام کے خواستگار ہیں اور نہ یہ خیال ہے کہ وہ ہمیں اچھا کہیں۔ بلکہ یہ جلسہ محض اس بار سے سبکدوش ہونے کے لیے ہے جو ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے احسانات کا بار ہمارے سر پر ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جو شخص انسان کا شکر ادا نہیں کرتا اس نے خدا کا بھی شکر نہیں کیا۔ ہمارے کسی کام میں نفاق نہیں۔ ہم خوب جانتے ہیں کہ نیکی کرنے والوں کی نیکی کو ضائع کرنا بدذاتی ہے۔

بعض نادان مسلمانوں نے ہم پر اعتراض کیا ہے کہ جو ٹرکی سفیر کے خط کا رد بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا ہے اس میں سلطان رُوم کی بے ادبی کی گئی ہے اور وہ خلیفۃ المومنین ہے اور نیز اس اشتہار میں مداہنہ کے طور پر انگریزوں کی تعریف کی گئی ہے، لیکن واضح رہے کہ یہ تمام باتیں کوتہ اندیشی اور بخل کی وجہ سے ہمارے مخالفوں کے مُنہ سے نکل رہی ہیں۔ ہم نے سلطان کو کچھ بُرا نہیں کہا اور نہ بے ادبی کی۔ بلکہ ہمیں افسوس ہے کہ جس شخص کے ایسے سفیر اور ایسے ارکان ہیں اس کی حالت قابل رحم ہے۔ ہم نے اس سفیر کو بچشم خود دیکھا ہے کہ بجائے نماز تمام روز شطرنج اور ٹھٹھا اور ہنسی میں گذارتا تھا۔ وہ قادیان میں آکر ایک ایسی جماعت کے اندر آ گیا تھا جو اس کی بے قیدی کی طرز اور طریق سے بالکل مخالف تھی۔ خدا جانتا ہے کہ ہمارا دل اس بات سے جلتا اور کباب ہوتا ہے اور بے اختیار جوش اُٹھتا ہے کہ ایسے دنوں میں اس سلطنت کے ارکان کو چاہیئے تھا کہ تقویٰ

میں ترقی کرتے۔منہیات سے باز آتے۔ نماز کی پابندی اختیار کرتے خدا تعالیٰ سے ڈرتے اور بے قیدوں اور بدروشوں کی طرح زندگی بسر نہ کرتے۔ کیونکہ اسلام کی تمام ترقی تقویٰ سے شروع ہوئی ہے اور پھر جب اسلام ترقی کریگا تقویٰ سے کریگا۔
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ[1] ۔رہی یہ بات کہ سُلطان روم خلیفۃ المومنین ہے اس کے ارکان کی نسبت ایسے سُوء ادب کے الفاظ منہ پر لانا بیباکی اور گستاخی میں داخل ہے۔سو یہ سراسر ناسمجھی ہے اور درحقیقت جو شخص مجھے ایک کافر۔دجال بے ایمان کاذب خیال کرتا ہے وہ بے شک میری اُس تقریر سے سخت ناراض ہوگا جو مَیں نے اشتہار مؤرخہ ۲۴ رمئی ۱۸۹۷ء میں شائع کی ہے، لیکن مَیں پوچھتا ہوں کہ ذرہ اپنے دلوں میں فرض کر لو کہ اگر یہ تقریر اس شخص کی طرف سے ہے جو خدا کی طرف سے تیرہ سو برس کے وعدہ کے موافق مسیح موعودؑ ہو کر آیا ہے اور خدا کا نائب ہے جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا ہے۔تو کیا سلطان روم کی عظمت کو اُس کے مقابل یاد کرنا اور اس کی عظمت کو بالکل بُھلا دینا بے ایمانی ہے یا نہیں۔جن دلوں پر خدا کی لعنت ہے اُن کا تو کچھ علاج نہیں۔ لیکن عقلمند اور ایماندار جانتے ہیں کہ ایسے شخص کے ساتھ جس کو خدا آسمانی خلافت دے کر ایک عظیم الشان کام کے لیے بھیجتا ہے رُوم کے ایک ظاہری فرمانروا کو کیا نسبت ہے[2]۔
یاد رکھو کہ خدا کے فرستادہ کی توہین خدا کی توہین ہے ۔ چاہو تو مجھے گالیاں دو۔تمہارا اختیار ہے۔ کیونکہ آسمانی سلطنت تمہارے نزدیک حقیر ہے ۔سُلطان کا خلیفۃ المومنین ہونا صرف اپنے مُنہ کا دعویٰ ہے لیکن وہ خلافت جس کا آج سے سترہ برس پہلے براہین احمدیہ اور نیز ازالہ اوہام میں ذکر ہے حقیقی خلافت وہی ہے۔کیا وہ الہام یاد نہیں ؟ اَرَدْتُّ اَنْ اَسْتَخْلِفَ فَخَلَقْتُ اٰدَمَ خَلِيْفَةَ اللّٰهِ السُّلْطَانَ ۔ ہاں ہماری خلافت رُوحانی ہے اور آسمانی ہے نہ زمینی ۔
یہ قاعدہ ہے کہ جس شخص کو انسان حقیر اور ذلیل جانتا ہے اس کو ایسے شخص کے مقابل پر بات کرنے سے بے ادب خیال کرتا ہے جس کو وہ عظیم الشان سمجھتا ہے ۔ جیسا کہ لکھا ہے کہ جب یُسوع مسیح نے سردار کاہن کے سامنے ایک بات کہی جو سردار کاہن کو بُری معلوم ہوئی تو ایک سپاہی نے مسیح کے مُنہ پر طمانچہ مار کر کہا کہ کیا تو سردار کاہن کی بے ادبی کرتا ہے ؟ کیونکہ اس وقت اُن لوگوں کی نظر میں حضرت عیسٰی مسیح ایک

---

[1] الرعد:۱۲

[2] ابن سیرین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ مہدی موعودؑ بعض نبیوں سے بھی افضل ہے۔پس ایسے لوگوں کی حالت پر سخت افسوس ہے جو ایک بادشاہ کیلئے جو دنیوی زندگی رکھتا ہے مجھ کو جو اپنے مہدی موعودؑ ہونے کا دلائل کے ساتھ ثبوت دیتا ہوں گالیاں دیتے ہیں۔اصل بات یہ ہے کہ یہ لوگ سراسر دُنیا کے کیڑے ہوگئے ہیں ۔ خدا اور رسول پر ان کا ایمان نہیں رہا ۔ منہ ؛

حقیر اور ذلیل آدمی تھا جو کاذب اور کافر خیال کیا گیا۔ پس جبکہ سردار کاہن کی دنیوی عزت کے لیے مسیح نے ایک ادنیٰ سپاہی کے ہاتھ سے طمانچہ کھایا تو پھر وہ شخص جو مسیح کے نام پر آیا ہے۔ اگر سُلطان روم کے جاہل حمایتیوں کے مُنہ سے گالیاں سُنے تو کیا بعید ہے۔

رہی یہ بات کہ اشتہار مذکور میں انگریزی سلطنت کی تعریف کی گئی ہے۔ سو یاد رہے کہ یہ ہرگز منافقانہ تعریف نہیں۔ لعنة اللّٰہ علیٰ من نا فق۔ بلکہ ہم سچے دل سے کہتے ہیں اور صحیح صحیح کہتے ہیں کہ اس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم نے بہت امن پایا ہے۔ اس لیے اس کا شکر ہم پر واجب ہے۔ اور مجھے ان شریر انسانوں کی حالت پر نہایت تعجب ہے کہ اب تک وہ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ جزاء احسان احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ [1]

فقط

المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی

۷ رجون ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان دارالامان

(یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶ / ۴ کے دو صفحوں پر ہے)

---

[1] الرحمٰن : ٦١

(۱۷۸)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلّی

جلسہ احباب

برتقریب جشن جوبلی بغرض دُعا و شکر گذاری جناب ملکہ معظّمہ قیصرۂ ہند دام ظلّہا

ہم بڑی خوشی سے اس بات کو ظاہر کرتے ہیں کہ جناب ملکہ معظّمہ قیصرۂ ہند دام ظلّہا کے جشن جوبلی کی خوشی اور شکریہ کے ادا کرنے کے لیے میری جماعت کے اکثر احباب دُور دُور کی مسافت قطع کر کے ۱۹؍ جون ۱۸۹۷ء کو ہی قادیان میں تشریف لائے - اور یہ سب ۲۲۵ آدمی تھے - اور اس جگہ کے ہمارے مُرید اور مخلص بھی اُن کے ساتھ شامل ہوتے جن سے ایک گروہ کثیر ہو گیا اور وہ سب ۲۰؍ جون ۱۸۹۷ء کو اس مبارک تقریب میں باہم مل کر دُعا اور شکر باری تعالیٰ میں مصروف ہوئے اور جیسا کہ اشتہار وائس پریذیڈنٹ جنرل کمیٹی اہل اسلام ہند جناب خانصاحب محمد حیات خانصاحب سی - ایس - آئی میں اس بارے میں ہدایتیں تھیں - بفضلہ تعالیٰ اسی کے موافق سب مراسم خوشی عمدہ طور پر ظہور میں آئیں - چنانچہ ۲۰؍ جون ۱۸۹۷ء کو ہماری طرف سے مبارکباد کی تار برقی بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند بمقام شملہ روانہ کی گئی - اور اسی روز سے ۲۲؍ جون ۱۸۹۷ء تک غریبوں اور درویشوں کو برابر کھانا دیا گیا - مگر ۲۱؍ جون ۱۸۹۷ء کو اس خوشی کے اظہار کے لیے ایک بڑی دعوت کا سامان ہوا - اور اس قصبہ کے غرباء اور درویش دعوت کے لیے بُلائے گئے اور جیسا کہ شادیوں کے موقعہ پر کھانے پکاتے جاتے ہیں ایسا ہی بڑے تکلف سے کھانے تیار ہوئے اور تمام حاضرین کو کھلائے گئے - اس روز تین سو سے زیادہ آدمی تھے جو دعوت میں شریک ہوئے - پھر ۲۲؍ جون کی رات کو چراغاں ہوئی اور کوچوں اور گلیوں اور مسجدوں اور گھروں میں شام ہوتے ہی نظر گاہ عام پر چراغ روشن کرائے گئے اور غریبوں کو اپنے

پاس سے تیل دیا گیا۔ اور علاوہ اس کے اظہار مسرت کے لیے عام دعوت میں لوگوں کو شامل کیا گیا۔

غرض یہ مبارک جلسہ تمام احباب کا جنہوں نے بڑی خوشی سے باہم چندہ کرکے اس کا اہتمام کیا۔ ۲۰ جون ۱۸۹۷ء سے شروع ہوا۔ اور ۲۲ جون ۱۸۹۷ء کی شام تک بڑی دھوم دھام سے اس کا اہتمام رہا۔ چنانچہ پہلے روز میں تمام جماعت نے جو ہمارے مُریدوں کی جماعت ہے جن کے ذیل میں نام درج ہوں گے بڑے صدق دل سے حضور قیصرہ اور خاندان شاہی اور برٹش گورنمنٹ کے حق میں اقبال اور شمول فضل الٰہی کی دُعائیں کیں اور پھر جیسا کہ بیان کیا گیا وقتاً فوقتاً تمام مراسم ادا کیے گئے اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہماری جماعت نے جس میں معزز ملازم سرکاری بھی شامل تھے۔ ایسے صدق دل اور محبت اور پوری ارادت اور پورے شوق اور انبساط سے دُعائیں کیں اور شکر گذاری ظاہر کی اور اہتمام غربا کی دعوت میں چندے دیئے اور ایک رقم کثیر باہمی چندہ سے جمع کرکے بڑی سرگرمی اور مستعدی اور دلی خوشی سے تمام تجاویز جنرل کمیٹی کو انجام تک پہنچایا کہ اس سے بڑھ کر خیال میں نہیں آ سکتا۔

اور وہ تقریر جو دُعا اور شکر گذاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند میں سُنائی گئی جس پر لوگوں نے بڑی خوشی سے آمین کے نعرے مارے وہ چھ زبانوں میں بیان کی گئی تا ہمارے پنجاب کے ملک میں جس قدر مُسلمان کسی زبان میں دسترس رکھتے ہیں اُن تمام زبانوں سے شکر ادا ہو۔ اُن میں سے ایک اُردو میں تقریر تھی جو شکر اور دُعا پر مشتمل تھی جو عام جلسہ میں سُنائی گئی اور پھر عربی اور فارسی اور انگریزی اور پنجابی اور پشتو میں تقریریں قلمبند ہو کر پڑھی گئیں۔ اُردو میں اس لیے کہ وہ عدالت کی بولی اور شاہی تجویز کے موافق دفتروں میں رواج یافتہ ہے اور عربی میں اس لیے کہ وہ خدا کی بولی ہے جس سے دُنیا کی تمام زبانیں نکلیں اور جو اُمّ الالسنہ اور دنیا کی تمام زبانوں کی ماں ہے جس میں خدا کی آخری کتاب قرآن شریف خلقت کی ہدایت کے لیے آیا۔ اور فارسی میں اس لیے کہ وہ گذشتہ اسلامی بادشاہوں کی یادگار ہے۔ جنہوں نے اس ملک میں قریباً سات سو برس تک فرمانروائی کی۔ اور انگریزی میں اس لیے کہ وہ ہماری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور اس کے معزز ارکان کی زبان ہے جس کے عدل اور احسان کے ہم شکر گذار ہیں۔ اور پنجابی میں اس لیے کہ وہ ہماری مادری زبان ہے جس میں شکر کرنا واجب ہے اور پشتو میں اس لیے کہ وہ ہماری زبان اور فارسی زبان میں ایک برزخ اور سرحدی اقبال کا نشان ہے۔

اسی تقریب پر ایک کتاب شکر گذاری جناب قیصرہ ہند کے لیے تالیف کرکے اور چھاپ کر اُس کا نام تحفہ قیصریہ رکھا گیا اور چند جلدیں اس کی نہایت خوبصورت مجلّد کرا کے اُن میں سے ایک حضرت قیصرہ ہند کے حضور میں بھیجنے کے لیے بخدمت صاحب ڈپٹی کمشنر بھیجی گئی اور ایک کتاب بحضور وائسرائے گورنر جنرل کشور ہند روانہ ہوئی اور ایک بحضور جناب نواب لفٹنٹ گورنر پنجاب

بھیجدی گئی۔ اب وہ دُعائیں جو چھ زبانوں میں کی گئیں۔ ذیل میں لکھی جاتی ہیں۔ اور بعد اس کے اُن تمام دوستوں کے نام درج کئے جائیں گے جو تکالیف سفر اُٹھا کر اس جلسہ کے لیے قادیان میں تشریف لائے اور اس سخت گرمی میں اس خوشی کے جوش میں مشقتیں اُٹھائیں یہانتک کہ باعث ایک گروہ کثیر جمع ہونے کے اس قدر چارپائیاں نہ مل سکیں تو بڑی خوشی سے تین دن تک اکثر احباب زمین پر سوتے رہے۔ جس اخلاص اور محبت اور صدق دل کے ساتھ میری جماعت کے معزز اصحاب نے اس خوشی کی رسم کو ادا کیا میرے پاس وہ الفاظ نہیں کہ میں بیان کر سکوں۔

مَیں پہلے اپنے بیان میں یہ ذکر بھول گیا تھا کہ اس تقریب جلسہ میں ۲۲ رجون ۱۸۹۷ء کو ہماری جماعت کے چار مولوی صاحبان نے اُٹھ کر عام لوگوں کو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کی اطاعت اور سچی وفاداری کی ترغیب دی۔ چنانچہ پہلے اخویم مولوی عبدالکریم صاحب نے اُٹھ کر اس بارے میں بہت تقریر کی۔ پھر اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی نے تقریر کی اور پھر بعد اُن کے اخویم مولوی برہان الدین صاحب جہلمی اُٹھے اور انہوں نے پنجابی میں تقریر کر کے عام لوگوں کو اطاعت ملکہ معظمہ کے لیے بہت ترغیب دی۔ بعد اُن کے مولوی جمال الدین صاحب سیّد والا ضلع منٹگمری نے اُٹھ کر پنجابی میں تقریر کی۔ مگر انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام جن کو نادان مسلمان اب تک خونریزی کی صورت میں انتظار کر رہے ہیں وہ درحقیقت فوت ہو گئے ہیں۔ یعنے ایسے خیال کہ کسی وقت مہدی اور مسیح کے آنے سے مسلمان خونریزیاں کریں گے صحیح نہیں ہے۔ اور عام لوگوں کو نیک بختی اور نیک چلنی کی ترغیب دی گئی۔ اور اس مبارک موقعہ پر ساٹھ ستر آدمیوں نے ہر ایک گناہ اور بدچلنی سے رو رو کر توبہ کی۔ یہانتک کہ اُن کی گریہ وزاری سے مسجد گونج رہی تھی۔

اب ذیل میں وہ دُعائیں چھ زبانوں میں درج کی جاتی ہیں

الراقم میرزا **غلام احمد** قادیانی

۲۳ رجون ۱۸۹۷ء

نوٹ:- دعائیں اگلے صفحات پر ملاحظہ کریں۔

دُعا اور آمین اُردو زبان میں

اے مخلصان باصدق وصفا ومحبان بے ریا جس امر کے لیے آپ سب صاحبان تکلیف فرما ہوکر اس عاجز کے پاس قادیان میں پہنچے ہیں وہ یہ ہے کہ ہم جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے احسانات کو یاد کرکے اُن کی سلطنت دراز شصت سالہ کے پوری ہونے پر اُس خدائے عزّوجل کا شکر کریں جس نے محض لطف واحسان سے ایک لمبے زمانہ تک ایسی ملکہ محسنہ کے زیر سایہ ہمیں ہر ایک طرح کے امن سے رکھا جس سے ہماری جان و مال وآبرو جابروں اور ظالموں کے حملہ سے امن میں رہی۔ اور ہم تمام تر آزادی سے خوشی اور راحت کے ساتھ زندگی بسر کرتے رہے۔ اور اس وقت ہمیں بغرض ادائے فرض شکرگزاری جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے لیے جناب الٰہی میں دُعا کرنی چاہیئے کہ جس طرح ہم نے اُن کی سلطنت میں امن پایا اور اُن کے زیر سایہ رہ کر ہر ایک شریر کی شرارت سے محفوظ رہے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ جناب ممدوحہ کو بھی جزاء خیر بخشے اور اُن کو ہر ایک بلا اور صدمہ سے محفوظ رکھے اور اقبال اور کامیابی میں ترقیات عطا فرماتے اور ان سب مُرادوں اور اقبالوں اور خوشیوں کیساتھ ایسا فضل کرے کہ انسان پرستی سے ان کے دل کو چھوڑا دیوے۔ اے دوستو! کیا تم خدا کی قدرت سے تعجب کرتے ہو اور کیا تم اس بات کو بعید سمجھتے ہو کہ ہماری ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے دین اور دُنیا دونوں پر خدا کا فضل ہو جائے۔ اے عزیزو! اس ذات قادر مطلق کی عظمتوں پر کامل ایمان لاؤ جس نے وسیع آسمانوں کو بنایا اور زمین کو ہمارے لیے بچھایا اور دو چمکتے ہوئے چراغ ہمارے آگے رکھ دیئے جو آفتاب اور ماہتاب ہے۔ سو سچے دل سے حضرت احدیت میں اپنی محسنہ ملکہ قیصرہ ہند کے دین اور دُنیا دونوں کیلئے دُعا کریں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جب تم سچے دل سے، رُوح کے جوش کے ساتھ اور پُوری اُمید کے ساتھ دُعا کروگے تو خدا تمہاری سُنے گا۔ سو ہم دُعا کرتے ہیں اور تم آمین کہو کہ اے قادر توانا جس نے اپنی حکمت اور مصلحت سے اس محسنہ ملکہ کے زیر سایہ ایک لمبا حصّہ ہماری زندگی کا بسر کرایا اور اس کے ذریعہ سے ہمیں صدہا آفتوں سے بچایا اس کو بھی آفتوں سے بچا کہ تُو ہر چیز پر قادر ہے۔ اے قادر توانا! جیسا کہ ہم اس کے زیر سایہ رہ کر کئی صدموں سے بچائے گئے اس کو بھی صدمات سے بچا کہ سچی بادشاہی اور قدرت اور حکومت تیری ہی ہے۔ اے قادر توانا ہم تیری بے انتہا قدرت پر نظر کرکے ایک اور دُعا کے لیے تیری جناب میں جُرأت کرتے ہیں کہ ہماری

محسنہ قیصرہ ہند کو مخلوق پرستی کی تاریکی سے چھوڑا کر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پر اس کا خاتمہ کر۔ اے عجیب قدرتوں والے! اے عمیق تصرفوں والے! ایسا ہی کر۔ یا الٰہی یہ تمام دعائیں قبول فرما تمام جماعت کہے کہ آمین۔ اے دوستو اے پیارو خدا کی جناب بڑی قدرتوں والی جناب ہے دُعا کے وقت اس سے نومید مت ہو کیونکہ اس ذات میں بے انتہا قدرتیں ہیں اور مخلوق کے ظاہر اور باطن پر اس کے عجیب تصرف ہیں۔ سو تم نہ منافقوں کی طرح بلکہ سچے دل سے یہ دُعائیں کرو۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ بادشاہوں کے دل خدا کے تصرف سے باہر ہیں؟ نہیں بلکہ ہر ایک امر اس کے ارادہ کے تابع اور اس کے ہاتھ کے نیچے ہے۔ سو تم اپنی محسنہ قیصرہ ہند کے لیے سچے دل سے دُنیا کے آرام بھی چاہو اور عاقبت کے آرام بھی۔ اگر وفادار ہو تو راتوں کو اُٹھ کر دُعائیں کرو اور صبح کو اُٹھ کر دُعائیں کرو۔ اور جو لوگ اس بات کے مخالف ہوں اُن کی پروا نہ کرو۔ چاہیئے کہ ہر ایک بات تمہاری صدق اور صفائی سے ہو اور کسی بات میں نفاق کی آمیزش نہ ہو۔ تقویٰ اور راستبازی اختیار کرو اور بھلائی کرنے والوں سے سچے دل سے بھلائی چاہو تا تمہیں خدا بدلہ دے کیونکہ انسان کو ہر ایک نیکی کے کام کا نیک بدلہ ملے گا۔ اب زیادہ الفاظ جمع کرنے کی ضرورت نہیں۔ یہی دعا ہے کہ خدا ہماری یہ دُعائیں سُنے۔

الدّعَاءُ والتّامین فی العَربیّة

ایّها الاحبّاء المخلصون. والا صدقاء المسترشدون. جزاکم اللّٰه خیر الجزاء. وحفظکم فی الکونین من البلاء. انکم قاسیتم متاعب السّفر و شوائبه. و ذُقتم شدائد الحرّ ونوائبه. وجئتمونی مُدَلجین مُکابدین. لتشکروا اللّٰه فی مکانی هذا مجتمعین. وتکثروا الدّعاء لقیصرة الهند شاکرین ذاکرین. وتدعون دعوة المخلصین. یاعباد اللّٰه لا تعجبوا لدعواتنا وشکرنا فی تقریب الجوبلی. وتعلمون ماقال سیدّنا امام کل نبیّ وولی وخاتم النبیّین . انه من لم یشکر الناس فما شکر اللّٰه و اللّٰه یحب المحسنین. ثمّ تعلمون ان اموالنا واعراضنا ودماء نا قد حفظتها العنایة الالٰهیّة بهٰذه الملکة المعظمة. وجعلها اللّٰه مویّدة لنا فی المهمّات الدنیویّه والدّینیّة. فالشکر واجب علٰی مافعل ربّنا ذوالجلال والعزة ومن اعرض فقد کفر بالنعم الرحمانیة. واللّٰه یحب الشاکرین. ایّها النّاس هذا

يوم يجب فيه اظهار الشكر والمسّرة مع الدّعاء باخلاص النيّة. فاردنا اَنْ نقبله بمراسم التهاني والتبريک والتهنيّة. ورفع اكفّ الابتهال والضراعة. وتذلّل يليق بحضرة الاحدية. وانارة الماٰذن والمساجد والسكک والبيوت بالمصابيح والشهب النورانيّة. وانما الاعمال بالنيات المخفية من اعين العامة. واللّٰه يرى مافى قلوب العالمين. ياعباد اللّٰه الرحمان. هل جزاء الاحسان اّلا الاحسان. فلا تظنوا ظن السوء. مستعجلين والان ادعوا لقيصرة بخلوص النيّة. فاٰمّنو علٰى دعائى يامعشر الاحبّة. واتّقوا اللّٰه ولا تنسوا منَ اللّٰه و منَ عباده من الخواص والعامة. ولا تعثوا مفسدين.

يارب اَحسِنْ الٰى هٰذه الملكة. كما احسنت الينا بانواع العطيّة. و احفظها مِن شرّ الظالمين. ياربّ شيد واعضد دعائم سريرها. واجعلها فائزة فى مهمّاتها وصُنها من نوائب الدنيا وآفاتها. وبارک فى عمرها و حياتها ياارحم الراحمين. ياربّ ادخل الايمان فى جذر قلبها ونجّها و ذراريها مِن ان يعبدوا المسيح ويكونوا من المشركين. ياربّ لا تتوفّها الا بعد ان تكون من المسلمين. ياربّ انا ندعو لها بالسنة صادقة وقلوب ملئت اخلاصا وحسن طويّة فاستجب يااَحْكم الحاكمين.

اجد الانام ببهجة مستكثرة
عيد اتىٰ او جوبلى القيصرة
نشر التهانى فى المحافل كلها
فارى الوجوه تهللت مُستبشرة
انّى اراها نعمةً من رَبّنا
فالشكر حق واجب لابربره
لاشک ان سرورنا من شكرها
خير فمن يعلمه اخلاصًا يره
اَمَرَ النبىُّ لشكر رجل مُحسِن
قُتل العنود المعتدى مااكفره

دُعا اور آمین در زبانِ فارسی

اے گروہ دوستان و جماعت مخلصان خدا شمار اجزائے خیر دہد شما تکالیف گرمی موسم و صعوبت سفر برداشتہ نزد من در قادیان بدیں غرض رسیدہ اید کہ تا بر تقریب جشن جوبلی با جتماع اخوان خود شکر خدائے عزّ و جل بجا آرید و برائے خیر دُنیا و دین ملکہ معظّمہ قیصرہ ہند دعا ہا کنید ۔ مے دانم کہ موجب ایں تکالیف و آنچہ برائے انعقاد ایں جلسہ باہم چندہ فراہم کردہ رسوم جلسہ بجا آوردہ اید باعث ایں ہمہ بجز اخلاص و محبّت چیزے دیگر نبودہ ۔ پس دعا مے کنم کہ خُدا تعالےٰ شمارا پاداش ایں تکالیف دہد کہ محض برائے حصول مرضات او کشیدہ اید ۔ اے دوستان مے دانید کہ ما در عہد سعادت مہد قیصرہ ہند چہ آرام ہا دیدم و مے بینیم و چہ قدر زندگی خود در امن و عافیت گذرانیدہ ایم و مے گذرانیم ۔ پس شرط انصاف ایں است کہ ما برائے ایں ملکہ مبارکہ از تہ دل دُعا کنیم چرا کہ ہر کہ شکر مردم محسن نکند شکر خدا بجا نیاوردہ است ۔ پس ایں دعا ہا میکنم شما آمین بگوئید ۔ اے قادر توانا بدیں ملکہ تو نیکی کُن چنانکہ او بما کرد ۔ و از شرّ ظالمان او را محفوظ دار ۔ اے قادر توانا ستونہائے سریر او بلند کُن و در مہمات خود او را فائز گردان و از حوادث دُنیا و دین اُو را نگہ دار ۔ و در عمر و زندگی او برکت بخش ۔ اے قادر توانا اسلام در دِل اُو داخل کُن و اُو را و اولاد اُو را از پرستش مسیح کہ بندۂ عاجز است نجات دہ و از مشرکان او را بیروں آر ۔ کہ ہمہ قدرت تو داری ۔ اے قادر توانا او را تا آں وقت وفات مدہ کہ بر راہِ راست اسلام ثابت قدم بودہ باشد ۔ اے ربّ جلیل دعا ہائے ما قبول کُن ۔ آمین ۔

دُعَا نورُ آمِین پوُ پَشتو ژبه کِے

اَیُ دَمـابُـلُ دِخُـدای دُوسـتُـونُ خُـداتـا سِتـه دِ خَیـُر جَزا دَرُ کِے تاسِه خَلُق تکلیفونَ پُـخُپُلُ زَان بَانُدِ آخِستَیُ دَهُ دِمَا څخه پـوُ قَـادِیَـانُ لِپَارَهُ دِ دِغرَضُ رَاغُلِے وه کِه دِ مَلِکهُ مُـعظّـمـه اِشپِےُ لِےُ کـالُ جَشُـن اِسُتَـاسُو اوُرُوُ رُوُن سَرَهُ دِےُ خُدائے عزَوَجَلّ شُکرَ اَدا وُکروُاَودَ دِے مَـلِـکـهُ مـعظّـمه قَیصره هِند دُنُیائی خَیُر لِپَارَهُ دُعا وکُوز پـوُئے گمُ کِه دِدِ تکلیفونَ سَبَبُ څه جَلسَهُ دِپَارَهُ چِنُدَه تـوله کَرَ ےُ وُه ہُلُ دِجَلسَه رَسُم بَهَمُ پُوُرَهُ کَرَ ے

وُه دِ اِخلاص اَور دِیے حُجّتُ سِوا بُل شَے نِدَیے نورُ زِ دُعاکَوُمُ کِهٔ خُدا صاحِبُ تاسُتَه دِدِ تکلیفون اَجر وَرکِیُ چه صِرُف دِ آغهٔ لِپَارَهٔ تاسوُ آخِستَیٔ دَه . اَے دوسُتونَ پویُکَیٔ چه مُنگهٔ دِ مَلِکه کِے پوُ زمَانِے مِیُن سِرِنگهٔ آرام مُنگهٔ لِیُدِلَے دَهٔ اَور سِرِنگهٔ دِخپُلُ ژِندگی سَرَهٔ بَسَرُ کرِیٔ هَمُ دَهٔ اَوُر بَسرُبَه اوکُو بَیا اِنُصَاف ُدَادَهٔ چه مُنگهٔ دِ مَلِکهٔ دِ پارَهٔ دُعا وَکُو وَلِے چه هَرُچَاچه دِ نیک سرِیٔ شُکرنَکیٔ اَغهٔ دِ خُدای شُکر سِرِنگه کَوُلے شِیُ. پَسُ زِ دُعَا کَوُمُ تَاسِهٔ آمِیُن دَه وَائی اےُ لوُئِے خُدایا دِ مَلِکهٔ سَرَهٔ نِیکیٔ وُه کَهٔ اَغهٔ سِےُ چه مُنگهٔ سَرَهٔ اَغهٔ کرِےُ دِینِے اَوُر دِ ظالمون دِشَرَه اَغه اُوسَاتَه یالوئِے خدایاذَ اَغه دِ تخت اِسُتِنِ ته بِلُند اُو کره بُل دِدِیُن اَورُ دِ دُنُیا شَرُونَ اُغه اُوساته اَوُدَ پوُعُمُر بُلُ پُواغهَ زِندگی بَرَکَتُ کرهٔ یا لوئِے خُدَایَا اِسُلَامُ پوُ اَغه زِرَهٔ بنه کره یا لوےُ خُدایا مَلِکهٔ بُلُ دِ اَغه زوےُ بُلُ دِ اَغهَ عَیَال دِےُ مَسِیحُ دِےُ پَرسُتش چه یوُ عَاجِزُ سرَے دَه اوسَاتَه اَورَدِ مُشرِکُونَ دِگرُوُهنه اَغه اوباسَهٔ چه تَه قُدرَتُ لَرَےُ اَیٔ لوئِے خُدایَا تِرَاَغه وقُت مَلِگه مرمُکهٔ چه مُسلمَان شِی یالوئِے خَدایَا اِمُنگ دُعَاته قبول کره.

مہارانی قیصرہ ہند دیاں ساریاں مُراداں پوریاں ہوندی پنجابی وِچہ بنتی

سُنو میریو سچے دوستو تے پکے یارو جس گل واسطے تسیں سارے بھائی اپنے سارے کم گھسا کے تے کشالہ کر کے میرے کول قادیان وچہ آئے او اوہ اک بھارا مطبل ایہ نے جے اسیں سارے دربار رانی ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دیاں احساناں تے مہربانیاں نوں یاد کر کے اوہدے سکھ وسیاندے راج دے پورا ہونے دی اپنے رب دی درگاہ شکر کریئے تے ایسدے بے اوڑک کرم دا گاون گایئے جس نے آپنیاں فضلاں تے کرماں دے نال ایڈے لمے زمانے توڑیں سانوں اجیہی ملکہ معظمہ دے راج دی چھاویں بھاگاں سہاگاں نال رکھیا۔ جس تھیں اساں غریباں مسلماناں دیاں جاناں تے پتاں تے مال ہتھیاراں تے انیائیاں دے پنجیاں تھیں بچ گئے تے اسیں ہن توڑیں من بھاوندیاں خوشیاں تے انگلنیاں چیناں دے نال اپنی زندگانی پوری کردے رہے۔ تے دوجا مطبل وڈا ایہ ہے جے ہن اسیں اس ویلے جناب

ملکہ معظّمہ دا شکر پورا کرنے واسطے سچے رب صاحب دی ڈِپی زرگاہے ترلیاں تے جھیرگیاں نال دعا کریئے کہ جس طرح ایس جگت دی رانی تے دھرمی تے لاڈلڈیا نے والی ماتا دے راج وچہ رہ کے اساں آرام پایا تے اُس دی بادشاہی دی ٹھنڈی تے سنگھنی چھاں وچ ہر انرتھی دے انرتھوں بچکے مٹھیاں نیندراں سُتے ہاں اوسے طرح دھرتی انبر دارا جا سچا رب ایسی ملکہ معظّمہ نوں اینہاں پُنّاں داناں دا بدلہ دے۔ تے اوہنو ہر اک دھکے تھوڑے تے ساریاں درداں تھیں اپنا ہتھ دے کے بچار کھے۔ تے اقبال تے وڈیائی تے آساں امیداں دے پورا ہوون وِچہ وادھا بخشے تے ساریاں مُراداں پوریاں کرنے سمیت اوسے ایسا فضل کرے تے اجیہا تُرٹھے جے بندہ پرستی تھیں اوسدے دِل نوں مٹھی نیندروں جگادے تا ایہ ماتا اپنی جاؤ واسمیت اک وحدہٗ لاشریک لہٗ جیوندے جاگدے دھرتی انبر تے ایس سارے اڈنبر دے سائیں دی پوجا ول آوے۔ تے ووہاں جگاں دا سدا سرگ پاوے۔ میریو پیاریو یاروتسیں خدا دی قدرت تھیں اوپرا جاندے ہو۔ بھلاتسیں ایسی گل نوں اچرج تے انہونی سمجھدے ہو جے ساڈی جگ رانی ملکہ معظّمہ دے دین تے دُنیاں تے خدا دا فضل ہو جائے۔ او پیاریو اُس ذات سکت و اندیاں وڈیائیاں تے پُورا ایمان لاؤ جس نے ایڈا چوڑا تے اُچا آسمان بنایا تے دھرتی نوں ساڈے واسطے وچھایا تے دو چمکدے دیوے انملے جگ چمکان والے ساڈیاں اکھیاں اگے رکھے۔ اک چندر ماہ دوجا سورج ماہ موترلیاں تے ہاڑیاں تے دندیاں لہلکنے نال ربّ صاحب سچے دی درگاہ وچہ اپنے سَد اُپنّاں داناں والی ملکہ معظّمہ دے دین تے دُنیاں واسطے دُعا منگو۔

میں سچو سچ کہناہاں جیکرتسیں کچیاں تے دلو گلّیاں نوں سنگوں ہٹا کے تے سچّیاں تے اکولّیاں نوں ساتھ لے کے تے پوری امید نال نِبچہ بنہ کے دُعا کروگے تاں جگاں دا سچا داتا تہاڈی دُعا ضرور سُنے گا۔ سو اسیں دُعا کرنے ہاں تے تسیں آمین آکھو۔ ہے سچیا سکتاں والیا سچیا سائیاں جدتوں اپنی حکمت تے مصلحت نال ایس دیاوان رانی دے راج دی ٹھنڈی چھاویں ساڈے جیونیدا اک لمّا حصہ پورا کیتا ئے تے اوس دے سبھوں ہزاراں آفتاں تے بلاواں تھیں سانوں بچایائے۔ توں اُوسنوں بھی آفتاں تھیں بچا جے توں ہر شے تے سکت تے دَش رکھنائیں۔ ہے قدرتاں والیا جس طرح اسیں اوسدے راج وچہ دھکیاں دھوڑیاں تے ڈہنے ڈگنے تھیں بچائے گئے ہاں اوسنوں بھی ساریاں چنتاں تے جھوریاں تھیں بچا جے سچّی بادشاہی تے پکّی زورآوری تے پوری حکومت تیری ئے۔ ہے جتناں والیا مالکا اسیں تیری بے

انت قدرت تے تہان رکھ کے اک ہور دُعا دے واسطے تیری درگاہ ہے دلیری کرنے ہاں جے توں ساڈی اَن گنت دَیاوان رانی ملکہ معظّمہ نوں بندہ پوجن دی انہیری کوٹھڑی تھیں باہر کڈھ کے اُچّے تے سنہری تے لاٹاں مارنے والے لا الٰہ اِلّا اللّٰہ محمدٌ رسول اللّٰہ دے چبوترے تے موجاں ماننے والی کر کے اوتے تے اوہدا پورن کر۔ ہے اچرج زوراں نوالیا۔ ہے ڈوھنگیاں نگاہاں والیا۔ ہے پوریاں پہچان والیا۔ ہے بے اوڑک قابواں والیا اینویں کر۔ ہے رباں دیا ربا ایہ ساریاں دُعاواں منظور کر۔ سارے دوست آمین آکھو۔ اے پیاریو سچّے ربدی درگاہ وَڈّی قدرتاں تے پہنیاں والی درگاہ ئے دعا دے ویلے اوس تھیں بے امید نہ ہو وو۔ کیوں جے اوس دے دربار دے بے اوڑ سدا درتوں کسے سمے پھکھارا پھکھا تے خالی ہتھ نہیں گیا۔ تے اپنے سربت جیا جنت دے اندر باہر اوہدے اچرج کابو تے قبضے ہیں۔ تسیں دو گلیاں تے دورنگیاں تے کھوٹیاں وانگر دعا نہ کرو۔ سگوں سچیاں چیلیاں تے سوچیاں چیریاں وانگوں اوہدے مَن دھن تے چیت ست تے پت واسطے دھن شاوا کھو تے سدا سکھ منگو۔ ہیں تسیں سمجھدے ہو جے سربت راجیاں دے دِل اُس مہاراج سرب شکتی مان سدا دیاوان دے کابوؤں باہر نہیں سگوں سارے کم تے انیک تے ان گنی کرتب اُسید ے اوڈا وَ ہتھ وچہ نے۔ سو تسیں اپنے ان گنت دانا نوالی مہارانی ملکہ معظّمہ دی دُنیا تے عاقبت دے واسطے آنند تے آرام منگو جے تسیں وفادار ٹہلیئے تے مَن وارنے والے چاکر ہوتاں شامیں تے پھروا تیں تے پچھلی راتیں نیندراں گنوا کے اوبھڑ وائی اُٹھ اُٹھ کے بینتیاں کرو تے جہڑے مُنکھ اس گلدے دوتی تے دوکھی ہون اُنہاں ہتھ یاریاں دی پرواہ نہ کرو۔

لوڑیدائی جے سبھو گلّاں تہاڈیاں نتریاں ہوئیاں تے سُتھریاں ہون تے کسے گل تہاڈی وچہ رلا رول نہ ہووے سُرت تے پچ ملّو بھلا کرن والیاں دا بھلا چاہو تاں تھہانوں تھہاڈا جانی جان سچّا رب صاحب چنگا بدلہ دیوے۔ کیوں جے ہر مُنکھ بے حیائی کپدائے تے کیتائی پاندائے۔ ٹبریاں گلاں کجھ پھل نہیں دیندیاں۔ تھڑیاں تے تھوڑیاں نوں پکڑنے والیا بھوڑیدا ویلائی۔

English Translation of the prayer recited by Mirza Gulam Ahmad Rais of Qadian on the occasion of the Diamond Jubilee.

My friends_ the object which has broght you here is to convene a meeting of thanksgiving on the heppy occasion of the Diamond Jubilee of Her Majesty's reign in rememberance if the manifold blessings enjoyed by us during Her Majesty's time. We offer our heartfelt thanks to God who out of His special kindness has been pleased to place us under this Sovereign rule, protecting thereby our life, property and honour from the hands of tyranny and persecution and enabling us to live a life of peace and freedom. We have also to tender our thanks to our gracious Empress, and this we do by our prayers for Her Majesty's welfare. May God protect our beneficient sovereign from all evils and hardships as Her Majesty's rule has protected us from the mischief of evil doers. May our blessed ruler be graced with glory and success and be saved at the same time from the evil consequences of believing in the divinity of a man and his worship. My friends do not wonder at this, nor entertain any doubt as to the wonderful powers of the Almighty, because it is quite possible for Him to confer His choicest blessings upon our Gracious Queen in this world and the next. Hence the strong and firm belief in the omnipotence of the Supreme Being who made this spacious firmament on high and spread the earth beneath our feet illuminating them both with the sun and the moon. Let your sincere prayer's as to the good of Her Majesty in matters spiritual and temporal, reach His Holy Throne. And I assure you that prayers that come from hearts sincere earnest and hopeful are sure to be listened to. Let me pray then and you may say Amen:

Almighty God! As the Wisdom and Providence has been

pleased to put us under the rule of our blessed Empress enabling us to lead lives of piece and prosperity, we pray Thee that our ruler may in return be saved from all evils and dangers as thine is the kingdom glory and power. Believing in Thy unlimited powers we earnestly ask Thee all powerful Lord to grant us one more prayer that our benefactoress the empress, before leaving this world. may probe her way out of the darkness of man-worship with the light of "La-ilaha-illallah-Muhammad-ur-Rasul-ulalh." {There is no God but Allah and Muhammad is His Prophet}, Do Almighty God as we desire, and grant us the humble prayer of ours as thy will alone governs all minds Amen!

My Friends! Trust in God and feel not hopeless. Do not even imagine that the minds of wordly potentates and earthly kings are beyond His control. Nay Thy are all subservants to His Holy Will. Let therefore your prayers for the welfare of your empress in this world and the next, come from the bottom of your hearts. If you are loyal subjects remember Her Majesty in your night and morning prayers. Pay no heed to opposition. Let Your words and deeds be true and free from hypocriscy. Lead lives of virtue and righteousness, and pray for the good of your well-wishers, because no virtue goes unrewarded. I conclude with earnest desire that God may grant our prayer. Amen.

Dated 23-6-1897

فہرست

اسمائے حاضرین جلسۂ ڈائمنڈ جوبلی بمقام قادیان ضلع گورداسپورہ بحضور امام ہمام حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود مع چندہ ۔ و بلا چندہ و اسمائے غیر حاضرین جنہوں نے چندہ دیا ۔ از ۲۰ / جون ۱۸۹۷ تا ۲۲ / جون ۱۸۹۷ء

نمبر	نام	سکونت	رقم چندہ	رقم ہندسوں میں از مرتب	کیفیت
۱	حضرت اقدس جناب میرزا غلام احمد صاحب مہدی و مسیح موعود رئیس قادیان ۔ معہ اہل بیت	قادیان	لصہ	51/- روپے	
۲	حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی	//	صہ ر	5/- روپے	
۳	مولوی عبدالکریم صاحب	سیالکوٹ	سعہ ر	3/- روپے	
۴	مولوی بُرہان الدین صاحب	جہلم	۰		
۵	مولوی محمد احسن صاحب	امروہا ضلع مرادآباد	سعہ ر	3/- روپے	بباعث مجبوری حاضر نہ ہو سکے
۶	حکیم فضل الدین صاحب معہ ہر دو قبائل	بھیرہ	عہ	10/- روپے	
۷	خواجہ کمال الدین صاحب بی ۔ اے پروفیسر اسلامیہ کالج	لاہور	صہ ر	5/- روپے	
۸	مفتی محمد صادق صاحب بھیروی کلرک اکونٹنٹ جنرل	لاہور	عہ	2/- روپے	
۹	میرزا ایوب بیگ صاحب بی اے کلاس لاہور کالج معہ قبیلہ خود	کلانور	عہ ۱۲ ر	دو روپے بارہ آنے	
۱۰	خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر برنج	لاہور	للعہ ر	4/- روپے	
۱۱	حکیم محمد حسین صاحب	//	عہ ر	1/ روپیہ	
۱۲	خواجہ جمال الدین صاحب بی ۔ اے رنبیر کالج ریاست جموں	//	عہ	2/- روپے	
۱۳	حکیم فضل الٰہی صاحب	//	صہ ر	5/- روپے	
۱۴	منشی مولا بخش صاحب کلرک دفتر ریلوے	//	عہ	1/- روپیہ	
۱۵	منشی نبی بخش صاحب کلرک دفتر ریلوے	لاہور	سعہ ر	3/- روپے	
۱۶	منشی محمد علی صاحب //	//	عہ	1/- روپیہ	

۱۷	منشی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اورینٹل کالج	لاہور	صہ ر	5/- روپے	
۱۸	شیخ رحمت اللہ صاحب سوداگر رخت	//	[illegible]	25/- روپے	
۱۹	منشی کرم الٰہی صاحب مہتمم مدرسہ نصرت اسلام	//	۴ ر	4 آنے	
۲۰	میاں محمد عظیم صاحب کلرک دفتر ریلوے	//	۸ ر	8 آنے	
۲۱	حافظ فضل احمد صاحب معہ فرزند	//	عہ ر	1/- روپیہ	
۲۲	حافظ علی احمد صاحب //	//	عہ ر	1/- روپیہ	
۲۳	شیخ عبداللہ صاحب نومسلم منصرم شفاخانہ انجمن حمایت اسلام	//	۸ ر	8 آنے	
۲۴	علی محمد صاحب طالب علم بی اے کلاس کالج	//	۰ ر	2 پیسے	
۲۵	منشی عبدالرحمٰن صاحب کلرک دفتر ریلوے	//	صہ ر	5/-	
۲۶	منشی معراج الدین صاحب جنرل ٹھیکیدار	//	[illegible]	10 روپے 3 آنے	
۲۷	منشی تاج الدین صاحب کلرک دفتر ریلوے	//	صہ ر	5/- روپے	
۲۸	شیخ دین محمد صاحب	//	۸ ر	8 آنے	
۲۹	حکیم شیخ نور محمد صاحب نومسلم	//	عہ ر	1/- روپیہ	
۳۰	حکیم محمد حسین صاحب پروپرائٹر کارخانہ رفیق الصحت	//	عہ ر	1/- روپیہ	
۳۱	تاج الدین صاحب طالب علم مدرسہ اسلامیہ	//	۰		
۳۲	عبداللہ صاحب //	//	۰		
۳۳	مولا بخش صاحب پٹولی	//	عہ ر	1/- روپیہ	باعث مجبوری حاضر نہ ہوسکے
۳۴	قاضی غلام حسین صاحب بھیروی طالب علم آرٹ سکول	//	۸ ر	8 آنے	//
۳۵	حاجی شہاب الدین صاحب	//	للعہ ر	4/- روپے	//
۳۶	چراغ الدین صاحب وارث میاں محمد سلطان	//	[illegible]	2/- روپے	//
۳۷	احمد الدین صاحب ڈوری باف	//	عہ ر	1/- روپیہ	//
۳۸	جمال الدین صاحب کاتب	//	عہ ر	1/- روپیہ	//
۳۹	محمد اعظم صاحب کاتب	//	۸ ر	8 آنے	//

۴۰	سیف الملوک صاحب	لاہور	عہ ر	-/1 روپیہ	بباعث مجبوری حاضر نہ ہوسکے
۴۱	میاں سلطان صاحب ٹیلر ماسٹر	//	سے ر	-/3 روپے	//
۴۲	میاں غلام محمد صاحب کلرک چھاپہ خانہ	//	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۴۳	مظفر الدین صاحب	//	ع	-/2 روپے	//
۴۴	خواجہ محی الدین صاحب تاجر پشمینہ	//	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۴۵	محمد شریف صاحب طالب علم اسلامیہ کالج	//	۸ر	8 آنے	//
۴۶	عبدالحق صاحب۔ اسلامیہ کالج	//	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۴۷	عبدالمجید صاحب //	//	۸ر	8 آنے	//
۴۸	غلام محی الدین صاحب جلد بند سول ملٹری گزٹ	//	معہ ر	-/7 روپے	//
۴۹	تاج الدین صاحب	//	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۵۰	بشیر احمد صاحب	//	۴ر	4 آنے	//
۵۱	نذیر احمد صاحب	//	۴ر	4 آنے	//
۵۲	ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب	//	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۵۳	شیر محمد خان صاحب طالب علم بی اے کلاس	//	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۵۴	غلام محی الدین صاحب طالب علم بی اے کلاس	//	صہ ر	-/5 روپے	//
۵۵	شیر علی صاحب طالب علم بی اے کلاس	//	عہ ر	-/1 روپیہ	
۵۶	صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی ابن حضرت شاہ حبیب الرحمٰن صاحب مرحوم سجادہ نشین چہار قطب ہانسوی حال وارد قادیان	سرساوہ			
۵۷	قاضی محمد یوسف علی صاحب نعمانی معہ اہل بیت سارجنٹ پولس ریاست جنید۔ اولاد حضرت امام اعظم صاحب	توسام ضلع حصار	عـــہ	-/10 روپے	
۵۸	شیخ فیض اللہ صاحب خالدی القریشی نائب داروغہ	ریاست نابہ	عہ ر	-/1 روپیہ	غیر حاضر
۵۹	سید ناصر نواب صاحب دہلوی پنشنر	قادیان	ع	-/2 روپے	
۶۰	میر محمد اسماعیل صاحب طالب علم اسلامیہ کالج لاہور	//	ع	-/2 روپے	
۶۱	محمد اسمٰعیل صاحب سرساوی طالب علم	//	۰		
۶۲	شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم //	//	۰		

۶۳	شیخ عبدالرحمٰن صاحب // //	قادیان	٠		
۶۴	شیخ عبدالعزیز صاحب // //	//	٠		
۶۵	خدایار صاحب // //	//	٠		
۶۶	گلاب الدین صاحب لوئی باف	//	٠		
۶۷	اسمٰعیل بیگ صاحب پریسمین	//	٠		
۶۸	امام الدین صاحب	//	٠		
۶۹	صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانوی	//	٠		
۷۰	صاحبزادہ منظور محمد صاحب //	//	٠		
۷۱	شاہزادہ مظہر قیوم صاحب //	//	٠		
۷۲	مولوی عبدالرحمٰن صاحب	کھیوال ضلع جہلم	٠		
۷۳	سید خصیلت علی شاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر	ڈنگہ ضلع گجرات	لعہ ر	-/9 روپے	
۷۴	سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ اول	سیالکوٹ	للعہ ر	-/4 روپے	
۷۵	حکیم محمد الدین صاحب نقل نویس صدر	//	عہ ر	-/1 روپیہ	
۷۶	منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر	//	عہ ر	-/1 روپیہ	
۷۷	شیخ فضل کریم صاحب عطار	//	۱۲ ر	12 آنے	
۷۸	غلام محی الدین صاحب تاجر چوب	//	٠		
۷۹	شیخ حسین بخش خیاط	قادیان	٠		
۸۰	عبداللہ صاحب //	//	٠		
۸۱	عبدالرحمٰن صاحب //	//	٠		
۸۲	حافظ احمد اللہ خان صاحب	//	٠		
۸۳	کرم داد صاحب	//	٠		
۸۴	سیّد ارشاد علی صاحب طالب علم	سیالکوٹ	٠		
۸۵	مولوی محمد عبداللہ خان صاحب وزیر آبادی مدرس کالج	ریاست پٹیالہ	عہ ۸ ر	1 روپیہ 8 آنے	
۸۶	حافظ نور محمد صاحب سارجنٹ پلٹن نمبر ۴	//	عہ ر	-/1 روپیہ	
۸۷	محمد یوسف صاحب خراطی	//	عہ ر	-/1 روپیہ	
۸۸	حافظ ملک محمد صاحب //	//	٠		

۸۹	عبدالحمید صاحب طالب علم	ریاست پٹیالہ	۴ر	4 آنے	
۹۰	محمد اکبر خان صاحب سنوری	//	•		
۹۱	خلیفہ نور الدین صاحب تاجر کتب	ریاست جموں	سے ر	-/3 روپے	
۹۲	اللہ دتا صاحب //	//	عـ	-/2 روپے	
۹۳	مولوی محمد صادق صاحب مدرس	//	عـ	-/2 روپے	
۹۴	میاں نبی بخش صاحب رفوگر	امرتسر	صہ ر	-/5 روپے	
۹۵	محمد اسمٰعیل صاحب تاجر پشمینہ کٹڑہ اہلووالیہ	//	سے ر	-/3 روپے	
۹۶	میاں محمد الدین صاحب اپیل نویس	سیالکوٹ	عہ ر	-/1 روپیہ	
۹۷	میاں الٰہی بخش صاحب۔ محلہ ماشکیاں	گجرات	عہ ر	1/ روپیہ	
۹۸	میاں چراغ الدین صاحب کٹڑہ اہلووالیہ	امرتسر	عـ	-/2 روپے	
۹۹	منشی روڑا صاحب نقشہ نویس عدالت	ریاست کپورتھلہ	عـ	-/2 روپے	
۱۰۰	منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس	//	عـ	-/2 روپے	
۱۰۱	منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر	گورداسپور	معہ ر	-/7 روپیہ	
۱۰۲	نواب خاں صاحب	جموں	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۰۳	میاں عبدالخالق صاحب رفوگر	امرتسر	۸ر	8 آنے	
۱۰۴	شیخ عبدالحق صاحب ٹھیکیدار	لدھیانہ	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۰۵	محمد حسن صاحب عطار	//	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۰۶	منشی محمد ابراہیم صاحب تاجر لنگی گیروں	//	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۰۷	مستری حاجی عصمت اللہ صاحب	//	عہ ر	-/1 روپیہ	•
۱۰۸	قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکیدار شکرم	//	صہ ر	-/5 روپے	
۱۰۹	مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب امام مسجد صدر	سیالکوٹ	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۱۰	عبدالعزیز خاں طالب علم بن عبدالرحمٰن خان صاحب اتالیق سردار ایوب خاں صاحب	راولپنڈی	•		
۱۱۱	شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند	امرتسر	•		
۱۱۲	شیخ ظہور احمد صاحب سنگساز مطبع	//			
۱۱۳	میرزا رسول بیگ صاحب	کلانور ضلع گورداسپور	•		

۱۱۴	حافظ عبدالرحیم صاحب	بٹالہ	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۱۵	ڈاکٹر فیض قادر صاحب	//	عاّ ر	-/2 روپے	
۱۱۶	شیخ محمد جان صاحب تاجر	وزیرآباد	صہ ر	-/5 روپے	
۱۱۷	منشی نواب الدین صاحب ماسٹر	دینانگر	۰		
۱۱۸	خلیفہ اللہ دتا صاحب	//	۰		
۱۱۹	میاں خدابخش صاحب خیاط	چھوکر ضلع گجرات	۰		
۱۲۰	مولوی حافظ احمد الدین صاحب ۔ چک سکندر	ضلع گجرات	۰		
۱۲۱	میاں احمد الدین صاحب امام مسجد قلعہ دیدار سنگھ	گوجرانوالہ	۰		
۱۲۲	میاں جمال الدین صاحب پشمینہ باف	سیکھواں ضلع گورداسپور	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۲۳	محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار	بٹالہ	للعہ ر	-/4 روپے	
۱۲۴	ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے مدرس	سیالکوٹ	عہ ۸ر	ایک روپیہ 8 آنے	
۱۲۵	میاں باغ حسین صاحب	بٹالہ	۰		
۱۲۶	میاں نبی بخش صاحب پاندہ	//	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۲۷	چودھری منشی نبی بخش صاحب نمبردار	//	صہ ر	-/5 روپے	
۱۲۸	مولوی خان ملک صاحب کھیوال	ضلع جہلم	۰		
۱۲۹	میاں خیر الدین صاحب پشمینہ باف سیکھواں	ضلع گورداسپور	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۳۰	حکیم محمد اشرف صاحب	بٹالہ //	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۳۱	شیخ غلام محمد صاحب طالب علم	ضلع جالندھر	۰		
۱۳۲	حافظ غلام محی الدین صاحب جلد ساز	قادیان	۰		
۱۳۳	میاں امام الدین صاحب پشمینہ باف	سیکھواں	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۳۴	اللہ دین صاحب ۔ ہتھیاں	ضلع گورداسپور	۰		
۱۳۵	شیخ عبدالرحیم صاحب ملازم ریاست	کپورتھلہ	عه	2 روپے	
۱۳۶	شیخ محمد الدین صاحب بوٹ فروش	جموں	عه	2 روپے	
۱۳۷	محمد شاہ صاحب ٹھیکہ دار	//	۸ر	8 آنے	

۱۳۸	نظام الدین صاحب دوکاندار تھہ غلام نبی	ضلع گورداسپور	•		
۱۳۹	شہاب الدین صاحب //	//	•		
۱۴۰	شیخ فقیر علی صاحب زمیندار	//	•		
۱۴۱	شیخ شیر علی صاحب	//	•		
۱۴۲	شیخ چراغ علی صاحب //	//	•		
۱۴۳	شہاب الدین صاحب دوکاندار //	//	•		
۱۴۴	منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری سیکھواں	//	•		
۱۴۵	میاں قطب الدین صاحب خیاط بدھیچہ	ضلع گورداسپور	•		
۱۴۶	میاں سلطان احمد طالب علم	گجرات	•		
۱۴۷	شیخ امیر بخش ۔ تہہ غلام نبی	ضلع گورداسپور	•		
۱۴۸	سید نظام شاہ صاحب بازید چک	//	•		
۱۴۹	حافظ محمد حسین صاحب ڈنگہ	ضلع گجرات	•		
۱۵۰	بابو گل حسن صاحب کلرک دفتر ریلوے	لاہور	عہ ر	۰-/1 روپیہ	
۱۵۱	حافظ نور محمد صاحب ۔ فیض اللہ چک	ضلع گورداسپورہ	•		
۱۵۲	حسن خاں صاحب ملازم توپخانہ ریاست	کپورتھلہ	•		
۱۵۳	مرزا جھنڈا بیگ ۔ پیرووال	ضلع گورداسپورہ	•		
۱۵۴	محمد حسین طالب علم ۔ مدہ	ضلع امرتسر	•		
۱۵۵	میاں محمد امیر ۔ گنڈ	تحصیل خوشاب	•		
۱۵۶	غلام محمد طالب علم	امرتسر	•		
۱۵۷	محمد اسمٰعیل ۔ تہہ غلام نبی	ضلع گورداسپور	•		
۱۵۸	شیخ قطب الدین صاحب کوٹلہ فقیر	ضلع جہلم	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۵۹	میاں غلام حسین نانبائی ڈیرہ حضرت اقدس	قادیان	۸ ر	8 آنے	
۱۶۰	شیخ مولا بخش صاحب تاجر چرم ۔ ڈنگہ	ضلع گجرات	سے ر	-/3 روپے	
۱۶۱	قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ	ضلع گوجرانوالہ	عہ ر	-/1 روپیہ	
۱۶۲	عبداللہ سوداگر برنج	لاہور			
۱۶۳	مولوی حافظ کرم الدین صاحب پوڑان والہ	ضلع گجرات	عہ ر	-/1 روپیہ	

۱۶۴	حافظ احمد الدین خیاط ڈنگہ	ضلع گجرات	۸/	8 آنے	
۱۶۵	عبادت علی شاہ سوداگر ڈوڈہ	ضلع گورداسپورہ	۰		
۱۶۶	محمد خان صاحب نمبردار۔ جسروال	ضلع امرتسر	سے/	-/3روپے	
۱۶۷	میاں علم الدین صاحب۔ کالوسائی	ضلع گجرات	۰		
۱۶۸	میاں کرم الدین صاحب	ضلع گجرات	عہ/	-/1روپیہ	
۱۶۹	شیخ احمد الدین صاحب کالوسائی	//	۰		
۱۷۰	میاں احمد الدین صاحب //	//	۰		
۱۷۱	میاں محمد صدیق صاحب پشمینہ باف	سیکھواں	۸/	8 آنے	
۱۷۲	میاں صادق حسین صاحب	ریاست پٹیالہ	عہ/	-/1روپیہ	
۱۷۳	مولوی فقیر جمال الدین صاحب سید والہ	ضلع منٹگمری	۰		
۱۷۴	مولوی عبداللہ صاحب ٹھٹھہ شیر کا	//	۰		
۱۷۵	میاں عبدالعزیز طالب علم	قادیان	۰		
۱۷۶	میاں عبداللہ۔ تہہ غلام نبی	ضلع گورداسپور	۰		
۱۷۷	مہرالدین صاحب خانساماں۔ لالہ موسیٰ	ضلع گجرات	ع	-/2روپے	
۱۷۸	کرم الدین صاحب //	//	ع	-/2روپے	غیر حاضر
۱۷۹	امام الدین صاحب پٹواری۔ نوچب	ضلع گورداسپور	عہ	-/1روپیہ	
۱۸۰	فضل الٰہی صاحب نمبردار۔ چک فیض اللہ	//	عہ	-/1روپیہ	
۱۸۱	غلام نبی صاحب //	//	عہ	-/1روپیہ	
۱۸۲	چراغ الدین معمار۔ موضع منڈی کراں	//	۰		
۱۸۳	قاضی نعمت علی صاحب۔ خطیب بٹالہ	//	عہ	-/1روپیہ	
۱۸۴	احمد علی صاحب نمبردار چک وزیر	//	عہ	-/1روپیہ	
۱۸۵	امام الدین صاحب۔ تہہ غلام نبی	//	۰		
۱۸۶	میاں فقیر دری باف۔ چک فیض اللہ	//	۰		
۱۸۷	میاں امیر دری باف //	//	۰		
۱۸۸	شیخ برکت علی دوکاندار //	//	۰		
۱۸۹	برکت علی صاحب پٹواری //	//	۰		

۱۹۰	میاں امام الدین ،،	ضلع گورداسپور	۰		
۱۹۱	سیّد امیر حسین چک بازید	،،	۰		
۱۹۲	شیخ فیروز الدین صاحب ،،	،،	۰		
۱۹۳	شیخ شیر علی ،،	،،	۰		
۱۹۴	شیخ عطا محمد صاحب ،،	،،	۰		
۱۹۵	سید محمد شفیع صاحب ،،	،،	۰		
۱۹۶	عمر چوکیدار ،،	،،	۰		
۱۹۷	مولوی امیر الدین صاحب ۔ محلّہ خوجہ والہ	گجرات	۰		
۱۹۸	مستری محمد عمر	جموں	۰		
۱۹۹	سید وزیر حسین صاحب ۔ بازید چک	ضلع گورداسپور	۰		
۲۰۰	مہر اللہ شاہ دوڑاں	،،	۰		
۲۰۱	سلطان بخش بدیچہ	،،	۰		
۲۰۲	منشی عبدالعزیز صاحب عرف وزیر خان سب اورسیر	بلب گڈھ	عـــر	-/1 روپیہ	
۲۰۳	نور محمد صاحب ۔ دھونی	ضلع منٹگمری	۰		
۲۰۴	عبدالرشید ۔ سیّد والہ	،،	۰		
۲۰۵	مولوی احمد الدین صاحب امام مسجد ۔ نامدار	ضلع لاہور	۰		
۲۰۶	حافظ معین الدین صاحب	قادیان	۰		
۲۰۷	عبدالمجید صاحب	کپورتھلہ	۰		
۲۰۸	محمد خان صاحب	،،	عہ	-/2 روپے	بباعث مجبوری حاضر نہ ہوئے
۲۰۹	مولوی محمد حسین صاحب ۔ بھاگورائین	،،	عہ	-/2 روپے	
۲۱۰	نظام الدین ،،	،،	۰		
۲۱۱	فیض محمد نجار	سیالکوٹ	۰		
۲۱۲	سیّد گوہر شاہ صاحب پھیروچیچی	ضلع گورداسپور	۰		
۲۱۳	حکیم دین محمد طالب علم	قادیان	۰		
۲۱۴	شیخ فضل الٰہی صاحب چٹھی رسان	،،	۲ر	2 آنے	

۲۱۵	سلطان محمد صاحب ۔ بکرالہ	ضلع جہلم	۰		
۲۱۶	اللہ دیا صاحب کمبو	ضلع امرتسر	۰		
۲۱۷	سید عالم شاہ صاحب موضع سیدملو	ضلع جہلم	۰		
۲۱۸	مستری حسن الدین صاحب	سیالکوٹ	۰		
۲۱۹	میراں بخش صاحب چوڑی گر	بٹالہ	۰		
۲۲۰	مہر سانون صاحب سیکھواں	ضلع گورداسپور	عہ ر	-/1 روپیہ	
۲۲۱	حکیم جمال الدین صاحب تاجر	قادیان	عہ ر	-/1 روپیہ	
۲۲۲	محمد اسمٰعیل صاحب طالب علم	//	۰		
۲۲۳	محمد اسحٰق صاحب //	//	۰		
۲۲۴	عبداللہ خان صاحب ہریانہ	ضلع ہوشیارپور	ع	-/2 روپے	
۲۲۵	کریم بخش مستری بیل چک	ضلع گورداسپور	۰		
۲۲۶	مرزا بوٹا بیگ	قادیان	۰		
۲۲۷	مرزا احمد بیگ	//	۰		
۲۲۸	محمد حیات صاحب	بٹالہ	۰		
۲۲۹	نور محمد ملازم ڈاکٹر فیض قادر صاحب	//	۰		
۲۳۰	شیخ غلام محمد صاحب تاجر	امرتسر	۰		
۲۳۱	برکت علی صاحب نیچہ بند	بٹالہ	۰		
۲۳۲	غلام حسین صاحب ککہ زئی	//	۰		
۲۳۳	رحیم بخش صاحب شانہ گر	جہلم	۰		
۲۳۴	شیخ غلام احمد صاحب امام مسجد بھڑیال	ضلع سیالکوٹ	۰		
۲۳۵	شیخ اسمٰعیل امام مسجد بھڑیال	//	۰		
۲۳۶	شیخ کریم بخش صاحب کاہنے چک	ریاست جموں	۰		
۲۳۷	شیخ چراغ الدین صاحب	//	۰		
۲۳۸	میاں کنو تیلی ۔ تتلا	ضلع گورداسپور	۰		
۲۳۹	شیخ مولا بخش صاحب تاجر بوٹ	سیالکوٹ	عہ ر	-/1 روپیہ	
۲۳۰	مرزا نظام الدین	قادیان	۰		

۲۴۱	سید عبدالعزیز صاحب	انبالہ	.		
۲۴۲	مولوی فضل الدین صاحب۔ کھاریاں	ضلع گجرات	صرر	-/5 روپے	باعث مجبوری حاضر نہ ہوسکے
۲۴۳	مولوی فضل الدین صاحب۔ خوشاب	ضلع شاہپور	عـہ	-/10 روپے	//
۲۴۴	حافظ رحمت اللہ صاحب۔ کرن پور	ضلع ڈیرہ دون	ل	-/2 روپے	//
۲۴۵	نورالدین صاحب نقشہ نویس بارگ ماسٹری	جہلم	ل	-/2 روپے	//
۲۴۶	میاں عبداللہ صاحب پٹواری سنوری	ریاست پٹیالہ	عـر	-/1 روپیہ	//
۲۴۷	میاں عبدالعزیز صاحب محرر دفتر نہر جمن غربی	دہلی	ســے	-/3 روپے	//
۲۴۸	ڈاکٹر بوڑے خاں صاحب اسسٹنٹ سرجن	قصور	عمـہ	-/20 روپے	//
۲۴۹	مولوی محمد حسین مدرسہ اسلامیہ	راولپنڈی	عـر	-/1 روپیہ	//
۲۵۰	مولوی خادم حسین صاحب۔ اسلامیہ سکول	//	عـر	-/1 روپیہ	حاضر نہ ہوسکے
۲۵۱	بابو اللہ دین صاحب فائرس محکمہ روشنی	//	عـر	-/1 روپیہ	//
۲۵۲	سید عنایت علی شاہ صاحب	لدھیانہ	ل ۵ر	2 روپے 5 آنے	//
۲۵۳	منشی غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولس	نارووال	عـہ	-/10 روپے	//
۲۵۴	مولوی علم الدین صاحب	//	ل	-/2 روپے	//
۲۵۵	منشی محرم علی صاحب محرر سارجنٹ پولس	//	ل	-/2 روپے	//
۲۵۶	بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر دینہ	ضلع جہلم	للعـر	-/4 روپے	//
۲۵۷	منشی اللہ دتا صاحب	سیالکوٹ	لعـہ	-/11 روپے	حاضر نہ ہوسکے
۲۵۸	منشی فتح محمد صاحب بزدار پوسٹ ماسٹر لیہ	ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خان	عـر	-/1 روپیہ	//
۲۵۹	شیخ غلام نبی صاحب دوکاندار	راولپنڈی	عـہ	-/10 روپے	//
۲۶۰	منشی مظفر علی صاحب برادر مولوی محمد احسن صاحب امروہی	ڈیرہ دون	عـر	-/1 روپیہ	//
۲۶۱	میاں احمد حسین صاحب ملازم میاں محمد حنیف سوداگر	ڈیرہ دون	عـر	-/1 روپیہ	//
۲۶۲	مولوی محمد یعقوب صاحب	//	عـر	-/1 روپیہ	//

۲۶۳	منشی علی گوہر خاں صاحب برانچ پوسٹ ماسٹر	جالندھر	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۶۴	منشی محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے	انبالہ چھاؤنی	صہ ر	5/- روپے	//
۲۶۵	مولوی غلام مصطفٰے صاحب مالک مطبع شعلہ طور	بٹالہ	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۶۶	بابو محمد افضل صاحب ملازم ریلوے ممباسہ	ملک افریقہ	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۶۷	چودھری محمد سلطان صاحب والد مولوی عبدالکریم صاحب	سیالکوٹ	عے	2/- روپے	//
۲۶۸	سید حامد شاہ صاحب قائم مقام سپرنٹنڈنٹ ڈپٹی کمشنر بہادر	//	عے	2/- روپے	//
۲۶۹	سید حکیم حسام الدین صاحب رئیس	//	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۷۰	فضل الدین صاحب زرگر	//	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۷۱	حکیم احمد الدین صاحب	//	صہ ر	5/- روپے	//
۲۷۲	شیخ نور محمد صاحب کلاہ ساز	//	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۷۳	محمد الدین صاحب پٹواری۔ ترگڑی	ضلع گوجرانوالہ	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۷۴	سید نواب شاہ صاحب مدرس	سیالکوٹ	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۷۵	سید چراغ شاہ صاحب	//	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۷۶	چودھری نبی بخش صاحب سارجنٹ پولس	//	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۷۷	محمد الدین صاحب	//	۴ر	4 آنے	//
۲۷۸	محمد الدین صاحب جلد ساز	//	۸ر	8 آنے	//
۲۷۹	اللہ بخش صاحب	//	۴ر	4 آنے	//
۲۸۰	شادی خاں صاحب سوداگر	سیالکوٹ	عہ ر	1/- روپیہ	حاضر نہ ہو سکے
۲۸۱	چودھری الہ بخش صاحب	//	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۸۲	چودھری فتح دین صاحب	//	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۸۳	اللہ رکھا صاحب شالباف	بٹالہ	عہ ر	1/- روپیہ	
۲۸۴	کرم الٰہی صاحب کانسٹبل	لدھیانہ	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۸۵	پیر بخش صاحب	//	عے	2/- روپے	//
۲۸۶	منشی الہ بخش صاحب	سیالکوٹ	عہ ر	1/- روپیہ	//
۲۲۸۷	کرم الدین صاحب۔ بھپال والہ	//	للعہ	4/- روپے	//

۲۸۸	منشی کرم الٰہی صاحب ریکارڈ کلرک	پٹیالہ	صہ ر	-/5 روپے	//
۲۸۹	مرزا نیاز بیگ صاحب ضلعدار نہر۔ رشیدہ	ضلع ملتان	صہ ر	-/5 روپے	//
۲۹۰	اللہ دتا صاحب شالباف	بٹالہ	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۲۹۱	ڈاکٹر عبد الحکیم خان صاحب	ریاست پٹیالہ	[illegible]	-/2 روپے	//
۲۹۲	عزیز اللہ صاحب سرہندی برانچ پوسٹماسٹر	نادون	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۲۹۳	نواب خان صاحب تحصیلدار	جہلم	[illegible]	-/10 روپے	//
۲۹۴	عبدالصمد صاحب ملازم نواب صاحب خان صاحب موصوف	جہلم	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۲۹۵	مولوی نور محمد صاحب۔ موکل	ضلع لاہور	عہ ر	-/5 روپے	//
۲۹۶	سید مہدی حسن صاحب پنسال نویس چوکی لوہلہ	//	۳ر	-/3 آنے	//
۲۹۷	مولوی شیر محمد صاحب۔ بجن	ضلع ہوشیارپور	۸ر	-/8 آنے	//
۲۹۸	بابو نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر سکول دینانگر	ضلع گورداسپور	[illegible]	-/2 روپے	
۲۹۹	والدہ خیر الدین۔ سیکھواں	//	۴ر	4 آنے	
۳۰۰	رحیم بخش صاحب محرر اصطبل	سنگرور	صہ ر	-/5 روپے	حاضر نہ ہو سکے
۳۰۱	قاری محمد صاحب امام مسجد	جہلم	[illegible]	-/2 روپے	//
۳۰۲	شرف الدین صاحب۔ کوٹلہ فقیر	ضلع جہلم	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۳۰۳	علم الدین صاحب کوٹلہ فقیر	ضلع جہلم	عہ ر	-/1 روپیہ	غیر حاضر
۳۰۴	مولوی محمد یوسف صاحب سنور	پٹیالہ	عہ ۱۳ر	1 روپیہ 13 آنے 1 پیسہ	//
۳۰۵	احمد بخش صاحب //	//	عہ ۱۳ر	1 روپیہ 13 آنے 1 پیسہ	//
۳۰۶	محمد ابراہیم صاحب //	//	عہ ۱۳ر	1 روپیہ 13 آنے 1 پیسہ	//

۳۰۷	امام الدین صاحب //	حلقہ لوو چپ	عہ ر	-/1 روپیہ	غیر حاضر
۳۰۸	غلام نبی عرف نبی بخش۔ فیض اللہ چک	ضلع گورداسپور	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۳۰۹	منشی احمد صاحب محرر بارہ سرکاری	پٹیالہ	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۳۱۰	مولوی محمود حسن خان صاحب مدرس	//	۴ ر	-/4 آنے	//
۳۱۱	شیخ محمد حسین صاحب مرادآبادی	//	عہ ر	-/1 روپیہ	//
۳۱۲	مستری احمد الدین صاحب	بھیرہ	للعہ ر	-/4 روپے	//
۳۱۳	مستری اسلام احمد	//	ع	-/2 روپے	//
۳۱۴	میاں فیاض علی صاحب	کپورتھلہ	ع	-/2 روپے	//
۳۱۵	میاں صاحب دین صاحب کھاریاں	ضلع گجرات	ع	-/2 روپے	//
۳۱۶	میاں عالم دین حجام	بھیرہ	۴ ر	-/4 آنے	//
۳۱۷	بابو کرم الٰہی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پاگل خانہ معرفت شیخ رحمت اللہ صاحب	لاہور	صہ ر	-/5 روپے	//
۳۱۸	بابو غلام محمد صاحب	لدھیانہ	للعہ ر	-/4 روپے	//

بقیّہ اسماء حاضرینِ جلسہ جوبلی

عبدالرحمٰن نومسلم جالندھری۔ سید ارشاد علی صاحبزادہ سید خصیلت علی شاہ صاحب ڈنگہ۔ اللہ دتا ولد نور محمد کمبوہ۔ عبداللہ ولد خلیفہ رجب دین لاہور، غلام محمد طالب علم ڈیرہ بابا نانک۔ روشن الدین بھیرہ، اللہ ودھایا صاحب پنڈی بھٹیاں۔ شیخ احمد علی چک بازید۔ نور محمد ڈھونی۔ عبدالرشید سیّدوالہ۔ غلام قادر قادیان۔ شیخ امیر تہہ غلام نبی۔ غلام غوث قادیان۔ گلاب ولد محکم احمد آباد ضلع گورداسپور۔ شاہ نواز ڈنگہ۔ عیدا ولد شادی قادیان۔ دین محمد قادیان۔ صدر الدین قادیان۔ بڈھا قادیان۔ حسینا قادیان۔ امام الدین قادیان۔ خواجہ نور محمد قادیان۔ حامد علی ارائیں قادیان۔ میراں بخش قادیان۔ لسّو قادیان۔ فقیر محمد فیض اللہ چک۔ شیخ محمد قادیان۔ خواجہ کیسون قادیان۔ شرف دین قادیان۔ فتح دین کہار ڈلہ۔ عبداللہ قادیان۔ لبھو قادیان۔ لبھا ڈوگر کھارا۔ نتھو قادیان۔ بوٹا قادیان۔

نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ کے خط کی نقل

بِسْمِ اللّٰہ الرّحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

طبیب رُوحانی مسیح الزمان مکرم معظم سلمکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔ حسب الحکم حضور کل حال متعلق جوبلی عرض کرتا ہوں:۔

۲۱ر و ۲۲ر جون یعنی دو دن جشن جوبلی کے لئے مقرر ہوئے تھے چونکہ گورنمنٹ کا حکم تھا کہ کل رسوم متعلق جوبلی ۲۲ر جون ۱۸۹۷ء کو پوری کی جائیں اس لئے سب کچھ ۲۲ر کو کیا جانا قرار پایا۔

ریاست مالیر کوٹلہ میں جیسے رئیس اعظم وفادار رہے ہیں ویسے ہی خوانین بھی وفادار اور عقیدت مند گورنمنٹ کے رہے ہیں اور بہت مواقع میں اس کا ثبوت دیا ہے۔ بلکہ بعض جگہ خود لڑائی میں شریک ہوکر گورنمنٹ کی اعانت کی ہے۔ اب چونکہ لڑائی کا موقع تو جاتا رہا ہے۔ اب بموجب حالت زمانہ ہم لوگ ہر طرح خدمت کے لئے حاضر ہیں۔ اور ہم ایسا کیوں نہ کریں جبکہ اس گورنمنٹ کا ہم پر خاص احسان ہے۔ وہ یہ کہ سکھوں کے عروج کے زمانہ میں سکھوں نے اس ریاست کو بہت دق کیا تھا اور اگر وقت پر جنرل اختر لونی صاحب ابر رحمت کی طرح تشریف نہ لے آتے تو یہ ریاست کبھی کی اس خاندان سے نکل کر سکھوں کے ہاتھ میں ہوتی۔ پس ہمارا خاندان تو ہر طرح گورنمنٹ کا مرہون منّت ہے۔ اور اب یہ سلسلہ بہ سبب حضور اور زیادہ مستحکم ہوگیا۔ اور جو احسانات گورنمنٹ کے ہماری جماعت پر ہیں وہ قند مکرر کا لطف دینے لگے تو مجھ کو ضروری ہوا کہ اپنے ہمسروں سے بڑھ کر کچھ کیا جائے۔

اوّل۔ چراغانہ قریب کی مسجد پر اور اپنے رہائشی مکان پر بہت زور سے کیا گیا۔ بلکہ ایک

مکان بیرون شہر جو ایک گاؤں سروانی کوٹ نام میں میرا ہے اُس پر بھی کیا گیا کل مکانوں پر اول سفیدی کی گئی۔ اور مختلف طرز پر چراغ نصب کئے لئے اور ایک دیوار پر چراغوں میں یہ عبارت لکھی گئی۔

God save our Empress

یعنی خدا تعالیٰ ہماری قیصرہ کو سلامت رکھے۔ قریباً تمام شہر سے بڑھ کر ہمارے ہاں روشنی کا اہتمام تھا۔ مگر عین وقت پر ہوا کے ہونے سے ۲۲ کو وہ روشنی نہ ہو سکی۔ اس لئے تمام شہر میں ۲۳ کو روشنی ہوئی مگر اُس روز بھی ہوا کے سبب اونچی جگہ روشنی نہ ہو سکی۔

دوم۔ تین ٹرائفل آرچ۔ ایک بر سر کوچہ اور دو اپنے مکان کے سامنے بنائے گئے اور ان پر مندرجہ ذیل عبارات سنہری لکھ کر لگائی گئیں اور اوّل بر سر کوچہ ''جشن ڈائمنڈ جوبلی مبارک باد''۔ دوم اپنے رہائشی مکان کے دروازہ پر انگریزی میں WelCome یعنی خوش آمدید لکھا تھا۔ سوم دروازہ کے مقابل تیسری محراب پر لکھا تھا۔ ''قیصرہ ہند کی عمر دراز۔ اور سروانی کوٹ میں بھی ایک ٹرائفل آرچ بنائی گئی تھی۔

سوم۔ ۲۲ جون کو شام کے چھ بجے اپنی جماعت کے اصحاب کو جمع کر کے خداوند تعالیٰ سے حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے بقائے دولت اور درازی عمر اور یہ کہ جس طرح حضور ممدوحہ نے ہم پر احسان کیا ہے خداوند تعالیٰ بھی حضور ممدوحہ پر احسان کرے اور الذین اٰمنوا میں داخل کرے یعنی اسلام کے آفتاب سے وہ بھی فیضیاب ہوں دُعا کی گئی۔

چہارم۔ میں نے ایک نوٹس اپنی جماعت کے لوگوں کو دے دیا تھا کہ سب صاحب جو کم سے کم مقدرت رکھتے ہوں وہ بھی سو چراغ سے کم نہ جلائیں اور جن کے پاس اتنا خرچ کرنے کو نہ ہو وہ مجھ سے لے لیں۔ چنانچہ پانچ اصحاب کو میں نے خرچ چراغانہ دیا اور باقیوں نے خود چراغانہ کیا۔

پنجم۔ میرے متعلق جو سروانی کوٹ میں معافیدار تھے اُن کو بھی میں نے حکم دیا کہ چراغانہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے بھی کیا اور یہ ایسا امر ہے کہ ریاست کے اور دیہات میں

غالباً ایسا نہیں ہوا۔

ششم ۔۲۳رجون کو اس خوشی میں آتشبازی چھوڑی گئی ۔

ہفتم ۔۲۲رجون کی شام کو معزز احباب کی دعوت کی گئی ۔

ہشتم ۔۲۳رکو مساکین کو غلّہ اور نقد خیرات کیا گیا۔

نہم ۔ایک یادگار کے قائم کرنے کی بھی تجویز ہے۔ جب اس کی بابت فیصلہ ہوگا وہ عرض کروں گا۔

راقم محمد علی خان　　　مالیرکوٹلہ ۲۵رجون ۱۸۹۷ء

نوٹ ۔ہم نے اپنی طرف سے سب احباب کے نام کوشش سے درج کرا دیئے ہیں ۔اب اگر ایک دو نام رہ گئے ہوں تو سہو بشریت ہے ۔ (من المشتہر)

(۱۶۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ

کیا وہ جو خُدا کی طرف سے ہے لوگوں کی بدگوئی اور سخت عداوت سے ضائع ہو سکتا ہے؟

تا دل مرد خُدا نامد بدرد
ہیچ قومے را خُدا رُسوا نکرد

٭ ٭ ٭

یہ کچھ قضا و قدر کی بات ہے کہ بد اندیش لوگوں کو اپنے پوشیدہ کینوں کو ظاہر کرنے کے لیے کوئی نہ کوئی بہانہ ہاتھ آجاتا ہے۔ چنانچہ آجکل ہمارے مخالفوں کو گالیاں دینے کے لیے یہ نیا بہانہ ہاتھ آگیا ہے کہ انہوں نے ہمارے ایک اشتہار کے اُلٹے معنے کرکے یہ مشہور کر دیا ہے کہ گویا ہم سلطان روم اور اس کی سلطنت اور دولت کے سخت مخالف ہیں۔ اور اُس کا زوال چاہتے ہیں اور انگریزوں کی حد سے زیادہ خوشامد کرتے ہیں۔ اور انگریزی سلطنت کی دولت اور اقبال کے لیے دُعائیں کر رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر حصّوں میں بعض پُر افترا اشتہاروں اور اخباروں کے ذریعہ سے یہ خیال بہت پھیلایا گیا ہے اور عوام کو دھوکہ دینے کے لیے ہمارے اشتہار کی بعض عبارتیں محرّف اور مبدّل کرکے لکھی گئی ہیں۔ اور اس طرح پر بے وقوفوں کے دلوں کو جوش دلانے اور اُبھارنے کے لیے کارروائی کی گئی ہے اور ہم اگرچہ جعل سازوں اور دروغگوؤں کا مُنہ تو بند نہیں کر سکتے اور نہ اُن کی بدزبانی اور گالیوں اور ڈوموں کی طرح تمسخر اور ٹھٹھے کا مقابلہ کر سکتے ہیں تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی ظالمانہ بدزبانی کو خدا تعالےٰ کی غیرت کے حوالہ کرکے اُن کے اصل مدّعا کو جو دھوکہ دہی ہے نادانوں پر اثر ڈالنے سے روکا جائے۔ پس اسی غرض سے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے۔

ہر ایک مسلمان عقلمند بھلا مانس نیک فطرت جو اپنی شرافت سے سچی بات کو قبول کرنے کے لیے طیار ہوتا ہے اس بات کو متوجہ ہو کر سُنے کہ ہم کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کلمہ گو سے بھی کینہ نہیں رکھتے چہ جائیکہ

ایسے شخص سے کینہ ہو جس کی ظلِ حمایت میں کروڑہا اہلِ قبلہ زندگی بسر کرتے ہیں اور جس کی حفاظت کے نیچے خدا تعالیٰ نے اپنے مقدس مکانوں کو سپرد کر رکھا ہے۔ سُلطان کی شخصی حالت اور اس کی ذاتیات کے متعلق نہ ہم نے کبھی کوئی بحث کی اور نہ اب ہے بلکہ اللہ جلّ شانہٗ جانتا ہے کہ ہمیں اس موجود سلطان کے بارے میں اُس کے باپ دادے کی نسبت زیادہ حُسنِ ظن ہے۔ ہاں ہم نے گذشتہ اشتہارات میں ٹُرکی گورنمنٹ پر بلحاظ اُس کے بعض عظیم الدخل اور خراب اندرون ارکان اور عمائد اور وزراء کے نہ بلحاظ سُلطان کی ذاتیات کے ضرور اس خدا داد نُور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود اُن کے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر ایک عجیب رقت اور درد طاری ہوتی ہے۔ سو ہماری وہ تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ اس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمت الٰہی نے ہمیں بخشا ہے۔ اگر ہمارے تنگ ظرف مخالف بدظنی پر سرنگوں نہ ہوتے تو سُلطان کی حقیقی خیر خواہی اس میں نہ تھی کہ وہ چوہڑوں اور چماروں کی طرح گالیوں پر کمر باندھتے بلکہ چاہیئے تھا کہ آیت وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ[1] پر عمل کرکے اور نیز آیت اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ[2] کو یاد کرکے سُلطان کی خیر خواہی اس میں دیکھتے کہ اس کے لیے صدق دل سے دُعا کرتے۔ میرے اشتہار کا بجز اس کے کیا مطلب تھا کہ رُومی لوگ تقویٰ اور طہارت اختیار کریں کیونکہ آسمانی قضا و قدر اور عذاب سماوی کے روکنے کے لیے تقویٰ اور توبہ اور اعمال صالحہ جیسی اور کوئی چیز قوی تر نہیں۔ مگر سُلطان کے نادان خیر خواہوں نے بجائے اس کے مجھے گالیاں دینی شروع کردیں اور بعضوں نے کہا۔ کہ کیا سارے گناہ سُلطان پر ٹوٹ پڑے اور یورپ مقدس اور پاک ہے جس کے عذاب کے لیے کوئی پیشگوئی نہیں کی جاتی۔ مگر وہ نادان نہیں سمجھتے کہ سنّت اللہ اسی طرح پر جاری ہے کہ کُفّار کے فسق و فجور اور بُت پرستی اور انسان پرستی کی سزا دینے کے لیے خدا تعالیٰ نے ایک دوسرا عالم رکھا ہوا ہے جو مرنے کے بعد پیش آئے گا اور ایسی قوموں کو جو خدا پر ایمان نہیں رکھتیں اسی دُنیا میں موردِ عذاب کرنا خدا تعالیٰ کی عادت نہیں ہے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ لوگ اپنے گناہ میں حد سے زیادہ تجاوز کریں اور خدا کی نظر میں سخت ظالم اور موذی اور مفسد ٹھیر جائیں جیسا کہ قوم نوح اور قوم لُوط اور قوم فرعون وغیرہ مفسد قومیں متواتر بے باکیاں کرکے مستوجب سزا ہوگئی تھیں۔ لیکن خدا تعالیٰ مسلمانوں کی بیباکی کی سزا کو دوسرے جہان پر نہیں چھوڑتا بلکہ مسلمانوں کو ادنیٰ ادنیٰ قصور کے وقت اسی دُنیا میں تنبیہ کی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ کے آگے اُن بچوں کی طرح ہیں جن کی والدہ ہر دم جھڑکیاں دے کر اُنہیں ادب سکھاتی ہے اور

---

[1] بنی اسرائیل: ۳۷ [2] الحجرات: ۱۳

خداتعالیٰ اپنی محبت سے چاہتا ہے کہ وہ اس ناپائیدار دُنیا سے پاک ہوکر جائیں۔ یہی باتیں تھیں کہ مَیں نے نیک نیتی سے سفیر رُوم پر ظاہر کی تھیں۔ مگر افسوس کہ بیوقوف مسلمانوں نے اُن باتوں کو اَور طرف کھینچ لیا۔ ان نادانوں کی ایسی مثال ہے کہ جیسے ایک حاذق ڈاکٹر کہ جو تشخیص امراض اور قواعد حفظ ماتقدم کو بخوبی جانتا ہے وہ کسی شخص کی نسبت کمال نیک نیتی سے یہ رائے ظاہر کرے کہ اس کے پیٹ میں ایک قسم کی رسولی نے بڑھنا شروع کردیا ہے اور اگرابھی وہ رسولی کاٹی نہ جائے تو ایک عرصہ کے بعد اس شخص کی زندگی اُس کے لیے وبال ہوجائے گی۔ تب اس بیمار کے وارث اس بات کو سُن کر اس ڈاکٹر پر سخت ناراض ہوں اور اُس ڈاکٹر کے قتل کردینے کے درپے ہوجائیں مگر رسولی کا کچھ بھی فکر نہ کریں۔ یہانتک کہ وہ رسولی بڑھے اور پھولے اور تمام پیٹ میں پھیل جاتے اور اُس بیچارے بیمار کی زندگی کا خاتمہ ہوجائے سو یہی مثال ان لوگوں کی ہے جو اپنی دانست میں سُلطان کے خیرخواہ کہلاتے ہیں۔

پھر یہ بھی سوچو کہ جس حالت میں مَیں وہ شخص ہوں جو اس مسیح موعود ہونے کا دعویٰ رکھتا ہوں جس کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا ہے کہ ’’وہ تمہارا امام اور خلیفہ ہے اور اس پر خدا اور اس کے نبی کا سلام ہے اور اس کا دشمن لعنتی اور اُس کا دوست خُدا کا دوست ہے اور وہ تمام دُنیا کے لیے حَکَمْ ہوکر آئے گا اور اپنے تمام قول اور فعل میں عادل ہوگا۔‘‘ تو کیا یہ تقویٰ کا طریق تھا کہ میرے دعویٰ کو سُن کر اور میرے نشانوں کو دیکھ کر اور میرے ثبوتوں کا مشاہدہ کرکے مجھے یہ صلہ دیتے کہ گندی گالیاں اور ٹھٹھے اور ہنسی سے پیش آتے ؟ کیا نشان ظاہر نہیں ہوئے ؟ کیا آسمانی تائیدیں ظہور میں نہیں آئیں؟ کیا اُن سب وقتوں اور موسموں کا پتہ نہیں لگ گیا جو احادیث اور آثار میں بیان کی گئی تھیں ؟ تو پھر اس قدر کیوں بیباکی دکھلائی گئی ؟ ہاں اگر میرے دعویٰ میں اب بھی شک تھا یا میرے دلائل اور نشانوں میں کچھ شُبہ تھا تو غربت اور نیک نیتی اور خداترسی سے اُس شُبہ کو دُور کرایا ہوتا۔ مگر انھوں نے بجائے تحقیق اور تفتیش کے اس قدر گالیاں اور لعنتیں بھیجیں کہ شیعوں کو بھی پیچھے ڈال دیا۔ کیا یہ ممکن نہ تھا کہ جو کچھ مَیں نے رُومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور تُرکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں۔

پھر ماسوا اس کے میرے مخالف اپنے دلوں میں آپ ہی سوچیں کہ اگر مَیں درحقیقت وہی مسیح موعود ہوں جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک بازو قرار دیا ہے اور جس کو سلام بھیجا ہے اور جس کا نام حَکَمْ اور عدل اور امام اور خلیفۃ اللہ رکھا ہے تو کیا ایسے شخص پر ایک معمولی بادشاہ کے لیے لعنتیں بھیجنا

اس کو گالیاں دینا جائز تھا؟ ذرہ اپنے جوش کو تھام کے سوچیں نہ میرے لیے بلکہ اللہ اور رسول کے لیے کہ کیا ایسے مدعی کے ساتھ ایسا کرنا روا تھا؟ مَیں زیادہ کہنا نہیں چاہتا۔کیونکہ میرا مقدمہ تم سب کے ساتھ آسمان پر ہے۔ اگر مَیں وہی ہوں جس کا وعدہ نبیؐ کے پاک لبوں نے کیا تھا تو تم نے نہ میرا بلکہ خدا کا گناہ کیا ہے۔ اور اگر پہلے سے آثار صحیحہ میں یہ وارد نہ ہوتا کہ اُس کو دُکھ دیا جائے گا اور اُس پر لعنتیں بھیجی جائیں گی تو تم لوگوں کی مُجال نہ تھی جو تم مجھے وہ دُکھ دیتے جو تم نے دیا۔ پر ضرور تھا کہ وہ سب نوشتے پورے ہوں جو خدا کی طرف سے لکھے گئے تھے اور اب تک تمہیں ملزم کرنے کے لیے تمہاری کتابوں میں موجود ہیں جن کو تم زبان سے پڑھتے اور پھر تکفیر اور لعنت کرکے مہر لگا دیتے ہو کہ وہ بد علماء اور اُن کے دوست جو مہدی کی تکفیر کریں گے اور مسیح سے مقابلہ سے پیش آئیں گے وہ تم ہی ہو۔

مَیں نے بار بار کہا کہ آؤ اپنے شکوک مٹالو پر کوئی نہیں آیا۔ مَیں نے فیصلہ کے لیے ہر ایک کو بُلایا پر کسی نے اس طرف رُخ نہیں کیا۔ مَیں نے کہا کہ تم استخارہ کرو اور رو رو کر خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم پر حقیقت کھولے پر تم نے کچھ نہ کیا اور تکذیب سے بھی باز نہ آئے۔ خدا نے میری نسبت سچ کہا کہ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ایک شخص درحقیقت سچا ہو اور ضائع کیا جائے؟ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایک شخص خدا کی طرف سے ہو اور برباد ہو جائے؟ پس اے لوگو تم خدا سے مت لڑو۔ یہ وہ کام ہے جو خدا تمہارے لیے اور تمہارے ایمان کے لیے کرنا چاہتا ہے اس کے مزاحم مت ہو۔ اگر تم بجلی کے سامنے کھڑے ہوسکتے ہو مگر خدا کے سامنے تمہیں ہرگز طاقت نہیں۔ اگر یہ کاروبار انسان کی طرف سے ہوتا تو تمہارے حملوں کی کچھ بھی حاجت نہ تھی۔ خدا اُس کے نیست و نابود کرنے کے لیے خود کافی تھا۔ افسوس کہ آسمان گواہی دے رہا ہے اور تم نہیں سُنتے اور زمین "ضرورت ضرورت" بیان کر رہی ہے اور تم نہیں دیکھتے! اے بدبخت قوم اُٹھ اور دیکھ کہ اس مصیبت کے وقت میں جو اسلام پیروں کے نیچے کچلا گیا اور مجرموں کی طرح بے عزّت کیا گیا۔ وہ جھوٹوں میں شمار کیا گیا وہ ناپاکوں میں لکھا گیا تو کیا خدا کی غیرت ایسے وقت میں جوش نہ مارتی۔ اَب سمجھ کہ آسمان جھکتا چلا آتا ہے اور وہ دن نزدیک ہیں کہ ہر ایک کان کو "اَنَا الْمَوْجُوْد" کی آواز آئے۔

ہم نے کفّار سے بہت کچھ دیکھا۔ اب خدا بھی کچھ دکھلانا چاہتا ہے۔ سو اب تم دیدہ و دانستہ

اپنے تئیں مورد غضب مت بناؤ۔ کیا صدی کا سر تم نے نہیں دیکھا؟ جس پر چودہ برس اور بھی گذر گئے۔ کیا خسوف کسوف رمضان میں تمہاری آنکھوں کے سامنے نہیں ہوا؟ کیا ستارہ ذوالسنین کے طلوع کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی؟ کیا تمہیں اس ہولناک زلزلہ کی کچھ خبر نہیں جو مسیح کی پیشگوئی کے مطابق ان ہی دنوں میں وقوع میں آیا اور بہت سی بستیوں کو برباد کر گیا۔ اور خبر دی گئی تھی کہ اسی کے متصل مسیح بھی آئے گا؟ کیا تم نے آتھم کی نسبت وہ نشان نہیں دیکھا جو ہمارے سید و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق ظہور میں آیا جس کی خبر سترہ برس پہلے کتاب براہین احمدیہ میں دی گئی تھی؟ کیا لیکھرام کی نسبت پیشگوئی اب تک تم نے نہیں سُنی؟ کیا کبھی اس سے پہلے کسی نے دیکھا تھا کہ پہلوانوں کی کشتی کی طرح مقابلہ ہو کر اور لاکھوں انسانوں میں شہرت پا کر اور صدہا اشتہارات اور رسائل میں چھپ کر ایسا کھلا کھلا نشان ظاہر ہوا ہو جیسا کہ لیکھرام کی نسبت ظاہر ہوا؟ کیا تمہیں اُس خدا سے کچھ بھی شرم نہیں آتی جس نے تمہاری تیرھویں صدی کے غم اور صدمے دیکھ کر چودھویں صدی کے آتے ہی تمہاری تائید کی؟ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کے وعدے عین وقت میں پُورے ہوتے؟ بتلاؤ کہ ان سب نشانوں کو دیکھ کر پھر تمہیں کیا ہو گیا؟ کس چیز نے تمہارے دلوں پر مُہر لگا دی؟ اے کج دِل قوم خدا تیری ہر ایک تسلّی کر سکتا ہے اگر تیرے دل میں صفائی ہو۔ خدا تجھے کھینچ سکتا ہے اگر تو کھینچے جانے کے لیے طیار ہو۔ دیکھو یہ کیسا وقت ہے کیسی ضرورتیں ہیں جو اسلام کو پیش آگئیں۔ کیا تمہارا دل گواہی نہیں دیتا کہ یہ وقت خدا کے رحم کا وقت ہے؟ آسمان پر بنی آدم کی ہدایت کے لیے ایک جوش ہے اور توحید کا مقدمہ حضرت احدیت کی پیشی میں ہے مگر اس زمانہ کے اندھے اب تک بے خبر ہیں۔ آسمانی سلسلہ کی اُن کی نظر میں کچھ بھی عزت نہیں۔ کاش اُن کی آنکھیں کُھلیں اور دیکھیں کہ کس کس قسم کے نشان اُتر رہے ہیں اور آسمانی تائید ہو رہی ہے اور نورُ پھیلتا جاتا ہے مبارک وہ جو اس کو پاتے ہیں۔

افسوس کہ پرچہ چودھویں صدی ۱۵ر جون ۱۸۹۷ء میں بھی بہت سی جزع فزع کے ساتھ سُلطان روم کا بہانہ رکھ کر نہایت ظالمانہ توہین و تحقیر و استہزاء اس عاجز کی نسبت کیا گیا ہے اور گندے اور ناپاک اور سخت دھوکہ دینے والے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں اور سراسر شرارت آمیز افتراء سے کام لیا گیا ہے۔ مگر کچھ ضرور نہیں کہ مَیں اس کے ردّ میں تضییع اوقات کروں۔ کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے جس کے ہاتھ میں حساب ہے۔ لیکن ایک عجیب بات ہے جس کا اس وقت ذکر کرنا نہایت ضروری ہے اور وہ یہ کہ جب یہ اخبار چودھویں صدی میرے روبرو پڑھا گیا تو میری رُوح نے اس مقام میں بددُعا کے لیے حرکت کی جہاں لکھا ہے کہ "ایک بزرگ نے جب یہ اشتہار (یعنی اس عاجز کا اشتہار) پڑھا تو بیساختہ اُن کے مُنہ سے یہ شعر نکل گیا۔

؎ "چوں خدا خواہد کہ پردہ کس دَرَدْ ؛ میلش اندر طعنہ پاکاں برد"

مَیں نے ہرچند اس روحی حرکت کو روکا اور دبایا اور بار بار کوشش کی کہ یہ بات میری رُوح میں سے نکل جائے مگر وہ نہ نکل سکی تب مَیں نے سمجھا کہ وہ خدا کی طرف سے ہے۔ تب مَیں نے اُس شخص کے بارے میں دُعا کی جس کو بزرگ کے لفظ سے اخبار میں لکھا گیا ہے اور مَیں جانتا ہوں کہ وہ دُعا قبول ہو گئی۔ اور وہ دُعا یہ ہے کہ یا الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ مَیں کذّاب ہوں اور تیری طرف سے نہیں ہوں اور جیسا کہ میری نسبت کہا گیا ہے ملعون اور مردُود ہوں اور کاذب ہوں اور تجھ سے میرا تعلق اور تیرا مجھ سے نہیں تو مَیں تیری جناب میں عاجزانہ عرض کرتا ہوں کہ مجھے ہلاک کر ڈال۔ اور اگر تو جانتا ہے کہ مَیں تیری طرف سے ہوں اور تیرا بھیجا ہوا ہوں اور مسیح موعود ہوں تو اُس شخص کے پردے پھاڑ دے۔ جو بزرگ کے نام سے اس اخبار میں لکھا گیا ہے، لیکن اگر وہ اس عرصہ میں قادیان میں آکر مجمع عام میں توبہ کرے تو اُسے معاف فرما کہ تو رحیم و کریم ہے۔

یہ دُعا ہے کہ مَیں نے اس بزرگ کے حق میں کی مگر مجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ یہ بزرگ کون ہے اور کہاں رہتے ہیں اور کس مذہب اور قوم کے ہیں جنھوں نے مجھے کذّاب ٹھیرا کر میری پردہ دری کی پیشگوئی کی اور نہ مجھے جاننے کی کچھ ضرورت ہے۔ مگر اس شخص کے اس کلمہ سے میرے دل کو دُکھ پہنچا اور ایک جوش پیدا ہوا تب مَیں نے دُعا کر دی اور یکم جولائی ۱۸۹۷ء سے یکم جولائی ۱۸۹۸ء تک اس کا فیصلہ کرنا خدا تعالےٰ سے مانگا۔

اس دُعا میں شاید ایک یہ بھی حکمت ہوگی کہ چونکہ آجکل ایک فرقہ نیچریہ مسلمانوں کی گردشِ ایّام سے اسلام میں پیدا ہو گیا ہے اور یہ لوگ قبولیّت دُعا سے مُنکر اور اس برتر ہستی کی بے انتہا قدرت سے انکاری ہیں جو عجائب کام دکھلاتا اور اپنے بندوں کی دُعائیں قبول کر لیتا ہے۔ گویا نیم دہریہ ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے چاہا کہ ان کو پھر ایک استجابت دُعا کا نمونہ دکھلائے جس کا برکات الدُّعا کے ایک کشف میں وعدہ بھی ہو چکا ہے اور میرے صدق اور کذب کے لیے یہ ایک اَور نشان ہوگا۔ اگر مَیں خدا تعالیٰ کی جناب میں درحقیقت ایسا ہی ذلیل اور دجال اور کذّاب ہوں جو اس بزرگ نے سمجھا ہے تو میری دُعا بے اثر جائے گی اور سال عیسوی کے گذرنے کے بعد میری ذلّت ظاہر ہو گی اور زرد رُو سیاہی ناقابل زوال مجھے اُٹھانی پڑے گی۔ مَیں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ کسی کے اہل اللہ ہونے میں اس کی دُعا کا قبول ہونا شرط ہے۔ ہر ایک ولی مستجاب الدعوات ہوتا ہے اور اس کو وہ حالت میسّر آجاتی ہے جو استجابت دُعا کے لیے ضروری ہے۔ ہاں جب کبھی وہ حالت میسّر نہ ہو تب دُعا کا قبول ہونا ضروری نہیں۔ وہ حالت یہ ہے کہ کسی کی نسبت نیک دُعا یا بد دُعا کے لیے اہل اللہ کا دل چشمہ کی

طرح یک دفعہ پھوٹتا ہے اور فی الفور ایک شعلہ نُور آسمان سے گرتا اور اس سے اتصال پاتا ہے اور ایسے وقت میں جب دُعا کی جاتی ہے تو ضرور قبول ہو جاتی ہے۔ سو یہی وقت مجھے اس بزرگ کے لیے میسّر آیا۔ مَیں ان لوگوں کی روز کی تکذیبوں اور لعنت اور ٹھٹھے اور ہنسی کے دیکھنے سے تھک گیا۔ میری رُوح اب ربّ العرش کی جناب میں رو رو کر فیصلہ چاہتی ہے۔ اگر میں درحقیقت خدا تعالےٰ کی نظر میں مردُود اور مخذول ہوں جیسا کہ ان لوگوں نے سمجھا تو مَیں خود ایسی زندگی نہیں چاہتا جو لعنتی زندگی ہو۔ اگر میرے پر آسمان سے بھی لعنت ہے جیسا کہ زمین سے لعنت ہے تو میری رُوح اُوپر کی لعنت کی برداشت نہیں کر سکتی اگر مَیں سچّا ہوں تو اُس بزرگ کی خدا تعالیٰ سے ایسے طور سے پردہ دری چاہتا ہوں جو بطور نشان ہو اور جس سے سچائی کو مدد ملے ورنہ لعنتی زندگی سے میرا مَرنا بہتر ہے میرے صادق یا کاذب ہونے کا یہ آخری معیار ہے جس کو فیصلہ ناطق کی طرح سمجھنا چاہیئے۔ مَیں خدا سے دونوں ہاتھ اُٹھا کر دُعا کرتا ہوں کہ اگر مَیں اُس کی نظر میں عزیز ہوں تو وہ اُس بزرگ کی ایسے طور سے پردہ دری کرے جو اب تک کسی کے خیال وگمان میں نہ ہو۔ مَیں جانتا ہوں کہ میرا خدا قادر اور ہر ایک قوت کا مالک ہے وہ اُن کے لیے جو اُس کے ہوتے ہیں بڑے بڑے عجائبات دکھلاتا ہے۔

ایڈیٹر چودھویں صدی کی جس قدر شوخی ہے اُس بزرگ کی حمایت سے ہے اور اس کی تمام توہین اور تحقیر کی تحریریں اسی بزرگ کی گردن پر ہیں۔ وہ ہنسی سے لکھتا ہے کہ ”مَیں مخالفت سے نہ کاٹا جاؤں“ خدا سے ہنسی کرنا کسی نیک انسان کا کام نہیں انسان ہر ایک وقت اس کے قبضہ قدرت میں ہے۔

اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی کی نسبت جو میرے پر حملہ کیا گیا ہے۔ یہ حملہ بھی محض شرارت ہے۔ سلطان روم کے حقوق بجائے خود ہیں۔ مگر اس گورنمنٹ کے حقوق بھی ہمارے سر پر ثابت شدہ ہیں اور ناشکر گذاری ایک بے ایمانی کی قسم ہے۔ اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی۔ بلکہ مَیں اپنے اعتقاد اور یقین سے جانتا ہوں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کے فضل سے اس گورنمنٹ کی پناہ ہمارے لیے بالواسطہ خدا تعالیٰ کی پناہ ہے۔ اس سے زیادہ اس گورنمنٹ کی پُرامن سلطنت ہونے کا اور کیا میرے نزدیک ثبوت ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ پاک سلسلہ اسی گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا ہے۔ وہ لوگ میرے نزدیک سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو اُن کی خوشامدیں کرتے ہیں۔ اُن کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر میں آکر کہتے ہیں کہ جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے۔ یاد رکھو، اور خوب یاد رکھو کہ ہماری یہ کارروائی جو اس گورنمنٹ کی نسبت کی جاتی ہے منافقانہ نہیں ہے وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْمُنَافِقِیْنَ بلکہ ہمارا یہی عقیدہ ہے جو ہمارے دل میں ہے۔

اور بزرگ مذکور جس نے ہماری پردہ دری کے لیے پیشگوئی کی اس بات کو یاد رکھے کہ ہماری طرف سے اس میں کچھ زیادت نہیں۔ انہوں نے پیشگوئی کی اور ہم نے بد دُعا کی۔ آیندہ ہمارا اور اُن کا خدا تعالیٰ کی جناب میں فیصلہ ہے۔ اگر اُن کی رائے سچی ہے تو اُن کی پیشگوئی پوری ہو جائے گی اور اگر جنابِ الٰہی میں اس عاجز کی کچھ عزت ہے تو میری دُعا قبول ہو جائے گی۔ تاہم مَیں نے اس دُعا میں یہ شرط رکھ لی ہے کہ اگر بزرگ مذکور قادیان میں آکر اپنی بیباکی سے ایک مجمع میں توبہ کریں تو خدا تعالےٰ یہ حرکت اُن کو معاف کرے ورنہ اب یہ عظیم الشان مقدمہ مجھ میں اور اس بزرگ میں دائر ہو گیا ہے۔ اب حقیقت میں جو رُوسیاہ ہے وہی روسیاہ ہوگا۔ اُس بزرگ کو رُوم کے ایک ظاہری فرماں روا کے لیے جوش آیا اور خدا کے قائم کردہ سلسلہ پر تھوکا اور اس کے مامور کو پلید قرار دیا حالانکہ سُلطان کے بارے میں مَیں نے ایک لفظ بھی منہ سے نہیں نکالا تھا۔ صرف اس کے بعض ارکان کی نسبت بیان کیا تھا اور یا اس کی گورنمنٹ کی نسبت جو مجموعہ ارکان سے مراد ہے ملہمانہ خبر تھی۔ سُلطان کی ذاتیات کا کچھ بھی ذکر نہ تھا، لیکن پھر بھی اس بزرگ نے وہ شعر میری نسبت پڑھا کہ شاید مثنوی کے مرحوم مصنف نے نمرود اور شداد اور ابوجہل اور ابولہب کے حق میں بنایا ہوگا۔ اور اگر مَیں سُلطان کی نسبت کچھ نکتہ چینی بھی کرتا تب بھی میرا حق تھا کیونکہ اسلامی دُنیا کے لیے مجھے خدا نے حَکَمْ کرکے بھیجا ہے جس میں سُلطان بھی داخل ہے اور اگر سُلطان خوش قسمت ہو تو یہ اُس کی سعادت ہے کہ میری نکتہ چینی پر نیک نیتی کے ساتھ توجہ کرے اور اپنے ملک کی اصلاحوں کی طرف جدوجہد کے ساتھ مشغول ہو۔ اور یہ کہنا کہ ایسے ذکر سے کہ زمین کی سلطنتیں میرے نزدیک ایک نجاست کی مانند ہیں اس میں سُلطان کی بہت بے ادبی ہوئی ہے یہ ایک دوسری حماقت ہے۔ بیشک دُنیا خدا کے نزدیک مُردار کی طرح ہے اور خدا کو ڈھونڈنے والے ہرگز دُنیا کو عزت نہیں دیتے۔ یہ ایک لاعلاج بات ہے جو رُوحانی لوگوں کے دلوں میں پیدا کی جاتی ہے کہ وہ سچی بادشاہت آسمان کی بادشاہت سمجھتے ہیں اور کسی دوسرے کے آگے سجدہ نہیں کر سکتے۔ البتہ ہم ہر ایک منعم کا شکر کریں گے۔ ہمدردی کے عوض ہمدردی دکھلائیں گے۔ اپنے محسن کے حق میں دُعا کریں گے۔ عادل بادشاہ کی خدا تعالےٰ سے سلامتی چاہیں گے گو وہ غیر قوم کا ہو مگر کسی سفلی عظمت اور بادشاہت کو اپنے لیے بُت نہیں بنائیں گے۔ ہمارے پیارے رسول سیّد الکائنات صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اِذَا وَقَعَ الْعَبْدُ فِی اُلْھَانِیَّۃِ الرَّبِّ وَمُھَیْمِنِیَّۃِ الصِّدِّیْقِیْنَ وَرَھْبَانِیَّۃِ الْاَبْرَارِ لَمْ یَجِدْ اَحَدًا یَاْخُذُ بِقَلْبِہٖ۔ یعنی جب کسی بندہ کے دل میں خدا کی عظمت اور اُس کی محبت بیٹھ جاتی ہے اور خدا اس پر محیط ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ صدیقوں پر محیط ہوتا ہے اور اپنی رحمت اور خاص عنایت کے اندر اس کو لے لیتا ہے

اور ابرار کی طرح اس کو غیروں کے تعلقات سے چھوڑا دیتا ہے تو ایسا بندہ کسی کو ایسا نہیں پاتا کہ اپنی عظمت یا وجاہت یا خوبی کے ساتھ اس کے دل کو پکڑلے کیونکہ اُس پر ثابت ہوجاتا ہے کہ تمام عظمت اور وجاہت اور خوبی خدا میں ہی ہے۔ پس کسی کی عظمت اور جلال اور قدرت اُس کو تعجب میں نہیں ڈالتی اور نہ اپنی طرف جھکا سکتی ہے۔ سو اس کو دوسروں پر صرف رحم باقی رہ جاتا ہے خواہ بادشاہ ہوں یا شہنشاہ ہوں کیونکہ اس کو ان چیزوں کی طمع باقی نہیں رہتی جو اُن کے ہاتھ میں ہیں۔ جس نے اس حقیقی شہنشاہ کے دربار میں بار پایا جس کے ہاتھ میں ملکوت السمٰوٰت والارض ہے۔ پھر فانی اور جھوٹی بادشاہی کی عظمت اس کے دل میں کیونکر بیٹھ سکے؟ مَیں جو اُس ملیک مقتدر کو پہچانتا ہوں تو اب میری رُوح اُس کو چھوڑ کر کہاں اور کدھر جاتے؟ یہ رُوح تو ہر وقت یہی جوش مار رہی ہے کہ اے شاہ ذوالجلال ابدی سلطنت کے مالک سب ملک اور ملکوت تیرے لیے ہی مسلّم ہے۔ تیرے سوا سب عاجز بندے ہیں۔ بلکہ کچھ بھی نہیں۔

آں کس کہ بتو رسد شہاں را چہ کُند ⁂ با فرّ تو فرّ خسرواں را چہ کُند
چوں بندہ شناختت بداں عزّ و جلال ⁂ بعد از تو جلال دیگراں را چہ کُند
دیوانہ کُنی ہر دو جہانش بخشی ⁂ دیوانہ تو ہر دو جہاں را چہ کُند

الراقم میرزا **غلام احمد** از قادیان ۲۵؍ جون ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان (یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{8}$ کے ۱۲ صفحات پر ہے)

(۱۸۰)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی

پنجاب اور ہندوستان کے مشائخ اور صلحاء اور اہل اللہ باصفا سے حضرت عزّت اللہ جلّشانہٗ کی قسم دے کر ایک

درخواست

اے بزرگانِ دین و عباداللہ الصالحین میں اس وقت اللہ جلّ شانہٗ کی قسم دے کر ایک ایسی درخواست آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جس پر توجہ کرنا آپ صاحبوں پر رفع فتنہ و فساد کے لیے فرض ہے کیونکہ آپ لوگ فراست اور بصیرت رکھتے ہیں اور نہ صرف اٹکل سے بلکہ نوراللہ سے دیکھتے ہیں اور اگرچہ ایسے ضروری امر میں جس میں تمام مسلمانوں کی ہمدردی ہے اور اسلام کے ایک بڑے بھاری تفرقہ کو مٹانا ہے قسم کی کچھ بھی ضرورت نہیں تھی۔ مگر چونکہ بعض صاحب ایسے بھی ہوتے ہیں کہ اپنے بعض مصالح کی وجہ سے خاموش رہنا پسند کرتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ سچی شہادت میں عام لوگوں کی ناراضگی متصوّر ہے اور جھوٹ بولنے میں معصیت ہے اور نہیں سمجھتے کہ اخفاءِ شہادت بھی ایک معصیت ہے۔ ان لوگوں کو توجہ دلانے کے لیے قسم دینے کی ضرورت پڑی۔

اے بزرگانِ دین وہ امر جس کے لیے آپ صاحبوں کو اللہ جلّشانہٗ کی قسم دے کر اس کے کرنے کے لیے آپ کو مجبور کرتا ہوں یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے عین ضلالت اور فتنہ کے وقت میں اس عاجز کو چودھویں صدی کے سر پر اصلاح خلق اللہ کے لیے مجدّد کرکے بھیجا۔ اور چونکہ اس صدی کا بھارا فتنہ جس نے اسلام کو نقصان پہنچایا تھا عیسائی پادریوں کا فتنہ تھا اس لیے خدا تعالیٰ نے اس عاجز کا نام مسیح موعود رکھا۔ اور یہ نام یعنی مسیح موعود وہی نام ہے جس کی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی گئی تھی۔

اور خدا تعالیٰ سے وعدہ مقرر ہو چکا تھا کہ تثلیث کے غلبہ کے زمانہ میں اس نام پر ایک مجدد آئے گا جس کے ہاتھ پر کسرِ صلیب مقدر ہے۔ اس لیے صحیح بخاری میں اس مجدد کی یہی تعریف لکھی ہے کہ وہ اُمت محمدیہ میں سے اُن کا ایک امام ہوگا اور صلیب کو توڑے گا۔ یہ اسی بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ صلیبی مذہب کے غلبہ کے وقت آئے گا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے موافق ایسا ہی کیا اور اس عاجز کو چودہویں صدی کے سر پر بھیجا اور وہ آسمانی حربہ مجھے عطا کیا جس سے مَیں صلیبی مذہب کو توڑ سکوں۔ مگر افسوس کہ اس ملک کے کوتہ اندیش علماء نے مجھے قبول نہیں کیا اور نہایت بیہودہ عذرات پیش کئے جن کو ہر ایک پہلو سے توڑا گیا۔ انہوں نے یہ ایک لغو خیال پیش کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ مع جسم عنصری آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر منارہ دمشق کے پاس آخری زمانہ میں اُتریں گے اور وہی مسیح موعود ہوں گے۔ پس ان کو جواب دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا جسم عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر چلے جانا ہرگز صحیح نہیں ہے۔ ایک حدیث بھی جو صحیح مرفوع متصل ہو ایسی نہیں ملے گی جس سے ان کا زندہ آسمان پر چلے جانا ثابت ہوتا ہو بلکہ قرآن شریف صریح ان کی وفات کا بیان فرماتا ہے اور بڑے بڑے اکابر علماء جیسے ابن حزم اور امام مالک رضی اللہ عنہما ان کی وفات کے قائل ہیں۔ پھر جبکہ نصوص قطعیہ سے ان کا وفات پانا ثابت ہوتا ہے تو پھر یہ اُمید رکھنا کہ وہ کسی وقت دمشق کے شرقی منارہ کے پاس نازل ہوں گے کس قدر غلط خیال ہے بلکہ اس صورت میں دمشقی حدیث کے وہ معنی کرنے چاہئیں جو قرآن اور دوسری حدیثوں سے مخالفت نہ رکھتے ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول اجلال و اکرام جو ایک رُوحانی نزول ہے دمشق کے مشرقی منار تک اپنے انوار دکھلائے گا۔ چونکہ دمشق تثلیث کے خبیث درخت کا اصل منبت ہے اور اسی جگہ سے اس خراب عقیدہ کی پیدائش ہوئی ہے اس لیے اشارہ فرمایا گیا کہ مسیح موعود کا نُور نزول فرما کر اس جگہ تک پھیلے گا جہاں تثلیث کا مسقط الراس ہے۔ مگر افسوس کہ علماء مخالفین نے اس صاف اور صریح مسئلہ کو قبول نہیں کیا۔ پھر یہ بھی نہیں سوچا کہ قرآن شریف اس لیے آیا ہے کہ تا پہلے اختلافات کا فیصلہ کرے۔ اور یہود اور نصاریٰ نے جو حضرت عیسیٰ کے رفع الی السماء میں اختلاف کیا تھا جس کا قرآن نے فیصلہ کرنا تھا وہ رفع جسمانی نہیں تھا بلکہ تمام جھگڑا اور تنازع رُوحانی رفع کے بارے میں تھا۔ یہود کہتے تھے کہ نعوذ باللہ عیسیٰ لعنتی ہے یعنی خدا کی درگاہ سے ردّ کیا گیا اور خدا سے دُور کیا گیا اور رحمت الٰہی سے بے نصیب کیا گیا جس کا رفع الی اللہ ہرگز نہیں ہوا کیونکہ وہ مصلوب ہوا۔ اور مصلوب توریت کے حکم کے رو سے رفع الی اللہ سے بے نصیب ہوتا ہے جسکو دوسرے لفظوں میں لعنتی کہتے ہیں۔ توریت کا یہ منشاء تھا کہ سچا نبی کبھی مصلوب نہیں ہوتا۔ اور جب مصلوب

جھوٹا ٹھیرا تو بلاشبہ وہ لعنتی ہوا جس کا رفع الی اللہ غیر ممکن ہے اور اسلامی عقیدہ کی طرح یہود کا بھی عقیدہ تھا کہ مومن مرنے کے بعد آسمان کی طرف اُٹھایا جاتا ہے اور اس کے لیے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور حضرت عیسیٰ کے کافر ٹھیرانے کے لیے یہود کے ہاتھ میں یہ دلیل تھی کہ وہ سُولی دیا گیا ہے اور جو شخص سُولی دیا جائے اس کا توریت کی رُو سے رفع الی السماء نہیں ہوتا یعنی وہ مرنے کے بعد آسمان کی طرف نہیں اُٹھایا جاتا بلکہ ملعون ہو جاتا ہے لہٰذا اُس کا کافر ہونا لازم آیا اور اس دلیل کے ماننے سے عیسائیوں کو چارہ نہ تھا کیونکہ توریت میں ایسا ہی لکھا ہوا تھا تو انہوں نے اس بات کو ٹالنے کے لیے دو بہانے بناتے ایک یہ کہ اس بات کو مان لیا کہ بیشک یسُوع جس کا دوسرا نام عیسیٰ ہے مصلوب ہو کر لعنتی ہوا۔ مگر وہ لعنت صرف تین دن تک رہی۔ پھر بجائے اس کے رفع الی اللہ اس کو حاصل ہوا اور دوسرا یہ بہانہ بنایا گیا کہ چند ایسے آدمیوں نے جو حواری نہیں تھے گواہی بھی دے دی کہ ہم نے یسُوع کو آسمان پر چڑھتے بھی دیکھا گویا رفع الی اللہ ہو گیا جس سے مومن ہونا ثابت ہوتا ہے۔ مگر یہ گواہی جھُوٹی تھی جو نہایت مشکل کے وقت بنائی گئی۔

بات یہ ہے کہ جب یہود نے حواریوں کو ہر روز دق کرنا شروع کیا کہ بوجہ مصلوبیت یسُوع کا لعنتی ہونا ثابت ہو گیا یعنی رفع الی اللہ نہیں ہوا۔ تو اس اعتراض کے جواب سے عیسائی نہایت تنگ آگئے اور ان کو یہودیوں کے سامنے مُنہ دکھلانے کی جگہ نہ رہی تب بعض مفتری حیلہ سازوں نے یہ گواہی دیدی کہ ہم نے یسُوع کو آسمان پر چڑھتے دیکھا ہے پھر کیونکر اس کا رفع نہیں ہوا" مگر اس گواہی میں گو بالکل جھوٹ سے کام لیا تھا مگر پھر بھی ایسی شہادت کو یہودیوں کے اعتراض سے کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ یہودیوں کا اعتراض رفع رُوحانی کی نسبت تھا جس کی بنیاد توریت پر تھی اور رفع جسمانی کی کوئی بحث نہ تھی اور ماسوا اس کے جسمانی طور پر اگر کوئی بفرض محال پرندوں کی طرح پرواز بھی کرے اور آنکھوں سے غائب ہو جائے تو کیا اس سے ثابت ہو جائے گا کہ وہ درحقیقت کسی آسمان پر جا پہنچا ہے؟

عیسائیوں کی یہ سادہ لوحی تھی جو انہوں نے ایسا منصوبہ بنایا ورنہ اس کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ ساری بحث رُوحانی رفع کے متعلق تھی جس سے لعنت کا مفہوم روکتا تھا افسوس اُن کو یہ خیال نہ آیا کہ توریت میں جو لکھا ہے جو مصلوب کا رفع الی اللہ نہیں ہوتا تو یہ تو سچے نبیوں کی عام علامت رکھی گئی تھی اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صلیبی موت جرائم پیشہ کی موت ہے اور سچے نبیوں کے لیے یہ پیشگوئی تھی کہ وہ جرائم پیشہ کی موت سے نہیں مریں گے۔ اسی لیے حضرت آدم سے لے کر آخر تک کوئی سچا نبی مصلوب نہیں ہوا۔ پس اس امر کو رفع جسمانی سے کیا علاقہ تھا۔ ورنہ لازم آتا ہے کہ ہر ایک سچا نبی معہ جسم عنصری آسمان پر گیا ہو اور جو جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہ گیا ہو وہ جھوٹا ہو۔ غرض تمام جھگڑا رفع رُوحانی

میں تھا جو چھ سو برس تک فیصلہ نہ ہو سکا آخر قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا۔ اسی کی طرف اللہ جلشانہٗ نے اشارہ فرمایا ہے یٰعِیْسٰۤی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ [1]۔ یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات دُوں گا اور اپنی طرف تیرا رفع کروں گا یعنی تو مصلوب نہیں ہوگا۔ اس آیت میں یہود کے اس قول کا رد ہے کہ وہ کہتے تھے کہ عیسیٰ مصلوب ہوگیا اس لیے ملعون ہے اور خدا کی طرف اس کا رفع نہیں ہوا اور عیسائی کہتے تھے کہ تین دن لعنتی رہ کر پھر رفع ہوا۔ اور اس آیت نے یہ فیصلہ کیا کہ بعد وفات بلاتوقف خدا تعالیٰ کی طرف عیسیٰ کا رفع رُوحانی ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے اس جگہ رَافِعُکَ اِلَی السَّمَآءِ نہیں کہا بلکہ رَافِعُکَ اِلَیَّ فرمایا۔ تا رفع جسمانی کا شُبہ نہ گذرے۔ کیونکہ جو خدا کی طرف جاتا ہے وہ رُوح سے جاتا ہے نہ جسم سے۔ اِرْجِعِیْۤ اِلٰی رَبِّکِ [2] اس کی نظیر ہے۔

غرض اس طرح پر یہ جھگڑا فیصلہ پایا مگر ہمارے نادان مخالف جو رفع جسمانی کے قائل ہیں وہ اتنا بھی نہیں سمجھتے کہ جسمانی رفع امر متنازع فیہ نہ تھا۔ اور اگر اس بے تعلق امر کو بفرضِ محال قبول کریں تو پھر یہ سوال ہوگا کہ جو رُوحانی رفع کے متعلق یہود اور نصاریٰ میں جھگڑا تھا اس کا فیصلہ قرآن کی کن آیات میں بیان فرمایا گیا ہے آخر لوٹ کر اسی طرف آنا پڑے گا کہ وہ آیات یہی ہیں۔

یہ تو نقلی طور پر ہمارا الزام مخالفین پر ہے۔ اور ایسا ہی عقلی طور پر بھی وہ ملزم ٹھیرتے ہیں کیونکہ جب سے دُنیا کی بناء ڈالی گئی ہے یہ عادت اللہ نہیں کہ کوئی شخص زندہ اسی جسم عنصری کے ساتھ کئی سو سال آسمان پر بود و باش اختیار کرے اور پھر کسی دوسرے وقت زمین پر اُتر آوے۔ اگر یہ عادت اللہ ہوتی تو دُنیا میں کئی نظیریں اس کی پائی جاتیں۔ یہودیوں کو یہ گمان تھا کہ ایلیاء آسمان پر گیا اور پھر آئے گا مگر خود حضرت مسیح نے اس گمان کو باطل ٹھیرایا اور ایلیاء کے نزول سے مراد یوحنا کو لے لیا جو اسلام میں یحییٰ کے نام سے موسوم ہے۔ حالانکہ ظاہر نص یہی کہتا تھا کہ ایلیاء واپس آئے گا۔ ہر ایک فوق العادت عقیدہ کی نظیر طلب کرنا محققوں کا کام ہے تا کسی گمراہی میں نہ پھنس جائیں۔ کیونکہ جو بات خدا کی طرف سے ہو اُس کے اَور بھی نظائر پائے جاتے ہیں اور یہ بات سچ ہے کہ اس دُنیا میں واقعاتِ صحیحہ کے لیے نظیریں ہوتی ہیں مگر باطل کے لیے کوئی نظیر نہیں ہوتی۔ اسی اُصول محکم سے ہم عیسائیوں کے عقیدہ کو رد کرتے ہیں۔ خدا نے دُنیا میں جو کام کیا وہ اُس کی عادت اور سُنّت قدیم میں ضرور داخل ہونا چاہیئے۔ سو اگر خدا نے دُنیا میں ملعون اور مصلوب ہونے کے لیے اپنا بیٹا بھیجا تو ضرور یہ بھی اس کی عادت ہوگی کہ کبھی بیٹا بھی بھیج دیتا ہے۔ پس ثابت کرنا چاہیئے کہ پہلے اس سے اس کے کتنے بیٹے اس کام کے لیے آئے۔ کیونکہ اگر اب بیٹا بھیجنے کی ضرورت پڑی ہے تو پہلے بھی اس ازلی خالق کو کسی

---

[1] آل عمران: ۵۶ [2] الفجر: ۲۹

نہ کسی زمانہ میں ضرورت پڑی ہوگی۔ غرض خدا تعالیٰ کے سارے کام سُنّت اور عادت کے دائرہ میں گھوم رہے ہیں اور جو امر عادت اللہ سے باہر بیان کیا جائے تو عقل ایسے عقیدہ کو دُور سے دھکے دیتی ہے۔

باقی رہی کشفی اور الہامی گواہی سو کشف اور الہام جو خدا تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے وہ یہی بتلا رہا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام درحقیقت فوت ہوگئے ہیں اور اُن کا دوبارہ دُنیا میں آنا یہی تھا کہ ایک خدا کا بندہ ان کی قوت اور طبع میں ہو کر ظاہر ہوگیا۔ اور میرے بیان کے صدق پر اللہ جلّشانہٗ نے کئی طرح کے نشان ظاہر فرمائے اور چاند سُورج کو میری تصدیق کے لیے خسوف کسوف کی حالت میں رمضان میں جمع کیا اور مخالفوں سے کُشتی کی طرح مقابلہ کرا کے آخر ہر ایک میدان میں اعجازی طور پر مجھے فتح دی اور دوسرے بہت سے نشان دکھلائے جن کی تفصیل رسالہ سراج منیر اور دوسرے رسالوں میں درج ہے۔ لیکن باوجود نصوص قرآنیہ و حدیثیہ وشواہد عقلیہ و آیات سماویہ پھر بھی ظالم طبع مخالف اپنے ظلم سے باز نہ آئے اور طرح طرح کے افتراؤں سے مدد لے کر محض ظلم کی رُو سے تکذیب کر رہے ہیں۔ لہٰذا اب مجھے اتمام حجت کے لیے ایک اور تجویز خیال میں آئی ہے اور امید رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے اور یہ تفرقہ جس نے ہزارہا مسلمانوں میں سخت عداوت اور دشمنی ڈال دی ہے رو باصلاح ہو جائے۔

اور وہ یہ ہے

کہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء اور مردان باصفا کی خدمت میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم دے کر التجا کی جائے کہ وہ میرے بارے میں اور میرے دعویٰ کے بارے میں دُعا اور تضرع اور استخارہ سے جناب الٰہی میں توجہ کریں۔ پھر اگر اُن کے الہامات اور کشوف اور رؤیا صادقہ سے جو حلفاً شائع کریں، کثرت اس طرف نکلے کہ گویا یہ عاجز کذّاب اور مفتری ہے تو بیشک تمام لوگ مجھے مردُود اور مخذول اور ملعون اور مفتری اور کذّاب خیال کریں اور جس قدر چاہیں لعنتیں بھیجیں اُن کو کچھ بھی گناہ نہیں ہوگا اور اس صورت میں ہر ایک ایماندار کو لازم ہوگا کہ مجھ سے پرہیز کرے اور اس تجویز سے بہت آسانی کے ساتھ مجھ پر اور میری جماعت پر وبال آجائے گا لیکن اگر کشوف اور الہامات اور رؤیا صادقہ کی کثرت اس طرف ہو کہ یہ عاجز منجانب اللہ اور اپنے دعویٰ میں سچا ہے تو پھر ہر ایک خدا ترس پر لازم ہوگا کہ میری پیروی کرے اور تکفیر اور تکذیب سے باز آوے۔

ظاہر ہے کہ ہر ایک شخص کو آخر ایک دن مرنا ہے۔ پس اگر حق کے قبول کرنے کے لیے اس دُنیا میں کوئی ذلّت بھی پیش آئے تو وہ آخرت کی ذلّت سے بہتر ہے لہٰذا مَیں تمام مشائخ اور فقراء اور صلحاء پنجاب اور ہندوستان کو اللہ جلّ شانہٗ کی قسم دیتا ہوں جس کے نام پر گردن رکھ دینا سچے

دینداروں کا کام ہے کہ وہ میرے بارے میں جناب الٰہی میں کم سے کم اکیس[۲۱] روز توجہ کریں یعنی اس صورت میں کہ اکیس[۲۱] روز سے پہلے کچھ معلوم نہ ہوسکے اور خدا سے انکشاف اس حقیقت کا چاہیں کہ مَیں کون ہوں؟ آیا کذّاب ہوں یا منجانب اللہ۔ مَیں بار بار بزرگان دین کی خدمت میں اللہ جلّ شانہٗ کی قسم دے کر یہ سوال کرتا ہوں کہ ضرور اکیس[۲۱] روز تک اگر اس سے پہلے معلوم نہ ہوسکے۔ اس تفرقہ کے دُور کرنے کے لیے دُعا اور توجہ کریں۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کی قسم سُن کر پھر التفات نہ کرنا راستبازوں کا کام نہیں[۱] اور مَیں جانتا ہوں کہ اس قسم کو سُن کر ہر ایک پاک دل اور خدا تعالےٰ کی عظمت سے ڈرنے والا ضرور توجہ کرے گا پھر ایسی الہامی شہادتوں کے جمع ہونے کے بعد جس طرف کثرت ہوگی وہ امر منجانب اللہ سمجھا جاوے گا۔

اگر مَیں حقیقت میں کذّاب اور دجّال ہوں تو اس اُمّت پر بڑی مصیبت ہے کہ ایسی ضرورت کے وقت میں اور فتنوں اور بدعات اور مفاسد کے طوفان کے زمانہ میں بجائے ایک مُصلح اور مجدّد کے چودھویں صدی کے سر پر دجّال پیدا ہو۔ یاد رہے کہ ایسا ہر ایک شخص جس کی نسبت ایک جماعت اہلِ بصیرت مسلمانوں کی صلاح اور تقویٰ اور پاک دلی کا ظن رکھتی ہے وہ اس اشتہار میں میرا مخاطب ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ جو صلحاء شہرت کے لحاظ سے کم درجہ پر ہیں مَیں اُن کو کم نہیں دیکھتا ممکن ہے کہ وہ شہرت یافتہ لوگوں سے خدا تعالےٰ کی نظر میں زیادہ اچھے ہوں۔ اسی طرح مَیں صالحہ عفیفہ عورتوں کو بھی مَردوں کی نسبت تحقیر کی نظر سے نہیں دیکھتا۔ ممکن ہے کہ وہ بعض شہرت یافتہ صالح مردوں سے بھی اچھی ہوں لیکن ہر ایک صاحب جو میری نسبت کوئی رؤیا یا کشف یا الہام لکھیں ان پر ضروری طور پر واجب ہوگا کہ وہ حلفاً اپنی دستخطی تحریر سے مجھ کو اطلاع دیں تا ایسی تحریریں ایک جگہ جمع ہوتی جائیں اور پھر حق کے طالبوں کے لیے شائع کی جائیں۔

اس تجویز سے انشاء اللہ بندگان خدا کو بہت فائدہ ہوگا اور مسلمانوں کے دل کثرتِ شواہد سے ایک طرف تسلّی پاکر فتنہ سے نجات پا جائیں گے اور آثار نبویّہ میں بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اوّل مہدی آخرالزمان کی تکفیر کی جائے گی اور لوگ اس سے دشمنی کریں گے اور نہایت درجہ کی بدگوئی سے پیش آئیں گے اور آخر خدا تعالیٰ کے نیک بندوں کو اس کی سچائی کی نسبت بذریعہ رویاء و الہام وغیرہ اطلاع دی جائیگی اور دوسرے آسمانی نشان بھی ظاہر ہونگے تب علماء وقت طوعاً وکرہاً اس

---

[۱] مَیں علاوہ قسم کے مشائخ وقت کی خدمت میں ان کے پیران خاندان کا واسطہ ڈالتا ہوں کہ وہ ضرور میری تصدیق یا تکذیب کے لیے خدا تعالےٰ کی جناب میں توجہ کریں۔ منہ ؂

کو قبول کریں گے۔ سوائے عزیزو اور بزرگو برائے خدا عالم الغیب کی طرف توجہ کرو۔ آپ لوگوں کو اللہ جلشانہٗ کی قسم ہے کہ میرے اس سوال کو مان لو۔ اس قدیر ذوالجلال کی تمہیں سوگند ہے کہ اس عاجز کی یہ درخواست ردّ مت کرو۔

عزیزان مے دہم صد بار سوگند
بروئے حضرت دادار سوگند
کہ درکارم جواب از حق بجوئید
بہ محبوبِ دلِ ابرار سوگند

ہذا ما اَرَدْنا لازالۃ الدُّجیٰ   والسّلام علیٰ من اتبع الھُدیٰ

الملتمس

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

ضلع گورداسپورہ۔ پنجاب۔ ۱۵ جولائی ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان   (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے آٹھ صفحات پر ہے)

(۱۸۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

قَالَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ

تَعَاوَنُوۡا عَلَی الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰی

چونکہ ہماری وہ مسجد جو گھر کے نزدیک ہے جس میں پانچ وقت کی نماز پڑھی جاتی ہے بہت تنگ ہے اور نماز کے وقت اکثر یہ تکلیف رہتی ہے کہ نمازی یا تو دوسری مسجد کی طرف دوڑتے ہیں اور یا اگر کم ہوں تو گھر کی کسی کوٹھڑی میں یا دوسری چھت پر کھڑے ہو کر بہ نہایت دقت نماز ادا کرتے ہیں۔

میرے دل میں مدت کا خیال تھا کہ اگر اس مسجد کی دہنی طرف جو زمین خالی پڑی ہے ایک مکان تیار ہو کر مسجد کے ساتھ ملا دیا جاتے تو کم سے کم چالیس آدمی اس میں نماز کے لیے کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اور اگر اُوپر ایک اَور چھت ہو تو اسی آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں۔ یہ خیال مدت کا تھا مگر بباعث کمزوری اپنی جماعت کے اس کے اظہار میں تامل تھا۔ آج میں نے سوچا کہ ہر ایک کام خدا کرتا ہے نہ کہ انسان کیا تعجب ہے کہ چندہ سے یہ کام نکل سکے اور اس کارِ خیر کی برکت سے خدا ایسے لوگوں کو بھی توفیق دے دے جو بے توفیق ہوں اور ثواب آخرت اور خوشنودی الٰہی کا موجب ہو۔ کیونکہ یہ وہ مسجد ہے جس کی نسبت اس عاجز کو الہام ہوا تھا وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ۔ اور جس کی نسبت الہام ہوا تھا مُبَارِکٌ وَّمُبَارَکٌ وَّکُلُّ اَمۡرٍ مُّبَارَکٍ یُّجۡعَلُ فِیۡہِ ۔ اور جس پر فرشتوں کو تحریر کرتے دیکھا تھا۔ سو توکلاً علی اللہ اس حصہ مسجد کے لیے یہ اشتہار دیتا ہوں۔ اور اُمید رکھتا ہوں کہ ہر ایک دوست اور مخلص اس بیت اللہ کی امداد میں شریک ہو جاتے گو کیسی ہی کم درجہ کی شراکت ہو۔ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو امورِ خیر کی امداد میں دلی زور اور توفیق بخشے۔

بالآخر واضح رہے کہ پانسو ۵۰۰ روپیہ اس عمارت کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔ والسّلام

الراقــــــــــــم

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ۲۹ر جولائی ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان　　　(یہ اشتہار ۲۶ × ۲۰/۴ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۸۲)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔ نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ

ایک ضروری فرض کی تبلیغ

اگرچہ ہم دن رات اسی کام میں لگے ہوئے ہیں کہ لوگ اس سچے معبود پر ایمان لاویں جس پر ایمان لانے سے نُور ملتا اور نجات حاصل ہوتی ہے، لیکن اس مقصد تک پہنچانے کے لیے علاوہ ان طریقوں کے جو استعمال کیے جاتے ہیں ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک مدرسہ قائم ہو کر بچوں کی تعلیم میں ایسی کتابیں ضروری طور پر لازمی ٹھیرائی جائیں جن کے پڑھنے سے اُن کو پتہ لگے کہ اسلام کیا شے ہے اور کیا کیا خوبیاں اپنے اندر رکھتا ہے اور جن لوگوں نے اسلام پر حملے کیے ہیں وہ حملے کیسے خیانت اور جھوٹھ اور بے ایمانی سے بھرے ہوئے ہیں اور یہ کتابیں نہایت سہل اور آسان عبارتوں میں تالیف ہوں۔ اور تین حصوں پر مشتمل ہوں۔ پہلا حصہ ان اعتراضات کے جواب میں ہو جو عیسائیوں اور آریوں نے اپنی نادانی سے قرآن اور اسلام اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کئے ہیں اور دوسرا حصہ اسلام کی خوبیوں اور اس کی کامل تعلیم اور اس کے ثبوت میں ہو۔ اور تیسرا حصہ اُن مذاہب باطلہ کے بُطلان کے بیان میں ہو جو مخالف اسلام ہیں۔ اور اعتراضات کا حصہ صرف سوال اور جواب کے طور پر ہو تا بچے آسانی سے اُس کو سمجھ سکیں اور بعض مقامات میں نظم بھی ہو تا بچے اس کو حفظ کر سکیں۔ ایسی کتابوں کا تالیف کرنا مَیں نے اپنے ذمہ لے لیا ہے اور جو طرز اور طریق تالیف کا میرے ذہن میں ہے اور جو غیر مذاہب کی باطل حقیقت اور اسلام کی خوبی اور فضیلت خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر فرمائی ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اگر ایسی کتابیں جو خدا تعالیٰ کے فضل سے مَیں تالیف کروں گا۔ بچوں کو پڑھائی گئیں تو اسلام کی خوبی آفتاب کی طرح چمک اُٹھے گی اور دوسرے مذاہب کے بطلان کا نقشہ ایسے طور سے دکھایا جائے گا جس سے اُن کا باطل ہونا کُھل جائے گا۔

اے دوستو یقیناً یاد رکھو کہ دُنیا میں سچا مذہب جو ہر ایک غلطی سے پاک اور ہر ایک عیب سے منزہ ہے صرف اسلام ہے یہی مذہب ہے جو انسان کو خدا تک پہنچاتا اور خدا کی عظمت دلوں میں بٹھاتا ہے۔ ایسے مذہب ہرگز خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہیں جن میں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنے جیسے

انسان کو خدا کر کے مان لو یا جن میں یہ تعلیمیں ہیں کہ وہ ذات جو مبداء ہر ایک فیض ہے وہ تمام جہان کا خالق نہیں ہے بلکہ تمام ارواح خود بخود قدیم سے چلے آتے ہیں۔ گویا خدا کی بادشاہت کی تمام بنیاد ایسی چیزوں پر ہے جو اُس کی قدرت سے پیدا نہیں ہوئیں بلکہ قدامت میں اُس کے شریک اور اُس کے برابر ہیں۔ سو جس کو علم اور معرفت عطا کی گئی ہے اس کا **فرض** ہے جو ان تمام اہل مذاہب کو قابل رحم تصوّر کر کے سچائی کے دلائل اُن کے سامنے رکھے اور ضلالت کے گڑھے سے اُن کو نکالے اور خدا سے بھی دُعا کرے کہ یہ لوگ اُن مہلک بیماریوں سے شفا پاویں اس لیے میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم کے ذریعہ سے اسلامی روشنی کو مُلک میں پھیلاؤں اور جس طریق سے میں اس خدمت کو انجام دُوں گا۔ میرے نزدیک دوسروں سے یہ کام ہرگز نہیں ہو سکے گا۔ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس طوفان ضلالت میں اسلامی ذرّیت کو غیر مذاہب کے وساوس سے بچانے کے لیے اس ارادہ میں میری مدد کرے سو میں مناسب دیکھتا ہوں کہ بالفعل قادیان میں ایک **مڈل سکول** قائم کیا جائے اور علاوہ تعلیم انگریزی کے ایک حصہ تعلیم کا وہ کتابیں رکھی جائیں کہ جو میری طرف سے اس غرض سے تالیف ہوں گی کہ مخالفوں کے تمام اعتراضات کا جواب دیکر بچوں کو اسلام کی خوبیاں سکھلائی جائیں اور مخالفوں کے عقیدوں کا لغو اور باطل ہونا سمجھایا جائے۔ اس طریق سے اسلامی ذرّیت نہ صرف مخالفوں کے حملوں سے محفوظ رہے گی بلکہ بہت جلد وہ وقت آئیگا کہ حق کے طالب سچ کی روشنی اسلام میں پاکر باپوں اور بیٹوں اور بھائیوں کو اسلام کے لیے چھوڑ دیں گے۔ مناسب ہے کہ ہر ایک صاحب توفیق اپنے دائمی چندہ سے اطلاع دیوے کہ وہ اس کار خیر کی امداد میں کیا کچھ ماہواری مدد کر سکتا ہے۔ اگر یہ سرمایہ زیادہ ہو جائے تو کیا تعجب ہے کہ یہ سکول انٹرنس تک ہو جائے۔

واضح رہے کہ اوّل بنیاد چندہ کی اخویم مخدومی مولوی حکیم نورالدین صاحب نے ڈالی ہے کیونکہ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ میں اس سکول کے لیے دس روپیہ ماہواری دوں گا۔ اور مرزا خدا بخش صاحب اتالیق نواب محمد علیخانصاحب نے دو روپیہ اور محمد اکبر صاحب نے ایک روپیہ ماہواری اور میر ناصر نواب صاحب نے ایک روپیہ ماہواری اور اللہ داد صاحب کلرک شاہ پور نے ۸ ماہواری چندہ دینا قبول کیا ہے۔

المشتہر

میرزا غلام احمد از قادیان ۱۵ ستمبر ۱۸۹۷ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے ایک صفحہ پر ہے)

نوٹ: ہر ایک صاحب کا اختیار ہوگا کہ اپنے لڑکے قادیان میں تعلیم کے لیے بھیجیں۔ بورڈنگ اور انتظامی امور کی کارروائی فہرست چندہ کے مرتب ہونے کے بعد شروع ہوگی۔

(۱۸۳)

چونکہ پنجاب اور ہندوستان کے اکثر اضلاع میں بہت سے میرے مُرید ہیں اور ہو رہے ہیں اس لیے حکام کی واقفیت کے لیے یہ اشتہار ہر ایک ضلع میں بھیجا جائیگا امید ہے کہ ہمارے معزز حکام اسکو غور سے پڑھینگے

اشتِہَار وَاجبُ الاِظہَار

جو خاص اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ
قیصرہ ہند توجہ سے اس کو ملاحظہ فرماوے اور نیز اپنے
مریدوں کی آگاہی اور ہدایت کیلئے شائع
کیا گیا ہے

میں اپنے دوستوں اور عام لوگوں کو اطلاع دیتا ہوں کہ جو میرے پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ گویا مَیں نے ایک شخص عبدالحمید نام کو ڈاکٹر کلارک کے قتل کرنے کے لیے بھیجا تھا وہ مقدمہ خداتعالےٰ کے فضل و کرم سے بے اصل متصوّر ہو کر ۲۳ ؍اگست ۱۸۹۷ء کو عدالت کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ سے خارج کیا گیا۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس مقدمہ کی اصلیت ظاہر کرنی منظور تھی اس لئے اُس نے ایک ایسے حاکم بیدار مغز اور محنت کش اور منصف مزاج حق پسند خداترس یعنی جناب کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ کے ہاتھ میں یہ مقدمہ دیا۔ جس کا پاک کانشنس اس بات پر مطمئن نہ ہو سکا کہ جو اظہار یعنی پہلا بیان عبدالحمید نے امرتسر کے مجسٹریٹ کے سامنے اور نیز اس عدالت

میں دیا تھا۔ وہ صحیح ہے۔ سو صاحب موصوف نے مزید تفتیش کے لیے جناب کپتان لیمار چند ڈسٹرکٹ سو پرانٹنڈنٹ پولیس کو حکم دیا کہ بطور خود عبدالحمید سے اصلیت مقدمہ دریافت کریں۔ پھر بعد اس کے جس احتیاط اور نیک نیتی اور فراست اور غور اور طریق عدل اور انصاف سے جناب کپتان لیمارچند صاحب نے اس مقدمہ کی تفتیش میں کام لیا۔ وہ بھی بجز خاص منصف مزاج اور نیک نیت اور بیدار مغز حکام کے ہر ایک کا کام نہیں۔ سو ان حکام کا نیک مزاج اور نیک نیت اور انصاف پسند ہونا اور قدیم سے عدالت اور انصاف پسندی کا عادی ہونا اور پوری تحقیق اور تفتیش سے کام لینا یہی وہ اسباب تھے جو خدا نے میری بریت کے لیے پیدا کیے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی نیک نیتی اور انصاف پسندی اور بھی زیادہ کھلتی ہے جبکہ اس بات پر غور کی جائے کہ یہ مقدمہ درحقیقت ایک عیسائی جماعت کی طرف سے تھا اور گو بظاہر ان میں سے ایک ہی شخص پیرو کار تھا مگر مشورہ اور امداد میں کئی دلیسی کرسچنوں کو دخل تھا۔ درحقیقت پبلک کے دلوں میں اس عدالت اور انصاف نے صاحبان موصوف کی بہت ہی خوبی اور عدل قابل تعریف جما دی ہے کہ ایسا مقدمہ جو مذہبی رنگ میں پیش کیا گیا تھا اس میں کچھ بھی اپنی قوم اور مذہب کی رعایت نہیں کی گئی اور نہایت منصفانہ روش سے وہ طریق اختیار کیا گیا جس کو عدالت چاہتی تھی۔ میرے خیال میں یہ ایک ایسا عمدہ نمونہ ہے کہ جو صفحہ تاریخ میں ہمیشہ کے لیے یادگار رہے گا۔

صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی نیک نیتی اور حق پسندی پر ایک اور بھی بڑی بھاری دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ باوجودیکہ انہوں نے عبدالحمید مخبر کا پہلا بیان تمام وکمال قلمبند کر لیا تھا۔ اور اس کی تائید میں پانچ گواہ بھی گذر چکے تھے اور صاحب بہادر ہر طرح پر اختیار رکھتے تھے کہ ان بیانات پر اعتبار کر لیتے مگر محض انصاف اور عدالت کی کشش نے ان کے دل کو پوری تسلی سے روک دیا اور ان کا حق پسند کانشنس بول اٹھا کہ ان بیانات میں سچائی کا نور نہیں ہے۔ لہٰذا انہوں نے کپتان صاحب پولیس کو مزید تحقیقات کے لیے اشارہ فرمایا۔ ایسا ہی جب صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کو پولیس کے افسروں نے خبر دی کہ عبدالحمید مخبر اپنے پہلے بیان پر اصرار کر رہا ہے اس کو رخصت کیا جائے تو صاحب موصوف کے کانشنس نے یہی تقاضا کیا کہ وہ بذات خود بھی اس سے دریافت کریں۔ اگر حکام کی اس درجہ تک نیک نیتی اور توجہ اور محنت کشی نہ ہوتی تو ہرگز ممکن نہ تھا کہ اس مقدمہ کی اصلیت کھلتی۔ ہم تہ دل سے دعا کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ایسے حکام کو جو ہر ایک جگہ انصاف اور عدل کو مدنظر رکھتے ہیں اور پوری تحقیق سے کام لیتے ہیں اور احکام کے صادر کرنے میں جلدی نہیں کرتے ہمیشہ خوش رکھے اور ہر ایک بلا سے ان کو محفوظ رکھکر اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔

یہ بات بھی اس جگہ بیان کر دینے کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے محض ظلم اور جھوٹ کی راہ سے اپنے بیان میں کئی جگہ میرے چال چلن پر نہایت شرمناک حملہ کیا تھا۔ اگر ایسے منصف مزاج مجسٹریٹ کی عدالت میں ان تمام حملوں کے بارے میں میرا جواب لیا جاتا تو ڈاکٹر صاحب کے منصوبوں کی حقیقت کُھل جاتی بمگر چونکہ حاکم انصاف پسند کے دل پر اس مقدمہ کی مصنوعی بنیاد کی تمام حقیقت کُھل گئی تھی جس کی تائید میں یہ تمام الزامات پیش کئے گئے تھے لہٰذا عدالت نے مقدمہ کو طول دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اگرچہ ڈاکٹر صاحب کے اکثر کلمات جو نہایت دِل آزار اور سراسر جھوٹھ اور افترا ء اور کم سے کم ازالہ حیثیت عُرفی کی حد تک پہنچ گئے تھے۔ مجھے یہ حق دیتے تھے کہ ان بے جا اور باطل الزاموں کا عدالت کے ذریعہ سے تدارک کروں۔ مگر مَیں باوجود مظلوم ہونے کے کسی کو آزار دینا نہیں چاہتا اور اُن تمام باتوں کو حوالہ بخدا کرتا ہوں۔

یہ بھی ذکر کے لائق ہے کہ ڈاکٹر کلارک صاحب نے اپنے بیان میں کہیں اشارۃً اور کہیں صراحتاً میری نسبت بیان کیا ہے کہ گویا میرا وجود گورنمنٹ کے لیے خطرناک ہے مگر مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے حُکّام کو اطلاع دیتا ہوں کہ ایسا خیال میری نسبت ایک ظلم عظیم ہے۔ مَیں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد میرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار گورنری میں کُرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دیئے تھے۔ اُن خدمات کی وجہ سے جو چٹھیات خوشنودی حُکّام اُن کو ملی تھیں مجھے افسوس ہے کہ بہت سی اُن میں سے گُم ہوگئیں۔ مگر تین چٹھیات جو مدّت سے چھپ چکی ہیں اُن کی نقلیں حاشیہ میں درج کی گئی ہیں[1]۔ پھر

---

[1] نقل مراسلہ

(ولسن صاحب)

نمبر ۳۵۳

تہور پناہ شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان حفظہٗ

عریضہ شما مشعر بریاد دہانی خدمات وحقوق خود و خاندان خود بملاحظہ حضور ایں جانب درآمد۔ ماخوب می دانیم کہ

Translation of Certificate of J. M. Wilson

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan
Chief of Qadian

I have persued your application reminding me of your and your family's past services and

میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی میرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا۔ اور جب تموں کے گذر پر مفسدوں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا۔ پھر مَیں اپنے والد اور بھائی کی وفات کے بعد ایک گوشہ نشین آدمی تھا۔ تاہم سترہ برس سے سرکار انگریزی کی امداد اور تائید میں اپنی قلم سے کام لیتا ہوں۔ اس سترہ برس کی مدت

بلا شک شما و خاندان شما از ابتدائے دخل و حکومت سرکار انگریزی جان نثار وفاکیش ثابت قدم مانده اید۔ و حقوق شما دراصل قابل قدر اند بہر نہج تسلّی و تشفّی دارید۔ سرکار انگریزی حقوق و خدمات خاندان شمارا ہرگز فراموش نخواہد کرد۔ بموقعہ مناسب بر حقوق و خدمات شما غور و توجہ کرده خواہد شد باید کہ ہمیشہ ہوا خواه و جان نثار سرکار انگریزی بمانند کہ دریں امر خوشنودی سرکار و بہبودی شما متصوّر است۔

فقط

المرقوم ۱۱ر جون ۱۸۴۹ء مقام لاہور انارکلی

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاه مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔

ازانجا کہ ہنگام مفسده ہندوستان

rights I am well aware that since the introduction of the British Govt. you and your family have certainly remained devoted faithful and steady subjects and that your rights are really worthy of regard. In every respect you may rest assured and satisfied that the British Govt. will never forget your family's rights and services which will receive due consideration when a favourable oppurtunity offers itself.

You must continue to be faithful and devoted objects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your wellfare.

11.6.1849 Lahore.

Translation of
Mr. Robert Cast's Certificate

To,

Mirza Ghulam Murtaza Khan,
Chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars and supplying

میں جس قدر مَیں نے کتابیں تالیف کیں اُن سب میں سرکار انگریزی کی اطاعت اور ہمدردی کے لیے لوگوں کو ترغیب دی اور جہاد کی ممانعت کے بارے میں نہایت مؤثر تقریریں لکھیں اور پھر مَیں نے قرینِ مصلحت

موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت وخیر خواہی ومدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب نگہداشت سواران وبہمرسانی اسپان بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی۔ اور شروع مفسدہ سے آجتک آپ بدل ہواخواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا۔ لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ راگست ۱۸۵۸ء پروانہ ھٰذا باظہار خوشنودی سرکار ونیک نامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔
مرقومہ تاریخ ۲۰ رستمبر ۱۸۵۸ء

---

horse to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning upto date and thereby gained the favour of Govt. a *Khalat* worth Rs. 200/- is presented to you in recognition of good services, and as a reward for your loyalty.

Moreover in accordance with the wishes of Chief Commissioner as conveyed in his no. 576 dt. 10th August 58. This parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt. for your fidelity and repute.

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ

آپ کا خط ۲ ر ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس

Translation of Sir Robert Egerton
Financial Commr's;
Murasala dt. 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have persued your letter of the 2nd instant and deeply regret the death of your father Mirza Ghulam Murtza who was a great

سمجھ کر اسی امر ممانعت جہاد کو عام ملکوں میں پھیلانے کیلئے عربی اور فارسی میں کتابیں تالیف کیں جن کی چھپوائی اور اشاعت پر ہزارہا روپے خرچ ہوئے اور وہ تمام کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم اور مصر اور بغداد اور افغانستان میں شائع کی گئیں۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت اُن کا اثر ہوگا۔ کیا اسقدر بڑی کارروائی اور اس قدر دُور دراز مدت تک ایسے انسان سے ممکن ہے جو دل میں بغاوت کا ارادہ رکھتا ہو؟ پھر مَیں پوچھتا ہوں کہ جو کچھ مَیں نے سرکار انگریزی کی امداد اور حفظ امن اور جہادی خیالات کے روکنے کے لیے برابر سترہ سال تک پورے جوش سے پوری استقامت سے کام لیا۔ کیا اس کام کی اور اس خدمت نمایاں کی اور اس مدت دراز کی دوسرے مسلمانوں میں جو میرے مخالف ہیں کوئی نظیر ہے؟ اگر مَیں نے یہ اشاعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیرخواہی سے نہیں کی تو مجھے ایسی کتابیں عرب اور بلاد شام اور روم وغیرہ بلاد اسلامیہ میں شائع کرنے سے کس انعام کی توقع تھی؟ یہ سلسلہ ایک دو دن کا نہیں بلکہ برابر سترہ سال کا ہے۔ اور اپنی کتابوں اور رسالوں کے جن مقامات میں مَیں نے یہ تحریریں لکھی ہیں اُن کتابوں کے نام معہ ان کے نمبر صفحوں☆ کے یہ ہیں جن میں سرکار انگریزی کی خیرخواہی اور اطاعت کا ذکر ہے۔

☆ نمبر صفحات اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

well wisher and faithful Chief of Govt.

In consideration of your family services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration and wellfare of your family when a favourable opportunity occurs.

تھا۔ ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح پر عزت کریں گے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور بحالی کا خیال رہیگا۔

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء

الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر فنانشل کمشنر پنجاب

نمبر	نام کتاب	تاریخ طبع	نمبر صفحہ
۱	براہین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	آریہ دھرم (نوٹس) دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۲ر ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ر ستمبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۴ تک آخر کتاب
۵	درخواست شامل آریہ دھرم ایضاً	۲۲ر ستمبر ۱۸۹۵ء	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸	۲۱ر اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک
۷	آئینہ کمالاتِ اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک
۸	نور الحق حصہ اول (اعلان)	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۵۴ تک
۹	شہادۃ القرآن (گورنمنٹ کی توجہ کے لائق)	۲۲ر ستمبر ۱۸۹۳ء	الف سے ع تک آخر کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سر الخلافہ	۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۳ تک
۱۲	اتمام الحجۃ	۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حمامۃ البشریٰ	۱۳۱۱ھ	۳۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵ مئی ۱۸۹۷ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آتھم	جنوری ۱۸۹۷ء	۲۸۳ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی ۱۸۹۷ء	صفحہ ۷۴
۱۸	تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت	۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء	صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابلِ توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کیلئے	۲۷ر فروری ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یکطرفہ
۲۰	اشتہار دربارہ سفیر سلطان رُوم	۲۴ر مئی ۱۸۹۷ء	۱ سے ۳ تک
۲۱	اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوبلی بمقام قادیان	۲۳ر جون ۱۸۹۷ء	۱ سے ۴ تک
۲۲	اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلہا	۷ر جون ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ	۲۵ر جون ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی	۱۰ر دسمبر ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک

اور حال میں جب حسین کامی سفیر روم قادیان میں میری ملاقات کے لیے آیا اور اُس نے مجھے اپنی گورنمنٹ کے اغراض سے مخالف پاکر ایک سخت مخالفت ظاہر کی وہ تمام حال بھی مَیں نے اپنے اشتہار مورخہ ۲۴ مئی ۱۸۹۷ء میں شائع کردیا ہے وہی اشتہار تھا جسکی وجہ سے بعض مسلمان ایڈیٹروں نے بڑی مخالفت ظاہر کی اور بڑے جوش میں آکر مجھ کو گالیاں دیں کہ یہ شخص سلطنت انگریزی کو سلطان روم پر ترجیح دیتا ہے اور رومی سلطنت کو قصوروار ٹھہراتا ہے اب ظاہر ہے کہ جس شخص پر خود قوم اس کی ایسے ایسے خیالات رکھتی ہے اور نہ صرف اختلاف اعتقاد کی وجہ سے بلکہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے سبب سے بھی ملامتوں کا نشانہ بن رہا ہے۔ کیا اُس کی نسبت یہ ظن ہوسکتا ہے کہ وہ سرکار انگریزی کا بدخواہ ہے ؟

یہ بات ایک ایسی واضح تھی کہ ایک بڑے سے بڑے دشمن کو بھی جو محمد حسین بٹالوی ہے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور میں اسی مقدمہ ڈاکٹر ہنری کلارک میں اپنی شہادت کے وقت میری نسبت بیان کرنا پڑا کہ یہ سرکار انگریزی کا خیر خواہ اور سلطنت روم کے مخالف ہے ۔ اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ مَیں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کئے ہیں صاف ظاہر ہے کہ سرکار انگریزی کا بدل وجان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مُریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے چنانچہ پرچہ شرائط بیعت جو ہمیشہ مُریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے اُس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے ۔ ہاں یہ سچ ہے کہ مَیں نے بعض اشخاص کی موت وغیرہ کی نسبت پیشگوئی کی ہے ، لیکن نہ صرف اپنی طرف سے بلکہ اُس وقت اور اُس حالت میں کہ جبکہ اُن لوگوں نے اپنی رضا و رغبت سے ایسی پیشگوئی کے لیے مجھے تحریری اجازت دی ۔ چنانچہ اُن کے ہاتھ کی تحریریں اب تک میرے پاس موجود ہیں جن میں سے بعض ڈاکٹر کلارک کے مقدمہ میں شامل مسل کی گئی ہیں مگر چونکہ باوجود اجازت دینے کے پھر بھی ڈاکٹر کلارک صاحب نے ان پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور اصل واقعات کو چھپایا اس لیے آئندہ[1] میں پسند نہیں کرتا کہ ایسی درخواستوں پر کوئی انذاری پیشگوئی کی جائے بلکہ آئندہ ہماری طرف سے یہ اُصول رہے گا کہ اگر کوئی ایسی انذاری پیشگوئیوں کے لیے درخواست کرے تو

---

[1] بعض ہمارے مخالف جن کو افترا اور جھوٹ بولنے کی عادت ہے لوگوں کے پاس کہتے ہیں کہ صاحب ڈپٹی کمشنر نے آئندہ پیشگوئیاں کرنے سے منع کردیا ہے ۔ خاص کر ڈرانے والی پیشگوئیوں اور عذابوں کی پیشگوئیوں سے سخت ممانعت کی ہے ۔ سو واضح رہے کہ یہ باتیں سراسر جھوٹی ہیں ہم کو کوئی ممانعت نہیں ہوئی اور عذابی پیشگوئیوں میں جس طریق کو ہم نے اختیار کیا ہے یعنی رضامندی لینے کے بعد پیشگوئی کرنا اس طریق پر عدالت اور قانون کا کوئی اعتراض نہیں ۔ منہ

اس کی طرف ہرگز توجہ نہیں کی جائے گی جب تک وہ ایک تحریری حکم اجازت صاحب مجسٹریٹ ضلع کی طرف سے پیش نہ کرے۔ یہ ایک ایسا طریق ہے جس میں کسی مکر کی گنجائش نہیں رہے گی۔

یہ بات بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مخالفوں کے مقابل پر تحریری مباحثات میں کسی قدر میرے الفاظ میں سختی استعمال میں آئی تھی لیکن وہ ابتدائی طور پر سختی نہیں ہے بلکہ وہ تمام تحریریں نہایت سخت حملوں کے جواب میں لکھی گئی ہیں۔ مخالفوں کے الفاظ ایسے سخت اور دُشنام دہی کے رنگ میں تھے جن کے مقابل پر کسی قدر سختی مصلحت تھی۔ اس کا ثبوت اس مقابلہ سے ہوتا ہے جو میں نے اپنی کتابوں اور مخالفوں کی کتابوں کے سخت الفاظ اکٹھے کر کے کتاب مثل مقدمہ مطبوعہ کے ساتھ شامل کئے ہیں جس کا نام میں نے کتاب البریت رکھا ہے اور باایں ہمہ میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ میرے سخت الفاظ جوابی طور پر ہیں۔ ابتدا سختی کی مخالفوں کی طرف سے ہے۔

اور میں مخالفوں کے سخت الفاظ پر بھی صبر کر سکتا تھا لیکن دو مصلحت کے سبب سے میں نے جواب دینا مناسب سمجھا تھا۔ اوّل یہ کہ تا مخالف لوگ اپنے سخت الفاظ کا سختی میں جواب پاکر اپنی روش بدلالیں اور آئندہ تہذیب سے گفتگو کریں۔ دوم یہ کہ تا مخالفوں کی نہایت ہتک آمیز اور غصہ دلانے والی تحریروں سے عام مسلمان جوش میں نہ آویں اور سخت الفاظ کا جواب بھی کسی قدر سخت پاکر اپنی پُرجوش طبیعتوں کو اس طرح سمجھالیں کہ اگر اس طرف سے سخت الفاظ استعمال ہوئے تو ہماری طرف سے بھی کسی قدر سختی کے ساتھ اُن کو جواب مل گیا اور اس طرح وہ وحشیانہ انتقاموں سے دستکش رہیں۔ میں خوب جانتا ہوں کہ ایسی مذہبی تحریروں سے جیسا کہ لیکھرام اور اندرمن اور دیانند اور پادری عماد الدین کی کتابیں اور پرچہ نور افشاں لودیانہ کے اکثر مضمون ہیں فتنہ اور اشتعال کا سخت احتمال تھا مگر چونکہ ان کتابوں کے مقابل پر کتابیں تالیف ہوئیں اور سخت باتوں کا جواب کسی قدر سخت باتوں کے ساتھ ہو گیا اس لیے مسلمانوں کے عوام کا جوش اندر ہی اندر دب گیا۔

یہ بات بالکل سچ ہے کہ اگر سخت الفاظ کے مقابل پر دوسری قوم کی طرف سے کچھ سخت الفاظ استعمال نہ ہوں تو ممکن ہے کہ اس قوم کے جاہلوں کا غیظ و غضب کوئی اور راہ اختیار کرے۔ مظلوموں کے بخارات نکلنے کے لیے یہ ایک حکمت عملی ہے کہ وہ بھی مباحثات میں سخت حملوں کا سخت جواب دیں۔ لیکن یہ طرز پھر بھی کچھ بہت قابل تعریف نہیں بلکہ اس سے تحریرات کا رُوحانی اثر گھٹ جاتا ہے اور کم سے کم نقصان یہ ہے کہ اس سے مُلک میں بداخلاقی پھیلتی ہے۔ یہ گورنمنٹ کا فرض ہے کہ عام طور پر ایک سخت قانون جاری کر کے ہر ایک مذہبی گروہ کو سخت الفاظ کے استعمال سے ممانعت کر دے تاکہ کسی قوم کے پیشوا اور کتاب کی توہین نہ ہو۔ اور جب تک کسی قوم کی معتبر اور مُسلّم کتابوں سے واقعات صحیحہ معلوم نہ ہوں جن سے اعتراض پیدا

ہوسکتا ہو کوئی اعتراض نہ کیا جائے۔ ایسے قانون سے ملک میں بہت امن پھیل جائیگا۔ اور مفسد طبع فتنہ انگیز لوگوں کے مُنہ بند ہو جائیں گے اور تمام مذہبی بحثیں علمی رنگ میں آجائیں گی۔ اسی غرض سے مَیں نے ایک درخواست گورنمنٹ میں پیش کرنے کے لیے تیار کی ہے۔ اس کے ساتھ کئی ہزار مسلمانوں کے دستخط بھی ہیں مگر چونکہ اب تک کافی دستخط نہیں ہوئے اس لیے ابھی تک توقف ہے۔ مگر درحقیقت یہ ایسا کام ہے کہ ضرور اس طرف گورنمنٹ کی توجہ چاہیئے۔ حفظ امن کے لیے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ ہتک آمیز اور فتنہ انگیز الفاظ سے ہر ایک قوم پرہیز کرے اور کسی مذہب پر وہ الزام نہ لگاتے جس کو اُس مذہب کے حامی قبول نہیں کرتے اور نہ اُن کی مُسلّم اور معتبر کتابوں میں اس کا کوئی اصل صحیح پایا جاتا ہے اور نہ ایسا الزام لگائے جو اُس کی مسلّم کتابوں یا نبیوں پر بھی عائد ہوتا ہے۔ اور جو شخص اس ہدایت کی خلاف ورزی کرے۔ اُس کے لیے کوئی سزا مقرر ہو۔ بے شک بغیر اس تدبیر کے مذہبی فتنوں کا زہریلا بیج بکلّی دُور نہیں ہوسکتا۔

مَیں افسوس سے لکھتا ہوں کہ ڈاکٹر کلارک نے میری بعض مذہبی تحریریں پیش کرکے عدالت میں یہ خلاف واقعہ بیان کیا ہے کہ یہ سخت لفظ خود بخود اُن کی نسبت کہے گئے ہیں۔ مَیں حکّام کو یقین دلاتا ہوں کہ ہرگز یہ میری عادت میں داخل نہیں کہ خود بخود کسی کو آزار دوں اور نہ ایسی عادت کو مَیں پسند کرتا ہوں بلکہ جو کچھ سخت الفاظ میں لکھا گیا وہ سخت الفاظ کا جواب تھا مگر مخالفوں کی سختی سے نہایت کم۔ تاہم یہ طریق بھی میری طبیعت اور عادت سے مخالف ہے اور جیسا کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ پر مجھے یہ ہدایت کی ہے کہ آئندہ اشتعال کو روکنے کے لیے مباحثات میں نرم اور مناسب الفاظ کو استعمال کیا جائے مَیں اسی پر کاربند رہنا چاہتا ہوں اور اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنے تمام مُریدوں کو جو پنجاب اور ہندوستان کے مختلف مقامات میں سکونت رکھتے ہوں نہایت تاکید سے سمجھاتا ہوں کہ وہ بھی اپنے مباحثات میں اس طرز کے کاربند رہیں اور ہر ایک سخت اور فتنہ انگیز لفظ سے پرہیز کریں اور جیسا کہ مَیں نے پہلے اس سے شرائط بیعت کی دفعہ چہارم میں سمجھایا ہے سرکار انگریزی کی سچی خیر خواہی اور بنی نوع کی سچی ہمدردی کریں۔ اور اشتعال دینے والے طریقوں سے اجتناب رکھیں اور پرہیز گار اور صالح اور بے شر انسان بن کر پاک زندگی کا نمونہ دکھلائیں۔ اور اگر کوئی ان میں سے ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو یا بیجا جوش اور وحشیانہ حرکت اور بدزبانی سے کام لے تو اُس کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ ان صورتوں میں ہماری جماعت کے سلسلہ سے **باہر متصوّر ہوگا اور مجھ سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہے گا**۔ دیکھو! آج مَیں کُھلے کُھلے لفظوں سے آپ لوگوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ آپ لوگ ہر ایک مفسدہ اور فتنہ کے طریق سے مجتنب رہیں اور صبر اور برداشت کی عادت کو اَور بھی ترقی دیں اور بدی کی تمام راہوں

سے اپنے تئیں دُور رکھیں اور ایسا نمونہ دکھلائیں جس سے آپ لوگوں کی ہر ایک نیک خلق میں زیادت ثابت ہو۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ آپ لوگ جو اہل علم اور فاضل اور تربیت یافتہ اور نیک مزاج ہیں ایسا ہی کرینگے مگر یاد رہے اور خوب یاد رہے کہ جو شخص ان وصیتوں پر کاربند نہ ہو۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے [1]

ہماری تمام نصیحتوں کا خلاصہ تین امر ہیں۔ اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کے حقوق کو یاد کر کے اس کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہنا۔ اُس کی عظمت کو دل میں بٹھانا۔ اور اس سے سب سے زیادہ محبت رکھنا اور اس سے ڈر کر نفسانی جذبات کو چھوڑنا اور اس کو واحد لاشریک جاننا اور اس کے لیے پاک زندگی رکھنا اور کسی انسان یا دوسری مخلوق کو اُس کا مرتبہ نہ دینا۔ اور درحقیقت اس کو تمام رُوحوں اور جسموں کا پیدا کرنے والا اور مالک یقین کرنا۔ دوم یہ کہ تمام بنی نوع سے ہمدردی کے ساتھ پیش آنا اور حتی المقدور ہر ایک سے بھلائی کرنا اور کم سے کم یہ کہ بھلائی کا ارادہ رکھنا۔ سوم یہ کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ خدا نے ہم کو کر دیا ہے یعنی گورنمنٹ برطانیہ جو ہماری آبرو اور جان اور مال کی محافظ ہے۔ اُس کی سچی خیر خواہی کرنا اور ایسے مخالف امن امور سے دُور رہنا جو اُس کو تشویش میں ڈالیں۔ یہ اصول ثلاثہ ہیں جن کی محافظت ہماری جماعت کو کرنی چاہیئے اور جن میں اعلیٰ سے اعلیٰ نمونے دکھلانے چاہئیں۔

اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لیے بھی بطور **نوٹس** ہے۔ چونکہ ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے اس لیے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کاربند ہوں۔ اور یہی وجہ تھی کہ ہم نے عدالت کے سامنے اس بحث کو طول دینا نہیں چاہا۔ حالانکہ ہمارے تمام سخت الفاظ جوابی تھے اور نیز اُن کے مقابل پر نہایت کم۔ سو ہم نے **جوابی طور کے سخت الفاظ کو بھی چھوڑنا چاہا**۔ کیونکہ ہمارا مدت سے یہ ارادہ تھا کہ تمام قومیں مباحثات میں الفاظ کی سختی کو استعمال نہ کریں۔ اسی ارادہ کی وجہ سے ہم نے اس درخواست پر دستخط مسلمانوں کے کرائے ہیں جس کو عنقریب بحضور جناب نواب گورنر جنرل بہادر بھیجنے کا ارادہ ہے۔ سو مخالفین مذہب کو بذریعہ اس نوٹس کے عام **اطلاع** دی جاتی ہے کہ اس فیصلہ کے بعد وہ بھی مباحثات میں اپنی روشیں بدلالیں۔ اور آئندہ سخت اور جوش پیدا کرنے والے الفاظ اور ہتک آمیز الفاظ اپنے اخباروں اور رسالوں میں ہرگز استعمال نہ کریں۔ اور **اگر اب بھی** اس نوٹس کے شائع ہونے کے بعد انہوں نے اپنے

---

[1] میری جماعت میں بڑے بڑے معزز اہل اسلام داخل ہیں جن میں بعض تحصیلدار اور بعض اکسٹرا اسسٹنٹ اور ڈپٹی کلکٹر اور بعض وکلاء اور بعض تاجر اور بعض رئیس اور جاگیردار اور نواب اور بعض بڑے بڑے فاضل اور ڈاکٹر اور بی اے اور ایم اے اور بعض سجادہ نشین ہیں۔ منہ

سابق طریق کو نہ چھوڑا تو انہیں یاد رہے کہ ہمیں یا ہم میں سے کسی کو حق حاصل ہوگا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کریں۔ حفظ امن کے لیے ہر ایک قوم کا فرض ہے کہ فتنہ انگیز تحریروں سے اپنے تئیں بچاتے۔ پس جو شخص اس نوٹس کے شائع ہونے کے بعد بھی اپنے تئیں سخت الفاظ اور بدزبانی اور توہین سے روک نہ سکے ایسا شخص درحقیقت گورنمنٹ کے مقاصد کا دشمن اور فتنہ پسند آدمی ہے اور عدالت کا فرض ہوگا کہ امن کو قائم رکھنے کے لیے اس کی گوشمالی کرے۔

بحث کرنے والوں کے لیے یہ بہتر طریق ہوگا کہ کسی مذہب پر بیہودہ طور پر اعتراض نہ کریں بلکہ اُن کی مسلّم اور معتبر کتابوں کی رو سے ادب کے ساتھ اپنے شبہات پیش کریں اور ٹھٹھے اور ہنسی اور توہین سے اپنے تئیں بچاویں اور مباحثات میں حکیمانہ طرز اختیار کریں اور ایسے اعتراض بھی نہ کریں جو اُن کی کتابوں میں پاتے جاتے ہیں **مثلاً** اگر ایک مسلمان عیسائی عقیدہ پر اعتراض کرے تو اس کو چاہیئے کہ اعتراض میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شان اور عظمت کا پاس رکھے اور اُن کی وجاہت اور مرتبہ کو نہ بھلاوے ہاں وہ نہایت نرمی اور ادب سے اس طرح اعتراض کرسکتا ہے کہ خدا نے جو بیٹے کو دُنیا میں بھیجا تو کیا یہ کام اُس نے اپنی قدیم عادت کے موافق کیا یا خلاف عادت؟ اگر عادت کے موافق کیا تو پہلے بھی کئی بیٹے اُس کے دُنیا میں آئے ہوں گے اور مصلوب بھی ہوتے ہوں گے یا ایک ہی بیٹا بار بار آیا ہوگا اور اگر یہ کام خلاف عادت ہے تو خدا کی طرف منسوب نہیں ہوسکتا کیونکہ خدا اپنی ازلی ابدی عادتوں کو کبھی نہیں چھوڑتا۔ یا مثلاً یہ اعتراض کرسکتا ہے کہ یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے کہ نعوذ باللہ حضرت عیسٰی علیہ السلام لوگوں کے گناہوں کے سبب سے خدا کی نظر میں لعنتی ٹھہر گئے تھے کیونکہ لعنت کے معنے لغت کی رُو سے یہ ہیں کہ خدا اُس شخص سے جس پر لعنت کی گئی ہے بیزار ہو جائے اور وہ شخص خدا سے بیزار ہو جائے اور دونوں میں باہم دشمنی واقع ہو جائے اور شخص ملعون خدا کے قرب سے دُور جا پڑے اور یہ ذلیل حالت ایسے شخص کی کبھی نہیں ہوسکتی جو درحقیقت خدا کا پیارا ہے۔ اور جبکہ لعنت جائز نہ ہوئی تو کفارہ باطل ہوا۔ غرض ایسے اعتراض جن میں معقول تقریر کے ساتھ کسی فرقہ کے عقائد کی غلطی کا اظہار ہو ہر ایک محقق کا حق ہے جو نرمی اور ادب کے ساتھ پیش کرے اور حتی الوسع یہ کوشش ہو کہ وہ تمام اعتراضات علمی رنگ میں ہوں تا لوگوں کو اُن سے فائدہ پہنچ سکے اور کوئی مفسدہ اور اشتعال پیدا نہ ہو۔

اور یہ خدا تعالےٰ کا شکر کرنے کا مقام ہے کہ ہم لوگ جو مسلمان ہیں ہمارے اُصول میں یہ داخل ہے کہ گذشتہ نبیوں میں سے جن کے فرقے اور قومیں اور اُمتیں بکثرت دُنیا میں پھیل گئی ہیں کسی نبی کی تکذیب نہ کریں کیونکہ ہمارے اسلامی اُصول کے موافق خدا تعالےٰ مفتری کو ہرگز یہ عزت نہیں بخشتا کہ وہ ایک سچے نبی کی طرح مقبول خلائق ہو کر ہزارہا فرقے اور قومیں اُس کو مان لیں اور اُس کا دین زمین پر جم جاوے اور عمر پاتے

لہٰذا ہمارا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ ہم تمام قوموں کے نبیوں کو جنہوں نے خدا کے الہام کا دعویٰ کیا اور مقبول خلائق ہوگئے اور اُن کا دین زمین پر جم گیا خواہ وہ ہندی تھے یا فارسی، چینی تھے یا عبرانی خواہ کسی اَور قوم میں سے تھے درحقیقت سچے رسول مان لیں۔ اور اگر ان کی اُمتوں میں کوئی خلاف حق باتیں پھیل گئی ہوں تو اُن باتوں کو ایسی غلطیاں قرار دیں جو بعد میں داخل ہوگئیں۔ یہ اُصول ایک ایسا دلکش اور پیارا ہے جس کی برکت سے انسان ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدتہذیبی سے بچ جاتا ہے اور درحقیقت واقعی امر یہی ہے کہ جھوٹے نبی کو خدا تعالیٰ اپنے کروڑہا بندوں میں ہرگز قبولیت نہیں بخشتا اور اس کو وہ عزت نہیں دیتا جو سچوں کو دی جاتی ہے اور صدیوں اور زمانوں میں اُس کی قبولیت ہرگز قائم نہیں رہ سکتی بلکہ بہت جلد اس کی جماعت متفرق ہو جاتی اور اس کا سلسلہ درہم برہم ہو جاتا ہے۔

سو اے دوستو! اس اصول کو محکم پکڑو۔ ہر ایک قوم کے ساتھ نرمی سے پیش آؤ۔ نرمی سے عقل بڑھتی ہے اور بُردباری سے گہرے خیال پیدا ہوتے ہیں اور جو شخص یہ طریق اختیار نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے اگر کوئی ہماری جماعت میں سے مخالفوں کی گالیوں اور سخت گوئی پر صبر نہ کر سکے تو اُس کا اختیار ہے کہ عدالت کی رُو سے چارہ جوئی کرے مگر یہ مناسب نہیں ہے کہ سختی کے مقابل سختی کر کے کسی مفسدہ کو پیدا کریں یہ تو وہ **وصیت** ہے جو ہم نے اپنی جماعت کو کر دی۔ اور ہم ایسے شخص سے بیزار ہیں اور اُس کو اپنی جماعت سے خارج کرتے ہیں جو اس پر عمل نہ کرے۔

مگر ہم اپنی عادل گورنمنٹ سے یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ جو لوگ آئندہ مخالفانہ حملے توہین اور بدزبانی کے ساتھ ہم پر کریں یا ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر یا قرآن شریف پر یا اسلام پر تو اُن کی بدزبانی کا تدارک بھی واجب طور پر کیا جائے۔ اور ہم لکھ چکے ہیں اور پھر دوبارہ لکھتے ہیں کہ ہماری یہ جماعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی خیر خواہ ہے اور ہمیشہ خیر خواہ رہے گی اور میری تمام جماعت کے لوگ درحقیقت غریب مزاج اور امن پسند اور اوّل درجہ کے خیر خواہ سرکار انگریزی ہیں اور بایں ہمہ معتزز اور شریف ہیں۔

اور بعض نادانوں کا یہ خیال کہ گویا مَیں نے افترا کے طور پر الہام کا دعویٰ کیا ہے غلط ہے بلکہ درحقیقت یہ کام اس قادر خدا کا ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا اور اس جہان کو بنایا ہے جس زمانہ میں لوگوں کا ایمان خدا پر کم ہو جاتا ہے اور اس وقت میرے جیسا ایک انسان پیدا کیا جاتا ہے اور خدا اس سے ہمکلام ہوتا ہے اور اُس کے ذریعہ سے اپنے عجائب کام دکھلاتا ہے یہانتک کہ لوگ سمجھ جاتے ہیں کہ خدا ہے میں عام اطلاع دیتا ہوں کہ کوئی انسان خواہ ایشیائی ہو خواہ یورو پین اگر میری صحبت میں رہے تو وہ ضرور کچھ عرصہ کے بعد میری ان باتوں کی سچائی معلوم کرلے گا۔

یاد رہے کہ یہ باتیں حفظ امن کے مخالف نہیں۔ ہم دُنیا میں فروتنی کے ساتھ زندگی بسر کرنے آئے

ہیں اور بنی نوع کی ہمدردی اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی جس کے ہم ماتحت ہیں یعنی گورنمنٹ برطانیہ ہمارا اصول ہے۔ ہم ہرگز کسی مفسدہ اور نقضِ امن کو پسند نہیں کرتے اور اپنی گورنمنٹ انگریزی کی ہر ایک وقت میں مدد کرنے کے لیے تیار ہیں اور خدا تعالیٰ کا شکر کرتے ہیں جس نے ایسی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہمیں رکھا ہے۔ فقط۔ المرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء

المشتہر

میرزا غلام احمد از قادیان

یہ اشتہار ۲۰ × ۲۶/۸ کے ۱۶ صفحات پر ہے

(۱۸۴)

اخبار چودھویں صدی والے بزرگ کی توبہ

علاوہ اور نشانوں کے یہ بھی ایک عظیم الشان نشان ہے جو حال میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوا۔ ناظرین کو یاد ہوگا کہ ایک بزرگ نے جو ہر ایک طرح سے دُنیا میں معزز اور رئیس اور اہلِ علم بھی ہیں اس عاجز کے حق میں ایک دل آزار کلمہ یعنی مثنوی رُومی کا یہ شعر پڑھا تھا جو پرچہ چودھویں صدی ماہ جون ۱۸۹۷ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے ؎

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد ؛ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

سو اس رنج کی وجہ سے جو اس عاجز کے دل کو پہنچا اس بزرگ کے حق میں دُعا کی گئی تھی کہ یا تو خدا تعالیٰ اس کو توبہ اور پشیمانی بخشے اور یا کوئی تنبیہ نازل کرے۔ سو خدا نے اپنے فضل اور رحم سے اُس کو توفیق توبہ عنایت فرمائی اور اس بزرگ کو الہام کے ذریعہ سے اطلاع دی کہ اس عاجز کی دُعا اس کے بارے میں قبول کی گئی اور ایسا ہی معافی بھی ہوگی۔ سو اُس نے خدا سے یہ الہام پاکر اور آثار خوف دیکھ کر نہایت انکسار اور تذلّل سے معذرت کا خط لکھا۔ وہ خط کسی قدر اختصار سے پرچہ چودھویں صدی ماہ نومبر ۱۸۹۷ء میں چھپ بھی گیا ہے۔ مگر چونکہ اس اختصار میں بہت سے ایسے ضروری امور رہ گئے ہیں جن سے یہ ثبوت ملتا ہے کہ کیونکر خدا تعالیٰ اپنے بندوں کی دُعاؤں کو قبول کرتا اور اُن کے دلوں پر رُعب ڈالتا اور آثار خوف ظاہر کرتا ہے۔ اس لیے مَیں مناسب دیکھتا ہوں کہ اُس خط کو جو میرے پاس پہنچا تھا بعض ضروری اختصار کے ساتھ شائع کر دوں۔ اور بزرگ موصوف کا یہ اصل خط اس وجہ سے بھی شائع کرنے کے لائق ہے کہ مَیں اس اصل خط کو بہت سے لوگوں کو سُنا چکا ہوں اور ایک جماعتِ کثیر اس کے مضمون سے اطلاع پا چکی ہے اور بہت سے لوگوں کو بذریعہ خطوط اس کی اطلاع بھی دی گئی ہے اب جبکہ چودھویں صدی کے پرچہ کو وہ لوگ پڑھیں گے تو ضرور اُن کے دل میں یہ خیالات پیدا ہوں گے کہ جو کچھ زبانی ہمیں سُنایا گیا اس میں کئی ایسی باتیں ہیں جو شائع کردہ خط میں نہیں ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ہمارے بعض کوتہ اندیش مخالفوں کو یہ بہانہ ہاتھ آجائے کہ گویا ہم نے بیچ کے خط میں اپنی طرف سے کچھ زیادت کی تھی۔ لہٰذا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس اصل خط کو چھاپ دیا جائے۔ مگر یاد رہے کہ چودھویں صدی

کے خط میں جس قدر اختصار کیا گیا ہے یہ کسی کا تصور نہیں ہے۔ اختصار کے لیے مَیں نے ہی اجازت دی تھی مگر اس اجازت کے استعمال میں کسی قدر غلطی ہو گئی ہے لہٰذا اب اس کی اصلاح ضروری ہے۔

اس تمام قصّے کے لکھنے سے غرض یہ ہے کہ ہماری جماعت اور تمام حق کے طالبوں کے لیے یہ بھی ایک خدا کا نشان ہے اور جناب سر سیّد احمد خان صاحب بالقابہ کے غور کرنے کے لیے یہ تیسرا نمونہ ہے کہ کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ اپنے بندوں کی دُعائیں قبول کر لیتا ہے سیّد صاحب موصوف کا یہ قول تو نہایت صحیح ہے کہ ہر ایک دُعا منظور نہیں ہو سکتی بعض دُعائیں منظور ہو جاتی ہیں۔ مگر کاش سیّد صاحب کی پہلی تحریریں اس آخری تحریر کے مطابق ہوتیں۔

اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ بزرگ موصوف جن کا خط ذیل میں لکھا جاتا ہے کچھ عام لوگوں میں سے نہیں ہیں بلکہ جہاں تک میرا خیال ہے وہ ایک بڑے ذی علم اور علماء وقت میں سے ہیں اور کئی لوگوں سے مَیں نے سُنا ہے کہ اُن کو الہام بھی ہوتا ہے اور اس خط میں اُنہوں نے اپنے الہام کا ذکر بھی کیا ہے۔ علاوہ ان سب باتوں کے وہ بزرگ پنجاب کے معزز رئیسوں اور جاگیرداروں میں سے ہیں اور ایک مدّت سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی طرف سے ایک معزز عہدہ حکومت پر بھی ممتاز ہیں۔ چونکہ پرچہ چودھویں صدی میں بھی اس بزرگ کے منصب اور مرتبت کا اس قدر ذکر ہو چکا ہے لہٰذا اس قدر یہاں بھی لکھا گیا اور بزرگ موصوف نے جو میرے نام بغرض معذرت ۲۹ / اکتوبر ۱۸۹۷ء کو خط لکھا تھا جس کا خلاصہ چودھویں صدی میں چھپا ہے اس خط کو بغرض مصلحت مذکورہ بالا بحذف بعض فقرات ذیل میں لکھتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

نقل مطابق اصل

"اخبار چودھویں صدی والا مجرم"[۱]

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭٭٭ نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم"

"سیدی و مولائی السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہٗ!"

"ایک خطا کار اپنی غلط کاری سے اعتراف کرتا ہوا اس نیاز نامہ کے ذریعہ سے قادیان کے مبارک مقام پر (گویا) حاضر ہو کر آپ کے رحم کا خواستگار ہوتا ہے۔

یکم جولائی ۹۷ء سے یکم جولائی ۹۸ء تک جو اس گنہگار کو مہلت دی گئی۔ اب آسمانی بادشاہت میں آپ کے مقابلہ میں اپنے آپ کو مجرم قرار دیتا ہے۔ اس موقعہ پر مجھے القاء ہوا کہ جس طرح آپ کی دُعا مقبول

۱؎ یہ عنوان بزرگ موصوف نے اپنے خط کے سر پر لکھا تھا۔ چونکہ اس عنوان میں نہایت انکسار ہے جو انسان کو بوجہ اس کے کمال تذلّل کے مورد رحمت الٰہی بناتا ہے اس لیے ہم نے اس کو جیسا کہ اصل خط میں تھا لکھ دیا ہے۔ منہ

ہوئی اسی طرح میری التجا و عاجزی قبول ہو کر حضرت اقدس کے حضور سے معافی و رہائی دی گئی ہ مجھے اب زیادہ معذرت کرنے کی ضرورت نہیں تاہم اس قدر ضرور عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ابتدا سے آپ کی اس دعوت پر بہت غور سے جو یائے حال رہتا رہا اور میری تحقیق ایمانداری و صاف دلی پر مبنی تھی حتیٰ کہ (۹۰) فیصدی یقین کا مدارج پہنچ گیا۔

(۱) آپ کے شہر کے آریہ مخالفوں نے گواہی دی کہ آپ بچپن سے صادق و پاکباز تھے۔

(۲) آپ جوانی سے اپنے تمام اوقات خدائے واحد حیّ و قیوم کی عبادت میں لگاتار صرف فرماتے رہے ان اللہ لا یضیع اجر المحسنین۔

(۳) آپ کا حُسنِ بیان تمام عالمان ربّانی سے صاف صاف علیحدہ نظر آتا ہے۔ آپ کی تمام تصنیفات میں ایک زندہ رُوح ہے (فیہا ھدی و نور)

(۴) آپ کا مشن کسی فساد اور گورنمنٹ موجودہ کی (جو تمام حالات سے اطاعت و شکر گذاری کے قابل ہے) بغاوت کی راہ نمائی نہیں کرتا۔ ان اللہ لا یحب فی الارض الفساد۔

حتیٰ کہ میرے بہت سے مہربان دوستوں نے جو اُن سے آپ کے معاملات پر میں ہمیشہ بحث کرتا رہتا تھا۔ مجھے .... خطاب سے مخاطب کیا۔

پھر یہ کہ با ایں ہمہ کیوں ؟ میرے مُنہ سے وہ بیت مثنوی کا نکلا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ میں جب لاہور میں اُن کے پاس گیا تو مجھ کو اپنے معتبر دوستوں کے ذریعہ سے (جن سے پہلے میری بحث رہتی تھی) خبر ملی کہ آپ سے ایسی باتیں ظہور میں آتی ہیں جس سے کسی مُسلمان ایماندار کو آپ کے مخالف خیال کرنے میں کوئی تامل نہیں رہا۔

(۱) آپ نے دعویٰ رُسول ہونے کا کیا ہے اور ختم المرسلین ہونے کا بھی ساتھ ساتھ ادّعا کر دیا ہے۔ جو ایک سچے مسلمان کے دل پر سخت چوٹ لگانے والا فقرہ تھا کہ جو عزت ختم رسالت کی بارگاہ الٰہی سے محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہٖ (فداک رُوحی یا رسول اللہ) کو مل چکی ہے اس کا دوسرا کب حقدار ہو سکتا ہے۔

(۲) آپ نے فرمایا ہے کہ تُرک تباہ ہوں گے اور اُن کا سُلطان بڑی بیعزتی سے قتل کیا جائے گا اور دُنیا کے مسلمان مجھ سے التجا کریں گے کہ میں اُن کو ایک سُلطان مقرر کر دوں۔ یہ ایک خوفناک بربادی بخش پیشگوئی اسلامی دُنیا کے واسطے تھی کیونکہ آج تمام مقدس مقامات پر جو خداوند کے عہد قدیم و جدید سے چلے آتے ہیں۔ اُن کی خدمت ترکوں و اُن کے سُلطان کے ہاتھ میں ہے۔ ان مقامات کا ترکوں کی مغلوبی کی حالت میں نکل جانا ایک لازمی اور یقینی امر ہے جس کے خیال کرنے سے ایک ہیبتناک و خطرناک نظارہ دکھائی دیتا ہے کہ اس موقعہ پر دُنیا کے ہر ایک مسلمان پر فرض ہو جائے گا کہ ان معبدوں کو ناپاک ہاتھوں سے

بچانے کے واسطے اپنی جان و مال کی قربانی چڑھائے۔ کیسا مصیبت اور امتحان کا وقت مسلمانوں پر آپڑے گا کہ یا تو وہ بال بچہ گھر بار پیارے وطن کو الوداع کہہ کے ان پاک معبدوں کی طرف چل پڑیں یا اُس ابدی اور جاوید زندگی ایمان سے دست بردار ہو جائیں۔ ربنا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا۔ یہی راز ہے جو مسلمان ترکوں سے محبت کرتے ہیں کہ اُن کی خیر میں اُن کے دین و دُنیا کی خیر ہے۔ ورنہ ترکوں کا کوئی خاص احسان مسلمانانِ ہند پر نہیں بلکہ ہم کو سخت گلہ ہے کہ ہماری پچھلی صدی کی عالمگیر تباہی میں (جبکہ مرہٹوں وسکھوں کے ہاتھ سے مسلمانان ہند برباد ہو رہے تھے ہماری کوئی خبر انہوں نے نہیں لی۔ اس شکریہ کی مستحق صرف سرکار انگریزی ہے جس کی گورنمنٹ نے مسلمانوں کو اس سے نجات دلائی تو ہماری ہمدردی کی وہی خاص وجہ ہے جو اُوپر ذکر کی گئی۔

اور اس کو خیال کر کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسی سخت ترین مصیبت کے وقت تو مسلمانوں کے ایک سچے راہ نما کا یہ کام ہوتا کہ وہ عاجزی سے گڑگڑا کر خدا کے حضور میں اس تباہی سے بیڑے کو بچاتا۔ کیا حضرت نوح کے فرزند سے زیادہ ترک گنہگار تھے تو بجائے اس کے کہ اُن کے حق میں خدا کے حضور شفاعت کی جاتی ہے نہ اُلٹا ہنسی سے ایسی بات بنائی جاتی۔

(۳) ونیز یہ کہ حضرت والا نے حضرت مسیح کے بارے میں اپنی تصانیف میں سخت حقارت آمیز الفاظ لکھے ہیں جو ایک مقبول بارگاہ الٰہی کے حق میں شایان شان نہ تھے جس کو خداوند اپنی رُوح وکلمہ فرماتے جن کے حق میں یہ خطاب ہو وجیھاً فی الدنیا و الاٰخرۃ ومن المقربین۔ پھر اس کی توہین اور اہانت کیونکر ہو سکتی۔

یہ باتیں میرے دل میں بھری تھیں اور اُن کے تجسّس کے واسطے میں پھر کوشش کر رہا تھا کہ یہ کہاں تک صحیح ہیں کہ ناگاہ حضور کا اشتہار ترکی سفیر کے بارے میں جو نکلا۔ پیش ہوا تو بیساختہ میرے مُنہ سے (سوا کسی اور کلام کے) مثنوی کا بیت نکل گیا جس پر آپ کو رنج ہوا (اور رنج ہونا چاہیئے تھا)۔

(۱) رسالت کے دعویٰ کے بارے میں مجھ کو خود ازالہ اوہام کے دیکھنے سے ونیز آپ کی وہ رُوحانی اور مُردہ دلوں کو زندہ کرنے والی تقریر سے جو جلسہ مذاہب لاہور میں پیش ہوئی میری تسلی ہو گئی جو محض افتراء وبہتان ذات والا پر کسی۔ نے باندھا۔

(۲) بابت ترکوں کے آپ کے اُسی اشتہار (میرے عرضی دعویٰ کے) میری تسلی ہو گئی۔ جس قدر آپ نے نکتہ چینی فرمائی وہ ضروری اور واجبی تھی۔

(۳) بابت حضرت مسیح کے بھی ایک بے وجہ الزام پایا گیا۔ گو یُسوع کے حق میں آپ نے کچھ لکھا ہے جو ایک الزامی طور پر ہے جیسا کہ ایک مسلمان شاعر ایک شیعہ کے مقابل میں حضرت مولانا علیؓ کے بارے میں لکھتا ہے :-

آں جوانے بروت مالیدہ ٭ ہر جنگ و وغاسگا لیدہ
برخلافت دلش بسے مائل ٭ لیک بوبجر شُد میاں حائل

تو بھی حضرت اگر ایسا نہ کرتے میرے خیال میں تو اچھا ہوتا۔ جَادِ لْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ ---------
مگر ان باتوں کے علاوہ جس سے میرا دل تڑپ اُٹھا اور اس سے یہ صدا آنے لگی کہ اُٹھ اور معافی طلب کرنے میں جلدی کر۔ ایسا نہ ہو کہ تو خدا کے دوستوں سے لڑنے والا ہو۔ خداوند کریم تمام رحمت ہے۔ کتب علیٰ نفسه الرحمة۔ دُنیا کے لوگوں پر جب عذاب نازل کرتا ہے تو اپنے بندوں کی ناراضی کی وجہ سے ما کنا معذبین حتی نبعث رسُولاً۔ آپ کا خدا کے ساتھ معاملہ ہے تو کون ہے جو الٰہی سلسلہ میں دخل دیوے۔ خداوند کی اُس آخری عظیم الشان کتاب کی ہدایت یاد آئی جو مومن آل فرعون کے قصہ میں بیان فرمائی گئی کہ جو لوگ خدائی سلسلہ کا ادّعا کریں اُن کی تکذیب کے واسطے دلیری اور پیش دستی نہ کرنی چاہیئے نہ یہ کہ اُن کا انکار کرنا چاہیئے۔ اِنْ یَّکُ کاذباً فعلیه کذبه وان یّک صادقاً یّصبکم بعض الّذی یعدکم۔

مگر یہ صرف میرا دلی خیال ہی نہیں رہا بلکہ اُس کا ظاہری اثر محسوس ہونے لگا۔ کچھ ایسی بنائیں خارج میں پڑنے لگیں جس میں -------- (اعوذ باللہ) مصداق ہوجانے لگا (یعنی آثار خوف ظاہر ہوئے)
چودہ سو برس ہونے کو آتے ہیں کہ خدا کے ایک برگزیدہ کے مُنہ سے یہ لفظ ہماری قوم کے حق میں نکلے -------- تو کیا؟ قدرت کو هباء منثورا کرنے کا خیال ہے (تبت (لیلک یا ربّ) کہ پھر ایک مقبول الٰہی کے مُنہ سے وہی کلمہ سُن کر مجھے کچھ خیال نہ ہو۔

پس یہ ظاہری خطرات مجھ کو اس خط کے تحریر کرتے وقت سب کے سب اُڑتے ہوئے دکھائی دیئے (جن کی تفصیل کبھی مَیں پھر کروں گا) اس وقت تو مَیں ایک مُجرم گنہگاروں کی طرح آپ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں (مجھ کو حاضر ہونے میں بھی کچھ عذر نہیں مگر بعض حالات میں ظاہر حاضری سے معاف کئے جانے کا مستحق ہوں) شاید جولائی ۱۸۹۸ء سے پہلے حاضر ہی ہوجاؤں۔
اُمید کہ بارگاہ قدس سے بھی آپ کو راضی نامہ دینے کے لیے تحریک فرمائی جائے کہ نسی ولم نجدله عزما۔ قانون کا بھی یہی اُصول ہے کہ جو جرم عمداً و جان بوجھ کر نہ کیا جائے وہ قابل راضی نامہ و معافی کے ہوتا ہے۔ فاعفوا و اصفحوا انّ اللہ یحب المحسنین۔

مَیں ہوں حضور کا مجرم

(دستخط بزرگ) راولپنڈی - ۲۹ر اکتوبر ۹۷ء"

یہ خط بزرگ موصوف کا ہے جس کو ہم نے بعض الفاظ تذلّل و انکسار کے حذف کرکے چھاپ دیا ہے۔

اس خط میں بزرگ موصوف اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اُن کو اِس عاجز کی قبولیت دُعا کے بارے میں الہام ہوا تھا اور نیز اس بات کا اقرار بھی کرتے ہیں کہ انہوں نے خارجاً بھی آثار خوف دیکھے جن کی وجہ سے زیادہ تر دہشت اُن کے دل پر طاری ہوئی اور قبولیت دُعا کے نشان دکھائی دیئے۔ پس اس جگہ یہ بات ظاہر کرنے کے لائق ہے کہ ڈپٹی آتھم کی نسبت جو کچھ شرطی طور پر بیان کیا گیا تھا وہ بیان بالکل اس بیان سے مشابہ ہے جو اُس بزرگ کی نسبت کیا گیا۔ یعنی جیسا کہ اس عذابی پیشگوئی میں ایک شرط رکھی گئی تھی ویسا ہی اس میں بھی ایک شرط تھی اور ان دونوں شخصوں میں فرق یہ ہے کہ یہ بزرگ ایمانی روشنی اپنے اندر رکھتا تھا اور سچ سے محبت کرنے کی سعادت اس کے جوہر میں تھی۔ لہٰذا اُس نے آثار خوف دیکھ کر اور خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اس کو پوشیدہ کرنا نہ چاہا اور نہایت تذلّل اور انکسار سے جہاں تک کہ انسان تذلّل کر سکتا ہے تمام حالات صفائی سے لکھ کر اپنا معذرت نامہ بھیج دیا۔ مگر آتھم چونکہ نور ایمان اور جوہر سعادت سے بے بہرہ تھا اس لیے باوجود سخت خوفناک اور ہراساں ہونے کے بھی یہ سعادت اس کو میسر نہ آئی اور خوف کا اقرار کر کے پھر افترا کے طور پر اس خوف کی وجہ اُن ہمارے فرضی حملوں کو ٹھیرایا جو صرف اسی کے دل کا منصوبہ تھا۔ حالانکہ اس نے پندرہ مہینے تک یعنی میعاد کے اندر کبھی ظاہر نہ کیا کہ ہم نے یا ہماری جماعت میں سے کسی نے اُس پر حملہ کیا تھا۔ اگر ہماری طرف سے اس کے قتل کرنے کے لیے حملہ ہوتا تو حق یہ تھا کہ میعاد کے اندر اسی وقت جب حملہ ہوا تھا شور مچاتا اور حُکّام کو خبر دیتا۔ اگر ہماری طرف سے ایک بھی حملہ ہوتا تو کیا کوئی قبول کر سکتا ہے کہ اُس حملہ کے وقت عیسائیوں میں شور نہ پڑ جاتا۔ پھر جس حالت میں آتھم نے میعاد گذرنے کے بعد یہ بیان کیا کہ میرے قتل کرنے کے لیے مختلف وقتوں اور مقاموں میں تین حملے کئے گئے تھے یعنی ایک امرتسر میں اور ایک لدھیانہ میں اور ایک فیروزپور میں تو کیا کوئی منصف سمجھ سکتا ہے کہ باوجود ان تینوں حملوں کے جو خون کرنے کے لیے تھے آتھم اور اُس کا داماد جو اکسٹرا اسسٹنٹ تھا۔ اور اس کی تمام جماعت چُپ بیٹھی رہتی اور حملہ کرنے والوں کا کوئی بھی تدارک نہ کراتی اور کم سے کم اتنا بھی نہ کرتی کہ اخباروں میں چھپوا کر ایک شور ڈال دیتی اور اگر نہایت نرمی کرتی تو سرکار سے باضابطہ میری ضمانت سنگین طلب کرواتی۔ کیا کوئی دل قبول کرے گا کہ میری طرف سے تین حملے ہوں اور آتھم اور اس کی جماعت سب کے سب چُپ رہیں۔ بات تک باہر نہ نکلے؟ کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے خاص کر جس حالت میں میرے حملوں کا ثبوت میری پیشگوئیوں کی ساری قلعی کھولتا تھا اور عیسائیوں کو نمایاں فتح حاصل ہوتی تھی۔ پس آتھم نے یہ جھوٹے الزام اسی لیے لگائے کہ پیشگوئی کی میعاد کے اندر اس کا خائف اور ہراساں ہونا ہر ایک پر کُھل گیا تھا۔ وہ مارے خوف مرا جاتا تھا۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ یہ آثار خوف اُس پر اس طرح ظاہر ہوتے ہوں جیسا کہ یُونس کی قوم پر ظاہر ہوئے تھے۔ غرض اُس نے الہامی شرط سے فائدہ اُٹھایا مگر دُنیا سے محبت کر کے گواہی کو

پوشیدہ رکھا اور قسم نہ کھائی اور نالش نہ کرنے سے ظاہر بھی کر دیا کہ وہ ضرور خدا تعالیٰ کے خوف اور اسلامی عظمت سے ڈرتا رہا۔ لہٰذا وہ اخفائے شہادت کے بعد دوسرے الہام کے موافق جلد تر فوت ہوگیا۔ بہر حال یہ مقدمہ کہ جو اس خوش قسمت اور نیک فطرت بزرگ کا مقدمہ ہے آتھم کے مقدمہ سے بالکل ہم شکل ہے اور اس پر روشنی ڈالتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس بزرگ کی خطا کو معاف کرے اور اس سے راضی ہو۔ مَیں اس سے راضی ہوں اور اس کو معافی دیتا ہوں۔ چاہیئے کہ ہماری جماعت کا ہر ایک شخص اس کے حق میں دُعائے خیر کرے۔ اللّٰھم احفظہ من البلایا والاٰفات۔ اللّٰھم اعصمہ من المکروھات۔ اللّٰھم ارحمہ وانت خیر الراحمین۔ اٰمین ثم اٰمین۔

الراقـــــــــــــــــم

خاکسار میرزا **غلام احمد** از قادیان ۲۰ نومبر ۱۸۹۶ء

(یہ اشتہار کتاب البریہ طبع اوّل کے صفحہ ۸۵ سے ۹۲ تک ہے۔ المرتب)

(۱۸۵)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

اشتہار ضروری الاظہار

چونکہ بعض احباب چندہ مدرسہ میرے نام بغیر ذکر مدرسہ یوں ہی روانہ فرماتے ہیں اور پھر کسی دوسرے وقت اس اطلاع دہی کے لیے اُن کا خط آتا ہے جبکہ وہ اُن کا روپیہ ہمارے کاموں میں خرچ بھی ہو جاتا ہے۔ اس صورت میں خواہ نخواہ کی ایک تکلیف ہوتی ہے لہٰذا تمام احباب کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ انتظام چندہ مدرسہ الگ قرار پایا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں اخویم میر ناصر نواب صاحب محاسب روپیہ قرار پاتے ہیں اور روپیہ اخویم حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے پاس جمع ہوتا ہے۔ اس لیے مناسب ہے کہ آئندہ ایسا روپیہ میرے نام ہرگز روانہ نہ ہو بلکہ براہ راست مولوی صاحب موصوف کے نام روانہ فرمایا کریں اور اس میں بھی لکھ دیا کریں کہ یہ مدرسہ کا روپیہ ہے۔ یہ امر ضروری ہے جس کی پابندی ہر ایک صاحب کو لازمی ہوگی۔

اس جگہ یہ بھی اطلاع دیتا ہوں کہ کتاب البریّہ چھپ کر طیار ہوگئی ہے قیمت اس کی ایک روپیہ چار آنہ ہے جو صاحب خریدنا چاہیں بذریعہ ویلیو پے ایبل منگوا سکتے ہیں۔ والسلام علٰی من اتبع الھُدٰی ؏

۵؍ فروری ۱۸۹۸ء

خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہ از قادیان

مطبع ضیاء الاسلام قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۸۶)

جس شخص کے پاس یہ اشتہار پہنچے اس کو چاہیئے کہ وہ اور لوگوں کو دکھاوے اور اسکی اشاعت میں کوشش کرے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ[1]

طَاعُوْنْ

اس مرض نے جس قدر بمبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے اُن کے لکھنے کی ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصہ میں ہزاروں بچے اس مرض سے یتیم ہو گئے اور ہزارہا گھر ویران ہو گئے۔ دوست اپنے دوستوں سے اور عزیز اپنے عزیزوں سے ہمیشہ کے لیے جُدا کئے گئے اور ابھی انتہا نہیں۔ کچھ شک نہیں کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیریں کیں اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کر کے لکھوکھا روپیہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا اور قواعد طبیہ کے لحاظ سے جہاں تک ممکن تھا ہدایتیں شائع کیں مگر اس مرض مہلک سے اب تک بکلی امن حاصل نہیں ہوا بلکہ بمبئی میں ترقی پر ہے اور کچھ شک نہیں کہ ملک پنجاب بھی خطرہ میں ہے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اس وقت اپنی اپنی سمجھ اور بصیرت کے موافق نوع انسان کی ہمدردی میں مشغول ہو کیونکہ وہ شخص انسان نہیں جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی تدبیروں اور ہدایتوں کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکھا جائے۔ غور سے معلوم ہو گا کہ اس بارے میں گورنمنٹ کی تمام ہدایتیں نہایت احسن تدبیر پر مبنی ہیں گو ممکن ہے کہ آئندہ اس سے بھی بہتر تدابیر پیدا ہوں مگر ابھی نہ ہمارے ہاتھ میں نہ گورنمنٹ کے ہاتھ میں ڈاکٹری اُصول کے لحاظ سے کوئی ایسی تدبیر ہے کہ جو شائع کردہ تدابیر سے عمدہ اور بہتر ہو۔

بعض اخبار والوں نے گورنمنٹ کی تدابیر پر بہت کچھ جرح کیا۔ مگر سوال تو یہ ہے کہ ان تدابیر سے بہتر کونسی تدبیر پیش کی۔ بیشک اس ملک کے شرفاء اور پردہ داروں پر یہ امر بہت کچھ گراں ہو گا کہ جس گھر میں بَلاء طاعُون نازل ہو تو گو ایسا مریض کوئی پردہ دار جوان عورت ہی ہو تب بھی فی الفور وہ گھر والوں سے الگ کر کے ایک علیحدہ

---

[1] الفرقان: ۷۸

ہوادار مکان میں رکھا جانے جو اس شہر یا گاؤں کے بیماروں کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہو اور اگر کوئی بچہ بھی ہو تو اس سے بھی یہی معاملہ کیا جاتے اور باقی گھر والے بھی کسی ہوادار میدان میں چھپروں میں رکھے جائیں۔ لیکن گورنمنٹ نے یہ ہدایت بھی تو شائع کی ہے کہ اگر اس بیمار کے تعہد کے لیے ایک دو قریبی اُس کے اُسی مکان میں رہنا چاہیں تو وہ رہ سکتے ہیں۔ پس اس سے زیادہ گورنمنٹ اور کیا تدبیر کر سکتی تھی کہ چند آدمیوں کو ساتھ رہنے کی اجازت بھی دے دے۔ اور اگر یہ شکایت ہو کہ کیوں اس گھر سے نکالا جاتا ہے اور باہر جنگل میں رکھا جاتا ہے تو یہ احمقانہ شکوہ ہے۔ میں یقیناً اس بات کو سمجھتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ ایسے خطرناک امراض میں مداخلت بھی نہ کرے تو خود ہر ایک انسان کا اپنا وہم وہی کام اس سے کرائے گا جس کام کو گورنمنٹ نے اپنے ذمہ لیا ہے۔ مثلاً ایک گھر میں جب طاعون سے مرنا شروع ہو تو دو تین موتوں کے بعد گھر والوں کو ضرور فکر پڑیگا کہ اس منحوس گھر سے جلد نکلنا چاہیئے اور پھر فرض کرو کہ وہ اس گھر سے نکل کر محلہ کے کسی اور گھر میں آباد ہوں گے اور پھر اس میں بھی یہی آفت دیکھیں گے تب ناچار اُن کو اُس شہر سے علیحدہ ہونا پڑیگا مگر یہ تو شرعاً بھی منع ہے کہ وبا کے شہر کا آدمی کسی دوسرے شہر میں جاکر آباد ہو یا بہ تبدیل الفاظ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ خدا کا قانون بھی کسی دوسرے شہر میں جانے سے روکتا ہے تو اس صورت میں بجز اس تدبیر کے جو گورنمنٹ نے پیش کی ہے کہ اُسی شہر کے کسی میدان میں وہ لوگ رکھے جائیں اور کونسی نئی اور عمدہ تدبیر ہے جو ہم نعوذ باللہ اس خوفناک وقت میں اپنی آزادگی کی حالت میں اختیار کر سکتے ہیں۔ پس نہایت افسوس ہے کہ نیکی کے عوض بدی کی جاتی ہے اور ناحق گورنمنٹ کی ہدایتوں کو بدگمانی سے دیکھا جاتا ہے۔

ہاں یہ ہم کہتے ہیں کہ ایسے وقت میں ڈاکٹروں اور دوسرے افسروں کو جو ان خدمات پر مقرر ہوں نہایت درجہ کے اخلاق سے کام لینا چاہیئے اور ایسی حکمت عملی ہو کہ پردہ داری وغیرہ امور کے بارے میں کوئی شکایت بھی نہ ہو اور ہدایتوں پر عمل بھی ہو جاتے۔ اور مناسب ہو گا کہ بجاتے اس کے کہ حکومت اور رُعب سے کام لیا جاتے ہدایتوں کے فوائد دلوں میں جماتے جائیں تا بدگمانیاں پیدا نہ ہوں۔ اور مناسب ہے کہ بعض خوش اخلاق ڈاکٹر واعظوں کی طرح مرض پھیلنے سے پہلے دیہات اور شہروں کا دورہ کرکے گورنمنٹ کے مشفقانہ منشاء کو دلوں میں جما دیں تا اس نازک امر میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔

واضح رہے کہ اس مرض کی اصل حقیقت ابھی تک کامل طور پر معلوم نہیں ہوئی اس لیے اس کی تدابیر اور معالجات میں بھی اب تک کوئی کامیابی معلوم نہیں ہوئی۔ مجھے ایک رُوحانی طریق سے معلوم ہوا ہے کہ اس مرض اور مرض خارش کا مادہ ایک ہی ہے اور میں گمان کرتا ہوں کہ غالباً یہ بات صحیح ہو گی کیونکہ مرض جرب یعنی خارش میں ایسی دوائیں مفید پڑتی ہیں جن میں کچھ پارہ کا جزو ہو یا گندھک کی آمیزش ہو اور خیال کیا جاتا ہے کہ اس قسم کی دوائیں اس مرض کے لیے بھی مفید ہو سکیں۔ اور جبکہ دونوں مرضوں کا مادہ ایک ہے تو کچھ

تعجب نہیں کہ خارش کے پیدا ہونے سے اس مرض میں کمی پیدا ہو جائے۔ یہ رُوحانی قواعد کا ایک راز ہے جس سے مَیں نے فائدہ اُٹھایا ہے۔ اگر تجربہ کرنے والے اس امر کی طرف توجہ کریں اور ٹیکہ لگانے والوں کی طرح بطور حفظِ ماتقدم ایسے مُلک کے لوگوں میں جو خطرہ طاعون میں ہوں خارش کی مرض پھیلاویں تو میرے گمان میں ہے کہ وہ مادہ اس راہ سے تحلیل پا جائے اور طاعون سے امن رہے مگر حکومت اور ڈاکٹروں کی توجہ بھی خدا تعالیٰ کے ارادے پر موقوف ہے۔ مَیں نے محض ہمدردی کی راہ سے اس امر کو لکھ دیا ہے کیونکہ میرے دل میں یہ خیال ایسے زور کے ساتھ پیدا ہوا جس کو مَیں روک نہیں سکا۔

اور ایک اَور ضروری امر ہے جس کے لکھنے پر میرے جوش ہمدردی نے مجھے آمادہ کیا ہے۔ اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ جو لوگ رُوحانیت سے بے بہرہ ہیں اس کو ہنسی اور ٹھٹھے سے دیکھیں گے مگر میرا فرض ہے کہ مَیں اس کو نوعِ انسان کی ہمدردی کے لیے ظاہر کروں اور وہ یہ ہے کہ آج جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے مَیں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چھوٹے قد کے ہیں۔ مَیں نے بعض لگانے والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اُس نے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے میں یہ مرض بہت پھیلے گا یا یہ کہا کہ اس کے بعد جاڑے میں پھیلے گا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تھا جو مَیں نے دیکھا۔ اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے میں الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ[1] یعنی جب تک دلوں کی وبا معصیت دُور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دُور نہیں ہوگی اور درحقیقت دیکھا جاتا ہے کہ ملک میں بدکاری کثرت سے پھیل گئی ہے اور خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلوں سے اللہ جلشانہ کا خوف اُٹھ گیا ہے اور وباؤں کو ایک معمولی تکلیف سمجھا گیا ہے جو انسانی تدبیروں سے دُور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں۔ اَور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے۔ وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں اُن میں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر اُن میں سے چوری اور خیانت اور حرام خوری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹھ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کے خسیس اور مکروہ حرکات ان سے سرزد ہوتے ہیں اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک مُنہ بھی نہیں دھوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا

---

[1] یہ فقرہ کہ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔ اب تک اس کے معنے میرے پر نہیں کھلے اور رؤیا عام وبا پر دلالت کرتی ہے مگر بطور تقدیر معلّق۔ منہ

بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولت مند ہیں وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خوری اور زناکاری اور بداخلاقی اور فضول خرچی اُن کی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپرواہ پائے جاتے ہیں۔

اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی مَیں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلّق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دُور ہو سکتی ہے۔ لہٰذا تمام بندگان خدا کو اطلاع دی جاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجا لاویں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ و خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بَلا سے محفوظ رہنے کے لیے رو رو کر دُعا کریں۔ پچھلی رات اُٹھیں اور نماز میں دُعائیں کریں۔ غرض ہر قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اُس خدا سے ڈریں جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دُنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔

مَیں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دُعا اور صدقات اور خیرات اور اعمالِ صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹل سکتی ہے اس لیے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ مَیں عام لوگوں کو اس سے اطلاع دوں۔ یہ بھی مناسب ہے کہ جو کچھ اس بارے میں گورنمنٹ کی طرف سے ہدایتیں شائع ہوئی ہیں خواہ نخواہ اُن کو بدظنی سے نہ دیکھیں بلکہ گورنمنٹ کو اس کاروبار میں مدد دیں اور اس کے شکر گذار ہوں کیونکہ سچ یہی ہے کہ یہ تمام ہدایتیں محض رعایا کے فائدہ کے لیے تجویز ہوئی ہیں اور ایک قسم کی مدد یہ بھی ہے کہ نیک چلنی اور نیک بختی اختیار کر کے اس بَلا کے دور کرنے کے لیے خدا تعالیٰ سے دُعائیں کریں تا یہ بَلا رُک جائے یا اس حد تک نہ پہنچے کہ اس مُلک کو فنا کر دیوے۔ یاد رکھو کہ سخت خطرہ کے دن ہیں اور بَلا دروازہ پر ہے۔ نیکی اختیار کرو اور نیک کام بجا لاؤ۔ خدا تعالیٰ بہت حلیم ہے لیکن اس کا غضب بھی کھا جانے والی آگ ہے اور نیک کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ۔[1]

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہّارے ۔۔۔ نہ پندارم کہ بد بیند خدا ترسے نکوکارے
مرا باور نمی آید کہ رُسوا گردد آں مَردے ۔۔۔ کہ می ترسد ازاں یارے کہ غفّار ست و ستّارے
گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے ۔۔۔ زِ دُنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے
خور تاباں سیہ گشت است از بدکاریٔ مَردم ۔۔۔ زمیں طاعُون ہمی آرد پئے تخویف و انذارے

[1] النساء: ۱۴۸

بتشویشِ قیامت ماند ایں تشویش گر بینی   علاجے نیست بہرِ دفعِ آں جُز حُسنِ کردارے

نشاید تافتن سرزاں جنابِ عزت و غیرت   کہ گر خواہد کُشد در یکدمے چُوں کرمِ بیکارے

من از ہمدردی ات گفتم تو خود ہم فکر کُن بارے   خرد از بہر ایں روز ست اے دانا و ہشیارے

راقــــــــــــــم

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

۲۰ فروری ۱۸۹۸ء

گلزار محمدی پریس لاہور بازار کشمیری   (یہ اشتہار ۲۰/۲۶ کے چار صفحوں پر ہے)

(۱۸۷)

یہ وہ درخواست ہے جس کا ترجمہ انگریزی بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر بالقابہ روانہ کیا گیا ہے

{ اُمید رکھتا ہوں کہ اس درخواست کو جو میرے اور میری جماعت کے حالات پر مشتمل ہے غور اور توجہ سے پڑھا جائے }

بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ

چونکہ مسلمانوں کا ایک نیا فرقہ جس کا پیشوا اور امام اور پیر یہ راقم ہے پنجاب اور ہندوستان کے اکثر شہروں میں زور سے پھیلتا جاتا ہے اور بڑے بڑے تعلیم یافتہ مہذب اور معزز عہدہ دار اور نیک نام رئیس اور تاجر پنجاب اور ہندوستان کے اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً پنجاب کے شریف مسلمانوں کے نوتعلیم یاب جیسے بی اے اور ایم اے اس فرقہ میں داخل ہیں اور داخل ہو رہے ہیں اور یہ ایک گروہ کثیر ہوگیا ہے جو اس مُلک میں روز بروز ترقی کر رہا ہے اس لیے مَیں نے قرین مصلحت سمجھا کہ اس فرقہ جدیدہ اور نیز اپنے تمام حالات سے جو اس فرقہ کا پیشوا ہوں حضور لفٹیننٹ گورنر بہادر کو آگاہ کروں۔ اور یہ ضرورت اس لیے بھی پیش آئی کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ ہر ایک فرقہ جو ایک نئی صورت سے پیدا ہوتا ہے گورنمنٹ کو حاجت پڑتی ہے کہ اس کے اندرونی حالات دریافت کرے اور بسا اوقات ایسے نئے فرقہ کے دشمن اور خودغرض جن کی عداوت اور مخالفت ہر ایک نئے فرقہ کے لیے ضروری ہے گورنمنٹ میں خلاف واقعہ خبریں پہنچاتے ہیں اور مفتریانہ مخبریوں سے گورنمنٹ کو پریشانی میں ڈالتے ہیں۔ پس چونکہ گورنمنٹ عالم الغیب نہیں ہے اس لیے ممکن ہے کہ گورنمنٹ عالیہ ایسی مخبریوں کی کثرت کی وجہ سے کسی قدر بدظنی پیدا کرے یا بدظنی کی طرف مائل ہو جائے لہٰذا گورنمنٹ عالیہ کی اطلاع کے لیے چند ضروری امور ذیل میں لکھتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلے مَیں یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ مَیں ایک ایسے خاندان میں سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اوّل درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے۔ چنانچہ صاحب چیف کمشنر بہادر پنجاب کی چٹھی نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء میں یہ مفصل بیان ہے کہ میرے والد مرزا غلام مرتضٰی رئیس قادیان کیسے سرکار انگریزی کے سچے وفادار اور نیکنام

رئیس تھے اور کس طرح اُن سے ۱۸۵۷ء میں رفاقت اور خیر خواہی اور مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ ظہور میں آئی اور کس طرح وہ ہمیشہ بدل ہوا خواہ سرکار رہے ۔گورنمنٹ عالیہ اس چٹھی کو اپنے دفتر سے نکال کر ملاحظہ کرسکتی ہے اور رابرٹ کسٹ صاحب کمشنر لاہور نے بھی اپنے مراسلہ میں جو میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کے نام ہے چٹھی مذکورہ بالا کا حوالہ دیا ہے جس کو میں ذیل میں لکھتا ہوں۔

"تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشند۔ ازانجاکہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد دہی سرکار دولت مدار انگلشیہ در باب نگاہداشت سواران و بہمرسانی اسپان بخوبی بمنصۂ ظہور پہونچی اور شروع مفسدہ سے آجتک آپ بدل ہوا خواہ سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا لہٰذا بجلدوی اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دو صد روپیہ کا سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا باظہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری بنام آپ کے لکھا جاتا ہے۔ مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء"

اور اسی بارے میں ایک مراسلہ سر رابرٹ ایجرٹن صاحب فنانشل کمشنر بہادر کا میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر کے نام ہے جو کچھ عرصہ سے فوت ہوگئے ہیں۔ اور وہ یہ ہے:۔

"مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہٗ۔ آپ کا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور اینجانب میں گذرا۔ مرزا غلام مرتضیٰ صاحب آپ کے والد کی وفات سے ہم کو بہت افسوس ہوا۔ مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریزی کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا۔ ہم آپ کے خاندانی لحاظ سے اُسی طرح پر عزت کرینگے جس طرح تمہارے باپ وفادار کی کی جاتی تھی۔ ہم کو کسی اچھے موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔ المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء"

اسی طرح اور بعض چٹھیات انگریزی اعلیٰ افسروں کی ہیں جن کو کئی مرتبہ شائع کرچکا ہوں۔ چنانچہ ولسن صاحب کمشنر لاہور کی چٹھی مرقومہ ۱۱ جون ۱۸۴۹ء میں میرے والد صاحب کو یہ لکھا ہے۔

ہم بخوبی جانتے ہیں کہ بلاشک آپ اور آپ کا خاندان ابتداء دخل اور حکومت سرکار انگریزی سے جاں نثار اور وفاکیش اور ثابت قدم رہے ہیں اور آپ کے حقوق واقعی قابل قدر ہیں اور آپ بہرنہج تسلی رکھیں کہ سرکار انگریزی آپ کے حقوق اور آپ کی خاندانی خدمات کو ہرگز فراموش نہیں کرے گی اور مناسب موقعوں پر آپ کے حقوق اور خدمات پر غور اور توجہ کی

جاتے کی۔

اور سر لیپل گرفن صاحب نے اپنی کتاب تاریخ رئیسانِ پنجاب میں ہمارے خاندان کا ذکر کرکے میرے بھائی مرزا غلام قادر کی خدمات کا خاص کرکے ذکر کیا ہے جو اُن سے تموّ کے پُل پر باغیوں کی سرزنش کے لیے ظہور میں آئیں۔

ان تمام تحریرات سے ثابت ہے کہ میرے والد صاحب اور میرا خاندان ابتدا سے سرکار انگریزی کے بدل وجان ہوا خواہ اور وفادار رہے ہیں اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کے معزز افسروں نے مان لیا ہے کہ یہ خاندان کمال درجہ پر خیر خواہ سرکار انگریزی ہے۔ اور اس بات کے یاد دلانے کی ضرورت نہیں کہ میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اُن کرسی نشین رئیسوں میں سے تھے کہ جو ہمیشہ گورنری دربار میں عزت کے ساتھ بُلائے جاتے تھے اور تمام زندگی اُن کی گورنمنٹ عالیہ کی خیر خواہی میں بسر ہوئی۔

(۲) دوسرا امر قابل گذارش یہ ہے کہ مَیں ابتدائی عُمر سے اس وقت تک جو قریباً ساٹھ برس کی عُمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں کہ تا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور اُن کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دُور کروں جو اُن کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں۔ اور اس ارادہ اور قصد کی اول وجہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے بصیرت بخشی اور اپنے پاس سے مجھے ہدایت فرمائی کہ تا مَیں اُن وحشیانہ خیالات کو سخت نفرت اور بیزاری سے دیکھوں جو بعض نادان مسلمانوں کے دلوں میں مخفی تھے جن کی وجہ سے وہ نہایت بیوقوفی سے اپنی گورنمنٹ محسنہ کے ساتھ ایسے طور سے صاف دل اور سچے خیر خواہ نہیں ہو سکتے تھے جو صاف دلی اور خیر خواہی کی شرط ہے بلکہ بعض جاہل مُلّاؤں کے ورغلانے کی وجہ سے شرائط اطاعت اور وفاداری کا پورا جوش نہیں رکھتے تھے۔ سو مَیں نے نہ کسی بناوٹ اور ریاکاری سے بلکہ محض اس اعتقاد کی تحریک سے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے میرے دل میں ہے بڑے زور سے بار بار اس بات کو مسلمانوں میں پھیلایا ہے کہ اُن کو گورنمنٹ برطانیہ کی جو درحقیقت اُن کی مُحسن ہے سچی اطاعت اختیار کرنی چاہیئے اور وفاداری کے ساتھ اُس کی شکر گذاری کرنی چاہیئے ورنہ خدا تعالےٰ کے گنہگار ہوں گے اور مَیں دیکھتا ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں پر میری تحریروں کا بہت ہی اثر ہوا ہے اور لاکھوں انسانوں میں تبدیلی پیدا ہو گئی۔

اور مَیں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جُھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کرکے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن اور آرام اور آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے

ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔ مگر باایں ہمہ میری طبیعت نے کبھی نہیں چاہا کہ ان متواتر خدمات کا اپنے حکام کے پاس ذکر بھی کروں کیونکہ میں نے کسی صلہ اور انعام کی خواہش سے نہیں بلکہ ایک حق بات کو ظاہر کرنا اپنا فرض سمجھا اور درحقیقت وجود سلطنت انگلشیہ خدا تعالےٰ کی طرف سے ہمارے لیے ایک نعمت تھی جو مدت دراز کی تکلیفات کے بعد ہم کو ملی اس لیے ہمارا فرض تھا کہ اُس نعمت کا بار بار اظہار کریں۔ ہمارا خاندان سکھوں کے ایام میں ایک سخت عذاب میں تھا اور نہ صرف یہی تھا کہ انہوں نے ظلم سے ہماری ریاست کو تباہ کیا اور ہمارے صدہا دیہات اپنے قبضہ میں کئے بلکہ ہماری اور تمام پنجاب کے مسلمانوں کی دینی آزادی کو بھی روک دیا ایک مسلمان کو بانگ نماز پر بھی مارے جانے کا اندیشہ تھا چہ جائیکہ اور رسوم عبادت آزادی سے بجا لا سکتے۔ پس یہ اس گورنمنٹ محسنہ کا ہی احسان تھا کہ ہم نے اس جلتے ہوئے تنور سے خلاصی پائی اور خدا تعالےٰ نے ایک ابر رحمت کی طرح اس گورنمنٹ کو ہمارے آرام کے لیے بھیج دیا پھر کس قدر بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس نعمت کا شکر بجا نہ لاویں۔ اس نعمت کی عظمت تو ہمارے دل اور جان اور رگ و ریشہ میں منقوش ہے اور ہمارے بزرگ ہمیشہ اس راہ میں اپنی جان دینے کے لیے طیار رہے۔ پھر نعوذ باللہ کیونکر ممکن ہے کہ ہم اپنے دلوں میں مفسدانہ ارادے رکھیں۔ ہمارے پاس تو وہ الفاظ نہیں جن کے ذریعہ سے ہم اس آرام اور راحت کا ذکر کر سکیں جو اس گورنمنٹ سے ہم کو حاصل ہوئی۔ ہماری تو یہی دُعا ہے کہ خدا اس گورنمنٹ مُحسنہ کو جزاء خیر دے اور اس سے نیکی کرے جیسا کہ اس نے ہم سے نیکی کی۔ یہی وجہ ہے کہ میرا باپ اور میرا بھائی اور خود مَیں بھی رُوح کے جوش سے اس بات میں مصروف رہے کہ اس گورنمنٹ کے فوائد اور احسانات کو عام لوگوں پر ظاہر کریں اور اس کی اطاعت کی فرضیّت کو دلوں میں جما دیں۔ اور یہی وجہ ہے کہ مَیں اٹھارہ برس سے ایسی کتابوں کی تالیف میں مشغول ہوں کہ جو مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی محبت اور اطاعت کی طرف مائل کر رہے ہیں گو اکثر جاہل مولوی ہماری اس طرز اور رفتار اور ان خیالات سے سخت ناراض ہیں اور اندر ہی اندر جلتے اور دانت پیستے ہیں مگر مَیں جانتا ہوں کہ وہ اسلام کی اس اخلاقی تعلیم سے بھی بے خبر ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ **جو شخص انسان کا شکر نہ کرے وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا** یعنی اپنے مُحسن کا شکر کرنا ایسا فرض ہے جیسا کہ خدا کا۔

یہ تو ہمارا عقیدہ ہے مگر افسوس کہ مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس لمبے سلسلہ اٹھارہ برس کی تالیفات کو جن میں بہت سی پُرزور تقریریں اطاعت گورنمنٹ کے بارے میں ہیں کبھی ہماری گورنمنٹ محسنہ نے توجہ سے نہیں دیکھا اور کئی مرتبہ میں نے یاد دلایا مگر اُس کا اثر محسوس نہیں ہوا۔ لہٰذا مَیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ مفصلہ ذیل کتابوں اور اشتہاروں کو توجہ سے دیکھا جائے اور وہ مقامات پڑھے جائیں جن کے نمبر صفحات مَیں نے ذیل میں لکھ دیئے ہیں۔

نمبر	نام کتاب یا اشتہار	تاریخ طبع	نمبر صفحات
۱	براہین احمدیہ حصہ سوم	۱۸۸۲ء	الف سے ب تک (شروع کتاب)
۲	براہین احمدیہ حصہ چہارم	۱۸۸۴ء	الف سے د تک ایضاً
۳	نوٹس دربارہ توسیع دفعہ ۲۹۸ در کتاب آریہ دھرم	۲۲ر ستمبر ۱۸۹۵ء	۵۷ سے ۶۴ تک آخر کتاب
۴	التماس دربارہ ایضاً ایضاً	ایضاً	تمام اشتہار ہر چہار صفحہ آخر کتاب
۵	درخواست دربارہ ایضاً	ایضاً	۶۹ سے ۷۲ تک آخر کتاب
۶	خط دربارہ ایضاً	۲۱ر اکتوبر ۱۸۹۵ء	۱ سے ۸ تک تمام علیحدہ اشتہار
۷	آئینہ کمالاتِ اسلام	فروری ۱۸۹۳ء	۱۷ سے ۲۰ تک اور ۵۱۱ سے ۵۲۸ تک
۸	اعلان در کتاب نُور الحق	۱۳۱۱ھ	۲۳ سے ۴۵ تک
۹	گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ۔ در کتاب شہادۃ القرآن	۲۲ر ستمبر ۱۸۹۳ء	الف سے ع تک آخر کتاب
۱۰	نور الحق حصہ دوم	۱۳۱۱ھ	۴۹ سے ۵۰ تک
۱۱	سرّ الخلافہ	۱۳۱۲ھ	۷۱ سے ۷۳ تک
۱۲	اتمام الحجہ	۱۳۱۱ھ	۲۵ سے ۲۷ تک
۱۳	حمامۃ البشریٰ	ایضاً	۳۹ سے ۴۲ تک
۱۴	تحفہ قیصریہ	۲۵ر مئی ۱۸۹۷ء	تمام کتاب
۱۵	ست بچن	نومبر ۱۸۹۵ء	۱۵۳ سے ۱۵۴ تک اور ٹائٹل پیج
۱۶	انجام آتھم	جنوری ۱۸۹۷ء	۲۸۳ سے ۲۸۴ تک آخر کتاب
۱۷	سراج منیر	مئی ۱۸۹۷ء	صفحہ ۴۷
۱۸	تکمیل تبلیغ معہ شرائط بیعت	۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء	صفحہ ۴ حاشیہ اور صفحہ ۶ شرط چہارم
۱۹	اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ اور عام اطلاع کیلئے	۲۷ر فروری ۱۸۹۵ء	تمام اشتہار یکطرفہ
۲۰	اشتہار دربارہ سفیر سلطان رُوم	۲۴ر مئی ۱۸۹۷ء	۱ سے ۳ تک
۲۱	اشتہار جلسہ احباب بر جشن جوبلی بمقام قادیان	۲۳ر جون ۱۸۹۷ء	۱ سے ۴ تک
۲۲	اشتہار جلسہ شکریہ جشن جوبلی حضرت قیصرہ دام ظلّہا	۷ر جون ۱۸۹۷ء	تمام اشتہار یک ورق
۲۳	اشتہار متعلق بزرگ اخبار چودھویں والہ	۲۵ر جون ۱۸۹۷ء	صفحہ ۱۰
۲۴	اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ معہ ترجمہ انگریزی	۱۰ر دسمبر ۱۸۹۴ء	تمام اشتہار ۱ سے ۷ تک

ان کتابوں کے دیکھنے کے بعد ہر ایک شخص اس نتیجہ تک پہنچ سکتا ہے کہ جو شخص برابر اٹھارہ برس سے ایسے جوش سے کہ جس سے زیادہ ممکن نہیں گورنمنٹ انگلشیہ کی تائید میں ایسے پُرزور مضمون لکھ رہا ہے اور اُن مضمونوں کو نہ صرف انگریزی عملداری میں بلکہ دوسرے ممالک میں بھی شائع کر رہا ہے کیا اس کے حق میں یہ گمان ہو سکتا ہے کہ وہ اس گورنمنٹ مُحسنہ کا خیر خواہ نہیں؟ گورنمنٹ متوجہ ہو کر سوچے کہ یہ مسلسل کارروائی جو مسلمانوں کو اطاعت گورنمنٹ برطانیہ پر آمادہ کرنے کے لیے برابر اٹھارہ برس سے ہو رہی ہے اور غیر ملکوں کے لوگوں کو بھی آگاہ کیا گیا ہے کہ ہم کیسے امن اور آزادی سے زیر سایہ گورنمنٹ برطانیہ زندگی بسر کرتے ہیں یہ کارروائی کیوں اور کس غرض سے ہے اور غیر ملک کے لوگوں تک ایسی کتابیں اور ایسے اشتہارات کے پہنچانے سے کیا مدعا تھا؟ گورنمنٹ تحقیق کرے کہ کیا یہ سچ نہیں کہ ہزاروں مسلمانوں نے جو مجھے کافر قرار دیا اور مجھے اور میری جماعت کو جو ایک گروہ کثیر پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہے ہر ایک طور کی بدگوئی اور بد اندیشی سے ایذاء دینا اپنا فرض سمجھا۔ اس تکفیر اور ایذا کا ایک مخفی سبب یہ ہے کہ ان نادان مسلمانوں کے پوشیدہ خیالات کے برخلاف دل و جان سے گورنمنٹ انگلشیہ کی شکر گذاری کے لیے ہزارہا اشتہارات شائع کئے گئے اور ایسی کتابیں بلاد عرب و شام وغیرہ تک پہنچائی گئیں؟ یہ باتیں بے ثبوت نہیں۔ اگر گورنمنٹ توجہ فرماوے تو نہایت بدیہی ثبوت میرے پاس ہیں۔ مَیں زور سے کہتا ہوں اور مَیں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا وفادار اور جان نثار یہی نیا فرقہ ہے جس کے اصولوں میں سے کوئی اصول گورنمنٹ کے لیے خطرناک نہیں۔ ہاں اس بات کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ مَیں نے بہت سی مذہبی کتابیں تالیف کر کے عملی طور پر اس بات کو بھی دکھلایا ہے کہ ہم لوگ سکھوں کے عہد میں کیسے مذہبی امور میں مجبور کئے گئے اور فرائض دعوت دین اور تائید اسلام سے روکے گئے تھے اور پھر اس گورنمنٹ محسنہ کے وقت میں کس قدر مذہبی آزادی بھی ہمیں حاصل ہوئی کہ ہم پادریوں کے مقابل پر بھی جو گورنمنٹ کی قوم میں داخل ہیں پُورے زور سے اپنی حقانیت کے دلائل پیش کر سکتے ہیں۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ایسی کتابوں کی تالیف سے جو پادریوں کے مذہب کے ردّ میں لکھی جاتی ہیں گورنمنٹ کے عادلانہ اصولوں کا اعلیٰ نمونہ لوگوں کو ملتا ہے اور غیر ملکوں کے لوگ خاص کر اسلامی بلاد کے نیک فطرت جب ایسی کتابوں کو دیکھتے ہیں جو ہمارے ملک سے اُن ملکوں میں جاتی ہیں تو اُن کو اس گورنمنٹ سے نہایت اُنس پیدا ہو جاتا ہے یہاں تک کہ بعض خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ گورنمنٹ در پردہ مسلمان ہے۔ اور اس طرح پر ہماری قلموں کے ذریعہ سے گورنمنٹ ہزاروں دلوں کو فتح کرتی جاتی ہے۔

دیسی پادریوں کے نہایت دل آزار حملے اور توہین آمیز کتابیں درحقیقت ایسی تھیں کہ اگر آزادی کے ساتھ اُن کی مدافعت نہ کی جاتی اور ان کے سخت کلمات کے عوض میں کسی قدر مہذبانہ سختی استعمال

میں نہ آتی تو بعض جاہل جو جلد تر بدگمانی کی طرف جھک جاتے ہیں شاید یہ خیال کرتے کہ گورنمنٹ کو پادریوں کی خاص رعایت ہے مگر اب ایسا خیال کوئی نہیں کر سکتا اور بالمقابل کتابوں کے شائع ہونے سے وہ اشتعال جو پادریوں کی سخت تحریروں سے پیدا ہونا ممکن تھا اندر ہی اندر دب گیا اور لوگوں کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ نے ہر ایک مذہب کے پیرو کو اپنے مذہب کی تائید میں عام آزادی دی ہے جس سے ہر ایک فرقہ برابر فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ پادریوں کی کوئی خصوصیت نہیں۔ غرض ہماری بالمقابل تحریروں سے گورنمنٹ کے پاک ارادوں اور نیک نیتی کا لوگوں کو تجربہ ہو گیا اور اب ہزارہا آدمی انشراح صدر سے اس بات کے قائل ہو گئے ہیں کہ درحقیقت یہ اعلیٰ خوبی اس گورنمنٹ کو حاصل ہے کہ اُس نے مذہبی تحریرات میں پادریوں کا ذرہ پاس نہیں کیا اور اپنی رعایا کو حق آزادی برابر طور پر دیا ہے۔

مگر تاہم نہایت ادب سے گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ اس قدر آزادی کا بعض دلوں پر اچھا اثر محسوس نہیں ہوتا اور سخت الفاظ کی وجہ سے قوموں میں تفرقہ اور نفاق اور بغض بڑھتا جاتا ہے اور اخلاقی حالات پر بھی اس کا بُرا اثر ہوتا ہے۔ مثلاً حال میں جو اسی ۱۸۹۷ء میں پادری صاحبوں کی طرف سے مشن پریس گوجرانوالہ میں اسلام کے رد میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام یہ رکھا ہے۔ "اُمّہات المومنین یعنی دربار مصطفائی کے اسرار"[1] وہ ایک تازہ زخم مسلمانوں کے دلوں کو پہنچانے والی ہے اور یہ نام ہی کافی ثبوت اس تازہ زخم کا ہے اور اس میں اشتعال دہی کے طور پر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی ہیں اور نہایت دلآزار کلمے استعمال کئے ہیں۔ مثلاً اس کے صفحہ ۸۰ سطر ۱۴ میں یہ عبارت ہے "ہم تو یہی کہتے ہیں کہ محمد صاحب نے خدا پر بہتان باندھا زنا کیا اور اوس کو حکم خدا بتلایا۔" ایسے کلمات کس قدر مسلمانوں کے دلوں کو دُکھائیں گے کہ اُن کے بزرگ اور مقدس نبی کو صاف اور صریح لفظوں میں زانی ٹھہرایا اور پھر دل دُکھانے کے لیے ہزار کاپی اس کتاب کی مسلمانوں کی طرف مفت روانہ کی گئی ہے۔ چنانچہ آج ہی کی تاریخ جو ۱۵؍ فروری ۱۸۹۸ء ہے ایک جلد مجھکو بھی بھیج دی ہے[2] حالانکہ میں نے طلب نہیں کی اور اس کتاب میں یعنی صفحہ ۵ میں لکھ بھی دیا ہے کہ "اس کتاب کی ایک ہزار جلدیں مفت بصیغہ ڈاک ایک ہزار مسلمانوں کی نذر کرتے ہیں۔" اب ظاہر ہے کہ جب ایک ہزار مسلمان کو خواہ نخواہ یہ کتاب بھیج کر اُن کا دل دُکھایا گیا تو کس قدر نقض امن کا اندیشہ ہو سکتا ہے۔ اور یہ پہلی تحریر ہی نہیں بلکہ اس سے پہلے بھی پادری صاحبوں نے بارہا بہت سی فتنہ انگیز تحریریں شائع کی ہیں اور بے خبر مسلمانوں کو مشتعل کرنے

---

[1] اس کتاب کو پرسوتم داس عیسائی نے گوجرانوالہ شعلہ طور پریس سے شائع کیا ہے۔

[2] ہمارے بہت سے معزز دوستوں کے بھی اس بارے میں خطوط پہنچے ہیں کہ اُن کو مفت بلا طلب یہ کتاب بھیجی گئی ہے۔

کے لیے وہ کتابیں اکثر مسلمانوں میں تقسیم کی ہیں جن کا ایک ذخیرہ میرے پاس بھی موجود ہے جن میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بدکار۔ زانی۔ شیطان۔ ڈاکو۔ لٹیرا۔ دغا باز۔ دجال وغیرہ دلآزار ناموں سے یاد کیا ہے۔ اور گو ہماری گورنمنٹ محسنہ اس بات سے روکتی نہیں کہ مسلمان بالمقابل جواب دیں لیکن اسلام کا مذہب مسلمانوں کو اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی مقبول القوم نبی کو بُرا کہیں بالخصوص حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت جو پاک اعتقاد عام مسلمان رکھتے ہیں اور جس قدر محبت اور تعظیم سے اُن کو دیکھتے ہیں وہ ہماری گورنمنٹ پر پوشیدہ نہیں میرے نزدیک ایسی فتنہ انگیز تحریروں کے روکنے کے لیے بہتر طریق یہ ہے کہ گورنمنٹ عالیہ یا تو یہ تدبیر کرے کہ ہر ایک فریق مخالف کو ہدایت فرماوے کہ وہ اپنے حملہ کے وقت تہذیب اور نرمی سے باہر نہ جاوے اور صرف اُن کتابوں کی بناء پر اعتراض کرے جو فریق مقابل کی مسلّم اور مقبول ہوں اور اعتراض بھی وہ کرے جو اپنی مسلّم کتابوں پر وارد نہ ہو سکے۔ اور اگر گورنمنٹ عالیہ یہ نہیں کر سکتی تو یہ تدبیر عمل میں لاوے کہ یہ قانون صادر فرماوے کہ ہر ایک فریق صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے اور دوسرے فریق پر ہرگز حملہ نہ کرے۔ مَیں دل سے چاہتا ہوں کہ ایسا ہو اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ قوموں میں صلحکاری پھیلانے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں کہ کچھ عرصہ کے لیے مخالفانہ حملے روک دیئے جائیں۔ ہر ایک شخص صرف اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے اور دوسرے کا ذکر زبان پر نہ لاوے اگر گورنمنٹ عالیہ میری اس درخواست کو منظور کرے تو مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ چند سال میں تمام قوموں کے کینے دُور ہو جائیں گے اور بجائے بُغض محبت پیدا ہو جائے گی۔ ورنہ کسی دوسرے قانون سے اگرچہ مجرموں سے تمام جیلخانے بھر جائیں مگر اس قانون کا اُن کی اخلاقی حالت پر نہایت ہی کم اثر پڑے گا۔

(۳) تیسرا امر جو قابل گذارش ہے یہ ہے کہ مَیں گورنمنٹ عالیہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ فرقہ جدیدہ جو برٹش انڈیا کے اکثر مقامات میں پھیل گیا ہے جس کا مَیں پیشوا اور امام ہوں گورنمنٹ کے لیے ہرگز خطرناک نہیں ہے اور اس کے اُصول ایسے پاک اور صاف اور امن بخش اور صلحکاری کے ہیں کہ تمام اسلام کے موجودہ فرقوں میں اس کی نظیر گورنمنٹ کو نہیں ملے گی۔ جو ہدایتیں اس فرقہ کے لیے مَیں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مُرید کو دیا ہے کہ اُن کو اپنا دستور العمل رکھے۔ وہ ہدایتیں میرے اُس رسالہ میں مندرج ہیں جو ۱۲ر جنوری ۱۸۸۹ء میں چھپ کر عام مُریدوں میں شائع ہوا ہے جس کا نام تکمیل تبلیغ مع شرائط بیعت [ل] ہے جس کی ایک کاپی اسی زمانہ میں گورنمنٹ میں بھی بھیجی گئی تھی

ل ان شرائط میں سے چند شرطوں کی یہاں نقل کی جاتی ہے۔ شرط دوم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت اُن کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ شرط چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز

ان ہدایتوں کو پڑھ کر اور ایسا ہی دوسری ہدایتوں کو دیکھ کر جو وقتاً فوقتاً چھپ کر مُریدوں میں شائع ہوتی ہیں گورنمنٹ کو معلوم ہوگا کہ کیسے امن بخش اصولوں کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور کس طرح بار بار اُن کو تاکیدیں کی گئی ہیں کہ وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ اور مطیع رہیں اور تمام بنی نوع کے ساتھ بلا امتیاز مذہب وملت کے انصاف اور رحم اور ہمدردی سے پیش آویں۔ یہ سچ ہے کہ میں کسی ایسے مہدی ہاشمی قرشی خونی کا قائل نہیں ہوں جو دوسرے مسلمانوں کے اعتقاد میں بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور زمین کو کفار کے خون سے بھر دیگا میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا اور محض ذخیرہ موضوعات جانتا ہوں۔ ہاں میں اپنے نفس کیلئے اس مسیح موعود کا ادعا کرتا ہوں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح غربت کے ساتھ زندگی بسر کرے گا اور لڑائیوں اور جنگوں سے بیزار ہوگا اور نرمی اور صلحکاری اور امن کے ساتھ قوموں کو اس سچے ذوالجلال خدا کا چہرہ دکھائے گا جو اکثر قوموں سے چھُپ گیا ہے۔ میرے اُصولوں اور اعتقادوں اور ہدایتوں میں کوئی امر جنگجوئی اور فساد کا نہیں۔ اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مُرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے۔ میں بار بار اعلان دے چکا ہوں کہ میرے بڑے اصول پانچ ہیں اوّل یہ کہ خدا تعالیٰ کو واحد لاشریک اور ہر ایک منقصت موت اور بیماری اور لاچاری اور درد اور دُکھ اور دوسری نالائق صفات سے پاک سمجھنا۔ دوسرے یہ کہ خدا تعالیٰ کے سلسلہ نبوت کا خاتم اور آخری شریعت لانے والا اور نجات کی حقیقی راہ بتلانے والا حضرت سیّدنا ومولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین رکھنا۔ تیسرے یہ کہ دین اسلام کی دعوت محض دلائل عقلیہ اور آسمانی نشانوں سے کرنا اور خیالات غازیانہ اور جہاد[1] اور جنگجوئی کو اس زمانہ کے لیے قطعی طور پر حرام اور ممتنع سمجھنا اور ایسے خیالات کے پابند کو صریح غلطی پر قرار دینا۔ چوتھے یہ کہ اس گورنمنٹ محسنہ کی نسبت جس کے ہم زیر سایہ ہیں یعنی گورنمنٹ انگلشیہ کوئی مفسدانہ خیالات دل میں نہ لانا اور خلوص دل سے اس کی اطاعت میں مشغول رہنا۔ پانچویں یہ کہ بنی نوع سے ہمدردی کرنا اور حتی الوسع ہر ایک شخص کی دنیا اور آخرت کی بہبودی کے لیے کوشش کرتے رہنا اور امن اور صلحکاری کا مؤید ہونا اور نیک اخلاق کو دُنیا میں پھیلانا۔ یہ پانچ اُصول ہیں جن کی اس جماعت کو تعلیم دی جاتی ہے اور میری جماعت جیسا کہ میں آگے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔ شرط نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہانتک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچاتے گا۔

---

[1] اس جہاد کے برخلاف نہایت سرگرمی سے میرے پیرو فاضل مولویوں نے ہزاروں آدمیوں میں تعلیم کی ہے اور کر رہے ہیں جس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ منہ

بیان کروں گا جاہلوں اور وحشیوں کی جماعت نہیں ہے بلکہ اکثر اُن میں سے اعلیٰ درجہ کے تعلیم یافتہ اور علوم مروجہ کے حاصل کرنے والے اور سرکاری معزز عہدوں پر سرفراز ہیں اور مَیں دیکھتا ہوں کہ انہوں نے چال چلن اور اخلاقی حالت میں بڑی ترقی کی ہے اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ تجربہ کے وقت سرکار انگریزی ان کو اوّل درجہ کے خیر خواہ پائے گی۔

(۴) چوتھی گذارش یہ ہے کہ جس قدر لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اکثر اُن میں سے سرکار انگریزی کے معزز عہدوں پر ممتاز اور یا اس ملک کے نیک نام رئیس اور ان کے خدام اور احباب اور یا تاجر اور یا وکلاء اور یا نو تعلیم یافتہ انگریزی خوان اور یا ایسے نیک نام علماء اور فضلاء اور دیگر شرفاء ہیں جو کسی وقت سرکار انگریزی کی نوکری کر چکے ہیں یا اب نوکری پر ہیں یا اُن کے اقارب اور رشتہ دار اور دوست ہیں جو اپنے بزرگ مخدوموں سے اثر پذیر ہیں اور یا سجادہ نشینان غریب طبع ۔غرض یہ ایک ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ اور نیکنامی حاصل کردہ اور مورد مراحم گورنمنٹ ہیں اور یا وہ لوگ جو میرے اقارب یا خدام میں سے ہیں۔ان کے علاوہ ایک بڑی تعداد علماء کی ہے جنہوں نے میری اتباع میں اپنے وعظوں سے ہزاروں دلوں میں گورنمنٹ کے احسانات جما دیئے ہیں۔اور مَیں مناسب دیکھتا ہوں کہ اُن میں سے اپنے چند مُریدوں کے نام بطور نمونہ آپ کے ملاحظہ کے لیے ذیل میں لکھ دوں۔

(۵) میرا اس درخواست سے جو حضور کی خدمت میں مع اسماء مُریدین روانہ کرتا ہوں مدعا یہ ہے کہ اگرچہ مَیں ان خدمات خاصہ کے لحاظ سے جو مَیں نے اور میرے بزرگوں نے محض صدق دل اور اخلاص اور جوش وفاداری سے سرکار انگریزی کی خوشنودی کے لیے کی ہیں عنایت خاص کا مستحق ہوں ، لیکن یہ سب امور گورنمنٹ عالیہ کی توجہات پر چھوڑ کر بالفعل ضروری استغاثہ یہ ہے کہ مجھے متواتر اس بات کی خبر ملی ہے کہ بعض حاسد بد اندیش جو بوجہ اختلاف عقیدہ یا کسی اور وجہ سے مجھ سے بغض اور عداوت رکھتے ہیں یا جو میرے دوستوں کے دشمن ہیں میری نسبت اور میرے دوستوں کی نسبت خلاف واقعہ امور گورنمنٹ کے معزز حکام تک پہنچاتے ہیں۔اس لیے اندیشہ ہے کہ اُن کی ہر روز کی مفتریانہ کارروائیوں سے گورنمنٹ عالیہ کے دل میں بدگمانی پیدا ہو کر وہ تمام جانفشانیاں پچاس سالہ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضیٰ اور میرے حقیقی بھائی مرزا غلام قادر مرحوم کی جن کا تذکرہ سرکاری چٹھیات اور سر لیپل گرفن کی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور نیز میری قلم کی وہ خدمات جو میرے اٹھارہ سال کی تالیفات سے ظاہر ہیں سب کی سب ضائع اور برباد نہ جائیں اور خدانخواستہ سرکار انگریزی اپنے ایک قدیم وفادار اور خیرخواہ خاندان کی نسبت کوئی تکدر خاطر اپنے دل میں پیدا کرے ۔اس بات کا علاج تو غیر ممکن ہے کہ ایسے لوگوں کا مُنہ بند کیا جائے کہ جو اختلاف مذہبی کی وجہ سے یا نفسانی حسد اور بغض اور

کسی ذاتی غرض کے سبب سے جھوٹی مخبری پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولتمدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گذار ہیں اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے۔ لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم خدمات گذشتہ کے لحاظ سے سرکار دولتمدار کی پوری عنایات اور خصوصیت توجہ کی درخواست کریں تا ہر ایک شخص بیوجہ ہماری آبروریزی کے لیے دلیری نہ کر سکے۔ اب کسی قدر اپنی جماعت کے نام ذیل میں لکھتا ہوں۔

۱۔ خانصاحب نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیرکوٹلہ جنکے خاندان کی خدمات گورنمنٹ عالیہ کو معلوم ہیں۔

۲۔ مولوی سید محمد عسکری خانصاحب رئیس کڑا ضلع الہ آباد پنشنر ڈپٹی کلکٹر و نائب مدار المہام ریاست بھوپال جن کی نمایاں خدمات پر سرکار سے لقب عطا ہوا اور چٹھیات خوشنودی ملیں۔

۳۔ مرزا خدابخش صاحب ایچ پی سابق مترجم چیف کورٹ پنجاب حال تحصیلدار علاقہ نواب محمد علی خاں صاحب ریاست مالیرکوٹلہ

۴ منشی نبی بخش صاحب سب ہیڈ دفتر اگزیمینیر ریلوے لاہور

۵۔ بابو عبدالرحمٰن صاحب کلرک دفتر لوکو محکمہ ریلوے لاہور

۶۔ مولوی سید تفضل حسین صاحب ڈپٹی کلکٹر علی گڑھ ضلع فرخ آباد

۷۔ میاں چراغدین صاحب پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ پنجاب ورئیس لاہور

۸۔ قاضی غلام مرتضیٰ صاحب پنشنر اکسٹرا اسسٹنٹ مظفر گڑھ

۹ منشی عبدالعزیز صاحب ملازم محکمہ بندوبست ضلع گورداسپور

۱۰ ڈاکٹر سید منصب علی صاحب پنشنر الہ آباد

۱۱۔ منشی حمیدالدین صاحب ملازم محکمہ پولیس ضلع لدھیانہ

۱۲۔ منشی تاجدین صاحب اکونٹنٹ محکمہ ریلوے لاہور

۱۳۔ بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنگ انجینئر محکمہ انہار انبالہ

۱۴۔ ڈاکٹر بوڑے خانصاحب ایل ایم ایس انچارج شفاخانہ قصور

۱۵۔ محمد افضل خانصاحب
۱۶۔ گامے خانصاحب
۱۷۔ امام بخش خانصاحب
} سواران رسالہ نمبر ۱۲ تر ب ۸ جواب سرحدی خدمات پر مامور ہیں۔

۱۸۔ خواجہ جمال الدین صاحب بی اے پرنسپل
سری رنبیر کالج جموں

۱۹۔ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب ایل ایم ایس
متعینہ خدمات خاص بندر عباس ملک ایران

۲۰۔ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب ایم بی اسسٹنٹ
سول سرجن ریاست پٹیالہ

۲۱۔ڈاکٹر عبدالرحمن صاحب ایل ایم ایس سول سرجن
چکرانہ متعینہ خدمات خاص

۲۲۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب متعینہ خدمات
خاص مشرقی افریقہ

۲۳۔ منشی محمد علی صاحب صوفی ملازم دفتر ریلوے لاہور

۲۴۔ ماسٹر غلام محمد صاحب بی اے سیالکوٹ

۲۵۔ منشی قائم الدین صاحب بی اے سیالکوٹ

۲۶۔ منشی محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس کالکا ریلوے

۲۷۔ قاضی یوسف علی صاحب ملازم پولیس
ریاست جنید

۲۸۔ میاں محمد خان صاحب ملازم ریاست کپورتھلہ

۲۹۔ منشی فیاض علی صاحب محرر ریاست

۳۰۔ منشی گوہر علی صاحب سب پوسٹماسٹر جالندھر

۳۱۔ ڈاکٹر عبدالشکور صاحب سرسہ

۳۲۔ مولوی محمد علی صاحب ایم اے پروفیسر اورنٹیل
کالج لاہور

۳۳۔ سید خصیلت علیشاہ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ضلع
گوجرانوالہ

۳۴۔ میاں محمد نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم

۳۵۔ میاں عبداللہ صاحب پٹواری ریاست پٹیالہ

۳۶۔ سید امیر علی شاہ صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ

۳۷۔ سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیر کشمیر

۳۸۔ پیرزادہ قمرالدین صاحب تحصیلدار راولپنڈی

۳۹۔ سید عبدالہادی صاحب سب اوورسیر ملٹری ورکس لن

۴۰۔ ماسٹر قادر بخش صاحب مدرس لدھیانہ

۴۱۔ منشی عزیز اللہ صاحب پوسٹماسٹر نادون ضلع کانگڑہ

۴۲۔ سید رمضان علی صاحب پنشنر ڈپٹی انسپکٹر پولیس
الہ آباد

۴۳۔ منشی گلاب الدین صاحب مدرس رہتاس ضلع جہلم

۴۴۔ منشی محمد نصیرالدین صاحب پیشکار ریونیو بورڈ
ریاست حیدر آباد دکن

۴۵۔ چودھری نبی بخش صاحب سارجنٹ پولیس سیالکوٹ

۴۶۔ حافظ محمد اسحٰق صاحب اوورسیر یوگنڈا ریلوے

۴۷۔ منشی احمدالدین صاحب نقشہ نویس ملٹری آفس پشاور

۴۸۔ محمدالدین صاحب ملازم پولیس سیالکوٹ

۴۹۔ بابو غلام محمد صاحب سٹیشنری کلارک ریلوے آفس
لاہور

۵۰۔ منشی عطا محمد صاحب سب اوورسیر فیلڈ فوسٹ
فرانٹیر

۵۱۔ بابو غلام محی الدین صاحب گڈز کلرک پھلور

۵۲۔ بابو نور احمد صاحب سٹیشن ماسٹر ٹاٹی پور

۵۳۔ منشی نورالدین صاحب ڈرافس مین گوجرانوالہ

۲۰۹

۵۴- بابو چراغدین صاحب سٹیشن ماسٹر لیہ
۵۵- مرزا غلام رسول صاحب ٹیلیگراف آفس کراچی
۵۶- مرزا امین بیگ صاحب سوار ریاست جے پور
۵۷- منشی عبدالرحمٰن صاحب ملازم ریاست کپورتھلہ
۵۸- مرزا کبیر بیگ صاحب سارجنٹ درجہ اوّل حصار
۵۹- سید جیون علی صاحب اکونٹنٹ محکمہ پولیس الہ آباد
۶۰- سید فرزند علی صاحب ملازم پولیس الہ آباد
۶۱- سید دلدار علی صاحب اکونٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس الہ آباد
۶۲- میاں عبدالقادر خانصاحب مدرس ضلع لدھیانہ
۶۳- مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار رئیس کلانور
۶۴- مولوی سلطان محمود صاحب اکونٹنٹ میلاپور مدراس
۶۵- مولوی عبدالرحمٰن صاحب ملازم دفتر ضلع جھنگ
۶۶- منشی مولا بخش صاحب کلارک ریلوے لاہور
۶۷- بابو محمد افضل صاحب کلرک ممباسہ یوگنڈا ریلوے
۶۸- منشی روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر ڈنڈوت جہلم
۶۹- میاں کریم اللہ صاحب سارجنٹ پولیس جہلم
۷۰- حبیب اللہ صاحب مرحوم محافظ دفتر پولیس جہلم
۷۱- حافظ فضل احمد صاحب اگزامینر آفس لاہور
۷۲- منشی اروڑا صاحب نقشہ نویس مجسٹریٹی ریاست کپورتھلہ
۷۳- مولوی وزیرالدین صاحب مدرس کانگڑہ
۷۴- منشی نواب دین صاحب ہیڈ ماسٹر دینا ضلع جہلم
۷۵- منشی شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر دینا ضلع جہلم
۷۶- مولوی احمد جان صاحب مدرس گوجرانوالہ
۷۷- منشی فتح محمد صاحب بزدار اسسٹنٹ پوسٹماسٹر ڈیرہ اسمٰعیل خان
۷۸- میر ذوالفقار صاحب ضلعدار نہر سنگرور
۷۹- منشی وزیر خاں صاحب سب اوورسیر بلب گڈھ
۸۰- منشی گلاب خانصاحب سب اوورسیر ملٹری ورکس
۸۱- صادق حسین صاحب وکیل مرحوم اٹاوہ
۸۲- مولوی عزیز بخش صاحب بی اے ریکارڈ کیپر ضلع ڈیرہ اسمٰعیل خاں
۸۳- ڈاکٹر فیض قادر صاحب ویٹرنری اسسٹنٹ کپورتھلہ
۸۴- مولوی عبداللہ صاحب پروفیسر مہندر کالج ریاست پٹیالہ
۸۵- مولوی مرزا صادق علی بیگ صاحب معتمد مصارف ریاست حیدرآباد دکن و اُستاد مدارالمہام صاحب بہادر ریاست مذکور
۸۶- مولوی محمد صادق صاحب مولوی فاضل و منشی فاضل ملازم ہائی سکول جموّں
۸۷- منشی غلام محمد صاحب دفتر پولیٹیکل ایجنٹ گلگت
۸۸- ڈاکٹر رحمت علی صاحب ممباسہ یوگنڈا ریلوے
۸۹- شیخ محمد اسمٰعیل صاحب نقشہ نویس محکمہ ریلوے دہلی
۹۰- شیخ فتح محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر کشتواڑ
۹۱- مولوی صفدر علی صاحب مہتمم محکمہ تعمیرات ریاست حیدرآباد دکن
۹۲- حافظ محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس ریاست جموں
۹۳- شیخ عبدالرحمٰن صاحب بی اے مترجم ڈویژنل کورٹ ملتان
۹۴- مولوی ابو عبدالعزیز محمد صاحب دفتر پنجاب یونیورسٹی

۹۵۔ ڈاکٹر ظہور اللہ احمد صاحب سول سرجن ریاست حیدر آباد دکن
۹۶۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ہاؤس سرجن ہسپتال
۹۷۔ منشی غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر نارووال ضلع سیالکوٹ
۹۸۔ منشی جلال الدین صاحب پنشنر میر منشی رجمنٹ نمبر ۱۲
۹۹۔ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست
۱۰۰۔ شیخ عبدالرحیم صاحب سابق لیس دفعدار رسالہ نمبر ۱۲
۱۰۱۔ سید میر ناصر نواب صاحب پنشنر نقشہ نویس
۱۰۲۔ سید حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ
۱۰۳۔ چودھری رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر دہلی
۱۰۴۔ ڈاکٹر قاضی کرم الٰہی صاحب نائب سپرنٹنڈنٹ لیونٹک اسائیلم لاہور
۱۰۵۔ ڈاکٹر محبوب علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ
۱۰۶۔ منشی اللہ داد صاحب کلرک دفتر رجسٹرار چھاؤنی شاہ پور
۱۰۷۔ بابو محمد عظیم صاحب کلرک دفتر ریلوے لاہور
۱۰۸۔ منشی زین الدین محمد ابراہیم صاحب انجینئر بمبئی
۱۰۹۔ بابو علی احمد صاحب ریلوے آفس لاہور
۱۱۰۔ منشی محمد الدین صاحب پٹواری بلانی تحصیل کھاریاں
۱۱۱۔ میاں مولا داد صاحب سرویر ریلوے
۱۱۲۔ مولوی سید محمد احسن صاحب سابق منشی وائسریکل باڈی مہتمم مصارف ریاست بھوپال رئیس امروہہ
۱۱۳۔ منشی عطا محمد صاحب سب اوورسیر میونسپل کمیٹی سیالکوٹ
۱۱۴۔ میاں جان محمد صاحب مرحوم قادیان
۱۱۵۔ منشی محمد سعید صاحب ٹیلیگراف ماسٹر از خاندان حکماء شاہی
۱۱۶۔ حکیم محمد حسین صاحب کوچہ کندیگراں لاہور
۱۱۷۔ حکیم محمد حسین صاحب بھاٹی دروازہ لاہور
۱۱۸۔ میر مردان علی صاحب مہتمم دفتر اکونٹنٹ جنرل ریاست حیدر آباد
۱۱۹۔ منشی عبدالعزیز صاحب محافظ دفتر نہر جمن غربی دہلی۔
۱۲۰۔ بابو مہتاب الدین صاحب ریلیونگ سٹیشن ماسٹر نارتھ ویسٹرن ریلوے
۱۲۱۔ مولوی فتح محمد صاحب اوّل مدرس مدرسہ خانقاہ ڈوگراں
۱۲۲۔ منشی محمد یوسف صاحب نائب تحصیلدار کوہاٹ
۱۲۳۔ منشی رجب علی صاحب پنشنر ساکن جھونسی کہنہ الہ آباد
۱۲۴۔ منشی قادر علی صاحب کلرک مدراس
۱۲۵۔ منشی سراج الدین صاحب ترمل کھیڑی کلرک مدراس
۱۲۶۔ مولوی عبدالقادر صاحب مدرس جمال پور لودیانہ
۱۲۷۔ شیخ کرم الٰہی صاحب کلرک ریلوے پٹیالہ
۱۲۸۔ منشی امانت خان صاحب نادون کانگڑہ
۱۲۹۔ مولوی عنایت اللہ صاحب مدرس مانانوالہ
۱۳۰۔ خواجہ کمال الدین صاحب بی اے ایل ایل بی پلیڈر
۱۳۱۔ منشی صادق حسین صاحب مختار عدالت اٹاوہ
۱۳۲۔ مولوی ابوالحمید صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن
۱۳۳۔ مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن

۱۳۴۔ محمد یعقوب صاحب معلّم یورپین ڈیرہ دون
۱۳۵۔ مرزا افضل بیگ صاحب مختار عدالت قصور ضلع لاہور
۱۳۶۔ منشی محمد الدین صاحب اپیل نویس سیالکوٹ
۱۳۷۔ منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس کپور تھلہ
۱۳۸۔ سید مولوی ظہور علی صاحب وکیل ہائیکورٹ
حیدر آباد دکن
۱۳۹۔ چودھری شہاب الدین صاحب بی اے ایل ایل بی
کلاس لاہور
۱۴۰۔ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب وکیل فتحگڈھ ضلع فرخ آباد
۱۴۱۔ سردار محمد جلال الدین صاحب آنریری مجسٹریٹ
گوجرانوالہ
۱۴۲۔ مولوی غلام حسین صاحب سب رجسٹرار پشاور
۱۴۳۔ راجہ پائندہ خاں صاحب رئیس دارا پور ضلع جہلم
۱۴۴۔ میاں سراجدین صاحب رئیس کورٹ سراجدین
گوجرانوالہ
۱۴۵۔ سردار محمد باقر خانصاحب قزلباش خلف الصدق
سردار محمد اکبر خانصاحب مرحوم سابق تحصیلدار کانگڑہ
۱۴۶۔ راجہ عبداللہ خاں صاحب رئیس ہر بابنہ برادر
محمد نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم
۱۴۷۔ میاں معراج الدین صاحب رئیس لاہور از خاندان
میاں محمد سلطان صاحب مرحوم رئیس اعظم لاہور
۱۴۸۔ مفتی محمد صادق صاحب رئیس بھیرہ
۱۴۹۔ مرزا محمد یوسف بیگ صاحب رئیس سامانہ پٹیالہ
۱۵۰۔ مولوی حکیم نور الدین صاحب رئیس بھیرہ سابق
طبیب شاہی ریاست جموں وکشمیر
۱۵۱۔ نواب سراج الدین صاحب از خاندان ریاست لوہارو

۱۵۲۔ سردار عبدالعزیز خاں صاحب قزلباش خلف الرشید
جرنیل عبدالرحمٰن خانصاحب قزلباش ملازم سردار
ایوب خان صاحب
۱۵۳۔ راجہ عطاء اللہ خانصاحب رئیس باڑی پور کشمیر
۱۵۴۔ مفتی فضل الرحمٰن صاحب رئیس بھیرہ
۱۵۵۔ صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی
رئیس سرساوہ
۱۵۶۔ حافظ فتح الدین صاحب نمبردار مدار ریاست
کپور تھلہ
۱۵۷۔ میاں شرف الدین صاحب نمبردار کوٹلہ فقیر ضلع جہلم
۱۵۸۔ میاں محمد خاں صاحب نمبردار جبتروال ضلع امرتسر
۱۵۹۔ مخدوم محمد صدیق صاحب رئیس ضلع شاہ پور
۱۶۰۔ سید محمد انوار حسین خانصاحب رئیس شاہ آباد ضلع
ہردوئی
۱۶۱۔ حاجی حافظ مولوی فضل الدین صاحب رئیس
بھیرہ و تاجر
۱۶۲۔ حکیم سید حسام الدین صاحب رئیس سیالکوٹ
۱۶۳۔ منشی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پور کپور تھلہ
۱۶۴۔ مرزا رسول بیگ صاحب رئیس کلانور
۱۶۵۔ حکیم فضل الٰہی صاحب رئیس کوٹ بھوانیداس
۱۶۶۔ چودھری نبی بخش صاحب رئیس بٹالہ
۱۶۷۔ شاہزادہ عبدالمجید خاں صاحب لدھیانہ
۱۶۸۔ مولوی برہان الدین صاحب گکھڑ جہلم
۱۶۹۔ میاں غلام دستگیر صاحب سلوتری میلا پور مدراس
۱۷۰۔ مولوی عبدالکریم صاحب خلف الرشید میاں
محمد سلطان صاحب میونسپل کمشنر سیالکوٹ

۱۷۱- منشی قمرالدین صاحب مدرس آریہ سکول لدھیانہ
۱۷۲- منشی رحیم بخش صاحب میونسپل کمشنر لدھیانہ
۱۷۳- پیر جی خدا بخش صاحب مرحوم تاجر ڈیرہ دون
۱۷۴- شیخ چراغ علی صاحب نمبردار تھہ غلام نبی گورداسپور
۱۷۵- مرزا ایوب بیگ صاحب خلف الرشید مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس کلانور
۱۷۶- شیر محمد خانصاحب رئیس بھکر محمڈن کالج علیگڈھ
۱۷۷- حافظ عبدالعلی صاحب محمڈن کالج علیگڈھ
۱۷۸- مولوی محمود حسن خانصاحب مدرس پٹیالہ
۱۷۹- منشی عبدالرحمٰن صاحب سنوری پٹواری پٹیالہ
۱۸۰- شیخ رحمت اللہ صاحب جنرل مرچنٹ مالک بمبئی ہاؤس لاہور
۱۸۱- حاجی سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب حاجی اللہ رکھا ساجن کمپنی مدراس
۱۸۲- خلیفہ رجب الدین صاحب تاجر لاہور
۱۸۳- چودھری محمد سلطان صاحب تاجر میونسپل کمشنر سیالکوٹ
۱۸۴- سیٹھ صالح محمد صاحب تاجر مدراس
۱۸۵- میاں محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار چوب بٹالہ
۱۸۶- سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب امبریلا مرچنٹ بمبئی
۱۸۷- میاں نبی بخش صاحب تاجر پشمینہ و رفوگر امرتسر
۱۸۸- سیٹھ اسحاق حاجی محمد صاحب تاجر مدراس
۱۸۹- قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار شکرم لدھیانہ
۱۹۰- منشی محمد جان صاحب تاجر وزیرآباد
۱۹۱- سیٹھ والجی لال جی صاحب جنرل مرچنٹ مدراس
۱۹۲- سیٹھ موسیٰ صاحب جنرل مرچنٹ اینڈ کمیشن ایجنٹ

۱۹۳- جمال الدین صاحب و امام الدین و خیرالدین تاجران سیکھواں
۱۹۴- شیخ کرم الٰہی صاحب ایجنٹ شیخ محمد رفیع برادر جنرل مرچنٹ لاہور
۱۹۵- حاجی مہدی بغدادی صاحب انڈیگو مرچنٹ مدراس
۱۹۶- خواجہ عزیزالدین صاحب تاجر لاہور
۱۹۷- سیٹھ احمد عبدالرحمٰن صاحب فرم آف ساجن کمپنی مدراس
۱۹۸- خواجہ غلام محی الدین صاحب سوداگر پشمینہ کلکتہ کولوٹولہ
۱۹۹- شیخ نور احمد صاحب سوداگر چرم مدراس
۲۰۰- شیخ مولا بخش صاحب سوداگر چرم ڈنگہ
۲۰۱- خلیفہ نورالدین صاحب تاجر جموں
۲۰۲- میاں جیون بٹ صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر
۲۰۳- میاں محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر
۲۰۴- سید فضل شاہ صاحب ٹھیکہ دار دومیل سڑک کشمیر
۲۰۵- میاں محمد عمر صاحب تاجر و رئیس شوپیاں کشمیر
۲۰۶- ڈاکٹر مراد بخش صاحب پروپرائیٹر نیو میڈیکل ہال کمرشیل بلڈنگ لاہور
۲۰۷- میاں سلطان بخش صاحب تاجر و پنجاب یونیورسٹی کمرشیل بلڈنگ لاہور
۲۰۸- میاں امام الدین صاحب پروپرائیٹر و تاجر
۲۰۹- سیٹھ علی محمد صاحب حاجی اللہ رکھا جنرل مرچنٹ بنگلور
۲۱۰- میاں محمد الدین صاحب تاجر پروپرائیٹر شومیکنگ جموں

۲۱۱۔ احمد دین و محمد بخش تاجران ملتان
۲۱۲۔ میاں قطب الدین صاحب مس گر امرت سر
۲۱۳۔ تاج محمد خانصاحب کلرک میونسپل کمیٹی لدھیانہ
۲۱۴۔ میاں چراغ الدین صاحب ٹھیکیدار گجرات
۲۱۵۔ منشی عطا محمد صاحب تاجر و اسٹامپ فروش چنیوٹ
۲۱۶۔ میاں عبد الخالق صاحب دوکاندار امرتسر
۲۱۷۔ میاں محمد امین صاحب تاجر کتب جہلم
۲۱۸۔ شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی
۲۱۹۔ منشی محمد ابراہیم صاحب تاجر گبرون لدھیانہ
۲۲۰۔ سیٹھ محمد یوسف صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس
۲۲۱۔ ڈاکٹر نور محمد صاحب پروپرائٹر شفاخانہ وایڈیٹر رسالہ ہمدرد صحت لاہور
۲۲۲۔ مولوی حکیم نور محمد صاحب مالک شفاخانہ نوری رئیس موکل ضلع لاہور
۲۲۳۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان
۲۲۴۔ مولوی عبد الغنی صاحب ایڈیٹر نسیم صبا بنگلور
۲۲۵۔ شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرت سر
۲۲۶۔ مولوی قطب الدین صاحب واعظ اسلام بدوملی
۲۲۷۔ مولوی ابو یوسف مبارک علی صاحب چھاؤنی سیالکوٹ
۲۲۸۔ حکیم مولوی سید حبیب شاہ صاحب خوشاب
۲۲۹۔ صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانہ خلف الرشید اخویم حضرت منشی حاجی احمد جان صاحب مرحوم
۲۳۰۔ صاحبزادہ منظور محمد صاحب سابق اہلمد پولیس دفتر کونسل جموں
۲۳۱۔ قاضی زین العابدین صاحب خانپور ریاست پٹیالہ
۲۳۲۔ شاہ رکن الدین احمد صاحب سجادہ نشین کڑہ ضلع الہ آباد
۲۳۳۔ مولوی عبد الرحیم صاحب بنگلور
۲۳۴۔ مولوی عبد الحکیم صاحب دھاوار علاقہ بمبئی
۲۳۵۔ مولوی غلام امام صاحب عزیز الواعظین منی پور آسام
۲۳۶۔ رحمٰن شاہ صاحب ناگپور ضلع چاندہ
۲۳۷۔ حاجی عبد الرحمٰن صاحب مرحوم لدھیانہ
۲۳۸۔ مولوی محمد حسین صاحب ریاست کپور تھلہ
۲۳۹۔ شیخ مولوی فضل حسین صاحب احمد آبادی جہلم
۲۴۰۔ قاضی محمد یوسف صاحب قاضی کوٹ گوجرانوالہ
۲۴۱۔ حافظ عبد الرحمٰن صاحب وکیل مدرسہ انوار الرحمٰن ملتان ساکن بٹالہ
۲۴۲۔ مولوی رحیم اللہ صاحب مرحوم لاہور
۲۴۳۔ مستری حاجی عصمت اللہ صاحب لودیانہ
۲۴۴۔ حاجی محمد امیر خانصاحب مہتمم گاڑی تنکرم سہارنپور
۲۴۵۔ مولوی محمد افضل صاحب ساکن کملہ ضلع گجرات
۲۴۶۔ مولوی محمد اکرم صاحب فرزند رشید ایضاً
۲۴۷۔ مولوی خان ملک صاحب موضع کھیوال ضلع جہلم
۲۴۸۔ مولوی عبد الرحمٰن صاحب خلف الرشید ایضاً
۲۴۹۔ سید احمد علی شاہ صاحب سفید پوش ضلع سیالکوٹ
۲۵۰۔ سید احمد حسین صاحب طبیب گوالیار
۲۵۱۔ حکیم محمد حسین صاحب طبیب ریاست گوالیار
۲۵۲۔ بابو نور الدین صاحب نقشہ نویس پبلک ورکس گوجرانوالہ
۲۵۳۔ شیخ ہدایت اللہ صاحب تاجر پشاور

۲۵۴۔ میاں فضل الٰہی صاحب نمبردار فیض اللہ چک گورداسپور
۲۵۵۔ احمد علی صاحب نمبردار وزیر چک ″
۲۵۶۔ مولوی غلام مصطفےٰ صاحب پروپرائیٹر شعلہ نور
پریس بٹالہ
۲۵۷۔ شیخ حامد علی صاحب زمیندار تھہ غلام نبی ضلع گورداسپور
۲۵۸۔ مولوی محمد فضل صاحب چنگوی ضلع راولپنڈی
۲۵۹۔ ڈاکٹر فیض احمد صاحب ویکسی نیٹر ضلع ہزارہ
۲۶۰۔ حافظ علاؤالدین صاحب کامپور راولپنڈی
۲۶۱۔ میاں غلام حسین صاحب رہتاسی قادیان
۲۶۲۔ مولوی عبدالقادر صاحب لدھیانہ
۲۶۳۔ حکیم محمد حسین صاحب مدرس اسلامیہ سکول راولپنڈی
۲۶۴۔ خوشحال خانصاحب رئیس باریکاب ضلع راولپنڈی
۲۶۵۔ منشی خادم حسین صاحب مدرس مدرسہ اسلامیہ ″
۲۶۶۔ قاضی غلام حسین صاحب کلرک دفتر اگزیمینیر
ریلوے لاہور۔
۲۶۷۔ حافظ حکیم قادر بخش صاحب احمد آباد ضلع جہلم
۲۶۸۔ میاں قطب الدین صاحب ساکن کوٹلہ فقیر جہلم
۲۶۹۔ قاضی عبدالوہاب خاں صاحب نائب قاضی ضلع
بلاسپور ممالک متوسط
۲۷۰۔ حافظ حاجی احمد اللہ خانصاحب مدرس مدرسہ
تعلیم الاسلام قادیان
۲۷۱۔ غلام محی الدین صاحب عرضی نویس جہلم
۲۷۲۔ عبدالرحمٰن پٹواری سنام ریاست پٹیالہ
۲۷۳۔ منشی ہاشم علی صاحب برنالہ ریاست پٹیالہ
۲۷۴۔ عبدالحق صاحب ٹیچر بٹالہ
۲۷۵۔ منشی کرم الٰہی صاحب مدرس نصرت اسلام لاہور

۲۷۶۔ خطیب نعمت علی صاحب اپیل نویس بٹالہ
۲۷۷۔ میاں کرم الٰہی صاحب کنسٹبل پولیس لودیانہ
۲۷۸۔ منشی امام الدین صاحب پٹواری لوچپ گورداسپور
۲۷۹۔ منشی رحیم الدین صاحب حبیب والا ضلع بجنور
۲۸۰۔ امام الدین صاحب کمپونڈر شفاخانہ لالہ موسیٰ
۲۸۱۔ شیخ عبداللہ دیوانچند ناظم شفاخانہ حمایت اسلام
لاہور
۲۸۲۔ حافظ نور محمد صاحب فیض اللہ چک گورداسپور
۲۸۳۔ حافظ غلام محی الدین صاحب بھیروی قادیان
۲۸۴۔ مسیح اللہ خانصاحب ملازم اگزکٹو انجنیئر صاحب
ملتان
۲۸۵۔ مولوی سردار محمد صاحب برادر زادہ مولوی صاحب
حکیم نورالدین صاحب بھیرہ
۲۸۶۔ منشی اللہ دتہ صاحب یورپین ٹیچر سیالکوٹ
۲۸۷۔ راجہ غلام حیدر خانصاحب رئیس یاڑی پورکشمیر
۲۸۸۔ مولوی نظام الدین صاحب رنگ پور ضلع
مظفر گڑھ
۲۸۹۔ مولوی جمال الدین صاحب سید والہ منٹگمری
۲۹۰۔ میاں عبداللہ صاحب زمیندار ٹھٹھہ سفیر کا ″
۲۹۱۔ میاں سراج الدین صاحب عطار سرہند
۲۹۲۔ محمد حیات صاحب سارجنٹ پولیس سیالکوٹ
۲۹۳۔ منشی نیاز علی صاحب ″ ″
۲۹۴۔ محمد دین صاحب کنسٹبل ″ ″
۲۹۵۔ حکیم احمدالدین صاحب نقل نویس ″
۲۹۶۔ ڈاکٹر کریم بخش صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ
۲۹۷۔ حافظ محمد قاری صاحب جہلم

۲۹۸۔ میاں نجم الدین صاحب تاجر کتب بھیرہ
۲۹۹۔ مستری جمال دین مالک کارخانہ روئی ؍؍
۳۰۰۔ مولوی فضل محمد صاحب موضع ہرسیاں گورداسپور
۳۰۱۔ محمد علی شاہ مدرس غوطہ سیالکوٹ
۳۰۲۔ عبدالمجید صاحب محرر لوکل فنڈ پٹھانکوٹ
۳۰۳۔ محمد خانصاحب محرر جیل راولپنڈی
۳۰۴۔ محمد اکبر خاں صاحب سنور پٹیالہ
۳۰۵۔ مولوی محمد یوسف صاحب مدرس سنور پٹیالہ
۳۰۶۔ محمد حسن خاں صاحب رئیس ؍؍ ؍؍
۳۰۷۔ میاں کریم بخش صاحب مرحوم جمال پوری سابق مُرید گلاب شاہ مجذوب پیشگوئی والا درکتاب نشان آسمانی
۳۰۸۔ ملا نظام الدین صاحب کتب فروش لدھیانہ
۳۰۹۔ میاں اللہ دیا صاحب واعظ لدھیانہ
۳۱۰۔ میاں شہاب الدین صاحب پنشنر باجہ والہ لودیانہ
۳۱۱۔ احمد جان صاحب خیاط پشاور
۳۱۲۔ میاں محمد اسمٰعیل صاحب سرساوہ
۳۱۳۔ غلام محی الدین خاں صاحب خلف الرشید ڈاکٹر بوڑے خاں صاحب قصور
۳۱۴۔ میاں غلام قادر صاحب پٹواری مرحوم سنور ریاست پٹیالہ
۳۱۵۔ مولوی غلام حسین صاحب لاہور
۳۱۶۔ مولوی حسن علی صاحب مرحوم مسلم مشنری صاحب رسالہ نورالاسلام سابق ہیڈ ماسٹر پٹنہ سکول بھاگلپوری
۳۱۷۔ سید مظاہر الحق صاحب رئیس اٹاوہ

راقم خاکسار میرزا غلام احمدؐ از قادیان ضلع گورداسپور

۲۴؍ فروری ۱۸۹۸ء ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰/۲۶ کے ۱۶ صفحوں پر درج ہے)

(۱۸۸)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی؟

(راستی موجب رضائے خداست)

نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض نام کے مولوی محض اپنی عزت بنانے کے لیے یا کسی اور غرض نفسانی کی وجہ سے عمداً جھوٹ بولتے ہیں اور اس بدنمونہ سے عوام کو طرح طرح کے معاصی کی جرأت دیتے ہیں کیونکہ جھوٹ اُمّ الخبائث ہے اور جبکہ ایک شخص مولوی کہلا کر کھلی کھلی بے شرمی سے جھوٹ بولنا اختیار کرے تو بتلاؤ کہ عوام پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ بچارہ میاں شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو بمقام بٹالہ کرسی مانگنے سے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین مرتبہ تین جھڑکیاں دیں اور کرسی دینے سے انکار کیا اور کہا کہ "بک بک مت کر" اور "پیچھے ہٹ" اور "سیدھا کھڑا ہو جا" اور یہ بھی فرمایا کہ "ہمارے پاس تمہارے کرسی ملنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں" لیکن نہایت افسوس ہے کہ شیخ مذکور نے جابجا کرسی کے بارے میں جھوٹ بولا۔ کہیں تو یہ مشہور کیا کہ مجھے کرسی ملی تھی اور کسی جگہ یہ کہا کہ کرسی دیتے تھے مگر مَیں نے عمداً نہیں لی۔ اور کسی جگہ یہ افترا کیا کہ عدالت میں کرسی کا ذکر ہی نہیں آیا چنانچہ آج میری طرف بھی اس مضمون کا خط بھیجا ہے کہ گویا اوس کا کرسی مانگنا اور کرسی نہ ملنا اور بجائے اس کے چند جھڑکیوں سے پیچھے ہٹاتے جانا یہ باتیں غلط ہیں۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ لَعۡنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الۡکَاذِبِیۡنَ۔ ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں کہ یہ بات فی الواقعہ سچ ہے کہ شیخ مذکور نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی مانگی تھی۔ اور اس کا اصل سبب یہی تھا کہ مجھے اس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے روبروئے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر بے اختیاری کے عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا اور نہ چاہا کہ میرا دشمن کرسی پر ہو اور مَیں زمین پر بیٹھوں۔ اس لیے بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست کی اور چونکہ عدالت میں نہ اُس کو اور نہ اُس کے باپ کو کرسی ملتی تھی اس لیے وہ درخواست

زجر اور توبیخ کے ساتھ رد کی گئی۔ اور درحقیقت یہ سوال نہایت قابلِ شرم تھا کیونکہ سچ یہی ہے کہ نہ یہ شخص اور نہ اُس کا باپ رحیم بخش کبھی رئیسان کُرسی نشین میں شمار کئے گئے اور اگر یہ یا اس کا باپ کُرسی نشین تھے تو گویا سر لیپل گریفن نے بہت بڑی غلطی کی کہ جو اپنی کتاب تاریخ رئیسان پنجاب میں ان دونوں کا نام نہیں لکھا غضب کی بات ہے کہ کھلا نامولوی اور اس قدر فاش دروغگوئی اور پھر آپ اپنے خط[1] میں کُرسی نہ ملنے کا مجھ سے ثبوت مانگتے ہیں۔ گویا اپنی ذلّت کو کامل طور پر تمام لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں اور اپنے خط میں وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ کاذب نکلیں تو اپنے تئیں شکست یافتہ تصور کریں گے اور پھر کبھی ردّ و قدح نہیں کریں گے۔ افسوس کہ اس شخص کو جھوٹ بولتے ذرّہ شرم نہیں آئی۔ جھوٹ کہ اکبر الکبائر اور تمام گناہوں کی ماں ہے کس طرح دلیری سے اس شخص نے اس پر زور دیا ہے۔ یہی دیانت اور امانت ان لوگوں کی ہے جس سے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا اور دُنیا میں شور مچایا۔

واضح رہے کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا کا گواہ کوئی ایک دو آدمی نہیں بلکہ اس وقت کچہری کے اردگرد صدہا آدمی موجود تھے جو کُرسی کے معاملہ کی اطلاع رکھتے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر خود اس بات کے گواہ ہیں جنہوں نے بار بار کہا کہ تجھے کُرسی نہیں ملے گی۔ بک بک مت کر اور پھر کپتان لیمارچند صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اس بات کے گواہ ہیں کہ کُرسی مانگنے پر محمد حسین کو کیا جواب ملا تھا اور کیسی عزّت کی گئی تھی۔ پھر منشی غلام حیدر خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع جو اب تحصیلدار ہیں اور مولوی فضلدین صاحب پلیڈر اور لالہ رام بھج دت صاحب وکیل اور ڈاکٹر کلارک صاحب جن کی طرف سے یہ حضرت گواہ ہو کر گئے تھے اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے تمام اردلی یہ سب میرے بیان مذکورہ بالا کے گواہ ہیں اور اگر کوئی شخص اُن میں سے محمد حسین کی حالت پر رحم کر کے اس کی پردہ پوشی بھی چاہے۔ مگر مَیں خوب جانتا ہوں کہ کوئی شخص اس بات پر قسم نہیں کھا سکے گا کہ یہ واقعہ کُرسی نہ ملنے اور جھڑکیاں دینے کا جھوٹ

---

[1] خلاصہ خط یہ ہے: "از مقام بٹالہ مورخہ ۲۸ ماہ فروری ۱۸۹۹ء ۱۱۴/۲ میاں غلام احمد صاحب خدا آپ کو راہِ راست پر لاوے اور ضلالت والحاد سے نجات بخشے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ آپکا خط ۲۸ فروری ۱۸۹۹ء پہونچا.... آپ نے کتاب البریّہ کے صفحہ ۱۱، ۱۴، ۱۵ میں تین دعوےٰ کئے ہیں۔ اوّل یہ کہ محمد حسین نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے کُرسی طلب کی اور کہا کہ اس کو عدالت میں کُرسی ملتی تھی اور اس کے باپ کو عدالت میں کرسی ملتی تھی جس پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے اس کو تین جھڑکیاں دیں اور کہا کہ تو جھوٹا ہے بک بک مت کر۔ دوسرا یہ دعوےٰ کہ پھر وہ باہر کے کمرے میں ایک کُرسی پر جا بیٹھا تو کپتان صاحب پولیس کی نظر اس پر جا پڑی اور اسی وقت کنسٹبل کی معرفت جھڑکی کیساتھ اس کو کُرسی سے اُٹھایا گیا۔ تیسرا یہ دعوےٰ کہ پھر وہ ایک شخص کی چادر لے کر اس پر بیٹھ گیا تو اس شخص نے چادر نیچے سے کھینچ لی..... میرے نزدیک یہ تینوں دعوے محض دروغ ہیں جن میں راستی کا شمہ دخل اور شائبہ بھی نہیں۔" الخ

ہے۔ مجھے حیرت پر حیرت آتی ہے کہ اس شخص کو کیا ہو گیا اور اس قدر گندے جھوٹ پر کیوں کمر بستہ کی ۔ ذرہ شرم نہیں کی کہ اس واقعہ کے تو صدہا آدمی گواہ ہیں وہ کیا کہیں گے ۔ اس طرح تو آئندہ مولویوں کا اعتبار اُٹھ جائے گا ۔ اگر درحقیقت اس شیخ بٹالوی کو کُرسی ملی تھی اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بڑے اکرام اور اعزاز سے اپنے پاس اُن کو کُرسی پر بٹھایا تھا تو پتہ دینا چاہیئے کہ وہ کُرسی کہاں بچھائی گئی تھی ۔ شیخ مذکور کو معلوم ہوگا کہ میری کُرسی صاحب ڈپٹی کمشنر کے بائیں طرف تھی اور دائیں طرف صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی کُرسی تھی اور اسی طرف ایک کُرسی پر ڈاکٹر کلارک تھا ۔ اب دکھلانا چاہیئے کہ کونسی جگہ تھی جس میں شیخ محمد حسین بٹالوی کے لیے کُرسی بچھائی گئی تھی ۔ سچ تو یہ ہے کہ جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے ۔ اس شخص نے میری ذلّت چاہی تھی اور اسی جوش میں پادریوں کا ساتھ کیا ۔ خدا نے اُس کو عین عدالت میں ذلیل کیا ۔ یہ حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے اور یہ راستباز کی عداوت کا ثمرہ ہے ۔ اگر اس بیان میں نعوذ باللہ مَیں نے جھوٹ بولا ہے تو طریق تصفیہ دو ہیں ۔ اوّل یہ کہ شیخ مذکور ہر ایک صاحب سے جو ذکر کیئے گئے ہیں حلفی رُقعہ طلب کرے جس میں قسم کھا کر میرے بیان کا انکار کیا ہو اور جب ایسے حلفی رقعے جمع ہو جائیں تو ایک جلسہ بمقام بٹالہ کر کے مجھ کو طلب کرے ۔ مَیں شوق سے ایسے جلسہ میں حاضر ہو جاؤں گا ۔ مَیں ایسے شخص کے رقعہ کو دیکھنا چاہتا ہوں جس نے حلفاً اپنے رقعہ میں یہ بیان کیا ہو کہ محمد حسین نے کُرسی نہیں مانگی اور نہ اس کو کوئی جھڑکی ملی بلکہ عزت کے ساتھ کُرسی پر بٹھایا گیا ۔ شیخ مذکور کو خوب یاد رہے کہ کوئی شخص اس کے لیے اپنا ایمان ضائع نہیں کرے گا اور ہرگز ہرگز ممکن نہ ہوگا کہ کوئی شخص اشخاص مذکورین میں سے اس کے دعویٰ باطل کی تائید میں قسم کھاوے ۔ واقعات صحیحہ کو چھپانا بے ایمانوں کا کام ہے ۔ پھر کیونکر کوئی معزز شیخ بٹالوی کے لیے مرتکب اس گناہ کا ہوگا اور اگر شیخ بٹالوی کو یہ جلسہ منظور نہیں تو دوسرا طریق تصفیہ یہ ہے کہ بلا توقف ازالہ حیثیت عرفی میں میرے پر نالش کرے کیونکہ اس سے زیادہ اور کیا ازالہ حیثیت عرفی ہوگا کہ عدالت نے اس کو کُرسی دی اور مَیں نے بجائے کُرسی ، جھڑکیاں بیان کیں اور عدالت نے قبول کیا کہ وہ اور اس کا باپ کُرسی نشین رئیس ہیں اور مَیں نے اس کا انکار کیا ۔ اور استغاثہ میں وہ یہ لکھا سکتا ہے کہ مجھے عدالت ڈگلس صاحب بہادر میں کُرسی ملی تھی اور کوئی جھڑکی نہیں ملی اور اس شخص نے عام اشاعت کر دی ہے کہ مانگنے پر بھی کُرسی نہیں ملی بلکہ جھڑکیاں ملیں ۔ اور ایسا ہی استغاثہ میں یہ بھی لکھا سکتا ہے کہ مجھے قدیم سے عدالت میں کُرسی ملتی تھی اور ضلع کے کُرسی نشینوں میں میرا نام بھی درج ہے اور میرے باپ کا نام بھی درج تھا لیکن اس شخص نے ان سب باتوں سے انکار کر کے خلاف واقعہ بیان کیا ہے ۔ پھر عدالت خود تحقیقات کرے گی کہ آپ کو کُرسی کی طلب کے وقت کُرسی ملی تھی یا جھڑکیاں ملی تھیں اور دفتر سے معلوم کر لیا جائے گا کہ آپ اور آپ کے والد صاحب کب سے کُرسی نشین رئیس شمار

کئے گئے ہیں کیونکہ سرکاری دفتروں میں ہمیشہ ایسے کاغذات موجود ہوتے ہیں جن میں کُرسی نشین رئیسوں کا نام درج ہوتا ہے اگر شیخ مذکور نے ان دونوں طریقوں میں سے کوئی طریق اختیار نہ کیا تو پھر ناچار ہمارا یہی قول ہے کہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ زیادہ کیا لکھیں۔

اور یاد رہے کہ ہمیں بالطبع نفرت تھی کہ ایسے ایک شخصی معاملہ میں قلم اُٹھائیں اور ذاتیات کے جھگڑوں میں اپنے تئیں ڈالیں۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی صرف اسی قدر جھوٹ پر کفایت کرتا کہ مجالس میں ہمارا ذکر درمیان نہ لاتا اور صرف اپنی پردہ پوشی کے لیے کُرسی مانگنے کے معاملہ سے انکار کرتا رہتا تو ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی کہ اصل حقیقت کو پبلک پر کھولتے۔ لیکن اس نے نہایت خیرگی اختیار کرکے ہر ایک مجلس میں ہماری تکذیب شروع کی اور سراسر افترا سے میری نسبت ہر ایک جگہ یہ دعویٰ کیا کہ یہ شخص کاذب ہے اور اس نے میرے پر کُرسی کے معاملہ میں جھوٹ باندھا ہے اور اس طرح پر عوام کے دلوں پر بُرا اثر ڈالنا چاہا۔ تب ہم نے اُس کے اس دروغ کو اکثر نادانوں کے دلوں پر مؤثر دیکھ کر محض حق کی حمایت میں یہ اشتہار لکھا تا بعض ناواقف ایک راستگو کو جھوٹا سمجھ کر ہلاک نہ ہو جائیں اور تا اس کی یہ دجالی تقریریں حقانی سلسلہ کی رہزن نہ ہوں۔ غرض اسی ضرورت کی وجہ سے ہمیں اس کے اس مکروہ جھوٹ کو کھولنا پڑا۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے کہ وہ خط شیخ محمد حسین بٹالوی کا میرے پاس موجود ہے جو آج یکم مارچ ۱۸۹۸ء کو ہمارے اُس نے بھیجا ہے جس میں میرے بیان کُرسی نہ ملنے اور جھڑکی کھانے سے صاف انکار کیا ہے اور ایسا ہی اُن لوگوں کے خط بھی محفوظ ہیں جن کے روبرو طرح طرح کی دروغگوئی سے اس واقعہ کو پوشیدہ کرنا چاہا ہے جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ اور مَیں مناسب دیکھتا ہوں کہ اُن معزز گواہوں کے نام بھی اس جگہ درج کر دوں جنہوں نے واقعہ مذکورہ بالا بچشم خود دیکھا اور یا عین موقعہ پر سُنا اور جو کچہری میں حاضر تھے اور وہ یہ ہیں۔

حکیم فضل الدین صاحب بھیروی
مرزا ایوب بیگ صاحب سینیئر
اینگلو ورنیکولر کلاس لاہور

(یہ دونو صاحب بھی کمرہ عدالت کے اندر تھے اور باقی اکثر صاحبان دروازہ کے باہر سے دیکھتے تھے۔)

مولوی حکیم نورالدین صاحب بھیروی
صاحبزادہ منظور محمد صاحب لدھیانوی
مولوی خان ملک صاحب
حافظ احمد اللہ خاں صاحب قادیان
قاضی غلام حسین صاحب بھیروی سٹوڈنٹ لاہور
شیخ عبدالرحمٰن صاحب نومسلم قادیان
شیخ عبدالرحیم صاحب نومسلم قادیان

شیخ عبدالعزیز صاحب نومسلم قادیان
صاحبزادہ منظر قیوم صاحب لدھیانہ
شیخ نور احمد صاحب مالک مطبع ریاض ہند امرتسر
سردار عبدالعزیز خان صاحب حال وارد قادیان
میاں کرم داد صاحب حال وارد قادیان
میاں عبدالحق صاحب جہلمی
میاں رمضان صاحب آتشباز قادیان

چودھری نبی بخش صاحب بٹالہ
منشی تاج الدین صاحب دفتر اگزیمنر ریلوے لاہور
منشی عبدالرحمٰن صاحب کلرک لوکو آفس 〃
میاں معراج الدین صاحب ٹھیکہ دار و وارث میاں محمد سلطان
حافظ فضل احمد صاحب کلرک دفتر اگزیمنر ریلوے لاہور
مرزا رحمت علی صاحب ٹیچر اسلامیہ کالج لاہور
حکیم فضل الٰہی صاحب لاہور
خلیفہ رجب دین صاحب تاجر لاہور
منشی خواجہ عزیز الدین صاحب تاجر 〃
میاں غلام حسین صاحب 〃
میاں عبدالحق صاحب طالب علم 〃
شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر 〃
میاں شیر علی صاحب طالب علم بی اے کلاس لاہور
مرزا یعقوب صاحب اسسٹنٹ سرجن لاہور
مولوی محمد علی صاحب ایم اے 〃
میاں محمد شریف صاحب طالب علم میڈیکل کالج لاہور
میاں عبید اللہ صاحب 〃 〃 〃 〃
خواجہ کمال الدین صاحب بی اے 〃
مفتی محمد صادق صاحب کلرک 〃
میاں شیر محمد صاحب طالب علم بی اے کلاس علیگڈھ
حافظ عبدالعلی صاحب طالب علم بی اے کلاس علیگڈھ
میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرت سر
میاں عبدالخالق صاحب عطار امرت سر
شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر امرتسر حال قادیان
میاں قطب الدین صاحب مس گر امرتسر
شیخ عطاء اللہ صاحب 〃 〃

میاں جیون بٹ رفوگر قلعہ بھنگیاں امرتسر
مولوی محمد اسمٰعیل صاحب سوداگر 〃
میاں اللہ بخش صاحب امرت سر
میاں چراغ الدین صاحب 〃
میاں مولا بخش صاحب پٹوہلی 〃
مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹ
سید حامد شاہ صاحب شل خواں 〃
منشی عبدالعزیز صاحب ٹیلر ماسٹر صدر 〃
مولوی مبارک علی صاحب 〃
منشی محمد دین صاحب اپیل نویس 〃
ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔ اے 〃
مستری نظام الدین صاحب 〃
ڈاکٹر فیض قادر صاحب بٹالہ
محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار 〃
حکیم محمد اشرف صاحب 〃
قاضی نعمت علی صاحب عرضی نویس 〃
میاں برکت علی صاحب نیچہ بند 〃
میاں اللہ رکھا صاحب شالباف 〃
مولوی غلام مصطفٰے صاحب مہتمم مطبع شعلۂ نور بٹالہ
محمد افضل خانصاحب تیمیم مدرسہ حمایت اسلام لاہور
مولوی برہان الدین صاحب جہلم
عبداللہ خانصاحب برادر نواب خانصاحب تحصیلدار جہلم
میاں حسن محمد صاحب ٹھیکہ دار جہلم
منشی روڑا صاحب نقشہ نویس عدالت مجسٹریٹی کپورتھلہ
منشی ظفر احمد صاحب اپیل نویس کپورتھلہ
میاں محمد خاں صاحب منشی بگھی خانہ 〃

منشی عبدالرحمٰن صاحب اہلمد محکمہ جرنیلی کپورتھلہ
منشی فیاض علی صاحب منشی پلٹن 〃
میاں اللہ دیا صاحب جلد ساز لدھیانہ
میاں امیرالدین صاحب جیانوالہ
مرزا خدابخش صاحب اتالیق مالیر کوٹلہ
منشی محمد جان صاحب وزیر آباد تاجر
خلیفہ نورالدین صاحب تاجر جموں
مرزا نیاز بیگ صاحب رئیس پنشنر کلانور
مولوی خدابخش صاحب جالندھر
شیخ عطامحمد صاحب اسٹامپ فروش چنیوٹ
میاں نجم الدین صاحب بھیرہ
مفتی فضل الرحمٰن صاحب بھیرہ
منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ضلع گورداسپور
شیخ محمد صدیق صاحب تاجر سیکھواں 〃
میاں جمال الدین صاحب تاجر سیکھواں 〃
میاں امام الدین صاحب تاجر 〃 〃
میاں خیرالدین صاحب تاجر 〃 〃
مہر سون صاحب 〃

حافظ نور محمد صاحب زمیندار فیض اللہ چک گورداسپور
شیخ فضل الٰہی صاحب نمبردار 〃 〃 〃
شیخ غلام علی صاحب 〃 〃 〃
شیخ چراغ علی صاحب تھہ غلام نبی 〃
〃 شہاب الدین صاحب گکے زئی 〃
〃 امیر صاحب 〃 〃
〃 شیر علی صاحب 〃 〃
〃 احمد علی صاحب نمبردار وزیر چک 〃
میاں چراغ الدین صاحب منڈی کنال 〃
سید باقر علی صاحب بھیل ضلع گجرات
میاں عبدالغنی صاحب اوجلہ ضلع گورداسپور
محمد شفیع صاحب 〃 〃
نواب الدین صاحب ہیڈ ماسٹر دینانگر 〃
میاں اللہ دیا صاحب 〃
مرزا سندھی بیگ صاحب 〃
حافظ محی الدین صاحب بھیرہ
حافظ محمد حسین صاحب واعظ قصبہ ڈنگے ضلع گجرات

المشتہر: مرزا غلام احمد قادیان ضلع گورداسپور

۷؍مارچ ۱۸۹۸ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۴}$ کے چار صفحوں پر ہے)

(۱۸۹)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

جَلسہ طَاعُونؑ

چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ دربارہ ہدایات طاعون قادیان میں منعقد ہو اور اس جلسہ میں گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتوں کے فوائد جو طاعون کے بارے میں اب تک شائع ہوئی ہیں۔ طبّی اور شرعی اُن فوائد کے جو اُن ہدایتوں کی مؤید ہیں اپنی جماعت کو سمجھاتے جائیں اس لیے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حتی الوسع کوشش کریں کہ وہ اس جلسہ میں عید الضحیٰ کے دن شامل ہوسکیں۔ اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اس بات پر اطمینان نہیں ہے کہ ان ایام گرمی میں طاعون کا خاتمہ ہوجائے گا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار میں شائع کیا گیا ہے دو جاڑوں تک سخت اندیشہ ہے۔ لہٰذا یہ وقت ٹھیک وہ وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتوں کی دل وجان سے پیروی کرکے اپنی نیک ذاتی اور نیک عملی اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھاوے۔ اور نہ صرف یہ کہ خود ہدایات گورنمنٹ کے پابند ہوں بلکہ کوشش کریں کہ دوسرے بھی اُن ہدایتوں کی پیروی کریں اور بدبخت احمقوں کی طرح فتنہ انگیز نہ بنیں۔ افسوس ہمارے ملک میں یہ سخت جہالت ہے کہ لوگ مخالفت کی طرف جلد مائل ہوجاتے ہیں۔ مثلاً اب گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے یہ ہدایتیں شائع ہوئیں کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ گھر خالی کردیا جائے۔ اس پر بعض جاہلوں نے ناراضگی ظاہر کی، لیکن میں خیال کرتا ہوں کہ اگر گورنمنٹ کی طرف سے یہ حکم ہوتا کہ جس گھر میں طاعون کی واردات ہو وہ لوگ ہرگز اُس گھر کو خالی نہ کریں اور اسی میں رہیں تب بھی نادان لوگ اس حکم کی مخالفت کرتے اور دو تین واردات کے بعد اُس گھر سے نکلنا شروع کر دیتے۔ سچ تو یہ ہے کہ نادان انسان کسی پہلو سے خوش نہیں ہوتا۔ پس گورنمنٹ کو چاہیئے کہ نادانوں کے بے جا واویلا سے اپنی سچی خیر خواہی رعایا کو ہرگز نہ چھوڑے کہ یہ لوگ اُن بچوں کا حکم رکھتے ہیں کہ جو اپنی ماں کی کسی کارروائی کو پسند نہیں کرسکتے۔ ہاں ایسی ہمدردی کے موقعہ پر نہایت درجہ کی ضرورت ہے کہ ایسی حکمت عملی ہو جو

رُعب بھی ہو اور نرمی بھی ہو اور نیز اس ملک میں رسوم پردہ داری کی غایت درجہ رعایت چاہیئے۔ اور اس مصیبت میں جو طاعون زدہ لوگوں اور اُن کے عزیزوں کو جو مشکلات اوقات بسری کے پیش آئیں شفقت پدری کی طرح حتی الوسع ان مشکلات کو آسان کرنا چاہیئے بہتر ہے کہ اِس وقت سب لوگ اللہ تعالےٰ کی طرف رجوع کریں تا انجام بخیر ہو۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ [1]

الراقم خاکسار **میرزا غلام احمد** از قادیان ضلع گورداسپور

۲۲ر اپریل ۱۸۹۸ء

مطبع ضیاء الاسلام قادیان
(محمد اسمٰعیل پریس مین)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶ کے ایک صفحہ پر درج ہے)

---

[1] نوٹ : یاد رہے کہ اگرچہ ہماری جماعت کا یہ ایک جلسہ ہے لیکن اگر کوئی شریف نیک اندیش اس جلسہ میں شامل ہونا چاہے تو خوشی سے اس کی شمولیت منظور کی جائے گی۔ منہ

(۱۹۰)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

میموریل

بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر صاحب بہادر بالقابہ

یہ میموریل اس غرض سے بھیجا جاتا ہے کہ ایک کتاب اُمّہات المومنین نام ڈاکٹر احمد شاہ صاحب عیسائی کی طرف سے مطبع آر پی مشن پریس گوجرانوالہ میں چھپ کر ماہ اپریل ۱۸۹۸ء میں شائع ہوئی تھی اور مصنف نے ٹائٹل پیج کتاب پر لکھا ہے کہ "یہ کتاب ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی اور ہزار روپیہ کے انعام کے وعدہ کے معارضہ میں شائع کی گئی ہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل محرک اس کتاب کی تالیف کا محمد حسین مذکور ہے چونکہ اس کتاب میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن کو کوئی مسلمان سُن کر رنج سے رُک نہیں سکتا۔ اس لیے لاہور کی انجمن حمایت اسلام نے اس بارے میں حضور گورنمنٹ میں میموریل روانہ کیا تا گورنمنٹ ایسی تحریر کی نسبت جس طرح مناسب سمجھے کارروائی کرے اور جس طرح چاہے کوئی تدبیر امن عمل میں لائے۔ مگر میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں۔ اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کارروائی[1] کی۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ کتاب اُمّہات المومنین کے مؤلف نے نہایت دل دُکھانے والے الفاظ سے کام لیا ہے اور زیادہ تر افسوس یہ ہے کہ باوجود ایسی سختی اور بدگوئی کے اپنے اعتراضات میں اسلام کی معتبر کتابوں کا حوالہ بھی نہیں دے سکا۔ مگر ہمیں ہرگز نہیں چاہیئے کہ بجائے اس کے کہ ایک خطار کار کو نرمی اور آہستگی سے سمجھاویں اور معقولیت کے ساتھ اس کتاب کا جواب لکھیں یہ حیلہ سوچیں کہ گورنمنٹ اس کتاب کو شائع ہونے سے روک دے تا اس طرح پر ہم فتح پالیں کیونکہ یہ فتح واقعی فتح نہیں ہے بلکہ ایسے حیلوں کی طرف دوڑنا ہمارے عجز اور درماندگی کی نشانی ہوگی اور ایک طور سے ہم جبر سے مُنہ بند کرنے والے

---

[1] انجمن کا ایسے وقت میں میموریل بھیجنا جبکہ ہزار کاپی امہات المومنین کی مسلمانوں میں مفت تقسیم کی گئی اور خدا جانے کئی ہزار اور قوموں میں شائع کی گئی بیہودہ حرکت ہے کیونکہ اشاعت جس کا بند کرنا مقصود تھا کامل طور پر ہو چکی ہے۔ منہ

ٹھہریں گے۔ اور گو گورنمنٹ اس کتاب کو جلا دے تلف کرے کچھ کرے مگر ہم ہمیشہ کے لیے اس الزام کے نیچے آجائیں گے کہ عاجز آکر گورنمنٹ کی حکومت سے چارہ جوئی چاہی۔ اور وہ کام لیا جو مغلوب الغضب اور جواب سے عاجز آجانے والے لوگ کیا کرتے ہیں۔ ہاں جواب دینے کے بعد ہم ادب کے ساتھ اپنی گورنمنٹ میں التماس کر سکتے ہیں کہ ہر ایک فریق اس پیرایہ کو جو حال میں اختیار کیا جاتا ہے ترک کر کے تہذیب اور ادب اور نرمی سے باہر نہ جاتے۔ مذہبی آزادی کا دروازہ کسی حد تک کھلا رہنا ضروری ہے تا مذہبی علوم اور معارف میں لوگ ترقی کریں اور چونکہ اس عالم کے بعد ایک اور عالم بھی ہے جس کے لیے ابھی سے سامان چاہیئے اس لیے ہر ایک حق رکھتا ہے کہ نیک نیتی کے ساتھ ہر ایک مذہب پر بحث کرے اور اس طرح اپنے تئیں اور نیز بنی نوع کو نجات اخروی کے متعلق جہاں تک سمجھ سکتا ہے اپنی عقل کے مطابق فائدہ پہنچاوے۔ لہٰذا گورنمنٹ عالیہ میں اس وقت ہماری یہ التماس ہے کہ جو انجمن حمایت اسلام لاہور نے میموریل گورنمنٹ میں اس بارے میں روانہ کیا ہے وہ ہمارے مشورہ اور اجازت سے نہیں لکھا گیا بلکہ چند شتاب کاروں نے جلدی سے یہ جرأت کی ہے جو درحقیقت قابل اعتراض ہے۔ ہم ہرگز نہیں چاہتے کہ ہم تو جواب نہ دیں اور گورنمنٹ ہمارے لیے عیسائی صاحبوں سے کوئی باز پرس کرے یا اُن کتابوں کو تلف کرے بلکہ جب ہماری طرف سے آہستگی اور نرمی کے ساتھ اس کتاب کا رد شائع ہوگا تو خود وہ کتاب اپنی قبولیت اور وقعت سے گر جائے گی اور اس طرح پر وہ خود تلف ہو جائے گی۔ اس لیے ہم بادب ملتمس ہیں کہ اس میموریل کی طرف جو انجمن مذکور کی طرف سے بھیجا گیا ہے گورنمنٹ عالیہ ابھی کچھ توجہ نہ فرماوے[1] کیونکہ اگر ہم گورنمنٹ عالیہ سے یہ فائدہ اٹھاویں کہ وہ کتابیں تلف کی جائیں یا اور کوئی انتظام ہو تو اس کے ساتھ ایک نقصان بھی ہمیں اُٹھانا پڑتا ہے۔ کہ ہم اس صورت میں دین اسلام کو ایک عاجز اور فرو ماندہ دین قرار دیں گے کہ جو معقولیت سے حملہ کرنے والوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ اور نیز یہ ایک بڑا نقصان ہوگا کہ اکثر لوگوں کے نزدیک یہ امر مکروہ اور نامناسب سمجھا جائے گا کہ ہم گورنمنٹ کے ذریعہ سے اپنے انصاف کو پہنچ کر پھر کبھی اس کتاب کا رد لکھنا بھی شروع کر دیں۔ اور در حالت نہ لکھنے جواب کے اس کے فضول اعتراضات ناواقفوں کی نظر میں فیصلہ ناطق کی طرح سمجھے جائیں گے اور خیال کیا جائے گا کہ ہماری طاقت میں یہی تھا جو ہم نے کر لیا سو اس سے

---

[1] ہم دوبارہ عرض کرتے ہیں کہ انجمن کا یہ میموریل بعد از وقت ہے کیونکہ مؤلف اُمہات المومنین کی طرف سے جو ضرر روکنے کے لائق تھا وہ ہمیں پہنچ چکا اور پورے طور پر پنجاب ہندوستان میں اس کتاب کی اشاعت ہوگئی۔ سو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ اب ہم اپنی گورنمنٹ محسنہ سے کیا مانگیں اور وہ کیا کرے۔ منہ

(۱۹۴)

اشتہار واجب الاظہار

متعلق کتب دفتر ضیاء الاسلام قادیان

چونکہ ہمارے مطبع میں ہمیشہ نو تالیف کتابیں جو میری تالیفات میں سے ہیں چھپتی رہتی ہیں اس لیے یہ اندیشہ ہمیشہ دامنگیر رہتا ہے کہ کوئی کتاب ہمارے شائع کرنے سے پہلے کسی اتفاق سے دفتر سے نکل جائے یا بطور خیانت کسی بیرونی آدمی کی چالاکی سے کسی کو پہنچ نہ جائے لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوا کہ اس اندیشہ کے دُور کرنے کے لیے کوئی احسن انتظام کیا جائے اس لیے عام طور پر اطلاع دی جاتی ہے کہ کوئی کتاب جب تک کہ اس پر مُہر اور میرے دستخط موجود نہ ہوں جائز طور پر شائع کردہ نہ سمجھی جائے ۔ بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جس کتاب پر صرف مُہر ہو اور میرے دستخط ساتھ نہ ہوں وہ بھی مسروقہ ہے اور جس پر مُہر اور میرے خاص دستخط دونوں موجود ہوں وہ کتاب مسروقہ نہیں ہے اور جس پر نہ مُہر اور نہ دستخط ہو وہ اس انتظام سے پہلے کی ہے اور بہر حال اُس کو جائز طور پر شائع شدہ سمجھنا چاہیئے اور یہ انتظام آئندہ کے لیے ہے کیونکہ اب دفتر کی تمام موجودہ کتابوں پر مُہر لگا دی گئی ہے اور دستخط نہیں کئے ۔ آئندہ ہر ایک کتاب جو جائز طور پر ہماری مرضی اور اجازت سے کسی طرف روانہ ہوگی تو اس پر دستخط کر دیئے جائیں گے اس لیے جو کتاب بغیر ہمارے دستخط کے صرف مہر ہی رکھتی ہوگی وہ کتاب اگر کسی اَور کے پاس پائی جائے تو اس کو مسروقہ سمجھا جائے گا اور مُہر میں یہ الفاظ ہوں گے (اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ ۱۳۱۶ / ۱۸۹۸ء) اور دستخط میں ہمارا نام مع تاریخ ہوگا ۔ اور اب جو چند کتابیں جیسے کتاب ایام الصلح اُردو و فارسی اور کتاب ترغیب المومنین اور کتاب فریاد درد اور کتاب نجم الھدیٰ زیر تالیف ہیں ۔ یہ ابھی تک شائع نہیں ہوئیں ۔ جب یہ شائع ہوں گی تو دستخط اور مُہر کے ساتھ شائع کی جائیں گی ۔ اور اُن کتابوں میں سے جو کتاب بغیر دستخط اور مہر کے کسی کے پاس پائی جائے تو اس کو مسروقہ سمجھنا چاہیئے اور ایسا ہی آئندہ جو کتاب اگست ۱۸۹۸ء کے بعد کی نئی تصنیف نکلے اس کے لیے بھی یہی قاعدہ تصور کرنا چاہیئے یعنی مُہر اور دستخط دونوں کا ہونا ضروری ہوگا اور جس کتاب

پر جو اس تاریخ سے بعد کی تالیف ہو مُہر اور دستخط دونوں نہ ہوں گے یا اُن میں سے صرف مُہر ہی ہوگی تو وہ بہرحال مسروقہ قرار دی جائے گی۔ یاد رہے کہ مُہر اور دستخط پہلے صفحہ پر ہوں گے جہاں سے مضمون شروع ہوتا ہے۔

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان

تعداد ۷۰۰ ۲۰؍ستمبر ۱۸۹۸ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (اسمٰعیل)

(یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{8}$ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۹۵)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

رَحِمَ اللّٰہُ عَبْدًا سَمِعَ کَلَامَنَا

خدا اُس پر رحم کرے جو ہماری بات کو سُنے

ہماری جماعت میں ہمارے ایک دوست ہیں نوجوان اور نوعمر اور خوش شکل اور قوی اور پورے تندرست قریباً بائیس یا تیئس برس کی اُن کی عمر ہوگی۔ اور جہاں تک مَیں نے اُن کے حالات میں غور کیا ہے مَیں انہیں ایک جوان صالح اور مہذب اور نیک مزاج اور خوش خلق اور غریب طبع اور نیک چلن اور دیندار اور پرہیز گار خیال کرتا ہوں۔ واللہ حسیبہ۔ ماسوا اس کے وہ ایک ہونہار جوان ہیں تعلیم یافتہ جو ایم اے کا درجہ حاصل کر چکے ہیں اور انشاء اللہ عنقریب وہ کسی معزز عہدہ اکسٹرا اسسٹنٹی وغیرہ کے مستحق ہیں۔ اُن کو اپنی شادی کے لیے ایک ایسے رشتہ کی ضرورت ہے جہاں بیہودہ رسوم اور اسراف نہ ہو۔ اور لڑکی میں عقل اور شکل اور نیک چلنی اور کسی قدر نوشت خواند کی ضروری شرطیں پائی جائیں۔

میری رائے میں اس لڑکی کی بڑی خوش نصیبی ہوگی جو ایسے جوان صالح ہونہار کے گھر میں آئے۔ مَیں بہت خوش ہوں گا اگر کوئی شخص میرے دوستوں اور میری جماعت میں سے صفات مذکورہ کے ساتھ اپنی لڑکی رکھتا ہو اور اس تعلق کو قبول کرے۔ مجھے اس جوان ایم اے پر نہایت نیک ظن ہے۔ اور مَیں گمان کرتا ہوں کہ یہ رشتہ مبارک ہوگا۔ یہ تمام خط و کتابت مجھ سے کرنی چاہیئے مگر اس صورت میں جبکہ پختہ ارادہ ہو اور نیز بات فی الواقع شرائط کے موافق ہو تا کہ میرا وقت ضائع نہ ہو۔ والسلام

۲۷ر اکتوبر ۱۸۹۸ء

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

(اسمٰعیل)

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۱۹۶)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

رَبَّنَا افۡتَحۡ بَیۡنَنَا وَ بَیۡنَ قَوۡمِنَا بِالۡحَقِّ وَ اَنۡتَ خَیۡرُ الۡفٰتِحِیۡنَ[1]

اٰمین

ہم خدا پر فیصلہ چھوڑتے ہیں

اور مبارک وہ جو خدا کے فیصلہ کو عزت کی نظر سے دیکھیں

جن لوگوں نے شیخ محمد حسین صاحب بٹالوی کے چند سال کے پرچہ اشاعت السنہ دیکھے ہوں گے وہ اگر چاہیں تو محض للہ گواہی دے سکتے ہیں کہ شیخ صاحب موصوف نے اس راقم کی تحقیر اور توہین اور دشنام دہی میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ ایک وہ زمانہ تھا جو اُن کا پرچہ اشاعۃ السنہ کف لسان اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے طریق کا مؤید تھا اور کفر کے ننانوے وجوہ کو ایک ایمان کی وجہ پاتے جانے سے کالعدم قرار دیتا تھا اور آج وہی پرچہ ہے جو ایسے شخص کو کافر اور دجّال قرار دے رہا ہے جو کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کا قائل اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء سمجھتا اور تمام ارکان اسلام پر ایمان لاتا ہے اور اہل قبلہ میں سے ہے۔ اور ان کلمات کو سُنکر شیخ صاحب اور اُن کے ہم زبان یہ جواب دیتے ہیں کہ تم لوگ دراصل کافر اور منکر اسلام اور دہریہ ہو صرف مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے اپنا اسلام ظاہر کرتے ہو۔ گویا شیخ صاحب اور اُن کے دوستوں نے ہمارے سینوں کو چاک کرکے دیکھ لیا ہے کہ ہمارے اندر کفر بھرا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے بندے کی تائید میں اپنے نشان بھی دکھلائے مگر وہ نشان بھی حقارت اور بے عزتی کی نظر سے دیکھے گئے اور کچھ بھی ان نشانوں سے شیخ محمد حسین اور اس کے ہم مشرب لوگوں نے فائدہ نہیں اُٹھایا بلکہ سختی اور بدزبانی روز بروز بڑھتی گئی چنانچہ ان دنوں میں میرے بعض دوستوں نے کمال نرمی اور تہذیب سے شیخ صاحب موصوف سے یہ درخواست کی تھی کہ مسلمانوں میں آپ کے فتویٰ کفر کی وجہ سے روز بروز تفرقہ بڑھتا جاتا ہے اور اب اس بات سے

---

[1] الاعراف : ۹۰

نومیدی کلی ہے کہ آپ مباحثات سے کسی بات کو مان لیں اور نہ ہم آپ کی بے ثبوت باتوں کو مان سکتے ہیں اس لیے بہتر ہے کہ آپ مباہلہ کر کے تصفیہ کر لیں کیونکہ جب کسی طرح جھگڑا فیصلہ نہ ہو سکے تو آخری طریق خدا کا فیصلہ ہے جس کو مباہلہ کہتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا تھا کہ اثر مباہلہ کے لیے اس طرف سے ایک سال کی شرط ہے اور یہ شرط الہام کی بناء پر ہے لیکن تاہم آپ کو اختیار ہے کہ اپنے مباہلہ کا اثر تین دن یا ایک دم ہی رہنے دیں کیونکہ مباہلہ دونوں جانب کی لعنت اور بد دعا کا نام ہے۔ آپ اپنے بد دعا کے اثر کی مدت قرار دینے میں اختیار رکھتے ہیں۔ ہماری بد دعا کے اثر کا وقت ٹھہرانا آپ کا اختیار نہیں ہے یہ کام ہمارا ہے کہ ہم وقت ٹھہرا دیں اس لیے آپ کو ضد نہیں کرنی چاہیئے۔ آپ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ جلد ۷ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ شخص ملہم کو جہاں تک شریعت کی سخت مخالفت پیدا نہ ہو اپنے الہام کی متابعت ضروری ہے۔ لہٰذا ایک سال کی شرط جو الہام کی بناء پر ہے اس وجہ سے رد نہیں ہو سکتی کہ حدیث میں ایک سال کی شرط بصراحت موجود نہیں۔ کیونکہ اول تو حدیث مباہلہ میں ایک سال کا لفظ موجود ہے اور اس سے انکار دیانت کے برخلاف ہے۔ پھر اگر فرض کے طور پر حدیث میں سال کا لفظ موجود بھی نہ ہوتا تو چونکہ حدیث میں ایسا لفظ بھی موجود نہیں جو سال کی شرط کو حرام اور ممنوع ٹھیراتا ہو اس لیے آپ ہی حرام اور ناجائز قرار دے دینا امانت سے بعید ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کی عادت فوری عذاب تھا تو قرآن شریف میں یا تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اُس کی تصریح ہونی چاہئے تھی لیکن تصریح تو کیا بلکہ اس کے برخلاف عملدرآمد پایا گیا ہے۔ دیکھو مکہ والوں کے عذاب کے لیے ایک برس کا وعدہ دیا گیا تھا اور یونس کی قوم کے عذاب کے لیے چالیس دن مقرر ہوتے تھے بلکہ خدا تعالیٰ کی کتابوں میں بعض عذابوں کی پیشگوئی صدہا برس کے وعدوں پر کی گئی ہے پھر خواہ نخواہ کچے اور بیہودہ بہانے کر کے اور سراسر بددیانتی کو شیوہ ٹھہرا کر طریق فیصلہ سے گریز کرنا اُن علماء کا کام نہیں ہو سکتا جو دیانت اور امانت اور پرہیزگاری کا دم مارتے ہوں۔ اگر ایک شخص درحقیقت مفتری اور جھوٹا ہے تو خواہ مباہلہ ایک سال کی شرط پر ہو خواہ دس سال کی شرط پر افتراء کرنے والا کبھی فتحیاب نہیں ہو سکتا۔

غرض نہایت افسوس کی بات ہے کہ اس درخواست مباہلہ کو جو نہایت نیک نیتی سے کی گئی تھی شیخ محمد حسین نے قبول نہیں کیا اور یہ عذر کیا کہ تین دن تک مہلت اثر مباہلہ ہم قبول کر سکتے ہیں زیادہ نہیں[1] حالانکہ حدیث شریف میں سال کا لفظ تو ہے مگر تین دن کا نام و نشان نہیں اور اگر فرض بھی کر لیں کہ حدیث میں جیسا کہ تین دن کی کہیں تحدید نہیں ایسا ہی ایک سال کی بھی نہیں تاہم ایک شخص جو الہام کا دعویٰ کر کے ایک سال کی شرط پیش کرتا ہے علماء اُمت کا حق ہے کہ اُس پر حجت پوری کرنے کے

---

[1] عجیب بات ہے کہ ایک طرف مباہلہ سے انکار اور پھر گالیاں دینے میں اصرار ہے۔ منہ

لیے ایک سال ہی منظور کرلیں۔ اس میں تو حمایت شریعت ہے تا مدعی کو آیندہ کلام کرنے کی گنجائش نہ رہے۔" خدا لکھ چکا ہے کہ مَیں اور میرے نبی اور میرے پر ایمان لانے والے غالب رہیں گے۔"
سو شیخ محمد حسین نے باوجود بانی تکفیر ہونے کے اس راہ راست پر قدم مارنا نہیں چاہا اور بجائے اس کے کہ نیک نیتی سے مباہلہ کے میدان میں آتا یہ طریق اختیار کیا کہ ایک گندہ اور گالیوں سے پُر اشتہار لکھ کر محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے نام سے چھپوا دیا۔

اس وقت وہ اشتہار میرے سامنے رکھا ہے اور مَیں نے خدا تعالیٰ سے دُعا کی ہے کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے۔ اور وہ دُعا جو مَیں نے کی ہے یہ ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر مَیں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السُّنہ میں بار بار مجھ کو کذّاب اور دجّال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اُس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰؍ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا تو اے میرے مولیٰ اگر مَیں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ[۱۳] ماہ کے اندر یعنی پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلّت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزّت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصلہ فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری اُن نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور مَیں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزّت ہے تو مَیں عاجزی سے دُعا کرتا ہوں کہ اِن تیرہ[۱] (۱۳) مہینوں میں جو ۱۵؍ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵؍ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں گے شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میرے ذلیل کرنے کے لیے یہ اشتہار لکھا ہے ذلّت کی مار سے دُنیا میں رُسوا کر۔ غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار اور مَیں کذّاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلّت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزّت ہے تو میرے لیے یہ نشان ظاہر فرما کر ان تینوں کو ذلیل اور رُسوا اور ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ کا مصداق کر۔ آمین ثم آمین۔

یہ دُعا تھی جو مَیں نے کی۔ اس کے جواب میں یہ الہام ہوا کہ مَیں ظالم کو ذلیل اور رسوا کرونگا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا[۲] اور چند عربی الہامات ہوئے جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔
اِنَّ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ ۔ ضَرْبُ اللّٰهِ اَشَدُّ مِنْ

---

[۱] یہ تیرہ مہینے خدا تعالیٰ کے الہام سے معلوم ہوئے ہیں یعنی سال پر ایک ماہ اور زیادہ ہے۔ منہ

[۲] ہاتھ کاٹنے سے مراد یہ ہے کہ جن ہاتھوں سے ظالم نے جو حق پر نہیں ہے ناجائز تحریر کا کام لیا وہ ہاتھ اس کی حسرت کا موجب ہوں گے اور افسوس کرے گا کہ کیوں یہ ہاتھ ایسے کام پر چلے۔ منہ

ضَرْبِ النَّاسِ۔ اِنَّمَآ اَمْرُنَآ اِذَآ اَرَدْنَا شَيْئًا اَنْ نَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ اَتَعْجَبُ لِاَمْرِيْ۔ اِنِّيْ مَعَ الْعُشَّاقِ۔ اِنِّيْٓ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوالْمَجْدِ وَالْعُلٰى۔ وَيَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ ۔ وَيُطْرَحُ بَيْنَ يَدَيَّ۔ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا۔ وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ۔ مَالَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ۔ فَاصْبِرْ حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔

یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے جس کا ماحصل یہی ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جن کا ذکر اس اشتہار میں ہے یعنی یہ خاکسار ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور مولوی ابوالحسن تبتی دوسری طرف خدا کے حکم کے نیچے ہیں۔ ان میں سے جو کاذب ہے وہ ذلیل ہوگا۔ یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بناء پر ہے اس لیے حق کے طالبوں کے لیے ایک کھلا کھلا نشان ہوکر ہدایت کی راہ اُن پر کھولے گا [1]

اب ہم ذیل میں شیخ محمد حسین کا وہ اشتہار لکھتے ہیں جو جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کے نام پر شائع کیا گیا ہے تا خدا تعالےٰ کے فیصلہ کے وقت دونوں اشتہارات کے پڑھنے سے حق کے طالب عبرت اور نصیحت پکڑ سکیں۔ اور عربی الہامات کا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ جو لوگ سچے کی ذلت کے لیے بدزبانی کر رہے ہیں اور منصوبے باندھ رہے ہیں خدا اُن کو ذلیل کرے گا۔ اور میعاد پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے تیرہ [۱۳] مہینے ہیں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور ۱۴ر دسمبر ۱۸۹۸ء تک جو دن ہیں وہ توبہ اور رجوع کے لیے مہلت ہے۔ فقط

۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان — تعداد ۱۴۰۰

نوٹ:۔ شیخ محمد حسین کا اشتہار اگلے صفحات پر ملاحظہ کریں۔

---

[1] اس فیصلہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اب اگر میں جھوٹا اور دجال اور ظالم ہوں تو فیصلہ شیخ محمد حسین کے حق میں ہوگا اور اگر محمد حسین ظالم ہے تو فیصلہ میرے حق میں ہوگا۔ وہ خدا ہر ایک کا خدا ہے۔ جھوٹے کی کبھی تائید نہیں کریگا۔ اب آسانی سے یہ مقدمہ مباہلہ کے رنگ میں آگیا۔ خدا تعالےٰ سچوں کو فتح بخشے۔ آمین۔ منہ

نقل کفر کفر نباشند
الامر فوق الادب
راقم کاتب

نقل مطابق اصل

"سچے اور قطعی فیصلہ کی صورت صواب

دجال کادیانی کے اشتہار مباہلہ کا جواب"

" دجال کادیانی کو ڈگلس صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر گورداسپور نے دبایا[ۓ] اور اس سے عہد لیا"
" کہ آیندہ دل آزار الفاظ سے زبان کو بند رکھے (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۱۸ کے صفحہ ۲۵۹"
" میں بتفصیل بیان ہوا ہے) اور اس وجہ سے اس کو مجبوراً الہام کے ذریعہ لوگوں کی دل ازاری"
"سے زبان کو بند کرنا پڑا اور الہامی گوسے چلانا یا یوں کہو کہ گوز چھوڑنا ترک کرنا ضروری ہوا اور پھر"
"الہامی دلآزاری کے سوا اس کا کام بند ہونے لگا اور اس کی دکانداری میں نقصان واقع ہوا تو"
"یہ کام اُس نے اپنے ناتبین (....) کے ذریعہ شروع کر دیا۔ تب سے وہ کام اُس کے"
"ناتب کر رہے ہیں اور اخباروں اور اشتہاروں کے ذریعہ سے لوگوں کی دل آزاری میں مصروف"
"ہیں۔ ازانجملہ بعض کا ذکر اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۱۹ کے صفحہ ۷ وغیرہ میں ہوا ہے و ازانجملہ"
"بعض کا ذکر ذیل میں ہوتا ہے کہ اس کے چند ناتبین ...... لاہور ولدھیانہ و پٹیالہ و شملہ"
"نے مولانا ابوسعید محمد حسین صاحب کے نام اس مضمون کے اشتہار جاری کئے ہیں کہ وہ بمقام"
"بٹالہ کادیانی کے ساتھ مباہلہ کریں اور اس مباہلہ کا اثر ظاہر نہ ہونے کی صورت میں آٹھ سو پچیس ۸۲۵"
"روپیہ (جس کو وہ ان چاروں مواضع سے جمع کر کے پیش کرینگے) انعام لیں۔ اس کے ساتھ ان"
" لوگوں نے دل کھول کر دل آزاری و بدگوئی سے اپنے دلوں کا ارمان نکال لیا اور کادیانی کی نیابت"
" کو پورا کر دکھایا۔ میں ان لوگوں کی جُراَت وحیا پر تعجب کرتا ہوں کہ باوجودیکہ مولانا مولوی صاحب"
" اشاعۃ السنہ نمبر ۸ و ۱۲ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۶۶ و ۱۸۸ و ۳۱۴ اور نمبر ۳ جلد ۱۸ کے صفحہ ۸۶ اور"
" دیگر مقامات میں کادیانی سے مباہلہ کیلئے مستعدی ظاہر کر چکے ہیں اور اس سے گریز و انکار اسی"

ۓ اس کے جواب میں بجز لَعْنَۃُ اللہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ کیا کہیں۔ کپتان ڈگلس صاحب نے شیخ محمد حسین کو دبایا تھا اور کرسی کی درخواست پر جھڑکیاں دی تھیں مگر مجھے کرسی دی اور عزت کی۔ من المشتہر

"کادیانی بدکار کی طرف سے ہوا ہے نہ مولانا موصوف کی طرف سے۔ پھر یہ لوگ کس مُنہ سے مولانا"
"مولوی صاحب کو مباہلہ کے لیے بُلاتے ہیں اور شرم و حیا سے کچھ کام نہیں لیتے۔ اسی وجہ سے"
"مولوی صاحب ان مجاہیل کی فضول لاف و گذاف کی طرف توجہ نہیں کرتے اور اُن لوگوں کو"
"مخاطب بنانا نہیں چاہتے البتہ اُن کے مرشد دجال اکبر اکذب العصر سے مباہلہ کرنے کیلئے ہر"
"وقت بغیر کسی شرط کے مستعد و تیار ہیں۔ اگر کادیانی اپنی طرف سے دعوت مباہلہ کا اشتہار دے"
"یا کم سے کم یہ مشتہر کر دے کہ اُس کے مریدوں نے جو اشتہار دیئے ہیں وہ اسی کی رضامندی و"
"ترغیب سے دیئے ہیں۔ اس میں مولوی صاحب ممدوح اپنی طرف سے کوئی شرط پیش نہیں کرتے"
"صرف کادیانی کی شروط و میعاد ایک سال کو اُڑا کر یہ چاہتے ہیں کہ اثر مباہلہ اسی مجلس میں ظاہر"
"ہو یا زیادہ سے زیادہ تین روز میں[1] (جو عبداللہ آتھم کے مباہلہ و قسم کے لیے اس نے تسلیم کئے تھے"
"اور قبل از مباہلہ کادیانی اس اثر کی تعیین بھی کر دے کہ وہ کیا ہوگا۔ اس کی وجہ و دلیل بتفصیل مع"

"حوالہ حدیث و تفسیر وہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۷۱ وغیرہ اور نمبر ۳ جلد ۱۸ کے صفحہ ۸۶"
"میں یہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ میعاد ایک سال کی خلاف سُنت ہے[2] اور اس میں کادیانی کی حیلہ سازی و"
"فریب بازی کی بڑی گنجائش ہے اور در صورت نہ ہونے ظاہر اثر مباہلہ کے مولوی صاحب کچھ نقد"
"انعام لینا نہیں چاہتے۔ صرف وہی سزا تجویز فرماتے ہیں جو کادیانی نے عبداللہ آتھم کے متعلق پیشگوئی"
"پوری نہ ہونے کی صورت میں اپنے لیے خود تجویز کی تھی کہ اس کا منہ کالا[3] کیا جاوے اسکو ذلیل"
"کیا جاوے (دیکھو جنگ مقدس میں آخری پرچہ قادیانی کا صفحہ اخیر) پس ہم کو یہ شرط منظور ہے"
"لیکن اس رُوسیاہی کے بعد اس کو گدھے پر سوار کر کے کوچہ بکوچہ ان چاروں شہروں میں پھرایا"
"جاوے اور بجائے دینے جرمانہ یا انعام آٹھ سو پچیس ۸۲۵ روپیہ کے صرف آٹھ سو پچیس ۸۲۵ جوتے ...."
"....حضرت اقدس (اکذب) کے سر مبارک پر رسید ہوں جن کو انھیں چاروں مواضع کے مُرید"
"....آپ کی نذر کریں اور اس کفش کاری اور پاپوش باری کے بعد پھر گدھے کی سواری پر"

---

[1] "اصل عبارت پرچہ مذکور یہ ہے "مَیں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو مَیں ہر ایک سزا کے اُٹھانے کے لیے تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے روسیاہ کیا جاوے میرے گلے میں رسّہ ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے۔ ہر ایک بات کے لیے تیار ہوں۔"

[2] تعجب کہ یہ لوگ کس قدر چالاکی سے کام لیتے ہیں۔ اگر مباہلہ کا اثر فوری ضروری ہے تو کیوں اپنی بد دُعا کی نسبت یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ فی الفور ہماری بد دُعا کا اثر ہو جائے گا۔ من المشتہر

[3] اس کے جواب میں بجز اس کے ہم کیا کہیں کہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ من المشتہر

"آپکا جلوس نکلے اور آگے آگے آپ کے مخلص مُرید بطور مرثیہ خوانی یہ مصرع پڑھتے جاویں۔ ؏ چرا کارے
"کند عاقل کہ باز آید پشیمانی[1] ❊ اور یہ شعر صائب کا، بنمائے بہ صاحب نظرے گوہر خود را۔ عیسٰی"
"نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند ❊ اور یہ رباعی مُرسل یزدانی و عیسٰی نبی اللہ شدی۔ بازمی گوئی"
"کہ دجالت نخوانند اے حمار۔ کفشہا بر سر خوری از افتراتے ناسزا۔ رد سیہ گشتی میان مردم قرب و"
"جوار۔ اور یہ بیت اردو۔ اڑتا خاک سر پر جھومتا مستانہ آتا ہے ❊ یہ کھاتا جوتیاں سر پر مرا"
"دیوانہ آتا ہے۔"

" راقم سید ابوالحسن تبتی حال وارد کوہ شملہ سنجولی۔ ۳۱ر اکتوبر ۱۸۹۸ء "

❊ ❊ ❊

---

[1] بد ذاتوں کی بد ذاتی اور بدکاری کو خدا تعالیٰ دیکھتا ہے سو جو شخص اُس کی نظر میں بدکار اور کذاب ہے وہ اس کو بے سزا نہیں چھوڑے گا۔ من المشتہر

ضروری نوٹ (یاد داشتیں)

"(۱) .... ناتبین دجال اکبر کادیانی لعین نے جو اشتہاروں میں لکھا ہے کہ نام کا مولوی عبدالقادر لودہانوی مولوی صاحب موصوف کا ہم مکتب ہے یہ محض دروغ ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ وہ بدنصیب بمقام ہندلہ (جبکہ ہم مولوی نورالحسن صاحب مرحوم سے شمس بازغہ پڑھتے تھے ہم سے شرح ملّا پڑھتا تھا۔ اب وہ ہمارا ہم مکتب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس پر فخر کر رہا ہے۔ کیوں نہ ہو یہ قدیم سے ہوتا چلا آیا ہے جس کی شکایت اس شعر میں ہے ؎ کس نیاموخت علم تیراز من ۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد"

"(۲) یہ بھی مُریدان دجال نے مشتہر کیا ہے کہ عبدالقادر نے قلمی خط مولویصاحب کے پاس بھیجا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ بھی محض کذب ہے لعنة الله على الكاذبين ہم کو عبدالقادر کا کوئی خط نہیں پہنچا۔ قلمی خط تو یکطرف رہا کوئی مطبوعہ پرچہ اخبار الحکم جس میں اس کا یہ خط درج ہوا ہے یا کوئی اشتہار لاہور یا شملہ وغیرہ سے بھی اس مضمون کا کادیانی یا اس کے اتباع کا مرسلہ ہم کو نہیں پہنچا۔ بہت مشکل اور تلاش سے ہم نے ایک مدرس سکول بٹالہ سے اخبار کا پرچہ مستعار لے کر شیخ فتح محمد اہلحدیث گجرات کی قلم سے وہ خط نقل کرایا اور اشتہار اہل شملہ ہم نے شملہ کے ایک کلرک محکمہ آب و ہوا سے بتقاضا وصول کیا۔ اور اس دجال کے چیلوں کی قدیم عادت ہے کہ جو مضمون جواب طلب وہ چھاپتے ہیں اس کی کاپی ہماری طرف نہیں بھیجتے۔

"(۳) عربی نویسی میں دجال کا دیانی کا مقابلہ کرنے سے گریز یا اعراض کو جو ان ناتبین دجال نے مولوی صاحب موصوف کی طرف منسوب کیا ہے اس میں بھی ان گمناموں نے دجال اکبر کی سنّت پر عمل کیا ہے۔ مولویصاحب موصوف اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۸ جلد ۱۵ کے صفحہ ۱۵۹ میں کادیانی کو عربی میں مقابلہ کے لیے للکار چکے ہیں۔ پھر نمبر ۱۲ جلد ۱۵ میں کادیانی کی عربی نویسی کا اچھی طرح بخیہ ادھیڑ چکے ہیں۔ مگر اس گروہ بے شکوہ نے شرم و حیا کو نصیب اعداء سمجھ کر ان دعاوی باطلہ و اغلیط عاطلہ کادیانی کا اعادہ کر کے گڑے مُردے اُکھاڑنے کو عمل میں لا کر لوگوں کو دھوکہ دیا ہے۔ ان میں ذرہ شرم ہوتی تو وہ اشاعۃ السنہ کے ان مقامات کو پڑھ کر ڈوب کر مَر جاتے اور پھر عربی نویسی کا دعویٰ زبان پر نہ لاتے۔ مگر یہاں شرم کہاں۔ ان کا تو یہ

مقولہ ہے کہ شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں بیاید"

"(۴) کادیانی کا مستجاب الدعوات ہونے کا جو اُن شیخ چلی کے شاگردوں نے دعویٰ کرکے اس میں مولویصاحب سے مقابلہ چاہا ہے اس کا جواب مولوی صاحب اشاعۃ السنہ نمبر۱ جلد ۱۴ میں ۱۸۹۱ء اور نمبر۱ جلد ۱۶ بابت ۱۸۹۵ء کے صفحہ ۱۴۵ وغیرہ میں دے چکے ہیں۔ مگر ان حیا کے دشمنوں نے حیا سے قسم کھا کر اُنہی پچھلی باتوں کا اعادہ شروع کر دیا ہے۔ ہم کہاں تک جوابات کا اعادہ کرتے جاویں"

"(۵) مولوی سید ابوالحسن صاحب تبتی نے جو امام الزمان [825] روپیہ انعام کے بدلے آٹھ سو پچیس [825] جُوتے کادیانی کے لیے تجویز کئے ہیں اس پر حضور اینجانب کا صاد ہے لیکن ساتھ ہی اس کے اس قدر رعایت ضروری ہے کہ اگر حضرت اقدس (اکذب) کادیانی اس قدر جوتوں کے بذات شریف و نفس نفیس متحمل نہ ہوسکیں اور سر مبارک حضرت اکذب کا گنجہ ہوجاوے یا جوتوں کی مار سے آپ کو الہامی قبض لاحق ہوجاوے تو باقی ماندہ آپ کے نائبین جنہوں نے گمنام اشتہارات دیئے ہیں آپس میں اس طرح بانٹ لیں کہ لاہور والے مخلص گمنام پٹیالہ والوں کو اور لدھیانہ والے شملہ والوں کو اور پٹیالہ والے لدھیانہ والوں کو اور اسی طرح وہ ایک دوسرے کو بطور ہمدردی مدد دیں۔ ہم کو اس پر اصرار نہیں کہ وہ سب کے سب جُوتے حضرت اقدس (اکذب) ہی کے سر پر پورے کئے جاویں۔ یہ امر بحکم آیت لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ہم کو پسندیدہ نہیں اور عام ہمدردی انسانی اور اصول اخلاق کے بھی مخالف ہے[1]۔"

الراقم احقر العباد ملہم ربانی ملا محمد بخش لاہور ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء

محمد بخش قادری مینجر اخبار جعفر زٹلی تاج الہند پریس لاہور"

---

[1] ذرہ صبر کرو خدا تعالیٰ جو دیکھ رہا ہے یہ سب ذلت جھوٹے کی کرے گا۔ من المشتھر

لعنت اللہ علیٰ من اعرض عن ھذا واَبیٰ

ورحمۃ اللہ علیٰ من قبل واتّقیٰ

مولوی محمد حسین بٹالوی پر آخری حُجّت

یعنے

بلاشرط مباہلہ کی دعوت

اور

دو ہزار پانچسو پچیس روپیہ آٹھ آنہ[1] کا انعام

یہ امر بوضاحت بیان ہو چکا ہے کہ میاں محمد حسین بٹالوی ہی جناب حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب **مسیح موعودؑ** کی تکفیر کا اصل محرک اور بانی ہوا ہے اور باقی تمام مکفرین نے اُس کی یا اس کے استاد میاں نذیر حسین دہلوی کی پیروی کی ہے۔ اس لیے اسی کو اس درخواست مباہلہ میں مخاطب کیا گیا ہے۔ چونکہ اس نے حضرت اقدس مرزا صاحبؑ سلمہٗ ربہٗ کی تکفیر اور تکذیب پر حد سے زیادہ زور مارا ہے۔ اور باوجودیکہ وہ اپنی ناکامیوں اور حضرت اقدس کی کامیابیوں کو بارہا دیکھ چکا اور بہت سے نشانات بھی ملاحظہ کر چکا ہے مگر اپنی غلطی کا اعتراف نہیں کرتا۔ اس لیے اس کو مباہلہ کی دعوت کی جاتی ہے جو آسمانی اور خدائی فیصلہ ہے۔ یہ مباہلہ بدوں کسی قسم کی شرط کے ہوگا اور اگر ایک سال کے اندر نتیجہ مباہلہ ہمارے حق میں نہ ہوا اور ایک اثر قابل اطمینان ہماری تائید میں ظہور میں نہ آیا تو رقم مندرجہ بالا جو پہلے سے جمع کرادی جاویگی ان کو بطور نشان کامیابی ان صاحبوں کی طرف سے دی جاوے گی جنہوں نے وہ مقرر کی ہے۔

لہٰذا اب ہم پنجاب کے ان معززین کو جو میاں محمد حسین کو جانتے ہیں اور اُن سربرآوردہ حضرات کو جن کی شیخ صاحب سے آشنائی ہے اور اُن خدا ترس لوگوں کو جو اسلام میں تفرقہ اور فتنہ پسند نہیں کرتے مخاطب کر کے کہنا چاہتے ہیں کہ وہ خلق اللہ پر رحم کریں اور ان کو پریشانی اور گھبراہٹ میں نہ رہنے دیں وہ

---

[1] یہ رقم اخیر نومبر تک جس قدر بڑھ جائے گی وہ بذریعہ الحکم مشتہر ہوتی رہے گی اور ۳۰ نومبر کو جو رقم ہوگی وہ آخری رقم ہوگی (ایڈیٹر)

میاں محمد حسین صاحب کو مباہلہ پر آمادہ کریں تاکہ یہ آئے دن کا جھگڑا ایک سال کے اندر طے ہو جاوے کاذب مفتری خدا تعالےٰ کی لعنت کے نیچے آکر دُنیا سے اُٹھ جاوے یا کسی شدید عذاب میں مبتلا ہو کر صداقت پر مہر کر دے۔ اس پر بھی اگر میاں محمد حسین انکار کریں اور مباہلہ کے لیے مرد میدان ہو کر نہ نکلیں تو پھر

اے آسمان گواہ رہ اور اے زمین سُن رکھ

کہ حُجت پُوری کر دی گئی۔ اور ہم تمام اہلِ اسلام کی خدمت میں نہایت ادب سے التماس کرنا چاہتے ہیں کہ اگر اب بھی میاں محمد حسین صاحب فیصلہ کی سیدھی راہ پر نہ آئیں تو پھر آپ خود انصاف کریں کہ سچ کس کے ساتھ ہے اور آیندہ اپنی زندگی کے چند عارضی اور بے بنیاد دنوں کے لیے اس سلسلہ سے فائدہ اُٹھائیں جس کو خدا تعالیٰ نے محض تمہارے ہی رُوحانی فائدہ کے لیے قائم کیا ہے۔

بالآخر ہم پھر میاں محمد حسین صاحب کو اطلاع دیتے ہیں کہ بدوں کسی قسم کی شرط کے عالی جناب مرزا غلام احمد صاحب ادام اللہ فیوضہم آپ سے مباہلہ کرنے کے لیے طیار ہیں اگر خدا تعالےٰ کا خوف اور یوم الجزاء پر ایمان ہے اور مرزا صاحب کی تکفیر و تکذیب میں اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہو تو پھر آؤ اور مرد میدان بن کر مباہلہ کر لو

ضروری یادداشت

۱۔ میاں محمد حسین بٹالوی کو اختیار ہوگا کہ اخیر نومبر ۹۸ء تک کسی وقت منظوری مباہلہ کی درخواست مطبوعہ یا تحریری بصیغہ رجسٹری ہمارے پاس بھیجدیں۔

۲۔ ان کی درخواست کے موصول ہونیکے بعد تین ہفتہ کے اندر کل روپیہ انجمن حمایت اسلام لاہور یا اگر وہ چاہیں تو بنگال بنک میں جمع کرا دیا جاوے گا۔

۳۔ روپیہ جمع کرا دینے کے بعد ایک ہفتہ کے اندر تاریخ مقرر ہو کر بمقام بٹالہ بلا کسی قسم کی شرط کے مباہلہ ہو جاوے گا۔

مباہلہ میں میاں محمد حسین کے کامیاب ہونے پر انعام دینے والوں کی فہرست

مولوی عبدالقادر لودہانوی - - - - - - - - -	لعہ	جماعت شملہ - - - - - - - - - - - - - -	لعہ
جماعت لاہور خادمان حضرت اقدس - - - -	معہ	منشی کرم الٰہی ریکارڈ کیپر پٹیالہ - - -	لعہ
شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم	صہ	جماعت الہ آباد	ماصہ

مولوی حکیم نورالدین صاحب	ما معہ	مستری احمدالدین بھیرہ	عہ صہ
مولوی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی	مار	حافظ محمد حسین نابینا ڈنگوی	۸ ر
مرزا خدابخش صاحب	صما	کل	اعماضہ ۲۳۵ ررر
جماعت سیالکوٹ	ما معہ	جماعت امرت سر	ما معہ ۸ ر
حکیم منشی نور محمد منشی فاضل مالک ہمدم صحت لاہور	صہ		
جماعت بٹالہ	ماصہ	میزان	اعصماصہ عہ ۸ ر ررر

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر الحکم قادیان

(۱۹۷)

اعلان

دسمبر میں تعطیلوں کے دنوں میں ہمیشہ جلسہ ہوتا تھا لیکن اب کے دسمبر میں میں اور میرے گھر کے لوگ اور اکثر خادمہ عورتیں اور مرد موسمی بیماری سے بیمار ہیں۔ خدمت مہمانوں میں فتور ہوگا۔ اور بھی کئی اسباب ہیں جن کا لکھنا موجب تطویل ہے۔ اس لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ اب کی دفعہ کوئی جلسہ نہیں ہے۔ ہمارے سب دوست مطلع رہیں۔ والسلام۔ المعلن مرزا غلام احمد

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۞ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا وَّالَّذِیۡنَ ھُمۡ مُّحۡسِنُوۡنَ [1]

مبادا دل آں فرومایہ شاد ۞ کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

مَیں اپنی جماعت کے لیے خصوصاً یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ وہ اُس اشتہار کے نتیجہ کے منتظر رہیں کہ جو ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مباہلہ شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے جس کی میعاد ۱۵؍ جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہوگی۔

اور مَیں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر یا وہ گوئی کے مقابلہ پر یا وہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔ وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سُنیں گے جیسا کہ وہ سُن رہے ہیں۔ مگر چاہیئے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدائے تعالیٰ کے فیصلہ کی طرف نظر رکھیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اس عدالت کے سامنے مسل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی۔ جب تک انسان عدالت کے کمرے سے باہر ہے اگرچہ اس کی بدی کا بھی مواخذہ ہے مگر

---

[1] النحل : ۱۲۹

اس شخص کے جُرم کا مواخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جُرم کرتا ہے۔ اس لیے مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرما دے۔ بہتر ہے کہ شیخ محمد حسین اور اُس کے رفیقوں سے ہرگز ملاقات نہ کرو کہ بسا اوقات ملاقات موجب جنگ و جدل ہو جاتی ہے اور بہتر ہے کہ اس عرصہ میں کچھ بحث مباحثہ بھی نہ کرو کہ بسا اوقات بحث مباحثہ سے تیز زبانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ ضرور ہے کہ نیک عملی اور راستبازی اور تقویٰ میں آگے قدم رکھو کہ خُدا اُن کو جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، ضائع نہیں کرتا۔ دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقویٰ کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ اُن کو ہلاک کرے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو معہ اُس کے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے چاہا کہ اُن کو ہلاک کریں اور نہ صرف ہلاک بلکہ اُن کی پاک رُوح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگاویں کیونکہ توریت میں لکھا تھا کہ جو شخص لکڑی پر یعنی صلیب پر مارا جاتے وہ لعنتی ہے یعنی اس کا دل پلید اور ناپاک اور خدا کے قرب سے دُور جا پڑتا ہے اور راندۂ درگاہ الٰہی اور شیطان کی مانند ہو جاتا ہے۔ اس لیے لعین شیطان کا نام ہے۔ اور یہ نہایت بدمنصوبہ تھا جو حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت سوچا گیا تھا تا اس سے وہ نالائق قوم یہ نتیجہ نکالے کہ یہ شخص پاک دل اور سچا نبی اور خدا کا پیارا نہیں ہے بلکہ نعوذ باللہ لعنتی ہے جس کا دل پاک نہیں ہے۔ اور جیسا کہ مفہوم لعنت کا ہے وہ خدا سے بجان و دل بیزار اور اللہ اس سے بیزار ہے لیکن خدائے قادر و قیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس راہ سے ناکام اور نامُراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اُس کو ایک سو بیس[1] برس تک زندہ رکھ کر تمام دشمن یہودیوں کو اس کے سامنے

---

[1] حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ایک سو بیس برس کی عمر ہوئی تھی لیکن تمام یہود و نصاریٰ کے اتفاق سے صلیب کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جبکہ حضرت ممدوح کی عمر صرف تینتیس برس کی تھی۔ اس دلیل سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے بفضلہ تعالیٰ نجات پا کر باقی عمر سیاحت میں گذاری تھی۔ احادیث صحیحہ سے یہ ثبوت بھی ملتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی سیاح تھے۔ پس اگر وہ صلیب کے واقعہ پر مع جسم آسمان پر چلے گئے تھے تو سیاحت کس زمانہ میں کی حالانکہ اہل لغت بھی مسیح کے لفظ کی ایک وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ لفظ مسح سے نکلا ہے اور مسح سیاحت کو کہتے ہیں ماسوا اسکے یہ عقیدہ کہ خدا نے یہودیوں سے بچانے کے لئے حضرت عیسیٰ کو دوسرے آسمان پر پہنچا دیا تھا سراسر لغو خیال معلوم

ہلاک کیا۔ ہاں خدا تعالیٰ کی اُس قدیم سنت کے موافق کہ کوئی اولوالعزم نبی ایسا نہیں گذرا جس نے قوم کی ایذا کی وجہ سے ہجرت نہ کی ہو۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی تین برس کی تبلیغ کے بعد صلیبی فتنہ سے نجات پا کر ہندوستان کی طرف ہجرت کی اور یہودیوں کی دوسری قوموں کو جو بابل کے تفرقہ کے زمانہ سے ہندوستان اور کشمیر اور تبت میں آئے ہوئے تھے، خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچا کر آخر کار خاک کشمیر جنت نظیر میں انتقال فرمایا اور سرینگر خانیار کے محلہ میں باعزاز تمام دفن کئے گئے۔ آپ کی قبر بہت مشہور ہے یزار و یتبرک بہٖ۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے ہمارے سید و مولیٰ نبی آخر الزمان کو جو سید المتقین تھے انواع اقسام کی تائیدات سے مظفر اور منصور کیا۔ گو اوائل میں حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی طرح داغ ہجرت آپ کے بھی نصیب ہوا مگر وہی ہجرت فتح اور نصرت کے مبادی اپنے اندر رکھتی تھی۔

سو اے دوستو! یقیناً سمجھو کہ متقی کبھی برباد نہیں کیا جاتا۔ جب دو فریق آپس میں دشمنی کرتے ہیں اور خصومت کو انتہا تک پہنچاتے ہیں تو وہ فریق جو خدا تعالیٰ کی نظر میں متقی اور پرہیزگار ہوتا ہے آسمان سے اس کے لیے مدد نازل ہوتی ہے اور اس طرح پر آسمانی فیصلہ سے مذہبی جھگڑے انفصال پا جاتے

بقیہ حاشیہ:

ہوتا ہے۔ کیونکہ خدا کے اس فعل سے یہودیوں پر کوئی حجت پوری نہیں ہوتی۔ یہودیوں نے نہ تو آسمان پر چڑھتے دیکھا اور نہ آج تک اترتے دیکھا پھر وہ اس مہمل اور بے ثبوت قصے کو کیونکر مان سکتے ہیں۔ ماسوا اس کے یہ بھی سوچنے کے لائق ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے حملہ کے وقت جو یہودیوں کی نسبت زیادہ بہادر اور جنگ جو اور کینہ ور تھے صرف اُسی غار کی پناہ میں بچا لیا جو مکہ معظمہ سے تین میل سے زیادہ نہ تھی تو کیا نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کو بزدل یہودیوں کا کچھ ایسا خوف تھا کہ بجز دوسرے آسمان پر پہنچانے کے اس کے دل میں یہودیوں کی دست درازی کا کھٹکا دور نہیں ہو سکتا تھا بلکہ یہ قصہ سراسر افسانہ کے رنگ میں بنایا گیا ہے اور قرآن کریم کے صریح مخالف اور نہایت زبردست دلائل سے جھوٹا ثابت ہوتا ہے۔ ہم بیان کر چکے ہیں کہ صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت شناخت کرنے کے لئے مرہم عیسیٰ ایک علمی ذریعہ اور اعلیٰ درجہ کا معیار حق شناسی ہے۔ اور اس واقعہ سے پورے طور پر مجھے اس لئے واقفیت ہے کہ میں ایک انسان خاندان طبابت میں سے ہوں اور میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ مرحوم جو اس ضلع کے ایک معزز رئیس تھے ایک اعلیٰ درجہ کے تجربہ کار طبیب تھے جنھوں نے قریباً ساٹھ سال اپنی عمر کے اس تجربہ میں بسر کئے تھے اور جہاں تک ممکن تھا ایک بڑا ذخیرہ طبی کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اور میں نے خود

ہیں۔ دیکھو ہمارے سیّد و مولیٰ نبیّنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیسی کمزوری کی حالت میں مکہ میں ظاہر ہوتے تھے اور ان دنوں میں ابوجہل وغیرہ کفار کا کیا عروج تھا اور لاکھوں آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن جانی ہو گئے تھے۔ تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی۔ یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اُس پر قدم مارو! اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔ وہ خدا جو

بقیہ حاشیہ:

طب کی کتابیں پڑھی ہیں اور اُن کتابوں کو ہمیشہ دیکھتا رہا۔ اس لئے میں اپنی ذاتی واقفیت سے بیان کرتا ہوں کہ ہزار کتاب سے زیادہ ایسی کتاب ہوگی جن میں مرہم عیسیٰ کا ذکر ہے اور اُن میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ کے لئے بنائی گئی تھی۔ ان کتابوں میں سے بعض یہودیوں کی کتابیں ہیں اور بعض عیسائیوں کی اور بعض مجوسیوں کی۔ سو یہ ایک علمی تحقیقات سے ثبوت ملتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب سے رہائی پائی تھی۔ اگر انجیل والوں نے اسکے برخلاف لکھا ہے تو اُنکی گواہی ایک ذرہ اعتبار کے لائق نہیں کیونکہ اول تو وہ لوگ واقعہ صلیب کے وقت حاضر نہیں تھے اور اپنے آقا سے طرز بے وفائی اختیار کر کے سب کے سب بھاگ گئے تھے اور دوسرے یہ کہ انجیلوں میں بکثرت اختلاف ہے یہاں تک کہ برنباسؔ کی انجیل میں حضرت مسیح کے مصلوب ہونے سے انکار کیا گیا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ ان ہی انجیلوں میں جو بڑی معتبر سمجھی جاتی ہیں لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملے اور اپنے زخم ان کو دکھلائے۔ پس اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت زخم موجود تھے جن کے لئے مرہم طیار کرنے کی ضرورت تھی۔ لہٰذا یقیناً سمجھا جاتا ہے کہ ایسے موقعہ پر وہ مرہم طیار کی گئی تھی۔ اور انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس روز اُسی گرد و نواح میں بطور مخفی رہے اور جب مرہم کے استعمال سے بکلّی شفا پائی تب آپ نے سیاحت اختیار کی۔ افسوس کہ ایک ڈاکٹر صاحب نے راولپنڈی سے ایک اشتہار شائع کیا ہے جس میں اُن کو اس بات کا انکار ہے کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ مختلف قوموں کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان کو اس واقعہ کے سننے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مصلوب نہیں ہوئے بلکہ زندہ مگر مجروح ہونے کی حالت میں رہائی پائی بڑی گھبراہٹ پیدا ہوئی اور خیال کیا کہ اس سے تمام منصوبہ کفارہ کا باطل ہوتا ہے لیکن یہ قابل شرم بات ہے کہ ان کتابوں کے وجود سے انکار کیا جائے جن میں یہ نسخہ مرہم عیسیٰ موجود ہے۔ اگر وہ طالب حق ہیں تو ہمارے پاس آ کر ان کتابوں کو دیکھ لیں اور صرف عیسائیوں کے لئے یہی مصیبت نہیں کہ مرہم عیسیٰ کی علمی گواہی اُن عقائد کو رد کرتی ہے اور تمام

آنکھوں سے پوشیدہ مگر سب چیزوں سے زیادہ چمک رہا ہے۔ جس کے جلال سے فرشتے بھی ڈرتے ہیں وہ شوخی اور چالاکی کو پسند نہیں کرتا اور ڈرنے والوں پر رحم کرتا ہے سو اُس سے ڈرو اور ہر ایک بات سمجھ کر کہو۔ تم اس کی جماعت ہو جن کو اس نے نیکی کا نمونہ دکھانے کے لیے چُنا ہے۔ سو جو شخص بدی نہیں چھوڑتا اور اس کے لَب جھُوٹھ سے اور اس کا دل ناپاک خیالات سے پرہیز نہیں کرتا وہ اس جماعت سے کاٹا جائے گا۔

بقیہ حاشیہ:

عمارت کفارہ و تثلیث وغیرہ کی یک دفعہ گر جاتی ہے بلکہ ان دنوں میں اس ثبوت کی تائید میں اور ثبوت بھی نکل آئے ہیں کیونکہ تحقیقات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے صلیبی واقعہ سے نجات پاکر ضرور ہندوستان کا سفر کیا ہے اور نیپال سے ہوتے ہوئے آخر تبت تک پہنچے اور پھر کشمیر میں ایک مدت تک ٹھہرے اور وہ بنی اسرائیل جو کشمیر میں بابل کے تفرقہ کے وقت میں سکونت پذیر ہوئے تھے اُن کو ہدایت کی اور آخر ایک سو بیس برس کی عمر میں سری نگر میں انتقال فرمایا اور محلّہ خان یار میں مدفون ہوئے اور عوام کی غلط بیانی سے یوز آسف[1] نبی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ اس واقعہ کی تائید وہ انجیل بھی کرتی ہے جو حال میں تبت سے برآمد ہوئی ہے۔ یہ انجیل بڑی کوشش سے لندن سے ملی ہے ہمارے مخلص دوست شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر قریباً تین ماہ تک لندن میں رہے اور اس انجیل کو تلاش کرتے رہے۔ آخر ایک جگہ سے میسر آ گئی۔ یہ انجیل بدھ مذہب کی ایک پرانی کتاب کا گویا ایک حصہ ہے بدھ مذہب کی کتابوں سے یہ شہادت ملتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک ہند میں آئے اور ایک مدت تک مختلف قوموں کو وعظ کرتے رہے اور

[1] نوٹ: ایک نادان مسلمان نے اپنے دل سے ہی یہ بات پیش کی ہے کہ شائد یوز آسف سے زوجہ آصف مراد ہو جو سلیمان کا وزیر تھا مگر اس جاہل کو یہ خیال نہیں آیا کہ زوجہ آصف نبی نہیں تھی اور اس کو شہزادہ نہیں کہہ سکتے۔ یہ بھی نہیں سوچا کہ یہ دونوں مذکر نام ہیں۔ مونث کے لئے اگر وہ یہ صفات رکھتی ہو نبیہ اور شہزادی کہا جانے گا نہ نبی اور شہزادہ۔ اس سادہ لوح نے یہ بھی خیال نہیں کیا کہ انیس ۱۹۰۰ کی مدت حضرت عیسیٰ کے زمانہ سے ہی مطابق آتی ہے۔ سلیمان تو حضرت عیسیٰ سے کئی سو برس پہلے تھا۔ ماسوا اس کے اس نبی کی قبر کو جو سری نگر میں واقع ہے بعض یوز آسف کے نام سے پکارتے ہیں مگر اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے۔ ہمارے مخلص مولوی عبداللہ صاحب کشمیری نے جب سری نگر میں اس مزار کی نسبت تفتیش کرنا شروع کیا تو بعض لوگوں نے یوز آسف کا نام سن کر کہا کہ ہم میں وہ قبر عیسیٰ صاحب کی قبر مشہور ہے۔ چنانچہ کئی لوگوں نے یہی گواہی دی جواب تک سری نگر میں زندہ موجود ہیں جس کو شک ہو وہ خود کشمیر میں جا کر کئی لاکھ انسان سے دریافت کر لے۔ اب اس کے بعد انکار بے حیائی ہے۔ منہ۔

اے خدا کے بندو! دلوں کو صاف کرو اور اپنے اندرونوں کو دھو ڈالو۔ تم نفاق اور دورنگی سے ہر ایک کو راضی کر سکتے ہو مگر خدا کو اس خصلت سے غضب میں لاؤ گے۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور اپنی ذرّیت کو ہلاکت سے بچاؤ۔ کبھی ممکن ہی نہیں کہ خدا تم سے راضی ہو۔ حالانکہ تمہارے دل میں اس سے زیادہ کوئی اَور عزیز بھی ہے۔ اس کی راہ میں فدا ہو جاؤ اور اس کے لیے محو ہو جاؤ اور ہمہ تن اس کے ہو جاؤ۔ اگر چاہتے ہو کہ اسی دُنیا میں خدا کو دیکھ لو۔ کرامت کیا چیز ہے؟ اور خوارق کب ظہور میں آتے ہیں؟ سو سمجھو اور یاد رکھو کہ دلوں کی تبدیلی آسمان کی تبدیلی کو چاہتی ہے؟ وہ آگ جو اخلاق کے ساتھ بھڑکتی ہے وہ عالم بالا کو نشان کی صورت پر دکھلاتی ہے۔ تمام مومن اگرچہ عام طور پر ہر ایک بات میں شریک ہیں۔ یہانتک کہ ہر ایک کو

بقیہ حاشیہ:

بدھ مذہب کی کتابوں میں جو اُن کے ان ملکوں میں آنے کا ذکر لکھا گیا ہے اُس کا وہ سبب نہیں جو لاما بیان کرتے ہیں یعنی یہ کہ انہوں نے گوتم بدھ کی تعلیم استفادہ کے طور پر پائی تھی ایسا کہنا ایک شرارت ہے۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جبکہ خدا تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو واقعہ صلیب سے نجات بخشی تو انہوں نے بعد اس کے اس ملک میں رہنا قرین مصلحت نہ سمجھا اور جس طرح قریش کے انتہائی درجہ کے ظلم کے وقت یعنی جبکہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا ارادہ کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ملک سے ہجرت فرمائی تھی اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہودیوں کے انتہائی ظلم کے وقت یعنی قتل کے ارادہ کے وقت ہجرت فرمائی۔ اور چونکہ بنی اسرائیل بخت النصر کے حادثہ میں متفرق ہو کر بلادِ ہند اور کشمیر اور تبت اور چین کی طرف چلے آئے تھے اس لئے حضرت مسیح علیہ السلام نے ان ہی ملکوں کی طرف ہجرت کرنا ضروری سمجھا۔ اور تواریخ سے اس بات کا بھی پتہ ملتا ہے کہ بعض یہودی اس ملک میں آکر اپنی قدیم عادت کے موافق بدھ مذہب میں بھی داخل ہو گئے تھے۔ چنانچہ حال میں جو ایک مضمون سول ملٹری گزٹ پرچہ تاریخ ۲۳ نومبر ۱۸۹۸ء میں چھپا ہے اس میں ایک محقق انگریز نے اس بات کا اقرار بھی کیا ہے اور اس بات کو بھی مان لیا ہے کہ بعض جماعتیں یہودیوں کی اس ملک میں آئی تھیں اور اس ملک میں سکونت پذیر ہو گئی تھیں۔ اور اسی پرچہ سول میں لکھا ہے کہ "دراصل افغان بھی بنی اسرائیل میں سے ہیں" غرض جبکہ بعض بنی اسرائیل بدھ مذہب میں داخل ہو گئے تھے تو ضرور تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں آکر بدھ مذہب کی رد کی طرف متوجہ ہوتے اور اس مذہب کے پیشواؤں کو ملتے۔ سو ایسا ہی وقوع میں آیا۔ اسی وجہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوانح بدھ مذہب میں لکھے گئے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں اس

معمولی حالت کی خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتے ہیں، لیکن وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کے لیے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جان نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دُنیا میں ذلیل کئے جاتے اور اُن کو بُرا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجال اور ٹھگ اور فریبی ان کا نام رکھا جاتا ہے اور اُن کے تباہ کرنے کے لیے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپ کو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ ان کی تائید میں

بقیہ حاشیہ:

ملک میں بدھ مذہب کا بہت زور تھا اور بید کا مذہب مر چکا تھا اور بدھ مذہب بید کا انکار کرتا تھا[1]

خلاصہ یہ کہ ان تمام امور کو جمع کرنے سے ضروری طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ضرور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس ملک میں تشریف لائے تھے۔ یہ بات یقینی اور پختہ ہے کہ بدھ مذہب کی کتابوں میں ان کے اس ملک میں آنے کا ذکر ہے اور جو مزار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کشمیر میں ہے جس کی نسبت بیان کیا جاتا ہے کہ وہ قریباً اُنیس سَو ۱۹ برس سے ہے یہ اس امر کے لئے نہایت اعلیٰ درجہ کا ثبوت ہے غالباً اس مزار کے ساتھ کچھ کتبے ہوں گے جو اب مخفی ہیں۔ ان تمام امور کی مزید تحقیقات کے لئے ہماری جماعت میں سے ایک علمی تفتیش کا قافلہ طیار ہو رہا ہے جس کے پیش رو اخویم مولوی حکیم حاجی حرمین نورالدین صاحب سلمہ ربہٗ قرار پائے ہیں۔ یہ قافلہ اس کھوج اور تفتیش کے لئے مختلف ملکوں میں پھرے گا۔ اور ان سرگرم دینداروں کا کام ہوگا کہ پالی زبان کی کتابوں کو بھی دیکھیں کیونکہ یہ بھی پتہ لگا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس نواح میں بھی اپنی گم شدہ بھیڑوں کی تلاش میں گئے تھے۔ لیکن بہرحال کشمیر میں جانا اور پھر تبت میں جاکر بدھ مذہب کی پستکوں سے یہ تمام پتہ لگانا اس جماعت کا فرض منصبی ہوگا۔ اخویم شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور نے ان تمام اخراجات کو اپنے ذمہ قبول کیا ہے۔ لیکن اگر یہ سفر جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے بنارس اور نیپال اور مدراس اور سوات اور کشمیر اور تبت وغیرہ ممالک تک کیا جائے جہاں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کی بود و باش کا پتہ ملتا ہے تو کچھ شک نہیں کہ یہ بڑے اخراجات کا کام ہے اور امید کی جاتی ہے کہ بہرحال

---

[1] صرف یہی بات نہیں کہ بدھ مذہب کی بعض کتابوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہندوستان اور تبت میں آنے کا تذکرہ ہے بلکہ ہمیں معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ کشمیر کی پورانی تحریروں میں بھی اس کا تذکرہ ہے۔ منہ

کوئی نشان دکھا دے تب یک دفعہ ان کا دل دُکھتا اور اُن کا سینہ مجروح ہوتا ہے۔ تب وہ خدا تعالےٰ کے آستانہ پر تضرّعات کے ساتھ گرتے ہیں اور اُن کی دردمندانہ دُعاؤں کا آسمان پر ایک صعبناک شور پڑتا ہے اور جس طرح بہت گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بہ تہہ بادل پیدا ہو کر یک دفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کے دردناک تضرعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اُٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت میں زمین پر نازل ہوتے ہیں۔ غرض جب کسی مرد صادق ولی اللہ پر کوئی ظلم انتہا تک پہنچ جاتے تو

بقیہ حاشیہ:

اللہ تعالیٰ اس کو انجام دیدے گا۔ ہر ایک دانشمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ ایک ایسا ثبوت ہے کہ اس سے یکدفعہ عیسائی مذہب کا تمام تانا بانا ٹوٹتا ہے۔ اور انیس سو برس کا منصوبہ یکدفعہ کالعدم ہو جاتا ہے۔ اس بات کا اطمینان ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا اس ملک ہند اور کشمیر وغیرہ میں آنا ایک واقعی امر ہے اور اس کے بارے میں ایسے زبردست ثبوت مل گئے ہیں کہ اب وہ کسی مخالف کے منصوبہ سے چھپ نہیں سکتے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان بیہودہ اور غلط عقائد کی اسی زمانہ تک عمر تھی۔ ہمارے سید و مولیٰ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ وہ مسیح موعود جو آنے والا ہے صلیب کو توڑے گا اور آسمانی حربہ سے دجال کو قتل کرے گا۔ اس حدیث کے اب یہ معنے کھلے ہیں کہ اس مسیح کے وقت میں زمین و آسمان کا خدا اپنی طرف سے بعض ایسے امور اور واقعات پیدا کر دے گا جن سے صلیب اور تثلیث اور کفارہ کے عقائد خود بخود نابود ہو جائیں گے۔ مسیح کا آسمان سے نازل ہونا بھی ان ہی معنوں سے ہے کہ اُس وقت آسمان کے خدا کے ارادہ سے کسر صلیب کے لئے بدیہی شہادتیں پیدا ہو جائیں گی۔ سو ایسا ہی ہوا۔ یہ کس کو معلوم تھا کہ مرہم عیسیٰ کا نسخہ صدہا طبی کتابوں میں لکھا ہوا پیدا ہو جائے گا۔ اس بات کی کس کو خبر تھی کہ بدھ مذہب کی پورانی کتابوں سے یہ ثبوت مل جائے گا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بلادِ شام کے یہودیوں سے نومید ہو کر ہندوستان اور کشمیر اور تبت کی طرف آئے تھے[1]۔ یہ بات کون جانتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام

---

[1] حال میں مسلمانوں کی تالیف بھی چند پورانی کتابیں دستیاب ہوئی ہیں جن میں صریح یہ بیان موجود ہے کہ یوز آسف ایک پیغمبر تھا جو کسی ملک سے آیا تھا اور شہزادہ بھی تھا اور کشمیر میں اس نے انتقال کیا اور بیان کیا گیا ہے کہ وہ نبی چھ سو ۶۰۰ برس پہلے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے گذرا ہے۔ منہ

سمجھنا چاہیئے کہ اب کوئی نشان ظاہر ہوگا۔

ہر بلا کیں قوم را حق دادہ است ؛ زیر آں گنج کرم بنہادہ است

مجھے افسوس سے اس جگہ یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ ہمارے مخالف ناانصافی اور دروغگوئی اور کجروی سے باز نہیں آتے۔ وہ خدا کی باتوں کی بڑی جرأت سے تکذیب کرتے اور خدائے جلیل کے نشانوں کو جھٹلاتے ہیں۔ مجھے اُمید تھی کہ میرے اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے بعد جو بمقابلہ شیخ محمد حسین بٹالوی اور محمد بخش جعفر زٹلی

بقیہ حاشیہ :

کی کشمیر میں قبر ہے۔ کیا انسان کی طاقت میں تھا کہ ان تمام باتوں کو اپنے زور سے پیدا کر سکتا۔ اب یہ واقعات اس طرح سے عیسائی مذہب کو مٹاتے ہیں جیسا کہ دن چڑھ جانے سے رات مٹ جاتی ہے۔ اس واقعہ کے ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کو وہ صدمہ پہنچتا ہے جو اس چھت کو پہنچ سکتا ہے جس کا تمام بوجھ ایک شہتیر پر تھا۔ شہتیر ٹوٹا اور چھت گری۔ پس اسی طرح اس واقعہ کے ثبوت سے عیسائی مذہب کا خاتمہ ہے۔ خدا جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ انہی قدرتوں سے وہ پہچانا گیا ہے۔ دیکھو کیسے عمدہ معنے اس آیت کے ثابت ہوئے کہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ[1] یعنی قتل کرنا اور صلیب سے مسیح کا مارنا سب جھوٹ ہے اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں کو دھوکہ لگا ہے اور مسیح خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق صلیب سے بچ کر نکل گیا۔ اور اگر انجیل کو غور سے دیکھا جائے تو انجیل بھی یہی گواہی دیتی ہے۔ کیا مسیح کی تمام رات کی دردمندانہ دعا رد ہو سکتی تھی۔ کیا مسیح کا یہ کہنا کہ میں یونس کی طرح تین دن قبر میں رہوں گا اس کے یہ معنے ہو سکتے ہیں کہ وہ مردہ قبر میں رہا۔ کیا یونس مچھلی کے پیٹ میں تین دن مرا رہا تھا۔ کیا پیلاطوس کی بیوی کے خواب سے خدا کا یہ منشاء معلوم نہیں ہوتا کہ مسیح کو صلیب سے بچالے۔ ایسا ہی مسیح کا جمعہ کی آخری گھڑی صلیب پر چڑھائے جانا اور شام سے پہلے اتارے جانا اور رسم قدیم کے موافق تین دن تک صلیب پر نہ رہنا اور ہڈی نہ توڑے جانا اور خون کا نکلنا کیا یہ تمام وہ امور نہیں ہیں جو بآواز بلند یہ پکار رہے ہیں کہ یہ تمام اسباب مسیح کی جان بچانے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور دعا کرنے کے ساتھ ہی یہ رحمت کے اسباب ظہور میں آئے۔ بھلا مقبول کی ایسی دعا جو تمام رات رو رو کر کی گئی کب رد ہو سکتی تھی۔ پھر مسیح کا صلیب کے بعد حواریوں کو ملنا اور زخم دکھلانا کس قدر مضبوط دلیل اس بات پر ہے کہ وہ صلیب پر نہیں مرا۔ اور اگر یہ صحیح

---

[1] النساء : ۱۵۸

اور ابوالحسن تبتی کے لکھا گیا تھا، یہ لوگ خاموش رہتے کیونکہ اشتہار میں صاف طور پر یہ لفظ تھے کہ ۱۵ر جنوری ۱۹۰۰ء تک اس بات کی میعاد مقرر ہوگئی ہے کہ جو شخص کاذب ہوگا۔ خدا اس کو ذلیل اور رسوا کرے گا اور یہ ایک کُھلا کُھلا معیار صادق و کاذب کا تھا جو خدا تعالےٰ نے اپنے الہام کے ذریعے سے قائم کیا تھا اور چاہیئے تھا کہ یہ لوگ اُس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد چُپ ہو جاتے اور ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک خدا تعالےٰ کے فیصلہ کا انتظار کرتے، لیکن افسوس کہ انھوں نے ایسا نہیں کیا بلکہ زٹلی مذکور نے اپنے اشتہار ۲۰ر نومبر ۱۸۹۹ء میں وہی گند پھر بھر دیا جو ہمیشہ اس کا خاصہ ہے اور سراسر جھوٹھ سے کام لیا۔

بقیہ حاشیہ : ـــــــــــــــــــــــ

نہیں ہے تو بھلا اب مسیح کو پکارو کہ تمہیں آ کر مل جائے جیسا کہ حواریوں کو ملا تھا۔ غرض ہر ایک پہلو سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح کی صلیب سے جان بچائی گئی اور وہ اس ملک ہند میں آئے کیونکہ بنی اسرائیل کے دس فرقے ان ہی ملکوں میں آ گئے تھے جو آخر کار مسلمان ہو گئے اور پھر اسلام کے بعد بموجب وعدہ توریت کے ان میں کئی بادشاہ بھی ہوئے۔ اور یہ ایک دلیل صدق نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہے کیونکہ توریت میں وعدہ تھا کہ بنی اسرائیل نبی موعود کے پیرو ہو کر حکومت اور سلطنت پائیں گے۔ غرض مسیح ابن مریم کو صلیبی موت سے مارنا یہ ایک ایسا اصل ہے کہ اسی پر مذہب کے تمام اصولوں کفارہ اور تثلیث وغیرہ کی بنیاد رکھی گئی تھی اور یہی وہ خیال ہے کہ جو نصاریٰ کے چالیس کروڑ انسانوں کے دلوں میں سرائیت کر گیا ہے اور اس کے غلط ثابت ہونے سے عیسائی مذہب کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ اگر عیسائیوں میں کوئی فرقہ دینی تحقیق کا جوش رکھتا ہے تو ممکن ہے کہ ان ثبوتوں پر اطلاع پانے سے وہ بہت جلد عیسائی مذہب کو الوداع کہیں۔ اور اگر اس تلاش کی آگ یورپ کے تمام دلوں میں بھڑک اُٹھے تو جو گروہ چالیس کروڑ انسان کا انیس سو برس میں تیار ہوا ہے ممکن ہے کہ انیس ماہ کے اندر دست غیب سے ایک پلٹا کھا کر مسلمان ہو جائے کیونکہ صلیبی اعتقاد کے بعد یہ ثابت ہونا کہ حضرت مسیح صلیب پر نہیں مارے گئے بلکہ دوسرے ملکوں میں پھرتے رہے۔ یہ ایسا امر ہے کہ یکدفعہ عیسائی عقائد کو دلوں سے اُڑاتا ہے اور عیسائیت کی دنیا میں انقلابِ عظیم ڈالتا ہے۔

اے عزیزو اب عیسائی مذہب کو چھوڑو کہ خدا نے حقیقت کو دکھا دیا۔ اسلام کی روشنی میں آؤ تا نجات پاؤ۔ اور خدائے علیم جانتا ہے کہ یہ تمام نصیحت نیک نیتی سے تحقیق کامل کے بعد کی گئی ہے۔ منہ

(منقول از کتاب راز حقیقت طبع اوّل صفحہ ۲ تا ۱۵)

وہ اس اشتہار میں لکھتا ہے کہ کوئی پیشگوئی اس شخص یعنی اس عاجز کی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ ۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ آتھم کے متعلق پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ ہم اس کے جواب میں بھی بجز لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اصل تو یہ ہے کہ جب انسان کا دل بخل اور عناد سے سیاہ ہو جاتا ہے تو وہ دیکھتے ہوئے نہیں دیکھتا اور سُنتے ہوئے نہیں سُنتا۔ اس کے دل پر خدا کی مُہر لگ جاتی ہے۔ اس کے کانوں پر پردے پڑ جاتے ہیں۔ یہ بات اب تک کس پر پوشیدہ ہے کہ آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی اور خدا کے الہام نے ظاہر کیا تھا کہ وہ رجوع الی الحق کی حالت میں مرنے سے بچ جائے گا اور پھر آتھم نے اپنے افعال سے اپنے اقوال سے اپنی سراسیمگی سے اپنے خوف سے اپنے قسم نہ کھانے سے اپنے نالش نہ کرنے سے ثابت کر دیا کہ ایام پیشگوئی میں اس کا دل عیسائی مذہب پر قائم نہ رہا اور اسلام کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ گئی اور یہ کچھ بعید نہ تھا کیونکہ وہ مسلمانوں کی اولاد تھا اور اسلام سے بعض اغراض کی وجہ سے مُرتد ہوا تھا اسلامی چاشنی رکھتا تھا اسی وجہ سے اس کو پورے طور پر عیسائیوں کے عقیدہ سے اتفاق بھی نہیں تھا اور میری نسبت وہ ابتدا سے نیک ظن رکھتا تھا۔ لہٰذا اس کا اسلامی پیشگوئی سے ڈرنا قرینِ قیاس تھا۔ پھر جبکہ اُس نے قسم کھا کر اپنی عیسائیت ثابت نہ کی اور نہ نالش کی اور چور کی طرح ڈرتا رہا اور عیسائیوں کی سخت تحریک سے بھی وہ اُن کاموں کے لیے آمادہ نہ ہوا تو کیا اس کی یہ حرکات ایسی نہ تھیں کہ اس سے یہ نتیجہ نکلے کہ وہ اسلامی پیشگوئی کی عظمت سے ضرور ڈرتا رہا۔ غافل زندگی کے لوگ تو نجومیوں کی پیشگوئیوں سے بھی ڈر جاتے ہیں چہ جائیکہ ایسی پیشگوئی جو بڑے شدّ و مدّ سے کی گئی تھی جس کے سُننے سے اسی وقت اس کا رنگ زرد ہو گیا تھا جس کے ساتھ درصورت نہ پورے ہونے کے مَیں نے اپنے سزایاب ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ پس اس کا رُعب ایسے دلوں پر جو دینی سچائی سے بے بہرہ ہیں، کیونکر نہ ہوتا۔ پھر جبکہ یہ بات صرف قیاسی نہ رہی بلکہ خود آتھم نے اپنے خوف اور سراسیمگی اور دہشت زدہ ہونے کی حالت سے جس کو صدہا لوگوں نے دیکھا اپنی اندرونی بے قراری اور اعتقادی حالت کے تغیّر کو ظاہر کر دیا اور پھر بعد میعاد قسم نہ کھانے اور نالش نہ کرنے سے اس تغیر کی حالت کو اور بھی یقین تک پہنچایا اور پھر الہام الٰہی کے موافق ہمارے آخری اشتہار سے چھ ماہ کے اندر مر بھی گیا تو کیا یہ تمام واقعات ایک منصف اور خدا ترس کے دل کو اس یقین سے نہیں بھرتے کہ وہ پیشگوئی کے میعاد کے اندر الہامی شرط سے فائدہ اُٹھا کر زندہ رہا اور پھر الہام الٰہی کی خبر کے موافق اخفائے شہادت کی وجہ سے مر گیا۔ اب دیکھو تلاش کرو کہ آتھم کہاں ہے؟ کیا وہ زندہ ہے؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ کئی برس سے مَر چکا۔ مگر جس شخص کے ساتھ اس نے ڈاکٹر کلارک کی کوٹھی پر بمقام امرتسر مقابلہ کیا تھا وہ تو اب تک زندہ موجود ہے جو اب یہ مضمون لکھ رہا ہے۔

اے حیا و شرم سے دُور رہنے والو! ذرہ اس بات کو تو سوچو کہ وہ شہادت اخفا کے بعد کیوں جلد مر گیا؟ مَیں نے تو اُس کی زندگی میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ اگر مَیں کاذب ہوں تو مَیں پہلے مروں گا ورنہ مَیں آتھم کی موت کو دیکھوں گا۔ سو اگر شرم ہے تو آتھم کو ڈھونڈ کر لاؤ۔ کہاں ہے۔ وہ میری عمر کے قریب قریب تھا اور عرصہ تیس برس سے مجھ سے واقفیت رکھتا تھا۔ اگر خدا چاہتا تو وہ تیس۳۰ برس تک اور زندہ رہ سکتا تھا پس یہ کیا باعث ہوا کہ وہ انہیں دنوں میں جبکہ اس نے عیسائیوں کی دلجوئی کے لیے الہامی پیشگوئی کی سچائی اور اپنے دلی رجوع کو چھپایا خدا کے الہام کے موافق فوت ہو گیا۔ خدا اُن دلوں پر لعنت کرتا ہے جو سچائی کو پاکر پھر اس کا انکار کرتے ہیں اور چونکہ یہ انکار جو اکثر عیسائیوں اور بعض شریر مسلمانوں نے کیا خدا تعالیٰ کی نظر میں ظلم صریح تھا اس لیے اس نے ایک دوسری عظیم الشان پیشگوئی کے پورا کرنے سے یعنی پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی سے منکروں کو ذلیل اور رسوا کر دیا۔ یہ پیشگوئی اس مرتبہ پر فوق العادت تھی کہ اس میں قبل از وقت یعنی پانچ برس پہلے بتلایا گیا تھا کہ لیکھرام کس دن اور کس قسم کی موت سے مرے گا، لیکن افسوس کہ بخیل لوگوں نے جن کو مرنا یاد نہیں اس پیشگوئی کو بھی قبول نہ کیا اور خدا نے بہت سے نشان ظاہر کئے مگر یہ سب سے انکار کرتے ہیں۔ اب یہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء آخری فیصلہ ہے۔ چاہیئے کہ ہر ایک طالب صادق صبر سے انتظار کرے۔ خدا جھوٹوں، کذابوں، دجالوں کی مدد نہیں کرتا۔ قرآن شریف میں صاف لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کا یہ عہد ہے کہ وہ مومنوں اور رسولوں کو غالب کرتا ہے۔ اب یہ معاملہ آسمان پر ہے۔ زمین پر چلانے سے کچھ نہیں ہوتا۔ دونوں فریق اُس کے سامنے ہیں اور عنقریب ظاہر ہو گا کہ اس کی مدد اور نصرت کس طرف آتی ہے۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی ۞

المشـــــــــــــــــــــــــــتہر

خاکسار میرزا **غلام احمد** از قادیاں ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء

(یہ اشتہار الحکم جلد ۲ نمبر ۳۸ کے صفحہ ۶ پر اور رسالہ راز حقیقت کے صفحہ الغایت ۴ پر درج ہے)

(۱۹۸)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی

میری وہ پیشگوئی جو الہام ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء میں فریق کاذب کے بارے میں تھی یعنی اس الہام میں جس کی عربی عبارت یہ ہے کہ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا وہ مولوی محمد حسین بٹالوی پر

پوری ہوگئی

میری التماس ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس اشتہار کو توجہ سے دیکھے

مندرجہ عنوان امر کی تفصیل یہ ہے کہ ہم دو فریق ہیں۔ ایک طرف تو مَیں اور میری جماعت اور دوسری طرف مولوی محمد حسین اور اس کی جماعت کے لوگ یعنی محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی وغیرہ...... محمد حسین نے مذہبی اختلاف کی وجہ سے مجھے دجّال اور کذّاب اور ملحد اور کافر ٹھہرایا تھا اور اپنی جماعت کے تمام مولویوں کو اس میں شریک کر لیا تھا اور اسی بنا پر وہ لوگ میری نسبت بدزبانی کرتے تھے اور گندی گالیاں دیتے تھے۔ آخر مَیں نے تنگ آ کر اسی وجہ سے مباہلہ کا اشتہار ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء جاری کیا جس کی الہامی عبارت جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا میں یہ ایک پیشگوئی تھی کہ ان دونوں فریق میں سے جو فریق ظلم اور زیادتی کرنے والا ہے اس کو اسی قسم کی ذلّت پہنچے گی جس قسم کی ذلّت فریق مظلوم کی کی گئی۔ سو آج وہ پیشگوئی پوری ہوگئی کیونکہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے اپنی تحریروں کے ذریعہ سے مجھے یہ ذلّت پہنچائی تھی کہ مجھے مسلمانوں کے اجماعی عقیدہ کا مخالف ٹھہرا کر ملحد اور کافر اور دجّال قرار دیا اور مسلمانوں کو اپنی اس قسم کی تحریروں سے میری نسبت بہت اُکسایا کہ اس کو مسلمان اور اہل سنّت مت سمجھو کیونکہ اس کے عقائد تمہارے عقائد سے مخالف ہیں اور اب اس شخص کے رسالہ ۱۴؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء کے پڑھنے سے جس کو محمد حسین نے اس غرض سے انگریزی میں شائع کیا ہے کہ تا گورنمنٹ سے زمین لینے کے لیے اس کو ایک ذریعہ بناوے۔ مسلمانوں اور مولویوں کو معلوم ہوگیا ہے کہ یہ شخص خود اُن کے اجماعی عقیدہ کا مخالف ہے کیونکہ وہ اس رسالہ میں مہدی موعود کے آنے سے

قطعی منکر ہے جس کی تمام مسلمانوں کو انتظار ہے جو اُن کے خیال کے موافق حضرت فاطمہ کی اولاد میں سے پیدا ہوگا اور مسلمانوں کا خلیفہ ہوگا اور نیز اُن کے مذہب کا پیشوا اور دوسرے فرقوں کے مقابل پر مذہبی لڑائیاں کرے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس کی مدد اور تائید کے لیے آسمان سے اُتریں گے اور اُن دونوں کا ایک ہی مقصد ہوگا اور وہ یہ کہ تلوار سے دین کو پھیلا دیں گے۔ اور اب مولوی محمد حسین نے ایسے مہدی کے آنے سے صاف انکار کر دیا ہے اور اس انکار سے نہ صرف وہ مہدی کے وجود کا منکر ہوا بلکہ ایسے مسیح سے بھی انکار کرنا پڑا جو اس مہدی کی تائید کے لیے آسمان سے اُترے گا اور دونوں باہم مل کر مخالفینِ اسلام سے لڑائیاں کریں گے اور یہ وہی عقیدہ ہے جس کی وجہ سے محمد حسین نے مجھے دجّال اور ملحد ٹھہرایا تھا۔ اور اب تک مسلمانوں کو یہی دھوکہ دے رہا تھا کہ وہ اس عقیدہ میں اُن سے اتفاق رکھتا ہے اور اب یہ پردہ کُھل گیا کہ وہ دراصل میرے عقیدہ سے اتفاق رکھتا ہے یعنی ایسے مہدی اور ایسے مسیح کے وجود سے انکاری ہے اس لیے مسلمانوں کی نظر میں اور اُن کے تمام علماء کی نظر میں ملحد اور دجّال ہوگیا سو آج پیشگوئی جَزَآءُ سَیِّئَةٍ بِمِثْلِهَا اس پر پوری ہوگئی۔ کیونکہ اس کے یہی معنے ہیں کہ فریق ظالم کو اسی بدی کی مانند سزا ہوگی جو اس نے اپنے فعل سے فریق مظلوم کو پہنچائی۔

رہی یہ بات کہ اس نے مجھے گورنمنٹ انگریزی کا باغی قرار دیا۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ عنقریب گورنمنٹ پر بھی یہ بات کُھل جائے گی کہ ہم دونوں میں سے کس کی باغیانہ کارروائیاں ہیں۔ ابھی سلطانِ رُوم کے ذکر میں اس نے میرے پر حملہ کرکے اپنے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۳ جلد ۱۸ میں ایک خطرناک اور باغیانہ مضمون لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ”سلطان روم کو خلیفہ برحق سمجھنا چاہیئے۔ اور اس کو دینی پیشوا مان لینا چاہیئے اور اس مضمون میں میرے کافر ٹھہرانے کے لیے یہ ایک وجہ پیش کرتا ہے کہ یہ شخص سلطانِ روم کے خلیفہ ہونے کا قائل نہیں ہے۔“ سو اگرچہ یہ درست ہے کہ میں سلطان رُوم کو اسلامی شرائط کے طریق سے خلیفہ نہیں مانتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں ہے اور ایسے خلیفوں کا قریش میں سے ہونا ضروری ہے لیکن یہ میرا قول اسلامی تعلیم کے مخالف نہیں بلکہ حدیث الائمۃ من قریش سے سراسر مطابق ہے مگر افسوس کہ محمد حسین نے باغیانہ طرز کا بیان کرکے پھر اسلام کی تعلیم کو بھی چھوڑا۔ حالانکہ پہلے خود بھی یہی کہتا تھا کہ سلطان خلیفہ مسلمین نہیں ہے اور نہ ہمارا دینی پیشوا ہے اور اب میری عداوت سے سلطان روم اس کا خلیفہ اور دینی پیشوا بن گیا اور اس جوش میں اُس نے انگریزی سلطنت کا بھی کچھ پاس نہیں کیا اور جو کچھ دل میں پوشیدہ تھا وہ ظاہر کر دیا اور سلطانِ رُوم کی خلافت کے منکر کو کافر ٹھہرایا اور یہ تمام جوش اس کو اس لیے پیدا ہوا کہ مَیں نے انگریزی سلطنت کی تعریف کی اور یہ کہا کہ یہ گورنمنٹ نہ محض مسلمانوں کی دُنیا کے لیے بلکہ ان کے دین کے لیے بھی حامی ہے۔ اب وہ بغاوت پھیلانے کے لیے اس بات سے انکار کرتا ہے کہ کوئی دینی حمایت انگریزوں کے ذریعہ سے ہمیں پہنچی ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ دین کا حامی فقط سلطانِ

رُوم ہے مگر یہ سراسر خیانت ہے۔ اگر یہ گورنمنٹ ہمارے دین کی محافظ نہیں تو پھر کیونکر شریروں کے حملوں سے ہم محفوظ ہیں۔ کیا یہ امر کسی پر پوشیدہ ہے کہ سکھوں کے وقت میں ہمارے دینی امور کی کیا حالت تھی اور کیسے ایک بانگ نماز کے سُننے سے ہی مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تھے۔ کسی مسلمان مولوی کی مجال نہ تھی کہ ایک ہندو کو مسلمان کر سکے۔ اب محمد حسین ہمیں جواب دے کہ اس وقت سلطان روم کہاں تھا اور اس نے ہماری اس مصیبت کے وقت ہماری کیا مدد کی تھی؟ پھر وہ ہمارا دینی پیشوا اور خدا کا سچا خلیفہ کیونکر ہوا۔ آخر انگریز ہی تھے جنہوں نے ہم پر یہ احسان کیا کہ پنجاب میں آتے ہی یہ ساری روکیں اُٹھا دیں۔ ہماری مسجدیں آباد ہوگئیں۔ ہمارے مدرسے کُھل گئے اور عام طور ہمارے وعظ ہونے لگے اور ہزارہا غیر قوموں کے لوگ مسلمان ہوئے۔ پس اگر ہم محمد حسین کی طرح یہ اعتقاد رکھیں کہ ہم صرف پولیٹیکل طور پر اور ظاہری مصلحت کے لحاظ سے یعنی منافقانہ طور پر انگریزوں کے مطیع ہیں ورنہ دل ہمارے سلطان کے ساتھ ہیں کہ وہ خلیفہ اسلام اور دینی پیشوا ہے۔ اس کے خلیفہ ہونے کے انکار سے اور اس کی نافرمانی سے انسان کافر ہو جاتا ہے تو اس اعتقاد سے بلاشبہ ہم گورنمنٹ انگریزی کے چُھپے باغی اور خداتعالیٰ کے نافرمان ٹھہریں گے۔ تعجب ہے کہ گورنمنٹ ان باتوں کی تہہ تک کیوں نہیں پہنچتی اور ایسے منافق پر کیوں اعتبار کیا جاتا ہے کہ جو گورنمنٹ کو کچھ کہتا ہے اور مسلمانوں کے کانوں میں کچھ پُھونکتا ہے۔ مَیں گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ گورنمنٹ عالیہ غور سے اس شخص کے حالات پر نظر کرے کہ یہ کیسے منافقانہ طریقوں پر چل رہا ہے اور جن باغیانہ خیالات میں آپ مبتلا ہے وہ میری طرف منسوب کرتا ہے۔

بالآخر یہ بھی لکھنا ضروری ہے کہ جس قدر اس شخص نے مجھے گندی گالیاں دیں اور محمد بخش جعفر زٹلی سے دلائیں اور طرح طرح کے افتراء سے میری ذلّت کی اس میں میری فریاد جناب الٰہی میں ہے جو دلوں کے خیالات کو جانتا ہے اور جس کے ہاتھ میں ہر ایک کا انصاف ہے۔ میں خدا سے یہی چاہتا ہوں کہ جس قسم کی میری ذلت جھوٹے بہتانوں سے اس شخص نے کی یہانتک کہ گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں مجھے باغی ٹھہرانے کے لیے خلاف واقعہ باتیں بیان کیں وہی ذلت اس کو پیش آوے۔ میرا ہرگز یہ مدعا نہیں ہے کہ بجز طریق جَزَاۗءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا کے کسی اور ذلّت میں یہ مبتلا ہو بلکہ مَیں مظلوم ہونے کی حالت میں یہی چاہتا ہوں کہ جو کچھ میرے لیے اس نے ذلت کے سامان کئے ہیں اگر مَیں اُن تہمتوں سے پاک ہوں تو وہ ذلتیں اسکو پیش آویں۔ اگرچہ مَیں جانتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ بہت حلیم اور حتی المقدور چشم پوشی کرنے والی ہے، لیکن اگر میں بقول محمد حسین باغی ہوں یا جیسا کہ مَیں نے معلوم کیا ہے خود محمد حسین کے ہی باغیانہ خیالات ہیں تو گورنمنٹ کا فرض ہے کہ کامل تحقیقات کرکے جو شخص ہم دونوں میں سے درحقیقت مجرم ہے اس کو قرار واقعی سزا دے تا ملک میں ایسی بدی پھیلنے نہ پاوے۔ حفظ امن کے لیے نہایت سہل طریق یہی ہے کہ پنجاب اور

ہندوستان کے نامی مولویوں سے دریافت کیا جائے کہ یہ شخص جو اُن کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اس کے کیا اعتقاد ہیں؟ اور کیا جو کچھ یہ گورنمنٹ کو اپنے اعتقاد بتلاتا ہے اپنے گروہ کے مولویوں پر بھی ظاہر کرتا ہے؟ کیونکہ ضرور ہے کہ جن مولویوں کا یہ سرگروہ اور ایڈووکیٹ ہے انکے اعتقاد بھی یہی ہوں جو سرگروہ کے ہیں۔

بالآخر ایک اَور ضروری امر گورنمنٹ کی توجہ کے لیے یہ ہے کہ محمد حسین نے اپنی اشاعۃ السنہ جلد ۱۸ نمبر ۳ صفحہ ۹۵ میں میری نسبت اپنے گروہ کو اُکسایا ہے کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ پس جبکہ ایک قوم کا سرگروہ میری نسبت **واجب القتل** ہونے کا فتویٰ دیتا ہے[1] تو مجھے گورنمنٹ عالیہ کے انصاف سے اُمید ہے کہ جو کچھ ایسے شخص کی نسبت قانونی سلوک ہونا چاہیئے، وہ بلا توقف ظہور میں آوے۔ تا اس کے معتقد ثواب حاصل کرنے کے لیے اقدام قتل کے منصوبے نہ کریں۔ فقط

راقم

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان تعداد ۷۰۰

۲۷ دسمبر ۱۸۹۸ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ۴ صفحوں پر ہے)

---

[1] نوٹ: محمد حسین نے اس قتل کے فتویٰ کے وقت یہ جھوٹا الزام میرے پر لگایا ہے کہ گویا مَیں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے اس لیے مَیں قتل کرنے کے لائق ہوں۔ مگر یہ سراسر محمد حسین کا افترا ہے جس حالت میں مجھے دعویٰ ہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مجھے مشابہت ہے تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ مَیں اگر نعوذ باللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بُرا کہتا تو اپنی مشابہت اُن سے کیوں بتلاتا کیونکہ اس سے تو خود میرا بُرا ہونا لازم آتا ہے۔ منہ

(۱۹۹)

نہایت ضروری عرضداشت قابلِ توجہ گورنمنٹ

چونکہ ہماری گورنمنٹ برطانیہ اپنی رعایا کو ایک ہی آنکھ سے دیکھتی ہے اور اس کی شفقت اور رحمت ہر ایک قوم کے شامل حال ہے لہٰذا ہمارا حق ہے کہ ہم ہر ایک درد اور دُکھ اس کے سامنے بیان کریں اور اپنی تکالیف کی چارہ جوئی اس سے ڈھونڈیں۔ سو اِن دنوں میں بہت تکلیف جو ہمیں پیش آئی وہ یہ ہے کہ پادری صاحبان یہ چاہتے ہیں کہ وہ ہر ایک طرح سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کریں گالیاں نکالیں بیجا تہمتیں لگاویں اور ہر ایک طور سے توہین کر کے ہمیں دُکھ دیں اور ہم اُن کے مقابل پر بالکل زبان بند رکھیں اور ہمیں اس قدر بھی اختیار نہ رہے کہ اُن کے حملوں کے جواب میں کچھ بولیں۔ لہٰذا وہ ہماری ہر ایک تقریر کو گو کیسی ہی نرم ہو سختی پر حمل کر کے حکام تک شکایت پہنچاتے ہیں حالانکہ ہزار ہا درجہ بڑھ کر ان کی طرف سے سختی ہوتی ہے۔

ہم لوگ جس حالت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا نبی اور نیک اور راستباز مانتے ہیں تو پھر کیونکر ہماری قلم سے اُن کی شان میں سخت الفاظ نکل سکتے ہیں لیکن پادری صاحبان چونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لیے جو چاہتے ہیں منہ پر لاتے ہیں۔ یہ ہمارا حق تھا کہ ہم اُن کے دل آزار کلمات کی اپنی گورنمنٹ عالیہ میں شکایت پیش کرتے اور دادرسی چاہتے لیکن انہوں نے اوّل تو خود ہی ہزاروں سخت کلمات سے ہمارے دل کو دُکھایا اور پھر ہم پر ہی اُلٹی عدالت میں شکایت کی کہ گویا سخت کلمات اور توہین ہماری طرف سے ہے اور اسی بناء پر وہ خون کا مقدمہ اُٹھایا گیا تھا جو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپورہ کے محکمہ سے خارج ہو چکا ہے۔

اس لیے قرین مصلحت ہے کہ ہم اپنی عادل گورنمنٹ کو اس بات سے آگاہ کریں کہ جس قدر سختی اور دل آزاری پادری صاحبوں کی قلم اور زبان سے اور پھر اُن کی تقلید اور پیروی سے آریہ صاحبوں کی طرف سے ہمیں پہنچ رہی ہے ہمارے پاس الفاظ نہیں جو ہم بیان کر سکیں۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص اپنے مقتدا اور پیغمبر کی نسبت اس قدر بھی سُننا نہیں چاہتا کہ وہ جھوٹا اور

مفتری ہے اور ایک باغیرت مسلمان بار بار کی توہین کو سُنکر پھر اپنی زندگی کو بے شرمی کی زندگی خیال کرتا ہے تو پھر کیونکر کوئی ایماندار اپنے ہادی پاک نبی کی نسبت سخت سخت گالیاں سُن سکتا ہے۔ بہت سے پادری اس وقت برٹش انڈیا میں ایسے ہیں جن کا دن رات پیشہ ہی یہ ہے کہ ہمارے نبی اور ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے رہیں۔ سب سے گالیاں دینے میں پادری عماد الدین امرت سری کا نمبر بڑھا ہوا ہے۔ وہ اپنی کتابوں تحقیق الایمان وغیرہ میں کُھلی کُھلی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہے اور دغاباز، پرائی عورتوں کو لینے والا وغیرہ وغیرہ قرار دیتا ہے اور نہایت سخت اور اشتعال دینے والے لفظ استعمال کرتا ہے۔ ایسا ہی پادری ٹھاکرداس سیرۃ المسیح اور ریویو براہین احمدیہ میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام شہوت کا مطیع اور غیر عورتوں کا عاشق، فریبی، لٹیرا، مکّار، جاہل، حیلہ ساز، دھوکہ باز رکھتا ہے اور رسالہ دافع البہتان میں پادری انکلین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ شہوت پرست تھا محمد کے اصحاب زناکار، دغاباز، چور تھے اور ایسا ہی تفتیش الاسلام میں پادری راجرس لکھتا ہے کہ محمد شہوت پرست، نفس امّارہ کا ازحد مطیع، عشق باز، مکّار، خونریز اور جھوٹا تھا اور رسالہ نبی معصوم مصنفہ امریکن ٹریکٹ سوسائٹی میں لکھا ہے۔ محمد گنہگار، عاشق حرام یعنی زنا کا مرتکب مکّار، ریاکار تھا۔ اور رسالہ مسیح الدجال میں ماسٹر رامچندر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ محمد سرغنہ ڈکیتی تھا اور لٹیرا، ڈاکو، فریبی، عشقباز، مفتری، شہوت پرست، خونریز، زانی اور کتاب سوانح عمری محمد صاحب مصنفہ واشنگٹن ارونگ صاحب میں لکھا ہے کہ محمد کے اصحاب قزاق اور لٹیرے تھے اور وہ خود طامع، جھوٹا، دھوکہ باز تھا۔ اور اندرونہ بائبل مصنفہ آتھم عیسائی میں لکھا ہے کہ محمد دجال تھا اور دھوکہ باز۔ اور پھر کہتا ہے کہ محمدیوں کا خاتمہ بڑا خوفناک ہے یعنی جلد تباہ ہو جائیں گے اور پرچہ نور افشاں لدھیانہ میں لکھا ہے کہ محمد کو شیطانی وحی ہوتی تھی اور وہ ناجائز حرکات کرتا تھا اور نفسانی آدمی، گمراہ، مکّار، فریبی، زانی، چور، خونریز، لیٹرا، رہزن، رفیق شیطان اور اپنی بیٹی فاطمہ کو نظر شہوت سے دیکھنے والا تھا۔

اب یہ تمام الفاظ غور کرنے کے لائق ہیں جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں پادری صاحبوں کے منہ سے نکلے ہیں۔ اور سوچنے کے لائق ہے کہ ان کے کیا کیا نتائج ہو سکتے ہیں۔ کیا اس قسم کے الفاظ کبھی کسی مسلمان کے مُنہ سے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نسبت نکل سکتے ہیں۔ کیا دُنیا میں ان سے سخت تر الفاظ ممکن ہیں جو پادری صاحبوں نے اس پاک نبی کے حق میں استعمال کئے ہیں جس کی راہ میں کروڑہا خدا کے بندے فدا شدہ ہیں اور وہ اس نبی سے سچی محبت رکھتے ہیں جس کی نظیر دوسری قوموں میں تلاش کرنا لاحاصل ہے پھر باوجود ان گستاخیوں ان بدزبانیوں اور ان ناپاک کلمات کے پادری صاحبان ہم پر الزام سخت گوئی کا رکھتے ہیں۔ یہ کس قدر ظلم ہے۔ ہم یقیناً جانتے ہیں کہ ہرگز ممکن نہیں کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ ان کے اس طریق کو پسند کرتی ہو یا خبر پاکر پھر پسند کرے اور نہ ہم باور کر سکتے ہیں کہ آئندہ پادریوں کے کسی ایسے بیجا جوش

کے وقت کہ جو کلارک کے مقدمہ میں ظہور میں آیا ہماری گورنمنٹ پادریوں کو ہندوستان کے چھ کروڑ مسلمان پر ترجیح دے کر کوئی رعایت ان کی کرے گی۔ اس وقت جو ہمیں پادریوں اور آریوں کی بد زبانی پر ایک لمبی فہرست دینی پڑی وہ صرف اس غرض سے ہے کہ تا آئندہ وہ فہرست کام آئے اور کسی وقت گورنمنٹ عالیہ اس فہرست پر نظر ڈال کر اسلام کی ستم رسیدہ رعایا کو رحم کی نظر سے دیکھے۔

اور ہم تمام مسلمانوں پر ظاہر کرتے ہیں کہ گورنمنٹ کو ان باتوں کی اب تک خبر نہیں ہے کہ کیونکر پادریوں کی بدزبانی نہایت تک پہنچ گئی ہے اور ہم دلی یقین سے جانتے ہیں کہ جس وقت گورنمنٹ عالیہ کو ایسی سخت زبانی کی خبر ہوئی تو وہ ضرور آئندہ کے لیے کوئی احسن انتظام کرے گی۔"

نوٹ از مرتب ہذا

(یہ عرضداشت کتاب البریہ مطبوعہ بار اوّل کے صفحہ ۹۳ پر درج ہے اس کے آگے صفحہ ۹۶ سے لے کر صفحہ ۱۲۴ تک مخالفین اسلام وسلسلہ کی گالیوں کی فہرست نقل کی گئی ہے جس کو چھوڑ دیا ہے اور اگلا اعلان بھی اسی کتاب سے نقل کیا جاتا ہے)

☆ ☆☆☆ ☆

(۲۰۰)

بیس ہزار روپیہ تاوان[1]
عــــــــ ۲۰۰۰۰

ان لوگوں نے اس عقیدہ کو اختیار کرنے سے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر چلے گئے اور وہاں قریباً انیس۱۹ سو برس سے زندہ بجسم عنصری موجود ہیں اور پھر کسی وقت زمین پر واپس آئیں گے۔ قرآن شریف کی چار جگہ مخالفت کی ہے۔ اول یہ کہ قرآن شریف صریح لفظوں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ظاہر فرماتا ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ اور یہ لوگ اُن کے زندہ ہونے کے قائل ہیں۔ دوسرے یہ کہ قرآن شریف صاف اور صریح لفظوں میں فرماتا ہے کہ کوئی انسان بجز زمین کے کسی اور جگہ زندہ نہیں رہ سکتا جیسا کہ وہ فرماتا ہے فِيهَا تَحْيَوْنَ وَفِيهَا تَمُوتُونَ وَمِنْهَا تُخْرَجُونَ[2] یعنی تم زمین میں ہی زندہ رہو گے اور زمین میں ہی مرو گے اور زمین سے ہی نکالے جاؤ گے۔ مگر یہ لوگ کہتے ہیں کہ" نہیں اس زمین اور کرہ ہوا سے باہر بھی انسان زندہ رہ سکتا ہے جیسا کہ اب تک جو قریباً انیسویں صدی گذرتی ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں" حالانکہ زمین پر جو قرآن کے رو سے انسانوں کے زندہ رہنے کی جگہ ہے۔ باوجود زندگی کے قائم رکھنے کے سامانوں کے کوئی شخص اُنیس سو برس تک ابتداء سے آج تک کبھی زندہ نہیں رہا تو پھر آسمان پر اُنیس سو برس تک زندگی بسر کرنا باوجود اس امر کے کہ قرآن کے رُو سے ایک قدر قلیل بھی بغیر زمین کے انسان زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ کس قدر خلاف نصوص صریح قرآن ہے۔ جس پر ہمارے مخالف ناحق اصرار کر رہے ہیں۔ تیسرے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ کسی انسان کا آسمان پر چڑھ جانا عادۃ اللہ کے مخالف ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے۔ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا[3] لیکن ہمارے مخالف حضرت عیسیٰؑ کو ان کے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھاتے ہیں۔ چوتھے یہ کہ قرآن شریف صاف فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں مگر ہمارے مخالف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم الانبیاء ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو صحیح مسلم وغیرہ میں آنے والے مسیح کو نبی اللہ کے نام سے یاد کیا ہے وہاں حقیقی نبوت مراد ہے۔ اب ظاہر ہے کہ جب وہ اپنی نبوت کے ساتھ دُنیا میں آئے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیونکر خاتم الانبیاء ٹھہر سکتے ہیں؟ نبی

---

[1] یہ عنوان حضرت میر قاسم علی صاحب رضی اللہ عنہ کا قائم کردہ ہے۔ اصل کتاب میں کوئی عنوان نہ تھا۔ (عبد اللطیف بہاولپوری)

[2] الاعراف : ۲۶ [3] بنی اسرائیل : ۹۴

ہونے کی حالت میں حضرت عیسٰی علیہ السلام نبوت کے لوازم سے کیونکر محروم رہ سکتے ہیں؟

غرض ان لوگوں نے یہ عقیدہ اختیار کرکے چار طور سے قرآن شریف کی مخالفت کی ہے اور پھر اگر پوچھا جائے کہ اس بات کا ثبوت کیا ہے کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام اپنے جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے؟ تو نہ کوئی آیت پیش کر سکتے ہیں اور نہ کوئی حدیث دکھلا سکتے ہیں۔ صرف نزول کے لفظ کے ساتھ اپنی طرف سے آسمان کا لفظ ملا کر عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ کسی حدیث مرفوع متصل میں آسمان کا لفظ پایا نہیں جاتا اور نزول کا لفظ محاورات عرب میں مسافر کے لیے آتا ہے اور نزیل مسافر کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ملک کا بھی یہی محاورہ ہے کہ ادب کے طور پر کسی وارد شہر کو پوچھا کرتے ہیں کہ آپ کہاں اُترے ہیں۔ اور اس بول چال میں کوئی بھی یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ شخص آسمان سے اُترا ہے۔ اگر اسلام کے تمام فرقوں کی حدیث کی کتابیں تلاش کرو تو صحیح حدیث تو کیا کوئی وضعی حدیث بھی ایسی نہیں پاؤ گے جس میں یہ لکھا ہو کہ حضرت عیسٰیؑ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چلے گئے تھے اور پھر کسی زمانہ میں زمین کی طرف واپس آئیں گے۔ اگر کوئی ایسی حدیث پیش کرے تو ہم ایسے شخص کو بیس ہزار روپیہ تک تاوان دے سکتے ہیں اور توبہ کرنا اور تمام اپنی کتابوں کو جلا دینا اس کے علاوہ ہوگا جس طرح چاہیں تسلی کر لیں۔

افسوس ہے کہ ہمارے سادہ لوح علماء صرف نزول کا لفظ احادیث میں دیکھ کر اس بلا میں گرفتار ہو گئے ہیں کہ خواہ نخواہ اُمیدیں باندھ رہے ہیں کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام آسمان سے واپس آئیں گے اور وہ دن ایک بڑے تماشے اور نظارہ کا دن ہوگا کہ اُن کے دائیں بائیں فرشتے ساتھ ساتھ ہوں گے جو اُن کو آسمان سے اُٹھا کر لائیں گے۔ افسوس کہ یہ لوگ کتابیں تو پڑھتے ہیں مگر آنکھ بند کرکے۔ فرشتے تو ہر ایک انسان کے ساتھ رہتے ہیں اور بموجب حدیث صحیح کے طالب العلموں پر اپنے پروں کا سایہ ڈالتے ہیں۔ اگر مسیح کو فرشتے اُٹھائیں تو کیوں نرالے طور پر اس بات کو مانا جائے۔ قرآن شریف سے تو یہ ثابت ہے کہ ہر ایک شخص کو خدا تعالیٰ اُٹھائے پھرتا ہے حَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ[1] مگر کیا خدا کسی کو نظر آتا ہے؟ یہ سب استعارات ہیں مگر ایک بیوقوف فرقہ چاہتا ہے کہ اُن کو حقیقت کے رنگ میں دیکھیں اور اس طرح پر ناحق مخالفوں کو اعتراض کا موقعہ دیتے ہیں۔ یہ نادان نہیں جانتے کہ اگر حدیثوں کا مقصد یہ تھا کہ وہی مسیح جو آسمان پر گیا تھا واپس آئے گا تو اس صورت میں نزول کا لفظ بولنا بے محل تھا۔ ایسے موقعہ پر یعنی جہاں کسی کا واپس آنا بیان کیا جاتا ہے۔ عرب کے فصیح لوگ رجوع بولا کرتے ہیں نہ نزول۔ پھر کیونکر ایسا غیر فصیح اور بے محل لفظ اس افصح الفصحاء اور اعرف الناس صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کیا جائے جو تمام فصحاء کا سردار ہے۔"

(یہ اعلان کتاب البریّہ کے حاشیہ صفحہ ۱۸۹ تا ۱۹۳ پر درج ہے)

---

[1] بنی اسرائیل : ۷۱

(۲۰۱)

اشتہار عام اطلاع کے لیے

اگرچہ یہ کتاب بعض متفرق مقامات میں عیسائیوں کے حملوں کا جواب دیتی اور ان کو مخاطب کرتی ہے۔ لیکن یاد رہے کہ باوجود اس بات کے کہ عیسائیوں کی کتاب اُمہات المؤمنین نے دلوں میں سخت اشتعال پیدا کیا ہے۔ مگر پھر بھی ہم نے اس کتاب میں جہاں کہیں عیسائیوں کا ذکر آیا ہے بہت نرمی اور تہذیب اور لطف بیان سے ذکر کیا ہے اور گو ایسی صورت میں کہ دل دکھانے والی گالیاں ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں۔ ہمارا حق تھا کہ ہم مدافعت کے طور پر سختی کا سختی سے جواب دیتے، لیکن ہم نے محض اس حیا کے تقاضا سے جو مومن کی صفت لازمی ہے ہر ایک تلخ زبانی سے اعراض کیا اور وہی امور لکھے ہیں جو موقعہ اور محل پر چسپاں تھے اور قطع نظر ان سب باتوں کے ہماری اس کتاب میں اور رسالہ فریاد درد میں وہ نیک چلن پادری اور دوسرے عیسائی مخاطب نہیں ہیں جو اپنی شرافت ذاتی کی وجہ سے فضول گوئی اور بدگوئی سے کنارہ کرتے ہیں۔ اور دل دکھانے والے لفظوں سے ہمیں دُکھ نہیں دیتے اور نہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے اور نہ اُن کی کتابیں سخت گوئی اور توہین سے بھری ہوئی ہیں۔ ایسے لوگوں کو بلاشبہ ہم عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور وہ ہماری کسی تقریر کے مخاطب نہیں ہیں بلکہ صرف وہی لوگ ہمارے مخاطب ہیں خواہ وہ بگفتن مسلمان کہلاتے یا عیسائی ہیں جو حد اعتدال سے بڑھ گئے ہیں اور ہماری ذاتیات پر گالی اور بدگوئی سے حملہ کرتے یا ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان بزرگ میں توہین اور ہتک آمیز باتیں منہ پر لاتے اور اپنی کتابوں میں شائع کرتے ہیں۔ سو ہماری اس کتاب اور دوسری کتابوں میں کوئی لفظ یا کوئی اشارہ ایسے معزز لوگوں کی طرف نہیں ہے جو بدزبانی اور کمینگی کے طریق کو اختیار نہیں کرتے۔

ہم اس بات کے لیے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا سچا اور پاک راستباز نبی مانیں اور ان کی نبوت پر ایمان لاویں سو ہماری کسی کتاب میں کوئی ایسا لفظ بھی نہیں ہے جو اُن کی شانِ بزرگ کے برخلاف ہو۔ اور اگر کوئی ایسا خیال کرے تو وہ دھوکہ کھانے والا اور جھوٹا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

(یہ اشتہار ایام الصلح اُردو مطبوعہ بار اوّل کے ٹائٹل پر ہے)

(۲۰۲)

واپسی قیمت[1] براہین احمدیہ

قولہ۔ براہین احمدیہ کا بقیہ نہیں چھاپتے۔

اقول۔ اس توقف کو بطور اعتراض پیش کرنا محض لغو ہے۔ قرآن شریف بھی باوجود کلام الٰہی ہونے کے تیئیس[۲۳] برس میں نازل ہوا۔ پھر اگر خدا تعالیٰ کی حکمت نے بعض مصالح کی غرض سے براہین کی تکمیل میں توقف ڈال دی تو اس میں کونسا حرج ہوا۔ اور اگر یہ خیال ہے کہ بطور پیشگی خریداروں سے روپیہ لیا گیا تھا تو ایسا خیال کرنا بھی حمق اور ناواقفی کے باعث ہوگا۔ کیونکہ اکثر براہین احمدیہ کا حصہ مفت تقسیم کیا گیا ہے اور بعض سے پانچ[۵] روپیہ اور بعض سے آٹھ[۸] آنہ تک قیمت لی گئی ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں جن سے دس[۱۰] روپے لیے گئے ہوں۔ اور جن سے پچیس[۲۵] روپے لیے گئے وہ صرف چند آدمی ہیں۔ پھر باوجود اس قیمت کے جو ان حصص براہین احمدیہ کے مقابل پر جو منطبع ہو کر خریداروں کو دیئے گئے ہیں کچھ بہت نہیں ہے بلکہ عین موزوں ہے۔ اعتراض کرنا سراسر کمینگی اور سفاہت ہے۔ لیکن پھر بھی ہم نے بعض جاہلوں کے ناحق کے شور و غوغا کا خیال کر کے دو مرتبہ[2] اشتہار دے دیا کہ جو شخص براہین احمدیہ کی قیمت واپس لینا چاہے وہ ہماری کتابیں ہمارے حوالے کرے اور اپنی قیمت لے لے چنانچہ وہ تمام لوگ جو اس قسم کی جہالت اپنے اندر رکھتے تھے انہوں نے کتابیں بھیج دیں اور قیمت واپس لے لی اور بعض نے کتابوں کو بہت خراب کر کے بھیجا مگر پھر بھی ہم نے قیمت دے دی۔ اور کئی دفعہ ہم لکھ چکے ہیں کہ ہم ایسے کمینہ طبعوں کی ناز برداری کرنا نہیں چاہتے اور ہر ایک وقت قیمت واپس دینے پر طیار ہیں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ ایسے دنی الطبع لوگوں سے خدا تعالیٰ نے ہم کو فراغت بخشی۔ مگر پھر بھی اب مجدداً ہم یہ چند سطور بطور اشتہار لکھتے ہیں کہ اگر اب بھی کوئی ایسا خریدار چھپا ہوا موجود ہے کہ جو غائبانہ براہین کی

---

[1] یہ عنوان مضمون کی مناسبت سے حضرت میر قاسم علی صاحبؓ نے قائم کیا ہے۔ اصل کتاب میں کوئی عنوان نہ تھا۔
(عبد اللطیف بہاولپوری)

[2] دیکھئے جلد اوّل صفحہ ۳۲۸، اشتہار نمبر ۱۰۵ (المرتب)

توقف کی شکایت رکھتا ہے تو وہ فی الفور ہماری کتابیں بھیج دے ہم اس کی قیمت جو کچھ اس کی تحریر سے ثابت ہوگی اس کی طرف روانہ کردیں گے اور اگر کوئی باوجود ہمارے ان اشتہارات کے اب اعتراض کرنے سے باز نہ آوے تو اس کا حساب خدا تعالیٰ کے پاس ہے۔ اور شہزادہ صاحب یہ تو جواب دیں کہ انہوں نے کونسی کتاب ہم سے خریدی اور ہم نے اب تک وہ کتاب پوری نہ دی اور نہ قیمت واپس کی۔ یہ کس قدر ناخدا ترسی ہے کہ بعض پُر کینہ مُلّانوں کی زبانی بے تحقیق اس بات کو سُننا اور پھر اس کو بطور اعتراض پیش کر دینا۔

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان

(یہ اشتہار ایام الصلح اُردو طبع اوّل کے صفحہ ۱۷۳ پر درج ہے)

(۲۰۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

اشتہار قابل توجہ گورنمنٹ

اس میں یہ بیان ہے کہ پیشگوئی مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء جس کا خلاصہ یہ تھا کہ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثۡلِہَا وَتَرۡہَقُہُمۡ ذِلَّۃٌ آج پوری ہوگئی۔ اس پیشگوئی کا حاصل مطلب یہی تھا کہ فریق ظالم نے فریق مظلوم کو جس قسم کی ذلّت پہنچائی ہے اسی قسم کی ذلت فریق ظالم کو پہنچے گی کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ سو وہ ذلّت فریق ظالم کو پہنچ گئی۔

آج میں اس خدائے قادر قدوس کے ہزار ہزار شکر کے بعد جو مظلوموں کی فریاد کو پہنچتا اور سچائی کی حمایت کرتا اور اپنے پاک کلمات کو پورے کرتا ہے، عام مسلمانوں اور دوسرے لوگوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ جو مَیں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنّہ کے مقابل پر اس کی بہت سی گالیوں اور بہتانوں اور دجّال کذّاب کافر کہنے کے بعد اور اُس کی اس پلید گندہ زبانی کے بعد جو اس نے خود اور اپنے دوست محمد بخش جعفر زٹلی وغیرہ کے ذریعہ سے میری نسبت کی تھی ایک اشتہار بطور مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو لکھا تھا اور اس میں فریق ظالم اور کاذب کی نسبت یہ عربی الہام تھا کہ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثۡلِہَا وَتَرۡہَقُہُمۡ ذِلَّۃٌ یعنی جس قسم کی فریق مظلوم کو بدی پہنچائی گئی ہے اسی قسم کی فریق ظالم کو جزا پہنچے گی۔ سو آج یہ پیشگوئی کامل طور پر پُوری ہوگئی کیونکہ مولوی محمد حسین نے بدزبانی سے میری ذلّت کی تھی اور میرا نام کافر اور دجّال اور کذّاب اور ملحد

رکھا تھا اور یہی فتویٰ کفر وغیرہ کا میری نسبت پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں سے لکھوایا اور اسی بناء پر محمد حسین مذکور کی تعلیم سے اور خود اس کے لکھوانے سے محمد بخش جعفر زٹلی لاہور وغیرہ نے گندے بہتان میرے پر اور میرے گھر کے لوگوں پر لگائے۔ سو اب یہی فتویٰ پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں بلکہ خود محمد حسین کے اُستاد نذیر حسین نے اُس کی نسبت دے دیا یعنی یہ کہ وہ کذّاب اور دجّال اور مفتری اور کافر اور بدعتی اور اہلِ سنّت سے خارج بلکہ اسلام سے خارج ہے اور اس فتوے کا باعث یہ ہوا کہ محمد حسین مذکور نے تمام علماء پر اپنا عقیدہ یہ ظاہر کر رکھا تھا کہ وہ ان کی طرح اُس مہدی موعود کا منتظر ہے جو بنی فاطمہ میں سے خلیفہ ہو گا اور کافروں سے لڑے گا اور مسیح موعود اس کی مدد کے لیے اور اس کی خونریزی کے کاموں میں ہاتھ بٹانے کے لیے آسمان سے اُترے گا اور اُس نے علماء کو یہ بھی کہا تھا کہ ”پہلے مَیں نے غلطی سے ایسا خیال کیا تھا کہ مہدی کے آنے کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں مگر اب اس قول سے رجوع کر لیا ہے اور اب میں پختہ اعتقاد سے جانتا ہوں کہ ایسا مہدی ضرور آئے گا اور عیسائیوں اور دوسرے کافروں سے لڑے گا اور اس کی تائید کے لیے عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اُتریں گے تا دونوں مل کر کافروں کو مسلمان کریں یا مار ڈالیں“۔ یہ اعتقاد اس وقت محمد حسین نے مولویوں میں جوش پھیلانے کے لیے ظاہر کیا تھا جبکہ اس نے میرے کافر ٹھہرانے کے لیے ایک فتویٰ لکھا تھا اور بیان کیا تھا کہ یہ شخص مہدی موعود کے آنے سے اور اس کی لڑائیوں سے منکر ہے لیکن جب ان دنوں میں محمد حسین کو گورنمنٹ سے زمین لینے کی ضرورت پیش آئی تو اس نے پوشیدہ طور پر ۱۴ /اکتوبر ۱۸۹۸ء کو انگریزی میں ایک فہرست شائع کی جس میں اس نے گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتلایا ہے کہ مَیں اس مہدی موعود کو نہیں مانتا جس کے مسلمان منتظر ہیں اور وہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں جس میں اس کے آنے کی خبر ہے اور اس کی بدقسمتی سے اس انگریزی فہرست کی مسلمانوں کو اطلاع ہو گئی اور لوگوں نے بڑا تعجب کیا کہ یہ کیسا منافق ہے کہ اپنی قوم کے آگے مہدی موعود کے آنے کے بارے میں اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے اور گورنمنٹ کو یہ سُناتا ہے کہ مَیں اس اعتقاد کا مخالف ہوں۔ تب مَیں نے اس کے بارے میں ایک استفتاء لکھا اور فتویٰ لینے کے لیے پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کے سامنے پیش کیا۔ تب مولویوں اور نذیر حسین اس کے اُستاد نے بھی وہ استفتاء پڑھ کر اسی طرح محمد حسین کو کافر اور دجّال ٹھہرایا جیسا کہ مجھے ٹھہرایا تھا اور اسی طرح ذلّت کے الفاظ اس کی نسبت لکھے جیسا کہ محمد حسین نے میری نسبت لکھے تھے۔ سو وہ اسی طرح ذلیل کیا گیا جیسا کہ اس نے جھوٹے فتووں سے مجھے ذلیل کیا تھا۔ سو اس طرح پر یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ یہ سچ ہے کہ مَیں ایسے خونی مہدی کو نہیں مانتا کہ جو تلوار سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرنا چاہے گا اور نہ ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا مَیں قائل ہوں جو ناحق اس خونریزی میں شریک ہو گا۔ اور مَیں نے دلائل قویہ سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ اعتقاد

خونی مہدی اور ایسے مسیح کے آسمان سے اُترنے کا سراسر جھوٹ اور لغو اور بے اصل ہے اور قرآن اور حدیث سے سراسر مخالف ہے۔ اب ہر ایک سوچ سکتا ہے کہ اس منافقانہ کارروائی سے جو محمد حسین گورنمنٹ کو تو کچھ کہتا رہا اور پوشیدہ طور پر لوگوں کو کچھ کہتا رہا۔ کامل درجہ پر اس کی ذلّت ہو گئی ہے اور مولویوں کی طرف سے وہ بُرے خطاب بھی اس کو مل گئے ہیں جو سراسر ظلم سے اس نے مجھے دیئے تھے یعنی ہر ایک نے اس کو کذّاب اور دجّال سمجھ لیا ہے[1]

رہا یہ امر کہ اب گورنمنٹ عالیہ اس کی نسبت کیا رائے رکھتی ہے۔ سو ہماری دانا گورنمنٹ ادنیٰ توجہ سے سوچ سکتی ہے کہ ایسا منافق جس نے گورنمنٹ کے سامنے جھوٹ بولا کہ مَیں یہ کارروائی کر رہا ہوں کہ خونی مہدی کے آنے کے خیالات لوگوں کے دل سے مٹا دوں اور مولویوں کو یہ لکھ لکھ کر دیتا رہا کہ اس اعتقاد پر پختہ رہو کہ مہدی خونی فاطمہ کی اولاد سے ضرور آئے گا اور کہتا رہا کہ جو شخص یہ اعتقاد چھوڑتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے۔ ایسے منافق کے قول اور فعل کا کیا اعتبار رہے اور کونسا فائدہ اس کے وجود سے گورنمنٹ کو پہنچ سکتا ہے۔

پھر دوسری خیانت جو اس کی ذلّت کا موجب ہے یہ ہے کہ اس نے گورنمنٹ پر یہ ظاہر کیا ہے کہ مَیں سلطان روم کو خلیفہ برحق نہیں سمجھتا کیونکہ وہ قریش میں سے نہیں اور پھر اپنی اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۱۸ صفحہ ۴۳ سطر ۶ میں میری مخالفت کے لیے مسلمانوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ حضرت سلطان المعظم مسلمانوں کے مذہبی پیشوا اور خلیفہ برحق ہیں۔ ان سے استغناء موجب کفر ہے۔ اب اس جگہ اس نے سلطان روم کو خلیفہ برحق مان لیا ہے اور انگریزی سلطنت کی نسبت اُسی صفحہ میں یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اُنکی اطاعت پولیٹیکل نظر سے یعنی محض منافقانہ طور پر اور مصلحتِ وقت کے لحاظ سے کرنی چاہیئے۔ مگر مذہبی نظر سے یعنی دلی اخلاص سے صرف سلطان ہی واجب الاطاعت ہے اس تقریر میں اس نے یہ خیانت کی ہے کہ جو مذہبی آزادی اور مذہبی فوائد ہمیں سلطنت انگریزی سے پہنچے ہیں ان سب کا انکار کر دیا ہے اور سرکار انگریزی کے ایک ثابت شدہ احسان کا خون کر دیا ہے اور یہ نہیں سوچا کہ سکھوں کے وقت میں جب ہمارے تمام دینی فرائض روکے گئے تھے اور مذہبی احکام کے بجالانے میں ہر وقت جان اور مال اور عزت کا اندیشہ تھا یہاں تک کہ بلند آواز سے بانگ نماز دینے سے مسلمانوں کے خون بہائے جاتے تھے اس وقت سلطان روم کہاں تھا؟ آخر انگریز ہی تھے جو ہمارے چھوڑانے کے لیے عقاب کی طرح دُور سے آئے اور صدہا دینی روکوں سے ہمیں آزادگی دی۔ یہ بڑی بد ذاتی ہوگی کہ ہم اس سے انکار کریں کہ گورنمنٹ انگریزی کے وجود سے

---

[1] یہ شخص یعنی محمد حسین اپنے تئیں اہلحدیث علماء کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ ظاہر کرتا ہے۔ اس صورت میں ضروری ہے کہ جو گروہ کا اعتقاد ہو وہی سرگروہ کا ہو چنانچہ وہ خود بھی رسالہ اشاعۃ السنہ ۶ جلد ۱۲ میں مہدی خونی کی نسبت اپنا اعتقاد ظاہر کرتا ہے۔ منہ

دینی فوائد ہمیں کچھ بھی نہیں پہنچا۔ بلاشبہ پہنچا ہے بلکہ سُلطان روم سے زیادہ پہنچا ہے۔ اس گورنمنٹ کے آنے سے ہم اپنے فرائض مذہبی آزادی سے ادا کرنے لگے۔ ہمارے مذہبی مدرسے کُھل گئے۔ ہمارے واعظ خوب تسلّی سے وعظ کرنے لگے۔ سکھوں کے وقت کسی ہندو کو مسلمان کرنے سے اکثر خون ہو جاتے تھے۔ صدہا مسلمان اسی وجہ سے قتل کئے گئے بلکہ آگ میں جلائے گئے اور درندوں کے آگے ڈالے گئے۔ اب انگریزی عملداری کا جھنڈا ہمارے ملک میں کھڑا ہونے سے ہزارہا ہندو مسلمان ہو گئے۔ ہزارہا دینی کتابیں شائع ہو گئیں اور مسلمانوں نے اعلیٰ درجہ تک دینی علوم میں ترقی کی اور ہمیں اس گورنمنٹ کے آنے سے وہ دینی فائدہ پہنچا کہ سلطان روم کے کارناموں میں اس کی تلاش کرنا عبث ہے۔ اب کس قدر ناشکری بلکہ بدذاتی ہوگی کہ ہم ان تمام احسانوں کو اندر ہی اندر دبا دیں اور اس شکر کا اقرار نہ کریں جو انصاف کے رو سے ہمیں کرنا لازم ہے۔ کیا یہ سچ ہے کہ انگریزی سلطنت سے ہمیں امن اور آزادی اور دینی فائدہ نہیں پہنچا؟ ہرگز سچ نہیں۔ پھر محمد حسین کا یہ قول کہ وہ یہ تمام احسانات سلطان روم کی طرف منسوب کرتا ہے کس قدر بے انصافی اور ظلم پر مبنی ہے وہ لکھتا ہے کہ "ہم لوگ انگریزوں کی اطاعت محض پولیٹیکل نظر سے کرتے ہیں ورنہ دینی حمایت ان کی طرف سے کچھ بھی نہیں یہ سب سلطان کی طرف سے ہے" یہ دونو فقرے اس کے ایسے بُرے اور گندے اور فتنہ انگیز ہیں کہ اگر میرے مُنہ سے بھی نکلتے تو مَیں ضرور اپنے اوپر فتویٰ دیتا کہ مَیں نے سرکار انگریزی کے بے شمار دینی احسانوں کے مقابل سخت ناشکر گذاری اور نمک حرامی کا کلمہ استعمال کیا ہے۔ ان لوگوں نے اسی بناء پر مجھے کافر ٹھہرایا تھا جبکہ مَیں نے سلطان روم کے مقابل گورنمنٹ انگریزی کے احسانات کو ترجیح دی تھی جس کی نسبت سید احمد خانصاحب کے سی ایس آئی نے اپنے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ مع تہذیب الاخلاق ۲۴ رجولائی ۱۸۹۷ء میں میری گواہی دی تھی۔

اب خلاصہ کلام یہ کہ حیادار آدمی کے لیے یہ ذلّت بھی کچھ تھوڑی نہیں کہ گورنمنٹ کے سامنے جھوٹ بولا اور اپنی قوم سے بھی اپنی نسبت کافر اور کذّاب اور مفتری کا فتویٰ سُنا۔ سو بلاشبہ وہ الہامی پیشگوئی اس پر پوری ہوگئی جس میں لکھا تھا کہ فریق ظالم اسی قسم کی ذلّت دیکھے گا جو اُس نے فریق مظلوم کی کی۔ اب ذیل میں مولویوں کا وہ فتویٰ جس میں مولوی نذیر حسین محمد حسین کا اُستاد بھی شامل ہے لکھتا ہوں اور ناظرین پر اس بات کا انصاف چھوڑتا ہوں کہ میرے الہام ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو غور سے پڑھ کر خود گواہی دیں کہ خدا تعالیٰ نے کیسے وہی الفاظ محمد حسین کی نسبت مولویوں کے مُنہ سے نکالے جو محمد حسین نے میری نسبت کہے تھے اور یہی معنے اس الہامی فقرہ کے ہیں کہ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا۔ نقل فتویٰ شامل ہذا ہے۔

راقم خاکسار میرزا **غلام احمد** از قادیان ۳ جنوری ۱۸۹۹ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین کہ ایک شخص مہدی موعودؑ کے آنے سے جو آخری زمانہ میں آئیگا اور بطور ظاہر و باطن خلیفہ برحق ہوگا اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا جیسا کہ حدیثوں میں آیا ہے۔ قطعاً انکار کرتا ہے اور اس جمہوری عقیدہ کو کہ جس پر تمام اہلسنت دلی یقین رکھتے ہیں سراسر لغو اور بیہودہ سمجھتا ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا ایک قسم کی ضلالت اور الحاد خیال کرتا ہے کیا ہم اس کو اہلسنت میں سے اور راہ راست پر سمجھ سکتے ہیں یا وہ کذاب اور اجماع کا چھوڑنے والا اور ملحد اور دجال ہے۔ بینوا توجروا المرقوم ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ شعبان المبارک ۱۳۱۶ھ۔

السائل المعتصم باللہ الاحد مرزا غلام احمد عافاہ اللہ واید

الجواب

(۱) جو شخص عقیدہ ثابتہ مسلمہ اہل سنت وجماعت سے خلاف کرے تو وہ صریح اور بے شک اس آیت کریمہ کے وعید کا مستحق ہے۔ قال عز من قائل "ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا"۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم من فارق الجماعۃ قید شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ رواہ احمد وابوداؤد۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار رواہ ابن ماجہ۔ قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ ویداللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار رواہ الترمذی۔ اور جمہور اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ مہدی علیہ السلام اخیر زمانہ میں تشریف لاویں گے اور بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور اس کے ہاتھ سے دین غالب ہوگا اور ظاہر باطنی خلافت کرے گا۔ ومن خالف عن ذالک فقد ضل واضل ومن یضلل اللہ فما لہ من سبیل۔

حررہ عبدالحق الغزنوی تلمیذ مولوی عبداللہ غزنوی

(۲) درباب مہدی معہود و نزول عیسیٰ بن مریم رسول اللہ وخروج دجال اکبر احادیث متواترہ وارد اند وبریں است اجماع اہل سنّت وجماعت منکر احادیث متواترہ کافر ومخالف اہل سنّت وجماعت مبتدع وضال ومضل است۔ فقط

عبدالجبار بن عبداللہ الغزنوی عفی اللہ عنہما ثم امرتسری

(۳) اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسا شخص جس کا ذکر سوال میں مندرج ہے مبتدع اور دائرہ اہل سنّت وجماعت سے خارج ہے۔ کما حررہ المجیب وانا عبداللہ الغنی ابو محمد زبیر غلام رسول الحنفی القاسمی عفی عنہ امرت سر۔

(۴) جو کچھ مولوی عبدالحق صاحب نے جواب میں لکھا ہے میرا اس سے اتفاق ہے ایسے آدمی کے ملنے والوں سے پرہیز چاہیئے ونشست برخاست ترک کرنی چاہیئے۔ وانا ابو عنہ احمد اللہ امرت سری

مہر[1]

(۵) علماء عظام کا جواب صحیح ہے۔ بیشک شخص مذکور السوال ضال اور مضل ہے اور اہلسنت سے خارج ہے۔

فقیر غلام محمد البگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور بقلم خود

(۶) امام مہدی علیہ وعلیٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دنیا کو عدل وانصاف سے پُر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور جمہور اُمت نے اسے تسلیم کیا ہے اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت اور مسلک اہلسنت والجماعت سے انحراف کرنا ہے۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تذہب الدنیا حتّٰی یملک العرب رجل من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی رواہ الترمذی وابو داؤد وروایتہ لہ قال لو لم یبق من الدنیا الّا یومٌ یطول اللہ ذٰلک الیوم حتی یبعث اللہ فیہ رجلاً منی او من اہل بیتی یواطی اسمہ اسمی واسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطا وعدلا کما ملئت ظلما وجورا۔ مشکوٰۃ شریف۔ قال العلامۃ التفتازانی فی المقاصد قد وردت الاحادیث الصحیحۃ فی ظہور امام من ولد فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا یملأ الدنیا قسطاً وعدلا کما ملئت جورا وظلما۔ ہذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب کتبہ العبد المذنب المفتی محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ (پروفیسر اورینٹل کالج لاہور وپریسیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور وسیکرٹری انجمن مستشار العلماء)۔

---

[1] یہ مہر انجمن تائید الاسلام امرت سر کی ہے جس کے ممبر تین سو کے قریب علماء ورئیس وغیرہ ہیں۔ منہ

(۷) یہ شخص مذکور سوال مفتری کذّاب وضال و مضل وخارج اہلسنّت سے ہے۔ الراقم سید محمد نذیر حسین دہلوی بقلم خود

(۸) الجواب صحیح وصواب (۹) صح الجواب

محمد یعقوب | حمزہ النقوی الدہلوی غفر اللہ القوی | سید محمد عبد السلام غفرلہ | سید محمد نذیر حسین | سید محمد ابوالحسن

(۱۰) جو عقیدہ خلاف اہلسنّت والجماعت ہو وہ اہل اسلام کے نزدیک کس طرح معتبر ہو سکتا ہے۔
فقیر حشمت علی عفی اللہ عنہ

مہر | محمد عبد الغفار ابوالبیار | ابوالحسن محمد اسمٰعیل | خلیل الرحمٰن المنان غفرلہ | مہر

یہ مواہیر دہلی کے علماء کی ہیں

(۱۱) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے اور احادیث نبوی صلعم کا منکر ہے۔ فقط
العبد النحیف محمد وصیت علی مدرس مدرسہ حسین بخش صاحب
محمد وصیت علی

(۱۲) اصاب من اجاب محمد شاہ عفاعنہ
محمد شاہ عفی عنہ

(۱۳) جو شخص کہ احادیث صحیحہ سے اور اجماع سے انکار کرے اس کی ضلالت اور گمراہی میں کچھ شک نہیں کیونکہ سینکڑوں حدیثوں سے امام مہدی علیہ السلام کا آنا اخیر زمانہ میں ثابت ہے اور یہ شخص کذاب اور دجال ہے۔
فقط محمد یونس
محمد یونس
مدرس مدرسہ مولوی عبد الواحد صاحب

(۱۴) الجواب صحیح۔ فتح محمد مدرس مدرسہ فتحپوری
فتح محمد

(۱۵) جو شخص مہدی علیہ السلام کا انکار کرے وہ گمراہ ہے۔ عبد الغفور مدرس مدرسہ حسین بخش
عبد الغفور

(۱۶) جو شخص حضرت مہدی علیہ السلام کے وجود باجود کا انکار کرے وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہے ایسے مغشوش الرائے یا وہ گو عبد الدنیا کے کلام کا اعتبار نہیں۔ ایسا شخص منکر احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کا مقام نار ہے محمد عبد الغنی الہ آبادی مدرس مدرسہ فتحپوری

(۱۷) واقعی یہ شخص مخالف حدیث نبوی کے عقیدہ رکھتا ہے۔ ایسے شخص کا مکان بلاشک نار ہے کیونکہ یہ فعل اہلِ بدعت کا ہے۔ محمد ہدایت اللہ عفی عنہ فلتی علاقہ کانپور مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی۔

(۱۸) جو شخص امام مہدی علیہ السلام کا انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہے اور احادیث صحاح کا منکر ہے مثلاً ترمذی وغیرہ میں یہ حدیثیں موجود ہیں۔ عبد اللہ خاں بچھرایونی بقلم خود
مہر

(۱۹) الجواب الصحیح واقعی حدیث نبوی صلعم کا منکر ہے اور ایسے عقیدہ کا شخص کذاب لوگوں میں سے ہے فقط۔

مولوی محمد عبدالرزاق خلف حاجی خدابخش المتخلص ناچیز ساکن قصبہ خورجہ ضلع بلند شہر

(۲۰) الجواب۔ اقول و باللہ التوفیق۔ معلوم ہو کہ انکار ظہور امام مہدی سے جیسے احادیث میں ہے اور سلفاً و خلفاً اہل اسلام کے نزدیک مسلّم ہے۔ صرف ضلالت اور گمراہی ہے۔ اور یہ انکار کسی دجّال کا کام ہے۔ فقط واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم

دستخط الراقم عبدالعزیز عفی عنہ لودیانوی

(۲۱) از بندہ رشید احمد عفی عنہ۔ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند

مسیح موعود کا آنا اور مہدی موعود کا آنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے چنانچہ ابوداؤد میں ان الفاظ سے وارد ہوئی لو لم یبق من الدنیا الا یوم لطول اللہ ذٰلک الیوم حتی یبعث رجلاً منی او من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی یملأ الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت ظلماً و جوراً انتھی۔ پس جو شخص اس سے منکر ہے وہ مخالف عقیدہ سنت جماعت اور خاطی ہے اس کو ہرگز متبع سنت نہ جاننا چاہیئے۔ فقط واللہ اعلم

رشید احمد

مورخہ ۱۰ شعبان سنہ ۱۶ ہجری

تعداد ۲۰۰۰ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان ۷ جنوری ۱۸۹۹ء

(۲۰۴)

اشتہار

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ایک پیشگوئی کا پورا ہونا

جس سے علماء پنجاب و ہندوستان دینی و اخلاقی فائدہ حاصل کر سکتے ہیں

اے علماء پنجاب و ہندوستان خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حالات پر رحم کرے۔ آپ کو معلوم ہو کہ اس وقت اس خدا نے جو سچائی کو پسند کرتا اور نفاق اور جھوٹ سے نفرت کرتا ہے۔ آپ لوگوں کے لیے بڑا عمدہ موقعہ دیا ہے کہ آپ اس فتوے پر نظر کر کے جو آپ نے ۱۵؍ شعبان ۱۳۱۶ھ کے استفتاء کے پیش ہونے کے وقت دیا ہے آیندہ اس طریق کو اختیار کریں جو تقویٰ اور دیانت اور امانت کے مناسب حال ہے۔

اس امر کی تفصیل یہ ہے کہ آپ لوگ جانتے ہیں کہ مولوی محمد حسین ایڈیٹر اشاعت السنۃ جو آپ لوگوں کا سرگروہ کہلاتا ہے کئی سال سے مجھے مہدی معہود کا منکر قرار دیکر کیسی بدگوئی اور بدزبانی کی کارروائی میری نسبت کر رہا ہے۔ یہاں تک کہ اب اس نے گالیوں اور طرح طرح کے افتراؤں اور تہمتوں کو انتہا تک پہنچا دیا اور میری توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا اور ایک شخص محمد بخش جعفر زٹلی نام کو کئی قسم کی طمع دے کر اس بات کے لیے مقرر کیا کہ وہ اس بات کا برابر سلسلہ جاری رکھے کہ طرح طرح کے گندے اشتہار گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت جاری کرے۔ پس جب یہ سلسلہ گالیوں اور بدزبانیوں اور بے جا تہمتوں کا کمال تک پہنچ گیا اور ہر ایک طرح سے میری بے عزتی اور توہین اور ازالہ حیثیت عرفی میں کوشش کی گئی اور اب تک برابر بلاناغہ یہ سلسلہ جاری رہا اور بار بار اشتہاروں اور خطوط کے ذریعہ سے مباہلہ کی درخواست بھی کی گئی تو مجھے اندیشہ ہوا کہ یہ ناپاک کارروائی محمد حسین اور اس کے رفیقوں کی کسی فتنہ کی موجب نہ ہو اور میرے گروہ کو اس سے اشتعال پیدا نہ ہو اس لیے مَیں نے اپنی جماعت کو گورنمنٹ میں میموریل بھیجنے کی صلاح دی تا گورنمنٹ کی طرف سے انتظاماً اس گندی کارروائی کے انسداد کے لیے کوئی حکم جاری ہو اور اس طرح پر ایک

مظلوم فرقہ اپنا انصاف پاکر خاموشی اختیار رکھے، لیکن گورنمنٹ کی طرف سے اس میموریل کا صرف اس قدر جواب آیا کہ بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنی چاہیے اور اس جواب کا یہ نتیجہ ہوا کہ محمد حسین اور اس کے رفیق محمد بخش نے اپنی بدگوئی کے اشتہار شائع کرنے میں اور بھی ترقی کی۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عدالتوں میں نالش کرنا ہمارا طریق نہیں ہے۔ سوانہوں نے پہلے سے بھی زیادہ تیزی اور گندہ زبانی سے میری نسبت گالیوں سے بھرے ہوئے اشتہار شائع کرنے شروع کر دیئے اور اس پر جعفر زٹلی محمد حسین کی ایما سے مباہلہ پر بھی زور دیتا رہا۔ چنانچہ کئی اشتہار مباہلہ کے لیے بھیجے اور ہمارے دل کو بار بار دکھایا۔ چونکہ ان فتنہ انگیز تحریروں کے بداثر کا اندیشہ تھا اس لیے مَیں نے ان فتنوں کے روکنے کی غرض سے یہ مصلحت سمجھی کہ مباہلہ کے طور پر نہایت نرم الفاظ میں ایک اشتہار لکھوں۔ سو مَیں نے ایک اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع کیا۔ اس اشتہار کا خلاصہ مطلب صرف ایک دُعا تھی یعنی یہ کہ ہم دونوں فریق میں سے جو ظالم ہے خدا اس کو ذلیل کرے۔ اور اس دُعا پر ایک الہام ہوا تھا جس میں ارادہ الٰہی ان الفاظ سے بتلایا گیا تھا کہ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔ یعنی جس فریق ظالم کی طرف سے فریق مظلوم کو کوئی بدی پہنچی ہے اسی قسم کی بدی فریق ظالم کو پہنچے گی۔ سو یہ پیشگوئی محمد حسین کے حق میں بہت جلدی پوری ہوگئی۔ کیونکہ پیشگوئی کا اصل مطلب اس شخص کو ذلت پہنچنا تھا جو کاذب اور ظالم ہو اور الہام الٰہی میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ اسی قسم کی ذلت اس کو پہنچے گی جو اس نے پہنچائی ہو۔ سو یہ الہام کامل طور پر ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو پورا ہوگیا۔ کیونکہ اس پیشگوئی کے شائع کرنے کے بعد تاریخ مذکورہ میں محمد حسین کی یہ ایک خیانت آمیز کارروائی پکڑی گئی کہ اس نے محض دروغگوئی کی راہ سے گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ یقین دلایا کہ وہ اس مہدی کے آنے کا منکر ہے جو بنی فاطمہ میں سے آئے گا اور کافروں سے لڑے گا۔ اور اس بارے میں زمین کی طمع کے لیے ایک تحریر انگریزی میں ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کو شائع کی اور اس میں گورنمنٹ کو اپنا یہ احسان جتلایا کہ میں مہدی کے آنے کی تمام حدیثیں غلط سمجھتا ہوں اور پہلے سے گورنمنٹ کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا کہ مَیں اہلِ حدیث کا سرگروہ ہوں یعنی میرا اور ان کا ایک عقیدہ ہے اور ادھر پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں کو یوں خراب کیا کہ ان کو بار بار یہی سبق دیا کہ مہدی معہود ضرور آئے گا اور وہ خلیفۃ وقت اور صاحب السیف والامر ہوگا اور بار بار ان کو یہی کہتا رہا کہ میرا اور تمہارا مہدی کے بارے میں عقیدہ ایک ہے اور مَیں اس مہدی کا قائل ہوں جو تلوار کے ساتھ دین کو پھیلائے گا اور خلیفۃ المسلمین ہوگا اور اسی بناء پر اس نے میری تکفیر کے لیے استفتاء طیار کر کے شور قیامت برپا کیا۔ سو جب مولوی محمد حسین کا اس قسم کا رسالہ مجھے دستیاب ہوا تو اسی وقت مَیں نے سمجھ لیا کہ اب اس بناء پر پیشگوئی اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کامل طور پر پوری ہوگئی۔ تب مَیں نے بلا توقف اسی تاریخ یعنی ۲۹ر دسمبر ۱۸۹۸ء کو ایک استفتاء لکھا اور علماء پنجاب اور ہندوستان سے یہ فتویٰ طلب کیا کہ ایسا شخص جو مہدی کے وجود سے منکر ہے اس کے حق

میں تمہارا کیا فتویٰ ہے۔ سو نذیر حسین دہلوی اس کے اُستاد نے جیسا کہ مجھے کذّاب دجّال مفتری لکھا تھا ایسا ہی بلا توقف محمد حسین کی نسبت فتویٰ دے دیا کہ وہ کذّاب دجّال مفتری ہے اور مولوی عبد الجبار غزنوی نے اس کی نسبت یہ فتویٰ دیا کہ وہ کافر اور گمراہ اور ضالّ مضل ہے اور عبد الحق غزنوی نے اپنے فتویٰ میں اس کو جہنمی اور گمراہ ٹھیرایا اور مولوی احمد اللہ امرتسری نے اپنے فتویٰ میں عبد الحق سے اتفاق کیا مگر اتنا زیادہ لکھا کہ ایسے گمراہ کے ساتھ میل ملاقات اور نشست برخواست جائز نہیں۔ لدھیانہ اور لاہور کے مولویوں نے بھی ان فتووں سے اتفاق کیا اور مولوی عبد اللہ صاحب پروفیسر اورینٹل کالج لاہور نے بڑے شدّ و مد سے حدیثوں کے حوالہ سے اس خیانت پیشہ کی خبر لی اور مولوی عبد العزیز لدھیانوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی محمد یعقوب دہلوی اور دیگر علماء نامدار نے جیسا کہ ایسے شخص کی سزا تھی بڑی شدّ و مد سے فتوے لکھے اور تمام علماء کے فتووں کا خلاصہ یہی ہے کہ انہوں نے اس خیانت پیشہ اور مہدی معہود کے منکر کو کافر دجّال بے ایمان مفتری کذّاب جہنمی دائرۂ اسلام سے خارج گمراہ ضالّ مضل اور ایسا ہی دوسرے الفاظ سے یاد کیا اور اس طرح پر اس پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا کہ جو مَیں نے اشتہار مباہلہ ۱۰؍ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی تھی۔

اب مَیں ان تمام مولویوں کو جنہوں نے منکر مہدی معہود کی نسبت یہ فتویٰ دیا ہے یہ نیک صلاح دیتا ہوں کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان پر منافقانہ طریق کا کوئی دھبہ نہ لگے اور ان کی دیانت اور امانت اور تقویٰ اور دینداری میں فرق نہ آوے تو وہ بلا توقف ایک جلسہ کر کے محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو اس جلسہ میں بلاویں اور اس کو صاف طور پر کہہ دیں کہ آج تک تم ہم سب پر یہ اپنا اعتقاد ظاہر کرتے رہے کہ تمہارا یہی عقیدہ ہے کہ تم اس مہدی معہود کے قائل ہو جو بنی فاطمہ میں سے آئے گا اور لڑائیاں کریگا اور دین کو پھیلاتے گا اور اب تمہاری نسبت یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم نے زمین لینے کی طمع سے گورنمنٹ کو یہ احسان جتلانا چاہا ہے کہ تم ان تمام حدیثوں کو جو مہدی معہود کے بارے میں آئی ہیں جھوٹی سمجھتے ہو اور تم نے صریح طور پر ایک انگریزی فہرست مورخہ ۲۴؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء میں مہدی کی حدیثوں کی نسبت لفظ موضوع لکھ کر اپنا عقیدہ انکار مہدی ظاہر کر دیا ہے۔ اب یا تو صاف طور پر اپنا توبہ نامہ چھاپ کر شائع کرو تا گورنمنٹ عالیہ کو بھی تمہارے اندرونی حالات معلوم ہوں اور یا اس بات کو مان لو کہ تم اس ہمارے فتوے کے مستحق اور اہلحدیث کے عام عقیدہ کے مخالف اور دجّال اور کذّاب اور ملحد اور بے دین ہو۔

غرض اب تمام علماء کا فرض ہے کہ محمد حسین سے ضرور فیصلہ کریں اور اگر وہ ایسا فیصلہ چھاپ کر شائع نہ کریں تو ان کی مولویت اور تقویٰ اور طہارت کا یہی نمونہ کافی ہے کہ وہ فتوے جس کو انہوں نے اپنی قلم سے لکھا اب محض نفسانی مصالح سے اس کے پابند رہنا نہیں چاہتے اور جس کو اپنے فتووں میں کافر اور بے دین اور کذّاب اور دجّال اور مفتری قرار دیا اور اس سے کنارہ کرنے کا بھی حکم دیا۔ پھر اس سے مخالطت اور موانست

رکھتے ہیں۔ یہ کس قدر بدچلنی اور بد امانتی اور ناپاکیٔ نفس کا طریق ہوگا۔ کہ جب میں نے ایسے مہدی سے انکار کیا تو مجھے کافر اور دجال ٹھیرانے میں اب تک برابر کوششیں ہو رہی ہیں اور جب محمد حسین نے نفسانی طمع کے لیے ایسے مہدی سے انکار کیا تو اس کے ساتھ برابر میل ملاقات جاری رہے۔ آپ لوگ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ میں منافقوں اور کافروں کو ایک ہی جگہ جمع کروں گا۔

پس اب آپ لوگوں کو ڈرنا چاہیئے کہ اس فتویٰ کے بعد خاموشی اختیار کرکے منافقوں کے ذیل میں نہ آجائیں۔ وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ[1] اگر ممکن ہو تو محمد حسین کا دامن اس الزام سے اسی کے صریح اقرار سے پاک کرنا چاہیئے۔ ورنہ بآواز بلند اپنے فتوے کی جابجا اشاعت کرنی چاہیئے۔ خاص کر مولوی نذیر حسین دہلوی کہ اب قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہیں بڑے الزام کے نیچے ہیں کیونکہ انہوں نے اس استفتاء میں موٹی قلم سے یہ فتویٰ دے دیا ہے کہ ایسا شخص مفتری کذّاب اور دائرہ اہلِ سنت سے خارج ہے۔ اب چاہیئے کہ وہ اس فتوے کے بعد محمد حسین اپنے شاگرد سے پورا فیصلہ کریں۔ یا اس سے توبہ نامہ لیں اور شائع کریں اور یا اس کا وہ عقیدہ جو اہل حدیث کا اجماعی عقیدہ ہے اس کی قلم سے لکھوا کر شائع کرا دیں تا گورنمنٹ بھی اُس کے منافقانہ حالات سے دھوکہ میں نہ رہے اور اگر ان باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو اپنے فتوے کو اس کی نسبت عام طور پر شائع کر دیں اور اگر ایسا نہ کریں تو پھر یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اپنی ریش سفید کو منافقانہ سیاہی کے ساتھ قبر میں لے جاویں گے۔

بالآخر ہم مردانہ طور پر اپنا اعتقاد ظاہر کرتے ہیں کہ یہ خیالات ان تمام مولویوں کے کہ خونی مہدی کسی وقت آنے والا ہے جو بنی فاطمہ میں سے ہوگا اور وہ جبر کے ساتھ دین کو غالب کرے گا اور خلیفہ یعنی بادشاہ ہوگا بالکل لغو اور باطل اور جھوٹا عقیدہ ہے جو قرآن اور احادیث صحیحہ سے ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ یہ ثابت ہے کہ ایسے زمانہ میں جبکہ خدا تعالیٰ کی محبت ٹھنڈی ہو جائے گی اور غفلت پھیل جائے گی۔ تب حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے اخلاق پر اور بروزی طور پر ایک شخص آئے گا جو نہ لڑے گا اور نہ خونریزی کریگا اور نہ زمین کی بادشاہی اور خلافت ظاہری سے اس کو کچھ سروکار ہوگا۔ اور محض رُوحانی طور پر سچے دین کی دلائل اور نشانوں کے ساتھ مدد کریگا اور نیک دل اور غریب طبع انسان اس کے ساتھ شامل ہو جاویں گے۔ سو یاد رکھو کہ وہ پیشگوئی تمہارے مُلک میں پوری ہو گئی۔ اب کسی خونی مہدی کی انتظار عبث ہے۔ دلوں کو صاف کرو اور نفسانی جوشوں کے تابعدار مت بنو اور سچائی کے ساتھ اور علمی طاقت کے ساتھ اور رُوحانی برکتوں کیساتھ دین کی مدد کرو نہ یہ کہ تلوار کے زمانہ کی انتظار کرو۔ اس دین میں کیا خوبی ہو سکتی ہے جو اپنی ترقی میں تلوار کا محتاج ہے؟ سو یقیناً سمجھو کہ اسلام تلوار کا محتاج نہیں۔ اسلام اُسی خدا کی طرف ہدایت کرتا ہے جو زمین و آسمان کے دیکھنے سے بھی اس کا موجود ہونا ثابت ہوتا ہے۔

---

[1] النساء : ۱۴۶

سوا ایسے خیالات سے توبہ کرو اور رُوحانیت کے طالب بنو تا تمہارے دل روشن اور پاک ہوں اور تا ہر ایک قسم کا فساد اور فتنہ تم سے دُور ہو اور تا تم پاک دل ہو کر اس خدا کو دیکھ سکو جو بغیر حقیقی پاکیزگی کے نظر نہیں آ سکتا۔ یہی راہ خدا کے پانے کی راہ ہے۔ خدا ہر ایک کو اس کی توفیق دے۔ آمین

الراقم الناصح میرزا غلام احمد از قادیان
۶ر جنوری ۱۸۹۹ء

ضمیمہ اشتہار ہذا

مورخہ ۶ر جنوری ۱۸۹۹ء

محمد حسین کی فہرست انگریزی مورخہ ۱۴ر اکتوبر ۱۸۹۸ء کا عنوان یہ ہے۔

The following is a list of articles in the Ishat-us-Sunnah wherein the illegality of rebellion against or opposition to the Govt. and the true nature of Jehad (crescentads)

ترجمہ: ذیل میں فہرست اُن مضامین اشاعت السنّہ کی ہے جن میں گورنمنٹ کی مخالفت اور اس کے برخلاف بغاوت کا ناجائز ہونا اور جہاد کی اصل حقیقت کو بیان کیا ہے۔

اس کے بعد شیخ محمد حسین ایک ایک دو دو سطریں نتیجہ اور لُب لباب ان مضامین کا دیتا ہے جو اس نے مذکورہ بالا غرض کے لیے ۱۸۶۹ء سے لے کر ۱۸۹۶ء تک لکھے۔ ان ہی مضامین میں وہ مہدی کے متعلق مضامین کا ذکر کرتا ہے جن کا وہ لب لباب صفحہ ۵ میں اس طرح پر درج کرتا ہے۔

Criticism of traditions regarding the Mehdi and arguments showing their incorrectness.

ترجمہ: ان حدیثوں پر جرح کی گئی ہے جو مہدی کے متعلق ہیں اور دلائل دیئے گئے ہیں جن سے ان حدیثوں کا غلط اور نادرست ہونا ثابت ہوتا ہے۔

Questioning the authenticity of traditions describing the signs of the Mehdi.

ترجمہ: جن حدیثوں میں مہدی کی علامات دی گئی ہیں اُن کے غیر وضعی ہونے پر شبہ ہے۔

اس فہرست کے عنوان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس میں صرف وہی مضمون درج کرنے مدنظر ہیں کہ جن کے ذریعہ سے محمد حسین نے اہلِ اسلام کے دلوں سے گورنمنٹ کے برخلاف مخالفانہ اور باغیانہ خیالات کو دُور کرنا چاہا ہے۔ایسی فہرست میں اپنے مضامین متعلقہ مہدی کا ذکر کرنا اور پھر ان کا یہ لُب لباب دینا کہ وہ سب احادیث جو مہدی کے متعلق ہیں وہ غلط اور نا درست اور بے اعتبار اور وضعی ہیں۔اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ محمد حسین مہدی کے متعلق احادیث ماننے والوں کو گورنمنٹ کا مخالف اور باغیانہ خیال رکھنے والا سمجھتا ہے ورنہ مہدی کی حدیثوں کو غلط اور موضوع قرار دے کر ان کو اس فہرست میں درج کرنے سے اور کیا غرض ہو سکتی ہے۔اس کے نزدیک مہدی پر ایمان گورنمنٹ کی نگاہ میں ایک باغیانہ خیال ہے جس کی تردید اس نے اس طرح سے کردی ہے۔

بالآخر ہم ان لوگوں کو متنبہ کرتے ہیں جیسے مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری وغیرہ کہ جو محمد حسین کو ہماری مخالفت کرنے پر یہ سمجھتے تھے کہ اس نے انکار مہدی سے رجُوع کر لیا ہے۔وہ یقین رکھیں کہ وہ اندرونی طور سے ہمیشہ مہدی کا منکر رہا ہے۔ورنہ وہ آج اس فہرست میں گورنمنٹ کے آگے ان حدیثوں کا غلط ہونا ظاہر نہ کرتا۔ منہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

پنجاب اور ہندوستان کے اُن مولویوں کی ایمانداری کا نمونہ جنہوں نے میری نسبت کُفر کا فتویٰ دیا تھا۔ خاص کر مولوی نذیر حسین دہلوی اُستاد شیخ ابوسعید محمد حسین بٹالوی کے تقویٰ اور دیانتداری کی حقیقت اور ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعت السُنّہ کا گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو صریح جھوٹ بول کر سخت دھوکہ دینا اور اُس کی اور اُس کے گروہ کی اس قابلِ شرم کارروائی سے اُس میری پیشگوئی کا پورا ہونا جو اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی گئی تھی۔

یعنی یہ پیشگوئی کہ جَزَاءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا۔ وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔ مَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ۔ یعنی فریقِ ظالم کو اُسی قسم کی ذلت پہنچے گی جو اس نے فریقِ مظلوم کو پہنچائی ہو۔

مبادا دلِ آں فرومایہ شاد ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ کہ از بہرِ دُنیا دہد دیں بباد

اس بات سے تو ہم کو بہت خوشی ہوئی کہ مولوی نذیر حسین دہلوی اور عبد الجبار غزنوی اور عبد الحق غزنوی اور رشید احمد گنگوہی اور دوسرے علماء ان کے ہم مشربوں نے مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنّہ کو جس نے مہدی خونی کے آنے کی نسبت حضور گورنمنٹ عالیہ میں اپنا انکار ظاہر کیا بوجہ اس کے اس عقیدہ کے اس کو کذاب اور مفتری اور دجال اور کافر اور دائرہ اسلام سے خارج اپنے فتووں میں لکھا اور اس طرح پر اس کو ذلیل کر کے ہماری وہ پیشگوئی پوری کی جو اشتہار مباہلہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی گئی تھی اور نیز ان احادیث نبویہ کو بھی پورا

کیا جو آخری زمانہ کے مولویوں کے بارے میں ہیں اور اپنے طریق عمل سے ان کی صحت پر گواہی دے دی مگر اس دوسری بات کے خیال کرنے سے ہمیں رنج بھی ہوا کہ ان لوگوں کے یہ فتوے دیانت اور ایمانداری پر مبنی نہیں بلکہ یہود کے علماء کی طرح اپنی نفسانی اغراض اور تعصبات اور کینہ وری پر مبنی ہیں۔ چنانچہ ان لوگوں کی یہی کارروائی ان کے حالات باطنی پر کافی گواہ ہے جو ہمارے استفتاء مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء میں ان سے ظہور میں آئی۔ ان سے یہ فتویٰ طلب کیا گیا تھا کہ اس شخص کی نسبت آپ لوگ کیا فرماتے ہیں جو اس مہدی کے آنے کا منکر ہو جس کی نسبت آپ لوگوں کا اعتقاد ہے کہ وہ ظاہری اور باطنی خلیفہ ہوگا اور بذریعہ لڑائیوں کے دین کو غالب کرے گا تو ان مولویوں نے اپنے دلوں میں یہ خیال کرکے کہ ایسے اعتقاد کا پابند تو یہی شخص یعنی یہ عاجز ہے محض شرارت کی راہ سے یہ تجویز کی کہ آؤ اب بھی اس فتوے کے رو سے اس کو کافر اور دجال اور مفتری قرار دیں۔ تب فی الفور یہ گندے اور پلید فتوے لکھ مارے اور اگر ان کو پہلے سے خبر ہوتی کہ یہ استفتاء شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ کے لیے لکھا گیا ہے تو ہرگز یہ فتوے نہ دیتے۔ اب اس حقیقت کو سُن کر کہ وہ شخص جس کی نسبت فتویٰ طلب کیا گیا تھا ان کا دلی دوست محمد حسین ہے جس قدر ان کو ندامت ہوگی اس کا اندازہ کرنا مشکل ہے۔ یہی علماء دین اور حامیان شرع متین ہیں جن کی دیانت پر لوگ بھروسہ کئے بیٹھے ہیں اور جن کی نسبت عوام خیال کرتے ہیں کہ وہ دین کے پیشوا اور دیندار بلکہ شیخ الکل ہیں۔ اب خدائے غیور کی غیرت نے ان سب کے پردے پھاڑ دیئے۔ خدا کے الہام میں ایک فقرہ یہ بھی تھا کہ شاھت الوجوہ سو پورا ہو گیا۔

اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ کی بعض خفیہ تحریریں ہمارے ہاتھ آگئی ہیں جن میں وہ گورنمنٹ کے سامنے زمین لینے کی طمع سے یہ بیان کرتا ہے کہ جس مہدی قرشی کی لوگوں کو انتظار ہے جو اُن کے زعم میں خلیفہ ظاہر و باطن ہوگا اس مہدی کے بارے میں جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں یعنی مَیں ان کو نہیں مانتا دیکھو محمد حسین کی فہرست انگریزی مورخہ ۱۴؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء جس کو ابھی محمد حسین نے پوشیدہ طور پر شائع کیا ہے اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو یہ جتلانا چاہا ہے کہ مَیں اس مہدی کے آنے سے مُنکر ہوں۔ سو محمد حسین کا یہ وہ عقیدہ ہے جس کے لیے ان مولویوں سے فتویٰ طلب کیا گیا تھا اور انہوں نے اس عقیدہ والے کو کافر اور کذّاب اور دجّال اور مفتری قرار دیا۔ اور خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کو اپنے ہاتھوں سے پورا کیا۔ محمد حسین نے نہایت پوشیدہ طور پر یہ اپنا عقیدہ گورنمنٹ پر ظاہر کیا تھا مگر خدا نے اس کا پردہ پھاڑا۔ یہ شخص یعنی محمد حسین دوسرے مولویوں کو یہی کہتا رہا ہے کہ مَیں تمہارا ہی ہم عقیدہ ہوں اور گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرتا رہا کہ مَیں ان حدیثوں کو نہیں مانتا۔ اور ظاہر ہے کہ دو مختلف اور متناقض عقیدے ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا یقیناً یہی سچ ہے کہ جو عقیدہ اس نے اب انگریزی رسالہ میں

گورنمنٹ کے سامنے ظاہر کیا ہے۔ یہی اس کا عقیدہ ہے۔ سو اس کے رو سے کفر کا فتویٰ اس پر لگ گیا۔ کیونکہ جب کہ محمد حسین کے نزدیک وہ تمام حدیثیں جو مہدی کے آنے کے متعلق ہیں، موضوع اور غلط اور جھوٹی ہیں جیسا کہ وہ بطور احسان نمائی کے گورنمنٹ برطانیہ پر ظاہر کرتا ہے تو بلاشبہ اس منافق کا یہی مذہب ہے کہ ایسا مہدی ہرگز نہیں آئے گا۔ تو اس صورت میں ان مولویوں کا یہ فتویٰ اس پر بلاشبہ وارد ہو گیا کہ وہ کافر اور کذّاب اور دجّال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ لیکن ایک قلمی تحریر جو مولوی احمد اللہ امرتسری سے میرے ایک دوست کو ملی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس فہرست انگریزی سے پہلے مولوی محمد حسین نے مولوی احمد اللہ کے آگے ایک تقریب پر اشارۃً یہ ظاہر کر دیا تھا جس سے یہی معنے نکلتے تھے کہ اب میں نے اعتقاد انکار مہدی سے رجوع کر لیا ہے[ا] یہ تحریر جو مولوی احمد اللہ صاحب سے ملی ہے ثابت کرتی ہے کہ یہ شخص بہت ہی فریبی اور دھوکہ دہ آدمی ہے۔ کیونکہ اس رجوع کے بعد پھر اس نے وہی اعتقاد انکار مہدی گورنمنٹ پر ظاہر کیا اور ثابت ہوا کہ یہ تمام تحریریں گورنمنٹ انگریزی کو دھوکہ دینے کے لیے اس نے شائع کی ہیں اس خیال سے کہ گورنمنٹ ایسے لوگوں کو خطرناک سمجھتی ہے جو ایسے مہدی کے آنے کا اعتقاد رکھتے ہیں۔ پس بلاشبہ اس نے یہ سخت فریب کی کارروائی کی ہے اور یہ ان شریف اور نیک طینت انسانوں کا کام نہیں ہے جن کا ظاہر و باطن ایک ہوتا ہے۔ ہاں ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ بلاشبہ سچا اور صحیح اعتقاد یہی ہے کہ ایسے مہدی کے آنے کی نسبت کوئی حدیث صحت کو نہیں پہنچتی اور جس قدر صحاح ستہ میں حدیثیں لکھی گئی ہیں ان میں سے کوئی بھی جرح سے خالی نہیں۔ اور اگر جاہل اور بے وقوف اور خائن اور نام کے مولوی جو دیانت اور ایمانداری اور راست گوئی سے خالی ہیں۔ ایسی مجروح اور مردود حدیثوں کے ردّ کرنے والے اور ایسے مہدی کے منکر کی نسبت کافر اور دجّال اور کذّاب اور مفتری ہونے کا فتویٰ دیں جیسا کہ نذیر حسین اور عبد الجبار اور رشید احمد اور عبد الحق وغیرہ نے فتویٰ دیا۔ تو یہ فتویٰ محض بددیانتی کی راہ سے ہے، لیکن محمد حسین نے جس پیمانہ سے ہمیں ناپ کر دیا تھا خدا نے وہی پیمانہ اس کی ذلت کے لیے اس کے آگے رکھا تا الہام جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِهَا کامل طور پر پورا ہو جائے۔ غرض محمد حسین کو صرف یہی

[ا] اس جگہ ہم رقعہ دستخطی مولوی احمد اللہ صاحب امرتسری کو اطلاع ناظرین کے لیے ذیل میں لکھتے ہیں جس میں مولوی احمد اللہ صاحب نے محمد حسین کے اعتقاد مہدی کی نسبت بدظن ہو کر اس سے دریافت کیا تھا۔ وہ رقعہ یہ ہے۔ "۹ ذیقعد ۱۳۱۳ھ کے مطابق ۵ رمتی۔ میرے سامنے مولوی محمد حسین صاحب نے میرے پاس صاف ظاہر کیا کہ میں حضرت مہدی علیہ السلام کے ظہور کا معتقد ہوں (یعنی اب معتقد ہو گیا ہوں) مانتا ہوں جو وہ سوا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہیں جن کے بعد حضرت مسیح آویں گے۔

سزا نہیں ملی کہ اس کے دوستوں نے ہی اس کا نام کافر اور دجّال رکھا بلکہ جس تعدّی اور زیادتی کے ساتھ میری نسبت اس نے فتوے دلائے تھے۔ اسی طرح فتویٰ دینے والوں نے اس کے ساتھ بھی اپنے فتووں میں تعدّی اور زیادتی کی تا دونوں پہلو سے مثل کی شرط پوری ہو جاتے جو الہام جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا میں پائی جاتی تھی۔ X

اب ان مولویوں کے لیے جنہوں نے یہ فتویٰ دیا کہ مہدی معہود کا انکار کرنیوالا کافر اور دجّال اور مفتری اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، بہتر طریق یہ ہے کہ ایک جلسہ کرکے اس جلسہ میں محمد حسین کو طلب کریں۔ پھر اگر وہ صاف طور پر اقرار کرے کہ وہ بھی اس خونی مہدی کے آنے کا منتظر ہے جو اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے پھیلائے گا تو اس کی دستخطی تحریریں لے کر چھپوا دیں اور یاد رکھیں کہ وہ ہرگز ایسی تحریر نہیں دیگا اگرچہ یہ لوگ اس کو ذبح کر دیں کیونکہ یہ اس کے دنیوی مقاصد کے برخلاف ہے۔ اور اگر وہ ایسا کرے تو پھر گورنمنٹ کو کیا منہ دکھاوے۔ ابھی تو وہ لکھ چکا ہے کہ وہ تمام حدیثیں جھوٹی ہیں تو پھر اب ان کو صحیح کیونکر بناوے۔ لہٰذا ممکن نہیں کہ ایسا کرے۔ پس اگر یہ علماء جو اس کو کافر اور دجّال اور مفتری اور جہنمی ٹھہرا چکے ہیں۔ بغیر ایسی تحریر شائع کرانے کے اس سے اختلاط رکھیں اور حسب منشاء اپنے فتووں کے اس کو کافر اور دجّال اور کذّاب اور مفتری نہ سمجھیں اور اس کی ملاقات سے پرہیز نہ کریں تو پھر یہ خود دجّال اور مفتری ہیں لیکن ہم نہایت نیک نیتی سے گورنمنٹ عالیہ کو اس بات کی طرف توجہ دیتے ہیں کہ وہ محمد حسین کے چال چلن سے خبردار رہے اور اس وقت تک اس کی حالت کو قابلِ اعتماد نہ سمجھے جب تک وہ ان مولویوں سے جو ایسے خطرناک مہدی کے منتظر ہیں بکلی علیحدگی اختیار نہ کرے۔ گورنمنٹ عالیہ سمجھ سکتی ہے کہ کیسا ان لوگوں کا خطرناک عقیدہ ہے کہ ایسے خونی مہدی کے منکر کو کافر قرار دیتے ہیں اور کذّاب اور دجّال اور مفتری نام رکھتے ہیں۔ اور میں گورنمنٹ کو یقین دلاتا ہوں کہ محمد حسین مذکور کا یہ کہنا کہ میں ایسے مہدی کے آنے کا قائل نہیں اور میں ایسی حدیثوں کو صحیح نہیں سمجھتا بالکل منافقانہ پیرایہ میں ہے اور وہ انکار مہدی میں سراسر منافقانہ طریق اختیار کرتا اور گورنمنٹ کو دھوکا دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ گورنمنٹ دیکھ لے گی کہ یہ فتویٰ جو منکر مہدی کی نسبت مولویوں نے لکھا ہے یہ محمد حسین کی نسبت ہرگز جاری نہیں کیا جاوے گا کیونکہ وہ در پردہ فی الفور ان کو کہہ دے گا کہ میں اس خونی مہدی کے آنے کا قائل ہوں۔ اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اس قدر اختلاف کے ساتھ کہ وہ مہدی کے آنے سے انکاری ہو اور وہ لوگ اس کو کافر اور دجّال کہیں اور مفتری اور کذّاب اور جہنمی اس کا نام رکھیں اور پھر انکا باہمی میل ملاقات جاری رہے بجز اس صورت کے کہ در پردہ ایک ہی اعتقاد پر متفق ہوں۔ وہ تو فتوے میں یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ ایسے آدمی کے ساتھ کہ اس خونی مہدی کے آنے کا منتظر نہیں میل ملاقات ہرگز جائز نہیں کیونکہ وہ کافر ہے۔

غرض اب اگر اس کے بعد مولوی محمد حسین کے تعلقات ان مولویوں کے ساتھ قائم نہ رہے اور میل ملاقات سب ترک ہوگیا اور ایک دوسرے کو کافر کہنے لگے تب تو اس بات کو مان لیا جائے گا کہ محمد حسین کا گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یہ ظاہر کرنا کہ مَیں اس مہدی کا آنا نہیں مانتا جو بزعم اہلحدیث خلیفہ اور بادشاہ ہو کر آئے گا اور سخت لڑائیاں کرے گا درست اور صحیح ہے، لیکن اگر محمد حسین مذکور کا میل ملاقات ان فتویٰ دینے والوں سے موقوف نہ ہوا اور بدستور باہم شیر وشکر رہے تو پھر گورنمنٹ عالیہ کو قطعی اور یقینی طور پر سمجھنا چاہیئے کہ ان کے باہمی تعلقات قائم ہیں اور یہ سب اس خونی مہدی کے منتظر ہیں۔

اور عام مسلمانوں کو چاہیئے کہ خدا تعالیٰ سے خوف کرکے ان مولویوں کے ایسے چال چلن پر غور کریں کہ یہ ان کے کشتی بان کہلاتے ہیں اور سوچیں کہ کیا ایسے لوگوں کی پیروی کرکے کسی نیکی کی اُمید ہو سکتی ہے۔ اب ذرا فتویٰ ہاتھ میں لے کر نذیر حسین کو پوچھیں کہ کیا ہم محمد حسین کو کذاب، دجال، مفتری کہیں؟ پھر عبد الجبار غزنوی کے پاس جائیں اور اس سے دریافت کریں کہ کیا آپ کے فتویٰ کے مطابق محمد حسین کو ہم کافر قرار دیں؟ اور پھر عبد الحق غزنوی کو بھی اسی جگہ مل لیں اور اس سے پوچھیں کہ کیا تمہارے فتویٰ کے رُو سے ہم محمد حسین کو جہنمی اور ناری کہا کریں۔ اور پھر ذرا تکلیف اُٹھا کر اسی جگہ امرتسر میں مولوی احمد اللہ صاحب کے پاس جائیں اور ان سے دریافت کریں کہ کیا یہ سچ ہے کہ آپکا فتویٰ عبد الحق کے فتویٰ کے مطابق ہے، کیا ہم آئندہ محمد حسین کو جہنمی کہا کریں اور ہم آئندہ اسکی ملاقات چھوڑ دیں؟

اے مسلمانو! یقیناً سمجھو کہ یہ وہی مولوی ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈرایا ہے۔ تم ان کو اسی نمونہ سے شناخت کر لوگے کہ بعد اس کے جو انہوں نے شیخ محمد حسین ایڈیٹر اشاعت السنۃ کو کافر اور دجال اور مفتری اور جہنمی قرار دیا۔ پھر کیا حقیقت میں اس کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یا وہ صرف دکھانے کے دانت تھے۔

اب مَیں وہ استفتاء[1] جس پر ایسے شخص کے کافر اور دجال ہونے کی نسبت مولویوں نے فتوے لکھے ہیں گورنمنٹ عالیہ کے گوش گذار کرنے کے لیے ذیل میں لکھتا ہوں تاکہ گورنمنٹ کو یاد رہے کہ یہ لوگ ان خیالات کے آدمی ہیں۔

فقط:

الراقم خاکسار **مرزا غلام احمد** از قادیان

۷؍ جنوری ۱۸۹۹ء

۱؎ یہ فتویٰ جلد ہذا کے صفحہ ۲۷۰ پر درج ہو چکا ہے اس لئے دوبارہ نقل نہیں کیا گیا (المرتب)

(۲۰۶)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ

نقل اس ڈیفنس کی جو انگریزی میں چھاپا گیا

مَیں عدالت میں اپنی بریت ثابت کرنے کے لیے بطور ڈیفنس یہ عریضہ لکھتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ اگر تمام واقعات کو یکجائی نظر سے دیکھا جائے تو اس الزام سے جو مجھ پر لگایا جاتا ہے میرا بری ہونا صاف طور پر کھل جائے گا۔

مَیں سب سے اوّل اس بات کو پیش کرنا چاہتا ہوں کہ مَیں نے اپنے اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں کوئی ایسی پیشگوئی نہیں کی جس سے محمد حسین یا اس کے کسی اَور شریک کی جان یا مال یا عزت کو خطرہ میں ڈالا ہو یا خطرہ میں ڈالنے کا ارادہ کیا ہو۔ میرا اشتہار مباہلہ مورخہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء جو فریق مخالف کی کئی چھپی ہوئی درخواست مباہلہ اور کئی قلمی خطوط طلبی مباہلہ کے بعد لکھا گیا اور ایسا ہی دوسرا اشتہار جو ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء کو شائع ہوا۔ یہ دونوں اشتہار صاف طور پر بتلا رہے ہیں کہ اس پیشگوئی میں یعنی جو عربی الہام مندرجہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں ذلّت کا لفظ ہے اس سے فریق کاذب کی ذلّت مراد ہے۔ اور ذلّت بھی اس قسم کی ذلّت جو فریق کاذب نے دوسرے فریق کو بذریعہ اپنے کسی فعل کے پہنچائی ہو۔ یہ اس الہامی فقرہ کی تشریح ہے جو اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے یعنی یہ فقرہ کہ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا وَ تَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ جس کے لفظی معنے یہی ہیں کہ بدی کی سزا ذلّت ہے مگر اسی ذلّت کی مانند اور مشابہ جو فریق ظالم نے فریق مظلوم کو پہنچائی ہو۔ اب اگر اس الہامی فقرہ کو جو ملہم کے ارادہ اور نیّت کا ایک آئینہ ہے ایک ذرّہ تدبّر اور فکر سے سوچا جائے تو بدیہی طور پر معلوم ہوگا کہ اس فقرہ کے اس سے بڑھ کر اور کوئی معنے نہیں کہ ظالم کو اسی قسم کی ذلّت پہنچنے والی ہے جو فی الواقعہ مظلوم کو اس کے ہاتھ سے پہنچ چکی ہے۔ یہ معنے امر بحث طلب کو بالکل صاف کر دیتے ہیں اور ثابت کر دیتے ہیں کہ اس پیشگوئی کو کسی مجرمانہ ارادہ سے کچھ بھی لگاؤ نہیں۔ اور یہ معنے صرف اسی وقت نہیں کئے گئے، بلکہ اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء اور ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء اور دوسرے اشتہارات میں جو پیش از اطلاع پانی مقدمہ شائع ہو چکے ہیں ان سب میں کامل طور پر یہی معنے کئے گئے ہیں۔

عدالت کا فرض ہے کہ ان سب اشتہارات کو غور سے دیکھے کیونکہ میرے پر وہی الزام آسکتا ہے جو میری کلام سے ثابت ہوتا ہے۔ پھر جبکہ مَیں نے الہامی عبارت کے معنوں کی قبل از اطلاع یابی اپنے اشتہارات میں بخوبی تشریح کر دی ہے بلکہ ۳۰ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں ذلّت کی ایک مثال بھی لکھ دی ہے اور بار بار تشریح کر دی ہے تو پھر یہ الہام قانونی زد کے نیچے کیونکر آسکتا ہے۔ ہر ایک مظلوم کا حق ہے کہ وہ ظالم کو یہ بددعا دے کہ جیسا تو نے میرے ساتھ کیا خدا تیرے ساتھ بھی وہی کرے۔ اُصول انصاف عدالت پر یہ فرض کرتا ہے کہ عدالت اس عربی الہام کے معنے غور سے دیکھے جس پر تمام مقدمہ کا مدار ہے۔ اگر میرے عربی الہام میں ایسا لفظ ہے جو ہر ایک قسم کی ذلّت پر صادق آسکتا ہے تو پھر بلاشُبہ میں قانونی الزام کے نیچے ہوں، لیکن اگر الہام میں مثلی ذلّت کی شرط ہے تو پھر اس الہامی فقرہ کو قانون سے کچھ تعلق نہیں بلکہ اس صورت میں یہ بات تنقیح طلب ہوئی کہ فریق مظلوم کو کس قسم کی ذلّت ظالم سے پہنچی ہے اور فریق مخالف اس بات کو ہرگز قبول نہیں کرے گا کہ اس نے کبھی مجھ کو ایسی ذلّت پہنچائی ہے جو فوجداری قوانین کے نیچے آسکتی ہے۔ مگر مثلی ذلّت کے لیے جو الہام نے قرار دی ہے یہی شرط ہے کہ ظالم کی اسی قسم کی ذلّت ہو جو بذریعہ اس کے مظلوم کو پہنچی ہو۔ اگر یہ پیشگوئی ایسے طور سے پوری ہوتی جو وہ طور مثلی ذلت کے برخلاف ہوتا تو ہر ایک کو کہنا پڑتا کہ یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی۔ کیونکہ ضرور ہے کہ پیشگوئی اپنے اصل معنے کی رو سے پوری ہو چنانچہ یہ پیشگوئی اپنے اصل معنے کے رو پوری بھی ہو گئی۔ کیونکہ محمد حسین نے مع اپنے گروہ کے جو فتویٰ کُفر کا میری نسبت دیا تھا اور میرا نام دجال اور کذّاب اور مفتری رکھا تھا ایسا ہی اس کی نسبت اُس کے ہم مشرب علماء نے فتویٰ دے دیا۔ یعنی اس کی اس فہرست انگریزی کے نکلنے کے بعد جس میں اس نے مہدی کے آنے کی احادیث کو غلط اور نادرست لکھا ہے اس کی نسبت اسی کی قوم کے مولویوں نے صاف طور پر لکھ دیا کہ وہ کافر اور کذّاب اور دجّال ہے۔ سو وہ فقرہ الہامی جس میں لکھا تھا کہ ظالم کو ذلّت اسی قسم کی پہنچے گی جو اس نے مظلوم کو پہنچائی ہو وہ بعینہٖ پورا ہو گیا کیونکہ محمد حسین اپنی منافقانہ طبیعت کی وجہ سے جس کا وہ قدیم سے عادی ہے گورنمنٹ کو یہ دھوکا دیتا رہا کہ وہ اس خطرناک اور خُونی مہدی کا منکر ہے جس کے آنے کے لیے وحشیانہ حالت کے مسلمان منتظر ہیں۔ مگر تمام مولویوں کو یہ کہتا رہا کہ مَیں اس مہدی کا قائل ہوں جیسا کہ تم قائل ہو۔ اور یہ اس کا طریق نہایت قابل شرم تھا۔ جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے اس کو ذلیل کیا۔ اگر وہ دل کی سچائی سے ایسے خطرناک مہدی کے آنے کا منکر ہوتا تو میری نظر میں اور ہر ایک منصف کی نظر میں قابل تعریف ٹھہرتا۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا اور نفاق سے کام لیا۔ اس لیے الہام کے مطابق اس کی ذلّت ہوئی اور جس اعتقاد کی وجہ سے قوم کی نظر میں مجھے اس نے کافر ٹھہرایا اور میرا نام دجال اور ملحد اور مفتری رکھا اب وہی القاب قوم کی طرف سے اس کو بھی ملے۔ اور بالکل الہام کے منشاء کے موافق پیشگوئی اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء پوری ہو گئی کیونکہ جیسا کہ مَیں کئی دفعہ بیان کر چکا ہوں پیشگوئی میں ذلّت کے لفظ کے ساتھ مثل کی شرط تھی سو اس شرط کے

موافق الہام پورا ہوگیا اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہیں رہی۔ مَیں حکّام انصاف پسند سے چاہتا ہوں کہ ذرا ٹھہر کر اور سوچ کر اس مقام کو پڑھیں یہی وہ مقام ہے جس پر غور کرنا انصاف چاہتا ہے۔

اصل جواب اسی قدر ہے جو مَیں نے عرض کر دیا، لیکن اس وقت یہ بھی ضروری ہے کہ دوسرے حملوں کا دفعیہ بھی جو الزام کو قوت دینے کے لیے پیش کئے گئے ہیں گذارش کر دوں۔ منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ عدالت میں میری نسبت یہ الزام پیش کیا گیا ہے کہ گویا میری قدیم سے یہ عادت ہے کہ خود بخود کسی کی موت یا ذلت کی پیشگوئی کیا کرتا ہوں اور پھر اپنی جماعت کے ذریعہ سے پوشیدہ طور پر اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ کسی طرح وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ گویا مَیں ایک قسم کا ڈاکو یا خونی یا رہزن ہوں اور گویا میری جماعت بھی اس قسم کے اوباش اور خطرناک لوگ ہیں جن کا پیشہ اس قسم کے جرائم ہیں، لیکن مَیں عدالت پر ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء سے خمیر کیا گیا ہے اور نہایت بُری طرح میری اور میری معزز جماعت کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے۔ مَیں اس وقت اس کو زیادہ بیان کرنا غیر محل سمجھتا ہوں، لیکن عدالت پر واضح کرتا ہوں کہ مَیں ایک شریف اور معزز خاندان میں سے ہوں۔ میرے باپ دادے ڈاکو اور خونریز نہ تھے اور نہ کبھی کسی عدالت میں میرے پر کوئی جُرم ثابت ہوا۔ اگر ایسے بد اور ناپاک ارادہ سے جو میری نسبت بیان کیا گیا ہے ایسی پیشگوئیاں کرنا میرا پیشہ ہوتا تو اس بیس برس کے عرصہ میں جو براہین احمدیہ کی تالیف سے شروع ہوا ہے کم سے کم دو تین سو پیشگوئی موت وغیرہ کی میری طرف سے شائع ہوتی حالانکہ اس مدت دراز میں بجز ان دو تین پیشگوئیوں کے ایسی پیشگوئی اور کوئی نہیں کی گئی۔

مَیں عرض کر چکا ہوں کہ یہ پیشگوئیاں لیکھرام اور عبداللہ آتھم کے بارے میں مَیں نے اپنی پیشدستی سے نہیں کیں بلکہ ان دونوں صاحبوں کے سخت اصرار کے بعد ان کی دستخطی تحریریں لینے کے بعد کی گئیں اور لیکھرام نے میری اشاعت سے پہلے خود ان پیشگوئیوں کو شائع کیا تھا اور میں نے بعد میں شائع کیا۔ چنانچہ لیکھرام کو اپنی کتاب تکذیب صفحہ ۳۳۲ میں اس بات کا اقرار ہے کہ وہ پیشگوئیوں کے لیے دو ماہ تک قادیان میں ٹھہرا رہا اور اس نے خود پیشگوئی کے لیے اجازت دی اور اپنی دستخطی تحریر دی وہ اس صفحہ میں میری نسبت یہ بھی لکھتا ہے کہ "وہ موت کی پیشگوئی کو ظاہر کرنا نہیں چاہتے تھے جب تک اجازت نہ ہو" اور پھر اسی صفحہ میں اپنی طرف سے اجازت کا اعلان کرتا ہے۔ اس کی کتاب موجود ہے۔ یہ مقام پڑھا جائے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس نے میری اشاعت سے پہلے میری پیشگوئی کی آپ اشاعت کر دی ہے اور ڈپٹی عبداللہ آتھم کی ایک تحریر شامل مقدمہ ڈاکٹر کلارک کے ساتھ شامل ہے اور لیکھرام کی خط و کتابت جو مجھ سے ہوئی اور جس اصرار سے اپنے لیے اُس نے پیشگوئی طلب کی وہ رسالہ مدت سے چھپ چکا ہے اور قادیان کے ہندو بھی قریب دو سو کے اس بات کے گواہ ہیں کہ لیکھرام قریباً دو ماہ تک پیشگوئی کے تقاضا کے لیے پشاور سے آکر قادیان میں رہا۔ مَیں کبھی اس کے پاس پشاور نہیں گیا اس کے سخت اصرار اور بدزبانی کے بعد اور اس کی تحریر لینے کے بعد اس کے حق میں پیشگوئی کی گئی تھی۔ اور یہ دونوں پیشگوئیاں چونکہ خداتعالیٰ کی طرف سے تھیں اس

لیے پوری بھی ہو گئیں۔ اور مجھے اس سے خوشی نہیں بلکہ رنج ہے کہ کیوں ان دونوں صاحبوں نے اس قدر اصرار کے ساتھ پیشگوئی حاصل کی جس کا نتیجہ ان دونوں کی موت تھی۔ مگر مَیں اس الزام سے بالکل الگ اور جُدا ہوں کہ کیوں پیشگوئی کی گئی۔ لیکھرام نے اپنی تحریروں کے ذریعہ سے یہ ارادہ بار بار ظاہر کیا تھا کہ اس وجہ سے مَیں نے یہ پیشگوئی اصرار سے طلب کی ہے کہ تا جھوٹا ہونے کی حالت میں ان کو ذلیل کروں۔ مَیں نے اس کو اور عبداللہ آتھم کو یہ بھی کہا تھا کہ پیشگوئیاں طلب کرنا عبث ہے کیونکہ اس سے پہلے تین ہزار کے قریب مجھ سے آسمانی نشان ظاہر ہو چکے ہیں جن کے گواہ بعض قادیان کے آریہ بھی ہیں۔ اُن سے حلفاً دریافت کر اور اپنی تسلی کر لو۔ مگر مجھے اب تک ان دونوں کی نسبت یہ ہمدردی جوش مارتی ہے کہ کیوں انہوں نے ایسا نہ کیا۔ اور کیوں مجھے اس بات پر سخت مجبور کر دیا کہ مَیں ان کے بارے میں کوئی پیشگوئی کروں۔ یہ کیسا انصاف اور دیانت کے برخلاف ہے کہ ڈپٹی عبداللہ آتھم کی نسبت پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ بلکہ نہایت صفائی سے الفاظ کے منشاء اور شرط مندرجہ پیشگوئی کے مفہوم کے مطابق پوری ہو گئی۔ ڈپٹی عبداللہ آتھم سے بہت مدّت سے میری ملاقات تھی اور میرے حالات سے وہ بہت واقف تھا۔ مجھ کو اس کی نسبت زیادہ افسوس اور درد ہے کہ کیوں اس نے ایسی پیشگوئی کو جس میں اس کی موت کی خبر تھی طلب کیا جس کے آخری اشتہار سے چھ مہینے بعد عین منشاء کے مطابق وہ فوت ہو گیا۔ صرف یہی نہیں کہ یہ دو پیشگوئیاں پوری ہوئیں بلکہ انیس برس کے عرصہ میں تین ہزار کے قریب ایسے نشان ظاہر ہوتے اور ایسی غیبیت کی باتیں قبل از وقت بتلائی گئیں اور نہایت صفائی سے پوری ہوئیں جن پر غور کر کے گویا انسان خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ اگر یہ انسان کا منصوبہ ہوتا تو اس قدر نشان کیونکر ظاہر ہو سکتے جن کی وجہ سے میری جماعت کے دل پاک اور خدا کے نزدیک ہو گئے۔ میری جماعت ان تمام باتوں پر گواہ ہے کہ کیونکر خدا تعالیٰ نے عجیب در عجیب نشان دکھلا کر اس طرح پر ان کو اپنی طرف کھینچا جس طرح پہلے اس سے خدا تعالیٰ کے پاک نبیوں پر ایمان لانے والے پاک دلی اور صاف باطنی اور خدا تعالیٰ کی محبت کی طرف کھینچے گئے تھے۔ مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ جھوٹ سے پرہیز کرتے اور خدا تعالیٰ سے ڈرتے اور اس گورنمنٹ کے جس کے وہ زیر سایہ زندگی بسر کرتے ہیں سچے خیر خواہ اور بنی نوع کے ہمدرد ہیں۔ یہ ان آسمانی نشانوں کا اثر ہے جو انہوں نے دیکھے اور وہ نشان خدا کی رحمت ہے جو اس وقت اور اس زمانہ میں لوگوں کو خدا کا یقین دلانے کے لیے اس بندۂ درگاہ کے ذریعہ سے نازل ہو رہے ہیں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ہر ایک جو اُن نشانوں کو دل کی سچائی سے طلب کرے گا دیکھے گا۔ امن اور سلامتی کے نشان اور امن اور سلامتی کی پیشگوئیاں جن کو آسودگی عامہ خلائق میں کچھ دست اندازی نہیں ہمیشہ ایک بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں لیکن خدا کی قدیم سُنّت کے موافق ضرور تھا کہ مَیں بھی اسی طرح عوام کی زبان سے دُکھ دیا جاتا جیسا کہ پہلے پاک نبی دُکھ دیئے گئے خاص کر وہ اسرائیلی نبی سلامتی کا شہزادہ جس کے پاک قدموں سے سعیر کے پہاڑ کو برکت پہنچی اور جو قوم کی نا انصافی اور نابینائی سے مجرموں کی طرح پیلاطوس اور ہیرودوس کے سامنے عدالت میں کھڑا کیا گیا تھا سو مجھے اس

بات سے فخر ہے کہ اس پاک نبی کی مشابہت کی وجہ سے مَیں بھی عدالتوں کی طرف کھینچا گیا۔ اور میرے پر بھی خودغرض لوگوں نے گورنمنٹ کو ناراض کرنے کے لیے اور مجھے جھوٹا ظاہر کرنے کے لیے افترا کئے جیسا کہ اس مقدس نبی پر کئے تھے تا وہ سب کچھ پورا ہو جو ابتداء سے لکھا گیا تھا۔ واقعی یہ سچ ہے کہ آسمانی برکتیں زمین سے نزدیک آرہی ہیں۔ گورنمنٹ انگریزی جس کی نیّت نہایت نیک ہے اور جو رعایا کے لیے امن اور سلامتی کی پناہ ہے۔ خدا نے پسند کیا کہ اس کے زیر سایہ مجھے مامور کیا۔ مگر کاش اس گورنمنٹ محسنہ کو نشان دیکھنے کے ساتھ کچھ دلچسپی ہوتی اور کاش مجھ سے گورنمنٹ کی طرف سے یہ مطالبہ ہوتا کہ اگر تم سچے ہو تو کوئی آسمانی نشان یا کوئی ایسی پیشگوئی جو امن اور سلامتی کے اندر محدود ہو دکھلاؤ تو جو میرے پر افترا کیا گیا ہے کہ گویا مَیں ڈاکوؤں کا کام کر رہا ہوں یہ سب حقیقت کھل جاتی۔ آسمان پر ایک خدا ہے جس کی قدرتوں سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ سو ایک مدعی الہام کی سچائی معلوم کرنے کے لیے اس سے بہتر اور کوئی معیار نہیں کہ اس سے پیشگوئی طلب کی جائے توریت میں خدا تعالیٰ نے سچے ملہم کے لیے یہی نشانی قرار دی ہے۔ پھر اگر اس معیار کے رُو سے وہ سچا نہ نکلے تو جلد پکڑا جائے گا اور خدا اُسے رسوا کرے گا۔ لیکن اگر وہ رُوح القدس سے تائید یافتہ ہے اور خدا اس کے ساتھ ہے تو ایسے امتحان کے وقت اس کی عزت اسی طرح ظاہر ہوگی جیسا کہ دانیال نبی کی عزت بابل کی اسیری کے وقت ظاہر ہوئی تھی۔ ایک برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ مَیں نے اس عہد کو چھاپ کر شائع کر دیا ہے کہ میں کسی کی موت و ضرر وغیرہ کی نسبت ہرگز کوئی پیشگوئی شائع نہ کروں گا۔ پس اگر یہ پیشگوئی جو اشتہار مباہلہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء میں ہے کسی کی موت یا اس قسم کی ذلّت کے متعلق ہوتی تو مَیں ہرگز اس کو شائع نہ کرتا۔ لیکن اس پیشگوئی کو کسی کی ایسی ذلّت سے جو قانونی حد کے اندر آسکتی ہے کچھ تعلق نہ تھا۔ جیسا کہ مَیں نے اپنے اشتہار میں مثال کے طور پر اس کی نظیر صرفی اور نحوی غلطی لکھی ہے اور ظاہر ہے کہ اگر کسی مولوی کو اس طرح پر نادم کیا جائے کہ اس کے کلام میں صرفی یا نحوی غلطی ہے تو اس قسم کی ذلّت سے جو اس کو پہنچے گی قانون کو کچھ علاقہ نہیں۔

میرے اس الہام میں شقی ذلّت کی شرط ایک ایسی شرط ہے کہ اس شرط کے دیکھنے کے بعد حکّام کو پھر زیادہ غور کرنے کی حاجت نہیں۔ میری نیک نیتی کو خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور جو شخص غور سے میری اس پیشگوئی کو پڑھے گا اور اس کی تشریحات کو دیکھے گا جو مَیں نے قبل از مقدمہ شائع کر دی ہیں تو اس کا کانشنس اور اس کی حق شناس روح میرے بے خطا ہونے پر ضرور گواہی دے گی۔ مَیں عدالت کو اس بات کا ثبوت دیتا ہوں کہ میں نے یہ اشتہار مباہلہ ایک مدّت تک وہ الفاظ سُن کر جو دل کو پاش پاش کرتے ہیں لکھا تھا۔ اور میرا اس تحریر سے ایک تو یہ ارادہ تھا کہ بدی کا بدی سے مقابلہ نہ کروں اور خدا تعالیٰ پر فیصلہ چھوڑ دوں اور دوسرے یہ بھی ارادہ تھا کہ اُن فتنہ انگیز تحریروں کے اشتعال دہ اثر سے جن کا اس ڈیفنس میں کچھ ذکر کر چکا ہوں اپنی جماعت کو بچا لوں اور جوش اور اشتعال کو دبا دوں تا میری جماعت صبر اور پاک دلی کے ساتھ

خدا تعالیٰ کے فیصلہ کی منتظر رہے۔

مَیں اس بات کا ثبوت دیتا ہوں کہ میری کارروائی محمد حسین کے مقابل پر اخیر تک سلامت روشی کیساتھ رہی ہے اور مَیں نے بہت سے گندے اشتہار دیکھ کر جو اس کی تعلیم سے لکھے گئے تھے جن کا بہت ساحصّہ خود اس نے اپنی اشاعۃ السنّہ میں نقل کیا ہے وہ صبر کیا ہے جو دُنیا داروں کی فطرت سے ایسا صبر ہونا غیر ممکن ہے۔ محمد حسین نے میرے ننگ و ناموس پر نہایت قابلِ شرم کمینگی کے ساتھ اور سراسر جھوٹ سے حملہ کیا ہے اور میری بیوی کی نسبت محض افترا سے نہایت ناپاک کلمے لکھے ہیں اور مجھے ذلیل کرنے کے لیے بار بار یہ کلمات شائع کئے کہ "یہ شخص لعنتی اور کُتّے کا بچہ ہے اور دوسَو جوتہ اس کے سر پر لگانا چاہیئے اور اس کو قتل کر دینا ثواب کی بات ہے"۔ لیکن کون ثابت کر سکتا ہے کہ کبھی میں اس کے یا اس کے گروہ کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کئے۔ مَیں ہمیشہ ایسے الفاظ استعمال کرتا رہا جو ایک شریف انسان کو تہذیب کے لحاظ سے کرنے چاہئیں۔ ہاں جیسا کہ مذہبی مباحثات میں باوجود تمام تر نیک نیتی اور نرمی اور تہذیب کے ایسی صورتیں پیش آجایا کرتی ہیں کہ ایک فریق اپنے فریق مخالف کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جو عین محل پر چسپاں ہوتے ہیں۔ اس مہذبانہ طریق سے مَیں انکار نہیں کر سکتا۔ مباحثات میں ضرورت کے وقت بہت سے کلمات ایسے بھی استعمال ہوتے ہیں جو فریق مخالف کو طبعاً ناگوار معلوم ہوتے ہیں مگر محل پر چسپاں اور واقعی ہوتے ہیں مثلاً جو شخص اپنے مباحثات میں عمداً خیانت کرتا ہے یا دانستہ روایتوں کے حوالہ میں جھوٹ بولتا ہے اس کو نیک نیتی اور اظہار حق کی وجہ سے کہنا پڑتا ہے کہ تم نے طریق خیانت یا جھوٹ کو اختیار کیا ہے اور ایسا بیان کرنا نرمی اور تہذیب کے برخلاف نہیں ہوتا بلکہ اس حد تک جو سچائی اور نیک نیتی کا التزام کیا گیا ہو۔ حق کے ظاہر کرنے کے لیے ضروری ہوتا ہے۔ ایسے طریق کو یورپ کے ممتاز محققوں نے بھی جو طبعاً تہذیب اور نرمی کے اعلیٰ اصولوں کے پابند ہوتے ہیں۔ اختیار کیا ہے۔ یہاں تک کہ سر میور سابق لفٹنٹ گورنر ممالک مغربی وشمالی نے اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں اس مذہبی تحریر میں ایسے سخت الفاظ استعمال کئے ہیں کہ مَیں ایسے الفاظ کا ذکر بھی سخت نامناسب سمجھتا ہوں۔ اور میرے ایک مُرید نے جو محمد حسین کی نسبت ایک مضمون اخبار الحکم میں لکھا ہے جو مسل مقدمہ میں شامل کیا گیا ہے۔ گو وہ مذہبی مباحثات کی طرز کو خیال کر کے ایسا ہرگز نہیں ہے جیسا کہ سمجھا گیا ہے۔ تاہم یہ بات ثابت شدہ ہے کہ مجھے اُس اخبار سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ چنانچہ اخبار الحکم کے پرچہ ۸؍ دسمبر ۱۸۹۸ء اور ۱۳؍ دسمبر ۱۸۹۸ء اور ۱۰؍ جنوری ۱۸۹۹ء میں خود اس اخبار کے مالک شیخ یعقوب علی نے اس کی بخوبی تصریح کر دی ہے۔

میری نیک نیتی اس سے ظاہر ہے کہ قریباً ڈیڑھ برس کے عرصہ تک محمد حسین نے نہایت سخت اور گندے الفاظ کے ساتھ مجھے دُکھ دیا۔ پہلے ایسے ناپاک اشتہار محمد بخش جعفر زٹلی کے نام پر شائع کئے اور پھر نقل کے طور پر اُن کو اپنی اشاعۃ السنّہ میں لکھا اور کئی دوسرے لوگوں سے بھی یہ کام کرایا مگر مَیں چُپ رہا اور اپنی جماعت کو بھی

ایسے گندے الفاظ بالمقابل بیان کرنے سے روک دیا۔ یہ واقعی اور سچی بات ہے۔ خدا کے اختیار میں ہے کہ عدالت کو اس تفتیش کی طرف توجہ دے۔ جب میری جماعت ایسی گالیوں سے نہایت درجہ دردمند ہوئی اور ایسے اشتہار لاہور کی گلی کوچوں اور مسجدوں میں محمد حسین نے چسپاں کرا دیئے تو مَیں نے اپنی جماعت کو یہ صلاح دی کہ وہ بحضور نواب لفٹیننٹ گورنر بہادر بالقابہ اس بارے میں میموریل بھیجیں۔ چنانچہ میموریل بھیجا گیا جس کے چند پرچے میرے پاس موجود ہیں۔ پھر جب اس ذریعہ سے اس فتنہ کا انسداد نہ ہوا تو ایک اور میموریل پندرہ ہزار یا شاید سولہ ہزار معزز لوگوں کے دستخط کرا کر بحضور وائسرائے بالقابہ اسی غرض کے حصول کے لیے روانہ کیا گیا۔ اس کے چند پرچے بھی موجود ہیں مگر اس کا بھی کوئی جواب نہ آیا۔ تب گندی گالیوں کے دینے میں اور بھی محمد حسین نے نہایت بے باکی سے آگے قدم رکھا۔ چنانچہ ان گالیوں کا نمونہ محمد بخش جعفر زٹلی کے اس اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے جو اس نے ۱۱ر جون ۱۸۹۷ء میں شائع کیا ہے۔ اس اشتہار میں اس کی عبارت جو دراصل محمد حسین کی عبارت ہے، یہ ہے "مرزا عیسائیوں کا کوڑا اور گندگی اُٹھانے کے لیئے تیار اور راضی ہے اور اپنا منہ ان کی جوتیوں پر ملنے کے لیے اس نے برٹش گورنمنٹ کو خدا کا درجہ دے دیا ہے۔ اس خر دجال نے حضرت سلطان المعظم یعنی سلطان روم کی نسبت ایسی بیہودہ گوئی کی ہے کہ جی چاہتا ہے کہ یہ خبیث باطنی شیطان سامنے بٹھایا جائے اور دو سو جُوتے مارے جائیں اور جب شمار کرتے وقت عدد بھول جائے تو پھر از سرِ نو گننا شروع کیا جائے۔ اس کُتّے کے بچے پر لعنت۔ سلطان کی نسبت حقارت آمیز لفظ استعمال کرنے سے تو یہی اچھا ہوتا کہ وہ کُھلا کُھلا عیسائی ہو جاتا۔ مَیں نے مرزا کے متعلق پانچ پیشگوئیاں کی ہیں۔ اور وہ یہ ہیں۔

(۱) قادیانی ایک سخت مقدمہ میں پھنس جائے گا اور جلا وطن کیا جائے گا۔ یا بیڑیاں پڑیں گی اور قیدخانہ میں ڈالا جائے گا۔

(۲) قید میں وہ دیوانہ ہو جائے گا۔

(۳) ایک ناسُور نکلے گا۔

(۴) وہ جذامی ہو جائے گا اور خودکشی کر کے دوزخ میں ڈالا جائے گا۔"

ایسا ہی اس اشتہار کے ساتھ ایک تصویر لکھی ہے جس میں مجھے شیطان بنایا ہے محمد حسین کا یہی طریق ہے کہ یہ گندے اشتہار پہلے اُس کے نام پر شائع کرتا ہے اور پھر نقل کے طور پر اپنی اشاعۃ السنہ میں شائع کرتا ہے تا اگر کوئی اعتراض کرے کہ تُو نے مولوی کہلا کر ایسی گندی اور قابلِ شرم کارروائی شروع کر رکھی ہے تو فی الفور اس کا جواب دیتا ہے کہ مَیں تو صرف اپنی اشاعۃ السنہ میں دوسرے کے کلام کو نقل

لہ نقل مطابق اصل ہے (المرتب)

کرتا ہوں۔ اس میں کیا حرج ہے۔ لیکن اگر محمد بخش زٹلی وغیرہ کو عدالت خود بُلا کر دریافت کرے تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ یہ سارا پردہ کُھل جائے گا۔

غرض محمد حسین کی ایسی گندی کارروائیوں کے پہلے مَیں نے مجازی حکّام کی طرف رجوع کیا یعنی میموریل بھیجے اور پھر اس حقیقی حاکم کی طرف توجہ کی جو دلوں کے خیالات کو جانتا اور مفسد اور نیک خیال آدمی میں فرق کرتا ہے یعنی مباہلہ کو جو اسلام میں قدیم سنت اور نماز روزہ کی طرح فرائض مذہب میں بوقت ضرورت داخل ہے۔ تجویز کرکے اشتہار ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء لکھا اور خدائے علیم جانتا ہے جس پر افترا۔ کرنا بد ذاتی ہے کہ بعد دُعا یہی الہام ہوا کہ مَیں ظالم کو ذلیل کروں گا مگر اُسی قسم کی ذلّت ہوگی جو فریقِ مظلوم کو پہنچائی گئی ہو۔

میرے حالات میری انیس برس کی تعلیم سے ظاہر ہو سکتے ہیں کہ مَیں اپنی جماعت کو کیا تعلیم دے رہا ہوں ایسا ہی میرے حالات میری جماعت کی چال چلن سے معلوم ہو سکتے ہیں اور بہتیرے ان میں سے ایسے ہیں جو گورنمنٹ کی نظر میں نہایت نیک نام اور معزز عہدوں پر سرفراز ہیں۔ ایسے ہی میرے حالات قصبہ قادیان کے عام لوگوں سے دریافت کرنے کے وقت معلوم ہو سکتے ہیں کہ مَیں (نے) اُن میں کس طرز کی زندگی بسر کی ہے۔ ایسا ہی میرے حالات میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ کی طرز زندگی سے معلوم ہو سکتے ہیں کہ گورنمنٹ انگلشیہ کی نظر میں کیسے تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ محمد حسین جو ہر وقت میری ذلّت کے درپے ہے وہ اپنی اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد نمبر ۷ میں میری نسبت اقرار کرتا ہے کہ ”یہ شخص اعلیٰ درجہ کا پاک باطن اور نیک خیال اور سچائی کا حامی اور گورنمنٹ انگریزی کا نہایت درجہ خیر خواہ ہے“۔

یہ بھی گذارش کرنا ضروری ہے کہ اگر لیکھرام کے مارے جانے کے وقت میں میری نسبت آریوں کو شکوک پیدا ہوئے تھے تو ان شکوک کی بناء بجز اس پیشگوئی کے اور کچھ نہ تھا جس کو لیکھرام نے آپ مانگا تھا اور مجھ سے پہلے آپ مشتہر کیا تھا۔ پھر اس میں میرے پر کیا الزام ہے۔ نہ مَیں نے خود بخود پیشگوئی کی اور نہ مَیں نے اس کو مشتہر کیا اور اگر صرف شک پر لحاظ کیا جائے تو ہندوؤں نے سر سیّد احمد خان کے سی ایس آئی پر بھی قتل لیکھرام کا شُبہ کیا تھا۔ فقط

راقـــــــــــــــــــــــــــــــم

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۰ر جنوری ۱۸۹۹ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان
تعداد اشاعت ۱۰۰

(۲۰۷)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

ہمارے استفتاء کی نسبت ایک منصفانہ گواہی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ ہمیں اس بات پر اطلاع پا کر کہ شیخ محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنہ نے مہدی کے آنے کے بارے میں اپنے ہم جنس مولویوں کو تو یہ کہا کہ ضرور وہ مہدی معہود آئے گا جو قریش میں سے ہوگا اور خلافت ظاہری و باطنی سے سرفراز ہوگا اور لڑائیاں اور سخت خونریزیاں کر کے تمام روئے زمین پر دین اسلام کو غالب کر دیگا اور اُس کے آنے کا منکر لعنتی اور کافر اور دجّال اور ضالّ اور مضلّ ہے اور پھر پوشیدہ طور پر گورنمنٹ عالیہ انگریزی پر یہ ظاہر کرتا رہا کہ مسلمانوں کا یہ خیال بالکل بیہودہ ہے کہ ایسا مہدی آئے گا اور اس کے خونریزی کے کاموں کی تائید کے لیے مسیح موعود آسمان سے اُترے گا اور وہ دونوں مل کر جبر اور اکراہ سے لوگوں کو مسلمان کریں گے۔ یہ حالت محمد حسین کی عام مسلمانوں سے پوشیدہ تھی آخران دنوں میں ایک طمع کی وجہ سے محمد حسین نے ایک فہرست انگریزی رسالہ کے طور پر شائع کی اور اس میں صاف طور پر اس نے لکھ دیا کہ جس خونی مہدی کے آنے کے عام مسلمان منتظر ہیں۔ اس کے متعلق کی جس قدر حدیثیں ہیں وہ سب موضوع اور غلط اور نادرست ہیں۔ اور اس تحریر سے گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرنا چاہا کہ وہ ایسے مہدی کے آنے سے منکر ہے۔ یہ رسالہ ۱۴؍ اکتوبر ۱۸۹۸ء کو وکٹوریہ پریس میں چھپا ہے۔

غرض چونکہ خدا تعالیٰ نے چاہا تھا کہ ہمارے اشتہار مباہلہ مورخہ ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کی الہامی پیشگوئی کے مطابق محمد حسین کو ئی ذلّت پہنچاوے جیسا کہ الہام جَزَآءُ سَيِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ کا منشاء تھا۔ اس لیے محمد حسین نے پوشیدہ طور پر یہ انگریزی رسالہ شائع کر دیا اور مولویوں کو اس رسالہ کے مضمون سے بالکل خبر نہ دی۔ مگر تاہم خدا تعالیٰ کے انصاف اور غیرت نے وہ رسالہ ظاہر کر دیا۔ تب ہم نے فی الفور سمجھ لیا کہ ہماری پیشگوئی پورا کرنے کے لیے یہ سامان غیب سے ظہور میں آرہا ہے۔ تب اسی بناء پر استفتاء لکھا گیا اور مولوی نذیر حسین دہلوی سے لے کر تمام مشہور علماء نے اس پر مُہریں اور دستخط کر دیئے۔ اور ایسے منکر کی نسبت کسی نے کافر اور کسی نے دجّال اور کسی نے کذّاب اور مفتری کے لفظ استعمال کئے اور عبدالجبار

غزنوی اور عبدالحق غزنوی نے جو وحشیانہ جوش کی وجہ سے صدق اور دیانت سے کچھ بھی غرض نہیں رکھتے نہ صرف نرم الفاظ میں فتویٰ دیا بلکہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ ایسا شخص جو مہدی سے منکر ہو کافر اور جہنمی ہے اور جب ان پر یہ بات کھلی کہ فتویٰ تو ابوسعید محمد حسین بٹالوی کی نسبت پوچھا گیا تھا تب مارے غم اور غصہ کے دیوانہ ہوگئے اور اشتہار کے ذریعہ سے یہ شور مچایا کہ ہمیں دھوکہ دیا گیا اور محمد حسین کا نام ظاہر نہ کیا۔ اس کے جواب میں ہماری طرف سے ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب نے اس مضمون کا اشتہار جاری کیا تھا کہ یہ شور اور جزع فزع سراسر بددیانتی سے ہے۔ فتویٰ صورت مسئلہ اور کیفیت سوال پر دیا جاتا ہے۔ اس میں یہ ضرور نہیں کہ سائل کا نام لکھا جائے یا اس شخص کا نام جس کی نسبت فتویٰ ہے۔ ہم منتظر تھے کہ ایسے صاف امر میں کوئی صاحب دیانت کی پابندی سے عبدالحق اور عبدالجبار غزنوی کے خائنانہ طریق سے مخالفت کر کے ہمارے اس بیان کی تصدیق کریں۔ سو ہمیں اس استفتاء کے دیکھنے سے بڑی خوشی ہوئی ہے جو آج ہمیں ملا ہے۔ جس میں مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور اور مولوی غلام محمد صاحب بگوی امام مسجد شاہی لاہور عبدالحق اور عبدالجبار کے برخلاف اسی اپنے پہلے فتویٰ پر قائم رہ کر ہمارے بیان مذکورہ بالا کی تصدیق کرتے ہیں اور صاف طور پر لکھتے ہیں کہ جو استفتاء پیش ہوا تھا اس میں کوئی شخص دھوکہ نہیں کھا سکتا تھا۔ فتویٰ دینے والے کو اس بات سے کام نہیں کہ فتویٰ زید کی نسبت پوچھا گیا ہے یا بکر کی نسبت۔ اور ظاہر کیا کہ ہم اپنے فتویٰ پر قائم ہیں۔ سو اس وقت محض عبدالحق اور عبدالجبار غزنوی کی پُرخیانت کارروائی کو عام لوگوں پر ظاہر کرنے کے لیے اس اشتہار کے ساتھ اس استفتاء کی نقل مع ان دونوں بزرگوں کے فتوے کے شامل کی جاتی ہے۔ فقط

المشتہر خاکسار **مرزا غلام احمد** از قادیان

۱۲ر جنوری ۱۸۹۹ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان — تعداد اشاعت ۷۰۰

نقل فتویٰ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

السلام علیکم

۱۵ ماہ شعبان المبارک ۱۳۱۶ھ کو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے بوساطت اپنے مرید ڈاکٹر اسمٰعیل صاحب ملازم فوج ملک افریقہ کے ایک استفتاء عام موافق سنت علماء خلف و سلف جس میں کسی شخص کا نام نہیں تھا آپ صاحبان کی خدمت میں بڑے ادب سے پیش کیا۔ اب اعادہ الفاظ استفتاء کی کچھ ضرورت نہیں۔ صرف اگر کوئی شخص انکار امام مہدی موعود کرے اور عقیدہ اپنا تحریری ایک مقام بطور دستاویز دے کر اطمینان دلادے کہ جو جو احادیث اسلام میں بحق مہدی علیہ السلام لکھی گئی ہیں وہ سراسر جھوٹ اور لغو ہیں تو اس پر علماء کیا فتویٰ فرماتے ہیں۔ سو علمائے نامدار پنجاب و ہندوستان نے اپنی اپنی فہم سے ایسے عقیدے والے کو جس کا ذکر استفتاء میں موجود ہے کافر، ضالّ، خارج از اسلام وغیرہ اپنی اپنی مواہیر اور دستخط سے قرار دیا تھا۔ چنانچہ وہ استفتاء چھپ کر عام طور پر شائع ہو چکا یہاں تک کہ گورنمنٹ عالیہ تک بھی بھیجا گیا۔

اب ایک مولوی عبدالحق نام نے جس کی مہر یا دستخط اُس کفر نامہ پر ثبت ہیں۔ اپنے ہاتھوں کی تحریر پر سخت افسوس کھا کر بڑے حسرت اور غضب سے ایک اشتہار نکال کر مشتہر کیا ہے کہ فتویٰ دینے میں مَیں نے دھوکہ کھایا ہے یعنی وہ فتویٰ زید کے بارے میں ہم نے دیا ہے نہ عمرو کے حق میں اور نیز بے اختیار ہو کر اپنے ہاتھوں کو کاٹتے ہوئے فتوے پیش کرنے والے اور کرانے والے پر بے جا الزام دغا اور فریب بددیانتی بے ایمانی وغیرہ وغیرہ کا لگایا ہے وہ اس واسطے کہ بالواسطہ فتویٰ کیوں لیا گیا اور جس پر فتویٰ دینا ہے اس کا نام کیوں نہیں لیا گیا۔ لہٰذا

آپ صاحبان کی خدمت شریف میں انصاف اور عدل کے خواہاں ہو کر التماس ہے کہ کیا آپ نے بھی مولوی موصوف کی طرح دھوکہ سے مُہریں یا دستخط کفر نامہ پر لگائے ہیں یا عام طور پر خواہ زید ہو خواہ عمرو

جو شخص ایسا عقیدہ برخلاف اہل سنت والجماعت کے رکھتا ہے اس پر کفر کی مہریں لگائی ہیں جیسا کہ مفہوم آیات قرآن مجید ہے اور ایسا عالم فتویٰ دینے کے لائق شرعاً ہے۔

راقم خیر خواہ مومنین

الجواب وھو الموفق للصواب

(۱) وہ استفتاء جس کا اس سوال میں ذکر کیا گیا ہے اور جواب چھپ کر مشہور ہو چکا ہے میرے سامنے بھی پیش ہوا تھا۔ اس کا جواب مَیں نے مندرجہ ذیل لفظوں میں دیا تھا۔ "امام مہدی علیہ و علیٰ آبائہ الصلوٰۃ والسلام کا قرب قیامت میں ظہور فرمانا اور دُنیا کو عدل و انصاف سے پُر کرنا احادیث مشہورہ سے ثابت ہے اور جمہور اُمت نے اسے تسلیم کیا ہے اس امام موصوف کے تشریف لانے کا انکار صریح ضلالت اور مسلک اہلسنت والجماعت سے انحراف کرنا ہے۔" مَیں نے اس جواب دینے میں کسی قسم کا دھوکا اور فریب نہیں کھایا ہے اور میرے نزدیک اس وقت بھی استفتاء مذکور کا یہی جواب ہے اور میں اس شخص کو جس کا استفتاء مذکور میں ذکر ہے اس وقت بھی مسلک اہل سنّت والجماعت سے منحرف جانتا ہوں خواہ وہ زید ہو یا بکر۔ فقط مفتی محمد عبداللہ عفا اللہ ٹونکی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور و پریزیڈنٹ انجمن حمایت اسلام لاہور و سیکرٹری انجمن مستشار العلماء۔

(۲) جو استفتاء مطبوعہ مورخہ ۲۹ دسمبر ۱۸۹۸ء مطابق ۱۵ شعبان ۱۳۱۶ھ معرفت ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں مثبت بہ مواہیر اور دستخط علماء امرتسر تھا میرے روبرو پیش ہوا۔ اس کے اوپر میں نے یہ عبارت لکھی ہے۔ علماء عظام کا جواب صحیح ہے۔ بیشک شخص مذکور السوال ضالّ اور مضلّ ہے اور اہلسنّت سے خارج ہے۔ پس یہ جواب بشرط صدق سوال صحیح ہے۔ مصداق علیہ اس کا خواہ زید ہو یا عمر و کسی خاص آدمی پر فتویٰ نہیں ہے۔ عام طور پر عقیدہ اہلِ سنّت کا لکھا گیا ہے اور اس میں کسی شخص کا کسی قسم کا دھوکہ نہیں ہے۔

فقیر غلام محمد البگوی عفا عنہ امام مسجد شاہی لاہور ۱۲

مورخہ ۲۰ جنوری ۱۸۹۹ء

(۲۰۸)

گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ کے پہچاننے کے لیے ایک کُھلا کُھلا طریق آزمائش

(گورنمنٹ عالیہ سے بادب التماس ہے کہ اس مضمون کو غور سے دیکھا جائے اور حسب منشاء درخواست ہر دو فریق کا امتحان لیا جائے)۔

چونکہ مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنّہ ہمیشہ پوشیدہ طور پر کوشش کرتا رہا ہے کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی کو میرے پر بدظن کرے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ کئی سال سے اس کا یہی شیوہ ہے۔ اس لیے مَیں نے مناسب دیکھا کہ محمد حسین اور میری نسبت ایک ایسا طریق آزمائش قائم ہو جس سے گورنمنٹ عالیہ کو سچا خیر خواہ اور چھپا ہوا بدخواہ معلوم ہو جائے اور آئندہ ہماری دانا گورنمنٹ اسی پیمانہ کے رو سے دونوں میں سے مخلص اور منافق میں امتیاز کر سکے۔ سو وہ طریق میری دانست میں یہ ہے کہ چند ایسے عقاید جو غلط فہمی سے اسلامی عقائد سمجھے گئے ہیں اور ایسے ہیں کہ ان کو جو شخص اپنا عقیدہ بناوے وہ گورنمنٹ کے لیے خطرناک ہے۔ ان عقائد کو اس طرح پر آلۂ شناخت مخلص و منافق بنایا جائے کہ عرب یعنی مکہ اور مدینہ وغیرہ عربی بلاد اور کابل اور ایران وغیرہ میں شائع کرنے کے لیے عربی اور فارسی میں وہ عقائد ہم دونوں فریق لکھ کر اور چھاپ کر سرکار انگریزی کے حوالہ کریں تاکہ وہ اپنے اطمینان کے موافق شائع کر دے۔ اس طریق سے جو شخص منافقانہ طور پر برتاؤ رکھتا ہے اس کی حقیقت کُھل جائیگی کیونکہ وہ ہرگز ان عقائد کو صفائی سے نہیں لکھے گا اور ان کا اظہار کرنا اس کو موت معلوم ہوگی اور ان عقائد کا شائع کرنا اس کے لیے محال ہوگا اور مکہ مدینہ میں ایسے اشتہار بھیجنا تو اس کو موت سے بدتر ہوگا۔ سو اگرچہ میں عرصہ بیس برس سے ایسی کتابیں عربی اور فارسی میں تالیف کر کے ممالک عرب اور فارس میں شائع کر رہا ہوں، لیکن اس امتحان کی غرض سے اب بھی اس اشتہار کے ذیل میں ایک تقریر عربی اور فارسی میں اپنے پُرامن عقاید کی نسبت اور مہدی اور مسیح کی غلط روایات کی نسبت اور گورنمنٹ برطانیہ کی نسبت شائع کرتا ہوں۔ میرے نزدیک یہ ضروری ہے کہ اگر محمد حسین جو اہلحدیث کا سرگروہ کہلاتا ہے میرے عقائد کی طرح امن اور صلحکاری کے عقائد کا پابند

ہے تو وہ اپنا اشتہار عربی اور فارسی میں چھاپ کر دو سو کاپی اس کی میری طرف روانہ کرے۔ تا مَیں اپنے ذریعہ سے مکہ اور مدینہ اور بلاد شام اور روم اور کابل وغیرہ میں شائع کروں۔ ایسا ہی مجھ سے دو سو کاپی میرے اشتہار عربی اور فارسی کی لے لے تا بطور خود اُن کو شائع کرے۔

ہماری دانا گورنمنٹ کو بخوبی یاد رہے کہ یوں ہی گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لیے صرف گفتن کوئی رسالہ ذو معنیین لکھنا اور پھر اچھی طرح اس کو شائع نہ کرنا یہ طریق اخلاص نہیں ہے۔ یہ اَور بات ہے اور سچے دل سے اور پورے جوش سے کسی ایسے رسالہ کو جو عام خیالات مسلمانوں کے برخلاف ہو درحقیقت غیر ممالک تک بخوبی شائع کر دینا یہ اَور بات ہے اور اس بہادر کا کام ہے جس کا دل اور زبان ایک ہی ہوں اور جس کو خدا نے درحقیقت یہی تعلیم دی ہے۔ بھلا اگر یہ شخص نیک نیّت ہے تو بلا توقف اس کو یہ کارروائی کرنی چاہیئے۔ ورنہ گورنمنٹ یاد رکھے اور خوب یاد رکھے کہ اگر اس نے میرے مقابل پر ایسا رسالہ عربی اور فارسی میں شائع نہ کیا تو پھر اس کا نفاق ثابت ہو جائے گا۔ یہ کام صرف چند گھنٹہ کا ہے اور بجز بدنیتی کے اس کا کوئی مانع نہیں۔ ہماری عالی گورنمنٹ یاد رکھے کہ یہ شخص سخت درجہ کے نفاق کا برتاؤ رکھتا ہے اور جن کا یہ سرگروہ کہلاتا ہے وہ بھی اسی عقیدے اور خیال کے لوگ ہیں۔

اب میں اپنے وعدہ کے موافق اشتہار عربی اور فارسی ذیل میں لکھتا ہوں اور سچائی کے اختیار کرنے میں بجز خدا تعالیٰ کے کسی سے نہیں ڈرتا۔ اور مَیں نے حسن ترتیب اور دونوں اشتہاروں کی موافقت تامہ کے لحاظ سے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ عربی میں اصل اشتہار لکھوں اور فارسی میں اسی کا ترجمہ کر دوں تا دونوں اشتہار اپنے اپنے طور پر لکھے جائیں اور نیز عربی اشتہار جس کو ہر ایک غیر زبان کا آدمی بآسانی پڑھ نہیں سکتا اس کا ترجمہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ اب وہ دونوں اشتہار لکھ کر اس رسالہ کے ساتھ شامل کرتا ہوں۔

وباللّٰہ التوفیق

الراقم

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۲۱ فروری ۱۸۹۹ء

٭٭٭

(۲۰۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نحمدہٗ و نصلّی

اپنے مُریدوں کی اطلاع کیلئے

جو پنجاب اور ہندوستان اور دوسرے ممالک میں رہتے ہیں اور نیز دوسروں کے لیے اعلان جو کہ ایک مقدمہ زیر دفعہ ۱۰۷ ضابطہ فوجداری مجھ پر اور مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعت السنّہ پر عدالت جے۔ ایم ڈوئی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپورہ میں دائر تھا بتاریخ ۲۴ ؍ فروری ۱۸۹۹ء بروز جمعہ اس طرح پر اس کا فیصلہ ہوا کہ فریقین سے اس مضمون کے نوٹسوں پر دستخط کرائے گئے کہ آئندہ کوئی فریق اپنے کسی مخالف کی نسبت موت وغیرہ دل آزار مضمون کی پیشگوئی نہ کرے۔ کوئی کسی کو کافر اور دجّال اور مفتری اور کذّاب نہ کہے۔ کوئی کسی کو مباہلہ کے لیے نہ بلاوے اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہ لکھا جائے اور نہ بٹالہ کو طا کے ساتھ اور ایک دوسرے (کے) مقابل پر نرم الفاظ استعمال کریں۔ بدگوئی اور گالیوں سے مجتنب رہیں۔ اور ہر ایک فریق حتی الامکان اپنے دوستوں اور مریدوں کو بھی اس ہدایت کا پابند کرے اور یہ طریق نہ صرف باہم مسلمانوں میں بلکہ عیسائیوں سے بھی یہی چاہیئے‘‘ لہٰذا میں نہایت تاکید سے اپنے ہر ایک مُرید کو مطلع کرتا ہوں کہ وہ ہدایت مذکورہ بالا کے پابند رہیں اور نہ مولوی محمد حسین اور نہ اس کے گروہ اہل حدیث اور نہ کسی اور سے اس ہدایت کے مخالف معاملہ کریں۔ بہتر تو یہی ہے کہ ان لوگوں سے بکلّی قطع کلام اور ترک ملاقات رکھیں۔ ہاں جس میں رُشد اور سعادت دیکھیں اس کو معقول اور نرم الفاظ سے راہِ راست سمجھائیں اور جس میں تیزی اور لڑنے کا مادہ دیکھیں اس سے کنارہ کریں۔ کسی کے دل کو ان الفاظ سے دُکھ نہ دیں کہ یہ کافر ہے یا دجّال ہے یا کذّاب ہے یا مفتری ہے گو وہ مولوی محمد حسین ہو یا اس گروہ میں سے یا اس کے دوستوں میں سے کوئی اور ہو۔ ایسا ہی کسی عیسائی اور کسی دوسرے فرقہ کے ساتھ بھی ایسے الفاظ جو فتنہ کو برپا کر سکتے ہیں استعمال میں نہ لاویں اور نرم طریق سے ہر ایک سے برتاؤ کریں۔ اور ہم مولوی محمد حسین صاحب کی خدمت میں بھی عرض کرتے

ہیں کہ چونکہ اس نوٹس پر اُن کے بھی دستخط کرائے گئے ہیں بلکہ اسی تحریری شرط سے عدالت نے اُن پر مقدمہ چلانے سے اُن کو معافی دی ہے لہٰذا وہ بھی اسی طور سے اپنے گروہ اہلحدیث امرتسری لاہوری لدھانوی دہلوی اور راولپنڈی کے رہنے والے اور دوسرے اپنے دلی دوستوں کو بذریعہ چھپے ہوتے اعلان کے بلا توقف اس نوٹس سے اطلاع دیں کہ وہ حسب ہدایت صاحب مجسٹریٹ بہادر ضلع گورداسپورہ اپنے فریق مخالف یعنی میری نسبت کافر اور دجّال اور مفتری اور کذّاب کہنے سے اور گندی گالیاں دینے سے روکے گئے ہیں اور اس معاہدہ کی پابندی کے لیے نوٹس پر دستخط کر دیئے گئے ہیں کہ وہ آیندہ نہ مجھے کافر کہیں گے نہ دجّال نہ کذّاب نہ مفتری اور نہ گالیاں دیں گے اور نہ قادیان کو چھوٹے کاف سے لکھیں گے اور ایک حد تک اس بات کے ذمہ دار رہیں گے کہ ان کے دوستوں اور ملاقاتیوں اور گروہ کے لوگوں میں سے کوئی شخص ایسے الفاظ استعمال نہ کرے۔ سو سمجھا دیں کہ اگر وہ لوگ بھی اس نوٹس کی خلاف ورزی کریں گے تو اس عہد شکنی کے جواب دہ ہوں گے۔

غرض جیسا کہ مَیں نے اس اعلان کے ذریعہ سے اپنی جماعت کے لوگوں کو متنبہ کر دیا ہے۔ مولوی محمد حسین کی دلی صفائی کا یہ تقاضا ہونا چاہیئے کہ وہ بھی اپنے اہل حدیث اور دوسرے منہ زور لوگوں کو جو اُن کے دوست ہیں بذریعہ اعلان متنبہ کریں کہ اب وہ کافر، دجال، کذّاب کہنے سے باز آجائیں اور دلآزار گالیاں نہ دیں ورنہ سلطنت انگریزی جو امن پسند ہے باز نہ آنے کی حالت میں پورا پورا قانون سے کام لے گی۔ اور ہم تو ایک عرصہ گذر گیا کہ اپنے طور پر یہ عہد شائع بھی کر چکے کہ آیندہ کسی مخالف کے حق میں موت وغیرہ کی پیشگوئی نہیں کریں گے اور اس مقدمہ میں جو ۲۴ رفروری ۱۸۹۹ء کو فیصلہ ہوا، ہم نے اپنے ڈیفنس میں جو عدالت میں دیا گیا ثابت کر دیا ہے کہ یہ پیشگوئی کسی شخص کی موت وغیرہ کی نسبت نہیں تھی محض ایسے لوگوں کی غلط فہمی تھی جن کو عربی سے ناواقفیت تھی۔ سو ہمارا خدا تعالیٰ سے وہی عہد ہے جو ہم اس مقدمہ سے مدت پہلے کر چکے۔ ہم نے ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۷ میں شیخ محمد حسین اور اس کے گروہ سے یہ بھی درخواست کی تھی کہ وہ سات سال تک اس طور سے ہم سے صلح کر لیں کہ تکفیر اور تکذیب اور بدزبانی سے منہ بند رکھیں اور انتظار کریں کہ ہمارا انجام کیا ہوتا ہے، لیکن اس وقت کسی نے ہماری یہ درخواست قبول نہ کی اور نہ چاہا کہ کافر اور دجّال کہنے سے باز آجائیں یہاں تک کہ عدالت کو اب امن قائم رکھنے کے لیے وہی طریق استعمال کرنا پڑا جس کو ہم صلح کاری کے طور سے چاہتے تھے۔

یاد رہے کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے مقدمہ کے فیصلہ کے وقت مجھے یہ بھی کہا تھا کہ وہ گندے الفاظ جو محمد حسین اور اس کے دوستوں نے آپ کی نسبت شائع کئے آپ کو حق تھا کہ عدالت کے ذریعہ سے اپنا انصاف چاہتے اور چارہ جوئی کراتے اور وہ حق اب تک قائم ہے۔ اس لیے میں شیخ محمد حسین اور

اُن کے دوستوں جعفر زٹلی وغیرہ کو مطلع کرتا ہوں کہ اب بہتر طریق یہی ہے کہ اپنے مُنہ کو تھام لیں۔ اگر خُدا کے خوف سے نہیں تو اس عدالت کے خوف سے جس نے یہ حکم فرمایا اور یہ فہمایش کی اپنی زبان کو درست کریں اور اس بات سے ڈریں کہ مَیں مظلوم ہونے کی حالت میں بذریعہ عدالت کچھ چارہ جوئی کروں زیادہ کیا لکھا جاوے۔

خاکسار **مرزا غلام احمد** از قادیان

۲۶؍ فروری ۱۸۹۹ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان تعداد ۷۰۰

(۲۱۰)

اشتہار

اپنی جماعت کے نام اور نیز ہر ایک رشتہ دار کے نام جو خواہشمند ہو

ہماری جماعت میں اوّل درجہ کے مخلص دوستوں میں سے مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہیں جنہوں نے علاوہ اپنی لیاقتوں کے ابھی وکالت میں بھی امتحان پاس کیا ہے اور بہت سا اپنا حرج اُٹھا کر چند ماہ سے ایک دینی کام کے انجام کے لیے یعنی بعض میری تالیفات کو انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لیے میرے پاس قادیان میں مقیم ہیں۔ اور یقین ہے کہ جب وہ بعد فراغت اس کام کے اپنے کام وکالت پر جائیں گے تو کسی قریب ضلع میں ہی کام شروع کریں گے۔ اور مَیں اس مدت میں یعنی جب سے کہ وہ میرے پاس ہیں ظاہری نظر سے اور نیز پوشیدہ طور پر اُن کے حالات کا اخلاق اور دین اور شرافت کے رُو سے تجسّس کرتا رہا ہوں۔ سو خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ مَیں نے اُن کو دینداری اور شرافت کے ہر پہلو میں بھی نہایت عمدہ انسان پایا ہے۔ غریب طبع باحیا نیک اندرون پرہیزگار آدمی ہے۔ اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لائق ہے۔ ان دنوں میں ان کو شادی کی ضرورت ہے۔ عمر تخمیناً جو بیس[۲۲] برس کے قریب ہوگی۔ خاندان کے زمیندار شریف اور موضع مرار علاقہ ریاست کپور تھلہ کے باشندے ہیں۔ پہلے بھی مَیں نے ان کے لیے اپنی جماعت میں تحریک[1] کی تھی مگر بعض وجوہ کے سبب سے اس وقت اس کام کی انجام دہی میں معذوری پیش آئی۔ اور اب وہ وقت ہے کہ بخیر و خوبی وہ کام کیا جائے۔ لہٰذا دوبارہ یہ اشتہار جاری کیا گیا۔ میرے نزدیک جہانتک مجھے علم ہے ہماری جماعت کا ایسا انسان یا کوئی اور شخص بہت ہی خوش قسمت ہوگا جس کی لڑکی یا ہمشیرہ کا رشتہ مولوی صاحب موصوف سے ہو جائے گا۔

---

[1] جن صاحبوں نے پہلے اشتہار کے وقت اس بارہ میں اپنے خط بھیجے تھے وہ خط محفوظ نہیں رہے لہٰذا ان کو بھی چاہیئے کہ دوبارہ اطلاع دیں۔ منہ

یہ بات ظاہر ہے کہ ایسے ہونہار لڑکے جو بہمہ صفت موصوف ہوں اور ہر طرح لائق اور معزز درجہ کے آدمی تلاش کرنے سے نہیں ملتے اور لوگ اکثر دھوکہ کھا لیتے ہیں اور اپنی لڑکیوں پر ظلم کرتے ہیں۔ چاہیئے کہ ہر ایک صاحب بہت جلد مجھے اطلاع دیں۔ اور یہ بات ضروری ہے کہ لڑکی علاوہ شکل صورت خداداد کے سنجیدگی اور عورتوں کی ضرورت کے موافق علم اور لیاقت سے کافی بہرہ رکھتی ہو۔ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔

والسّلام

المشـــــــــــــــــتہر

خاکسار **مرزا غلام احمد** از قادیان

۹ر اگست ۱۸۹۹ء

(محمد اسمٰعیل)

(مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان۔ تعداد ۲۰۰)

---

(۲۱۱)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الاشتہار الانصار

نحمد اللّٰہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم الامین - و اٰلہ الطاھرین الطیبین - و اصحابہ
ہم خدا کی حمد کرتے ہیں اور اسکے رسول پر درود بھیجتے ہیں جو کریم اور امین ہے اور اس کے آل پر درود بھیجتے
الکاملین المکملین - الذین سعوا فی سُبل ربّ العلمین - و اعرضوا عن الدنیا وما
ہیں جو طیب اور طاہر ہیں اور نیز اس کے اصحاب پر جو کامل مکمل ہیں - وہ اصحاب جو خدا تعالٰے کی راہ میں دوڑے اور دُنیا
فیھا و اقبلوا علی اللّٰہ متبتلین منقطعین - امّا بعد فاعلموا ایّھا الاحباب
اور مافیہا سے کنارہ کیا اور خدا کی طرف دوسروں سے بکلی توڑ کر جُھک گئے - بعد اس کے اے دوستو! تمہیں معلوم ہو
رحمکم اللّٰہ انّ داعی اللّٰہ قد جاءکم فی وقتہٖ و ادرککم رحم اللّٰہ علٰی رأس
خدا تم پر رحم کرے کہ خدا کی طرف سے ایک بُلانے والا تمہارے پاس اپنے وقت پر آیا ہے اور خدا کے رحم نے
المائۃ وکنتم من قبل تنتظرون کالعطاشی او کالجائعین - فقد جاءکم فضلاً من
صدی کے سر پر تمہاری دستگیری کی اور تم پہلے اس بُلانے والے کا انتظار پیاسوں کی طرح یا بھوکوں کی طرح کر رہے
اللّٰہ لینذر قومًا ما انذر اٰباءھم ولتستبین سبیل المجرمین و انہ اُمر لیدعوکم
تھے سو وہ خدا کے فضل سے آگیا تا ان لوگوں کو ڈراوے جن کے باپ دادے نہیں ڈرائے گئے تھے اور تا کہ مجرموں
الی الصدق و الایمان - ولیھدیکم الٰی سبیل العرفان - و الٰی کل ما ینفعکم فی
کی راہ کُھل جائے اور اس کو حکم ہے کہ تم کو صدق اور ایمان کی طرف بلاوے اور معرفت کی راہوں کی طرف تمہیں ہدایت
یوم الدین - نعلمکم مالم تکونوا تعلمون و اتم علیکم حجّۃ اللّٰہ وجعلکم
کرے اور ہر ایک امر جو جزا کے دن تمہیں کام آوے سمجھاوے - پس اس نے تمہیں وہ حقائق اور معارف سکھلا دیئے کہ تم
من المبصرین - و انکم رأیتم مالم یر اٰباءکم الاوّلون - و اتاکم مالم یاتھم
خود بخود انکو نہیں جان سکتے تھے اور خدا تعالٰے کی حجت تم پر پوری کر دے اور تمہیں بینا بنایا اور تم نے وہ دیکھا جو
تمہارے پہلے باپ دادوں نے نہیں دیکھا تھا اور وہ

من نور و یقین - فلا تردّوا نعم اللّٰہ ولا تکونوا من الغافلین - وانی اریٰ فیکم
نور اور یقین تم کو ملا جو انہیں نہیں ملا تھا پس خدا کی نعمتوں کو رد مت کرو اور غافل مت ہو - اور مَیں تم میں ایسے لوگ بھی
قومًا ما قدروا اللّٰہ حق قدرہ وقالوا اٰمنّا وما ھم بمؤمنین - ایمنّون علی اللّٰہ
دیکھتا ہوں جنہوں نے اپنے خدا کا ایسا قدر نہیں کیا جو کرنا چاہیئے تھا اور کہتے ہیں کہ ہم ایمان لاتے حالانکہ وہ ایمان نہیں لائے
والمنّة کلّھا لِلّٰہ ان کانوا عالمین - لہ العزّة والکبریاء ان لم تقبلوا
کیا یہ لوگ خدا پر احسان کرتے ہیں اور سب احسان خدا کے ہی ہیں اگر یہ جانتے ہوں - اسی کیلئے عزت اور بزرگی ہے - اگر
فیصرف عنکم وجھہ ویأت بقوم اٰخرین - ولا تضرونہ شیئًا واللّٰہ غنی عن
تم قبول نہیں کرو گے تو وہ تم سے اپنا منہ پھیر لیگا اور ایک اور قوم لائیگا اور تم اس کا کچھ بھی حرج نہیں کر سکو گے
العٰلمین - وانّ ھٰذہٖ ایّام اللّٰہ وایام حججہ فاتقوا اللّٰہ وایامہ ان کنتم متقین -
اور یہ خدا کے دن ہیں اور اس کی حجتوں کے دن - پس خدا سے اور اسکے دنوں سے ڈرو اگر متقی ہو
وستردّون الی اللّٰہ وتُسئلون وما نریٰ معکم اموالکم ولا املاککم فتیقظوا
اور عنقریب تم خدا کی طرف واپس کئے جاؤ گے اور پوچھے جاؤ گے اور ہم نہیں دیکھتے کہ تمہارے ساتھ تمہارے مال اور املاک
ولا تکونوا من الجاھلین - وجاھدوا باموالکم وانفسکم وقوموا للّٰہ قانتین
جائینگے پس ہوش میں آجاؤ اور جاہل مت ہو - اور اپنے مالوں کے ساتھ اور جانوں کے ساتھ خدا کی راہ میں کوشش کرو اور
احسبتم ان یرضیٰ عنکم ربکم ولما تفعلوا فی سُبلہ ماخلیٰ من سنن الصادقین -
اطاعت کرتے ہوئے کھڑے ہو - کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ خدا تم سے راضی ہو جائیگا - حالانکہ ابھی تم نے وہ کام نہیں کئے جو صادقوں
لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ - مالکم لا تفھمون - اتترکون احیاءً
کے کام ہیں - تم ہرگز حقیقی نیکی کو نہیں پہنچو گے جب تک کہ وہ چیزیں خرچ نہیں کرو گے جو تمہیں پیاری ہیں - کیا سبب جو تم نہیں سمجھتے
ابدًا غیر میّتین - انی اُمرتُ ان انبھکم فاعلموا ان اللّٰہ ینظر الیٰ اعمالکم
کیا تم ہمیشہ زندہ چھوڑے جاؤ گے اور نہیں مرو گے - مجھے حکم دیا گیا ہے کہ مَیں تمہیں متنبہ کروں - پس جان لو کہ خدا تمہارے
وانّما انا نذیر مبین - واللّٰہ یدعوکم لتنصروہ باموالکم وجھد انفسکم فھل
کاموں کو دیکھ رہا ہے اور خدا تمہیں بلاتا ہے تا اپنے مالوں اور جانوں کی کوششوں کے ساتھ تم اس کی مدد کرو پس کیا تم
انتم من الطائعین - ومن ینصر اللّٰہ ینصرہ ویردّ الیہ ما ارسل الیہ ویزید وھو
فرمانبرداری اختیار کرو گے اور جو تم میں سے خدا کی مدد کریگا خدا اس کی مدد کریگا اور جو کچھ اس نے خدا کو دیا خدا کچھ
زیادہ کے ساتھ اس کو واپس دے دیگا اور وہ
خیر المحسنین - فقوموا ایّھا النّاس ولیسبق بعضکم بعضًا واللّٰہ یعلم من کان
سب محسنوں سے بہتر محسن ہے - سو اٹھو لوگو اور چاہیئے کہ ایک دوسرے پر سبقت لے جائے اور خدا جانتا ہے ان کو

من السابقین ۔ والذین اٰمنوا و دعوا یداالبیعۃ وما عاھدوا وعملوا الصالحات
جو سبقت لے جائینگے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور بیعت کے ہاتھ اور اپنے عہد کی رعایت رکھی اور اچھے کام کئے
ثم جاھدوا فیھا ثم استقاموا فلھم مغفرۃ ورزق کریم ورضوان من اللّٰہ
پھر ترقیات کرتے رہے پھر استقامت اختیار کی ان کے لیے مغفرت اور رزق بزرگ اور خدا کی رضا ہے ۔
واولٰئک ھم المومنون حقا و اولٰئک من عباد اللّٰہ الصالحین ۔
اور وہی سچے مومن ہیں اور وہی ہیں جو خدا کے نیک بندوں میں سے ہیں ۔

من انصاری الی اللّٰہ

اے دوستو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حالات پر رحم فرماوے اور آپ کے دل میں الہام کرے کہ ہماری تمام ضرورتوں کے لیے آپ صاحبوں کے دلوں میں سچے جوش پیدا ہوں ۔ حال یہ ہے کہ بہت سا حصّہ عمر کا ہم طے کر چکے ہیں اور جو کچھ باقی ہے وہ معمولی قانون قدرت کے سہارے پر نہیں بلکہ محض اس کے ان وعدوں پر نظر ہے جن میں سے کسی قدر براہین احمدیہ اور ازالہ اوہام میں بھی درج ہیں کیونکہ اس نے محض اپنے فضل سے وعدہ دیا ہے کہ وہ مجھے نہیں چھوڑے گا اور نہ مجھ سے الگ ہوگا جب تک پاک اور خبیث میں فرق کر کے نہ دکھلاوے ۔ اور تیس برس کے قریب اس الہام کو ہو گیا کہ اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ مَیں ان کاموں کے لیے تجھے اسّی برس تک یا کچھ تھوڑا کم یا چند سال اسّی برس[1] سے زیادہ عمر دوں گا ۔ اب جب مَیں خدا تعالےٰ کے اس پاک الہام پر نظر کرتا ہوں تو بے اختیار ایک زلزلہ میرے دل پر پڑتا ہے اور بسا اوقات میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں اور ایک موت کی سی حالت نمودار ہو جاتی ہے کیونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ بہت سا حصّہ اس میعاد کا گذر گیا اور اب میں بہ نسبت اس دُنیا کی ہمسایگی کے قبر سے زیادہ نزدیک ہوں ۔ میرے اکثر کام ابھی ناتمام ہیں اور مَیں خدا تعالےٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں اور مَیں اس خدا تعالیٰ کو جانتا اور پہچانتا ہوں جس نے مجھے بھیجا ہے ۔ اندھا ہے وہ دل جو خدا کو نہیں جانتا اور مُردہ ہے وہ جسم جو یقینی الہام اور وحی سے منوّر نہیں اور نہ منوّر ہونے والوں کے ساتھ ہم صحبت اور ہم نشین ہے ۔ سو میں اس پاک وحی سے ایسا ہی کامل حصّہ رکھتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کے کامل قرب کی

---

[1] یہ الہام مدت ہوئی کہ میری کتاب ازالہ اوہام میں بھی درج ہو کر شائع ہو چکا ہے ۔ منہ

حالت میں انسان رکھ سکتا ہے۔ جب انسان ایک پُر جوش محبت کی آگ میں ڈالا جاتا ہے جیسا کہ تمام نبی ڈالے گئے تو پھر اس کی وحی کے ساتھ اضغاث احلام نہیں رہتے بلکہ جیسا کہ خشک گھاس تنور میں جل جاتا ہے ویسا ہی وہ تمام اوہام اور نفسانی خیالات جل جاتے ہیں اور خالص خدا کی وحی رہ جاتی ہے اور یہ وحی صرف اُنہی کو ملتی ہے جو دُنیا میں کمال صفاء محبت اور محویت کی وجہ سے نبیوں کے رنگ میں ہو جاتے ہیں جیسا کہ براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۰۴ اٹھارھویں سطر میں یہ الہام میری نسبت ہے جَرِيُّ اللّٰهِ فِيْ حُلَلِ الْاَنْبِيَاءِ یعنی خدا کا فرستادہ نبیوں کے حُلّہ میں۔ سو مَیں شکّی اور ظنّی الہام کے ساتھ نہیں بھیجا گیا بلکہ یقینی اور قطعی وحی کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میرے نزدیک سب بدبختوں سے زیادہ تر وہ بدبخت ہے جو شکّی اور ظنّی الہامات کے ابتلاء میں بلعم کی طرح چھوڑا گیا ہے کیونکہ شک اور ظن علم میں داخل نہیں اور ممکن ہے کہ ایسا شخص کسی صادق کی تکذیب سے جلد تر جہنم میں گرے کیونکہ شک ہمیشہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے مگر مجھے اس خدا کی قسم ہے کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مجھے دلائل قاطعہ سے یہ علم دیا گیا ہے اور ہر ایک وقت میں دیا جاتا ہے کہ جو کچھ مجھے القاء ہوتا ہے اور جو وحی میرے پر نازل ہوتی ہے وہ خدا کی طرف سے ہے نہ شیطان کی طرف سے۔ مَیں اس پر ایسا ہی یقین رکھتا ہوں جیسا کہ آفتاب اور ماہتاب کے وجود پر یا جیسا کہ اس بات پر کہ دو اور دو چار ہوتے ہیں۔ ہاں جب مَیں اپنی طرف سے کوئی اجتہاد کروں یا اپنی طرف سے کسی الہام کے معنے کروں تو ممکن ہے کہ کبھی اس معنی میں غلطی بھی کھاؤں مگر مَیں اس غلطی پر قائم نہیں رکھا جاتا اور خدا کی رحمت جلد تر مجھے حقیقی انکشاف کی راہ دکھا دیتی ہے اور میری رُوح خدا کے فرشتوں کی گود میں پرورش پاتی ہے۔

اب وہ غرض جس کے لئے میں نے یہ اشتہار لکھا ہے یہ ہے کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ عمر کم اور کئی مقاصد میرے التواء میں پڑے ہوئے ہیں جن کا اہتمام بجز مالی مدد کے غیر متصور ہے سب سے پہلے میں اس بات کا ذکر کرتا ہوں کہ میرے نزدیک خدا تعالیٰ کے حکم اور امر کے موافق جو متواتر مجھے بتلایا گیا ہے اس انتظام کا قائم رکھنا ضروری ہے بلکہ سب سے بڑھ کر ضروری ہے کہ مہمانوں کی آمد و رفت بکثرت جاری رہے اور ہمیشہ ایک جماعت حق کے طالبوں اور انصار کی معارف دینی میرے مُنہ سے سُننے کے لیے قادیان میں حاضر رہتی ہے چنانچہ اب تک یہ انتظام قائم رہا۔ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ باوجود یہ کہ کوئی احسن انتظام اس لنگرخانہ کے چلانے کے لیے اب تک نہیں تھا مگر کوئی ابتلاء پیش نہ آیا اور باوصفیکہ لنگرخانہ کے تمام متعلقات کا خرچ جس کی تفصیل لکھنے کی ضرورت نہیں اکثر سات سو روپیہ ماہوار تک یا کبھی اس سے بھی بڑھ کر اور کبھی دو ہزار ماہوار تک بھی پہنچ گیا مگر خدا تعالیٰ کی پوشیدہ مدد کا ہاتھ شامل حال رہا کہ کوئی امتحان پیش نہ آیا۔ اب یہ صورت ہے کہ بباعث ایام قحط خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ مثلاً ہم جو اس سے پہلے ہمیشہ دو سو روپیہ ماہواری یا اڑھائی سو روپیہ ماہوار یا اس سے کم کا لنگرخانہ کے لیے آٹا

منگوایا کرتے تھے اب شاید پانسو روپیہ تک نوبت پہنچے۔ اور مَیں دیکھتا ہوں کہ اس کے لیے ہمارے پاس کچھ بھی سامان نہیں اور اسی خرچ کے قریب قریب لکڑی اور گوشت اور روغن اور تیل وغیرہ کا خرچ ہے میرے نزدیک یہ انتظام ہمارے اس تمام سلسلہ کی بنیاد ہے اور دوسری تمام باتیں اس کے بعد ہیں کیونکہ فاقہ اُٹھانے والے معارف اور حقائق بھی سُن نہیں سکتے۔ سو سب سے اوّل اس انتظام کے لیے ہماری جماعت کو متوجہ ہونا چاہیئے اور یہ خیال نہ کریں کہ اس راہ میں روپیہ خرچ کرنے سے ہمارا کچھ نقصان ہے کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے جس کے لیے وہ خرچ کریں گے۔ اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ خسارہ کی حالت میں وہ لوگ ہیں جو ریاکاری کے موقعوں میں تو صدہا روپیہ خرچ کریں اور خدا کی راہ میں پیش و پس سوچیں۔ شرم کی بات ہے کہ کوئی شخص اس جماعت میں داخل ہو کر پھر اپنی خسّت اور بخل کو نہ چھوڑے۔ یہ خدا تعالیٰ کی سُنّت ہے کہ ہر ایک اہل اللہ کے گروہ کو اپنی ابتدائی حالت میں چندوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کئی مرتبہ صحابہؓ پر چندے لگائے جن میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سب سے بڑھ کر رہے۔ سو مردانہ ہمت سے امداد کے لیے بلا توقف قدم اُٹھانا چاہیئے ہر ایک اپنی مقدرت کے موافق اس لنگر خانہ کے لیے مدد کرے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ اگر ممکن ہو تو ایک ایسا انتظام ہو کہ ہم لنگر خانہ کی سر درد سے فارغ ہو کر اپنے کام میں بافراغت لگے رہیں اور ہمارے اوقات میں کچھ حرج نہ ہو جو ہمیں مدد دیتے ہیں۔ آخر وہ خدا کی مدد دیکھیں گے۔

مَیں اس بات کے لکھنے سے رہ نہیں سکتا کہ اس نصرت اور جانفشانی میں اوّل درجہ پر ہمارے خالص مخلص حبّی فی اللہ مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ ہیں جنہوں نے نہ صرف مالی امداد کی بلکہ دُنیا کے تمام تعلقات سے دامن جھاڑ کر اور فقیروں کا جامہ پہن کر اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے قادیان میں موت کے دن تک آبیٹھے اور ہر وقت حاضر ہیں۔ اگر مَیں چاہوں تو مشرق میں بھیج دوں یا مغرب میں۔ میرے نزدیک یہ وہ لوگ ہیں جن کی نسبت براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے اَصْحَابُ الصُّفَّةِ وَمَا اَدْرٰىكَ مَآ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ اور حضرت ممدوح سے دوسرے درجہ پر حبّی فی اللہ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ہیں۔ اور ان کو تو پہلے سے ہی خدا تعالیٰ نے دنیا کے مناصب اور جاہ طلبی کی مناسبت نہیں دی مگر اب وہ بالکل دنیوی خیالات کو بھی استعفاء دے کر اس دروازہ پر بیٹھے ہیں اور دن رات اپنے دماغ سے فوق الطاقت کام لے کر خدمت دین کر رہے ہیں اور جمعہ کی نماز میں بہت سے حقائق معارف قرآن شریف بیان کرتے اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ اور مولوی حکیم نورالدین صاحب کے ہم شہر حکیم فضل دین ہیں اور وہ بھی قریباً اسی جگہ رہتے اور خدمات میں

لہ سفر نصیبین کے خرچ کے لیے بھی جس کا ذکر تیسری شاخ میں آئے گا۔ اخویم مولوی حکیم نورالدین صاحب نے ایک آدمی کے جانے کا خرچ اپنے ذمہ لے لیا ہے۔ منہ

مشغول ہیں۔ اور ایک مخلص دوست ہمارے ڈاکٹر بوڑیخاں صاحب دُنیا سے گذر گئے مگر جاتے شکر ہے کہ چار اور مخلص ڈاکٹر یعنی ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب لاہوری اور ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کلانوری اور ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب اور ڈاکٹر عبدالحکیم خان صاحب ہماری جماعت میں موجود ہیں۔ ایسا ہی نہایت باخلاص بعض وہ مخلص ہیں جنہوں نے اس جگہ بود و باش اختیار کی ہے۔ منجملہ ان کے مرزا خدا بخش صاحب بھی ہیں۔ اور نیز صاحبزادہ سراج الحق صاحب سرساوی اپنے وطن سرساوہ سے ہجرت کرکے قادیان میں آگئے ہیں۔ اور کئی اور صاحب ہیں۔ اور ہم دُعا کرتے ہیں کہ ان تمام صاحبوں کے لیے یہ ہجرتیں مُبارک ہوں۔ اور مولوی حکیم نورالدین صاحب تو ہمارے اس سلسلہ کے ایک شمع روشن ہیں۔ ہر روز قرآن شریف اور حدیث کا درس دیتے ہیں اور اس قدر معارف حقائق قرآن شریف بیان کرتے ہیں کہ اگر یہ خدا کی مدد نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرت مولوی صاحب اور حبّی فی اللہ مولوی عبدالکریم دونوں دلی صدق سے چاہتے ہیں کہ قادیان میں ہی ان کا جینا ہو اور قادیان میں ہی مرنا۔ اور مجھے اس سے بہت خوشی ہے کہ ایک اور جوان صالح خدا تعالیٰ کے فضل کو پاکر ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ یعنی حبّی فی اللہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے پلیڈر۔ مَیں اُن کے آثار بہت عمدہ پاتا ہوں۔ اور وہ ایک مدت سے اپنے دُنیائی کاروبار کا حرج کرکے خدمت دین کے لیے قادیان میں مقیم ہیں اور حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب سے حقائق معارف قرآن شریف سُن رہے ہیں اور مجھے یقین ہے[1] کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی کہ جوان موصوف خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرے گا اور یقین ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے تقویٰ اور محبت دین پر ثابت قدم رہ کر ایسے نمونے دکھائے گا جو ہم جنسوں کے لیے پیروی کے لائق ہوں گے۔ اے خدا ایسا ہی کر آمین ثم آمین۔ اور بھی کئی دوست مخلص انگریزی خوان ہیں جیسے عزیزی مرزا ایوب بیگ صاحب برادر ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے اور خواجہ جمال الدین صاحب بی۔ اے اور مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے۔ ان سب پر مجھے نیک ظن ہے۔ خدا اس ظن کو بحال رکھے اور یہ لوگ اپنے وقتوں پر خدمات میں مستعد ہیں۔ اور میرے خیال میں مولوی شیر علی غریب طبع نیک مزاج اور حلیم اور سلامت طبع میں مولوی محمد علی صاحب سے مشابہ ہیں اور اسی جگہ قادیان میں رہتے ہیں اور وہ گروہ مخلص جو ہماری جماعت میں سے کاروبار تجارت میں مشغول ہیں ان میں سے ایک حبّی فی اللہ سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب تاجر مدراس قابل تعریف ہیں اور انہوں نے بہت سے موقع ثواب کے حاصل کیے ہیں۔ وہ اس قدر پُرجوش محبّ ہیں کہ اتنی دُور رہ کر پھر نزدیک ہیں اور ہمارے سلسلہ کے لنگرخانہ کی بہت سی مدد کرتے ہیں اور ان کا صدق اور ان کی مسلسل خدمات جو محبت اور اعتقاد

---

[1] وہ تمام کتابیں جو انگریزی میں ترجمہ ہوکر ہماری طرف سے نکلتی ہیں ان کا ترجمہ مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے ہی کرتے ہیں۔ منہ

اور یقین سے بھری ہوئی ہیں تمام جماعت کے ذی مقدرت لوگوں کے لیے ایک نمونہ ہیں کیونکہ تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔ وہ ایک سَو روپیہ ماہواری بلاناغہ بھیجتے ہیں اور آج تک کئی دفعہ پانسو روپیہ تک یکمشت محض اپنی محبت اور اخلاص کے جوش سے بھیجتے رہے ہیں اور جو ایک سو روپیہ ماہواری ہے وہ اس سے علاوہ ہے۔ اسی طرح حبّی فی اللہ شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور سیٹھ صاحب کے مصرع ثانی ہیں۔ مَیں خوب جانتا ہوں کہ شیخ صاحب موصوف دل وجان سے ہمارے محبّ ہیں۔ انہوں نے فوجداری مقدمات میں جو میرے پر کئے گئے تھے اپنے بہت سے روپیہ سے میری مدد کی اور جوشِ محبت سے دیوانہ وار سرگردان ہو کر میری ہمدردی کرتے رہے۔ اب وہ ہمارے کام کے لیے صدہا روپیہ کا خرچ اُٹھا کر لندن میں بیٹھے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو جلد تر خیر وعافیت سے واپس لاوے۔ یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ حبّی فی اللہ سردار نواب محمد علی خان صاحب بھی محبت اور اخلاص میں بہت ترقی کر گئے ہیں اور فراست صحیحہ شہادت دیتی ہے کہ وہ بہت جلد قابلِ رشک اخلاص اور محبت کے منار تک پہنچیں گے اور وہ ہمیشہ حتی الوسع مالی امداد میں بھی کام آتے رہے ہیں اور اُمید ہے کہ وہ اس سے بھی زیادہ خدا کی راہ میں اپنے مالوں کو فدا کریں گے۔ خدا تعالیٰ ہر ایک کے عملوں کو دیکھتا ہے۔ مجھے کہنے اور لکھنے کی ضرورت نہیں۔

ان کے سوا اور بھی مخلص ہیں جنہوں نے حال میں ہی بیعت کی ہے جیسا کہ ان دنوں میں حبّی فی اللہ ڈاکٹر رحمت علی صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ ممباسہ جو ہزارہا کوس سے اپنا اخلاص ظاہر کر رہے ہیں اور انہوں نے اور ان کے دوستوں نے ممباسہ ملک افریقہ سے اپنی مالی امداد سے بہت سا ثواب حاصل کیا ہے[۱] اور ڈاکٹر صاحب پر اُمید ہے کہ وہ آئندہ بھی بہت توجہ سے خود اور اپنی جماعت سے یہ نصرت دین کا کام لیں گے ایسا ہی میری جماعت میں سے شیخ حامد علی تھہ غلام نبی اور میاں عبد العزیز پٹواری سکنہ اوجلہ اور میاں جمال الدین اور خیر الدین اور امام الدین کشمیریاں ساکنان سیکھواں اور صاحبزادہ افتخار احمد صاحب لدھیانہ اور حبّی فی اللہ منشی چودھری نبی بخش صاحب رئیس بٹالہ جو بطور ہجرت اسی جگہ قادیان میں آگئے ہیں۔ اور منشی رستم علی صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ شہر اور میاں عبد اللہ صاحب پٹواری ساکن سنور ریاست پٹیالہ اور سید فضل شاہ صاحب اور سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیئر اور میاں محمد علی صاحب ملہم لاہور اور شیخ غلام نبی صاحب تاجر راولپنڈی اور سید امیر علی شاہ صاحب ملہم اور سید امیر علی شاہ صاحب سارجنٹ اور بابو تاج دین صاحب اکونٹنٹ لاہور اور حبّی فی اللہ حکیم سید حسام الدین صاحب سیالکوٹی جو میرے پُرانے دوست ہیں اور منشی زین الدین

---

[۱] افسوس کہ ہم اختصار کی وجہ سے ان تمام مخلصوں کے نام اس اشتہار میں لکھ نہیں سکے جو ممباسہ اور اس کے نواح میں موجود ہیں۔ منہ

محمد ابراہیم صاحب انجنیئر بمبئی اور مولوی غلام امام صاحب برہما ملک آسام اور مولوی سیّد محمد احسن صاحب امروہہ ضلع مراد آباد اور سیّد حامد شاہ صاحب سیالکوٹی اور خلیفہ نور دین صاحب ہیں جو ابھی محض للہ ایک خدمت پر مامور ہو کر کشمیر بھیجے گئے تھے اور چند روز ہوئے جو فائز المرام ہو کر واپس آگئے ہیں اور اسی طرح اور بہت سے مخلص ہیں مگر افسوس کہ اگر مَیں ان کے نام لکھوں تو یہ اشتہار اشتہار نہیں رہے گا ان سب کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا ان کو دونوں جہان کی خوشی عطا کرے۔ جو کچھ وہ خدا کے لیے کرتے ہیں یا آئندہ کریں گے وہ سب خدا تعالیٰ کی آنکھ کے نیچے ہے۔

مگر بطور شکر احسان باری تعالیٰ کے اس بات کا ذکر کرنا واجبات سے ہے کہ میرے اہم کام تحریر تالیفات میں خدا تعالیٰ کے فضل نے مجھے ایک عمدہ اور قابل قدر مخلص دیا ہے۔ یعنی عزیزی میاں منظور محمد کاپی نویس جو نہایت خوشخط ہے جو نہ دنیا کے لیے بلکہ محض دین کی محبت سے کام کرتا ہے اور اپنے وطن سے ہجرت کر کے اسی جگہ قادیان میں اقامت اختیار کی ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی بڑی عنایت ہے کہ میری مرضی کے موافق ایسا مخلص سرگرم مجھے میسّر آیا ہے کہ مَیں ہر ایک وقت دن کو یا رات کو کاپی نویسی کی خدمت اس سے لیتا ہوں۔ اور وہ پوری جان فشانی سے خدا تعالیٰ کی رضامندی کے لیے اس خدمت کو انجام دیتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ اس روحانی جنگ کے وقت میں میری طرف سے دشمنوں کو شکست دینے والے رسالوں کے ذریعہ سے تاڑ تاڑ مخالفوں پر فیر ہو رہے ہیں۔ اور درحقیقت ایسے مؤید اسباب میسّر کر دینا یہ بھی خدا تعالیٰ کا ایک نشان ہے جس طرف سے دیکھا جائے تمام نیک اسباب میرے لیے میسّر کیے گئے ہیں اور تحریریں مجھے وہ طاقت دی گئی کہ گویا میں نہیں بلکہ فرشتے لکھتے جاتے ہیں گو بظاہر میرے ہی ہاتھ میں۔

دوسری شاخ اخراجات کی جس کے لیے ہر وقت میری جان گدازش میں ہے سلسلہ تالیفات ہے۔ اگر یہ سلسلہ سرمایہ کے نہ ہونے سے بند ہو جائے تو ہزارہا حقائق اور معارف پوشیدہ رہیں گے اس کا مجھے کس قدر غم ہے؟ اس سے آسمان بھر سکتا ہے۔ اسی میں میرا سرور اور اسی میں میرے دل کی ٹھنڈک ہے کہ جو کچھ علوم اور معارف سے میرے دل میں ڈالا گیا ہے میں خدا کے بندوں کے دلوں میں ڈالوں۔ دُور رہنے والے کیا جانتے ہیں مگر جو ہمیشہ آتے جاتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ کیونکر میں دن رات تالیفات میں مستغرق ہوں اور کس قدر میں اپنے وقت اور جان کے آرام کو اس راہ میں فدا کر رہا ہوں۔ مَیں ہر دم اس خدمت میں لگا ہوا ہوں لیکن اگر کتابوں کے چھپنے کا سامان نہ ہو اور عملہ مطبع کے خرچ کا روپیہ موجود نہ ہو تو مَیں کیا کروں جس طرح ایک عزیز بیٹا کسی کا مر جاتا ہے اور اس کو سخت غم ہوتا ہے۔ اسی طرح مجھے کسی ایسی اپنی کتاب کے نہ چھپنے سے غم دامنگیر ہوتا ہے جو وہ کتاب بندگان خدا کو نفع رساں اور اسلام کی سچائی کے لیے ایک چراغ روشن ہو۔

تیسری شاخ اخراجات کی جس کی ضرورت مجھے حال میں پیش آئی ہے جو نہایت ضروری بلکہ اشد

ضروری ہے وہ یہ ہے کہ چونکہ میں تثلیث کی خرابیوں کی اصلاح کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ اس لیے یہ دردناک نظارہ کہ ایسے لوگ دُنیا میں چالیس کروڑ سے بھی کچھ زیادہ پائے جاتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا سمجھ رکھا ہے میرے دل پر اس قدر صدمہ پہنچاتا رہا ہے کہ مَیں گمان نہیں کرسکتا کہ مجھ پر میری تمام زندگی میں اس سے بڑھ کر کوئی غم گذرا ہو بلکہ اگر ہم و غم سے مرنا میرے لیے ممکن ہوتا تو یہ غم مجھے ہلاک کر دیتا کہ کیوں یہ لوگ خدائے واحد لاشریک کو چھوڑ کر ایک عاجز انسان کی پرستش کر رہے ہیں اور کیوں یہ لوگ اس نبی پر ایمان نہیں لاتے جو سچی ہدایت اور راہ راست لے کر دنیا میں آیا ہے۔ ہر ایک وقت مجھے یہ اندیشہ رہا ہے کہ اس غم کے صدمات سے مَیں ہلاک نہ ہو جاؤں اور پھر اس کے ساتھ یہ دقت تھی کہ رسمی مباحثات ان لوگوں کے دلوں پر اثر نہیں کرتے اور پُرانے مشرکانہ خیالات اسقدر دل پر غالب آگئے ہیں کہ ہیئت اور فلسفہ اور طبعی پڑھ کر ڈلو بیٹھے ہیں۔ اور ان کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے ایک اسّی برس کا بڈھا ہندو ہر چند دل میں تو خوب جانتا ہے کہ گنگا صرف ایک پانی ہے جو کسی کو کچھ بھی نفع نہیں پہنچا سکتا اور نہ ضرر کر سکتا ہے تب بھی وہ اس بات کے کہنے سے باز نہیں آتا کہ گنگا مائی میں بڑی بڑی ست اور طاقتیں ہیں۔ اور اگر اس پر دلیل پوچھی جائے تو کوئی بھی دلیل بیان نہیں کر سکتا۔ تاہم منہ سے یہ کہتا ہے کہ اس کی شکتی کی دلیل میرے دل میں ہے جس کے الفاظ متحمل نہیں ہو سکتے۔ مگر وہ کیا دلیل ہے۔ صرف پُرانے خیالات جو دل میں جمے ہوئے ہیں۔ یہی حالات ان لوگوں کے ہیں کہ نہ ان کے پاس کوئی معقول دلیل حضرت عیسیٰؑ کی خُدائی پر ہے اور نہ کوئی تازہ آسمانی نشان ہے جس کو وہ دکھا سکیں[1] اور نہ توریت کی تعلیم جس پر انہیں ایمان لانا ضروری ہے اور جس کو یہودی حفظ کرتے چلے آتے ہیں۔ اس مشرکانہ تعلیم کی مصدّق ہے مگر تاہم محض تحکم اور دھکے کی راہ سے یہ لوگ اس بات پر ناحق اصرار کر رہے ہیں کہ یسوع مسیح خدا ہی ہے خدا نے قرآن کریم میں سچ فرمایا ہے کہ قریب ہے کہ اس افترا سے آسمان پھٹ جائیں کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا جاتا ہے۔ اور میرا اس درد سے یہ حال ہے کہ اگر دوسرے لوگ بہشت چاہتے ہیں تو میرا بہشت یہی ہے کہ مَیں اپنی زندگی میں اس شرک سے انسانوں کو رہائی پاتے اور خدا کا جلال ظاہر ہوتے دیکھ لوں اور میری رُوح ہر وقت دُعا کرتی ہے کہ اے خدا اگر مَیں تیری طرف سے ہوں اور اگر تیرے فضل کا سایہ میرے ساتھ ہے تو مجھے یہ دن دکھلا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے سر سے یہ تہمت اُٹھا دی جائے کہ گویا نعوذ باللہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا۔ ایک زمانہ گذر گیا کہ میرے پنجوقت کی یہی دُعائیں ہیں کہ خدا ان لوگوں کو آنکھ بخشے اور وہ اس کی وحدانیت پر ایمان لاویں اور اس کے رسول کو

---

[1] افسوس کہ عیسائیوں کے ہاتھ میں صرف صدہا برس کے مشکوک اور مشتبہ قصے ہیں جن کا نام نشان اور معجزات رکھا ہوا ہے لیکن اگر حقیقت میں انکے مذہب میں معجزہ نمائی کی طاقت ہے تو میرے مقابل پر کیوں نہیں دکھلاتے۔ یقیناً سمجھو کہ کچھ بھی طاقت نہیں کیونکہ خدا انکے ساتھ نہیں۔ منہ

شناخت کرلیں اور تثلیث کے اعتقاد سے توبہ کریں۔ چنانچہ ان دُعاؤں کا یہ اثر ہوا ہے کہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر فوت نہیں ہوئے اور نہ آسمان پر گئے بلکہ صلیب سے نجات پا کر اور پھر مرہم عیسیٰ سے صلیبی زخموں سے شفاء حاصل کرکے نصیبین کی راہ سے افغانستان میں آئے اور افغانستان سے کوہ نعمان میں گئے اور وہاں اس مقام میں ایک مدت تک رہے جہاں شہزادہ نبی کا ایک چبوترہ کہلاتا ہے جو اب تک موجود ہے اور پھر وہاں سے پنجاب میں آئے اور مختلف مقامات کی سیر کرتے ہوئے آخر کشمیر میں گئے اور ایک سو پچیس برس کی عمر پاکر کشمیر میں ہی فوت ہوئے اور سرینگر خانیار کے محلہ کے قریب دفن کئے گئے اور مَیں اس تحقیقات کے متعلق ایک کتاب تالیف کر رہا ہوں جس کا نام ہے مسیح ہندوستان میں چنانچہ مَیں نے اس تحقیق کے لیے مخلصی محبّی خلیفہ نور دین صاحب کو جن کا ابھی ذکر کر آیا ہوں کشمیر میں بھیجا تھا[1] تا وہ موقعہ پر حضرت مسیح کی قبر کی پوری تحقیقات کریں چنانچہ وہ قریباً چار ماہ کشمیر میں رہ کر اور ہر ایک پہلو سے تحقیقات کرکے اور موقعہ پر قبر کا ایک نقشہ بنا کر اور پانسو چھپن[۵۵۶] آدمیوں کی اس پر تصدیق کرا کر کہ یہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے جس کو عام لوگ شہزادہ نبی کی قبر اور بعض یوز آسف نبی کی قبر اور بعض عیسیٰ صاحب کی قبر کہتے ہیں، ۲۷ ستمبر ۱۸۹۹ء کو واپس میرے پاس پہنچ گئے۔ سو کشمیر کا مسئلہ تو خاطر خواہ انفصال پا گیا اور پانسو چھپن[۵۵۶] شہادت سے ثابت ہوگیا کہ درحقیقت یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر ہے کہ جو سرینگر محلہ خانیار کے قریب موجود ہے۔

لیکن اب ایک اور خیال باقی رہا ہے کہ اگر پورا ہو جائے تو نورٌ علیٰ نور ہوگا اور وہ دو باتیں ہیں۔ اول یہ کہ مَیں نے سُنا ہے کہ کوہ نعمان میں جو شہزادہ نبی کا چبوترہ ہے اس کے نام ریاست کابل میں کچھ جاگیر مقرر ہے۔ لہٰذا اس غرض کے لیے بعض احباب کا کوہ نعمان میں جانا اور بعض احباب کا کابل میں جانا اور جاگیر کے کاغذات کی ریاست کے دفتر سے نقل لینا فائدہ سے خالی معلوم نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام افغانستان کی طرف نصیبین کی راہ سے آئے تھے اور کتاب روضۃ الصفا سے پایا جاتا ہے کہ اس فتنہ صلیب کے وقت نصیبین کے بادشاہ نے حضرت مسیح کو بلایا تھا اور ایک انگریز اس پر

---

[1] خلیفہ نور دین صاحب کو خدا تعالیٰ اجر بخشے کہ اس تمام سفر اور رہائش کشمیر میں انہوں نے اپنا خرچ اُٹھایا اپنی جان کو تکلیف میں ڈالا اور اپنے مال سے سفر کیا۔ منہ

[2] ایک ہمارے مخلص نے جن کا نام عبد العزیز ہے جو اوجلہ ضلع گورداسپور میں رہتے ہیں اور اس ضلع کے پٹواری ہیں جن کا نام پہلے مَیں لکھ چکا ہوں اپنے جوش اخلاص سے نصیبین کے سفر کے لیے ایک آدمی کے جانے کا آدھا خرچ اپنے پاس سے دیا ہے عالی ہمتی اس کو کہتے ہیں کہ اس تھوڑی سی دنیوی معاش کے ساتھ اس قدر خدمتِ دینی کو شجاعتِ ایمانی سے بجا لاتے ہیں اور ایسا ہی میاں خیر الدین کشمیری سیکھواں نے اس سفر کے لیے اپنی حیثیت سے زیادہ ہمت کرکے دس روپیہ دیئے ہیں۔

گواہی دیتا ہے کہ ضرور حضرت مسیح کو اس کا خط آیا تھا بلکہ وہ خط بھی اس انگریز نے اپنی کتاب میں لکھا ہے اس صورت میں یہ یقینی امر ہے کہ نصیبین میں بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے اس سفر کی اب تک کچھ یادگار قائم ہوگی۔ اور کچھ تعجب نہیں کہ وہاں بعض کتبے بھی پائے جائیں یا آپ کے بعض حواریوں کی وہاں قبریں ہوں جو شہرت پا چکی ہوں لہٰذا میرے نزدیک یہ قرین مصلحت قرار پایا ہے کہ تین دانشمند اور اولوالعزم آدمی اپنی جماعت میں سے نصیبین میں بھیجے جائیں[1]۔ سو اُن کی آمد و رفت کے اخراجات کا انتظام ضروری ہے ایک اُن میں سے مرزا خدا بخش صاحب ہیں اور یہ ہمارے ایک نہایت مخلص اور جان نثار مُرید ہیں جو اپنے شہر جھنگ سے ہجرت کر کے قادیان میں آ رہے ہیں اور دن رات خدمت دین میں سرگرم ہیں۔ اور ایسا اتفاق ہوا ہے کہ مرزا صاحب موصوف کا تمام سفر خرچ ایک مخلص باہمت نے اپنے ذمہ لے لیا ہے اور وہ نہیں چاہتے کہ ان کا نام ظاہر کیا جائے مگر دو[2] اور آدمی ہیں جو مرزا خدا بخش صاحب کے ہم سفر ہوں گے۔ اُن کے سفر خرچ کا بندوبست قابل انتظام ہے سو امور متذکرہ بالا میں سے ایک یہ تیسرا امر ہے کہ ایسے نازک وقت میں جو پہلی دو شاخیں بھی امداد مالی کی سخت محتاج ہیں پیش آگیا ہے اور یہ سفر میرے نزدیک ایسا ضروری ہے کہ گویا کسی شاعر کا یہ شعر اسی موقع کے حق میں ہے

؎ گر جاں طلبد مضائقہ نیست ۔ زر می طلبد سخن دریں ست ۔ خدا تعالیٰ کے آگے کوئی بات انہونی نہیں ممکن ہے کہ چند آدمی ہی ان تینوں شاخوں کا بندوبست کر سکیں[2]۔ غرض انہی تینوں شاخوں کے لیے نہایت ضروری سمجھ کر یہ اشتہار لکھا گیا ہے۔ اے عقلمندو! خدا کے راضی کرنے کا یہ وقت ہے کہ پھر نہیں ملے گا۔ میں تاکیداً لکھتا ہوں کہ جو صاحب اہل مقدرت ہوں اور کوئی بڑی رقم بھیجنا چاہیں تو بہتر ہے کہ وہ بذریعہ تار بھیج دیں کہ تینوں شاخوں کے لیے یہ ایک ایسا جلدی کا موقع ہے کہ توقف کی گنجائش نہیں۔ اور ان شاخوں کے سوا اور کئی شاخیں مصارف کی بھی ہیں جیسا کہ مدرسہ کی شاخ جس کو محض اس غرض سے قادیان میں قائم کیا گیا ہے کہ تا لڑکے اپنی ابتدائی حالت میں ہی راہ راست سے واقفیت پیدا کر لیں اور نادان مولویوں یا پادریوں کے پنجہ میں نہ پھنس جاویں اور ایسا ہی وہ دوسری تمام شاخیں ہیں جن کا ذکر میرے رسالہ فتح اسلام میں ہے لیکن یہ اشتہار بالفعل انہی تینوں شاخوں کے لیے جن کی سخت ضرورتیں پیش آگئی ہیں شائع کیا جاتا ہے۔ اب جو شخص صدق دل سے ہماری تحریر کی اطاعت کرنا چاہے اس کو چاہیے کہ ہمارے اس اشتہار کی تعمیل میں ایک ذرہ توقف نہ کرے اور موجودہ مشکلات کے دور کرنے کے لیے جو کچھ اس سے ہو سکے اور جو کچھ بن پڑے مگر خدا کے علم سے خوف کر کے بلا توقف اس کو بھیج دے۔ یہ سچ ہے کہ یہ دن ایام قحط ہیں اور ہماری جماعت کے اکثر افراد سقیم الحال اور نادار اور عیال دار ہیں گو خدا کی راہ میں صدق دل سے

---

[1] کابل اور کوہ نعمان میں بھیجنے کے لیے اسی نواح کے بعض آدمی تجویز کیے گئے ہیں کیونکہ وہ اس ملک اور اُن پہاڑوں کے خوب واقف ہیں

[2] میں لکھ چکا ہوں کہ ایک آدمی کے جانے کا خرچ مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب نے اپنے ذمہ لے لیا۔ منہ

خدمت کے لیے حاضر ہو جانا ایک ایسا مبارک امر ہے جو درحقیقت اور تمام مشکلات اور آفات کا علاج ہے۔ پس جس کو یقین ہے کہ خدا برحق ہے اور دین و دُنیا میں اس کی عنایات کی حاجت ہے اس کو چاہیئے کہ اس مبارک موقع کو ہاتھ سے نہ دے اور بخل کے دق میں مبتلا ہو کر اس ثواب سے محروم نہ رہے۔ اس عالی سلسلہ میں داخل ہونے کے لیے وہی لائق ہے جو ہمت بھی عالی رکھتا ہو اور نیز آئندہ کے لیے ایک تازہ اور سچا عہد خدا تعالیٰ سے کرے کہ وہ حتی الوسع بلا ناغہ ہر ایک مہینہ میں اپنی مالی امداد سے ان دینی مشکلات کے رفع کرنے کیلئے سعی کرتا رہے گا۔ یہ منافقانہ کام ہے کہ اگر کوئی مصیبت پیش آوے تب خدا اور اہل خدا یاد آجائیں اور جب آرام اور امن دیکھیں تو لاپروا ہو جائیں۔ خدا غنی بے نیاز ہے اس سے ڈرو اور اس کا فضل پانے کے لیے اپنے صدق کو دکھلاؤ۔ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ والسلام ۴ ؍اکتوبر ۱۸۹۹ء

راقم مرزا غلام احمد از قادیان

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(۲۱۲)

بخشند از در آں یار برادرے علیم
بر دار دوست بنشیں نشاں دے علیم

جلسۃ الوداع

زاں کہ بے است کہ بینیم زمیں پر ز فساد
ہر کہ با دوست دعا صدق و سداد دے علیم

(ضمیمہ اشتہار الانصار ۴؍اکتوبر ۱۸۹۹ء)

ہم اس اشتہار میں لکھ چکے ہیں کہ ہماری جماعت میں سے تین آدمی اس کام کے لیے منتخب کئے جائینگے کہ وہ نصیبین اور اس کی نواح میں جاویں اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آثار اس ملک میں تلاش کریں۔ اب حال یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے سفر کے خرچ کا امر قریباً انتظام پذیر ہو چکا ہے صرف ایک شخص کی زاد راہ کا انتظام باقی ہے یعنی اخویم مکرمی مولوی حکیم نورالدین صاحب نے ایک آدمی کے لیے ایک طرف کا خرچ دیدیا ہے اور اخویم منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپورہ نے باوجود قلت سرمایہ کے ایک سَو پچیس ۱۲۵ روپیہ دیئے ہیں اور میاں جمال الدین کشمیری ساکن سیکھواں ضلع گورداسپورہ اور ان کے دو برادر حقیقی میاں امام الدین اور میاں خیرالدین نے پچاس ۵۰ روپیہ دیئے ہیں۔ ان چاروں صاحبوں کے چندہ کا معاملہ نہایت عجیب اور قابل رشک ہے کہ وہ دنیا کے مال سے نہایت ہی کم حصہ رکھتے ہیں۔ گویا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح جو کچھ گھروں میں تھا وہ سب لے آتے ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم کیا جیسا کہ بیعت میں شرط تھی۔ ایسا ہی مرزا خدابخش صاحب نے بھی اس سفر خرچ کے لیے پچاس ۵۰ روپے چندہ دیا ہے خدا تعالیٰ سب کو اجر بخشے۔ آج ۱۰؍اکتوبر ۱۸۹۹ء کو قرعہ اندازی کے ذریعہ سے وہ دو شخص تجویز کئے گئے ہیں جو مرزا خدابخش صاحب کے ساتھ نصیبین کی طرف جائیں گے۔ اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان عزیزوں کی روانگی کے لیے ایک مختصر سا جلسہ کیا جائے کیونکہ یہ عزیز دوست ایمانی صدق سے تمام اہل و عیال کو خدا تعالیٰ کے حوالہ کر کے اور وطن کی محبت کو خیرباد کہہ کر دور دراز ملکوں میں جائیں گے اور سمندر کو چیرتے ہوئے اور جنگلوں پہاڑوں کو طے کرتے ہوئے نصیبین یا اس سے آگے بھی سیر کریں گے اور کربلا معلّٰی کی زیارت بھی کریں گے۔ اس لیے یہ تینوں عزیز قابل قدر اور تعظیم ہیں اور اُمید کی جاتی ہے کہ وہ اپنے بھائیوں کے لیے ایک بڑا تحفہ لائیں گے۔ آسمان اُن کے اس سفر سے خوشی کرتا ہے کہ محض خدا کے لیے قوموں کو شرک سے چھوڑانے کے لیے یہ تین عزیز ایک منجّی کی صورت پر

اُٹھے ہیں۔ اس لیے لازم ہے کہ ان کی وداع کے لیے ایک مختصر سا جلسہ قادیان میں ہو اور ان کی خیر و عافیت اور ان کے متعلقین کی خیر و عافیت کے لیے دُعائیں کی جائیں۔ لہٰذا مَیں نے اس جلسہ کی تاریخ ۱۲؍ نومبر ۱۸۹۹ء مقرر کرکے قرین مصلحت سمجھا ہے کہ ان تمام خالص دوستوں کو اطلاع دوں جن کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی عید نہیں کہ جس کام کے لیے وہ اس سردی کے ایام میں اپنے اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو چھوڑ کر اور اپنے عیال اور دوستوں سے علیحدہ ہو کر جاتے ہیں اس مراد کو حاصل کرکے واپس آویں اور فتح کے نقارے ان کے ساتھ ہوں۔

مَیں دعا کرتا ہوں کہ اے قادر خدا جس نے اس کام کے لیے مجھے بھیجا ہے ان عزیزوں کو فضل اور عافیت سے منزل مقصود تک پہنچا اور پھر بخیر و خوبی فائز المرام واپس آئیں۔ آمین ثم آمین۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ میرے وہ عزیز دوست جو دین کے لیے اپنے تئیں وقف کر چکے ہیں حتی الوسع فرصت نکال کر اس جلسہ وداع پر حاضر ہوں گے اور اپنے ان مسافر عزیزوں کے لیے رو رو کر دُعائیں کریں گے۔ والسلام۔

۱۰؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء

راقم

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (اسمٰعیل پریس مین)

(۲۱۳)

ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ایک الہامی پیشگوئی کا اشتہار

چونکہ مجھے ان دنوں میں چند متواتر الہام ہوئے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ عنقریب آسمان سے کوئی ایسا نشان ظاہر کریگا جس سے میرا صدق ظاہر ہو۔ اس لیے مَیں اس اشتہار کے ذریعہ سے حق کے طالبوں کو اُمید دلاتا ہوں کہ وہ وقت قریب ہے کہ جب آسمان سے کوئی تازہ شہادت میری تائید کے لیے نازل ہوگی۔ یہ ظاہر ہے کہ جس قدر خدا تعالیٰ کے مامور دُنیا میں آئے ہیں گو اُن کی تعلیم نہایت اعلیٰ تھی اور اُن کے اخلاق نہایت اعلیٰ تھے اور ان کی زیرکی اور فراست بھی اعلیٰ درجہ پر تھی لیکن ان کا خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونا لوگوں نے قبول نہ کیا جب تک کہ ان کی تائید میں آسمان سے کوئی نشان نازل نہیں ہوا۔ اسی طرح خدا تعالےٰ اس جگہ بھی بارش کی طرح اپنے نشان ظاہر کر رہا ہے تا دیکھنے والے دیکھیں اور سوچنے والے سوچیں۔ اور اب مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک برکت اور رحمت اور اعزاز کا نشان ظاہر ہوگا جس سے اکثر لوگ تسلی پائینگے جیسا کہ ۱۴؍ ستمبر ۱۸۹۹ء کو یہ الہام ہوا۔ ایک عزّت کا خطاب۔ ایک عزّت کا خطاب۔ لَکَ خِطَابُ الْعِزَّۃِ۔ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہوگا۔ یہ تمام خدائے پاک قدیر کا کلام ہے جس کو مَیں نے موٹی قلم سے لکھ دیا ہے۔ اگرچہ انسانوں کے لیے بادشاہوں اور سلاطین وقت سے بھی خطاب ملتے ہیں مگر وہ صرف ایک لفظی خطاب ہوتے ہیں جو بادشاہوں کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے ہیں اور بادشاہ اس کے ذمہ دار نہیں ہوتے کہ جو خطاب انہوں نے دیا ہے اس کے مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئیں ہمیشہ رکھے جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا تو وہ بادشاہ اس بات کا متکفل نہیں ہوسکتا کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہے گا۔ بلکہ ممکن ہے کہ ایسا شخص ضعف قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اُٹھتا ہو چہ جائیکہ وہ کسی میدان میں شیر کی طرح بہادری دکھلاوے لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالیٰ سے شیر بہادر کا خطاب ملے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو کیونکہ خدا انسان نہیں ہے کہ جھوٹ بولے یا دھوکہ

کھاوے یا کسی پولیٹیکل مصلحت سے ایسا خطاب دیدے جس کی نسبت وہ اپنے دل میں جانتا ہے کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے اس لیے یہ بات محقق امر ہے کہ فخر کے لائق وہی خطاب ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے اور وہ خطاب دو قسم کا ہے۔ اول وہ جو وحی اور الہام کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک نبیوں میں سے کسی کو صفی اللہ کا لقب دیا اور کسی کو کلیم اللہ کا اور کسی کو روح اللہ کا اور کسی کو مصطفٰے اور حبیب اللہ کا ان تمام نبیوں پر خدا تعالیٰ کا سلام اور رحمتیں ہوں۔ اور دوسری قسم خطاب کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض نشانوں اور تائیدات کے ذریعہ سے بعض اپنے مقبولین کی اس قدر محبت لوگوں کے دلوں میں یک دفعہ ڈال دیتا ہے کہ یا تو اُن کو جھوٹا اور کافر اور مفتری کہا جاتا ہے اور طرح طرح کی نکتہ چینیاں کی جاتی ہیں اور ہر ایک بدعادت اور عیب اُن کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور یا ایسا ظہور میں آتا ہے کہ ان کی تائید میں کوئی ایسا پاک نشان ظاہر ہو جاتا ہے جس کی نسبت کوئی انسان کوئی بدظنی نہ کر سکے اور ایک موٹی عقل کا آدمی بھی سمجھ سکے کہ یہ نشان انسانی ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے پاک ہے اور خاص خدا تعالیٰ کی رحمت اور فضل کے ہاتھ سے نکلا ہے۔ تب ایسا نشان ظاہر ہونے سے ہر ایک سلیم طبیعت بغیر کسی شک و شبہ کے اس انسان کو قبول کر لیتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ہی یہ بات پڑ جاتی ہے کہ یہ شخص درحقیقت سچا ہے۔ تب لوگ اس الہام کے ذریعہ سے جو خدا تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں ڈالتا ہے اس شخص کو صادق کا خطاب دیتے ہیں[1] کیونکہ لوگ اس کو صادق صادق کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اور لوگوں کا یہ خطاب ایسا ہوتا ہے کہ گویا خدا تعالیٰ نے آسمان سے خطاب دیا کیونکہ خدا تعالیٰ آپ ان کے دلوں میں یہ مضمون نازل کرتا ہے کہ لوگ اس کو صادق کہیں۔ اب جہاں تک مَیں نے غور اور فکر کی ہے، مَیں اپنے اجتہاد سے نہ کسی الہامی تشریح سے اس الہام کے جس کو مَیں نے ابھی ذکر کیا ہے یہی معنی کرتا ہوں کیونکہ ان معنوں کے لیے اس الہام کا آخری فقرہ ایک بڑا قرینہ ہے کیونکہ آخری فقرہ یہ ہے کہ ایک بڑا نشان اس کے ساتھ ہو گا۔ لہٰذا مَیں اپنے اجتہاد[2] سے اس

---

[1] اس خطاب کی مثال یہ ہے کہ جیسا کہ مصر کے بادشاہ فرعون نے حضرت یوسف علیہ السلام کو صدیق کا خطاب دیا کیونکہ بادشاہ نے جب دیکھا کہ اس شخص نے صدق اور پاک باطنی اور پرہیزگاری کے محفوظ رکھنے کے لیے بارہ برس کا جیلخانہ اپنے لیے منظور کیا مگر بدکاری کی درخواست کو نہ مانا بلکہ ایک لحظہ کے لیے بھی دل پلید نہ ہوا۔ تب بادشاہ نے اس راستباز کو صدیق کا خطاب دیا جیسا کہ قرآن شریف سورہ یُوسف میں ہے یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ۔ معلوم ہوتا ہے کہ انسانی خطابوں میں سے پہلا خطاب وہی تھا جو حضرت یوسفؑ کو ملا۔ منہ

[2] جس کے ساتھ خدا تعالیٰ کا معاملہ وحی اور الہام کے ساتھ ہو وہ خوب جانتا ہے کہ ملہمین کو کبھی اجتہادی طور پر بھی اپنے الہام کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔ اس طرح کے الہام بہت ہیں جو مجھے کئی دفعہ ہوئے ہیں اور بعض وقت ایسا الہام ہوتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے کہ اس کے کیا معنی ہیں اور ایک مدت کے بعد اس کے معنے کھلتے ہیں۔ مثلاً ۱۹ ستمبر ۱۸۹۹ء کو خدا تعالیٰ

کے یہ معنی سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اس جھگڑے کے فیصلہ کرنے کے لیے جو کسی حد تک پُرانا ہو گیا ہے اور حد سے زیادہ تکذیب اور تکفیر ہو چکی ہے کوئی ایسا برکت اور رحمت اور فضل اور صلحکاری کا نشان ظاہر کرے گا کہ وہ انسانی ہاتھوں سے برتر اور پاک تر ہو گا۔ تب ایسی کُھلی کُھلی سچائی کو دیکھ کر لوگوں کے خیالات میں ایک تبدیلی واقع ہو گی اور نیک طینت آدمیوں کے کینے یک دفعہ رفع ہو جائیں گے۔ مگر جیسا کہ مَیں نے ابھی بیان کیا ہے یہ میرا ہی خیال ہے۔ ابھی کوئی الہامی تشریح نہیں ہے۔ میرے ساتھ خدا تعالیٰ کی عادت یہ ہے کہ کبھی کسی پیشگوئی میں مجھے اپنی طرف سے کوئی تشریح عنایت کرتا ہے اور کبھی مجھے میرے فہم پر ہی چھوڑ دیتا ہے۔ مگر یہ تشریح جو ابھی مَیں نے کی ہے اس کی ایک خواب بھی مؤید ہے جو ابھی ۱۲؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مَیں نے دیکھی ہے اور وہ یہ ہے کہ مَیں نے خواب میں محبّی اخویم مفتی محمد صادق کو دیکھا ہے اور قبل اس کے جو مَیں اس خواب کی تفصیل بیان کروں اس قدر لکھنا فائدہ سے خالی نہیں ہو گا کہ مفتی محمد صادق میری جماعت میں سے اور میرے مخلص دوستوں میں سے ہیں جن کا گھر بھیرہ ضلع شاہ پور میں ہے مگر ان دنوں میں ان کی ملازمت لاہور میں ہے۔ یہ اپنے نام کی طرح ایک محب صادق ہیں مجھے افسوس ہے کہ مَیں اپنے اشتہار ۶؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء میں سہواً اُن کا تذکرہ کرنا بھول گیا۔ وہ ہمیشہ میرے دینی خدمات میں نہایت جوش سے مصروف ہیں خدا انکو جزاء خیر دے۔ اب خواب کی تفصیل یہ ہے کہ مَیں نے مفتی صاحب موصوف کو خواب میں دیکھا کہ نہایت روشن اور چمکتا ہوا ان کا چہرہ ہے اور ایک لباس فاخرہ جو سفید ہے پہنے ہوئے ہیں اور ہم دونوں ایک بگھی میں سوار ہیں اور وہ لیٹے ہوئے ہیں اور ان کی کمر پر مَیں نے ہاتھ رکھا ہوا ہے۔ یہ خواب ہے اور اس کی تعبیر جو خدا تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے یہ ہے کہ صدق جس سے مَیں محبت رکھتا ہوں ایک چمک کے ساتھ ظاہر ہو گا اور جیسا کہ مَیں نے صادق کو دیکھا ہے کہ اس کا چہرہ چمکتا ہے اسی طرح وہ وقت قریب ہے کہ مَیں صادق سمجھا جاؤں گا اور صدق کی چمک لوگوں پر پڑے گی اور ایسا ہی ۲۰؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو خواب میں مجھے یہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

نے مجھے مخاطب کر کے اپنا کلام مجھ پر نازل کیا اِنَّآ اَخْرَجْنَا لَکَ زُرُوْعًا یَآ اِبْرَاھِیْمُ یعنی اے ابراہیم ہم تیرے لیے ربیع کی کھیتیاں اُگائیں گے۔ زروع زرع کی جمع ہے اور زرع عربی زبان میں ربیع کی کھیتی یعنی گنک و جو وغیرہ کو کہتے ہیں مگر آثار ایسے نہیں ہیں کہ یہ الہام اپنے ظاہر معنوں کے رُو سے پورا ہو کیونکہ ربیع تخم ریزی کے ایام گویا گذر گئے۔ لہٰذا مجھے صرف اجتہاد سے یہ معنے معلوم ہوتے ہیں کہ تجھے کیا غم ہے تیری کھیتیاں تو بہت نکلیں گی یعنی ہم تیری تمام حاجات کے متکفل ہیں۔ ایسا ہی ایک اور دوسرا الہام متشابہات میں سے ہے۔ جو ۴؍ اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا۔ اور وہ یہ ہے کہ قیصر ہند کی طرف سے شکریہ۔ اب یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کیونکہ مَیں ایک گوشہ نشین آدمی ہوں اور ہر یک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از موت اپنے تئیں مُردہ سمجھتا ہوں۔ میرا شکریہ کیسا۔ سو ایسے الہام متشابہات میں سے ہوتے ہیں جب تک خود خدا ان کی حقیقت ظاہر نہ کرے۔ منہ

دکھایا گیا کہ ایک لڑکا ہے جس کا نام عزیز ہے[1] اور اس کے باپ کے نام کے سر پر سلطان کا لفظ ہے وہ لڑکا پکڑ کر میرے پاس لایا گیا اور میرے سامنے بٹھایا گیا۔ میں نے دیکھا کہ وہ ایک پتلا سا لڑکا گورے رنگ کا ہے میں نے اس خواب کی یہ تعبیر کی ہے کہ عزیز عزت پانے والے کو کہتے ہیں اور سلطان جو خواب میں اس لڑکے کا باپ سمجھا گیا ہے۔ یہ لفظ یعنی سلطان عربی زبان میں اس دلیل کو کہتے ہیں کہ جو ایسی بیّن الظہور ہو جو باعث اپنے نہایت درجہ کے روشن ہونے کے دلوں پر اپنا تسلّط کرے۔ گویا سلطان کا لفظ تسلّط سے لیا گیا ہے۔ اور سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ ایسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کرلے۔ اور طبائع سلیمہ پر اس کا تسلّط تام ہو جائے۔ پس اس لحاظ سے کہ خواب میں عزیز جو سلطان کا لڑکا معلوم ہوا اُس کی یہ تعبیر ہوئی کہ ایسا نشان جو لوگوں کے دلوں پر تسلّط کرنے والا ہوگا ظہور میں آئیگا اور اس نشان کے ظہور کا نتیجہ جس کو دوسرے لفظوں میں اس نشان کا بچہ کہہ سکتے ہیں دلوں میں میرا عزیز ہونا ہوگا جس کو خواب میں عزیز کی تمثل سے ظاہر کیا گیا۔ پس خدا نے مجھے یہ دکھلایا ہے کہ قریب ہے جو سلطان ظاہر ہو یعنی دلوں پر تسلّط کرنے والا نشان جس سے سلطان کے لفظ کا اشتقاق ہے اور اس کا لازمی نتیجہ جو اس کے فرزند کی طرح ہے عزیز ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ جس انسان سے وہ نشان ظاہر ہو جس کو سلطان کہتے ہیں جو دلوں پر ایسا تسلّط اور قبضہ رکھتا ہے جیسا کہ ظاہری سلطان جس کو بادشاہ کہتے ہیں رعایا پر تسلّط رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ ایسے نشان کے ظہور سے اس کا اثر بھی ظاہر ہو۔ یعنی دلوں پر تسلّط اس نشان کا ہو کر صاحب نشان لوگوں کی نظر میں عزیز بن جائے اور جبکہ عزیز بننے کا موجب اور علّت سلطان ہی ہوا یعنی ایسی دلیل روشن جو دلوں پر تسلّط کرتی ہے تو اس میں کیا شک ہے کہ عزیز ہونا سلطان کے لیے بطور فرزند کے ہوا۔ کیونکہ عزیز ہونے کا باعث سلطان ہی ہے جس نے دلوں پر تسلّط کیا اور تسلّط سے پھر یہ عزیز کی کیفیت پیدا ہوئی سو خدا تعالیٰ نے مجھ کو دکھلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اور ایک نشان دلوں کو پکڑنے والا اور دلوں پر قبضہ کرنے والا اور دلوں پر تسلّط رکھنے والا ظاہر ہوگا جس کو سلطان کہتے ہیں۔ اور اس سلطان سے پیدا ہونے والا عزیز ہوگا یعنی عزیز ہونا سلطان کا لازمی نتیجہ ہوگا کیونکہ نتیجہ بھی عربی زبان میں بچہ کو کہتے ہیں۔ فقط

الراقــــــــــــــم

مرزا غلام احمد از قادیان - ۲۲ اکتوبر ۱۸۹۹ء

تعداد ۱۰۰۰ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

---

[1] یہ رؤیا لفظاً پوری ہوئی کہ جناب مرزا عزیز احمد صاحب خلف مرزا سلطان احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے دادا برگزیدہ کو صادق مان کر بیعت کرلی (الحکم ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ا کالم ۲)

ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۵

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

کبھی نصرت نہیں ملتی درِمولیٰ سے گندوں کو ⁂ کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو
وہی اُس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں ⁂ نہیں رہ اس کی عالی بارگہ تک خود پسندوں کو
یہی تدبیر ہے پیارو کہ مانگو اس سے قربت کو ⁂ اُسی کے ہاتھ کو ڈھونڈو جلاؤ سب کمندوں کو

اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کے لیے ایک دُعا اور حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست

اے میرے حضرت اعلیٰ ذوالجلال قادر و قدوس حیّ و قیوم جو ہمیشہ راستبازوں کی مدد کرتا ہے تیرا نام ابدالآباد مبارک ہے۔ تیرے قدرت کے کام کبھی رُک نہیں سکتے۔ تیرا قوی ہاتھ ہمیشہ عجیب کام دکھلاتا ہے۔ تُو نے ہی اس چودہویں صدی کے سر پر مجھے مبعوث کیا اور فرمایا کہ "اُٹھ مَیں نے تجھے اس زمانہ میں اسلام کی حجت پوری کرنے کے لیے اور اسلامی سچائیوں کو دُنیا میں پھیلانے کے لیے اور ایمان کو زندہ اور قوی کرنے کیلئے چُنا" اور تُو نے ہی مجھے کہا کہ "تو میری نظر میں منظور ہے۔ مَیں اپنے عرش پر تیری تعریف کرتا ہوں" اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ "تو وہ مسیح موعود ہے جس کے وقت کو ضائع نہیں کیا جائے گا" اور تُو نے ہی مجھے مخاطب کرکے کہا کہ "تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میری توحید اور تفرید" اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ "میں نے لوگوں کی دعوت کے لئے تجھے منتخب کیا۔ ان کو کہہ دے کہ میں تم سب کی طرف بھیجا گیا ہوں اور سب سے پہلا مومن ہوں" اور تو نے ہی مجھے کہا کہ "مَیں نے تجھے اس لیے بھیجا ہے کہ تا اسلام کو تمام قوموں کے آگے روشن کرکے دکھلاؤں اور کوئی مذہب ان تمام مذہبوں میں سے جو زمین پر ہیں برکات میں معارف میں تعلیم کی عمدگی میں خدا کی تائیدوں میں خدا کے عجائب غرائب نشانوں میں اسلام سے ہمسری نہ کرسکے" اور تو نے ہی مجھے فرمایا کہ "تو میری درگاہ میں وجیہہ ہے۔ مَیں نے اپنے لیے تجھے اختیار کیا" مگر اے میرے قادر خدا تو جانتا ہے کہ اکثر لوگوں نے مجھے

منظور نہیں کیا اور مجھے مفتری سمجھا اور میرا نام کافر اور کذاب اور دجال رکھا گیا۔ مجھے گالیاں دی گئیں اور طرح طرح کی دلآزار باتوں سے مجھے ستایا گیا اور میری نسبت یہ بھی کہا گیا کہ "حرام خور لوگوں کا مال کھانے والا وعدوں کا تخلف کرنے والا حقوق کو تلف کرنے والا لوگوں کو گالیاں دینے والا عہدوں کو توڑنے والا اپنے نفس کے لیے مال کو جمع کرنے والا اور شریر اور خونی ہے۔" یہ وہ باتیں ہیں جو خود اُن لوگوں نے میری نسبت کہیں جو مسلمان کہلاتے اور اپنے تئیں اچھے اور اہل عقل اور پرہیزگار جانتے ہیں اور ان کا نفس اس بات کی طرف مائل ہے کہ درحقیقت جو کچھ وہ میری نسبت کہتے ہیں سچ کہتے ہیں اور انہوں نے صدہا آسمانی نشان تیری طرف سے دیکھے مگر پھر بھی قبول نہ کیا۔ وہ میری جماعت کو نہایت تحقیر کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر ایک ان میں سے جو بدزبانی کرتا ہے وہ خیال کرتا ہے کہ بڑے ثواب کا کام کر رہا ہے سو اے میرے مولا قادر خدا! اب مجھے راہ بتلا اور کوئی ایسا نشان ظاہر فرما جس سے تیرے سلیم الفطرت بندے نہایت قوی طور پر یقین کریں کہ مَیں تیرا مقبول ہوں اور جس سے اُن کا ایمان قوی ہو اور وہ تجھے پہچانیں اور تجھ سے ڈریں اور تیرے اس بندے کی ہدایتوں کے موافق ایک پاک تبدیلی ان کے اندر پیدا ہو اور زمین پر پاکی اور پرہیزگاری کا اعلیٰ نمونہ دکھلاویں اور ہر ایک طالب حق کو نیکی کی طرف کھینچیں اور اس پر تمام قومیں جو زمین پر ہیں تیری قدرت اور تیرے جلال کو دیکھیں اور سمجھیں کہ تو اپنے اس بندے کے ساتھ ہے اور دُنیا میں تیرا جلال چمکے اور تیرے نام کی روشنی اس بجلی کی طرح دکھلائی دے کہ جو ایک لحہ میں مشرق سے مغرب تک اپنے تئیں پہنچاتی اور شمال و جنوب میں اپنی چمکیں دکھلاتی ہے لیکن اگر اے پیارے مولیٰ میری رفتار تیری نظر میں اچھی نہیں ہے تو مجھ کو اس صفحہ دُنیا سے مٹادے تا مَیں بدعت اور گمراہی کا موجب نہ ٹھہروں۔ مَیں اس درخواست کے لیے جلدی نہیں کرتا تا مَیں خدا کے امتحان کرنے والوں میں شمار نہ کیا جاؤں۔ لیکن مَیں عاجزی سے اور حضرت ربوبیت کے ادب سے یہ التماس کرتا ہوں کہ اگر مَیں اس عالی جناب کا منظور نظر ہوں تو تین سال کے اندر کسی وقت میری اس دُعا کے موافق میری تائید میں کوئی ایسا آسمانی نشان ظاہر ہو جس کو انسانی ہاتھوں اور انسانی تدبیروں کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہ ہو جیسا کہ آفتاب کے طلوع اور غروب کو انسانی تدبیروں سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اگرچہ اے میرے خداوند یہ سچ ہے کہ تیرے نشان انسانی ہاتھوں سے بھی ظہور میں آتے ہیں لیکن اس وقت مَیں اسی بات کو اپنی سچائی کا معیار قرار دیتا ہوں کہ وہ نشان انسانوں کے تصرفات سے بالکل بعید ہو تا کوئی دشمن اس کو انسانی منصوبہ قرار نہ دے سکے۔ سو اے میرے خدا تیرے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ اگر تو چاہے تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تو میرا ہے جیسا کہ میں تیرا ہوں۔ تیری جناب میں الحاح سے دُعا کرتا ہوں کہ اگر یہ سچ ہے کہ مَیں تیری طرف سے ہوں اور اگر یہ سچ ہے کہ تُو نے ہی مجھے بھیجا ہے تو تُو میری تائید میں اپنا کوئی نشان دکھلا جو پبلک کی نظر میں انسانوں کے ہاتھوں اور انسانی منصوبوں سے برتر یقین کیا جائے تا لوگ سمجھیں کہ مَیں تیری طرف سے ہوں۔ اے میرے قادر خدا! اے میرے توانا اور سب قوتوں کے مالک خداوند! تیرے ہاتھ کے برابر کوئی ہاتھ

نہیں اور کسی جن اور بھوت کو تیری سلطنت میں شرکت نہیں۔ دُنیا میں ہر ایک فریب ہوتا ہے اور انسانوں کو شیاطین بھی اپنے جھوٹے الہامات سے دھوکہ دیتے ہیں۔ مگر کسی شیطان کو یہ قوت نہیں دی گئی کہ وہ تیرے نشانوں اور تیرے ہیبت ناک ہاتھ کے آگے ٹھہر سکے یا تیری قدرت کی مانند کوئی قدرت دکھلا سکے کیونکہ تو وہ ہے جس کی شان لا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ ہے اور جو العلی العظیم ہے جو لوگ شیطان سے الہام پاتے ہیں ان کے الہاموں کے ساتھ کوئی قادرانہ غیب گوئی کی روشنی نہیں ہوتی جس میں الوہیت کی قدرت اور عظمت اور ہیبت بھری ہوئی ہو...... وہ تو ہی ہے جس کی قوت سے تمام تیرے نبی تحدّی کے طور پر اپنے معجزانہ نشان دکھلاتے رہے ہیں اور بڑی بڑی پیشگوئیاں کرتے رہے ہیں جن میں اپنا غلبہ اور مخالفوں کی درماندگی پہلے سے ظاہر کی جاتی تھی۔ تیری پیشگوئیوں میں تیرے جلال کی چمک ہوتی ہے اور تیری الوہیت کی قدرت اور عظمت اور حکومت کی خوشبو آتی ہے اور تیرے مُرسلوں کے آگے فرشتہ چلتا ہے تا ان کی راہ میں کوئی شیطان مقابلہ کے لیے ٹھہر نہ سکے۔ مجھے تیری عزّت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں گے، میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو اُن لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذّاب اور دجّال اور خائن اور مفسد ہیں تو مَیں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ مَیں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لوں گا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں۔ دیکھ! میری رُوح نہایت توکّل کے ساتھ تیری طرف ایسی پرواز کر رہی ہے جیسا کہ پرندہ اپنے آشیانہ کی طرف آتا ہے۔ سو مَیں تیری قدرت کے نشان کا خواہشمند ہوں لیکن نہ اپنے لیے اور نہ اپنی عزّت کے لیے بلکہ اس لیے کہ لوگ تجھے پہچانیں اور تیری پاک راہوں کو اختیار کریں اور جس کو تُو نے بھیجا ہے اس کی تکذیب کر کے ہدایت سے دُور نہ پڑ جائیں۔ مَیں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے مجھے بھیجا ہے۔ اور میری تائید میں بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں یہاں تک کہ سُورج اور چاند کو حکم دیا کہ وہ رمضان میں پیشگوئی کی تاریخوں کے موافق گرہن میں آویں اور تُو نے وہ تمام نشان جو ایک سو سے زیادہ ہیں میری تائید میں دکھلائے جو میرے رسالہ تریاق القلوب میں درج ہیں۔ تو نے مجھے وہ چوتھا لڑکا عطا فرمایا جس کی نسبت میں نے پیشگوئی کی تھی کہ عبدالحق غزنوی حال امرت سری نہیں مرے گا جب تک وہ لڑکا پیدا نہ ہو لے۔ سو وہ لڑکا اس کی زندگی میں ہی پیدا ہو گیا۔ مَیں اُن نشانوں کو شمار نہیں کر سکتا جو مجھے معلوم ہیں مَیں تجھے پہچانتا ہوں کہ تو ہی میرا خدا ہے۔ اس لیے میری رُوح تیرے نام سے ایسی اُچھلتی ہے جیسا کہ شیر خوار بچہ ماں کے دیکھنے سے، لیکن اکثر لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا اور نہ قبول کیا۔ اس لیے نہ مَیں نے بلکہ میری رُوح نے اس بات پر زور دیا کہ میں یہ دُعا کروں کہ اگر میں تیرے حضور میں سچّا

ہوں اور اگر تیرا غضب میرے پر نہیں ہے اور اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک میرے لیے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندہ کے لیے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ! میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اُٹھاتا ہوں کہ تُو ایسا ہی کر۔ اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو جبکہ تُو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر ایک دُعا قبول کروں گا، مگر شرکاء کے بارے میں نہیں۔ تبھی سے میری روح دُعاؤں کی طرف دوڑتی ہے۔ اور میں نے اپنے لیے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دُعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بیدین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔ اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لیے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن اور صلحکاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تو موجود ہے اور دُعاؤں کو سُنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جُھکتے ہیں جُھکتا ہے۔ اب تیری طرف اور تیرے فیصلہ کی طرف ہر روز میری آنکھ رہے گی جب تک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو اور میں کسی مخالف کو اس اشتہار میں مخاطب نہیں کرتا اور نہ اُن کو کسی مقابلہ کے لیے بُلاتا ہوں۔ یہ میری دُعا تیری ہی جناب میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں ہے۔ میری رُوح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا اور کاذب تیری جناب میں کبھی عزت نہیں پا سکتا اور وہ جو کہتے ہیں کہ کاذب بھی نبیوں کی طرح تحدّی کرتے ہیں اور اُن کی تائید اور نُصرت بھی ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ راستبازنبیوں کی۔ وہ جھوٹے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نبوت کے سلسلہ کو مشتبہ کر دیں۔ بلکہ تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذّاب کو بھسم کر دیتی ہے مگر صادق تیرے حضور میں زندگی اور عزت پاتے ہیں۔ تیری نصرت اور تائید اور تیرا فضل اور رحمت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے۔ آمین ثم آمین۔

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان ۵ر نومبر ۱۸۹۹ء

تعداد ۳۰۰۰

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(۲۱۵)

اپنی جماعت کے لیے اطلاع

یاد رہے کہ یہ اشتہار محض اس غرض سے شائع کیا جاتا ہے کہ تا میری جماعت خدا کے آسمانی نشان دیکھ کر ایمان اور نیک عملوں میں ترقی کرے اور ان کو معلوم ہو کہ وہ ایک صادق کا دامن پکڑ رہے ہیں نہ کاذب کا۔ اور تا وہ راست بازی کے تمام کاموں میں آگے بڑھیں اور اُن کا پاک نمونہ دُنیا میں چمکے۔ ان دنوں میں وہ چاروں طرف سے سُن رہے ہیں کہ ہر ایک طرف سے مجھ پر حملے ہوتے ہیں اور نہایت اصرار سے مجھ کو کافر اور دجال اور کذاب کہا جاتا ہے اور قتل کرنے کے لیے فتوے لکھے جاتے ہیں۔ پس ان کو چاہیئے کہ صبر کریں اور گالیوں کا گالیوں کے ساتھ ہرگز جواب نہ دیں اور اپنا نمونہ اچھا دکھا دیں۔ کیونکہ اگر وہ بھی ایسی ہی درندگی ظاہر کریں جیسا کہ اُن کے مقابل پر کی جاتی ہے تو پھر ان میں اور دوسروں میں کیا فرق ہے اس لیے میں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ ہرگز اپنا اجر پا نہیں سکتے جب تک صبر اور تقویٰ اور عفو اور درگذر کی خصلت سب سے زیادہ اُن میں نہ پائی جائے۔ اگر مجھے گالیاں دی جاتی ہیں تو کیا یہ نئی بات ہے؟ کیا اس سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کو ایسا ہی نہیں کہا گیا؟ اگر مجھ پر بہتان لگائے جاتے ہیں تو کیا اس سے پہلے خدا کے رُسولوں اور راستبازوں پر الزام نہیں لگائے گئے؟ کیا حضرت موسیٰؑ پر یہ اعتراض نہیں ہوتے کہ اُس نے دھوکہ دے کر ناحق مصریوں کا مال کھایا اور جھوٹ بولا کہ ہم عبادت کے لیے جاتے ہیں اور جلد واپس آئیں گے اور عہد توڑا اور کئی شیرخوار بچوں کو قتل کیا۔ اور کیا حضرت داؤد کی نسبت نہیں کہا گیا کہ اس نے ایک بیگانہ کی عورت سے بدکاری کی اور فریب سے اوریا نام ایک سپہ سالار کو قتل کرا دیا اور بیت المال میں ناجائز دست اندازی کی؟ اور کیا ہارون کی نسبت یہ اعتراض نہیں کیا گیا کہ اس نے گوسالہ پرستی کرائی؟ اور کیا یہودی اب تک نہیں کہتے کہ یسوع مسیح نے دعویٰ کیا تھا کہ مَیں داؤد کا تخت قائم کرنے آیا ہوں اور یسوع کے اس لفظ سے بجز اس کے کیا مراد تھی کہ اس نے اپنے بادشاہ ہونے کی پیشگوئی کی تھی جو پوری نہ ہوئی؟ اور کیونکر ممکن ہے کہ صادق کی پیشگوئی جھوٹی نکلے۔ یہودی یہ اعتراض بھی کرتے ہیں کہ مسیح نے کہا تھا کہ ابھی بعض لوگ زندہ موجود ہوں گے کہ مَیں واپس آ ؤں گا، مگر یہ پیشگوئی بھی جھوٹی ثابت ہوئی اور وہ اب تک واپس نہیں آیا۔ ایسا ہی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض امور پر جاہلوں کے اعتراض ہیں جیسا کہ

حدیبیہ کے واقعہ پر بعض نادان مُرتد ہوگئے تھے۔ اور کیا اب تک پادریوں اور آریوں کی قلموں سے وہ تمام جھوٹے الزام ہمارے سیّد و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت شائع نہیں ہوتے جو مجھ پر لگائے جاتے ہیں۔ غرض مخالفوں کا کوئی بھی میرے پر ایسا اعتراض نہیں جو مجھ سے پہلے خدا کے نبیوں پر نہیں کیا گیا۔ اس لیے مَیں تمہیں کہتا ہوں کہ جب تم ایسی گالیاں اور ایسے اعتراض سنو تو غمگین اور دلگیر مت ہو کیونکہ تم سے اور مجھ سے پہلے خدا کے پاک نبیوں کی نسبت یہی لفظ بولے گئے ہیں۔ سو ضرور تھا کہ خدا کی وہ تمام سنتیں اور عادتیں جو نبیوں کی نسبت وقوع میں آچکی ہیں ہم میں پوری ہوں۔ ہاں یہ درست بات ہے اور یہ ہمارا حق ہے کہ جو خدا نے ہمیں عطا کیا ہے جب کہ ہم دُکھ دیئے جائیں اور ستائے جائیں اور ہمارا صدق لوگوں پر مشتبہ ہو جائے اور ہماری راہ کے آگے صدہا اعتراضات کے پتھر پڑ جائیں تو ہم اپنے خدا کے آگے روئیں اور اس کی جناب میں تضرعات کریں اور اس کے نام کی زمین پر تقدیس چاہیں اور اس سے کوئی ایسا نشان مانگیں جس کی طرف حق پسندوں کی گردنیں جُھک جائیں۔ سو اسی بناء پر مَیں نے یہ دُعا کی ہے۔ مجھے بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کرکے فرما چکا ہے کہ جب تو دُعا کرے تو مَیں تیری سُنوں گا۔ سو مَیں نوح نبی کی طرح دونو ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ مگر بغیر فَانْتَصِرْ کے۔ اور میری رُوح دیکھ رہی ہے کہ خدا میری سُنے گا اور میرے لیے ضرور کوئی ایسا رحمت اور امن کا نشان ظاہر کردے گا کہ جو میری سچائی پر گواہ ہو جائے گا۔ مَیں اس وقت کسی دوسرے کو مقابلہ کے لیے نہیں بُلاتا اور نہ کسی شخص کے ظلم اور جور کا جناب الٰہی میں اپیل کرتا ہوں بلکہ جیسا کہ مَیں تمام اُن لوگوں کے لیے بھیجا گیا ہوں جو زمین پر رہتے ہیں خواہ وہ ایشیا کے رہنے والے ہیں اور خواہ یورپ کے اور خواہ امریکہ کے۔ ایسا ہی مَیں عام اغراض کی بناء پر بغیر اس کے کہ کسی زید یا بکر کا میرے دل میں تصور ہو خدا تعالیٰ سے ایک آسمانی شہادت چاہتا ہوں جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔ اور یہ فقط دعائیہ اشتہار ہے جو خدا تعالیٰ کی شہادت طلب کرنے کے لیے مَیں لکھتا ہوں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ اگر مَیں اس کی نظر میں صادق نہیں ہوں تو اس تین برس کے عرصہ تک جو ۱۹۰۲ء تک ختم ہوں گے میری تائید میں ایک ادنیٰ قسم کا نشان بھی ظاہر نہیں ہوگا۔ اور اس طرح پر میرا کذب ظاہر ہو جائے گا اور لوگ میرے ہاتھ سے مخلصی پائیں گے۔ اور اگر اس مدت تک میرا صدق ظاہر ہو جائے جیسا کہ مجھے یقین ہے تو بہت سے پردے جو دلوں پر ہیں اُٹھ جائیں گے۔ میری یہ دُعا بدعت نہیں ہے بلکہ ایسی دعا کرنا اسلام کی عبادات میں سے ہے جو نمازوں میں ہمیشہ پنجوقت مانگی جاتی ہے کیونکہ ہم نماز میں یہ دُعا کرتے ہیں کہ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ۔ اس سے یہی مطلب ہے کہ خدا سے ہم اپنی ترقی ایمان اور بنی نوع کی بھلائی کے لیے چار قسم کے نشان چار کمال کے رنگ میں چاہتے ہیں۔ نبیوں کا کمال، صدیقوں کا کمال، شہیدوں کا کمال، صلحاء کا کمال۔ سو نبی کا خاص کمال یہ ہے کہ خدا سے ایسا علم غیب پاوے جو بطور نشان کے ہو۔ اور صدیق کا کمال یہ ہے کہ صدق کے خزانہ پر ایسے کامل طور پر قبضہ کرے، یعنی ایسے اکمل طور پر کتاب اللہ کی سچائیاں اس کو معلوم ہو جائیں کہ

وہ بوجہ خارق عادت ہونے کے نشان کی صورت پر ہوں اور اس صدیق کے صدق پر گواہی دیں۔ اور شہید کا کمال یہ ہے کہ مصیبتوں اور دُکھوں اور ابتلاؤں کے وقت میں ایسی قوّت ایمانی اور قوّت اخلاقی اور ثابت قدمی دکھلاوے کہ جو خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان کے ہو جاتے اور مرد صالح کا کمال یہ ہے کہ ایسا ہر ایک قسم کے فساد سے دُور ہو جائے اور مجسّم صلاح بن جائے کہ وہ کامل صلاحیت اس کی خارق عادت ہونے کی وجہ سے بطور نشان مانی جائے سو یہ چاروں قسم کے کمال جو ہم پانچ وقت خدا تعالیٰ سے نماز میں مانگتے ہیں یہ دوسرے لفظوں ہم خدا تعالیٰ سے آسمانی نشان طلب کرتے ہیں اور جس میں یہ طلب نہیں اس میں ایمان بھی نہیں۔ ہماری نماز کی حقیقت یہی طلب ہے جو ہم چار رنگوں میں پنجوقت خدا تعالیٰ سے چار نشان مانگتے ہیں اور اس طرح پر زمین پر خدا تعالیٰ کی تقدیس چاہتے ہیں تا ہماری زندگی انکار اور شک اور غفلت کی زندگی ہو کر زمین کو پلید نہ کرے اور ہر ایک شخص خدا تعالیٰ کی تقدیس تبھی کر سکتا ہے کہ جب وہ یہ چاروں قسم کے نشان خدا تعالیٰ سے مانگتا رہے۔ حضرت مسیح نے بھی مختصر لفظوں میں یہی سکھایا تھا۔ دیکھو متی باب ۸ آیت ۹۔ پس تم اسی طرح دُعا مانگو کہ اے ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو۔ والسلام

الراقـــــــــــــم

مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

۵ نومبر ۱۸۹۹ء

٭ ٭ ٭

(۲۱۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اشتہار

ایّھا النّاس قد ظھرت اٰیات اللّٰہ لتائیدی و تصدیقی و شھدت لی شھداء اللّٰہ من تحت ارجلکم و من فوق رؤسکم و من یمینکم ومن شمائلکم ومن انفسکم ومن اٰفاقکم فھل فیکم رجل امین ومن المستبصرین۔ اتقوا اللّٰہ ولا تکتموا شھادات عیونکم ولا تؤثروا الظنون علی الیقین۔ ولا تقدموا قصصًا غیر ثابتۃ علٰی مارأیتم باعینکم ان کنتم متقین۔ واعلموا ان اللّٰہ یعلم بما فی صدورکم و نیاتکم ولا یخفی علیہ شیئٌ من حسناتکم وسیّاتکم وان اللّٰہ علیم بما فی صدور العالمین۔ انکم رأیتم اٰیات اللّٰہ ثم نبذتم دلائل الحق وراء ظھورکم واعرضتم عنھا متعمدین۔ وقد کنتم منتظرین مجددًا من قبل فاذا جاء داعی اللّٰہ فولیتم وجوھکم مستکبرین۔ أتنتظرون مجددًا ھو غیری وقد مرّ علٰی رأس المائۃ من سنین۔ وقد مُلِئَت الارض جورًا وظلمًا وسبق مساجد اللّٰہ ما یُعبد فی دیور الضالین۔ ففکروا فی انفسکم اتجعلون رزقکم انکم تکذبون الصادقین۔ انکم کفرتم بمسیح اللّٰہ و اٰیاتہٖ وما کان لکم ان تتکلموا فیہ وفیھا الّا خائفین

رومی سلطنت کے ایک معزز عہدہ دار حسین کامی کی نسبت جو پیشگوئی اشتہار ۲۴؍ مئی ۱۸۹۷ء اور اشتہار ۲۵؍ جون ۱۸۹۷ء میں درج ہے وہ کامل صفائی سے پوری ہو گئی۔

مَیں نے اپنے اشتہار ۲۴؍ مئی ۱۸۹۷ء میں یہ پیشگوئی شائع کی تھی کہ رُومی سلطنت میں جسقدر ارکان دولت سمجھے جاتے ہیں اور سلطنت کی طرف سے کچھ اختیار رکھتے ہیں اُن میں ایسے لوگ بکثرت ہیں جن کا چال چلن سلطنت کو مضر ہے کیونکہ ان کی عملی حالت اچھی نہیں ہے۔ اس پیشگوئی کے لکھنے اور شائع کرنے کا باعث جیساکہ مَیں نے اسی اشتہار ۲۴؍ مئی ۱۸۹۷ء میں بہ تفصیل لکھا ہے یہ ہوا تھا کہ ایک شخص مسمّی حسین بک کامی وائس قونصل مقیم کراچی قادیان میں میرے پاس آیا جو اپنے تئیں سلطنت روم کی طرف سے سفیر ظاہر کرتا تھا اور اپنی نسبت اور اپنے باپ کی نسبت یہ خیال رکھتا تھا کہ گویا یہ دونوں اوّل درجہ کے سلطنت کے خیر خواہ اور دیانت اور امانت میں دونوں مقدس وجود اور سراپا نیکی اور راستبازی اور تدیّن کا خمیر اپنے اندر رکھتے ہیں بلکہ جیساکہ پرچہ اخبار ۱۵؍ مئی ۱۸۹۷ء ناظم الہند لاہور میں لکھا ہے اس شخص کی ایسی ایسی لاف وگزاف سے لوگوں نے اس کو نائب حضرت سلطان روم سمجھا اور یہ مشہور کیا گیا کہ یہ بزرگوار محض اس غرض سے لاہور وغیرہ نواح سے اس ملک میں تشریف لائے ہیں کہ تا اس ملک کے غافلوں کو اپنی پاک زندگی کا نمونہ دکھلاویں اور تا لوگ ان کے مقدس اعمال کو دیکھ کر ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بناویں اور اس تعریف میں یہانتک اصرار کیا گیا تھا کہ اسی ایڈیٹر ناظم الہند نے اپنے پرچہ مذکور یعنی ۱۵؍ مئی ۱۸۹۷ء کے پرچہ میں جھوٹ اور بے شرمی کی کچھ بھی پروا نہ کرکے یہ بھی شائع کر دیا تھا کہ یہ نائب خلیفۃ اللہ سلطان روم جو پاک باطنی اور دیانت اور امانت کی وجہ سے سراسر نور ہیں یہ اس لیے قادیان میں بُلائے گئے ہیں کہ تا مرزا تے قادیان اپنے افترا سے اس نائب الخلافت یعنی مظہر نورالٰہی کے ہاتھ پر توبہ کرے اور آئندہ اپنے تئیں مسیح موعود ٹھہرانے سے باز آجاتے اور ایسا ہی اَور بھی بعض اخباروں میں میری بدگوئی کو مدّنظر رکھ کر اس قدر اس شخص کی تعریفیں کی گئیں کہ قریب تھا کہ اس کو آسمان چہارم کا فرشتہ بنا دیتے۔ لیکن جب وہ میرے پاس آیا تو اس کی شکل دیکھنے سے ہی میری فراست نے یہ گواہی دی کہ یہ شخص امین اور دیانت دار اور پاک باطن نہیں ہے اور ساتھ ہی میرے خدا نے مجھ کو القاء کیا کہ رومی سلطنت انہی لوگوں کی شامت اعمال سے خطرہ میں ہے کیونکہ یہ لوگ کہ جو علیٰ حسب مراتب قرب سلطان سے کچھ حصّہ رکھتے ہیں اور اس سلطنت کی نازک خدمات پر مامور ہیں یہ اپنی خدمات کو دیانت سے ادا نہیں کرتے اور

سلطنت کے سچے خیر خواہ نہیں ہیں بلکہ اپنی طرح طرح کی خیانتوں سے اس اسلامی سلطنت کو جو حرمین شریفین کے محافظ اور مسلمانوں کے لیے مغتنمات میں سے ہے کمزور کرنا چاہتے ہیں۔ سو مَیں اس الہام کے بعد محض القاء الٰہی کی وجہ سے حسین بک کامی سے سخت بیزار ہو گیا۔ لیکن نہ رومی سلطنت کے بغض کی وجہ سے بلکہ محض اس کی خیر خواہی کی وجہ سے۔ پھر ایسا ہوا کہ ترک مذکور نے درخواست کی کہ مَیں خلوت میں کچھ باتیں کرنا چاہتا ہوں۔ چونکہ وہ مہمان تھا اس لیے میرے دل نے اخلاقی حقوق کی وجہ سے جو تمام بنی نوع کو حاصل ہیں یہ نہ چاہا کہ اس کی اس درخواست کو رد کروں۔ سو میں نے اجازت دی کہ وہ میرے خلوت خانہ میں آ جائے اور جو کچھ بات کرنا چاہتا ہے کرے۔ پس جب سفیر مذکور میرے خلوت خانہ میں آیا تو اس نے جیسا کہ مَیں نے اشتہار ۲۴ رمئی ۱۸۹۷ء کے پہلے اور دوسرے صفحہ میں لکھا ہے مجھ سے یہ درخواست کی کہ مَیں اُن کے لیے دُعا کروں۔ تب مَیں نے اس کو وہی جواب دیا جو اشتہار مذکور کے صفحہ ۲ میں درج ہے جو آج سے قریباً دو برس پہلے تمام برٹش انڈیا میں شائع ہو چکا ہے۔ چنانچہ اشتہار ۲۴ رمئی ۱۸۹۷ء کے صفحہ ۲ کی یہ عبارت ہے جو میری طرف سے سفیر مذکور کو جواب ملا تھا اور وہ یہ ہے جو مَیں موٹی قلم سے لکھتا ہوں" سلطان روم کی سلطنت کی اچھی حالت نہیں ہے اور مَیں کشفی طریق سے اُس کے ارکان کی حالت اچھی نہیں دیکھتا اور میرے نزدیک ان حالتوں کے ساتھ انجام اچھا نہیں۔" دیکھو صفحہ ۲ سطر ۵، ۶ اشتہار ۲۴ رمئی ۹۷ء مطبع ضیاء الاسلام قادیان۔

پھر مَیں نے اسی اشتہار کے صفحہ ۲ سطر ۹ کے مطابق اُس ترک کو نصیحت دی اور اشارہ سے اس کو یہ سمجھایا کہ اس کشف کا اوّل نشانہ تم ہو اور تمہارے حالات الہام کے رو سے اچھے معلوم نہیں ہوتے توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ۔ چنانچہ یہی لفظ کہ "توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ" اس اشتہار کے صفحہ ۲ سطر ۹ میں اب تک موجود ہے جو سفیر مذکور کو مخاطب کر کے کہا گیا تھا۔ پس یہ تقریر میری جو اس اشتہار میں سے اس جگہ لکھی گئی ہے دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی (۱) ایک یہ کہ مَیں نے اس کو صاف لفظوں میں سمجھا دیا کہ تم لوگوں کا چال چلن اچھا نہیں ہے اور دیانت اور امانت کی نیک صفات سے تم محروم ہو (۲) دوسرے یہ کہ اگر تیری یہی حالت رہی تو تجھے اچھا پھل نہیں ملے گا اور تیرا انجام بد ہو گا۔ پھر مَیں نے صفحہ ۳ میں بطور پیشگوئی سفیر مذکور کی نسبت لکھا ہے "اس کے لئے (یعنی سفیر مذکور کے لئے) بہتر تھا کہ میرے پاس نہ آتا۔ میرے پاس سے ایسی بدگوئی سے واپس جانا اس کی سخت بدقسمتی ہے" دیکھو صفحہ ۳ سطر نمبر ۱۔ اشتہار ۲۴ رمئی ۱۸۹۷ء۔ پھر اسی صفحہ کی سطر ۹ میں یہ پیشگوئی ہے۔ "اللہ جلّ شانہٗ جانتا ہے جس پر جھوٹ باندھنا لعنت کا داغ خریدنا ہے کہ اس عالم الغیب نے مجھے پہلے سے اطلاع دے دی تھی کہ اس شخص کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے۔" پھر مَیں نے اشتہار ۲۵ رجون ۱۸۹۷ء کے صفحہ میں مذکورہ

پیشگوئیوں کا اعادہ کرکے دسویں سطر سے سولھویں سطر تک یہ عبارت لکھی ہے۔ ’’ہم نے گذشتہ اشتہارات میں ترکی گورنمنٹ پر بلحاظ اس کے بعض عظیم الدخل اور خراب[1] اندرون ارکان اور عمائد اور وزراء کے نہ بلحاظ سلطان کی ذاتیات کے ضرور اُس خداداد نور اور فراست اور الہام کی تحریک سے جو ہمیں عطا ہوا ہے چند ایسی باتیں لکھی ہیں جو خود ان کے مفہوم کے خوفناک اثر سے ہمارے دل پر ایک عجیب رقت اور درد طاری ہوتی ہے سو ہماری وہ تحریر جیسا کہ گندے خیال والے سمجھتے ہیں کسی نفسانی جوش پر مبنی نہ تھی۔ بلکہ اس روشنی کے چشمہ سے نکلی تھی جو رحمتِ الٰہی نے ہمیں بخشا ہے۔

پھر اسی اشتہار کے صفحہ ۴ میں یعنی سطر ۱۹ سے ۲۱ تک یہ عبارت ہے۔ ’’کیا ممکن نہ تھا کہ جو کچھ مَیں نے رومی سلطنت کے اندرونی نظام کی نسبت بیان کیا وہ دراصل صحیح ہو اور ٹرکی گورنمنٹ کے شیرازہ میں ایسے دھاگے بھی ہوں جو وقت پر ٹوٹنے والے اور غداری سرشت ظاہر کرنے والے ہوں‘‘۔ یاد رہے کہ ابھی مَیں اشتہار ۲۴؍ مئی ۱۸۹۷ء کے حوالہ سے بیان کر چکا ہوں کہ یہ غداری اور نفاق کی سرشت بذریعہ الہام الٰہی حسین بک کامی میں معلوم کرائی گئی ہے۔ غرض میرے ان اشتہارات میں جس قدر پیشگوئیاں ہیں جو مَیں نے اس جگہ درج کردی ہیں اُن سب سے اوّل مقصود بالذات حسین کامی مذکور تھا۔ ہاں یہ بھی پیشگوئی سے مفہوم ہوتا تھا کہ اس مادہ کے اَور بھی بہت سے لوگ ہیں جو سلطنت روم کے ارکان اور کارکن سمجھے جاتے ہیں۔ مگر بہرحال الہام کا اوّل نشانہ یہی شخص حسین کامی تھا جس کی نسبت ظاہر کیا گیا کہ وہ ہرگز امین اور دیانت دار نہیں اور اس کا انجام اچھا نہیں جیسا کہ ابھی مَیں نے اپنے اشتہار

---

[1] (حاشیہ از مرتب)

نہایت افسوس کی بات ہے کہ جس عادت زبوں نے ترکوں کو یہ روز بد دکھایا اور عیسائی سلطنتوں کے ہاتھوں اُسے برباد کرایا، وہ عادت ابھی تک ان میں کم و بیش پائی جاتی ہے یہ عادت ملک و قوم کی اغراض پر اپنی ذاتی اغراض کو ترجیح دینا ہے۔ حیرانگی کی بات تو یہ ہے کہ یہ تباہی بخش مرض عام لوگوں کے طبقہ سے گذر کر مقتدر اور سربرآوردہ طبقہ کے اشخاص میں گھر کر گیا ہے کوئی دن ایسا نہیں جاتا کہ کسی نہ کسی نمک حرام ترک افسر کی غداری کی خبریں مشہور نہ ہوتی ہوں۔ اب جو شخص ملک و قوم کی اغراض کو ایک طرف پھینک کر غداری کے میدان میں نکلا ہے۔ کمال الدین پاشا فرزند عثمان پاشا ہی۔ یہ نوجوان ...... داماد تھا مگر کچھ عرصہ سے اس کی ہوا ایسی بگڑی ہے اور کسی دشمن نے اُس پر ایسا جادو چلایا ہے کہ وہ علانیہ سرکشی پر کمربستہ ہو گیا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر دختر سلطان المعظم نے اس سے کنارہ کر لیا اور زوجیت کے تمام تعلقات قطع کر دیئے۔ اب یہ نوجوان بروسا میں نظر بند کیا گیا ہے اور اس کے تمام تمغہ جات و جاگیر وغیرہ ضبط ہو گئی۔ کیسا دردناک سبق ہے کہ جس شخص کو سلطنت کی ترقی و اقبال میں ساعی ہونا چاہیئے تھا وہ سازش کے جرم میں زندان میں ڈالا جاتا ہے۔ جب تک ترکوں میں اس قسم کے آدمی ہیں وہ اپنے آپ کو کبھی بھی خطرہ سے باہر نہیں نکال سکتے۔ منقول از اخبار وکیل نمبر ۴ جلد ۱۰ مورخہ ۲۷؍ اگست ۱۹۰۴ء صفحہ ۸ کالم نمبر ۲ ؎

۲۴ رمئی ۱۸۹۷ء کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حسین کامی کی نسبت مجھے الہام ہوا کہ یہ آدمی سلطنت کے ساتھ دیانت سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ اس کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے اور اسی کو میں نے مخاطب کرکے کہا کہ توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ۔

یہ تو میرے الہامات تھے جو میں نے صاف دلی سے لاکھوں انسانوں میں بذریعہ اشتہار ۲۴ رمئی ۱۸۹۷ء اور اشتہار ۲۵ رجون ۱۸۹۷ء شائع کر دیئے۔ مگر افسوس کہ ان اشتہارات کے شائع کرنے پر ہزارہا مسلمان میرے پر ٹوٹ پڑے۔ بعض کو تو قلتِ تدبّر کی وجہ سے یہ دھوکہ لگا کہ گویا میں نے سلطان روم کی ذات پر کوئی حملہ کیا ہے حالانکہ وہ میرے اشتہارات اب تک موجود ہیں۔ سلطان کی ذات سے اُن پیشگوئیوں کو کچھ تعلق نہیں صرف بعض ارکان سلطنت اور کارکن لوگوں کی نسبت الہام شائع کیا گیا ہے کہ وہ امین اور دیانت دار نہیں ہیں۔ اور کُھلے کُھلے طور پر اشارہ کیا گیا ہے کہ اوّل نشانہ ان الہامات کا وہی حسین کامی ہے اور وہی دیانت اور امانت کے پیرایہ سے محروم اور بے نصیب ہے۔ اور ان اشتہاروں کے شائع ہونے کے بعد بعض اخبار والوں نے حسین کامی کی حمایت میں میرے پر حملے کئے کہ ایسے امین اور دیانت دار کی نسبت یہ الہام ظاہر کیا ہے کہ وہ سلطنت کا سچا امین اور دیانتدار عہدہ دار نہیں ہے اور اس کی سرشت میں نفاق کی رنگ آمیزی ہے اور اس کو ڈرایا گیا ہے کہ توبہ کرو ورنہ تیرا انجام اچھا نہیں حالانکہ وہ مہمان تھا۔ انسانیت کا یہ تقاضا تھا کہ اس کی عزت کی جاتی۔" ان تمام الزامات کا میری طرف سے یہی جواب تھا کہ میں نے اپنے نفس کے جوش سے حسین کامی کو کچھ نہیں کہا بلکہ جو کچھ میں نے اس پر الزام لگایا تھا وہ الہام الٰہی کے ذریعہ سے تھا نہ ہماری طرف سے مگر افسوس کہ اکثر اخبار والوں نے اس پر اتفاق کر لیا کہ درحقیقت حسین کامی بڑا امین اور دیانت دار بلکہ نہایت بزرگوار اور نائب خلیفۃ المسلمین سلطان روم تھا۔ اس پر ظلم ہوا کہ اس کی نسبت ایسا کہا گیا اور اکثر نے تو اپنی بات کو زیادہ رنگ چڑھانے کے لیے میرے تمام کلمات کو سلطان المعظم کی طرف منسوب کر دیا تا مسلمانوں میں جوش پیدا کریں۔ چنانچہ میرے ان الہامات سے اکثر مسلمان جوش میں آگئے اور بعض نے میری نسبت لکھا کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ اب ہم ذیل میں بتلاتے ہیں کہ ہماری یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی واضح ہو کہ عرصہ تخمیناً دو ماہ یا تین ماہ کا گذرا ہے کہ ایک معزز ترک کی معرفت ہمیں یہ خبر ملی تھی کہ حسین کامی مذکور ایک ارتکاب جُرم کی وجہ سے اپنے عہدہ سے موقوف کیا گیا ہے اور اُس کی املاک ضبط کی گئی۔ مگر میں نے اس خبر کو ایک شخص کی روایت خیال کرکے شائع نہیں کیا تھا کہ شاید غلط ہو۔ آج اخبار نیّر آصفی مدراس مورخہ ۱۲ راکتوبر ۱۸۹۹ء کے ذریعہ سے ہمیں مفصل طور پر معلوم ہو گیا کہ ہماری وہ پیشگوئی حسین کامی کی نسبت نہایت کامل صفائی سے پوری ہوگئی۔ ہماری وہ نصیحت جو ہم نے اپنے خلوت خانہ میں اس کو کی تھی کہ توبہ کرو تا نیک پھل پاؤ۔ جس کو ہم نے اپنے اشتہار ۲۴ رمئی ۱۸۹۷ء میں شائع کر دیا تھا اس پر پابند نہ ہونے سے آخر وہ اپنی پاداش کردار کو

پہنچ گیا۔ اور اب وہ ضرور اس نصیحت کو یاد کرتا ہوگا مگر افسوس یہ ہے کہ وہ اس ملک کے بعض ایڈیٹران اخبار اور مولویان کو بھی جو اس کو نائب خلیفۃ المسلمین اور رکن امین سمجھ بیٹھے تھے اپنے ساتھ ہی ندامت کا حصہ دے گیا اور اس طرح پر انہوں نے ایک صادق کی پیشگوئی کی تکذیب کا مزہ چکھ لیا۔ اب ان کو چاہیئے کہ آئندہ اپنی زبانوں کو سنبھالیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ میری تکذیب کی وجہ سے بار بار ان کو خجالت پہنچ رہی ہے۔ اگر وہ سچ پر ہیں تو کیا باعث کہ ہر ایک بات میں آخر کار کیوں ان کو شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اب ہم اخبار مذکور میں سے وہ چٹھی مع تمہیدی عبارت کے ذیل میں نقل کر دیتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے :۔

"چندۂ مظلومان کریٹ اور ہندوستان"

"ہمیں آج کی ولایتی ڈاک میں اپنے ایک معزز اور لائق نامہ نگار کے پاس سے ایک قسطنطنیہ والی چٹھی ملی ہے جس کو ہم اپنے ناظرین کی اطلاع کے لیے درج ذیل کئے دیتے ہیں۔ اور ایسا کرتے ہوتے ہمیں کمال افسوس ہوتا ہے۔ افسوس اس وجہ سے کہ ہمیں اپنی ساری اُمیدوں کے برخلاف اس مجرمانہ خیانت کو جو سب سے بڑی اور سب سے زیادہ منتظم و مہذب اسلامی سلطنت کے وائس قونصل کی جانب سے بڑی بیدردی کے ساتھ عمل میں آئی اپنے ان کانوں سے سننا اور پبلک پر ظاہر کرنا پڑا ہے جو کیفیت جناب مولوی حافظ عبدالرحمٰن صاحب الہندی نزیل قسطنطنیہ نے ہمیں معلوم کرائی ہے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ حسین بک کامی نے بڑی بے شرمی کے ساتھ مظلومان کریٹ کے روپیہ کو بغیر ڈکار لینے کے ہضم کر لیا اور کارکن کمیٹی چندہ نے بڑی فراست اور عرق ریزی کے ساتھ ان سے روپیہ اگلوایا۔ مگر یہ دریافت نہیں ہوا کہ وائس قونصل مذکور پر عدالت عثمانیہ میں کوئی نالش کی گئی یا نہیں۔ ہماری رائے میں ایسے خائن کو عدالتانہ کارروائی کے ذریعہ عبرت انگیز سزا دینی چاہیئے۔ بہرحال ہم اُمید کرتے ہیں کہ یہی ایک کیس غبن کا ہوگا جو اس چندہ کے متعلق وقوع میں آیا ہو۔ اور جو رقوم چندہ جناب مُلّا عبدالقیوم صاحب اوّل تعلقہ دار لنگسگور اور جناب عبدالعزیز بادشاہ صاحب ٹرکش قونصل مدراس کی معرفت حیدر آباد اور مدراس سے روانہ ہوئیں وہ بلا خیانت قسطنطنیہ کو کمیٹی چندہ کے پاس برابر پہنچ گئی ہوں گی۔"

"قسطنطنیہ کی چٹھی"

ہندوستان کے مسلمانوں نے جو گذشتہ دو سالوں میں مہاجرین کریٹ اور مجروحین عساکر حرب یونان کے واسطے چندہ فراہم کر کے قونصل ہائے دولت علیہ ترکیہ مقیم ہند کو دیا تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ہر زر چندہ تمام و کمال قسطنطنیہ میں نہیں پہونچا۔ اور اس امر کے باور کرنے کی یہ وجہ ہوتی ہے کہ حسین بک کامی وائس قونصل مقیم

کرانچی کو جو ایک ہزار چھ سو روپیہ کے قریب مولوی انشاء اللہ صاحب ایڈیٹر اخبار وکیل امرتسر اور مولوی محبوب عالم صاحب ایڈیٹر پیسہ اخبار لاہور نے مختلف مقامات سے وصول کرکے بھیجا تھا وہ سب غبن کر گیا۔ ایک کوڑی تک قسطنطنیہ میں نہیں پہنچائی۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ سلیم پاشا ملحمہ کا رکن کمیٹی چندہ کو جب خبر پہنچی تو اس نے بڑی جانفشانی کے ساتھ اس روپیہ کے اگلوانے کی کوشش کی اور اس کی اراضی مملوکہ کو نیلام کرا کر وصولی رقم کا انتظام کیا اور باب عالی میں غبن کی خبر بھجوا کر نوکری سے موقوف کرایا۔ اس لیے ہندوستان کے جملہ اصحاب جرائد کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس اعلان کو قومی خدمت سمجھ کر چار مرتبہ متواتر اپنے اخبارات میں مشتہر فرمائیں اور جس وقت ان کو معلوم ہو کہ فلاں شخص کی معرفت اس قدر روپیہ چندہ کا بھیجا گیا تو اس کو اپنے جریدہ میں مشتہر کرائیں اور نام مع عنوان کے ایسا مفصل لکھیں کہ بشرط ضرورت اس سے خط و کتابت ہو سکے اور ایک پرچہ اس جریدہ کا خاکسار کے پاس بمقام قاہرہ اس پتہ سے روانہ فرماویں۔ حافظ عبدالرحمٰن الہندی الامرتسری۔ سکہ جدیدہ۔ وکالہ صالح آفندی قاہرہ (ملک مصر)"

المشتہر

میرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۸ ؍نومبر ۱۸۹۹ء

(اسمٰعیل)

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

٭ ٭ ٭

(۲۱۷)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اشتہار

ایک عظیم الشان پیشگوئی کا پورا ہونا

اور نیز

ان لوگوں کا جواب جنہوں نے نافہمی سے اس پیشگوئی کے پُورا ہونے سے انکار کیا ہے

اس بات کی زیادہ تصریح کی ضرورت نہیں کہ مَیں نے ایک پیشگوئی مولوی محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت اپنے اشتہار مجریہ ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء میں شائع کی تھی جس کا خلاصہ یہی تھا کہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے جو اپنے قلم سے انواع و اقسام کے بہتانوں سے میری ذلّت کی ہے اور نیز اسی قسم کی ذلّت بیجا تحریروں سے جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی اپنے دوستوں سے کرائی ہے۔ یہ کارروائی اس کی جناب الٰہی میں مورد اعتراض ہو کر مجھے الہام ہوا ہے کہ جس قسم کی اس نے میری ذلّت کی اور مذکورہ بالا دو اپنے دوستوں سے کرائی اسی قسم کی ذلّت اس کی بھی ہو جائے گی۔ یہ الہام ہزاروں انسانوں میں شائع ہوا۔ یہاں تک کہ اسی کی بناء پر ایک مقدمہ میرے پر ہو کر اس بہانہ سے عدالت تک بھی اس الہام کی شہرت ہو گئی مگر افسوس کہ اب تک بعض کوتہ اندیش اور نادان دوست محمد حسین کے محض خلاف واقعہ طور پر یہ سمجھ رہے ہیں کہ گویا وہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور جو پیشگوئی میں ذلّت کا وعدہ تھا وہ اب تک ظہور میں نہیں آیا۔ چنانچہ ان میں سے ایک صاحب ثناء اللہ نام امرت سری نے بھی پرچہ اخبار عام نومبر ۱۸۹۹ء میں اعتراض پیش کیا ہے اور چونکہ ان مولویوں کی یہ عادت ہے کہ ایک خلاف واقعہ بات پر جم کر پھر ہزاروں انسانوں کو وہی سبق دیتے ہیں اور اس طرح پر ایک شخص کی غلط فہمی ہزاروں انسانوں کو غلطی میں ڈالتی ہے۔ لہٰذا مَیں نے قرین مصلحت سمجھا کہ وہ پیشگوئی مع تمام اس کے لوازم کے تحریر کر کے پبلک کے سامنے رکھوں تا لوگ خود انصاف کر لیں کہ آیا وہ پیشگوئی پوری ہو گئی یا کچھ کسر باقی ہے۔ اس لیے ہم ذیل میں مبسوط طور پر اوّل سے آخر تک اس کو لکھتے ہیں۔

سو واضح ہو کہ مولوی محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ نے میرے ذلیل کرنے کی غرض سے تمام لوگوں میں مشہور کیا تھا کہ یہ شخص مہدی معہود اور مسیح موعود سے منکر ہے اس لیے بیدین اور کافر اور دجّال ہے بلکہ اسی غرض سے ایک استفتاء لکھا تھا اور علماء ہندوستان اور پنجاب کی اس پر مُہریں ثبت کرائی تھیں تا عوام مسلمان مجھ کو کافر سمجھ لیں اور پھر اسی پر بس نہ کیا بلکہ گورنمنٹ تک خلاف واقعہ یہ شکایتیں پہونچائیں کہ یہ شخص گورنمنٹ انگریزی کا بدخواہ اور بغاوت کے خیالات رکھتا ہے اور عوام کے بیزار کرنے کے لیے یہ بھی جا بجا مشہور کیا کہ یہ شخص جاہل اور علم عربی سے بے بہرہ ہے اور ان تینوں قسم کے جھوٹ کے استعمال سے اس کی غرض یہ تھی کہ تا عوام مسلمان مجھ پر بدظن ہو کر مجھے کافر خیال کریں اور ساتھ ہی یہ بھی یقین کریں کہ یہ شخص درحقیقت علم عربی سے بے بہرہ ہے اور نیز گورنمنٹ بدظن ہو کر مجھے باغی قرار دے یا اپنا بدخواہ تصور کرے۔ جب محمد حسین کی بداندیشی اس حد تک پہنچی کہ اپنی زبان سے بھی میری ذلّت کی اور لوگوں کو بھی خلاف واقعہ تکفیر سے جوش دلایا اور گورنمنٹ کو بھی جھوٹی مخبریوں سے دھوکہ دینا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ وجوہ متذکرہ بالا کو عوام اور گورنمنٹ کے دل میں جما کر میری ذلّت کراوے تب میں نے اس کی نسبت اور اس کے دو دوستوں کی نسبت جو محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی ہیں وہ بددُعا کی جو اشتہار ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے اور جیسا کہ اشتہار مذکور میں میں نے لکھا ہے یہ الہام مجھ کو ہوا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ سَیَنَالُھُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّھِمْ۔ ضَرْبُ اللّٰہِ اَشَدُّ مِنْ ضَرْبِ النَّاسِ۔ اِنَّمَآ اَمْرُنَآ اِذَآ اَرَدْنَا شَیْئًا اَنْ نَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ۔ اَتَعْجَبُ لِاَمْرِیْ۔ اِنِّیْ مَعَ الْعُشَّاقِ اِنِّیْ اَنَا الرَّحْمٰنُ ذُوالْمَجْدِ وَالْعُلٰے۔ وَیَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ۔ وَیُطْرَحُ بَیْنَ یَدَیَّ۔ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا۔ وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔ مَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ۔ فَاصْبِرْ حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰہُ بِاَمْرِہٖ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ۔ ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ جو لوگ خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں۔ عنقریب خدا تعالیٰ کا غضب ان پر وارد ہو گا۔ خدا کی مار انسانوں کی مار سے سخت تر ہے۔ ہمارا حکم تو اتنے میں ہی نافذ ہو جاتا ہے کہ جب ہم ایک چیز کا ارادہ کرتے ہیں تو ہم اس چیز کو کہتے ہیں کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے۔ کیا تو میرے حکم سے تعجب کرتا ہے میں عاشقوں کے ساتھ ہوں۔ میں ہی وہ رحمٰن ہوں جو بزرگی اور بلندی رکھتا ہے اور ظالم اپنا ہاتھ کاٹے گا اور میرے آگے ڈال دیا جائے گا۔ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے اور ان کو ذلّت پہنچے گی یعنی اسی قسم کی ذلّت اور اسی مقدار کی ذلّت جس کے پہنچانے کا انہوں نے ارادہ کیا ان کو پہنچ جائے گی۔ خلاصہ منشاء الہام یہ ہے کہ وہ ذلّت مثلی ہو گی کیونکہ بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے۔ اور پھر فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے ارادہ سے کوئی ان کو بچانے والا نہیں۔ پس صبر کر جب تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے امر کو ظاہر کرے۔ خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرنے والے ہیں۔

یہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ نے محمد حسین اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت کی تھی اور اس میں ظاہر کیا تھا کہ اسی ذلّت کے موافق ان کو ذلّت پہنچائی جائے گی جو انہوں نے پہنچائی ۔سو یہ پیشگوئی اس طرح پر پوری ہوئی کہ محمد حسین نے اس پیشگوئی کے بعد پوشیدہ طور پر ایک انگریزی[1] فہرست اپنی ان کارروائیوں کی شائع کی جن میں گورنمنٹ کے مقاصد کی تائید ہے اور اس فہرست میں یہ جتلانا چاہا کہ منجملہ میری خدمات کے ایک یہ بھی خدمت ہے کہ میں نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھا ہے کہ مہدی کی حدیثیں صحیح نہیں ہیں اور اس فہرست کو اس نے بڑی احتیاط سے پوشیدہ طور پر شائع کیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ قوم کے روبرو اس فہرست کے برخلاف اس نے اپنا عقیدہ ظاہر کیا ہے اور اس دورنگی کے ظاہر ہونے سے وہ ڈرتا تھا کہ اپنی قوم مسلمانوں کے روبرو تو اس نے یہ ظاہر کیا کہ وہ ایسے مہدی کو بدل وجان مانتا ہے کہ جو دُنیا میں آکر لڑائیاں کرے گا اور ہر ایک قوم کے مقابل پر یہاں تک کہ عیسائیوں کے مقابل پر بھی تلوار اُٹھائے گا۔ اور پھر اس فہرست انگریزی کے ذریعہ سے گورنمنٹ پر یہ ظاہر کرنا چاہا کہ وہ خونی مہدی کے متعلق تمام حدیثوں کو مجروح اور ناقابل اعتبار جانتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی قدرت سے وہ پوشیدہ کارروائی اس کی پکڑی گئی اور نہ صرف قوم کو اس سے اطلاع ہوئی بلکہ گورنمنٹ تک بھی یہ بات پہنچ گئی کہ اس نے اپنی تحریروں میں دونوں فریق گورنمنٹ اور رعایا کو دھوکہ دیا ہے اور ہر ایک ادنیٰ عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ پردہ دری محمد حسین کی ذلّت کا باعث تھی اور وہی انکار مہدی جس کی وجہ سے اس مُلک کے نادان مولوی مجھے دجّال اور کافر کہتے تھے محمد حسین کے انگریزی رسالہ سے اس کی نسبت بھی ثابت ہو گیا یعنی یہ کہ وہ بھی اپنے دل میں ایسی حدیثوں کو موضوع اور بیہودہ اور لغو جانتا ہے ۔غرض یہ ایک ایسی ذلّت تھی کہ یک دفعہ محمد حسین کو اپنی ہی تحریروں کی وجہ سے پیش آگئی ۔ اور ابھی ایسی ذلّت کا کہاں خاتمہ ہے بلکہ آئندہ

---

[1] بعض نادان ہم پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ دھوکہ دے کر مولوی محمد حسین پر فتویٰ کفر اور الحاد لکھوایا، لیکن افسوس کہ یہ لوگ اپنے قدیم تعصب اور بخل سے باز نہیں آتے ۔ یاد رہے کہ اصل جڑھ ذلّت کی وہ انگریزی فہرست تھی جو پوشیدہ طور پر محمد حسین نے چھاپ کر گورنمنٹ کی طرف بھیجی تھی ۔پس جب یہ ذلّت کا مادہ ہمارے ہاتھ میں آیا تو ہم نے استفتاء طیار کر کے اور اس فہرست انگریزی کا مضمون پیش کر کے مولویوں سے اس پر کفر کی مُہریں لگوائیں ۔سو اس میں ہماری طرف سے کوئی اختراع نہ تھا اصل مادہ جو ہم دکھلانا چاہتے تھے وہ فہرست تھی جو ہمارے ہاتھ آگئی ۔اگر ہم استفتاء بھی تیار نہ کرتے تاہم وہ فہرست محمد حسین کی ذلّت کے لیے کافی تھی جس سے ثابت ہوتا تھا کہ محمد حسین کا ایک منہ نہیں ہے بلکہ وہ دو منہ سے کام لیتا ہے ۔ اپنی قوم کے روبرو جو وہابی ہیں غازی مہدی پر ایمان ظاہر کرتا ہے ۔ پھر گورنمنٹ کے خوش کرنے کے لیے غازی مہدی کی حدیثوں کو مجروح اور ضعیف قرار دیتا ہے اور یہ طریق اور یہ برتاؤ یکرنگ انسانوں کا ہرگز نہیں ہوتا ۔سو ذلّت تو اس دورنگی میں تھی جو ہم نے ثابت کر دی ۔ استفتاء کا اس میں کچھ حقیقی دخل نہ تھا ۔افسوس یہ لوگ نہیں سوچتے کہ استفتاء میں ہماری طرف سے کونسی خیانت تھی کیا استفتاء میں کسی کا نام ظاہر کرنا بھی شرط ہے ۔ منہ

بھی جیسے جیسے گورنمنٹ اور مسلمانوں پر کھلتا جائے گا کہ کیسے اس شخص نے دورنگی کا طریق اختیار کر رکھا ہے ویسے ویسے اس ذلت کا مزہ زیادہ سے زیادہ محسوس کرتا جائے گا اور اس ذلت کے ساتھ ایک دوسری ذلت اس کو یہ پیش آئی کہ میرے اشتہار ۱۲ر نومبر ۱۸۹۸ء کے صفحہ ۲ کے اخیر سطر میں جو یہ الہامی عبارت تھی کہ اَتَعْجَبُ لِاَمْرِیْ اس پر مولوی محمد حسین صاحب نے یہ اعتراض کیا کہ یہہ عبارت غلط ہے اس لیے یہ خدا کا الہام نہیں ہو سکتا اور اس میں غلطی یہ ہے کہ فقرہ اَتَعْجَبُ لِاَمْرِیْ لکھا ہے یہ مِنْ اَمْرِیْ چاہیئے تھا کیونکہ عجب کا صلہ من آتا ہے نہ لام۔ اس اعتراض کا جواب مَیں نے اپنے اس اشتہار میں دیا ہے جس کے عنوان پر موٹی قلم سے یہ عبارت ہے " حاشیہ متعلقہ صفحہ اوّل اشتہار مورخہ ۳۰ر نومبر ۱۸۹۸ء" اس جواب کا ماحصل یہ ہے کہ معترض کی یہ نادانی اور ناواقفیت اور جہالت ہے کہ وہ ایسا خیال کرتا ہے کہ گویا عجب کا صلہ لام نہیں آتا۔ اس اعتراض سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض فن عربی سے بالکل بے بہرہ اور بے نصیب ہے اور صرف نام کا مولوی ہے کیونکہ ایک بچہ بھی جس کو کچھ تھوڑی سی مہارت عربی میں ہو سمجھ سکتا ہے کہ عربی میں عجب کا صلہ لام بھی بکثرت آتا ہے اور یہ ایک شائع متعارف امر ہے اور تمام اہل ادب اور اہل بلاغت کی کلام میں یہ صلہ پایا جاتا ہے۔ چنانچہ اس معروف و مشہور شعر میں لام ہی صلہ بیان کیا گیا ہے اور وہ شعر یہ ہے:۔

عجبت لمولود لیس لہ اب ﴿ ومن ذی ولد لیس لہ ابوان

یعنی اس بچہ سے مجھے تعجب ہے جس کا باپ نہیں یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے اور اس سے زیادہ تعجب اس بچوں والوں سے ہے جس کے ماں باپ دونوں نہیں۔ اس شعر میں دونوں صلوں کا بیان ہے لام کے ساتھ بھی اور من کے ساتھ بھی۔ اور ایسا ہی دیوان حماسہ میں جو بلاغت فصاحت میں ایک مسلّم اور مقبول دیوان ہے اور سرکاری کالجوں میں داخل ہے۔ پانچ شعر میں عجب کا صلہ لام ہی لکھا ہے۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایک شعر یہ ہے جو دیوان مذکور کے صفحہ ۹ میں درج ہے۔

عجبت لمسراھا وانّی تخلّصت ﴿ الیّ وباب السجن دونی مغلق

یعنی وہ معشوقہ جو عالم تصور میں میرے پاس چلی آئی مجھے تعجب ہوا کہ وہ ایسے زندان میں جسکے دروازے بند تھے میرے پاس جو مَیں قید میں تھا کیونکر چلی آئی۔ دیکھو اس شعر میں بھی اس بلیغ فصیح شاعر نے عجبت کا صلہ لام ہی بیان کیا ہے جیسا کہ لفظ لمسراھا سے ظاہر ہے۔ اور ایسا ہی وہ تمام اشعار اس دیوان کے جو صفحہ ۳۹۰، ۴۱۱، ۵۷۵، ۵۱۱ میں درج ہیں ان سب میں عجب کا صلہ لام ہی لکھا ہے۔ جیسا کہ یہ شعر ہے:

عجبت لسعی الدھر بینی وبینھا ﴿ فلمّا انقضی ما بیننا سکن الدھر

یعنی مجھے اس بات سے تعجب آیا کہ زمانہ نے ہم میں جدائی ڈالنے کے لیے کیا کیا کوششیں کیں مگر جب وہ ہمارا وقت عشقبازی کا گذر گیا تو زمانہ بھی چُپ ہوگیا۔ اب دیکھو کہ اس شعر میں بھی عجب کا صلہ لام ہی آیا ہے اور ایسا ہی حماسہ کا یہ شعر ہے۔

عجبت لبرئ منك یا عزبعد ما ٭ عمرت زماناً منك غیر صحیح

یعنی اے معشوقہ یہ عجیب بات ہے کہ تیرے سبب سے ہی میں اچھا ہوا یعنی تیرے وصال سے اور تیرے سبب سے ہی ایک مدّت درازتک میں بیمار رہا یعنی تیری جدائی کی وجہ سے علیل رہا۔ شاعر کا منشاء اس شعر سے یہ ہے کہ وہ اپنی معشوقہ کو مخاطب کرکے کہتا ہے کہ میری بیماری کا بھی تو ہی سبب تھی اور پھر میرے اچھا ہو جانے کا بھی تو ہی سبب ہوئی۔ اب دیکھو کہ اس شعر میں بھی عجب کا صلہ لام ہی آیا ہے پھر ایک اور شعر حماسہ میں ہے اور وہ یہ ہے:۔

عجبا لاحمد والعجائب جمه ٭ انی یلوم علی الزمان تبدّ نی

یعنی مجھ کو احمد کی اس حرکت سے تعجب ہے اور عجائب پر عجائب جمع ہو رہے ہیں کیونکہ وہ مجھے اس بات پر ملامت کرتا ہے کہ میں نے زمانہ کی گردش سے بازی کو کیوں ہار دیا۔ وہ کب تک مجھے ایسی بیہودہ ملامت کرے گا۔ کیا وہ نہیں سمجھتا کہ ہمیشہ زمانہ موافق نہیں رہتا اور تقدیر بد کے آگے تدبیر پیش نہیں جاتی۔ پس میرا اس میں کیا قصور ہے کہ زمانہ کی گردش سے میں ناکام رہا۔ اب دیکھو کہ اس شعر میں بھی عجب کا صلہ لام آیا ہے۔ اور اسی حماسہ میں اسی قسم کا ایک اور شعر ہے:۔

عجبت لعبدان هجونی سفاهة ٭ ان اصطبحوا من شائهم وتقیلوا

یعنی مجھے تعجب آیا کہ کنیزک زادوں نے سراسر حماقت سے میری ہجو کی اور اس ہجو کا سبب ان کی صبح کی شراب اور دوپہر کی شراب تھی۔ اب دیکھو اس شعر میں بھی عجب کا صلہ لام آیا ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ یہ تو اُن شاعروں کے شعر ہیں جو جاہلیت کے زمانہ میں گذرے ہیں وہ تو کافر ہیں۔ ہم اُن کے کلام کو کب مانتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ بباعث اپنے کُفر کے جاہل تھے نہ بباعث اپنی زبان کے رو سے تو وہ امام مانے گئے ہیں یہاں تک کہ قرآن شریف کے محاورات کی تائید میں ان کے شعر تفاسیر میں بطور حجت پیش کئے جاتے ہیں اور اس سے انکار کرنا ایسی جہالت ہے کہ کوئی اہل علم اس کو قبول نہیں کرے گا۔ ماسوا اس کے یہ محاورہ صرف گذشتہ زمانہ کے اشعار میں نہیں ہے بلکہ ہمارے سیّد و مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث سے بھی اسی محاورہ کی تائید ہوتی ہے۔ مثلاً ذرہ مشکوٰۃ کو کھولو اور کتاب الایمان کے صفحہ ۲ میں اُس حدیث کو پڑھو جو اسلام کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے جس کو متفق علیہ بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے عجبنا له یسئله و یصدقه یعنی ہم نے اس شخص کی حالت سے تعجب کیا کہ پوچھتا بھی ہے اور پھر مانتا بھی جاتا ہے۔ اب دیکھو کہ اس حدیث شریف میں بھی عجبنا کا صلہ لام ہی لکھا ہے اور عجبنا منه نہیں

لکھا بلکہ عجبنا لہ کہا ہے۔

اب کوئی مولوی صاحب انصافاً فرمائیں کہ ایک شخص جو اپنے تئیں مولوی کہلاتا ہے بلکہ دوسرے مولویوں کا سرگروہ اور ایڈووکیٹ اپنے تئیں قرار دیتا ہے۔ کیا اس کے لیے یہ ذلّت نہیں ہے کہ اب تک اس کو یہ خبر ہی نہیں کہ عجب کا صلہ لام بھی آیا کرتا ہے۔ کیا اس قدر جہالت کہ مشکوٰۃ کی کتاب الایمان کی حدیث کی بھی خبر نہیں۔ کیا یہ عزّت کا موجب ہے اور اس سے مولویّت کے دامن کو کوئی ذلّت کا دھبہ نہیں لگتا؟ پھر جبکہ یہ امر پبلک پر عام طور پر کُھل گیا اور ہزارہا اہلِ علم کو معلوم ہو گیا کہ محمد حسین نہ صرف علم صرف ونحو سے ناواقف ہے بلکہ جو کچھ احادیث کے الفاظ ہیں ان سے بھی بے خبر ہے تو کیا یہ شہرت اس کی عزّت کا موجب ہوئی یا اس کی ذلّت کا؟

پھر تیسرا پہلو ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کی پیشگوئی کے پُورا ہونے کا یہ ہے کہ مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور نے اپنے حکم ۲۴؍ فروری ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین سے اس اقرار پر دستخط کرائے کہ وہ آئندہ مجھے دجّال اور کافر اور کاذب نہیں کہے گا اور قادیان کو چھوٹے کاف سے نہیں لکھے گا اور اس نے عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر اقرار کیا کہ آئندہ وہ مجھے کسی مجلس میں کافر نہیں کہے گا اور نہ میرا نام دجّال رکھے گا اور نہ لوگوں میں مجھے جھوٹا اور کاذب کر کے مشہور کرے گا۔ اب دیکھو کہ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء اس کا کہاں گیا جس کو اس نے بنارس تک قدم فرسائی کر کے طیار کیا تھا۔ اگر وہ اس فتویٰ دینے میں راستی پر ہوتا تو اس کو حاکم کے روبرو یہ جواب دینا چاہیئے تھا کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے اس لیے میں اس کو کافر کہتا ہوں اور دجّال بھی ہے اس لیے میں اس کا نام دجّال رکھتا ہوں اور یہ شخص واقعی جھوٹا ہے اس لیے میں اس کو جھوٹا کہتا ہوں بالخصوص جس حالت میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں اب تک اور اخیر زندگی تک انہی عقاید پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے تو پھر یہ کس قسم کی دیانت ہے کہ اس نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو برباد کر لیا اور حکّام کے سامنے اقرار کر دیا کہ میں آئندہ ان کو کافر نہیں کہوں گا اور نہ اُن کا نام دجّال اور کاذب رکھوں گا۔ پس سوچنے کے لائق ہے کہ اس سے زیادہ اور کیا ذلّت ہوگی کہ اس شخص نے اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔ اگر اس عمارت کی تقویٰ پر بنیاد ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ محمد حسین اپنی قدیم عادت سے باز آجاتا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کیے ہیں مگر اس دستخط سے خدا اور منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا اور نہ ایسے دستخط میری ذلّت کا موجب ٹھہرتے ہیں کیونکہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو

سلہ حاشیہ:۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعوے کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں، لیکن صاحب الشریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور

ہوسکتا ہاں ضال اور جادۂ صواب سے منحرف ضرور ہو گا اور مَیں اس کا نام بے ایمان نہیں رکھتا۔ ہاں مَیں ایسے سب لوگوں کو ضال اور جادۂ صدق و صواب سے دُور سمجھتا ہوں جو اُن سچائیوں سے انکار کرتے ہیں جو خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول ہیں۔ مَیں بلاشبہ ایسے ہر ایک آدمی کو ضلالت کی آلودگی سے مبتلا سمجھتا ہوں جو حق اور راستی سے منحرف ہے، لیکن مَیں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک وہ میری تکفیر اور تکذیب کرکے اپنے تئیں خود کو کافر نہ بنا لیوے۔ سو اس معاملہ میں ہمیشہ سے سبقت میرے مخالفوں کی طرف سے ہے کہ انہوں نے مجھ کو کافر کہا۔ میرے لیے فتویٰ طیار کیا۔ مَیں نے سبقت کرکے ان کے لیے کوئی فتویٰ طیار نہیں کیا اور اس بات کا وہ خود اقرار کر سکتے ہیں کہ اگر مَیں اللہ تعالےٰ کے نزدیک مسلمان ہوں تو مجھ کو کافر بنانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ)

محدث ہیں گو وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہیں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔ ہاں بدقسمت منکر جو ان مقربان الٰہی کا انکار کرتا ہے وہ اپنے انکار کی شامت سے دن بدن سخت دل ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ نور ایمان اس کے اندر سے مفقود ہو جاتا ہے۔ اور یہی احادیث نبویہ سے مستنبط ہوتا ہے کہ انکار اولیاء اور اُن سے دشمنی رکھنا اوّل انسان کو غفلت اور دُنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور اعمال حسنہ اور افعال صدق اور اخلاص کی ان سے توفیق چھین لیتا ہے اور پھر آخر سلب ایمان کا موجب ہو کر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے ان کو بے نصیب اور بے بہرہ کر دیتا ہے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ من عادا ولیًّا لی فقد اٰذنتہٗ للحرب۔ یعنی جو میرے ولی کا دشمن بنتا ہے تو مَیں اس کو کہتا ہوں کہ بس اب میری لڑائی کے لیے تیار ہو جا۔ اگرچہ اوائل عداوت میں خداوند کریم ورحیم کے آگے ایسے لوگوں کی طرف سے کسی قدر عدم معرفت کا عذر ہو سکتا ہے لیکن جب اس ولی اللہ کی تائید میں چاروں طرف سے نشان ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور نور قلب اس کو شناخت کر لیتا ہے اور اس کی قبولیت کی شہادت آسمان اور زمین دونوں کی طرف سے بآواز بلند کانوں کو سُنائی دیتی ہے تو نعوذ باللہ اس حالت میں جو شخص عداوت اور عناد سے باز نہیں آتا اور طریق تقویٰ کو بکلی الوداع کہہ کر دل کو سخت کر لیتا ہے اور عناد اور دشمنی سے ہر وقت درپے ایذا رہتا ہے تو اس حالت میں وہ حدیث مذکورہ بالا کے ماتحت آ جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ بڑا کریم ورحیم ہے۔ وہ انسان کو جلد نہیں پکڑتا۔ لیکن جب انسان ناانصافی اور ظلم کرتا کرتا حد سے گذر جاتا اور بہرحال اس عمارت کو گرانا چاہتا ہے اور اس باغ کو جلانا چاہتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے طیار کیا ہے تو اس صورت میں قدیم سے اور جب سے کہ سلسلہ نبوت کی بنیاد پڑی ہے عادۃ اللہ یہی ہے کہ وہ ایسے مفسد کا دشمن ہو جاتا ہے اور سب سے پہلے دولت ایمان اس سے چھین لیتا ہے۔ تب بلعم کی طرح صرف لفاظی اور زبانی قیل و قال اس کے پاس رہ جاتی ہے اور جو نیک بندوں کی خدا تعالےٰ کی طرف نسبت انس اور شوق اور ذوق اور محبت اور تبتّل اور تقویٰ کی ہوتی ہے وہ اس سے کھوئی جاتی ہے اور وہ خود محسوس کرتا ہے کہ ایام موجودہ سے دس سال پہلے جو کچھ اس کو رقت اور انشراح اور بسط اور خدا کی طرف جھکنے اور دنیا اور اہل دنیا سے بیزاری کی حالت دل میں موجود تھی اور جس طرح سچے زہد کی چمک کبھی کبھی اس کو آگاہ کرتی تھی کہ وہ خدا کے عباد صالحین میں

فتویٰ ان پر یہی ہے کہ وہ خود کافر ہیں۔ سو مَیں ان کو کافر نہیں کہتا بلکہ وہ مجھ کو کافر کہہ کر خود فتویٰ نبوی کے نیچے آتے ہیں۔ سو اگر مسٹر ڈوئی صاحب کے روبرو مَیں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ مَیں اُن کو کافر نہیں کہوں گا تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ مَیں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔ ہاں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ جو شخص مسلمان ہو کر ایک سچے ولی اللہ کے دشمن بن جاتے ہیں ان سے نیک عملوں کی توفیق چھین لی جاتی ہے اور دن بدن اُن کے دل کا نور کم ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک دن چراغ سحری کی طرح گل ہو جاتا ہے سو یہ میرا عقیدہ اپنی طرف سے نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ غرض جس شخص نے ناحق جوش میں آکر مجھ کو کافر قرار دیا اور میرے لیے فتویٰ طیار کیا کہ یہ شخص کافر دجال کذاب ہے۔ اس نے خدا تعالیٰ کے حکم سے تو کچھ خوف نہ کیا کہ وہ اہل قبلہ اور کلمہ گو کو کیوں کافر بناتا ہے اور ہزارہا بندگان خدا کو جو کتاب اللہ کے تابع اور شعار اسلام ظاہر کرتے ہیں کیوں دائرہ اسلام سے خارج کرتا ہے لیکن مجسٹریٹ ضلع کی ایک دھمکی سے ہمیشہ کے لیے یہ قبول کر لیا کہ مَیں آئندہ ان کو کافر اور دجال اور کذاب نہیں کہوں گا اور آپ ہی فتویٰ طیار کیا اور آپ ہی حکام کے خوف سے منسوخ کر دیا اور ساتھ ہی جعفر زٹلی وغیرہ کی قلمیں ٹوٹ گئیں اور با ایں ہمہ رسوائی۔ پھر محمد حسین نے اپنے دوستوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ فیصلہ میری منشاء کے موافق ہوا ہے لیکن سوچ کر دیکھو کہ کیا محمد حسین کا یہی منشاء تھا کہ آئندہ مجھے کافر نہ کہے اور تکذیب

سے ہو سکتا ہے اب وہ چمک بکلی اس کے اندر سے جاتی رہی ہے۔ اور دنیا طلبی کی ایک آگ اس کے اندر بھڑک اُٹھتی ہے اور انکار اہل اللہ کی شامت سے اس کو یہ بھی خیال نہیں آتا کہ جس زمانہ میں اس کے خیال نیک اور پاک اور زاہدانہ تھے اب اس زمانہ کی نسبت اس کی عمر بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ غرض اس کو کچھ سمجھ نہیں آتا کہ مجھ کو کیا ہو گیا اور دُنیا طلبی میں گرا جاتا اور دُنیا کا جاہ ڈھونڈتا ہے حالانکہ موت کے قریب ہوتا ہے۔ غرض اسی طرح ایمان کا نور اس کے دل سے چھین لیتے ہیں اور اولیاء اللہ کی عداوت سے دوسرا سبب سلب ایمان کا یہ بھی ہو جاتا ہے کہ وہ اُس ولی اللہ کی ہر حالت میں مخالفت کرتا رہتا ہے جو سرچشمہ نبوۃ سے پانی پیتا ہے جس کو سچائی پر قائم کیا جاتا ہے سو چونکہ اس کی عادت ہو جاتی ہے کہ خواہ مخواہ ہر ایک ایسی سچائی کو رد کرتا ہے جو اس ولی کے منہ سے نکلتی ہے اور جس قدر اس کی تائید میں نشان ظاہر ہوتے ہیں یہ خیال کر لیتا ہے کہ ایسا ہونا جھوٹوں سے ممکن ہے اس لیے رفتہ رفتہ سلسلہ نبوۃ بھی اس پر مشتبہ ہو جاتا ہے۔ لہذا انجام کار اس مخالفت کے پردہ میں اس کی ایمانی عمارت کی اینٹیں گرنی شروع ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کسی دن کسی ایسے عظیم الشان مسئلہ کی مخالفت یا نشان کا انکار کر بیٹھتا ہے جس سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ ہاں اگر کسی کا کوئی سابق نیک عمل ہو جو حضرت احدیت میں محفوظ ہو تو ممکن ہے کہ آخر کار عنایت ازلی اس کو تھام لے اور وہ رات کو یا دن کو یک دفعہ اپنی حالت کا مطالعہ کرے یا بعض ایسے امور اس کی آنکھ روشن کرنے کے لیے پیدا ہو جائیں جن سے یکدفعہ وہ خواب غفلت سے جاگ اُٹھے۔ وَ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَ اللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ۔ منہ

نہ کرے اور ان باتوں سے توبہ کرکے اپنا مُنہ بند کر لے اور کیا جعفر زٹلی یہ چاہتا تھا کہ اپنی گندی تحریروں سے باز آجائے؟ پس اگر یہ وہی بات نہیں جو اشتہار ۱۸۹۸ء کی پیشگوئی پوری ہوگئی اور خدا نے میرے ذلیل کرنے والے کو ذلیل کیا ہے تو اور کیا ہے؟ جس شخص نے اپنے رسالوں میں یہ عہد شائع کیا تھا کہ مَیں اس شخص کو مرتے دم تک کافر اور دجّال کہتا رہوں گا جب تک وہ میرا مذہب قبول نہ کرے۔ تو اس میں اس کی کیا عزت رہی جو اس عہد کو اُس نے توڑ دیا۔ اور وہ جعفر زٹلی جو گندی گالیوں سے کسی طرح باز نہیں آتا تھا اگر ذلّت کی موت اس پر وارد نہیں ہوئی تو اب کیوں نہیں گالیاں نکالتا۔ اور اب ابوالحسن تبتی کہاں ہے اس کی زبان کیوں بند ہوگئی۔ کیا اس کے گندے ارادوں پر کوئی انقلاب نہیں آیا۔ پس یہی تو وہ ذلّت ہے جو پیشگوئی کا منشاء تھا کہ ان سب کے منہ میں لگام دی گئی اور درحقیقت اس الہام کی تشریح جو ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کو ہوا اس الہام نے دوبارہ کر دی ہے جو بتاریخ ۲۱؍ فروری ۱۸۹۹ء رسالہ حقیقت المہدی میں شائع کیا گیا۔ بلکہ عجیب تر بات یہ ہے کہ ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار میں جو الہام شائع ہوا تھا اس میں ایک یہ فقرہ تھا کہ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ اور پھر یہی فقرہ ۲۱؍ فروری ۱۸۹۹ء کے الہام میں بھی جو ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کے الہام کے لیے بطور شرح کے آیا ہے جیسا کہ رسالہ حقیقت المہدی کے صفحہ ۱۲ سے ظاہر ہے پس ان دونوں الہاموں کے مقابلہ سے ظاہر ہوگا کہ یہ دوسرا الہام جو ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء کے الہام سے قریباً تین ماہ بعد ہوا ہے اس پہلے الہام کی تشریح کرتا ہے اور اس بات کو کھول کر بیان کرتا ہے کہ وہ ذلّت جس کا وعدہ اشتہار ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء میں تھا وہ کس رنگ میں پوری ہوگی۔ اسی غرض سے یہ موخر الذکر الہام جو ۲۱؍ فروری ۱۸۹۹ء کو ہوا پہلے الہام کے ایک فقرہ کا اعادہ کرکے ایک اور فقرہ بطور تشریح اس کے ساتھ بیان کرتا ہے یعنی پہلا الہام جو اشتہار ۲۱؍ نومبر ۱۸۹۸ء میں درج ہے جو محمد حسین اور جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی کی ذلّت کی پیشگوئی کرتا ہے اس میں یہ فقرہ تھا کہ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ یعنی ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور دوسرے الہام میں جو ۲۱؍ فروری ۱۸۹۹ء میں بذریعہ رسالہ حقیقت المہدی شائع ہوا اس میں یہی فقرہ ایک زیادہ فقرہ کے ساتھ اس طرح پر لکھا گیا ہے یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ وَ یُوْثَقُ اور اس فقرہ کے معنے اسی رسالہ حقیقت المہدی کے صفحہ ۱۲ کی اخیر سطر اور صفحہ ۱۳ کی پہلی سطر میں یہ بیان کئے گئے ہیں ظالم اپنے ہاتھ کاٹے گا اور اپنی شرارتوں سے روکا جائے گا۔ اب دیکھو کہ اس تشریح میں صاف بتلایا گیا ہے کہ ذلّت کس قسم کی ہوگی یعنے یہ ذلّت ہوگی کہ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی اپنی گندی اور بے حیائی کی تحریروں سے روکے جائیں گے۔ اور جو سلسلہ انہوں نے گالیاں دینے اور بے حیائی کے بے جا حملوں اور ہماری پرائیویٹ زندگی اور خاندانی تعلقات کی نسبت نہایت درجہ کی کمینہ پن کی شرارت اور بدزبانی اور افتراء اور جھوٹ سے شائع کیا تھا وہ جبراً بند کیا جائے گا۔

اب سوچو کہ کیا وہ سلسلہ بند کیا گیا یا نہیں اور کیا وہ شیطانی کارروائیاں جو ناپاک زندگی کا خاصہ ہوتی ہیں جن

کی بے جا غلو سے پاکدامن بیویاں آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گندہ زبانی کے حملے کرنے کی نوبت پہنچ گئی تھی کیا یہ پلید اور بے حیائی کے طریق جو محمد حسین اور اس کے دوست جعفر زٹلی نے اختیار کئے تھے حاکم مجاز کے حکم سے روکے گئے یا نہیں اور کیا یہ گندہ زبانی کی عادت جس کو کسی طرح یہ لوگ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے چھوڑائی گئی یا نہیں پس ایک عقلمند انسان کے لیے یہ ذلت کچھ تھوڑی نہیں کہ اس کے خلاف تہذیب اور بے حیائی اور سفلہ پن کی عادات کے کاغذات عدالت میں پیش کئے جائیں اور پڑھے جائیں اور عام اجلاس میں سب پر یہ بات کھلے اور ہزارہا لوگوں میں شہرت پاوے کہ مولوی کہلا کر ان لوگوں کی یہ تہذیب اور یہ شائستگی ہے اب خود سوچ لو کہ کیا اس حد تک کسی شخص کی گندی کارروائیاں گندے عادات گندے اخلاق حکام اور پبلک پر ظاہر ہونا کیا یہ عزت ہے یا بے عزتی ؟ اور کیا ایسے نفرتی اور ناپاک شیوہ پر عدالت کی طرف سے مؤاخذہ ہونا یہ کچھ سرفرازی کا موجب ہے یا شانِ مولویت کو اس سے ذلت کا دھبہ لگتا ہے ۔

اگر ہمارے معترضوں میں حقایق شناسی کا کانشنس کچھ باقی رہتا تو ایسا صریح باطل اعتراض ہرگز پیش نہ کرتے کہ ۲۱ر نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار کی ذلت کی پیشگوئی پوری نہیں ہوئی کیونکہ یہ پیشگوئی تو ایسے زور شور سے پوری ہوگئی کہ عدالت کے کمرہ میں ہی لوگ بول اٹھے کہ آج خدا کا فرمودہ پورا ہوگیا ۔ صدہا لوگوں کو یہ بات معلوم ہوگی کہ جب محمد حسین کو یہ فہمایش کی گئی کہ آیندہ ایسی گندی تحریریں شائع نہ کرے اور کافر اور دجال اور کاذب بھی نہ کہے تو مسٹر برون صاحب ہمارا وکیل بھی بے اختیار بول اٹھا کہ پیشگوئی پوری ہوگئی ۔ یاد رہے کہ موجودہ کاغذات کے رُو سے جو عدالت کے سامنے تھے عدالت نے یہ معلوم کر لیا تھا کہ محمد حسین نے مع جعفر زٹلی کے یہ زیادتی کی ہے کہ مجھے نہایت گندی گالیاں دی ہیں اور میرے پرائیویٹ تعلقات میں سفلہ پن سے گندہ دہانی ظاہر کی ہے یہاں تک کہ تصویریں چھاپی ہیں ۔ لیکن عدالت نے احتیاطاً آیندہ کی روک کیلئے اس نوٹس میں فریقین کو شامل کر لیا تا اس طریق سے بکلی سدباب کرے ۔ مسٹر جے ۔ ایم ڈوئی صاحب زندہ موجود ہیں جن کے سامنے یہ کاغذات پیش ہوئے تھے اور اب تک وہ مسل موجود ہے جس میں وہ تمام کاغذات نتھی کئے گئے ۔ کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ عدالت میں محمد حسین کی طرف سے بھی کوئی ایسے کاغذات پیش ہوئے جن میں مَیں نے بھی سفلہ پن کی راہ سے گندی تحریریں شائع کی ہوں ۔ عدالت نے اپنے نوٹس میں قبول کر لیا ہے کہ ان گندی تحریروں کے مقابل پر جو سراسر حیا اور تہذیب کے مخالف تھیں میری طرف سے صرف یہ کارروائی ہوئی کہ مَیں نے جناب الٰہی میں اپیل کیا ۔ اب ظاہر ہے کہ ایک شریف کے لیے یہ حالتِ موت سے بدتر ہے کہ اس کا یہ رویہ عدالت پر کھل جائے کہ وہ ایسی گندہ زبانی کی عادت رکھتا ہے بلکہ ایک شریف تو اس خجالت سے جیتا ہی مر جاتا ہے کہ حاکم مجاز عدالت کی کرسی پر اس کو یہ کہے کہ یہ کیا گندہ طریق ہے جو تو نے اختیار کیا اور ان کارروائیوں کا نتیجہ ذلت ہونا یہ تو ایک ادنیٰ امر ہے ۔ خود پولیس کے افسر جنہوں نے مقدمہ اٹھایا تھا اُن سے پوچھنا چاہیئے کہ اس کارروائی کے دوران میں جبکہ وہ محمد حسین اور جعفر زٹلی کی

گندہ زبانی کے کاغذات پیش کر رہے تھے کیا میری گندہ زبانی کا بھی کوئی کاغذ ان کو ملا جس کو انہوں نے عدالت میں پیش کیا اور چاہو تو محمد حسین کو حلفاً پوچھ کر دیکھ لو کہ کیا جو واقعات عدالت میں تم پر گذرے اور جبکہ عدالت نے تم سے سوالات کئے کہ کیا یہ گندی تحریریں تمہاری تحریریں ہیں اور کیا جعفر زٹلی سے تمہارا کچھ تعلق ہے یا نہیں تو ان سوالات کے وقت تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ کیا اس وقت تمہارا دل حاکم کے ان سوالات کو اپنی عزت سمجھتا تھا یا ذلت سمجھ کر غرق ہوتا جاتا تھا۔ اگر اتنے واقعات کے جمع ہونے سے جو ہم لکھ چکے ہیں پھر بھی ذلت نہیں ہوئی اور عزت میں کچھ بھی فرق نہیں آیا تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ آپ لوگوں کی عزت بڑی پکی ہے۔

پھر ماسوا اس کے ۲۱؍نومبر ۱۸۹۸ء کے اشتہار کی میعاد کے اندر کئی اور ایسے امور بھی ظاہر ہوئے ہیں جن سے بلاشبہ مولوی محمد حسین صاحب کی عالمانہ عزت میں اس قدر فرق آیا ہے کہ گویا وہ خاک میں مل گئی ہے۔ ازانجملہ ایک یہ ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے پرچہ پیسہ اخبار اور اخبار عام میں کمال حق پوشی کی راہ سے یہ شائع کر دیا تھا کہ وہ مقدمہ جو پولیس کی رپورٹ پر مجھ پر اور ان پر دائر کیا گیا تھا جو ۲۴؍فروری ۱۸۹۹ء میں فیصلہ ہوا اس میں گویا یہ عاجز بری نہیں ہوا بلکہ ڈسچارج ہوا اور بڑے زور و شور سے یہ دعویٰ کیا تھا کہ فیصلہ میں مسٹر ڈوئی صاحب کی طرف سے ڈسچارج کا لفظ ہے اور ڈسچارج بُری کو نہیں کہتے بلکہ جس پر جُرم ثابت نہ ہو سکے اس کا نام ڈسچارج ہے اور اس اعتراض سے محمد حسین کی غرض یہ تھی کہ تا لوگوں پر یہ ظاہر کرے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی لیکن جیسا کہ ہم کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۸۱ میں تحریر کر چکے ہیں یہ اس کی طرف سے محض افترا تھا اور دراصل ڈسچارج کا ترجمہ بُری ہے اور کچھ نہیں اور اس نے عقلمندوں کے نزدیک بُری کے انکار سے اپنی بڑی پردہ دری کرائی کہ اس بات سے انکار کیا کہ ڈسچارج کا ترجمہ بری نہیں ہے۔ چنانچہ اسی صفحہ مذکورہ یعنی صفحہ ۸۱ میں بہ تفصیل مَیں نے لکھ دیا ہے کہ انگریزی زبان میں کسی کو جُرم سے بُری سمجھنے یا بری کرنے کے لیے دو لفظ استعمال ہوتے ہیں (۱) ایک ڈسچارج (۲) دوسرے ایکئٹ۔ ڈسچارج اس جگہ بولا جاتا ہے کہ جہاں حاکم مجوز کی نظر میں جُرم کا ابتدا سے ہی کچھ ثبوت نہ ہو اور تحقیقات کے تمام سلسلہ میں کوئی ایسی بات پیدا نہ ہو جو اس کو ایسا مُجرم ٹھہرا سکے اور فرد قرار داد جُرم قائم کرنے کے لائق کر سکے۔ غرض اس کے دامن عصمت پر کوئی غبار نہ پڑ سکے اور بوجہ اس کے کہ جُرم کے ارتکاب کا کچھ بھی ثبوت نہیں۔ ملزم کو چھوڑا جائے اور ایکئٹ اس جگہ بولا جاتا ہے جہاں اوّل جُرم ثابت ہو جائے اور فرد قرار داد جُرم لگائی جائے اور پھر مجرم اپنی صفائی کا ثبوت دے کر اس الزام سے رہائی پائے۔ غرض ان دونوں لفظوں میں قانونی طور پر فرق یہی ہے کہ ڈسچارج وہ بریت کی قسم ہے کہ جہاں سرے سے جُرم ثابت ہی نہ ہو سکے اور ایکئٹ وہ بریت کی قسم ہے کہ جہاں جُرم تو ثابت ہو جائے اور فرد قرار داد بھی لگ جائے مگر آخر میں ملزم کی صفائی ثابت ہو جائے اور عربی میں بریت کا لفظ ایک تھوڑے سے تصرف کے ساتھ ان دونوں مفہوموں پر مشتمل ہے۔ یعنی جب

ایک ملزم ایسی حالت میں چھوڑا جائے کہ اس کے دامنِ عصمت پر کوئی دھبہ جرم کا لگ نہیں سکا اور وہ ابتدا سے کبھی اس نظر سے دیکھا ہی نہیں گیا کہ وہ مجرم ہے یہاں تک کہ جیسا کہ وہ داغ سے پاک عدالت کے کمرہ میں آیا ویسا ہی داغ سے پاک عدالت کے کمرہ سے نکل گیا۔ ایسی قسم کے ملزم کو عربی زبان میں بری کہتے ہیں اور جب ایک ملزم پر مجرم ہونے کا قوی شُبہ گذر گیا اور مجرموں کی طرح اس سے کارروائی کی گئی اور اس تمام ذلّت کے بعد اس نے اپنی صفائی کی شہادتوں کے ساتھ اس شُبہ کو اپنے سر پر سے دُور کر دیا تو ایسے ملزم کا نام عربی زبان میں مبترء ہے۔ پس اس تحقیق سے ثابت ہوا کہ ڈسچارج کا عربی میں ٹھیک ٹھیک ترجمہ بری ہے اور ایکیٹ کا ترجمہ مبترء ہے۔ عرب کے یہ دو مقولے ہیں کہ انا بری من ذالك و انا مبترء من ذالك پہلے قول کے یہ معنے ہیں کہ میرے پر کوئی تہمت ثابت نہیں کی گئی اور دوسرے قول کے یہ معنے ہیں کہ میری صفائی ثابت کی گئی ہے اور قرآن شریف میں یہ دونوں محاورے موجود ہیں۔ چنانچہ بری کا لفظ قرآن شریف میں بعینہٖ ڈسچارج کے معنوں پر بولا گیا ہے جیسا کہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْٓــَٔةً اَوْ اِثْمًا ثُمَّ يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـــًٔا فَقَدِ احْتَمَلَ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا۔ الجزو نمبر ۵ سورہ نساء[1]۔ یعنی جو شخص کوئی خطا یا کوئی گناہ کرے اور پھر کسی ایسے شخص پر وہ گناہ لگاوے جس پر وہ گناہ ثابت نہیں تو اس نے ایک کُھلے کُھلے بہتان اور گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر لیا اور مبترء کی مثال قرآن شریف میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ[2]۔ یہ اس مقام کی آیت ہے کہ جہاں بے لوث اور بے گناہ ہونا ایک کا ایک وقت تک مشتبہ رہا۔ پھر خدا نے اس کی طرف سے ڈیفنس پیش کر کے اس کی بریّت کی۔ اب آیت يَرْمِ بِهٖ بَرِيْٓـــًٔا سے بہ بداہت ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے ایسے شخص کا نام بری رکھا ہے جس پر کوئی گناہ ثابت نہیں کیا گیا۔ اور یہی وہ مفہوم ہے جس کو انگریزی میں ڈسچارج کہتے ہیں، لیکن اگر کوئی مکابرہ کی راہ سے یہ کہے کہ اس جگہ بری کے لفظ سے وہ شخص مراد ہے جو مجرم ثابت ہونے کے بعد اپنے صفائی کے گواہوں کے ذریعہ سے اپنی بریّت ظاہر کرے تو ایسا خیال بدیہی طور پر باطل ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کا بری کے لفظ سے یہی منشاء ہے تو اس سے یہ خرابی پیدا ہوگی کہ اس آیت سے یہ فتویٰ ملے گا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص پر جس کا گناہ ثابت نہیں کسی گناہ کی تہمت لگانا کوئی جرم نہیں ہوگا کہ وہ مستور الحال شریفوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہو اور صرف یہ کسر ہو کہ ابھی اس نے بے قصور ہونا عدالت میں حاضر ہو کر ثابت نہیں کیا۔ حالانکہ ایسا سمجھنا صریح باطل ہے۔ اور اس سے تمام تعلیم قرآن شریف کی زیر و زبر ہو جاتی ہے کیونکہ اس صورت میں جائز ہوگا کہ جو لوگ مثلاً ایسی مستور الحال عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں جنہوں نے عدالت میں حاضر ہو کر اس بات کا ثبوت نہیں دیا کہ وہ ہر قسم کی بدکاری سے مدت العمر محفوظ رہی ہیں وہ کچھ گناہ نہیں کرتے اور اُن کو روا ہے کہ

---

[1] النساء: ۱۱۳ [2] النور: ۲۷

مستورالحال عورتوں پر ایسی تہمتیں لگایا کریں حالانکہ ایسا خیال کرنا اس مندرجہ ذیل آیت کی رو سے صریح حرام اور معصیت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُهَدَآءَ فَاجْلِدُوْهُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً[1] یعنی جو لوگ ایسی عورتوں پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں جن کا زنا کار ہونا ثابت نہیں ہے بلکہ مستورالحال ہیں اگر وہ لوگ چار گواہ سے اپنے اس الزام کو ثابت نہ کریں تو اُن کو اسّی درّے مارنے چاہئیں۔ اب دیکھو کہ ان عورتوں کا نام خدا نے بَری رکھا ہے جن کا زانیہ ہونا ثابت نہیں۔

پس بَری کے لفظ کی یہ تشریح بعینہٖ ڈسچارج کے مفہوم سے مطابق ہے کیونکہ اگر بَری کا لفظ جو قرآن نے آیت یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓـًٔا میں استعمال کیا ہے صرف ایسی صورت پر بولا جاتا ہے کہ جبکہ کسی کو مجرم ٹھہرا کر اس پر فردِ قرار دادِ جُرم لگائی جائے اور پھر وہ گواہوں کی شہادت سے اپنی صفائی ثابت کرے اور استغاثہ کا ثبوت ڈیفنس کے ثبوت سے ٹوٹ جائے تو اس صورت میں ہر ایک شریر کو آزادی ہوگی کہ ایسی تمام عورتوں پر زنا کا الزام لگادے جنہوں نے معتمد گواہوں کے ذریعہ سے عدالت میں ثابت نہیں کر دیا کہ وہ زانیہ نہیں ہیں خواہ وہ رسُولوں اور نبیوں کی عورتیں ہوں اور خواہ صحابہؓ کی اور خواہ اولیاء اللہ کی اور خواہ اہلِ بیت کی عورتیں ہوں اور ظاہر ہے کہ آیت یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓـًٔا میں بَری کے لفظ کے ایسے معنے کرنے صاف الحاد ہے جو ہرگز خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں بَری کے لفظ سے خدا تعالےٰ کا یہی منشاء ہے کہ جو مستورالحال لوگ ہیں خواہ مرد ہیں خواہ عورتیں ہیں جن کا کوئی گناہ ثابت نہیں وہ سب بَری کے نام کے مستحق ہیں اور بغیر ثبوت ان پر کوئی تہمت لگانا فسق ہے جس سے خدا تعالیٰ اس آیت میں منع فرماتا ہے اور اگر کسی کو نبیوں اور رسولوں کی کچھ پرواہ نہ ہو اور اپنی ضد سے باز نہ آوے تو پھر ذرہ شرم کر کے اپنی عورتوں کی نسبت ہی کچھ انصاف کرے کہ کیا اگر ان پر کوئی شخص ان کی عفت کے مخالف کوئی ایسی ناپاک تہمت لگا دے جس کا کوئی ثبوت نہ ہو تو کیا وہ عورتیں آیت یَرْمِ بِهٖ بَرِیْٓـًٔا کی مصداق ٹھہر کر بَری سمجھی جاسکتی ہیں اور ایسا تہمت لگانے والا سزا کے لائق ٹھہرتا ہے یا وہ محض اس حالت میں بَری سمجھی جائیں گی جبکہ وہ اپنی صفائی اور پاک دامنی کے بارے میں عدالت میں گواہ گذرائیں اور جب تک وہ بذریعہ شہادتوں کے اپنی عفت کا عدالت میں ثبوت نہ دیں تب تک جو شخص چاہے ان کی عفت پر حملہ کیا کرے اور ان کو غیر بری قرار دے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ میں بارِ ثبوت تہمت لگانے والے پر رکھا ہے اور جب تک تہمت لگانے والا کسی گناہ کو ثابت نہ کرے تب تک تمام مردوں اور عورتوں کو بَری کہلانے کے مستحق ٹھہرایا ہے پس قرآن اور زبانِ عرب کے رو سے بری کے معنے ایسے وسیع ہیں کہ جب تک کسی پر کسی جُرم کا ثبوت نہ ہو وہ بری کہلائے گا کیونکہ انسان کے

---

[1] النور:۵

لیے بری ہونا طبعی حالت ہے اور گناہ ایک عارضہ ہے جو پیچھے سے لاحق ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر ایک انسان جب تک اس کا کوئی جُرم ثابت نہ ہو بری کہلانے کا حقدار ہے کیونکہ طبعی حالت بغیر کسی عارضہ لاحق کے دُور نہیں ہوسکتی۔

ایک اور امر عظیم الشان ہے جو اشتہار ۱۲ر نومبر ۱۸۹۸ء کی میعاد میں ظہور میں آیا جس سے اشتہار مذکورہ کی پیشگوئی کا پورا ہونا اور بھی وضاحت سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ وہ پیشگوئی جو چوتھا لڑکا ہونے کے بارے میں ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۵۸ میں کی گئی تھی جس کے ساتھ یہ شرط تھی کہ عبدالحق غزنوی جو امرتسر میں مولوی عبدالجبار غزنوی کی جماعت میں رہتا ہے نہیں مرے گا جب تک یہ چوتھا لڑکا پیدا نہ ہولے۔ وہ پیشگوئی اشتہار ۱۲ر نومبر ۱۸۹۸ء کی میعاد کے اندر پوری ہوگئی اور وہ لڑکا بفضلہٖ تعالیٰ ۱۴ر جون ۱۸۹۹ء کو مطابق ۴ر صفر ۱۳۱۷ھ پیدا ہوگیا جس کا نام مبارک احمد رکھا گیا اور جیسا کہ پیشگوئی میں شرط تھی کہ عبدالحق غزنوی اس وقت تک زندہ ہوگا کہ چوتھا لڑکا پیدا ہوجائے گا۔ ایسا ہی ظہور میں آیا اور اب اس وقت تک کہ ۱۴ر دسمبر ۱۸۹۹ء ہے ہر ایک شخص امرتسر میں جاکر تحقیق کرلے کہ عبدالحق اب تک زندہ ہے۔ پس اس میں کیا شک ہے کہ یہ صاف صاف اور کھلی کھلی پیشگوئی محمد حسین اور اس کے گروہ کی عزت کا موجب نہیں ہوسکتی کیونکہ خدا نے ایسے انسان کی دُعا کو قبول کرکے جو محمد حسین اور اس کے گروہ کی نظر میں کافر اور دجّال ہے اس کی پیشگوئی کے مطابق عبدالحق غزنوی کی زندگی میں اس کو پسر چہارم عطا فرمایا اور یہ ایک تائیدِ الٰہی ہے جو بجز صادق انسان کے اور کسی کے لیے ہرگز نہیں ہوسکتی۔ پس جب کہ اس پیشگوئی کا میعاد کے اندر پورا ہوجانا اور عبدالحق کی زندگی میں ہی اس کا ظہور میں آنا میری عزت کا موجب ہوا تو بلاشبہ محمد حسین اور اس کے گروہ جعفر زٹلی وغیرہ کی ذلت کا موجب ہوا ہوگا۔ یہ اَور بات ہے کہ یہ لوگ ہر ایک بات میں اور ہر ایک موقعہ پر یہ کہتے رہیں کہ ہماری کچھ بھی ذلت نہیں ہوئی۔ لیکن جو شخص منصف ہوکر ان تمام واقعات کو پڑھے گا اس کو تو بہر حال ماننا پڑے گا کہ بلاشبہ ذلت ہوچکی۔

اس جگہ افسوس سے ہمیں یہ بھی لکھنا پڑا ہے کہ پرچہ اخبار عام ۲۳ر نومبر ۱۸۹۹ء میں ایک شخص ثناء اللہ نام امرتسری نے یہ مضمون چھپوایا ہے کہ اب تک مولوی محمد حسین کی کچھ بھی ذلت نہیں ہوئی۔ ہم حیران ہیں کہ اس صریح خلاف واقعہ امر کا کیا جواب لکھیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ثناء اللہ صاحب کے خیال میں ذلت کس کو کہتے ہیں۔ ہاں ہم یہ قبول کرتے ہیں کہ ذلت کئی قسم کی ہوتی ہے اور انسانوں کے ہر ایک طبقہ کے مناسب حال ایک قسم کی ذلت ہے مثلاً زمینداروں میں سے ایک وہ ہیں جو فقط سرکاری دستک جاری ہونے سے اپنی ذلت خیال کرتے ہیں اور ان کے مقابل پر اس قسم کے زمیندار بھی دیکھے جاتے ہیں کہ قسط مالگذاری بروقت ادا نہ ہونے کی وجہ سے تحصیل کے چپڑاسی ان کو پکڑ کرلے جاتے ہیں اور بوجہ نہ ادائیگی معاملہ کے سخت گوشمالی کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات دو چار جُوتے ان کو مار بھی دیتے ہیں اور وہ

زمیندار ہنسی خوشی سے مار کھا لیتے ہیں اور ذرہ خیال نہیں کرتے کہ کچھ بھی ان کی بے عزتی ہوئی ہے اور ان سے بھی زیادہ بعض شریر چوہڑوں اور چماروں اور ساہنسیوں میں سے ایسے ہوتے ہیں کہ جو جیلخانہ میں جاتے ہیں اور جوتوں پر بید بھی کھاتے ہیں اور باایں ہمہ کبھی نہیں سمجھتے کہ ہماری عزت میں کچھ بھی فرق آیا ہے بلکہ جیل میں ہنستے رہتے اور گاتے رہتے ہیں گویا ایک نشے میں ہیں۔ اب چونکہ عزتیں کئی قسم کی اور ذلتیں بھی کئی قسم کی ہیں اس لیے یہ بات میاں ثناء اللہ سے پوچھنے کے لائق ہے کہ وہ کس امر کو شیخ محمد حسین کی ذلت قرار دیتے ہیں۔ اور اگر اتنی قابل شرم باتوں میں سے جو بیچارے محمد حسین کو پیش آئیں اب تک اس کی کچھ بھی ذلت نہیں ہوئی تو ہمیں سمجھا دیں کہ وہ کونسی صورت تھی جس سے اس کی ذلت ہو سکتی اور بیان فرما دیں کہ جو مولوی محمد حسین جیسی شان اور عزت کا آدمی ہو اس کی ذلت کس قسم کی بے عزتی میں متصور ہے۔ اب تک تو ہم یہی سمجھے بیٹھے تھے کہ شریف اور معزز انسانوں کی عزت نہایت نازک ہوتی ہے اور تھوڑی سی کسرشان سے عزت میں فرق آ جاتا ہے مگر اب میاں ثناء اللہ صاحب کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام قابل شرم امور سے مولوی صاحب موصوف کی عزت میں کچھ بھی فرق نہیں آیا۔ پس اس صورت میں ہم اس انکار کا کچھ بھی جواب نہیں دے سکتے جب تک کہ میاں ثناء اللہ کھول کر ہمیں نہ بتلاویں کہ کس قسم کی ذلت ہونی چاہیئے تھی جس سے موحدین کے اس ایڈووکیٹ کی عزت میں فرق آ جاتا۔ اگر وہ معقول طور پر ہمیں سمجھا دیں گے کہ شریفوں اور معززوں اور ایسے نامی علماء کی ذلت اس قسم کی ہونی ضروری ہے تو اس صورت میں اگر ہماری پیشگوئی کے رو سے وہ خاص ذلت نہیں پہنچی جو پہنچنی چاہیئے تھی تو ہم اقرار کر دیں گے کہ ابھی پیشگوئی پورے طور پر ظہور میں نہیں آئی۔ لیکن اب تک تو ہم مولوی محمد حسین کی عالمانہ حیثیت پر نظر کر کے یہی سمجھتے ہیں کہ پیشگوئی ان کی حیثیت کے مطابق اور نیز الہامی شرط[1] کے مطابق پورے طور پر ظہور میں آ چکی۔

مدت ہوئی کہ ہمیں ان تمام مولویوں سے ترک ملاقات ہے۔ ہمیں کچھ بھی معلوم نہیں کہ یہ لوگ اپنی بے عزتی کس حد کی ذلت میں خیال کرتے ہیں اور کس حد کی ذلت کو ہضم کر جاتے ہیں۔ میاں ثناء اللہ کو اعتراض کرنے کا بے شک حق ہے مگر ہم جواب دینے سے معذور ہیں جب تک وہ کھول کر بیان نہ کریں کہ بے عزتی تب ہوتی تھی کہ جب ایسا ظہور میں آتا۔ ہم قبول کرتے ہیں کہ انسانوں کے مختلف طبقوں کے لحاظ سے بے عزتی بھی مختلف طور پر ہے اور ہر ایک کے لیے وجوہ ذلت کے جدا جدا ہیں لیکن ہمیں کیا خبر ہے کہ آپ لوگوں نے مولوی محمد حسین کو کس طبقہ کا انسان قرار دیا ہے اور اس کی ذلت کن امور میں تصور فرمائی ہے۔ ہماری دانست میں تو میاں

---

[1] الہامی شرط یہ تھی کہ محمد حسین اور اس کے دو رفیقوں کی ذلت صرف اسی قسم کی ہوگی جس قسم کی ذلت انہوں نے پہنچائی تھی جیسا کہ الہام مندرجہ اشتہار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کے اس فقرہ سے ظاہر ہے کہ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ۔ پس الہامی شرط کو نظر انداز کر کے اعتراض اٹھانا نادان متعصبوں کا کام ہے نہ عقلمندوں اور منصفوں کا۔ منہ

ثناء اللہ کو مولوی محمد حسین صاحب سے کوئی پوشیدہ کینہ ہے کہ وہ اب تک ان کی اس درجہ کی ذلّت پر راضی نہیں ہوئے جو شریفوں اور معززوں اور اہل علم کے لیے کافی ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ دُنیا میں ذلّت تین قسم کی ہوتی ہے ایک تو جسمانی ذلّت جس کے اکثر جرائم پیشہ تختہ مشق ہوتے رہتے ہیں۔ دوسرے اخلاقی ذلّت۔ یہ تب ہوتی ہے جب کسی کی اخلاقی حالت نہایت گندی ثابت ہو اور اس پر اس کو سرزنش ہو۔ تیسرے علمی پردہ دری کی ذلّت جس سے عالمانہ حیثیت خاک میں ملتی ہے۔ اب ظاہر ہے کہ اخلاقی ذلّت ظہور میں آچکی ہے اگر کسی کو شک ہے تو اس مثل کو ملاحظہ کرے جو مسٹر جے ایم ڈوئی صاحب کی عدالت میں طیار ہوئی ہے۔ ایسا ہی عالمانہ حیثیت کی ذلّت ظہور میں آچکی اور عجیبت کے صلہ پر جو اعتراض محمد حسین صاحب نے کیا اور پھر جو ڈسچارج کا ترجمہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا ہے کہ ڈسچارج کا ترجمہ بَری نہیں ہے۔ ان دونوں اعتراضوں سے صاف طور پر کھل گیا کہ علاوہ کمالات نحو دانی اور حدیث دانی کے آپ کو قانون انگریزی میں بھی بہت کچھ دخل ہے اور یاد رہے کہ دشمن کی ذلت ایک قسم کی یہ بھی ہوتی ہے کہ اس کے مخالف کو جس کے ذلیل کرنے کے لیے ہر دم تدبیریں کرتا اور طرح طرح کے مکر استعمال میں لاتا ہے خدا تعالیٰ کی طرف سے عزت مل جائے۔ سو اس قسم کی ذلّت بھی ظاہر ہے۔ کیونکہ ڈوئی صاحب کے مقدمہ کے بعد جو کچھ خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے میری طرف ایک دُنیا کو رجوع دیا اور دے رہا ہے یہ ایک ایسا امر ہے جو اس شخص کی اس میں صریح ذلّت ہے جو اس کے برخلاف میرے لیے چاہتا تھا۔ ہاں میاں ثناء اللہ کے تین اعتراض اور باقی ہیں اور وہ یہ کہ وہ پرچہ اخبار عام میں یہ کہتا ہے کہ محمد حسین کو چار مربع زمین مل گئی ہے اور کسی ریاست میں اس کا کچھ وظیفہ مقرر ہو گیا ہے۔ اور مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب نے اس کی منشاء کے موافق مقدمہ کیا ہے‘‘۔

تیسرے اعتراض کے جواب کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ یہ دعویٰ تو سراسر ترک حیا ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ محمد حسین کی منشاء کے موافق مقدمہ ہوا ہے۔ خود محمد حسین کو قسم دے کر پوچھنا چاہیئے کہ کیا اس کا منشاء تھا کہ آیندہ وہ کافر اور دجّال اور کاذب کہنے سے باز آجاتے اور کیا اس کا یہ منشاء تھا کہ آئندہ گالیوں اور فحش کہنے اور کہانے سے باز آجائے؟ پھر کون منصف اور صاحب حیا کہہ سکتا ہے کہ یہ مقدمہ محمد حسین کے منشاء کے موافق ہوا۔ ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ ہمیں بھی آئندہ موت اور ذلّت کی پیشگوئی کرنے سے روکا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ہماری کارروائی خود اس وقت سے پہلے ختم ہو چکی تھی کہ جب ڈوئی صاحب کے نوٹس میں ایسا لکھا گیا بلکہ ہم اپنے رسالہ انجام آتھم میں بتصریح لکھ چکے ہیں کہ ہم ان لوگوں کو آیندہ مخاطب کرنا بھی نہیں چاہتے جب تک یہ ہمیں مخاطب نہ کریں اور ہم بدل بیزار اور متنفر ہیں کہ ان لوگوں کا نام بھی لیں چہ جائیکہ ان کے حق میں پیشگوئی کر کے اسی قدر خطاب سے ان کو کچھ عزت دیں۔ ہمارا مدعا تین فرقوں کی نسبت تین پیشگوئیاں تھیں۔ سو ہم اپنے اس مدعا کو پورا کر چکے

اب کچھ بھی ہمیں ضرورت نہیں کہ ان لوگوں کی موت اور ذلّت کی نسبت پیشگوئی کریں اور یہ الزام کہ آئندہ عموماً الہامات کی اشاعت کرنے اور ہر قسم کی پیشگوئیوں سے روکا گیا ہے یہ ان لوگوں کی باتیں ہیں جو وعید لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین میں داخل ہیں۔ اب بھی ہم اس مقدمہ کے بعد بہت سی پیشگوئیاں شائع کر چکے ہیں۔ پس یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے کہ یہ لوگ بے خبر لوگوں کے پاس بیان کر رہے ہیں۔

رہا یہ سوال کہ محمد حسین کو کچھ زمین مل گئی ہے یعنی بجائے ذلّت کے عزّت ہو گئی ہے۔ یہ نہایت بیہودہ خیال ہے بلکہ یہ اُس وقت اعتراض کرنا چاہیئے تھا کہ جب اس زمین سے محمد حسین کچھ منفعت اُٹھا لیتا۔ ابھی تو وہ ایک ابتلاء کے نیچے ہے۔ کچھ معلوم نہیں کہ اس زمین سے انجام کار کچھ زیرباری ہوگی یا کچھ منفعت ہوگی۔ ماسوا اس کے کنز العمال کی کتاب المزارعہ میں یعنی صفحہ ۲۷۳ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث موجود ہے لا تدخل سکۃ الحرث علی قوم الّا اذلھم اللّٰہ (طب عن ابی یمامہ) یعنی کھیتی کا لوہا اور آلہ کسی قوم میں نہیں آتا جو اس قوم کو ذلیل نہیں کرتا۔ پھر اسی صفحہ میں ایک دوسری حدیث ہے انہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رأی شیئاً من اٰلۃ الحرث فقال یدخل ھذا بیت قوم الّا دخلۃ الذل (خ عن ابی امامہ) یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آلہ زراعت کا دیکھا اور فرمایا کہ یہ آلہ کسی قوم کے گھر میں داخل نہیں ہوتا مگر اس قوم کو ذلیل کر دیتا ہے۔ اب دیکھو ان احادیث سے صریح طور پر ثابت ہے کہ جہاں کاشت کاری کا آلہ ہوگا وہیں ذلّت ہوگی۔ اب ہم میاں ثناء اللہ کی بات مانیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر ایمان رکھتا ہے اس کو ماننا پڑے گا کہ کسی کے گلے میں کاشت کاری کا سامان پڑنا یہ بھی ایک قسم کی ذلّت[1] ہے سو یہ تو میاں ثناء اللہ نے ہماری مدد کی جس قسم کی ذلّت کی ہمیں خبر بھی نہیں تھی ہمیں خبر دے دی۔ ہمیں تو پانچ قسم کی ذلّت کی خبر تھی۔ اس چھٹی قسم کی ذلّت پر میاں ثناء اللہ کی معرفت اطلاع ہوئی۔ اور رہی یہ بات کہ محمد حسین کا کسی ریاست میں وظیفہ مقرر ہو گیا ہے یہ ایسا امر ہے کہ اس کو کوئی دانشمند عزّت

---

[1] قرآن شریف میں یہ قسم مذکور ہے کہ یہودیوں نے آسمانی کھانے سے انکار کر کے حضرت موسیٰ سے زمین مانگی تھی اور ساگ اور عدس اور پیاز وغیرہ کے خواہشمند ہوئے تھے۔ تب خدا نے ان کی یہ درخواست منظور کر کے فرمایا کہ تم نے زمین نہیں لی بلکہ اپنے لیے ذلّت لے لی۔ اگر چاہو تو قرآن شریف میں سے یہ تمام آیت غور سے پڑھو مِنۡۢ بَقۡلِهَا وَ قِثَّآئِهَا وَ فُوۡمِهَا وَ عَدَسِهَا ------ وَ ضُرِبَتۡ عَلَيۡهِمُ الذِّلَّةُ وَ الۡمَسۡكَنَةُ★ اب اس جگہ اگر کچھ ان دونوں قصوں میں فرق ہے تو صرف یہی کہ یہودیوں نے حضرت موسیٰ سے زمین مانگی اور ذلّت کی پیشگوئی سُنی اور محمد حسین نے مسٹر جے۔ ایم ڈوئی سے زمین مانگی مگر ہمیں معلوم نہیں کہ انہوں نے بھی کچھ فرمایا یا نہیں یہودیوں کا آسمانی کھانا مَن اور سلویٰ تھا اور محمد حسین کا آسمانی کھانا متوکلانہ رزق تھا۔ اب نمبرداری کی خواہش ہوئی دیکھیں نتیجہ کیا ہو۔ منہ

★ البقرۃ ۶۲

قرار نہیں دے گا۔ ان ریاستوں میں تو ہر ایک قسم کے لوگوں کے وظیفے مقرر ہیں جن میں سے بعض کے ناموں کا ذکر بھی قابل شرم ہے۔ پھر اگر محمد حسین کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا تو کس عزت کا موجب ہوا بلکہ اس جگہ تو وہ فقرہ یاد آتا ہے کہ بئس الفقیر علی باب الامیر۔

غرض یہ پیشگوئی جو محمد حسین اور اس کے دو رفیقوں کی نسبت تھی اعلیٰ درجہ پر پوری ہو گئی ہم قبول کرتے ہیں کہ ان لوگوں کی اس قسم کی ذلت نہیں ہوئی جو ادنیٰ طبقہ کے لوگوں کی ذلت ہوتی ہے۔ مگر پیشگوئی میں پہلے سے اس کی تصریح تھی کہ مثلی ذلت ہو گی جیسا کہ پیشگوئی کا یہ فقرہ ہے۔ جَزَآءُ سَیِّئَةٍ بِمِثْلِهَا وَتَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ یعنی جس قسم کی ذلت ان لوگوں نے پہنچائی اسی قسم کی ذلت ان کو پہنچے گی۔ اب ہم اس سوال کو زٹلی اور تبتی سے تو نہیں پوچھتے کیونکہ ان کی ذلت اور عزت دونوں طفیلی ہیں۔ مگر جو شخص چاہے محمد حسین کو قرآن شریف ہاتھ میں دے کر حلفاً پوچھ لے کہ یہ مثلی ذلت جو الہام سے مفہوم ہوتی ہے یہ تمہیں اور تمہارے رفیقوں کو پہنچ گئی یا نہیں؛ بے حیائی سے بات کو حد سے بڑھانا کسی شریف انسان کا کام نہیں ہے بلکہ گندوں اور سفلوں کا کام ہے، لیکن ایک منصف مزاج سوچ سکتا ہے کہ الہام الٰہی میں یہ تو نہیں بتلایا گیا تھا کہ وہ ذلت کسی زد و کوب کے ذریعہ سے ہو گی یا کسی اور جسمانی ضرر سے یا خون کرنے سے وہ ذلت پہونچائی جائے گی بلکہ الہام الٰہی کے صاف اور صریح یہ لفظ تھے کہ ذلت صرف اس قسم کی ہو گی جس قسم کی ذلت ان لوگوں نے پہنچائی۔ الہام موجود ہے۔ ہزاروں آدمیوں میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ پھر یہودیوں کی طرح اس میں تحریف کرنا اس بے حیا انسان کا کام ہے جس کو نہ خدا تعالیٰ کا خوف ہے اور نہ انسانوں سے شرم ہے۔

راقم

میرزا غلام احمد از قادیان

تاریخ طبع ۱۷؍ دسمبر ۱۸۹۹ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

اسمٰعیل

(۲۱۸)

(ضمیمہ نمبر۳ منسلکہ کتاب تریاق القلوب)

حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست

جبکہ ہماری یہ محسن گورنمنٹ ہر ایک طبقہ اور درجہ کے انسانوں بلکہ غریب سے غریب اور عاجز سے عاجز خدا کے بندوں کی ہمدردی کر رہی ہے۔ یہاں تک کہ اس ملک کے پرندوں اور چرندوں اور بے زبان مویشیوں کے بچاؤ کے لیے بھی اس کے عدل گستر قوانین موجود ہیں۔ اور ہر ایک قوم اور فرقہ کو مساوی آنکھ سے دیکھ کر ان کی حق رسی میں مشغول ہے تو اس انصاف اور دادگستری اور عدل پسندی کی خصلت پر نظر کر کے یہ عاجز بھی اپنی ایک تکلیف کے رفع کے لیے حضور گورنمنٹ عالیہ میں یہ عاجزانہ عریضہ پیش کرتا ہے اور پہلے اس سے کہ اصل مقصود کو ظاہر کیا جائے اس محسن اور قدر شناس گورنمنٹ کی خدمت میں اسقدر بیان کرنا بے محل نہ ہوگا کہ یہ عاجز گورنمنٹ کے اس قدیم خیر خواہ خاندان میں سے ہے جس کی خیر خواہی کا گورنمنٹ کے عالی مرتبہ حکام نے اعتراف کیا ہے اور اپنی چٹھیوں سے گواہی دی ہے کہ وہ خاندان ابتدائی انگریزی عملداری سے آج تک خیر خواہی گورنمنٹ عالیہ میں برابر سرگرم رہا ہے۔ میرے والد مرحوم میرزا غلام مرتضٰی اس محسن گورنمنٹ کے ایسے مشہور خیر خواہ اور دلی جان نثار تھے کہ وہ تمام حکام جو اُن کے وقت میں اس ضلع میں آئے، سب کے سب اس بات کے گواہ ہیں کہ انہوں نے میرے والد موصوف کو ضرورت کے وقتوں میں گورنمنٹ کی خدمت کرنے میں کیسا پایا۔ اور اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ انہوں نے ۱۸۵۷ء کے مفسدہ کے وقت اپنی تھوڑی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے معہ پچاس جوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لیے دیئے اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لیے کمر بستہ رہے یہاں تک کہ اس دنیا سے گذر گئے۔ والد مرحوم گورنمنٹ عالیہ کی نظر میں ایک معزز اور ہر دلعزیز رئیس تھے جن کو دربار گورنری میں کُرسی ملتی تھی اور وہ خاندان مغلیہ میں سے ایک تباہ شدہ ریاست کے بقیہ تھے جنہوں نے بہت سی مصیبتوں کے بعد گورنمنٹ انگریزی کے عہد میں آرام پایا تھا یہی وجہ

تھی کہ وہ دل سے اس گورنمنٹ سے پیار کرتے تھے اور اس گورنمنٹ کی خیر خواہی ایک میخ فولادی کی طرح ان کے دل میں دھنس گئی تھی۔ اُن کی وفات کے بعد مجھے خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی طرح بالکل دُنیا سے الگ کرکے اپنی طرف کھینچ لیا اور مَیں نے اس کے فضل سے آسمانی مرتبت اور عزت کو اپنے لیے پسند کرلیا۔ لیکن مَیں اس بات کا فیصلہ نہیں کرسکتا کہ اس گورنمنٹ محسنہ انگریزی کی خیر خواہی اور ہمدردی میں مجھے زیادتی ہے یا میرے والد مرحوم کو۔ بیس برس کی مدت سے مَیں اپنے دلی جوش سے ایسی کتابیں زبان فارسی اور عربی اور اردو اور انگریزی میں شائع کر رہا ہوں جن میں بار بار یہ لکھا گیا ہے کہ مسلمانوں پر یہ فرض ہے جس کے ترک سے وہ خدا تعالیٰ کے گنہگار ہوں گے کہ اس گورنمنٹ کے سچے خیر خواہ اور دلی جان نثار ہو جائیں اور جہاد اور خونی مہدی کے انتظار وغیرہ بیہودہ خیالات سے جو قرآن شریف سے ہرگز ثابت نہیں ہوسکتے دست بردار ہو جائیں۔ اور اگر وہ اس غلطی کو چھوڑنا نہیں چاہتے تو کم سے کم یہ اُن کا فرض ہے کہ اس گورنمنٹ محسنہ کے ناشکر گذار نہ بنیں اور نمک حرامی سے خدا کے گنہگار نہ ٹھہریں کیونکہ یہ گورنمنٹ ہمارے مال اور خون اور عزت کی محافظ ہے اور اس کے مبارک قدم سے ہم جلتے ہوئے تنور میں سے نکالے گئے ہیں۔ یہ کتابیں ہیں جو مَیں نے اس ملک اور عرب اور شام اور فارس اور مصر وغیرہ ممالک میں شائع کی ہیں۔ چنانچہ شام کے ملک کے بعض عیسائی فاضلوں نے بھی میری کتابوں کے شائع ہونے کی گواہی دی ہے۔ اور میری بعض کتابوں کا ذکر کیا ہے[۱]۔ اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کرسکتا۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانہ تک کہ جو بیس برس کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ بالا پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ مَیں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسا ہی پادریوں کے مقابل پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں۔ اور میں اس بات کا بھی اقراری ہوں کہ جبکہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی اور

---

[۱] خرسطفور جبارہ نام ایک دمشق کا رہنے والا فاضل عیسائی اپنی کتاب خلاصۃ الادیان کے صفحہ چوالیس ۴۴ میں میری کتاب حمامۃ البشریٰ کا ذکر کرتا ہے اور حمامۃ البشریٰ میں سے چھ سطریں بطور نقل کے لکھتا ہے اور میری نسبت لکھتا ہے کہ یہ کتاب ایک ہندی فاضل کی ہے جو تمام ملک ہند میں مشہور ہے۔ دیکھو خلاصۃ الادیان وزبدۃ الایان صفحہ ۴۴ چودھویں سطر سے اکیسویں سطر تک۔ منہ

حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں۔ اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ یہ شخص ڈاکو تھا۔ چور تھا۔ زناکار تھا اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص اپنی لڑکی پر بدنیتی سے عاشق تھا اور باایں ہمہ جھوٹا تھا اور لُوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا ہو۔ تب میں نے اُن جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کے دبانے کے لیے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے تا سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بے امنی پیدا نہ ہو۱۔ تب مَیں نے بمقابل ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی تھی کیونکہ میرے کانشنس نے قطعی طور پر مجھے فتویٰ دیا کہ اسلام میں جو بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں اُن کے غیظ و غضب کی آگ بجھانے کے لیے یہ طریق کافی ہوگا کیونکہ عوض معاوضہ کے بعد کوئی گلہ باقی نہیں رہتا۔ سو یہ میری پیش بینی کی تدبیر صحیح نکلی اور ان کتابوں کا یہ اثر ہوا کہ ہزار ہا مسلمان جو پادری عماد الدین وغیرہ لوگوں کی تیز اور گندی تحریروں سے اشتعال میں آچکے تھے یک دفعہ اُن کے اشتعال فرو ہو گئے۔ کیونکہ انسان کی یہ عادت ہے کہ جب سخت الفاظ کے مقابل پر اس کا عوض دیکھ لیتا ہے تو اس کا وہ جوش نہیں رہتا۔ باایں ہمہ میری تحریر پادریوں کے مقابل پر بہت نرم تھی گویا کچھ بھی نسبت نہ تھی۔ ہماری محسن گورنمنٹ خوب سمجھتی ہے کہ مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ ہی یہ اثر پہنچایا گیا ہے کہ وہ جیسا کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتے ہیں ایسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔ سو کسی مسلمان کا یہ حوصلہ ہی نہیں کہ تیز زبانی کو اس حد تک پہنچائے جس حد تک ایک متعصّب عیسائی پہنچا سکتا ہے اور مسلمانوں میں یہ ایک عمدہ سیرت ہے جو فخر کرنے کے لائق ہے کہ وہ تمام نبیوں کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ہو چکے ہیں ایک عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور حضرت مسیح علیہ السلام سے بعض وجوہ سے ایک خاص محبت رکھتے ہیں جس کی تفصیل کے لیے اس جگہ موقع نہیں۔ سو مجھ سے پادریوں کے مقابل پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے

---

۱ ان مباحثات کی کتابوں سے ایک یہ بھی مطلب تھا کہ برٹش انڈیا اور دوسرے ملکوں پر بھی اس بات کو واضح کیا جاوے کہ ہماری گورنمنٹ نے ہر ایک قوم کو مباحثات کیلئے آزادی دے رکھی ہے کوئی خصوصیت پادریوں کی نہیں ہے۔ منہ

بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا۔ اور میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ پر بنا دیا ہے۔ (۱) اوّل والد مرحوم کے اثر نے (۲) دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے (۳) تیسرے خدا تعالیٰ کے الہام نے۔

اب میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں۔ صرف ایک رنج اور درد و غم ہر وقت مجھے لاحق حال ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کے لیے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دُکھ دیتے ہیں۔ میرے قتل کے لیے ان لوگوں نے فتوے دیئے ہیں۔ مجھے کافر اور بے ایمان ٹھہرایا ہے اور بعض ان میں سے حیا اور شرم کو ترک کر کے اس قسم کے اشتہار میرے مقابل پر شائع کرتے ہیں کہ یہ شخص اس وجہ سے بھی کافر ہے کہ اس نے انگریزی سلطنت کو سلطنت روم پر ترجیح دی ہے اور ہمیشہ سلطنت انگریزی کی تعریف کرتا ہے اور ایک باعث یہ بھی ہے کہ یہ لوگ مجھے اس وجہ سے بھی کافر ٹھیراتے ہیں کہ میں نے خدا تعالیٰ کے سچے الہام سے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور اس خونی مہدی کے آنے سے انکار کیا ہے جس کے یہ لوگ منتظر ہیں۔ بیشک میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے ان لوگوں کا بڑا نقصان کیا ہے کہ میں نے ایسے خونی مہدی کا آنا سراسر جھوٹ ثابت کر دیا ہے جس کی نسبت ان لوگوں کا خیال تھا کہ وہ آکر بے شمار روپیہ ان کو دے گا مگر میں معذور ہوں۔ قرآن اور حدیث سے یہ بات بپایۂ ثبوت نہیں پہنچتی کہ دُنیا میں کوئی ایسا مہدی آئے گا جو زمین کو خون میں غرق کر دے گا۔ پس میں نے ان لوگوں کا بجز اس کے کوئی گناہ نہیں کیا کہ اس خیالی لوٹ مار کے روپیہ سے میں نے ان کو محروم کر دیا ہے۔ میں خدا سے پاک الہام پاکر یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں اور وحشیانہ عادتیں دُور ہو جائیں اور نفسانی جذبات سے اُن کے سینے دھوئے جائیں اور ان میں آہستگی اور سنجیدگی اور حلم اور میانہ روی اور انصاف پسندی پیدا ہو جائے اور یہ اپنی اس گورنمنٹ کی ایسی اطاعت کریں کہ دوسروں کے لیے نمونہ بن جائیں اور یہ ایسے ہو جائیں کہ کوئی بھی فساد کی رگ ان میں باقی نہ رہے۔ چنانچہ کسی قدر یہ مقصود مجھے حاصل بھی ہو گیا ہے اور میں دیکھتا ہوں کہ دس ہزار یا اس سے بھی زیادہ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو میری ان پاک تعلیموں کے دل سے پابند ہیں[1]۔ اور یہ نیا فرقہ مگر گورنمنٹ کے لیے نہایت مبارک فرقہ برٹش انڈیا میں زور سے ترقی کر رہا ہے اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر

---

[1] میں نے اپنی کسی کتاب میں لکھا تھا کہ میری جماعت تین سو ۳۰۰ آدمی ہیں، لیکن اب وہ شمار بہت بڑھ گیا ہے کیونکہ زور سے ترقی ہو رہی ہے۔ اب میں یقین رکھتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے۔ اور میری فراست یہ پیشگوئی کرتی ہے کہ تین سال تک ایک لاکھ تک میری اس جماعت کا عدد پہنچے گا۔ منہ

کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں۔ اور اگر وہ اس گورنمنٹ کی سب قوموں سے بڑھ کر خیر خواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کریں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی رُوح ان میں پیدا ہو جائے گی۔ اور جس طرح ایک انسان خوجہ ہو کر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی۔ مگر مَیں نہیں کہتا کہ گورنمنٹ عالیہ جبراً ان کو میری جماعت میں داخل کرے اور نہ مَیں اس وقت یہ استغاثہ کرتا ہوں کہ کیوں وہ ہر وقت میرے قتل کے درپے ہیں اور کیوں میرے قتل کے لیے جھوٹے فتوے شائع کر رہے ہیں۔ اور مَیں جانتا ہوں کہ یہ بدارادے ان کے عبث ہیں۔ کیونکہ کوئی چیز زمین پر نہیں ہو سکتی جب تک آسمان پر نہ ہو لے۔ اور مَیں ان کی بدی کے عوض میں اُن کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالےٰ انکی آنکھیں کھولے اور وہ خدا اور مخلوق کے حقوق کے شناسا ہو جائیں مگر چونکہ ان لوگوں کی عداوت حد سے بڑھ گئی ہے اس لیے مَیں نے اُن کی اصلاح کے لیے اور ان کی بھلائی کے لیے بلکہ تمام مخلوق کی خیر خواہی کے لیے ایک تجویز سوچی ہے جو ہماری گورنمنٹ کی امن پسند پالیسی کے مناسب حال ہے جس کی تعمیل اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ یہ ہے کہ یہ محسن گورنمنٹ جس کے احسانات سب سے زیادہ مسلمانوں پر ہیں، ایک یہ احسان کرے کہ اس ہر روزہ تکفیر اور تکذیب اور قتل کے فتوؤں اور منصوبوں کے روکنے کے لیے خود درمیان میں ہو کر یہ ہدایت فرما دے کہ اس تنازعہ کا فیصلہ اس طرح پر ہو کہ مدعی یعنی یہ عاجز جس کو مسیح ہونے کا دعوےٰ ہے اور جس کو یہ دعوےٰ ہے کہ جس طرح نبیوں سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہوتا تھا اسی طرح مجھ سے ہمکلام ہوتا ہے اور غیب کے بھید مجھ پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور آسمانی نشان دکھلائے جاتے ہیں۔ یہ مدعی یعنی یہ عاجز گورنمنٹ کے حکم سے ایک سال کے اندر ایک ایسا آسمانی نشان دکھلا دے ایسا نشان جس کا مقابلہ کوئی قوم اور کوئی فرقہ جو زمین پر رہتے ہیں نہ کر سکے اور مسلمانوں کی قوموں یا دوسری قوموں میں سے کوئی ایسا ملہم اور خواب بین اور معجزہ نما پیدا نہ ہو سکے جو اس نشان کے ایک سال کے اندر نظیر پیش کرے اور ایسا ہی ان تمام مسلمانوں بلکہ ہر ایک قوم کے پیشواؤں کو جو ملہم اور خدا کے مقرب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، ہدایت اور فہمائش ہو کہ اگر وہ اپنے تئیں سچ پر اور خدا کے مقبول سمجھتے ہیں اور ان میں کوئی ایسا پاک دل ہے جس کو خدا نے ہمکلام ہونے کا شرف بخشا ہے اور الٰہی طاقت کے نمونے اس کو دیئے گئے ہیں تو وہ بھی ایک سال تک کوئی نشان دکھلا دیں۔ پھر بعد اس کے اگر ایک سال تک اس عاجز نے ایسا کوئی نشان نہ دکھلایا جو انسانی طاقتوں سے بالاتر اور انسانی ہاتھ کی ملونی سے بھی بلند تر ہو یا یہ کہ نشان تو دکھلایا مگر اس قسم کے نشان اور مسلمانوں یا اور قوموں سے بھی ظہور میں آگئے تو یہ سمجھا جائے کہ مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں اور اس صورت میں مجھ کو کوئی سخت سزا دی جائے گو موت

کی ہی سزا ہو کیونکہ اس صورت میں فساد کی تمام بنیاد میری طرف سے ہوگی اور مفسد کو سزا دینا قرین انصاف ہے۔ اور خدا پر جھوٹ بولنے سے کوئی گناہ بدتر نہیں، لیکن اگر خدا تعالےٰ نے ایک سال کی میعاد کے اندر میری مدد کی اور زمین کے رہنے والوں میں سے کوئی میرا مقابلہ نہ کر سکا تو پھر میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ گورنمنٹ محسنہ میرے مخالفوں کو نرمی سے ہدایت کرے کہ اس نظارۂ قدرت کے بعد شرم اور حیا سے کام لیں اور تمام مردی اور بہادری سچائی کے قبول کرنے میں ہے۔

اس قدر عرض کر دینا پھر دوبارہ ضروری ہے کہ نشان اس قسم کا ہوگا کہ جو انسانی طاقتوں سے بالاتر ہو اور اس میں نکتہ چینی کی ایک ذرہ گنجایش نہ ہو کہ ممکن ہے کہ اس شخص نے ناجائز اسباب سے کام لیا ہو بلکہ جس طرح آفتاب اور ماہتاب کے طلوع اور غروب میں یہ ظن نہیں ہو سکتا کہ کسی انسان نے پیش از وقت اپنی حکمت عملی سے ان کو چڑھایا ہے یا غروب کر دیا ہے اسی طرح اس نشان میں بھی ایسا ظن کرنا محال ہو۔ اس قسم کا فیصلہ صدہا نیک نتیجے پیدا کرے گا اور ممکن ہے کہ اس سے تمام قومیں ایک ہو جائیں اور بے جا نزاعیں اور جھگڑے اور قوموں کا تفرقہ اور حد سے زیادہ عناد جو قانون سڈیشن کے منشاء کے بھی برخلاف ہے یہ تمام پھوٹ صفحہ برٹش انڈیا سے نابود ہو جائے اور اس میں شک نہیں کہ یہ پاک کارروائی گورنمنٹ کی ہمیشہ کے لیے اس ملک میں یادگار رہے گی اور یہ کام گورنمنٹ کے لیے بہت مقدم اور ضروری ہے اور انشاء اللہ اس سے نیک نتیجے پیدا ہوں گے۔ چونکہ آجکل یورپ کی بعض گورنمنٹیں اس بات کی طرف بھی مائل ہیں کہ مختلف مذاہب کی خوبیاں معلوم کی جائیں کہ اُن سب میں سے خوبیوں میں بڑھا ہوا کونسا مذہب ہے اور اس غرض سے یورپ کے بعض ملکوں میں جلسے کئے جاتے ہیں جیسا کہ ان دنوں میں اٹلی میں ایسا ہی جلسہ درپیش ہے اور پھر پیرس میں بھی ہوگا سو جبکہ یورپ کے سلاطین کا میلان طبعاً اس طرف ہوگیا ہے اور سلاطین کی اس قسم کی تفتیش بھی لوازمِ سلطنت میں سے شمار کی گئی ہے اس لیے مناسب نہیں ہے کہ ہماری یہ اعلیٰ درجہ کی گورنمنٹ دوسروں سے پیچھے رہے۔ اور تمہید اس کارروائی کی اس طرح پر ہو سکتی ہے کہ ہماری عالی ہمت گورنمنٹ ایک مذہبی جلسہ کا اعلان کر کے اس زیر تجویز جلسہ کی ایسی تاریخ مقرر کرے جو دو سال سے زیادہ نہ ہو اور تمام قوموں کے سرگروہ علماء اور فقراء اور مُلہموں کو اس غرض سے بُلایا جائے کہ وہ جلسہ کی تاریخ پر حاضر ہو کر اپنے مذہب کی سچائی کے دو ثبوت دیں (۱) اوّل ایسی تعلیم پیش کریں جو دوسری تعلیموں سے اعلیٰ ہو جو انسانی درخت کی تمام شاخوں کی آبپاشی کر سکتی ہو (۲) دوسرے یہ ثبوت دیں کہ ان کے مذہب میں روحانیت اور طاقت بالا ویسی ہی موجود ہو جیسا کہ ابتداء میں دعوےٰ کیا گیا تھا اور وہ اعلان جو جلسہ سے پہلے شائع کیا جائے اس میں بہ تصریح یہ ہدایت ہو کہ قوموں کے سرگروہ ان دو ثبوتوں کے لیے طیار ہو کر جلسہ کے میدان میں قدم رکھیں اور تعلیم کی خوبیاں بیان کرنے کے بعد ایسی اعلیٰ پیشگوئیاں پیش کریں جو محض خدا کے

علم سے مخصوص ہوں۔ اور نیز ایک سال کے اندر پوری بھی ہو جائیں۔ غرض ایسے نشان ہوں جن سے مذہب کی رُوحانیت ثابت ہو اور پھر ایک سال تک انتظار کر کے غالب مغلوب کے حالات شائع کر دیئے جائیں میرے خیال میں ہے کہ اگر ہماری دانا گورنمنٹ اس طریق پر کاربند ہو اور آزماوے کہ کس مذہب اور کس شخص میں رُوحانیت اور خدا کی طاقت پائی جاتی ہے تو یہ گورنمنٹ دُنیا کی تمام قوموں پر احسان کرے گی اور اس طرح سے ایک سچے مذہب کو اس کی تمام رُوحانی زندگی کے ساتھ دُنیا پر پیش کر کے تمام دُنیا کو راہ راست پر لے آئے گی کیونکہ وہ تمام شور و غوغا جو کسی ایسے مذہب کے لیے کیا جاتا ہے جس کے ساتھ فوق العادۃ زندہ نشان نہیں اور محض روایات پر مدار ہے وہ سب ہیچ ہے کیونکہ کوئی مذہب بغیر نشان کے انسان کو خدا سے نزدیک نہیں کر سکتا اور نہ گناہ سے نفرت دلا سکتا ہے۔ مذہب پکارنے میں ہر ایک کی بلند آواز ہے لیکن کبھی ممکن نہیں کہ فی الحقیقت پاک زندگی اور پاک دلی اور خدا ترسی میسر آ سکے جب تک کہ انسان مذہب کے آئینہ میں کوئی فوق العادۃ نظارہ مشاہدہ نہ کرے نئی زندگی ہرگز حاصل نہیں ہو سکتی جب تک ایک نیا یقین پیدا نہ ہو۔ اور کبھی نیا یقین پیدا نہیں ہو سکتا جب تک موسیٰ اور مسیح اور ابراہیم اور یعقوب اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح نئے معجزات نہ دکھائے جائیں۔ نئی زندگی انہی کو ملتی ہے جن کا خدا نیا ہو، یقین نیا ہو۔ نشان نئے ہوں اور دوسرے تمام لوگ قصّوں کہانیوں کے جال میں گرفتار ہیں۔ دل غافل ہیں اور زبانوں پر خدا کا نام ہے مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین کے شور و غوغا تمام قصّے اور کہانیاں ہیں اور ہر ایک شخص جو اس وقت کئی سو برس کے بعد اپنے کسی پیغمبر یا اوتار کے ہزار ہا معجزات سناتا ہے وہ خود اپنے دل میں جانتا ہے کہ وہ ایک قصّہ بیان کر رہا ہے جس کو نہ اُس نے اور نہ اُس کے باپ نے دیکھا ہے اور نہ اس کے دادے کو اُس کی خبر ہے وہ خود نہیں سمجھ سکتا کہ کہاں تک اس کا یہ بیان صحیح اور درست ہے کیونکہ یہ دُنیا کے لوگوں کی عادت ہے کہ ایک تنکے کا پہاڑ بنا دیا کرتے ہیں اس لیے یہ تمام قصّے جو معجزات کے رنگ میں پیش کئے جاتے ہیں ان کا پیش کرنے والا خواہ کوئی مسلمان ہو یا عیسائی ہو جو حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا جانتا ہے یا کوئی ہندو ہو۔ جو اپنے اوتاروں کے کرشمے کتابیں اور پستک کھول کر سناتا ہے یہ سب کچھ ہیچ اور لاشئ ہیں اور ایک کوڑی ان کی قیمت نہیں ہو سکتی جب تک کہ کوئی زندہ نمونہ ان کے ساتھ نہ ہو۔ اور سچا مذہب وہی ہے جس کے ساتھ زندہ نمونہ ہے۔ کیا کوئی دل اور کوئی کانشنس اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ ایک مذہب تو سچا ہے مگر اس کی سچائی کی چمکیں اور سچائی کے نشان آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور ان ہدایتوں کے بھیجنے والے کے مُنہ پر ہمیشہ کے لیے مُہر لگ گئی ہے۔ مَیں جانتا ہوں کہ ہر ایک انسان جو سچی بھوک اور پیاس خدا تعالیٰ کی طلب میں رکھتا ہے وہ ایسا خیال ہرگز نہیں کرے گا۔ اس لیے ضروری ہے کہ سچے مذہب کی یہی نشانی ہو کہ زندہ خدا کے زندہ نمونے اور اس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نُور اس مذہب میں تازہ بتازہ موجود ہوں۔ اگر ہماری گورنمنٹ عالیہ ایسا جلسہ کرے تو یہ نہایت مبارک ارادہ ہے اور اس سے ثابت

ہوگا کہ یہ گورنمنٹ سچائی کی حامی ہے اور اگر ایسا جلسہ ہو تو ہر ایک شخص اپنے اختیار سے اور ہنسی خوشی سے اس جلسہ میں داخل ہو سکتا ہے۔ قوموں کے پیشوا جنہوں نے مقدس کہلا کر کروڑھا روپیہ قوموں کا کھا لیا ہے ان کے تقدس کو آزمانے کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی عمدہ طریق نہیں کہ جو اُن کا یا اُن کے مذہب کا خدا کے ساتھ رشتہ ہے اس رشتہ کا زندہ ثبوت مانگا جائے۔ یہ عاجز اپنے دلی جوش سے جو ایک پاک جوش ہے یہی چاہتا ہے کہ ہماری محسن گورنمنٹ کے ہاتھ سے یہ فیصلہ ہو۔ خدایا اس عالی مرتبہ گورنمنٹ کو یہ الہام کر تا وہ اس قسم کے جلسوں میں سب سے پیچھے آکر سب سے پہلے ہو جائے۔ اور مَیں چونکہ مسیح موعود ہوں اس لیے حضرت مسیح کی عادت کا رنگ مجھ میں پایا جانا ضروری ہے حضرت مسیح علیہ السلام وہ انسان تھے جو مخلوق کی بھلائی کے لیے صلیب پر چڑھے گو خدا کے رحم نے اُن کو بچا لیا اور مرہم عیسیٰ[۱] نے ان کے زخموں کو اچھا کر کے آخر کشمیر جنت نظیر میں اُن کو پہنچا دیا۔ سو انہوں نے سچائی کے لیے صلیب سے پیار کیا اور اس طرح اس پر چڑھ گئے جیسا کہ ایک بہادر سوار خوش عناں گھوڑے پر چڑھتا ہے۔ سو ایسا ہی مَیں بھی مخلوق کی بھلائی کے لیے صلیب سے پیار کرتا ہوں اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم نے حضرت مسیح کو صلیب سے بچا لیا اور ان کی تمام رات کی دُعا جو باغ میں کی گئی تھی قبول کر کے ان کو صلیب اور صلیب کے نتیجوں سے نجات دی ایسا ہی مجھے بھی بچائے گا۔ اور حضرت مسیح صلیب سے نجات پا کر نصیبین کی طرف آئے اور پھر افغانستان کے ملک میں ہوتے ہوتے کوہ نعمان میں پہنچے اور جیسا کہ اس جگہ شہزادہ نبی کا چبوترہ اب تک گواہی دے رہا ہے وہ ایک مدت تک کوہ نعمان میں رہے اور پھر اس کے بعد پنجاب کی طرف آئے۔ آخر کشمیر میں گئے اور کوہ سلیمان پر ایک مدت تک عبادت کرتے رہے اور سکھوں کے زمانہ تک ان کی یادگار کا کوہ سلیمان پر کتبہ موجود تھا۔ آخر سرینگر میں ایک سو پچیس برس کی عمر میں وفات پائی اور خانیار کے محلہ کے قریب آپ کا مقدس مزار ہے۔ غرض جیسا کہ اس نبی نے سچائی کے لیے صلیب کو قبول کیا ایسا ہی مَیں بھی قبول کرتا ہوں۔ اگر اس جلسہ کے بعد جس کی گورنمنٹ محسنہ کو ترغیب دیتا ہوں ایک سال کے اندر میرے نشان تمام دُنیا پر غالب نہ ہوں تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔ میں راضی ہوں کہ اس جُرم کی سزا میں سُولی دیا جاؤں اور میری ہڈیاں توڑی جائیں۔ لیکن وہ خدا جو آسمان پر ہے جو دل کے خیالات کو جانتا ہے جس کے الہام سے میں

---

[۱] مرہم عیسیٰ ایک نہایت مبارک مرہم ہے جس سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخم اچھے ہوئے تھے جبکہ آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے سُولی سے نجات پائی تو صلیب کی کیلوں کے جو زخم تھے جن کو آپ نے حواریوں کو بھی دکھلایا تھا وہ اسی مرہم سے اچھے ہوئے تھے۔ یہ مرہم طب کی ہزار کتاب میں درج ہے اور قانون بوعلی سینا میں بھی مندرج ہے اور رومیوں اور یونانیوں اور عیسائیوں اور یہودیوں اور مسلمانوں غرض تمام فرقوں کے طبیبوں نے اس مرہم کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ منہ

نے اس عریضہ کو لکھا ہے وہ میرے ساتھ ہوگا اور میرے ساتھ ہے وہ مجھے اس گورنمنٹ عالیہ اور قوموں کے سامنے شرمندہ نہیں کریگا۔ اسی کی رُوح ہے جو میرے اندر بولتی ہے۔ مَیں نہ اپنی طرف سے بلکہ اس کی طرف سے یہ پیغام پہنچا رہا ہوں تا سب کچھ جو اتمام حجّت کے لیے چاہیئے پورا ہو۔ یہ سچ ہے کہ مَیں اپنی طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے کہتا ہوں اور وہی ہے جو میرا مددگار رہو گا۔

بالآخر میں اس بات کا بھی شکر کرتا ہوں کہ ایسے عریضہ کو پیش کرنے کے لیے مَیں بجز اس سلطنت محسنہ کے اور کسی سلطنت کو وسیع الاخلاق نہیں پاتا۔ اور گو اس ملک کے مولوی ایک اور کفر کا فتویٰ بھی مجھ پر لگاویں مگر مَیں کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ ایسے عرائض کے پیش کرنے کے لیے عالی حوصلہ عالی اخلاق صرف سلطنت انگریزی ہی (ہے) مَیں اس سلطنت کے مقابل پر سلطنت روم کو بھی نہیں پاتا جو اسلامی سلطنت کہلاتی ہے۔ اب مَیں اس دُعا پر ختم کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری محسنہ ملکہ معظمہ قیصرۂ ہند کو عمر دراز کرکے ہر ایک اقبال سے بہرہ ور کرے اور وہ تمام دُعائیں جو مَیں نے اپنے رسالہ ستارۂ قیصرہ اور تحفہ قیصریہ میں ملکہ موصوفہ کو دی ہیں قبول فرماوے۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ گورنمنٹ محسنہ اسکے جواب سے مجھے مشرّف فرماوے گی۔ والدعا۔

عریضۂ خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

المرقوم ۲۷ر دسمبر ۱۸۹۹ء

(۲۱۹)

اپنی جماعت کیلئے
ایک ضروری اشتہار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؛ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

چونکہ مسلمانان ہند پر علی العموم اور مسلمانان پنجاب پر بالخصوص گورنمنٹ برطانیہ کے بڑے بڑے احسانات ہیں۔ لہٰذا مسلمان اپنی اس مہربان گورنمنٹ کا جس قدر شکریہ ادا کریں اتنا ہی تھوڑا ہے کیونکہ مسلمانوں کو ابھی تک وہ زمانہ نہیں بھولا جبکہ وہ سکھوں کی قوم کے ہاتھوں ایک دہکتے ہوئے تنور میں مبتلا تھے اور ان کے دستِ تعدّی سے نہ صرف مسلمانوں کی دُنیا ہی تباہ تھی بلکہ ان کے دین کی حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ دینی فرائض کا ادا کرنا تو درکنار بعض اذان نماز کہنے پر جان سے مارے جاتے تھے۔ ایسی حالتِ زار میں اللہ تعالیٰ نے دُور سے اس مبارک گورنمنٹ کو ہماری نجات کے لیے ابرِ رحمت کی طرح بھیج دیا جس نے ان کو نہ صرف اُن ظالموں کے پنجہ سے بچایا بلکہ ہر طرح کا امن قائم کر کے ہر قسم کے سامان آسایش مہیا کئے اور مذہبی آزادی یہاں تک دی کہ ہم بلا دریغ اپنے دین متین کی اشاعت نہایت خوش اسلوبی سے کر سکتے ہیں۔

ہم نے عید الفطر کے موقع پر اس مضمون پر مفصل تقریر کی تھی جس کی مختصر کیفیت تو انگریزی اخباروں میں جا چکی ہے اور باقی مفصل کیفیت عنقریب مرزا خدا بخش صاحب شائع کرنے والے ہیں۔ ہم نے اس مبارک عید کے موقع پر گورنمنٹ کے احسانات کا ذکر کر کے اپنی جماعت کو جو اس گورنمنٹ سے دلی اخلاص رکھتی اور دیگر لوگوں کی طرح منافقانہ زندگی بسر کرنا گناہ عظیم سمجھتی ہے توجہ دلائی کہ سب لوگ تہ دل سے اپنی مہربان گورنمنٹ کے لیے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس جنگ میں جو ٹرینسوال میں ہو رہی ہے فتح عظیم بخشے اور نیز یہ بھی کہا کہ حق اللہ کے بعد اسلام کا اعظم ترین فرض ہمدردی خلائق ہے اور بالخصوص ایسی مہربان گورنمنٹ کے خادموں سے ہمدردی کرنا کارِ ثواب ہے جو ہماری جانوں اور مالوں اور سب سے بڑھ کر ہمارے

دین کی محافظ ہے۔ اس لیے ہماری جماعت کے لوگ جہاں جہاں ہیں اپنی توفیق اور مقدور کے موافق سرکارِ برطانیہ کے ان زخمیوں کے واسطے جو جنگ ٹرنسوال میں مجروح ہوتے ہیں چندہ دیں۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا اپنی جماعت کے لوگوں کو مطلع کیا جاتا ہے کہ ہر ایک شہر میں فہرست مکمل کرکے اور چندہ کو وصول کرکے یکم مارچ سے پہلے مرزا خدا بخش صاحب کے پاس بمقام قادیان بھیج دیں کیونکہ یہ ڈیوٹی ان کے سپرد کی گئی ہے۔ جب آپ کا روپیہ مع فہرستوں کے آجائے گا تو اس فہرست چندہ کو اس رپورٹ میں درج کیا جائے گا جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ ہماری جماعت اس کام کو ضروری سمجھ کر بہت جلد اس کی تعمیل کرے۔

والسلام

راقم

مرزا غلام احمد از قادیان

۱۰؍فروری ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $\frac{۲۰ \times ۲۶}{۸}$ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ﷺ نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

گورنمنٹ انگریزی اور جہاد

جہاد کے مسئلہ کی فلاسفی اور اس کی اصل حقیقت ایک ایسا پیچیدہ امر اور دقیق نکتہ ہے کہ جس کے نہ سمجھنے کے باعث سے اس زمانہ اور ایسا ہی درمیانی زمانہ کے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائی ہیں اور ہمیں نہایت شرم زدہ ہو کر قبول کرنا پڑتا ہے کہ ان خطرناک غلطیوں کی وجہ سے اسلام کے مخالفوں کو موقعہ ملا کہ وہ اسلام جیسے پاک اور مقدّس مذہب کو جو سراسر قانونِ قدرت کا آئینہ اور زندہ خدا کا جلال ظاہر کرنے والا ہے موردِ اعتراض ٹھہراتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ جہاد کا لفظ جُہد کے لفظ سے مشتق ہے جس کے معنے ہیں کوشش کرنا اور پھر مجاز کے طور پر دینی لڑائیوں کے لیے بولا گیا اور معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں میں جو لڑائی کو یُدھ کہتے ہیں دراصل یہ لفظ بھی جہاد کے لفظ کا ہی بگڑا ہوا ہے۔ چونکہ عربی زبان تمام زبانوں کی ماں ہے اور تمام زبانیں اسی میں سے نکلی ہیں اس لیے یُدہ کا لفظ جو سنسکرت کی زبان میں لڑائی پر بولا جاتا ہے دراصل جُہد یا جہاد ہے اور پھر جیم کو یاء کے ساتھ بدل دیا گیا اور کچھ تصرف کر کے تشدید کے ساتھ بولا گیا۔

اب ہم اس سوال کا جواب لکھنا چاہتے ہیں کہ اسلام کو جہاد کی کیوں ضرورت پڑی اور جہاد کیا چیز ہے۔ سو واضح ہو کہ اسلام کو پیدا ہوتے ہی بڑی بڑی مشکلات کا سامنا پڑا تھا اور تمام قومیں اس کی دشمن ہوگئی تھیں جیسا کہ یہ ایک معمولی بات ہے کہ جب ایک نبی یا رسُول خدا کی طرف سے مبعوث ہوتا ہے اور اس کا فرقہ لوگوں کو ایک گروہ ہونہار اور راستباز اور باہمت اور ترقی کرنے والا دکھائی دیتا ہے تو اس کی نسبت موجودہ قوموں اور فرقوں کے دلوں میں ضرور ایک قسم کا بغض اور حسد پیدا ہو جایا کرتا ہے۔ بالخصوص ہر ایک مذہب کے علماء اور گدی نشین تو بہت ہی بغض ظاہر کرتے ہیں کیونکہ اس مرد خدا کے ظہور سے اُن کی آمدنیوں اور وجاہتوں میں فرق آتا ہے۔ اُن کے شاگرد اور مرید ان کے دام سے باہر نکلنا شروع کرتے ہیں کیونکہ تمام ایمانی اور اخلاقی اور علمی خوبیاں اس شخص میں پاتے ہیں جو خدا کی طرف سے پیدا ہوتا ہے۔ لہٰذا اہلِ عقل اور

تمیز سمجھنے لگتے ہیں کہ جو عزت بخیال علمی شرف اور تقویٰ اور پرہیزگاری کے ان عالموں کو دی گئی تھی اب وہ اس کے مستحق نہیں رہے اور جو معزز خطاب ان کو دیئے گئے تھے جیسے نجم الامۃ اور شمس الامۃ اور شیخ المشائخ وغیرہ اب وہ ان کے لیے موزوں نہیں رہے۔ سو ان وجوہ سے اہل عقل ان سے مُونہہ پھیر لیتے ہیں کیونکہ وہ اپنے ایمانوں کو ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ ناچار ان نقصانوں کی وجہ سے علماء اور مشائخ کا فرقہ ہمیشہ نبیوں اور رسولوں سے حسد کرتا چلا آیا ہے۔ وجہ یہ کہ خدا کے نبیوں اور ماموروں کے وقت ان لوگوں کی سخت پردہ دری ہوتی ہے کیونکہ دراصل وہ ناقص ہوتے ہیں اور بہت ہی کم حصہ نور سے رکھتے ہیں اور ان کی دشمنی خدا کے نبیوں اور راست بازوں سے محض نفسانی ہوتی ہے اور سراسر نفس کے تابع ہو کر ضرر رسانی کے منصوبے سوچتے ہیں بلکہ بسا اوقات وہ اپنے دلوں میں محسوس بھی کرتے ہیں کہ وہ خدا کے ایک پاک دل بندہ کو ناحق ایذاء پہنچا کر خدا کے غضب کے نیچے آگئے ہیں اور اُن کے اعمال بھی جو مخالف کارستانیوں کے لیے ہر وقت اُن سے سرزد ہوتے رہتے ہیں ان کے دل کی قصوروار حالت کو اُن پر ظاہر کرتے رہتے ہیں مگر پھر بھی حسد کی آگ کا تیز انجن عداوت کے گڑھوں کی طرف ان کو کھینچے لیے جاتا ہے یہی اسباب تھے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں مشرکوں اور یہودیوں اور عیسائیوں کے عالموں کو نہ محض حق کے قبول کرنے سے محروم رکھا بلکہ سخت عداوت پر آمادہ کر دیا۔ لہٰذا وہ اس فکر میں لگ گئے کہ کسی طرح اسلام کو صفحۂ دُنیا سے مٹا دیں اور چونکہ مسلمان اسلام کے ابتدائی زمانہ میں تھوڑے تھے اس لیے اُن کے مخالفوں نے بباعث اس تکبر کے جو فطرتاً ایسے فرقوں کے دل اور دماغ میں جاگزیں ہوتا ہے جو اپنے تئیں دولت میں مال میں کثرت جماعت میں عزت میں مرتبت میں دوسرے فرقہ سے برتر خیال کرتے ہیں اس وقت کے مسلمانوں یعنی صحابہ سے سخت دشمنی کا برتاؤ کیا اور وہ نہیں چاہتے تھے کہ یہ آسمانی پودہ زمین پر قائم ہو بلکہ وہ ان راستبازوں کے ہلاک کرنے کے لیے اپنے ناخنوں تک زور لگا رہے تھے اور کوئی دقیقہ آزار رسانی کا اُٹھا نہیں رکھا تھا اور ان کو خوف یہ تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس مذہب کے پَیر جم جائیں اور پھر اس کی ترقی ہمارے مذہب اور قوم کی بربادی کا موجب ہو جائے۔ سو اسی خوف سے جو اُن کے دلوں میں ایک رُعب ناک صورت میں بیٹھ گیا تھا نہایت جابرانہ اور ظالمانہ کارروائیاں اُن سے ظہور میں آئیں اور انہوں نے دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی ان کی طرف سے یہی کارروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسان کے فخر اُن شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کئے گئے۔ اس پر بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے قطعی طور پر یہ تاکید تھی کہ شر کا ہرگز مقابلہ نہ کرو۔ چنانچہ ان برگزیدہ راستبازوں نے ایسا ہی کیا۔ اُن کے خونوں سے کوچے سُرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔ خدا کے پاک اور مقدس رسول کو جس پر زمین اور آسمان سے

بے شمار سلام ہیں بار ہا پتھر مار مار کر خون سے آلودہ کیا گیا مگر اس صدق اور استقامت کے پہاڑ نے ان تمام آزاروں کی دلی انشراح اور محبت سے برداشت کی اور ان صابرانہ اور عاجزانہ روشوں سے مخالفوں کی شوخی دن بدن بڑھتی گئی اور انہوں نے اس مقدس جماعت کو اپنا ایک شکار سمجھ لیا۔ تب اس خدا نے جو نہیں چاہتا کہ زمین پر ظلم اور بے رحمی حد سے گذر جائے اپنے مظلوم بندوں کو یاد کیا اور اُس کا غضب شریروں پر بھڑکا اور اُس نے اپنی پاک کلام قرآن شریف کے ذریعہ سے اپنے مظلوم بندوں کو اطلاع دی کہ جو کچھ تمہارے ساتھ ہو رہا ہے میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں۔ مَیں نہیں آج سے مقابلہ کی اجازت دیتا ہوں اور مَیں خدائے قادر ہوں۔ ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑوں گا۔ یہ حکم تھا جس کا دوسرے لفظوں میں جہاد نام رکھا گیا۔ اور اس حکم کی اصل عبارت جو قرآن شریف میں اب تک موجود ہے یہ ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرُ۔ اِلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ[1]۔ یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کی جو قتل کئے جاتے ہیں اور ناحق اپنے وطن سے نکالے گئے فریاد سُن لی اور ان کو مقابلہ کی اجازت دی گئی اور خدا قادر ہے جو مظلوم کی مدد کرے۔ الجزو نمبر ۱۷ سورۃ الحج۔ مگر یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا ہمیشہ کے لیے نہیں تھا بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا جبکہ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کئے جاتے تھے۔ لیکن افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جڑ آیت کریمہ مذکورہ بالا ہے لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق خدا کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا۔ اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ عیسائیوں کو تو خالق کے حقوق کی نسبت غلطیاں پڑیں اور مسلمانوں کو مخلوق کے حقوق کی نسبت۔ یعنی عیسائی دین میں تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر اُس قادر وقیوم کی حق تلفی کی گئی جس کی مانند نہ زمین میں کوئی چیز ہے اور نہ آسمان میں۔ اور مسلمانوں نے انسانوں پر ناحق تلوار چلانے سے بنی نوع کی حق تلفی کی اور اس کا نام جہاد رکھا۔ غرض حق تلفی کی ایک راہ عیسائیوں نے اختیار کی اور دوسری راہ حق تلفی کی مسلمانوں نے اختیار کر لی اور اس زمانہ کی بدقسمتی سے یہ دونوں گروہ ان دونوں قسم کی حق تلفیوں کو ایسا پسندیدہ طریق خیال کرتے ہیں کہ ہر ایک گروہ جو اپنے عقیدہ کے موافق ان دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی حق تلفی پر زور دے رہا ہے وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ گویا وہ اس سے سیدھا بہشت کو جائے گا اور اس سے بڑھ کر کوئی بھی ذریعہ بہشت کا نہیں۔ اور اگرچہ خدا کی حق تلفی کا گناہ سب گناہوں سے بڑھ کر ہے لیکن اس جگہ ہمارا یہ مقصود نہیں ہے کہ اس خطرناک حق تلفی کا ذکر کریں جس کی عیسائی قوم مرتکب ہے بلکہ ہم اس جگہ مسلمانوں کو اس حق تلفی پر متنبہ کرنا چاہتے ہیں جو بنی نوع کی نسبت ان سے سرزد ہو رہی ہے۔

یاد رہے کہ مسئلہ جہاد کو جس طرح پر حال کے اسلامی علماء نے جو مولوی کہلاتے ہیں سمجھ رکھا ہے اور

---

[1] الحج: ۴۰، ۴۱

جس طرح وہ عوام کے آگے اس مسئلہ کی صورت بیان کرتے ہیں ہرگز وہ صحیح نہیں ہے اور اس کا نتیجہ بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ لوگ اپنے پُرجوش وعظوں سے عوام وحشی صفات کو ایک درندہ صفت بنا دیں اور انسانیت کی تمام پاک خوبیوں سے بے نصیب کر دیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ جس قدر ایسے ناحق کے خون اُن نادان اور نفسانی انسانوں سے ہوتے ہیں کہ جو اس راز سے بے خبر ہیں کہ کیوں اور کس وجہ سے اسلام کو اپنے ابتدائی زمانہ میں لڑائیوں کی ضرورت پڑی تھی ان سب کا گناہ ان مولویوں کی گردن پر ہے کہ جو پوشیدہ طور پر ایسے مسئلے سکھاتے رہتے ہیں جن کا نتیجہ دردناک خونریزیاں ہیں۔ یہ لوگ جب حکّامِ وقت کو ملتے ہیں تو اس قدر سلام کے لیے جُھکتے ہیں کہ گویا سجدہ کرنے کے لیے طیار ہیں اور جب اپنے ہم جنسوں کی مجلس میں بیٹھتے ہیں تو بار بار اصرار ان کا اسی بات پر ہوتا ہے کہ یہ ملک دارالحرب ہے اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں اور تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں۔ یہ لوگ اپنے اس عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن اور حدیث کے برخلاف ہے اس قدر جمے ہوئے ہیں کہ جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو اس کا نام دجّال رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ مَیں بھی مدت سے اسی فتویٰ کے نیچے ہوں اور مجھے اس ملک کے بعض مولویوں نے دجّال اور کافر قرار دیا اور گورنمنٹ برطانیہ کے قانون سے بھی بے خوف ہو کر میری نسبت ایک چھپا ہوا فتویٰ شائع کیا کہ یہ شخص واجب القتل ہے اور اس کا مال لوٹنا بلکہ عورتوں کو نکال کر لے جانا بڑے ثواب کا موجب ہے۔ اس کا سبب کیا تھا؟ یہی تو تھا کہ میرا مسیح موعود ہونا اور ان کے جہادی مسائل کے مخالف وعظ کرنا اور ان کے خونی مسیح اور خونی مہدی کے آنے کو جس پر اُن کو لُوٹ مار کی بڑی بڑی اُمیدیں تھیں سراسر باطل ٹھیرانا ان کے غضب اور عداوت کا موجب ہو گیا۔ مگر وہ یاد رکھیں کہ درحقیقت یہ جہاد کا مسئلہ جیسا کہ ان کے دلوں میں ہے صحیح نہیں ہے اور اس کا پہلا قدم انسانی ہمدردی کا خون کرنا ہے۔ یہ خیال اُن کا ہرگز صحیح نہیں ہے کہ جب پہلے زمانہ میں جہاد روا رکھا گیا ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ اب حرام ہو جائے اس کے ہمارے پاس دو جواب ہیں۔ ایک یہ کہ یہ خیال قیاس مع الفارق ہے۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرگز کسی پر تلوار نہیں اُٹھائی بجز ان لوگوں کے جنہوں نے پہلے تلوار اُٹھائی اور سخت بے رحمی سے بے گناہ اور پرہیزگار مردوں اور عورتوں اور بچوں کو قتل کیا اور ایسے دردانگیز طریقوں سے مارا کہ اب بھی ان قصّوں کو پڑھ کر رونا آتا ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر فرض بھی کر لیں کہ اسلام میں ایسا ہی جہاد تھا جیسا کہ ان مولویوں کا خیال ہے تاہم اس زمانہ میں وہ حکم قائم نہیں رہا کیونکہ لکھا ہے کہ جب مسیح موعود ظاہر ہو جائے گا تو سیفی جہاد اور مذہبی جنگوں کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ مسیح نہ تلوار اُٹھائے گا اور نہ کوئی زمینی ہتھیار ہاتھ میں پکڑے گا بلکہ اس کی دُعا اس کا حربہ ہوگا اور اس کی عقدِ ہمت اس کی تلوار ہوگی۔ وہ صلح کی بنیاد ڈالے گا اور بکری اور شیر کو ایک ہی گھاٹ پر اکٹھے کرے گا اور اُس کا زمانہ صلح اور نرمی اور انسانی ہمدردی کا زمانہ ہوگا۔ ہائے افسوس! کیوں یہ لوگ غور نہیں کرتے کہ تیرہ سو برس ہوئے کہ

مسیح موعود کی شان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مُنہ سے کلمہ یضع الحرب جاری ہو چکا ہے جس کے یہ معنی ہیں کہ مسیح موعود جب آئے گا تو لڑائیوں کا خاتمہ کر دے گا اور اسی کی طرف اشارہ اس قرآنی آیت کا ہے حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا[1]۔ یعنی اس وقت تک لڑائی کرو جب تک کہ مسیح کا وقت آ جائے۔ یہی تَضَعُ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا ہے۔ دیکھو صحیح بخاری موجود ہے جو قرآن شریف کے بعد اصح الکتب مانی گئی ہے اس کو غور سے پڑھو۔ اے اسلام کے عالمو اور مولویو! میری بات سُنو! میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب جہاد کا وقت نہیں ہے۔ خدا کے پاک نبی کے نافرمان مت بنو۔ مسیح موعود جو آنے والا تھا آ چکا اور اس نے حکم بھی دیا کہ آیندہ مذہبی جنگوں سے جو تلوار اور کشت و خون کے ساتھ ہوتی ہیں باز آ جاؤ تو اب بھی خونریزی سے باز نہ آنا اور ایسے وعظوں سے مُنہ بند نہ کرنا طریق اسلام نہیں ہے۔ جس نے مجھے قبول کیا ہے وہ نہ صرف ان وعظوں سے مونہہ بند کرے گا بلکہ اس طریق کو نہایت بُرا اور موجب غضب الٰہی جانے گا۔

اس جگہ ہمیں یہ بھی افسوس سے لکھنا پڑا کہ جیسا کہ ایک طرف جاہل مولویوں نے اصل حقیقتِ جہاد کو مخفی رکھ کر لُوٹ مار اور قتل انسان کے منصوبے عوام کو سکھائے اور اس کا نام جہاد رکھا ہے۔ اسی طرح دوسری طرف پادری صاحبوں نے بھی یہی کارروائی کی۔ اور ہزاروں رسالے اور اشتہار اُردو اور پشتو وغیرہ زبانوں میں چھپوا کر ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں اس مضمون کے شائع کئے کہ اسلام تلوار کے ذریعہ سے پھیلا ہے اور تلوار چلانے کا نام اسلام ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ عوام نے جہاد کی دو گواہیاں پاکر یعنی ایک مولویوں کی گواہی اور دوسری پادریوں کی شہادت اپنے وحشیانہ جوش میں ترقی کی ہے۔ میرے نزدیک یہ بھی ضروری ہے کہ ہماری محسن گورنمنٹ ان پادری صاحبوں کو اس خطرناک افتراء سے روک دے جس کا نتیجہ ملک میں بے امنی اور بغاوت ہے۔ یہ تو ممکن نہیں کہ پادریوں کے ان بے جا افتراؤں سے اہلِ اسلام دینِ اسلام کو چھوڑ دیں گے ہاں ان وعظوں کا ہمیشہ یہی نتیجہ ہوگا کہ عوام کے لیے مستند جہاد کی ایک یاد دہانی ہوتی رہے گی اور وہ سوتے ہوئے جاگ اُٹھیں گے۔ غرض اب جب مسیح موعود آگیا تو ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ جہاد سے باز آوے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا تو شاید اس غلط فہمی کا کسی قدر عذر بھی ہوتا مگر اب تو میں آگیا اور تم نے وعدہ کا دن دیکھ لیا۔ اس لیے اب مذہبی طور پر تلوار اُٹھانے والوں کا خدا تعالیٰ کے سامنے کوئی عذر نہیں۔ جو شخص آنکھیں رکھتا ہے اور حدیثوں کو پڑھتا اور قرآن کو دیکھتا ہے وہ بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ یہ طریق جہاد جس پر اس زمانہ کے اکثر وحشی کاربند ہو رہے ہیں یہ اسلامی جہاد نہیں ہے بلکہ یہ نفسِ امارہ کے جوشوں سے یا بہشت کی طمع خام سے ناجائز حرکات ہیں جو مسلمانوں میں پھیل گئے ہیں۔

مَیں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ میں خود سبقت کرکے ہرگز تلوار نہیں اُٹھائی بلکہ ایک زمانہ دراز تک کفار کے ہاتھ سے دُکھ اُٹھایا اور اس قدر صبر کیا جو ہر ایک انسان کا

[1] محمد : ۵

کام نہیں اور ایسا ہی آپ کے اصحاب بھی اسی اعلیٰ اصُول کے پابند رہے اور جیسا کہ اُن کو حکم دیا گیا تھا کہ دُکھ اُٹھاؤ اور صبر کرو ایسا ہی انہوں نے صدق اور صبر دکھایا ۔ وہ پیروں کے نیچے کُچلے گئے انہوں نے دم نہ مارا ۔ اُن کے بچے اُن کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کئے گئے ۔ وہ آگ اور پانی کے ذریعے سے عذاب دیئے گئے مگر وہ شر کے مقابلہ سے ایسے باز رہے کہ گویا وہ شیر خوار بچے ہیں ۔ کون ثابت کر سکتا ہے کہ دُنیا میں تمام نبیوں کی اُمتوں میں سے کسی ایک نے بھی باوجود قدرت انتقام ہونے کے خدا کا حکم سن کر ایسا اپنے تئیں عاجز اور مقابلہ سے دستکش بنا لیا جیسا کہ انہوں نے بنایا کس کے پاس اس بات کا ثبوت ہے کہ دُنیا میں کوئی اور بھی ایسا گروہ ہوا ہے جو باوجود بہادری اور جماعت اور قوتِ بازو اور طاقت مقابلہ اور پائے جانے والے تمام لوازم مردمی اور مردانگی کے پھر خونخوار دشمن کی ایذاء اور زخم رسانی پر تیرہ برس تک برابر صبر کرتا رہا ۔ ہمارے سیّد و مولیٰ اور آپ کے صحابہ کا یہ صبر کسی مجبوری سے نہیں تھا بلکہ اس صبر کے زمانہ میں بھی آپ کے جان نثار صحابہ کے وہی ہاتھ اور بازو تھے جو جہاد کے حکم کے بعد انہوں نے دکھائے اور بسا اوقات ایک ہزار جوان نے مخالف کے ایک لاکھ سپاہی نبرد آزما کو شکست دے دی ۔ ایسا ہوا تا لوگوں کو معلوم ہو کہ جو مکہ میں دشمنوں کی خونریزیوں پر صبر کیا گیا تھا اس کا باعث کوئی بزدلی اور کمزوری نہیں تھی بلکہ خدا کا حکم سُن کر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے تھے اور بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح ہونے کو طیار ہو گئے تھے بیشک ایسا صبر انسانی طاقت سے باہر ہے اور گو ہم تمام دُنیا اور تمام نبیوں کی تاریخ پڑھ جائیں تب بھی ہم کسی اُمت میں اور کسی نبی کے گروہ میں یہ اخلاق فاضلہ نہیں پاتے اور اگر پہلوں میں سے کسی کے صبر کا قصہ بھی ہم سُنتے ہیں تو فی الفور دل میں گذرتا ہے کہ قرائن اس بات کو ممکن سمجھتے ہیں کہ اس صبر کا موجب دراصل بزدلی اور عدم قدرت انتقام ہو ۔ مگر یہ بات کہ ایک گروہ جو درحقیقت سپاہیانہ ہنر اپنے اندر رکھتا ہو اور بہادر اور قوی دل کا مالک ہو اور پھر وہ دُکھ دیا جاتے اور اس کے بچے قتل کئے جائیں اور اس کو نیزوں سے زخمی کیا جائے مگر پھر بھی وہ بدی کا مقابلہ نہ کرے یہ وہ مردانہ صفت ہے جو کامل طور پر یعنی تیرہ برس برابر ہمارے نبی کریم اور آپ کے صحابہ سے ظہور میں آئی ہے اس قسم کا صبر جس میں ہر دم سخت بلاؤں کا سامنا تھا جس کا سلسلہ تیرہ برس تک کی دراز مدت تک لمبا تھا درحقیقت بے نظیر ہے اور اگر کسی کو اس میں شک ہو تو ہمیں بتلا دے کہ گذشتہ راستبازوں میں اس قسم کے صبر کی نظیر کہاں ہے ؟

اور اس جگہ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اس قدر ظلم جو صحابہ پر کیا گیا ایسے ظلم کے وقت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے کوئی تدبیر بچنے کی ان کو نہیں بتلائی بلکہ بار بار یہی کہا کہ ان تمام دکھوں پر صبر کرو اور اگر کسی نے مقابلہ کے لیے کچھ عرض کیا تو اس کو روک دیا اور فرمایا کہ مجھے صبر کا حکم ہے ۔ غرض ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صبر کی تاکید فرماتے رہے جب تک کہ آسمان سے حکم مقابلہ آ گیا ۔ اب اس قسم کے صبر کی نظیر تم تمام اوّل اور آخر کے لوگوں میں تلاش کرو ۔ پھر اگر ممکن ہو تو

اس کا نمونہ حضرت موسیٰ کی قوم میں سے یا حضرت عیسٰی کے حواریوں میں سے دستیاب کرکے ہمیں بتلاؤ۔

حاصل کلام یہ کہ جبکہ مسلمانوں کے پاس صبر اور ترک شر اور اخلاق فاضلہ کا یہ نمونہ ہے جس سے تمام دُنیا پر اُن کو فخر ہے تو یہ کیسی نادانی اور بدبختی اور شامت اعمال ہے جو اب بالکل اس نمونہ کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ جاہل مولویوں نے خدا ان کو ہدایت دے عوام کالانعام کو بڑے دھوکے دیئے ہیں اور بہشت کی کنجی اسی عمل کو قرار دے دیا ہے جو صریح ظلم اور بے رحمی اور انسانی اخلاق کے برخلاف ہے۔ کیا یہ نیک کام ہو سکتا ہے کہ ایک شخص مثلاً اپنے خیال میں بازار میں چلا جاتا ہے اور ہم اس قدر اس سے بے تعلق ہیں کہ نام تک بھی نہیں جانتے اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے مگر تاہم ہم نے اس کے قتل کرنے کے ارادہ سے ایک پستول اس پر چھوڑ دیا ہے۔ کیا یہی دینداری ہے؟ اگر یہ کچھ نیکی کا کام ہے تو پھر درندے ایسی نیکی کے بجا لانے میں انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ سُبحان اللہ! وہ لوگ کیسے راستباز اور نبیوں کی رُوح اپنے اندر رکھتے تھے کہ جب خدا نے مکہ میں ان کو یہ حکم دیا کہ بدی کا مقابلہ مت کرو اگرچہ ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ۔ پس وہ اس حکم کو پا کر شیر خوار بچوں کی طرح عاجز اور کمزور بن گئے۔ گویا نہ اُن کے ہاتھوں میں زور ہے نہ اُن کے بازوؤں میں طاقت۔ بعض اُن میں سے اس طور سے بھی قتل کئے گئے کہ دو اونٹوں کو ایک جگہ کھڑا کرکے اُن کی ٹانگیں مضبوط طور پر اُن اونٹوں سے باندھ دی گئیں اور پھر اُونٹوں کو مخالف سمتوں میں دوڑایا گیا۔ پس وہ ایک دم میں ایسے چر گئے جیسے گاجر یا مُولی چیری جاتی ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمانوں اور خاص کر مولویوں نے ان تمام واقعات کو نظر انداز کر دیا ہے اور اب وہ خیال کرتے ہیں کہ گویا تمام دُنیا اُنکا شکار ہے اور جس طرح ایک شکاری ایک ہرن کا کسی بن میں پتہ لگا کر چھپ چھپ کر اس کی طرف جاتا ہے اور آخر موقع پاکر بندوق کا فائر کرتا ہے یہی حالات اکثر مولویوں کے ہیں۔ انہوں نے انسانی ہمدردی کے سبق میں سے کبھی ایک حرف بھی نہیں پڑھا بلکہ اُن کے نزدیک خواہ مخواہ ایک غافل انسان پر پستول یا بندوق چلا دینا اسلام سمجھا گیا ہے۔ ان میں وہ لوگ کہاں ہیں جو صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرح ماریں کھائیں اور صبر کریں۔ کیا خدا نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ہم خواہ نخواہ بغیر ثبوت کسی جُرم کے ایسے انسان کو کہ نہ ہم اُسے جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں جانتا ہے غافل پاکر چھُری سے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں یا بندوق سے اس کا کام تمام کریں۔ کیا ایسا دین خدا کی طرف سے ہو سکتا ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ یونہی بے گناہ بے جُرم بے تبلیغ خدا کے بندوں کو قتل کرتے جاؤ اس سے تم بہشت میں داخل ہو جاؤ گے۔ افسوس کا مقام ہے اور شرم کی جگہ ہے کہ ایک شخص جس سے ہماری کچھ سابق دشمنی بھی نہیں بلکہ رُوشناسی بھی نہیں وہ کسی دوکان پر اپنے بچوں کے لیے کوئی چیز خرید رہا ہے یا اپنے کسی اور جائز کام میں مشغول ہے اور ہم نے بے وجہ بے تعلق اس پر پستول چلا کر ایک دم میں اس کی بیوی کو بیوہ اور اس کے بچوں کو یتیم اور اس کے گھر کو ماتم کدہ بنا دیا یہ طریق کس حدیث میں لکھا ہے یا کس آیت میں مرقوم ہے؟ کوئی مولوی ہے جو اس کا

جواب دے ؟ نادانوں نے جہاد کا نام سُن لیا ہے اور پھر اس بہانہ سے اپنی نفسانی اغراض کو پورا کرنا چاہا ہے یا محض دیوانگی کے طور پر مرتکب خونریزی کے ہوتے ہیں۔ ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جو اسلام نے خدائی حکم سے تلوار اُٹھائی وہ اس وقت اُٹھائی گئی کہ جب بہت سے مسلمان کافروں کی تلواروں سے قبروں میں پہنچ گئے۔ آخر خدا کی غیرت نے چاہا کہ جو لوگ تلواروں سے ہلاک کرتے ہیں وہ تلواروں سے ہی مارے جائیں۔ خدا بڑا کریم اور رحیم اور حلیم ہے اور بڑا برداشت کرنے والا ہے لیکن آخرکار راستبازوں کے لیے غیرت مند بھی ہے۔ مجھے تعجب ہے کہ جبکہ اس زمانہ میں کوئی شخص مسلمانوں کو مذہب کے لیے قتل نہیں کرتا تو وہ کس حکم سے ناکردہ گناہ لوگوں کو قتل کرتے ہیں۔ کیوں ان کے مولوی بے جا حرکتوں سے جن سے اسلام بدنام ہوتا ہے ان کو منع نہیں کرتے۔ اس گورنمنٹ انگریزی کے ماتحت کس قدر مسلمانوں کو آرام ہے۔ کیا کوئی اس کو گن سکتا ہے۔ ابھی بہتیرے ایسے لوگ زندہ ہوں گے جنہوں نے کسی قدر سکھوں کا زمانہ دیکھا ہوگا۔ اب وہی بتائیں کہ سکھوں کے عہد میں مسلمانوں اور اسلام کا کیا حال تھا۔ ایک ضروری شعار اسلام کا جو بانگ نماز ہے وہی ایک جُرم کی صورت میں سمجھا گیا تھا۔ کیا مجال تھی کہ کوئی اونچی آواز سے بانگ کہتا اور پھر سکھوں کے برچھوں اور نیزوں سے بچ رہتا۔ تو کیا اب خدا نے یہ بُرا کام کیا جو سکھوں کی بے جا دست اندازیوں سے مسلمانوں کو چھڑایا اور گورنمنٹ انگریزی کی امن بخش حکومت میں داخل کیا اور اس گورنمنٹ کے آتے ہی گویا نئے سرے پنجاب کے مسلمان مشرف باسلام ہوئے۔ چونکہ احسان کا عوض احسان ہے اس لیے نہیں چاہیئے کہ ہم اس خدا کی نعمت کو جو ہزاروں دُعاؤں کے بعد سکھوں کے زمانہ کے عوض ہم کو ملی ہے یوں ہی رد کر دیں۔

اور مَیں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں مجھے خدا نے جو مسیح موعود کرکے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنا دیا ہے اس لیے مَیں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حق ہمدردی بجالاؤ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کرو کہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی ناپاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسے مت ہو۔ تم سوچو کہ مذہب سے حاصل کیا ہے کیا یہی کہ ہر وقت مردم آزاری تمہارا شیوہ ہو؟ نہیں بلکہ مذہب زندگی کے حاصل کرنے کے لیے ہے۔ جو خدا میں ہے اور وہ زندگی نہ کسی کو حاصل ہوئی اور نہ آئندہ ہوگی بجز اس کے کہ خدا کی صفات انسان کے اندر داخل ہو جائیں۔ خدا کے لیے سب پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم ہو۔ آؤ مَیں تمہیں ایک ایسی راہ سکھاتا ہوں جس سے تمہارا نور تمام نوروں پر غالب رہے اور وہ یہ ہے کہ تم تمام سفلی کینوں اور حسدوں کو چھوڑ دو اور ہمدرد نوع انسان ہو جاؤ اور خدا میں کھوئے جاؤ اور اس کے ساتھ اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل کرو کہ یہی وہ

طریق ہے جس سے کرامتیں صادر ہوتی ہیں اور دُعائیں قبول ہوتی ہیں اور فرشتے مدد کے لیے اُترتے ہیں مگر یہ ایک دن کا کام نہیں۔ ترقی کرو۔ ترقی کرو۔ اس دھوبی سے سبق سیکھو جو کپڑوں کو اوّل بھٹی میں جوش دیتا ہے اور دیتے جاتا ہے یہاں تک کہ آخر آگ کی تاثیریں تمام مَیل اور چرک کو کپڑوں سے علیحدہ کر دیتی ہیں۔ تب صبح اُٹھتا ہے اور پانی پر پہنچتا ہے اور پانی میں کپڑوں کو تر کرتا ہے اور بار بار پتھروں پر مارتا ہے تب وہ مَیل جو کپڑوں کے اندر تھی اور ان کا جزو بن گئی تھی کچھ آگ سے صدمات اُٹھا کر اور کچھ پانی میں دھوبی کے بازو سے مار کھا کر یک دفعہ جدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کپڑے ایسے سفید ہو جاتے ہیں جیسے ابتدا میں تھے۔ یہی انسانی نفس کے سفید ہونے کی تدبیر ہے اور تمہاری ساری نجات اس سفیدی پر موقوف ہے۔ یہی وہ بات ہے جو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قَدْ[1] اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰھَا یعنی وہ نفس نجات پا گیا جو طرح طرح کے مَیلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا۔ دیکھو مَیں ایک حکم لے کر آپ لوگوں کے پاس آیا ہوں وہ یہ ہے کہ اب سے تلوار کے جہاد کا خاتمہ ہے مگر اپنے نفسوں کے پاک کرنے کا جہاد باقی ہے۔ اور یہ بات مَیں نے اپنی طرف سے نہیں کہی بلکہ خدا کا یہی ارادہ ہے۔ صحیح بخاری کی اس حدیث کو سوچو جہاں مسیح موعود کی تعریف میں لکھا ہے کہ یَضَعُ الحَربَ یعنی مسیح جب آئیگا تو دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا۔ سو مَیں حکم دیتا ہوں کہ جو میری فوج میں داخل ہیں وہ ان خیالات کے مقام سے پیچھے ہٹ جائیں۔ دلوں کو پاک کریں اور اپنے انسانی رحم کو ترقی دیں اور درد مندوں کے ہمدرد بنیں۔ زمین پر صلح پھیلا دیں کہ اس سے اُن کا دین پھیلے گا اور اس سے تعجب مت کریں کہ ایسا کیونکر ہوگا کیونکہ جیسا کہ خدا نے بغیر توسط معمولی اسباب کے جسمانی ضرورتوں کے لیے حال کی نئی ایجادوں میں زمین کے عناصر اور زمین کی تمام چیزوں سے کام لیا ہے اور ریل گاڑیوں کو گھوڑوں سے بھی بہت زیادہ دوڑا کر دکھلایا ہے ایسا ہی اب وہ روحانی ضرورتوں کے لیے بغیر توسط انسانی ہاتھوں کے آسمان کے فرشتوں سے کام لے گا۔ بڑے بڑے آسمانی نشان ظاہر ہوں گے اور بہت سی چمکیں پیدا ہوں گی جن سے بہت سی آنکھیں کُھل جائیں گی۔ تب آخر میں لوگ سمجھ جائیں گے کہ جو خدا کے سوا انسانوں اور دوسری چیزوں کو خدا بنایا گیا تھا سب غلطیاں تھیں۔ سو تم صبر سے دیکھتے رہو کیونکہ خدا اپنی توحید کے لیے تم سے زیادہ غیرتمند ہے اور دُعا میں لگے رہو ایسا نہ ہو کہ نافرمانوں میں لکھے جاؤ۔ اے حق کے بھوکو اور پیاسو! سن لو کہ یہ وہ دن ہیں جن کا ابتدا سے وعدہ تھا۔ خدا ان قصّوں کو بہت لمبا نہیں کرے گا اور جس طرح تم دیکھتے ہو کہ جب ایک بلند مینار پر چراغ رکھا جائے تو دُور دُور تک اس کی روشنی پھیل جاتی ہے اور یا جب آسمان کے ایک طرف بجلی چمکتی ہے تو سب طرفیں ساتھ ہی روشن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان دنوں میں ہوگا کیونکہ خدا نے اپنی اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لیے کہ مسیح کی منادی بجلی کی طرح دنیا میں پھر جائیگی

---

[1] الشمس: ۱۰

یا بلند مینار کے چراغ کی طرح دُنیا کے چار گوشہ میں پھیلے گی۔ زمین پر ہر ایک سامان مہیا کر دیا ہے اور ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک کے احسن انتظاموں اور سیر و سیاحت کے سہل طریقوں کو کامل طور پر جاری فرما دیا ہے۔ سو یہ سب کچھ پیدا کیا گیا تا وہ بات پوری ہو کہ مسیح موعود کی دعوت بجلی کی طرح ہر ایک کنارہ کو روشن کرے گی اور مسیح کا منارہ جس کا حدیثوں میں ذکر ہے دراصل اس کی بھی یہی حقیقت ہے کہ مسیح کی ندا اور روشنی ایسی جلد دُنیا میں پھیلے گی جیسے اُونچے مینار پر سے آواز اور روشنی دُور تک جاتی ہے۔ اس لیے ریل اور تار اور اگن بوٹ اور ڈاک اور تمام اسباب سہولت تبلیغ اور سہولت سفر مسیح کے زمانہ کی ایک خاص علامت ہے جس کو اکثر نبیوں نے ذکر کیا ہے اور قرآن بھی کہتا ہے وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ[1] یعنی عام دعوت کا زمانہ جو مسیح موعود کا زمانہ ہے وہ[2] ہے جبکہ اُونٹ بے کار ہو جائیں گے یعنی کوئی ایسی نئی سواری پیدا ہو جائے گی جو اونٹوں کی حاجت نہیں پڑے گی اور حدیث میں بھی ہے یترک القلاص فلا یسعی علیہا یعنی اس زمانہ میں اُونٹ بے کار ہو جائیں گے۔ اور یہ علامت کسی اور نبی کے زمانہ کو نہیں دی گئی۔ سو شکر کرو کہ آسمان پر نور پھیلانے کے لیے تیاریاں ہیں۔ زمین میں زمینی برکات کا ایک جوش ہے یعنی سفر اور حضر میں اور ہر ایک بات میں وہ آرام تم دیکھ رہے ہو جو تمہارے باپ دادوں نے نہیں دیکھے۔ گویا دُنیا نئی ہو گئی ہے۔ بے بہار کے میوے ایک ہی وقت میں مل سکتے ہیں چھ مہینے کا سفر چند روز میں ہو سکتا ہے۔ ہزاروں کوسوں کی خبریں ایک ساعت میں آ سکتی ہیں ہر ایک کام کی سہولت کے لیے مشینیں اور کلیں موجود ہیں۔ اگر چاہو تو ریل میں یوں سفر کر سکتے ہو جیسے گھر کے ایک بُستان سرائے میں۔ پس کیا زمین پر ایک انقلاب نہیں آیا؟ پس جبکہ زمین میں ایک اعجوبہ نما انقلاب پیدا ہو گیا اس لیے خدائے قادر چاہتا ہے کہ آسمان میں بھی ایک اعجوبہ نما انقلاب پیدا ہو جائے اور یہ دونوں مسیح کے زمانہ کی نشانیاں ہیں۔ انہی نشانیوں کی طرف اشارہ ہے جو میری کتاب براہین احمدیہ کے ایک الہام میں جو آج سے بیس برس پہلے لکھا گیا پائی جاتی ہیں اور وہ یہ ہے۔ اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ کَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا[3] یعنی زمین اور آسمان دونوں ایک گٹھڑی کی طرح بندھے ہوئے تھے جن کے جوہر مخفی تھے ہم نے مسیح کے زمانہ میں وہ دونوں گٹھڑیاں کھول دیں اور دونوں کے جوہر ظاہر کر دیئے[4]

---

[1] التکویر: ۵ [2] میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ مسیح موعود اسرائیلی نبی نہیں ہے بلکہ اس کی خو اور طبیعت پر آیا ہے جبکہ توریت میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مثیل موسیٰ قرار دیا گیا ہے تو ضرور تھا کہ موسوی سلسلہ کی مانند محمدی سلسلہ کے آخر پر بھی ایک مسیح ہو۔ منہ [3] الانبیاء: ۳۱

[4] کیا یہ سچ نہیں کہ اس زمانہ میں زمین کی گٹھڑی ایسی کھلی ہے کہ ہزارہا نئی حقیقتیں اور خواص اور کلیں ظاہر ہوتی جاتی ہیں پھر آسمانی گٹھڑی کیوں بند رہے۔ آسمانی گٹھڑی کی نسبت گذشتہ نبیوں نے بھی پیشگوئی کی تھی کہ بچے اور عورتیں بھی خدا کا الہام پائیں گی اور وہ مسیح موعود کا زمانہ ہوگا۔ منہ

بالآخر یاد رہے کہ اگرچہ ہم نے اس اشتہار میں مفصّل طور پر لکھ دیا ہے کہ یہ موجودہ طریق غیر مذہب کے لوگوں پر حملہ کرنے کا جو مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جس کا نام وہ جہاد رکھتے ہیں یہ شرعی جہاد نہیں ہے بلکہ صریح خدا اور رسول کے حکم کے مخالف اور سخت معصیت ہے لیکن چونکہ اس طریق پر پابند ہونے کی بعض اسلامی قوموں میں پرانی عادت ہوگئی ہے اس لیے اُن کے لیے اس عادت کو چھوڑنا آسانی سے ممکن نہیں بلکہ ممکن ہے کہ جو شخص ایسی نصیحت کرے اسی کے دشمن جانی ہو جائیں اور غازیانہ جوش سے اس کا قصّہ بھی تمام کرنا چاہیں۔ ہاں ایک طریق میرے دل میں گذرتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر امیر صاحب والی کابل جن کا رُعب افغانوں کی قوموں پر اس قدر ہے کہ شاید اس کی نظیر کسی پہلے افغانی امیر میں نہیں ملے گی نامی علماء کو جمع کر کے اس مسئلہ جہاد کو معرض بحث میں لاویں اور پھر علماء کے ذریعہ سے عوام کو انکی غلطیوں پر متنبہ کریں بلکہ اس ملک کے علماء سے چند رسالے پشتو زبان میں تالیف کرا کر عام طور پر شائع کرائیں تو یقین ہے کہ اس قسم کی کارروائی کا لوگوں پر بہت اثر پڑے گا اور وہ جوش جو نادان ملّا عوام میں پھیلاتے ہیں رفتہ رفتہ کم ہو جائے گا اور یقیناً امیر صاحب کی رعایا کی بڑی بدقسمتی ہوگی اگر اس ضروری اصلاح کی طرف امیر صاحب توجہ نہیں کریں گے اور آخری نتیجہ اس کا اس گورنمنٹ کے لیے خود زحمتیں ہیں جو ملّاؤں کے ایسے فتووں پر خاموش بیٹھی رہے کیونکہ آجکل ان ملاؤں اور مولویوں کی یہ عادت ہے کہ ایک ادنیٰ اختلاف مذہبی کی وجہ سے ایک شخص یا ایک فرقہ کو کافر ٹھہرا دیتے ہیں اور پھر جو کافروں کی نسبت ان کے فتوے جہاد وغیرہ کے ہیں وہی فتوے ان کی نسبت بھی جاری کیے جاتے ہیں۔ پس اس صورت میں امیر صاحب بھی ان فتووں سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت یہ ملّا لوگ کسی جزوی بات پر امیر صاحب پر ناراض ہو کر ان کو بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دیں اور پھر ان کے لیے بھی وہی جہاد کے فتوے لکھے جائیں جو کفار کے لیے وہ لکھا کرتے ہیں۔ پس بلاشبہ وہ لوگ جن کے ہاتھ میں مومن یا کافر بنانا اور پھر اس پر جہاد کا فتویٰ لکھنا ہے ایک خطرناک قوم ہے جن سے امیر صاحب کو بھی بے فکر نہیں بیٹھنا چاہیئے اور بلاشبہ ہر ایک گورنمنٹ کے لیے بغاوت کا سرچشمہ یہی لوگ ہیں۔ عوام بے چارے ان لوگوں کے قابو میں ہیں اور اُن کے دلوں کی کل ان کے ہاتھ میں ہے جس طرف چاہیں پھیر دیں اور ایک دم میں قیامت برپا کر دیں۔ پس یہ گناہ کی بات نہیں ہے کہ عوام کو اُن کے پنجہ سے چھڑا دیا جائے اور خود اُن کو نرمی سے جہاد کے مسئلہ کی اصل حقیقت سمجھا دی جائے اسلام ہرگز یہ تعلیم نہیں دیتا کہ مسلمان رہزنوں اور ڈاکوؤں کی طرح بن جائیں اور جہاد کے بہانہ سے اپنے نفس کی خواہشیں پوری کریں۔ اور چونکہ اسلام میں بغیر بادشاہ کے حکم کے کسی طرح جہاد درست نہیں اور اس کو عوام بھی جانتے ہیں اس لیے یہ بھی اندیشہ ہے کہ وہ لوگ جو حقیقت سے بے خبر ہیں اپنے دلوں میں امیر صاحب پر یہ الزام لگا دیں کہ انہی کے اشارہ سے یہ سب کچھ ہوتا ہے۔ لہٰذا امیر صاحب کا ضرور یہ فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اس غلط فتوے کو روکنے کے لیے جہد بلیغ فرماویں کہ اس صورت میں امیر صاحب کی

بریت بھی آفتاب کی طرح چمک اُٹھے گی اور ثواب بھی ہوگا کیونکہ حقوق عباد پر نظر کرکے اس سے بڑھ کر اَور کوئی نیکی نہیں کہ مظلوموں کی گردنوں کو ظالموں کی تلوار سے چھڑایا جائے اور چونکہ ایسے کام کرنیوالے اور غازی بننے کی نیّت سے تلوار چلانے والے اکثر افغان ہی ہیں جن کا امیر صاحب کے مُلک میں ایک معتد بہ حصہ ہے اس لیے امیر صاحب کو خدا تعالیٰ نے یہ موقعہ دیا ہے کہ وہ اپنی امارت کے کارنامہ میں اس اصلاح عظیم کا تذکرہ چھوڑ جائیں اور یہ وحشیانہ عادات جو اسلام کی بدنام کنندہ ہیں جہاں تک ان کے لیے ممکن ہو قوم افغان سے چھڑا دیں ورنہ دَور مسیح موعود آ گیا ہے۔ اب بہرحال خدا تعالیٰ آسمان سے ایسے اسباب پیدا کر دیگا کہ جیسا کہ زمین ظلم اور ناحق کی خونریزی سے پُر تھی اب عدل اور امن اور صلحکاری سے پُر ہو جائے گی اور مبارک وہ امیر اور بادشاہ ہیں جو اس سے کچھ حصہ لیں۔

ان تمام تحریروں کے بعد ایک خاص طور پر اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں کچھ گذارش کرنا چاہتا ہوں۔ اور گو یہ جانتا ہوں کہ ہماری یہ گورنمنٹ ایک عاقل اور زیرک گورنمنٹ ہے لیکن ہمارا بھی فرض ہے کہ اگر کوئی نیک تجویز جس میں گورنمنٹ اور عامہ خلائق کی بھلائی ہو خیال میں گذرے تو اُسے پیش کر دیں۔ اور وہ یہ ہے کہ میرے نزدیک یہ واقعی اور یقینی امر ہے کہ یہ وحشیانہ عادت جو سرحدی افغانوں میں پائی جاتی ہے اور آئے دن کوئی نہ کوئی کسی بے گناہ کا خون کیا جاتا ہے اس کے اسباب جیسا کہ مَیں بیان کر چکا ہوں دو ہیں (۱) اوّل وہ مولوی جن کے عقائد میں یہ بات داخل ہے کہ غیر مذہب کے لوگوں اور خاص کر عیسائیوں کو قتل کرنا موجب ثواب عظیم ہے اور اس سے بہشت کی وہ عظیم الشان نعمتیں ملیں گی کہ وہ نہ نماز سے مل سکتی ہیں نہ حج سے نہ زکوٰۃ سے اور نہ کسی اور نیکی کے کام سے۔ مجھے خوب معلوم ہے کہ یہ لوگ در پردہ عوام الناس کے کان میں ایسے وعظ پہنچاتے رہتے ہیں۔ آخر دن رات ایسے وعظوں کو سُن کر ان لوگوں کے دلوں پر جو حیوانات میں اور ان میں کچھ تھوڑا ہی فرق ہے بہت بڑا اثر پڑتا ہے اور وہ درندے ہو جاتے ہیں اور ان میں ایک ذرہ رحم باقی نہیں رہتا اور ایسی بے رحمی سے خونریزیاں کرتے ہیں جن سے بدن کانپتا ہے اور اگرچہ سرحدی اور افغانی ملکوں میں اس قسم کے مولوی بکثرت بھرے پڑے ہیں جو ایسے ایسے وعظ کیا کرتے ہیں مگر میری رائے تو یہ ہے کہ پنجاب اور ہندوستان بھی ایسے مولویوں سے خالی نہیں۔ اگر گورنمنٹ عالیہ نے یہ یقین کر لیا ہے کہ اس ملک کے تمام مولوی اس قسم کے خیالات سے پاک اور مبرا ہیں تو یہ یقین بے شک نظر ثانی کے لائق ہے۔ میرے نزدیک اکثر مسجد نشین نادان مغلوب الغضب مُلّا ایسے ہیں کہ ان گندے خیالات سے بَری نہیں ہیں۔ اگر وہ ایسے خیالات خدا تعالیٰ کی پاک کلام کی ہدایت کے موافق کرتے تو مَیں اُن کو معذور سمجھتا کیونکہ درحقیقت انسان اعتقادی امور میں ایک طور پر معذور ہوتا ہے۔ لیکن مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ جیسا کہ وہ گورنمنٹ کے احسانات کو فراموش کرکے اس عادل گورنمنٹ کے چھپے ہوتے دشمن ہیں ایسا ہی وہ خدا تعالیٰ کے بھی مجرم اور نافرمان ہیں۔ کیونکہ مَیں مفصل بیان کر چکا ہوں کہ

خدا تعالیٰ کا کلام ہرگز نہیں سکھلاتا کہ ہم اس طرح پر بے گناہوں کے خون کیا کریں اور جس نے ایسا سمجھا ہے وہ اسلام سے برگشتہ ہے (۲) دوسرا سبب ان مجرمانہ خونریزیوں کا جو غازی بننے کے بہانہ سے کی جاتی ہیں میری رائے میں وہ پادری صاحبان بھی ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ اس بات پر زور دیا کہ اسلام میں جہاد فرض ہے اور دوسری قوموں کو قتل کرنا مسلمانوں کے مذہب میں بہت ثواب کی بات ہے۔ میرے خیال میں سرحدی لوگوں کو جہاد کے مسئلہ کی خبر بھی نہیں تھی۔ یہ تو پادری صاحبوں نے یاد دلایا۔ میرے پاس اس خیال کی تائید میں دلیل یہ ہے کہ جب تک پادری صاحبوں کی طرف سے ایسے اخبار اور رسالے اور کتابیں سرحدی ملکوں میں شائع نہیں ہوئے تھے اس وقت تک ایسی وارداتیں بہت ہی کم سُنی جاتی تھیں یا یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ بالکل نہیں تھیں۔ بلکہ جب سکھوں کی سلطنت اس ملک سے اُٹھ گئی اور ان کی جگہ انگریز آئے تو عام مسلمانوں کو اس انقلاب سے بڑی خوشی تھی اور سرحدی لوگ بھی بہت خوش تھے۔ جب پادری فنڈل صاحب نے ۱۸۴۹ء میں کتاب میزان الحق تالیف کرکے ہندوستان اور پنجاب اور سرحدی ملکوں میں شائع کی اور نہ فقط اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ السلام کی نسبت توہین کے کلمے استعمال کئے بلکہ لاکھوں انسانوں میں یہ شہرت دی کہ اسلام میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ بڑا ثواب ہے۔ ان باتوں کو سُنکر سرحدی حیوانات جن کو اپنے دین کی کچھ بھی خبر نہیں جاگ اُٹھے اور یقین کر بیٹھے کہ درحقیقت ہمارے مذہب میں غیر مذہب کے لوگوں کو قتل کرنا بڑے ثواب کی بات ہے۔ مَیں نے غور کرکے سوچا ہے کہ اکثر سرحدی وارداتیں اور پُرجوش عداوت جو سرحدی لوگوں میں پیدا ہوئی اس کا سبب پادری صاحبوں کی وہ کتابیں ہیں جن میں وہ تیز زبانی اور بار بار جہاد کا ذکر لوگوں کو سُنانے میں حد سے زیادہ گذر گئے یہاں تک کہ آخر میزان الحق کی عام شہرت اور اس کے زہریلے اثر کے بعد ہماری گورنمنٹ کو ۱۸۶۷ء میں ایکٹ نمبر ۲۳ ۱۸۶۷ء سرحدی اقوام کے غازیانہ خیالات کے روکنے کے لیے جاری کرنا پڑا۔ یہ قانون سرحد کی چھ قوموں کے لیے شائع ہوا تھا اور بڑی اُمید تھی کہ اس سے وارداتیں رُک جائیں گی، لیکن افسوس کہ بعد اس کے پادری عماد الدین امرتسری اور چند دوسرے بدزبان پادریوں کی تیز اور گندی تحریروں نے ملک کی اندرونی محبت اور مصالحت کو بڑا نقصان پہنچایا اور ایسا ہی اور پادری صاحبوں کی کتابوں نے جن کی تفصیل کی ضرورت نہیں دلوں میں عداوت کا تخم بونے میں کمی نہیں کی غرض یہ لوگ گورنمنٹ عالیہ کی مصلحت کے سخت خارج ہوتے ہماری گورنمنٹ کی طرف سے یہ کارروائی نہایت قابل تحسین ہوئی کہ مسلمانوں کو ایسی کتابوں کے جواب لکھنے سے منع نہیں کیا اور اس تیزی کے مقابل پر مسلمانوں کی طرف سے بھی کسی قدر تیز کلامی ہوئی مگر وہ تیزی گورنمنٹ کی کشادہ دلی پر دلیل روشن بن گئی اور ہتک آمیز کتابوں کی وجہ سے جن فسادوں کی توقع تھی وہ اس گورنمنٹ عالیہ کی نیک نیتی اور عادلانہ طریق ثابت ہو جانے کی وجہ سے اندر ہی اندر دب گئے۔ پس اگرچہ ہمیں اسلام کے مُلّاؤں کی نسبت افسوس سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ انہوں نے ایک غلط مسئلہ جہاد کی پیروی کرکے سرحدی

اقوام کو یہ سبق دیا کہ تا وہ ایک محسن گورنمنٹ کے معزز افسروں کے خون سے اپنی تلواروں کو سُرخ کیا کریں اور اس طرح ناحق اپنی محسن گورنمنٹ کو ایذا پہنچایا کریں۔ مگر ساتھ ہی یورپ کے مُلّاؤں پر بھی جو پادری ہیں ہمیں افسوس ہے کہ انہوں نے ناحق تیز اور خلاف واقعہ تحریروں سے نادانوں کو جوش دلائے۔ ہزاروں دفعہ جہاد کا اعتراض پیش کر کے وحشی مسلمانوں کے دلوں میں یہ جما دیا کہ اُن کے مذہب میں جہاد ایک ایسا طریق ہے جس سے جلد بہشت مل جاتا ہے اگر ان پادری صاحبوں کے دلوں میں کوئی بدنیتی نہیں تھی تو چاہیئے تھا کہ حضرت موسیٰ اور حضرت یوشع کے جہادوں کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جہاد سے مقابلہ کر کے اندر ہی اندر سمجھ جاتے اور چُپ رہتے۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ اس فتنہ عوام کے جوش دلانے کے بڑے محرّک اسلامی مولوی ہیں تاہم ہمارا انصاف ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ کسی قدر اس فتنہ انگیزی میں پادریوں کی وہ تحریریں بھی حصہ دار ہیں جن سے آئے دن مسلمان تشاکی نظر آتے ہیں۔ افسوس کہ بعض جاہل ایک حرکت کر کے الگ ہو جاتے ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کو مشکلات پیش آتی ہیں۔ ان مشکلات کے رفع کرنے کے لیے میرے نزدیک احسن تجویز وہی ہے جو حال میں رومی گورنمنٹ نے اختیار کی ہے اور وہ یہ کہ امتحاناً چند سال کے لیے ہر ایک فرقہ کو قطعاً روک دیا جائے کہ وہ اپنی تحریروں میں اور نیز زبانی تقریروں میں ہرگز ہرگز کسی دوسرے مذہب کا صراحتہً یا اشارۃً ذکر نہ کرے۔ ہاں اختیار ہے کہ جس قدر چاہے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کیا کرے۔ اس صورت میں نئے نئے کینوں کی تخم ریزی موقوف ہو جائے گی اور پُرانے قصّے بھُول جائیں گے اور لوگ باہمی محبت اور مصالحت کی طرف رجوع کریں گے اور جب سرحد کے وحشی لوگ دیکھیں گے کہ قوموں میں اس قدر باہم اُنس اور محبت پیدا ہو گیا ہے تو آخر وہ بھی متاثر ہو کر عیسائیوں کی ایسی ہی ہمدردی کریں گے جیسا کہ ایک مسلمان اپنے بھائی کی کرتا ہے۔ اور دوسری تدبیر یہ ہے کہ اگر پنجاب اور ہندوستان کے مولوی درحقیقت مسئلہ جہاد کے مخالف ہیں تو وہ اس بارے میں رسالے تالیف کر کے اور پشتو میں ان کا ترجمہ کرا کر سرحدی اقوام میں مشتہر کر دیں۔ بلا شبہ ان کا بڑا اثر ہوگا مگر ان باتوں کیلئے شرط ہے کہ سچے دل اور جوش سے کارروائی کی جائے نہ نفاق سے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر خاکسار مرزا غلام احمد مسیح موعود عفی عنہ از قادیان

المرقوم ۲۲ مئی سنہ ۱۹۰۰ء

☆ ☆ ☆

(۲۲۱)

بسم الله الرحمن الرحیم　　　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

بشپ صاحب لاہور

سے ایک سچّے فیصلہ کی درخواست

مَیں نے سنا ہے کہ بشپ صاحب لاہور نے مسلمانوں کو اس بات کی دعوت کی ہے کہ اگر وہ چاہیں تو حضرت عیسٰی علیہ السلام کے مقابل پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معصوم ہونا ثابت کر کے دکھلاویں۔ میرے نزدیک بشپ صاحب موصوف کا یہ بہت عمدہ ارادہ ہے کہ وہ اس بات کا تصفیہ چاہتے ہیں کہ ان دونوں بزرگ نبیوں میں سے ایسا نبی کون ہے جس کی زندگی پاک اور مقدس ہو، لیکن مَیں سمجھ نہیں سکتا کہ اس سے اُن کی کیا غرض ہے کہ کسی نبی کا معصوم ہونا ثابت کیا جائے یعنی پبلک کو یہ دکھلایا جائے کہ اس نبی سے اپنی عمر میں کوئی گناہ صادر نہیں ہوا۔ میرے نزدیک یہ ایسا طریق بحث ہے جس سے کوئی عمدہ نتیجہ پیدا نہیں ہوگا۔ کیونکہ تمام قوموں کا اس پر اتفاق نہیں ہے کہ فلاں قول اور فعل گناہ میں داخل ہے اور فلاں گفتار اور کردار گناہ میں داخل نہیں۔ مثلاً بعض فرقے شراب پینا سخت گناہ سمجھتے ہیں اور بعض کے عقیدہ کے موافق جب تک روٹی توڑ کر شراب میں نہ ڈالی جائے اور ایک نومُرید مع بزرگان دین کے اس روٹی کو نہ کھاوے اور اس شراب کو نہ پیوے تب تک دیندار ہونے کی پوری سند حاصل نہیں ہوسکتی۔ ایسا ہی بعض کے نزدیک اجنبی عورت کو شہوت کی نظر سے دیکھنا بھی زنا ہے۔ مگر بعض کا یہ مذہب ہے کہ ایک خاوند والی عورت بیگانہ مرد سے بے شک اس صورت میں ہمبستر ہو جائے جبکہ کسی وجہ سے اولاد ہونے سے نومیدی ہو اور یہ کام نہ صرف جائز بلکہ بڑے ثواب کا موجب ہے اور اختیار ہے کہ دس یا گیارہ بچوں کے پیدا ہونے تک ایسی عورت بیگانہ مرد سے بدکاری میں مشغول رہے۔ ایسا ہی ایک کے نزدیک جُوں یا پِسّو مارنا بھی حرام ہے اور دوسرا تمام جانوروں کو سبز ترکاریوں کی طرح سمجھتا ہے اور ایک کے مذہب میں سُوّر کا چھونا بھی انسان کو ناپاک کر دیتا ہے اور دوسرے کے مذہب میں تمام سفید اور سیاہ سُوّر بہت عمدہ غذا ہیں۔ اب اس سے ظاہر ہے کہ گناہ کے مسئلہ میں دُنیا کو کلّی اتفاق نہیں ہے۔ عیسائیوں کے نزدیک حضرت مسیح خدائی کا دعویٰ کر کے پھر بھی اوّل

درجہ کے معصوم ہیں مگر مسلمانوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی بھی گناہ نہیں کہ انسان اپنے تئیں یا کسی اور کو خدا کے برابر ٹھہراوے۔ غرض یہ طریق مختلف فرقوں کے لیے ہرگز حق شناسی کا معیار نہیں ہوسکتا جو بشپ صاحب نے اختیار کیا ہے۔ ہاں یہ طریق نہایت عمدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمی اور عملی اور اخلاقی اور تقدسی اور برکاتی اور تاثیراتی اور ایمانی اور عرفانی اور افاضہ خیر اور طریق معاشرت وغیرہ وجوہ فضائل میں باہم موازنہ اور مقابلہ کیا جائے۔ یعنی یہ دکھلایا جائے کہ ان تمام امور میں کس کی فضیلت اور فوقیت ثابت ہے اور کس کی ثابت نہیں۔ کیونکہ جب ہم کلام کلی کے طور پر تمام طرق فضیلت کو مدِ نظر رکھ کر ایک نبی کے وجوہ فضائل بیان کریں گے تو ہم پر یہ طریق بھی کُھلا ہوگا کہ اُسی تقریب پر ہم اس نبی کی پاک باطنی اور تقدس اور طہارت اور معصومیت کے وجوہ بھی جس قدر ہمارے پاس ہوں بیان کر دیں۔ اور چونکہ اس قسم کا بیان صرف ایک جزوی بیان نہیں ہے بلکہ بہت سی باتوں اور شاخوں پر مشتمل ہے اس لیے پبلک کے لیے آسانی ہوگی کہ اس تمام مجموعہ کو زیر نظر رکھ کر اس حقیقت تک پہنچ جائیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے درحقیقت افضل اور اعلیٰ شان کس نبی کو حاصل ہے اور گو ہر ایک شخص فضائل کو بھی اپنے مذاق پر ہی قرار دیتا ہے مگر چونکہ یہ انسانی فضائل کا ایک کافی مجموعہ ہوگا اس لیے اس طریق سے افضل اور اعلیٰ کے جانچنے میں وہ مشکلات نہیں پڑیں گی جو صرف معصومیت کی بحث میں پڑتی ہیں۔ بلکہ ہر ایک مذاق کے انسان کے لیے اس مقابلہ اور موازنہ کے وقت ضرور ایک ایسا قدر مشترک حاصل ہو جائے گا جس سے بہت صاف اور سہل طریقہ پر نتیجہ نکل آئے گا کہ ان تمام فضائل میں سے فضائل کثیرہ کا مالک اور جامع کون ہے۔ پس اگر ہماری بحثیں محض خدا کے لیے ہیں تو ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیئے جس میں کوئی اشتباہ اور کدورت نہ ہو۔ کیا یہ سچ نہیں ہے کہ معصومیت کی بحث میں پہلے قدم میں ہی یہ سوال پیش آئے گا کہ مسلمانوں اور یہودیوں کے عقیدہ کی رُو سے جو شخص عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر خدا یا خدا کا بیٹا ہونا اپنے تئیں بیان کرتا ہے وہ سخت گنہگار بلکہ کافر ہے تو پھر اس صورت میں معصومیت کیا باقی رہی اور اگر کہو کہ ہمارے نزدیک ایسا دعویٰ نہ گناہ نہ کفر کی بات ہے تو پھر اُسی الجھن میں آپ پڑ گئے جس سے بچنا چاہیئے تھا کیونکہ جیسا آپ کے نزدیک حضرت مسیح کے لیے خدائی کا دعویٰ کرنا گناہ کی بات نہیں ہے ایسا ہی ایک نیاکت مت والے کے نزدیک ماں بہن سے بھی زنا کرنا گناہ کی بات نہیں ہے اور آریہ صاحبوں کے نزدیک ہر ایک ذرہ کو اپنے وجود کا آپ ہی خدا جاننا اور اپنی پیاری بیوی کو باوجود اپنی موجودگی کے کسی دوسرے سے ہم بستر کرا دینا کچھ بھی گناہ کی بات نہیں اور سناتن دھرم والوں کے نزدیک راجہ رامچندر اور کرشن کو اوتار جاننا اور پرمیشر ماننا اور پتھروں کے آگے سجدہ کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں اور ایک گبر کے نزدیک آگ کی پوجا کرنا کچھ گناہ کی بات نہیں۔ اور ایک فرقہ یہودیوں کے مذہب موافق غیر قوموں کے مال کو چوری کر لینا اور ان کو نقصان پہنچا دینا کچھ گناہ کی بات نہیں اور بجز مسلمانوں کے

سب کے نزدیک سُود لینا کچھ گناہ کی بات نہیں تو اب ایسا کون فارغ جج ہے کہ ان جھگڑوں کا فیصلہ کرے اس لیے حق کے طالب کے لیے افضل اور اعلیٰ نبی کی شناخت کے لیے یہی طریق کُھلا ہے جو مَیں نے بیان کیا ہے۔ اور اگر ہم فرض بھی کرلیں کہ تمام قومیں معصومیت کی وجوہ ایک ہی طور سے بیان کرتی ہیں یعنی اس بیان میں اگر تمام مذہبوں والے متفق بھی ہوں کہ فلاں فلاں امر گناہ میں داخل ہے جس سے باز رہنے کی حالت میں انسان معصوم کہلا سکتا ہے تو گو ایسا فرض کرنا غیر ممکن ہے تاہم محض اس امر کی تحقیق ہونے سے کہ ایک شخص شراب نہیں پیتا، رہزنی نہیں کرتا، ڈاکہ نہیں مارتا خون نہیں کرتا، جھُوٹی گواہی نہیں دیتا۔ ایسا شخص صرف اس قسم کی معصومیت کی وجہ سے انسان کامل ہونے کا ہرگز مستحق نہیں ہوسکتا اور نہ کسی حقیقی اور اعلیٰ نیکی کا مالک ٹھہر سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی کسی کو اپنا یہ احسان جتلائے کہ باوجودیکہ مَیں نے کئی دفعہ یہ موقع پایا کہ تیرے گھر کو آگ لگا دوں اور تیرے شیر خوار بچے کا گلا گھونٹ دوں مگر پھر بھی مَیں نے آگ نہیں لگائی اور نہ تیرے بچے کا گلا گھونٹا۔ تو ظاہر ہے کہ عقلمندوں کے نزدیک یہ کوئی اعلیٰ درجہ کی نیکی نہیں سمجھی جائے گی اور نہ ایسے حقوق اور فضائل کو پیش کرنے والا کوئی بھلا مانس انسان خیال کیا جائے گا۔ ورنہ ایک حجام اگر یہ احسان جتلا کر ہمیں ممنون بنانا چاہے کہ بالوں کے کاٹنے یا درست کرنے کے وقت مجھے یہ موقعہ ملا تھا کہ مَیں تمہارے سر یا گردن یا ناک پر اُسترہ مار دیتا مگر مَیں نے یہ نیکی کی کہ نہیں مارا تو کیا اس سے وہ ہمارا اعلیٰ درجہ کا محسن ٹھیر جائے گا اور والدین کے حقوق کی طرح اس کے حقوق بھی تسلیم کیے جائیں گے؟ نہیں بلکہ وہ ایک طور کے جُرم کا مرتکب ہے جو اپنی ایسی صفات ظاہر کرتا ہے اور ایک دانشمند حاکم کے نزدیک ضمانت لینے کے لائق ہے۔ غرض یہ کوئی اعلیٰ درجہ کا احسان نہیں ہے کہ کسی نے بدی کرنے سے اپنے تئیں بچائے رکھا کیونکہ قانون سزا بھی تو اسے روکتا تھا۔ مثلاً اگر کوئی شریر نقب لگانے یا اپنے ہمسایہ کا مال چُرانے سے رُک گیا ہے تو کیا اس کی یہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ اس شرارت سے باز رہ کر اس سے نیکی کرنا چاہتا تھا بلکہ قانون سزا بھی تو اسے ڈرا رہا تھا کیونکہ وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اگر میں نقب زنی کے وقت یا کسی کے گھر میں آگ لگانے کے وقت یا کسی بے گناہ پر پستول چھوڑنے کے وقت یا کسی بچے کا گلا گھونٹنے کے وقت پکڑا گیا تو پھر گورنمنٹ پوری سزا دے کر جہنم تک پہنچائے گی۔ غرض اگر یہی حقیقی نیکی اور انسان کا اعلیٰ جوہر ہے تو پھر تمام جرائم پیشہ ایسے لوگوں کے محسن ٹھہر جائیں گے جن کو انہوں نے کوئی ضرر نہیں پہنچایا، لیکن جن بزرگواروں کو ہم انسان کامل کا خطاب دینا چاہتے ہیں کیا ان کی بزرگی کے اثبات کے لیے ہمیں یہی وجوہ پیش کرنے چاہئیں کہ کبھی انہوں نے کسی شخص کے گھر کو آگ نہیں لگائی۔ چوری نہیں کی کسی بیگانہ عورت پر حملہ نہیں کیا، ڈاکہ نہیں مارا کسی بچے کا گلا نہیں گھونٹا۔ حاشا و کلّا یہ کمینہ باتیں ہرگز کمال کی وجوہ نہیں ہوسکتیں بلکہ ایسے ذکر سے تو ایک طور سے ہجو نکلتی ہے۔ مثلاً اگر مَیں یہ کہوں کہ میری دانست میں زید جو ایک شہر کا معزز اور نیکنام رئیس ہے فلاں ڈاکہ میں شریک نہیں ہے یا فلاں عورت کو جو چند آدمی زنا کے لیے بہکا کر لے گئے تھے اس سازش سے زید کا کچھ تعلق نہ تھا تو ایسے بیان میں مَیں زید کی ایک طریق سے ازالہ حیثیت

عرض کر رہا ہوں کیونکہ پوشیدہ طور پر پبلک کو احتمال کا موقع دیتا ہوں کہ وہ اس مادہ کا آدمی ہے گو اس وقت شریک نہیں ہے۔ پس خدا کے پاک نبیوں کی تعریف اسی حد تک ختم کر دینا بلاشبہ اُن کی ایک سخت مذمت ہے۔ اور اسی بات کو ان کا بڑا کمال سمجھنا کہ جرائم پیشہ لوگوں کی طرح ناجائز تکالیف عامہ سے انہوں نے اپنے تئیں بچایا اُن کے مرتبہ عالیہ کی بڑی ہتک ہے۔ اوّل تو بدی سے باز رہنا جس کو معصومیت کہا جاتا ہے کوئی اعلیٰ صفت نہیں ہے۔ دُنیا میں ہزاروں اس قسم کے لوگ موجود ہیں کہ ان کو موقع نہیں ملا کہ وہ نقب لگائیں یا دھاڑا ماریں یا خون کریں یا شیرخوار بچوں کا گلا گھونٹیں یا بیچاری کمزور عورتوں کا زیور کانوں سے توڑ کر لے جائیں۔ پس ہم کہاں تک اس ترکِ شر کی وجہ سے لوگوں کو اپنا محسن ٹھیراتے جائیں اور ان کو محض اسی وجہ سے انسان کامل مان لیں؟ ماسوا اس کے ترکِ شر کے لیے جس کو دوسرے لفظوں میں معصومیت کہتے ہیں بہت سے وجوہ ہیں۔ ہر ایک کو یہ لیاقت کب حاصل ہے کہ رات کو اکیلا اُٹھے اور حربہ نقب ہاتھ میں لے کر اور لنگوٹی باندھ کر کسی کوچے میں گھس جاوے اور عین موقع پر نقب لگا دے اور مال قابو میں کرے اور پھر جان بچا کر بھاگ جاوے۔ اس قسم کی مشقیں نبیوں کو کہاں ہیں اور بغیر لیاقت اور قوت کے جرأت پیدا ہی نہیں ہو سکتی۔ ایسا ہی زناکاری بھی قوت مردمی کی محتاج ہے اور اگر مرد ہو بھی تب بھی محض خالی ہاتھ سے غیر ممکن ہے۔ بازاری عورتوں نے اپنے نفس کو وقف تو نہیں کر رکھا وہ بھی آخر کچھ مانگتی ہیں۔ تلوار چلانے کے لیے بھی بازو چاہیئے اور کچھ اٹکل بھی اور کچھ بہادری اور دل کی قوت بھی۔ بعض ایک چڑیا کو بھی مار نہیں سکتے۔ اور ڈاکہ مارنا بھی ہر ایک بزدل کا کام نہیں۔ اب اس بات کا کون فیصلہ کرے کہ مثلاً ایک شخص جو ایک پُرثمر باغ کے پاس پاس جا رہا تھا اس نے اس باغ کا اس لیے بے اجازت پھل نہیں توڑا کہ وہ ایک بڑا مقدس انسان تھا۔ کیا وجہ کہ ہم یہ نہ کہیں کہ اس لیے نہیں توڑا کہ دن کا وقت تھا۔ پچاس محافظ باغ میں موجود تھے اگر توڑتا تو پکڑا جاتا مار کھاتا بے عزت ہوتا۔ اس قسم کی نبیوں کی تعریف کرنا اور بار بار معصومیت معصومیت پیش کرنا اور دکھلانا کہ انہوں نے ارتکاب جرائم نہیں کیا سخت مکروہ اور ترکِ ادب ہے۔ ہاں ہزاروں صفات فاضلہ کی ضمن میں اگر یہ بھی بیان ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر صرف اتنی ہی بات کہ اس نبی نے کبھی کسی بچے کا دو چار آنے کی طرح کے لیے گلا نہیں گھونٹا یا کسی اور کمینہ بدی کا مرتکب نہیں ہوا یہ بلاشبہ ہجو ہے۔ یہ ان لوگوں کے خیال ہیں جنہوں نے انسان کی حقیقی نیکی اور حقیقی کمال میں کبھی غور نہیں کی۔ جس شخص کا نام ہم انسان کامل رکھتے ہیں ہمیں نہیں چاہیئے کہ محض ترکِ شر کے پہلو سے اس کی بزرگی کا وزن کریں کیونکہ اس وزن سے اگر کچھ ثابت ہو تو صرف یہ ہوگا کہ ایسا انسان بدمعاشوں کے گروہ میں سے نہیں ہے۔ معمولی بھلے مانسوں میں سے ہے کیونکہ جیسا کہ ابھی میں نے بیان کیا ہے محض شرارت سے باز رہنا کوئی اعلیٰ خوبیوں کی بات نہیں۔ ایسا تو کبھی سانپ بھی کرتا ہے کہ آگے سے خاموش گذر جاتا ہے اور حملہ نہیں کرتا اور کبھی بھیڑیا بھی سامنے سے سرنگوں گذر جاتا ہے۔ ہزاروں بچے ایسی حالت میں مر جاتے ہیں کہ کوئی ضرر بھی کسی

انسان کو انہوں نے نہیں پہنچایا تھا۔ بلکہ انسان کامل کی شناخت کے لیے کسب خیر کا پہلو دیکھنا چاہیئے یعنی یہ کہ کیا کیا حقیقی نیکیاں اس سے ظہور میں آئیں اور کیا کیا حقیقی کمالات اس کے دل اور دماغ اور کانشنس میں موجود ہیں اور کیا کیا صفات فاضلہ اُس کے اندر موجود ہیں۔ سو یہی وہ امر ہے جس کو پیش نظر رکھ کر حضرت مسیح کے ذاتی کمالات اور انواع خیرات اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات اور خیرات کو ہر ایک پہلو سے جانچنا چاہیئے مثلاً سخاوت، فتوّت، مواسات، حقیقی حلم جس کے لیے قدرت سخت گوئی شرط ہے، حقیقی عفو جس کے لیے قدرت انتقام شرط ہے، حقیقی شجاعت جس کے لیے خوفناک دشمنوں کا مقابلہ شرط ہے، حقیقی عدل جس کے لئے قدرت ظلم شرط ہے، حقیقی رحم جس کے لئے قدرت سزا شرط ہے اور اعلیٰ درجہ کی زیرکی اور اعلیٰ درجہ کا حافظہ اور اعلیٰ درجہ کی فیض رسانی اور اعلیٰ درجہ کی استقامت اور اعلیٰ درجہ کا احسان جن کے لیے نمونے اور نظیریں شرط ہیں۔ پس اس قسم کی صفات فاضلہ میں مقابلہ اور موازنہ ہونا چاہیئے نہ صرف ترک شر ہیں جس کا نام بشپ صاحب معصومیت رکھتے ہیں، کیونکہ نبیوں کی نسبت یہ خیال کرنا بھی ایک گناہ ہے کہ انہوں نے چوری ڈاکہ وغیرہ کا موقع پاکر اپنے تئیں بچایا یا یہ جرائم ان پر ثابت نہ ہو سکے بلکہ حضرت مسیح علیہ السّلام کا یہ فرمانا کہ ”مجھے نیک مت کہہ“ یہ ایک ایسی وصیت تھی جس پر پادری صاحبوں کو عمل کرنا چاہیئے تھا۔

اگر بشپ صاحب تحقیق حق کے درحقیقت شائق ہیں تو وہ اس مضمون کا اشتہار دے دیں کہ ہم مسلمانوں سے اسی طریق سے بحث کرنا چاہتے ہیں کہ ان دونوں نبیوں میں سے کمالاتِ ایمانی و اخلاقی و برکاتی و تاثیراتی و قولی و فعلی و ایمانی و عرفانی و علمی و تقدسی اور طریق معاشرت کے رو سے کون نبی افضل و اعلیٰ ہے اگر وہ ایسا کریں اور کوئی تاریخ مقرر کر کے ہمیں اطلاع دیں تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی شخص تاریخ مقررہ پر ضرور جلسہ قرار دادہ پر حاضر ہو جائے گا ورنہ یہ طریق محض ایک دھوکہ دینے کی راہ ہے جس کا یہی جواب کافی ہے اور اگر وہ قبول کرلیں تو یہ شرط ضروری ہوگی کہ ہمیں پانچ گھنٹہ سے کم وقت نہ دیا جائے۔

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۲۵؍ مئی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے چار صفحہ پر ہے)

(۲۲۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب بشپ صاحب کے لیکچر "زندہ رسول" پر کچھ ضروری بیان

چونکہ مسلمانوں کو بھی اس تقریر کے بعد میں بات کرنے کا موقعہ دیا گیا ہے۔ اس لیے مختصراً مَیں بھی کچھ بیان کرتا ہوں۔ بشپ صاحب کی طرف سے یہ دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام زندہ اپنے خاکی جسم کے ساتھ آسمان کی طرف چلے گئے تھے مگر افسوس کہ ہم کسی طرح اس دعویٰ کو قبول نہیں کر سکتے۔ نہ عقل کے رو سے نہ انجیل کے رو سے۔ اور نہ قرآن شریف کے رو سے۔ عقل کے رو سے اس لیے کہ حال اور گذشتہ زمانہ کے تجارب ثابت کرتے ہیں کہ انسان سطح زمین سے چھ میل تک بھی اوپر کی طرف صعود کر کے زندہ نہیں رہ سکتا اور یہ ثابت نہیں کیا گیا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے وجود کی کوئی ایسی خاص بناوٹ تھی جس سے کرۂ زمہریر کی سردی انکو ہلاک نہیں کر سکتی تھی بلکہ برخلاف اس کے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمام انسانوں کی طرح وہ کھاتے پیتے اور بھوکھ اور پیاس سے متاثر ہوتے تھے۔ یہ تو عقل کے رو سے ہم نے بیان کیا اور انجیل کے رو سے اس لیے یہ دعویٰ قبول کے لائق نہیں کہ اول تو انجیلیں چالیس سے بھی کچھ زیادہ ہیں جن میں سے حضرات عیسائی صاحبوں کی رائے میں چار صحیح اور باقی جعلی ہیں۔ لیکن یہ محض ایک رائے ہے جس کی تائید میں کافی وجوہ شائع نہیں کی گئیں اور نہ وہ تمام انجیلیں چھاپ کر عام طور پر شائع کی گئی ہیں تا پبلک کو رائے لگانے کا موقع ملتا۔ پھر قطع نظر اس سے یہ چار انجیلیں جن کے بیان پر بھروسہ کیا گیا ہے یہ بھی کھلی کھلی اور یقینی شہادت اس بات کی نہیں دیتیں کہ درحقیقت حضرت مسیح آسمان پر مع جسم عنصری چلے گئے تھے۔ ان انجیلوں نے کوئی جماعت دو یا چار ثقہ آدمیوں کی پیش نہیں کی جن کی شہادت پر اعتماد ہو سکتا۔ اور اس واقعہ کے ذاتی اور عینی رویت کے مدعی ہوتے۔ پھر انہیں انجیلوں میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت مسیح ایک چور کو تسلی دیتے ہیں کہ وہ ان کے ساتھ بہشت میں روزہ کھولے گا۔ بہت خوب۔ مگر اس سے لازم آتا ہے کہ یا تو چور بھی جسم عنصری کے ساتھ بہشت میں گیا ہو اور یا حضرت مسیح چور کی طرح محض رُوح کے ساتھ بہشت میں گئے ہوں۔ پھر اس صورت میں جسم کے ساتھ جانا صریح باطل۔ یا یوں کہو کہ چور تو بدستور بہشت میں روحانی رنگ میں رہا لیکن حضرت مسیح تین دن بہشت میں رہ کر پھر اس سے نکالے گئے۔ اسی طرح اور کئی قسم کے مشکلات

اور پیچیدگیاں ہیں جو انجیل سے پیدا ہوتی ہیں چنانچہ یہ بھی عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح فوت ہونے پر بہشت کی طرف نہیں گئے تھے بلکہ دوزخ کی طرف گئے تھے۔ اس سے سمجھا جاتا ہے کہ غالباً وہ چور بھی دوزخ کی طرف گیا ہوگا کیونکہ وہ تو خود دوزخ کے لائق ہی تھا۔ پس حق بات یہی تھی کہ انجیل کے متناقض بیان نے انجیل کو بے اعتماد کر دیا ہے۔ حضرت مسیح کا صلیب کے بعد اپنے حواریوں کو ملنا، کباب کھانا، زخم دکھلانا، سڑک پر چلنا، ایک گاؤں میں رات اکٹھے رہنا جو انجیلوں سے ثابت ہوتا ہے۔ یہ وہ امور ہیں جو قطعی طور پر ثابت کرتے ہیں جو حضرت مسیح آسمان پر نہیں گئے۔ اور قرآن شریف تو ہمیں بار بار یہ بتلاتا ہے کہ حضرت مسیح فوت ہو گئے ہیں۔ ہاں جو رفع ایماندار لوگوں کے لیے فوت کے بعد ہوا کرتا ہے وہ ان کے لیے بھی ہوا تھا جیسا کہ آیت يَاعِيْسَىٰٓ اِنِّيْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ[1] سے سمجھا جاتا ہے کیونکہ لفظ رَافِعُكَ قرآن شریف میں لفظ متوفیك کے بعد مذکور ہے اور یہ قطعی قرینہ اس بات پر ہے کہ یہ وہ رفع ہے جو وفات کے بعد مومنوں کے لیے ہوا کرتا ہے۔ اصل جڑھ اس کی یہ تھی کہ یہودی حضرت مسیح کے رفع روحانی کے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ چونکہ وہ سُولی دیئے گئے تھے تو بموجب حکم توریت کے وہ اس رفع سے بے نصیب ہیں جو مومنوں کو موت کے بعد خدا کی طرف سے بطور انعام ہوتا ہے اور خدا کے قرب کے ساتھ ایک پاک زندگی ملتی ہے۔ سو ان آیات میں یہودیوں کے اس خیال کا اس طرح پر ردّ کیا گیا کہ مسیح صلیب کے ذریعے قتل نہیں کیا گیا تھا اور اس کی موت صلیب پر نہیں ہوئی اس لیے وہ توریت کے اس حکم کے نیچے نہیں آسکتا کہ جو شخص سُولی پر چڑھایا جاوے اس کا خدا کی طرف رفع نہیں ہوتا بلکہ وہ لعنتی ہو کر جہنّم کی طرف جاتا ہے۔ اب دیکھو کہ جسمانی رفع کا اس جگہ کوئی جھگڑا نہ تھا اور یہودیوں کا کبھی یہ مذہب نہیں ہوا۔ اور نہ اب ہے کہ جو شخص سولی پر لٹکایا جاوے اس کا جسمانی طور پر رفع نہیں ہوتا یعنی وہ مع جسم آسمان پر نہیں جاتا کیونکہ یہودیوں نے جو حضرت مسیح کے اس رفع کا انکار کیا جو ہر ایک مومن کے لیے موت کے بعد ہوتا ہے تو اس کا سبب یہ ہے کہ یہودیوں اور نیز مسلمانوں کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ ایماندار کا فوت کے بعد خدا کی طرف رفع ہو جیسا کہ آیت لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ[2] صریح دلالت کرتی ہے اور جیسا کہ اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً[3] میں بھی یہی اشارہ ہے لیکن جسمانی رفع یہودیوں کے نزدیک اور نیز مسلمانوں کے نزدیک بھی نجات کے لیے شرط نہیں ہے جیسا کہ ظاہر ہے کہ حضرت موسیٰ کا جسمانی رفع نہیں ہوا تو کیا وہ یہودیوں کے نزدیک نجات یافتہ نہیں ہیں۔ غرض اس قصّہ میں اکثر لوگ حقیقت کو چھوڑ کر کہیں کے کہیں چلے گئے ہیں۔ قرآن شریف ہرگز اس عقیدہ کی تعلیم نہیں کرتا کہ نجات کے لیے جسمانی رفع کی ضرورت ہے اور نہ یہ کہ حضرت مسیح زندہ آسمان پر چلے گئے ہیں۔

قرآن نے کیوں اس قصّہ کو چھیڑا۔ اس کا فقط یہ سبب تھا کہ یہودیوں اور عیسائیوں میں رُوحانی طور پر رفع

---

[1] آل عمران: ۵۶ [2] الاعراف: ۴۱ [3] الفجر: ۲۹

اور عدم رفع میں ایک جھگڑا تھا۔ یہودیوں کو یہ حجت ہاتھ آگئی تھی کہ یسوع مسیح سُولی دیا گیا ہے لہٰذا وہ توریت کے رو سے اس رفع کا جو ایمانداروں کا ہوتا ہے بے نصیب رہا اور اس سے انہوں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ وہ سچا نبی نہیں ہے جیسا کہ اب بھی وہ سُولی کا واقعہ بیان کر کے یہی مقام توریت کا پیش کرتے ہیں۔ اور مَیں نے اکثر یہودیوں سے جو دریافت کیا تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ ہمیں جسمانی رفع سے کچھ غرض نہیں۔ ہم تو یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ شخص توریت کے رو سے ایماندار اور صادق نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ سُولی دیا گیا۔ پس توریت فتویٰ دیتی ہے کہ اس کا رفع روحانی نہیں ہوا۔ بمبئی اور کلکتہ میں بہت سے یہودی موجود ہیں جس سے چاہو پوچھ لو یہی جواب دے گا۔ سو یہی وہ جھگڑا تھا جو فیصلہ کے لائق تھا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں ان الفاظ سے اس جھگڑے کا فیصلہ کر دیا ہے کہ یَا عِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ یعنی یہ کہ وفات کے بعد حضرت مسیحؑ کا رفع ہوا ہے اور وہ ایمان داروں کے گروہ میں سے ہے نہ اُن میں سے جن پر آسمان کے دروازے بند ہوتے ہیں۔ مگر جسمانی طور پر کسی کا آسمان میں جا بیٹھنا نجات کے مسئلہ سے کچھ بھی تعلق اس کو نہیں اور نہ کوئی قربِ الٰہی اس سے ثابت ہوتا ہے۔ آجکل تو ثابت کیا گیا ہے کہ آسمان پر بھی مجسم مخلوق رہتے ہیں جیسے زمین پر۔ تو کیا آسمان پر رہنے سے وہ سب نجات یافتہ ہیں۔ با ایں ہمہ یہ خیال سخت غیر معقول ہے کیونکہ اگر خدا تعالیٰ کو یہ منظور تھا کہ حضرت مسیح کے جسم کو آسمان پر پہنچاوے تو چاہیئے تھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے جسم کے تمام ذرّات کو محفوظ رکھتا اور کوئی ذرہ اُن کے جسم میں سے تلف ہونے نہ پاتا اور نہ تحلیل ہوتا۔ تا یہ ظلم صریح لازم نہ آتا کہ بعض حصّے مسیح کے جسم کے تو خاک میں مل گئے اور بعض حصّے آسمان پر اُٹھائے گئے اور اگر مسیح کے جسم کے ذرّات تحلیل نہیں ہوتے تو کم سے کم صلیب کے وقت میں حضرت مسیح کا جسم پہلے جسم سے دس حصے زیادہ چاہیئے تھا کیونکہ علم طبعی کی شہادت سے یہی ثبوت ملتا ہے اور یہ ثابت شدہ امر ہے کہ تین برس کے بعد پہلے جسم کے اجزاء تحلیل ہو کر کچھ تو ہوا میں مل جاتے ہیں اور کچھ خاک ہو جاتے ہیں۔ سو چونکہ مسیح نے تینتیس ۳۳ برس کے عرصے میں دس جسم بدلے ہیں۔ اس کے آخری جسم کو آسمان پر پہنچانا اور پہلے جسموں کو خاک میں ملانا یہ ایک ایسی بیہودہ حرکت ہے جس کی فلاسفی یقیناً بشپ صاحب کو بھی معلوم نہیں ہوگی۔ اب جبکہ عقل اور انجیل اور قرآن شریف سے حضرت مسیح کا آسمان پر معہ جسم جانا ثابت نہیں بلکہ اس عقیدہ پر عقلی اور نقلی طور پر سخت اعتراضات کی بارش ہوتی ہے تو اس خیال کو پیش کرنا میرے نزدیک تو قابل شرم امر ہے کہ سچ ہے کہ لوگ اس طرح پر اپنے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر نہیں لے جاتے اور نہ روحانی قربوں کے لیے اس کی کچھ ضرورت ہے مگر رُوحانی زندگی کے لحاظ سے ہم تمام نبیوں میں سے اعلیٰ درجے پر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ سمجھتے ہیں اور قرآن شریف آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ[1] میں اس زندگی کی طرف اشارہ فرماتا ہے کیونکہ اس کا یہی مطلب ہے کہ جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے آنحضرت صلی اللہ

[1] الجمعۃ : ۴

علیہ وسلم سے باطنی فیض پایا ایسا ہی آخری زمانے میں ہوگا کہ مسیح موعود اور اس کی جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پائے گی جیسا کہ اب ظہور میں آرہا ہے اور ایک بڑی دلیل اس بات پر کہ صرف ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رُوحانی طور پر اعلیٰ زندگی رکھتے ہیں دوسرا کوئی نہیں رکھتا آپ کے تاثیرات اور برکات کا زندہ سلسلہ ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ سچے مسلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی پیروی کرکے خداتعالےٰ کے مکالمات سے شرف پاتے ہیں اور فوق العادت خوارق اُن سے صادر ہوتے ہیں اور فرشتے ان سے باتیں کرتے ہیں۔ دُعائیں ان کی قبول ہوتی ہیں۔ اس کا نمونہ ایک میں ہی موجود ہوں کہ کوئی قوم اس بات میں ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ یہ تو دلیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پر ہے مگر حضرت مسیح کی زندگی پر کونسی دلیل آپ کے پاس ہے۔ اتنا بھی تو نہیں کہ کوئی پادری صاحب یا مسیح! یا مسیح!! کرکے پکاریں اور آسمان سے مسیح کی طرف سے کوئی ایسی آواز آوے کہ تمام لوگ سُن لیں اور اگر اس قدر ثبوت بھی نہیں تو محض دعویٰ قابلِ التفات نہیں۔ اس طرح پر تو سکھ صاحب بھی کہتے ہیں کہ باوا نانک صاحب زندہ آسمان پر چلے گئے۔ پھر جب ہم ان سب باتوں سے الگ ہو کر تاریخی سلسلہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ سارے پردے درمیان سے اُٹھ کر کُھلی کُھلی حقیقت نظر آجاتی ہے کیونکہ تاریخ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر نہ جانے کے تین گواہ ایسے پیش کئے ہیں جن سے قطعی طور پر یہ فیصلہ ہوگیا ہے کہ بات صرف اتنی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے اس قول کے مطابق کہ اُن کا قصہ یونس نبی کے قصے سے مشابہ ہے قبر میں مُردہ ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوئے تھے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں مردہ ہونے کی حالت میں داخل نہیں ہوا تھا اور نہ وہ قبر میں مرے جیسا کہ یونس نبی مچھلی کے پیٹ میں نہیں مرا تھا بلکہ یونس نبی کی طرح زندہ ہی قبر میں داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے کیونکہ ممکن نہیں کہ مسیح نے اس مثال کے بیان کرنے میں جھوٹ بولا ہو۔

اس واقعہ پر پہلا گواہ تو یہی مثال ہے کہ مسیح کے منہ سے نکلی کیونکہ اگر مسیح قبر میں مُردہ ہونے کی حالت میں داخل کیا گیا تھا تو اس صورت میں یونس سے اس کو کچھ مشابہت نہ تھی پھر دوسرا گواہ اس پر مرہم عیسیٰ ہے۔ یہ ایک مرہم ہے جس کا ذکر عیسائیوں اور یہودیوں اور مجوسیوں اور مسلمانوں کی طب کی کتابوں میں اس طرح پر لکھا گیا ہے کہ یہ حضرت مسیح کے لیے یعنی ان کی چوٹوں کے لیے طیار کی گئی تھی اور یہ کتابیں ہزار نسخہ سے بھی کچھ زیادہ ہیں جن میں سے بہت سی میرے پاس بھی موجود ہیں۔ پس اس مرہم سے جس کا نام مرہم عیسیٰ ہے یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پر جانے کا قصہ غلط اور عوام کی خود تراشیدہ باتیں ہیں۔ سچ صرف اس قدر ہے کہ حضرت مسیح صلیب پر وفات پانے سے تو بچ گئے تھے مگر آپ کے ہاتھوں اور پیروں پر زخم ضرور آئے تھے اور وہ زخم مرہم عیسیٰ کے لگانے سے اچھے ہوگئے۔ آپ کے حواریوں میں سے ایک ڈاکٹر بھی

تھا غالباً یہ مرہم اس نے تیار کی ہو گی چونکہ مرہم عیسیٰ کا ثبوت ایک علمی پیرایہ میں ہم کو ملا ہے جس پر تمام قوموں کے کتب خانے گواہ ہیں۔ اس لیے یہ ثبوت بڑے قدر کے لائق ہے۔ تیسرا تاریخی گواہ حضرت مسیح کے آسمان پر نہ جانے کا یوز آسف کا قصہ ہے جو آج سے گیارہ سو برس پہلے تمام ایشیا اور یورپ میں شہرت پا چکا ہے۔ یوز آسف حضرت مسیح ہی تھے جو صلیب سے نجات پاکر پنجاب کی طرف گئے اور پھر کشمیر میں پہنچے اور ایک سو بیس برس کی عمر میں وفات پائی۔ اس پر بڑی دلیل یہ ہے کہ یوز آسف کی تعلیم اور انجیل کی تعلیم ایک ہے اور دوسرے یہ قرینہ کہ یوز آسف اپنی کتاب کا نام انجیل بیان کرتا ہے۔ تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اپنے تئیں شہزادہ نبی کہتا ہے۔ چوتھا یہ قرینہ کہ یوز آسف کا زمانہ اور مسیح کا زمانہ ایک ہی ہے بعض انجیل کی مثالیں اس کتاب میں بعینہٖ موجود ہیں جیسا کہ ایک کسان کی مثال چوتھا تاریخی گواہ حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات پر وہ قبر ہے جو اب تک محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں موجود ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ یوز آسف شہزادہ نبی کی قبر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ عیسیٰ صاحب کی قبر ہے اور کہتے ہیں کہ کتبہ پر یہ لکھا ہوا تھا کہ یہ شہزادہ اسرائیل کے خاندان میں سے تھا کہ قریباً اٹھارہ سو برس اس بات کو گذر گئے جب یہ نبی اپنی قوم سے ظلم اُٹھا کر کشمیر میں آیا تھا اور کوہ سلیمان پر عبادت کرتا رہا۔ اور ایک شاگرد ساتھ تھا۔ اب بتلاؤ کہ اس تحقیق میں کونسی کسر باقی رہ گئی۔ سچائی کو قبول نہ کرنا یہ اور بات ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ بھانڈا پھوٹ گیا اور یوز آسف کے نام پر کوئی تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ نام یسوع آسف کا بگڑا ہوا ہے۔ آسف بھی حضرت مسیح کا عبرانی میں ایک نام ہے جس کا ذکر انجیل میں بھی ہے اور اسکے معنے ہیں متفرق قوموں کو اکٹھا کرنے والا۔ اب بخوف اندیشہ طول اسی پر میں ختم کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اعلیٰ اور اکمل طور پر زندہ رسول صرف ایک ہے یعنی محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اسی ثبوت کے لیے خدا نے مجھے مسیح کر کے بھیجا ہے جس کو شک ہو وہ آرام اور آہستگی سے مجھ سے یہ اعلیٰ زندگی ثابت کرالے اگر میں نہ آیا ہوتا تو کچھ عذر بھی تھا مگر اب کسی کے لیے عذر کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ تا میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ یہ باتیں سچ ہیں اور خدا وہی ایک خدا ہے جو کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول وہی ایک رسول ہے جس کے قدم پر نئے سرے سے دُنیا زندہ ہو رہی ہے نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آرہے ہیں۔ غیب کے چشمے کُھل رہے ہیں۔ پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تاریکی سے نکال لے ☆ والسّلام علیٰ من اتبع الھدٰی۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء مطابق ۲۵ محرم الحرام ۱۳۱۸ ہجری روز جمعہ

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ۶ صفحہ پر ہے)

رفاہ عام سٹیم پریس لاہور

(۲۲۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

اشتہار معیار الاخیار

اس اشتہار کو منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ اور حافظ محمد یوسف صاحب اور اولاد مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی غور سے پڑھیں اور منشی الٰہی بخش صاحب جواب دیں کہ کیا ان کا الہام سچا ہے یا اُن کے مُرشد مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی کا۔

انی انا المسیح الموعود فطوبیٰ لمن عرفنی او عرف من عرفنی

☆☆☆

اے لوگو میری نسبت جلدی مت کرو اور یقیناً جانو کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔ مَیں اُسی خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں سمجھو اور سوچو کہ دُنیا میں کس قدر مفتری ہوتے اور اُن کا انجام کیا ہوا۔ کیا وہ ذلّت کے ساتھ بہت جلد ہلاک نہ کئے گئے؟ پس اگر یہ کاروبار بھی انسانی افترا ہوتا تو کب کا تباہ ہو جاتا کیا کسی ایسے مفتری کا نام بطور نظیر پیش کر سکتے ہو جس کو افترا اور دعویٰ وحی اللہ کے بعد میری طرح ایک زمانہ دراز تک مہلت دی گئی ہو۔ وہ مہلت جس میں سے آج تک بقدر زمانہ وحی محمدی علیہ السلام یعنی قریباً چوبیس برس گذر گئے۔ اور آئندہ معلوم نہیں کہ ابھی کس قدر ہیں۔ اگر پیش کر سکتے ہو تو تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ ایسے مفتری کا نام لو اور اس شخص کی مدّت افترا کا جس قدر زمانہ ہو اس کا میرے زمانہ بعثت کی طرح تحریری ثبوت دو اور لعنت ہے اس شخص پر جو مجھے جھوٹا جانتا ہے اور پھر یہ نظیر مع ثبوت پیش نہ کرے فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا[1]

---

[1] البقرة: ۲۵

النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اور ساتھ اس کے یہ بھی بتلاؤ کہ کیا تم کسی ایسے مفتری کو بطور نظیر پیش کر سکتے ہو جس کے کھلے کھلے نشان تحریر اور ہزاروں شہادتوں کے ذریعہ سے میری طرح بپایۂ ثبوت پہنچ گئے ہوں۔ اے لوگو تم پر افسوس تم نے اپنے ایمانوں کو ایسے نازک وقت میں ضائع کیا جیسا کہ ایک نادان ایسے لق و دق بیابان میں پانی کو ضائع کر دے جس میں ایک قطرہ پانی کا میسّر نہیں آسکتا۔ خدا نے عین صدی کے سر پر عین ضرورت کے وقت میں تمہارے لیے ایک مجدّد بھیجا اور صدی بھی چودھویں صدی جو اسلام کے ہلال کو بدر کرنے کے لیے مقرر کی گئی تھی جس کی تم اور تمہارے باپ دادے انتظار کرتے تھے اور جس کی نسبت اہل کشف کے کشفوں کا ڈھیر لگ گیا تھا اور دوسری طرف مجدّد کے ظہور کے لیے ضرورتیں وہ پیش آئی تھیں جو کبھی نبوت کے زمانہ کے بعد پیش نہ آئیں مگر آپ لوگوں نے پھر بھی قبول نہ کیا۔ اس مہدی کے وقت میں جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے خسوف کسوف بھی رمضان میں ہوا جو قریباً گیارہ سو برس سے تمہاری حدیث کی کتابوں میں لکھا ہوا موجود تھا۔ مگر آپ لوگوں نے پھر بھی نہ سمجھا۔ چودھویں صدی میں سے سترہ برس گذر بھی گئے مگر پھر بھی آپ لوگوں کے دلوں میں کچھ سوچ پیدا نہ ہوئی۔ یہ ضرورتیں اور صدی خالی گئی۔ کیا تم میں کوئی بھی سوچنے والا نہیں؟ مَیں نے بار بار کہا کہ مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔ مَیں نے بلند آواز سے ہر ایک کو پکارا جیسا کہ کوئی پہاڑ پر چڑھ کر نعرے مارتا ہے۔ خدا نے مجھے کہا کہ اُٹھ اور ان لوگوں کو کہہ دے کہ میرے پاس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم خدا کی گواہی کو ردّ کر دوگے۔ خدا کا کلام جو میرے پر نازل ہوا اس کے یہ الفاظ ہیں قُلْ عِنْدِیْ شَهَادَۃٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔ قُلْ عِنْدِیْ شَهَادَۃٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَقُلْ يَاۤ اَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (اَیْ مُرْسَلٌ مِّنَ اللّٰهِ)۔

غرض خدا کے روشن نشان میرے ساتھ ہیں اسی کی مانند جو خدا کے پاک نبیوں کے ساتھ تھے مگر آپ لوگوں کی روحوں میں کچھ حرکت پیدا نہ ہوئی۔ اس سے دل درد مند ہے کہ آپ لوگوں نے ایسی قابلِ ترحم غلطی کھائی اور نور کو تاریکی سمجھا، مگر آپ لوگ اے اسلام کے علماء اب بھی اس قاعدہ کے موافق جو سچے نبیوں کی شناخت کے لیے مقرر کیا گیا ہے قادیان سے کسی قریب مقام میں جیسا کہ مثلاً بٹالہ ہے یا اگر آپ کو انشراح صدر میسّر آوے تو خود قادیان میں ایک مجلس مقرر کریں جس مجلس کے سرگروہ آپ کی طرف سے چند ایسے مولوی صاحبان ہوں کہ جو علم اور برداشت اور تقویٰ اور خوف باری تعالیٰ میں آپ لوگوں کے نزدیک مسلّم ہوں پھر ان پر واجب ہوگا کہ منصفانہ طور پر بحث کریں اور ان کا حق ہوگا کہ تین طور سے مجھ سے اپنی تسلّی کر لیں۔ (۱) قرآن اور حدیث کے رو سے (۲) عقل کی رو سے (۳) سماوی تائیدات اور خوارق اور کرامات کی رو سے۔ کیونکہ خدا نے اپنی کلام میں ماموُرین کے پرکھنے کے لیے یہی تین طریق بیان فرماتے ہیں۔ پس اگر مَیں ان تینوں طوروں سے ان کی تسلّی نہ کر سکا یا اگر ان تینوں میں سے صرف ایک یا دو طور سے تسلّی کی تو تمام دُنیا

گواہ رہے کہ مَیں کاذب ٹھہروں گا، لیکن اگر مَیں نے ایسی تسلی کر دی جس سے وہ ایمان اور حلف کی رو سے انکار نہ کرسکیں اور نیز وزن ثبوت میں ان دلائل کی نظیر پیش نہ کر سکیں تو لازم ہوگا کہ تمام مخالف مولوی اور اُن کے نادان پیرو خدا تعالیٰ سے ڈریں اور کروڑوں انسانوں کے گناہ کا بوجھ اپنی گردن پر نہ لیں۔

اور اس جگہ مَیں بالخصوص اُن صاحبوں کو مندرجہ ذیل شہادت کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ جو مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی نسبت جن کی اولاد مولوی عبدالواحد صاحب اور عبدالجبار صاحب امرتسر میں موجود ہیں راست بازی کا اعتقاد رکھتے ہیں یا خود اُن کے فرزند ہیں۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مجھے میرے مخالفوں کے گروہ میں سے دو شخص کے ذریعہ سے خبر پہنچی ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب غزنوی نے میرے ظہور کی نسبت پیشگوئی کی تھی۔ ان دونوں صاحبوں میں سے ایک صاحب کا نام حافظ محمد یوسف ہے جو داروغہ نہر ہیں اور غالباً اب مستقل سکونت امرتسر میں رکھتے ہیں۔ دوسرے صاحب منشی محمد یعقوب نام ہیں اور یہ دونوں حقیقی بھائی ہیں اور یہ دونوں صاحب عبداللہ صاحب کے خاص معتقدین اور مصاحبین میں سے ہیں جس سے کسی صاحب کو بھی انکار نہیں اور ان کی گواہیاں اگرچہ دو ہیں مگر حاصل مطلب ایک ہی ہے۔ حافظ محمد یوسف صاحب کا حلفی بیان جس کے غالباً دو سو کے قریب گواہ ہوں گے یہ ہے کہ "ایک دن عبداللہ صاحب نے مجھے فرمایا کہ مَیں نے کشفی طور پر دیکھا ہے کہ ایک نور آسمان سے قادیان کی طرف نازل ہوا ہے اور میری اولاد اس سے محروم رہ گئی ہے یعنی اس کو قبول نہیں کیا اور وہ انکار اور مخالفت پر مرے گی اور منشی محمد یعقوب صاحب کا ایک تحریری بیان ہے جو ایک خط میں موجود ہے جو ابھی ۳۰ را پریل ۱۹۰۰ء کو بذریعہ منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلہ سے مجھ کو پہنچا ہے جس کو انہوں نے بتاریخ ۲۴ را پریل ۱۹۰۰ء اپنے ہاتھ سے لکھ کر منشی ظفر احمد صاحب کے پاس بھیجا تھا اور انہوں نے میرے پاس بھیج دیا جو اس وقت میرے سامنے رکھا ہے اور جو شخص چاہے دیکھ سکتا ہے۔ مگر میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اس تمام حقیقت کے سمجھانے کے لیے وہ حالات بھی لکھ دوں جو مجھے معلوم ہیں کیونکہ جو کچھ خط میں ایک کمزور عبارت میں لکھا گیا ہے اسی کو منشی محمد یعقوب صاحب ایک بڑے شدّ و مد سے میرے سامنے بیان کر چکے ہیں۔ مگر چونکہ اب وہ اور اُن کے دُنیا سے پیار کرنے والے بھائی حافظ محمد یوسف شیعوں کی طرح خلافت حقہ سے انکار کر کے تقیہ کے رنگ میں بسر کر رہے ہیں اس لیے اب اُن کے لیے ایک موت ہے کہ سچا واقعہ مجلس میں اسی شدّ و مد کے ساتھ مُنہ پر لاویں تاہم اُمید نہیں کہ وہ اس شہادت کو مخفی رکھیں کیونکہ حق کو چھپانا لعنتیوں کا کام ہے نہ قرآن شریف کے حافظوں کا۔ اس لیے ہم بھی منتظر ہیں کہ ان کی طرف سے کیا آواز آتی ہے۔ منشی محمد یعقوب صاحب تو بوجہ اس خط کے قابو میں آگئے ہیں مگر حافظ محمد یوسف صاحب کے لیے اس وقت تک حیلہ بازی

کی راہ کھلی ہے جب تک کہ قرآن شریف ہاتھ میں دے کر ایک مجمع مسلمانوں میں قسم کے ساتھ ان سے پوچھا نہ جائے۔[1]

الغرض جو میرے سامنے منشی محمد یعقوب صاحب نے کہا تھا اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب بمقام امرتسر مولوی عبدالحق غزنوی سے میرا مباہلہ ہوا تھا جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میری سچائی ظاہر کرنے کے لیے ستر کے قریب نشان ظاہر کئے جن کے ہزارہا انسان گواہ ہیں۔ ایسا اس کے بعد ہزارہا نیک دل لوگوں کو میری بیعت میں داخل کیا جو دس ہزار سے بھی زیادہ ہیں جنہوں نے اپنا صدق ظاہر کرنے کے لیے ہمارے سلسلہ کی تائید میں تیس ہزار کے قریب روپیہ دیا ہوگا۔ ایسا ہی خدا تعالیٰ نے مجھے اس مباہلہ کے بعد پیشگوئی کے موافق کئی فرزند عطا فرمائے اور ایک فرزند کی نسبت جس کا نام مبارک احمد[2] ہے ظاہر فرمایا کہ عبدالحق نہیں مرے گا جب تک کہ وہ پیدا نہ ہو[3] یعنی مباہلہ کے بعد یہ ذلت بھی اس کو نصیب ہوگی کہ اس کی بیوی کا حمل خطا جائے گا اور اس کی پیشگوئی جھوٹی نکلے گی۔ مگر میری تصدیق کے لیے اس کی زندگی میں چوتھا لڑکا پیدا ہوگا ایسا ہی خدا نے مباہلہ کے بعد لاکھوں انسانوں میں عزت کے ساتھ مجھے شہرت دی اور مخالف کی ذلت اور نامرادی ثابت کرکے دکھلا دی۔ اس مباہلہ کے میدان میں ایک کثیر جماعت کے روبرو منشی محمد یعقوب صاحب نے کھڑے ہو کر میری نسبت بیان کیا تھا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے مجھے کہا تھا کہ ایک نور پیدا ہوگا جس سے دُنیا کے چاروں طرف روشنی ہو جائے گی اور وہ نور مرزا غلام احمد ہے جو قادیان میں رہتا ہے۔ یہ وہ گواہی ہے کہ جو منشی محمد یعقوب نے بمقام امرتسر محمد شاہ صاحب کی مسجد کے قریب ایک میدان میں کھڑے ہو کر قریباً دو سو آدمی کے روبرو دی تھی اور اب جو ۳۰؍اپریل ۱۹۰۰ء کو منشی صاحب مذکور کا اس جگہ خط پہنچا اس کی عبارت یہ ہے جو ذیل میں لکھتا ہوں۔

"میرے اشفاق فرمائے منشی ظفر احمد جی زاد لطفہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

آج ۲۲؍اپریل ۱۹۰۰ء کو آپ کا عنایت نامہ صادر ہوا۔ دریافت خیریت سے بہت خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہمیشہ با من خود رکھ کر خواہش دلی پر پہنچا دے۔ آپ میرے

---

[1] نوٹ: اگر حافظ محمد یوسف صاحب اور ان کے بھائی منشی محمد یعقوب صاحب نے اپنا انکار بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے شائع نہ کیا تو ہر یک منصف کو سمجھ لینا چاہیئے کہ انہوں نے ہمارے اس بیان کو قبول کر لیا اور اگر اشتہار شائع کیا تو پھر عبداللہ آتھم کی طرح قسم کے لیے ان کو مجبور کیا جائیگا تا سیہ روئے شود ہر کہ در وغش باشد۔ منہ

[2] دوسرا نام اس لڑکے کا ایک خواب کی بناء پر دولت احمد بھی ہے۔ منہ

[3] مباہلہ کے بعد وہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی جس میں لکھا تھا کہ اخویم مکرم مولوی حکیم نورالدین صاحب کے گھر میں لڑکا پیدا ہوگا اور اسکے بدن پر بہت سے پھوڑے ہوں گے۔ چنانچہ لڑکا پیدا ہوگا اور خوفناک پھوڑے اس کے بدن پر موجود ہیں۔ منہ

بیان کو بالکل بھول گئے۔ مَیں نے تو اس صورت میں بیان کیا تھا کہ میرے گھر میں یہ خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے چاند ٹوٹا اور درمیان آسمان اور زمین کے آکر اُس کے چار ٹکڑے ہوکر ہر چہار ٹکڑے ہر ایک گوشہ دُنیا میں گرے اور گرتے ہوئے ہر چہار گوشہ میں بہت زور شور سے شعلہ زن ہوئے۔ یہ خواب بندہ نے علی الصباح مولوی عبداللہ صاحب مرحوم سے بیان کر کے تعبیر دریافت کی، فرمایا قریب ہے کوئی شخص اللہ کی طرف سے پیدا ہو جس کے سبب سے دُنیا کے ہر گوشہ سے دین کی ترقی ہو۔ اور ساتھ ہی ایسا بھی فرمایا کہ شاید مرزا قادیان سے ظہور ہو یعنے اس نُور کا ظہور مرزا قادیانی کے وجود سے ہو۔ فقط"

اب یہ دو گواہیاں ان دو انسانوں کی ہیں کہ اس وقت وہ اپنی ذلیل دنیا کی مصلحت سے میرے مخالف ہیں۔ یہ دونوں مولوی عبداللہ صاحب کے رفیق اور مصاحب تھے۔ ہر ایک طالب حق کو چاہیئے کہ ان صاحبوں سے حلفاً دریافت کرے۔ منشی محمد یعقوب صاحب کا خط تو مَیں نے بجنسہٖ لکھ دیا ہے جو اُوپر ذکر ہو چکا ہے۔ ان سے دریافت کر لو کہ ان کا یہ خط ہے یا نہیں۔ اور حافظ محمد یوسف صاحب کی گواہی کا نہ ایک نہ دو بلکہ دو سو آدمی گواہ ہے وَلَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ اب اگر مولوی عبداللہ صاحب کی اولاد کے دل میں کچھ بھی خدا تعالےٰ کا خوف ہو تو اپنے باپ کی پیشگوئی کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں۔ ہاں اس پیشگوئی میں یہ بھی ہے کہ وہ اس نُور کو قبول نہیں کریں گے اور محروم رہ جائیں گے۔ سو جیسا کہ سمجھا جاتا ہے اگر محروم کے لفظ کے یہی معنے ہیں جو سمجھے گئے تو پھر قضا و قدر کے مقابل پر کیا پیش جا سکتی ہے، لیکن ہم خاص طور پر منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کو اس پیشگوئی کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ یہ ان کے مُرشد کی پیشگوئی ہے جس کو وہ مسیح موعود سے بھی زیادہ عزت دیتے ہیں۔ ہاں اگر ان کو شک ہو تو حافظ محمد یوسف صاحب اور منشی محمد یعقوب سے قسمیہ دریافت کرلیں۔ اس قدر کافی ہوگا کہ اگر وہ اس بیان کو تصدیق نہ کریں تو اتنا کہہ دیں کہ میرے پر خدا کی لعنت ہو اگر مَیں نے جھوٹ بولا ہے اور نیز ذرہ شرم کر کے اس بات کو سوچیں کہ وہ میری نسبت کہتے ہیں کہ صدہا الہامات سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص کافر اور بے ایمان اور دجّال اور مفتری ہے اور ان کا مُرشد عبداللہ غزنوی یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ شخص خدا کا نُور ہے اور اس سے محروم خدا سے محروم ہے۔ اب بابو الٰہی بخش صاحب بتلائیں کہ اُن کا کشف جھوٹا ہے یا اُن کے مُرشد مولوی عبداللہ کا۔ اور اب ہم بہت انتظار کے بعد اس کے ذیل میں اپنا وہ خط درج کرتے ہیں جس کا ہم نے وعدہ کیا تھا اور وہ یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علےٰ رسولہ الکریم

از جانب متوکل علی اللہ الاحد غلام احمد عافاہ اللہ و اید۔ بخدمت اخویم مکرم بابو الٰہی بخش صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

بعد ہذا اس عاجز کو اس وقت تک آں مکرم کے الہامات کی انتظار رہی۔ مگر کچھ معلوم نہیں ہوا کہ توقف کا کیا باعث ہے۔ مَیں نے سراسر نیک نیتی سے جس کو خدائے کریم جانتا ہے یہ درخواست کی تھی تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ان متناقض الہامات میں کچھ فیصلہ ہو جائے کیونکہ الہامات کا باہمی تناقض اور اختلافات اسلام کو سخت ضرر پہنچاتا ہے اور اسلام کے مخالفوں کو ہنسی اور اعتراض کا موقع ملتا ہے اور اس طرح پر دین کا استخفاف ہوتا ہے۔ بھلا یہ کیونکر ہو سکے کہ ایک شخص کو تو خدا تعالیٰ یہ الہام کرے کہ تو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اور اس زمانہ کے تمام مومنوں سے بہتر اور افضل اور مثیل الانبیاء اور مسیح موعود اور مجدد چودہویں صدی اور خدا کا پیارا اور اپنے مرتبہ میں نبیوں کی مانند اور خدا کا مرسل ہے اور اس کی درگاہ میں وجیہ اور مقرب اور مسیح ابن مریم کی مانند ہے اور اُدھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ یہ شخص فرعون اور کذّاب اور مسرف اور فاسق اور کافر اور ایسا اور ایسا ہے۔ ایسا ہی اس شخص کو تو یہ الہام کرے کہ جو شخص تیری پیری نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے اور پھر دوسرے کو یہ الہام کرے کہ جو اس کی پیروی کرتے ہیں وہ شقاوت کا طریق اختیار کرتے ہیں۔ پس آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کس قدر اسلام پر یہ مصیبت ہے کہ ایسے مختلف الہام ہوں اور مختلف فرقے پیدا ہوں جو ایک دوسرے کے سخت مخالف ہوں۔ اس لیے ہمدردیٔ اسلام اسی میں ہے کہ ان مختلف الہامات کا فیصلہ ہو جائے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کوئی فیصلہ کی راہ پیدا کر دے گا اور اس مصیبت سے مسلمانوں کو چھوڑائے گا، لیکن یہ فیصلہ تب ہو سکتا ہے کہ ملہمین جن کو الہام ہوتا ہے وہ زنانہ سیرت اختیار نہ کریں اور مردِ میدان بن کر جس طرح کے الہام ہوں وہ سب دیانت کے ساتھ چھاپ دیں اور کوئی الہام جو تصدیق یا تکذیب کے متعلق ہو پوشیدہ نہ رکھیں تب کسی آسمانی فیصلہ کی امید ہے۔ اسی وجہ سے مَیں نے اللہ تعالیٰ کی قسمیں آپ کو پہلے خط میں دی تھیں تا آپ جلد تر اپنے الہام میری طرف بھیج دیں مگر آپ نے کچھ پرواہ نہیں کی اور میرے نزدیک یہ عذر آپ کا قبول کے لائق نہیں کہ آپ کو مخالفانہ الہام اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ ایک مُدت ان کی تشریح کے لیے چاہیئے۔ میرے خیال میں یہ کام چند منٹ سے زیادہ کا کام نہیں ہے اور غایت درجہ دو گھنٹہ تک مع تشریح و تفسیر آپ لکھ سکتے ہیں اور اگر کسی اور کتاب کی تالیف کا ارادہ ہے تو اس کو اس سے کچھ تعلق نہیں۔ مناسب ہے کہ آپ اس اُمت پر رحم کرکے اور نیز خدا تعالیٰ کی قسموں کی تعظیم کرکے بالفعل دو تین سو الہام ہی جو گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کا کام ہے چھپوا کر روانہ فرماویں۔ یہ تو میں تسلیم نہیں کر سکتا کہ الہامات کی بڑی بڑی عبارات ہیں بلکہ ایسی ہوں گی جیسا کہ آپ کا الہام "مسرف" "کذّاب" تو اس صورت میں آپ جانتے ہیں کہ اس قسم کے الہام کاغذ کے ایک صفحہ میں کس قدر آسکتے ہیں۔ مَیں پھر آپ کو اللہ جلّ شانہٗ کی قسم دیتا ہوں کہ مسلمانوں کی حالت پر رحم کرکے بمجرد پہونچنے اس خط کے اپنے الہامات چھپوا کر روانہ فرما دیں۔ مجھے

اس بات پر بھی سخت افسوس ہوا ہے کہ آپ نے بوجہ میری یہ شکایت کی کہ گویا میں نے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی کوئی بے ادبی کی ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ میری گفتگو صرف اس قدر تھی کہ آپ مولوی محمد حسین کو کیوں بُرا کہتے ہیں حالانکہ آپ کے مُرشد مولوی عبداللہ صاحب نے اس کے حق میں یہ الہام شائع کیا تھا کہ وہ تمام عالموں کے لیے رحمت ہے اور سب اُمت سے بہتر ہے۔ یہ قرآنی الہام تھے جن کا مَیں نے ترجمہ کر دیا ہے اس صورت میں اگر شک تھا تو آپ مولوی محمد حسین سے دریافت کر لیتے۔ سچّی بات پر غصہ کرنا مناسب نہیں ہے پھر ماسوا اس کے جس دعویٰ کے ساتھ خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اس کے مقابل پر عبداللہ صاحب کی کیا حقیقت اور سرمایا ہے۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ اگر وہ اس وقت زندہ ہوتے تو وہ میرے تابعداروں اور خادموں میں داخل ہو جاتے۔ ظاہر ہے کہ مسیح موعود کے آگے گردن خم کرنا اور غربت اور چاکری کی راہ سے اطاعت اختیار کر لینا ہر ایک دیندار اور سچے مسلمان کا کام ہے۔ پھر وہ کیونکر میری اطاعت سے باہر رہ سکتے تھے۔ اس صورت میں آپ کا کچھ بھی حق نہیں تھا اگر مَیں حَکَم ہونے کی حیثیت سے اُن میں کچھ کلام کرتا۔ آپ جانتے ہیں کہ خدا اور رسول نے مولوی عبداللہ کا کوئی درجہ مقرر نہیں کیا اور نہ اُن کے بارے میں کوئی خبر دی۔ یہ فقط آپ کا نیک ظن ہے جو آپ نے اُن کو نیک سمجھ لیا ورنہ کسی حدیث یا آیت سے تو ثابت نہیں کہ درحقیقت پاک دل تھے۔ ہاں جہانتک ہمیں خبر ہے وہ پابند نماز تھے۔ رمضان کے روزے رکھتے تھے اور بظاہر دیندار مسلمان تھے اور اندرونی حال خدا کو معلوم۔

حافظ محمد یوسف صاحب نے کئی دفعہ قسم کو یاد کرنے سے یقین کامل سے کئی مجلسوں میں میرے روبرو بیان کیا کہ ایک دفعہ عبداللہ صاحب نے اپنے کسی خواب یا الہام کی بناء پر فرمایا تھا کہ آسمان سے ایک نُور قادیان میں گرا جس کے فیضان سے اُن کی اولاد بے نصیب رہ گئی۔ حافظ صاحب زندہ ہیں اُن سے پُوچھ لیں[1]۔ پھر آپ کی شکایت کس قدر افسوس کے لایق ہے اور اللہ جل شانہٗ خوب جانتا ہے کہ ہمیشہ مولوی عبداللہ غزنوی کی نسبت میرا نیک ظن رہا ہے اور اگرچہ بعض حرکات ان کی مَیں نے ایسی بھی دیکھیں کہ اس حُسن ظن میں فرق ڈالنے والی تھیں تاہم مَیں نے اُن کی طرف کچھ خیال نہ کیا اور ہمیشہ سمجھتا رہا کہ وہ ایک مسلمان اپنی فہم اور طاقت کے موافق پابند سنّت تھا۔ لیکن مَیں اس سے مجبور رہا کہ میں ان کو ایسے درجہ کا انسان خیال کرتا کہ جیسے خدا کے کامل بندے مامورین ہوتے ہیں اور مجھے خدا نے اپنی جماعت کے نیک بندوں کی نسبت وہ وعدے دیئے ہیں کہ جو لوگ اُن وعدوں کے موافق میری جماعت میں سے رُوحانی نشوونما پائیں گے اور پاک دل ہو کر خدا سے پاک تعلق جوڑیں گے مَیں اپنے ایمان سے کہتا ہوں کہ مَیں ان کو صدہا درجہ

---

[1] حاشیہ: حافظ صاحب کے بھائی محمد یعقوب نے ایک مجلس میں یہ بھی کہا کہ عبداللہ صاحب نے نام بھی لیا تھا کہ وہ نُور مرزا غلام احمد پر نازل ہوا۔ مگر مَیں ایسی روایتوں کا ذمہ وار نہیں۔ جھوٹ سچ ان دونوں صاحبوں کی گردن پر۔ منہ

مولوی عبداللہ غزنوی سے بہتر سمجھوں گا اور سمجھتا ہوں کیونکہ خدا تعالےٰ ان کو وہ نشان دکھلاتا ہے کہ جو مولوی عبداللہ صاحب نے نہیں دیکھے اور اُن کو وہ معارف سمجھاتا ہے جن کی مولوی عبداللہ کو کچھ بھی خبر نہیں تھی اور انہوں نے اپنی خوش قسمتی سے مسیح موعود کو پایا اور اُسے قبول کیا مگر مولوی عبداللہ اس نعمت سے محروم گذر گئے۔ آپ میری نسبت کیسا ہی بدگمان کریں اس کا فیصلہ تو خدا تعالیٰ کے پاس ہے لیکن مَیں بار بار کہتا ہوں کہ مَیں وہی ہوں اور اس نُور میں میرا پودہ لگایا گیا ہے جس نُور کا وارث مہدی آخر زمان چاہئے تھا۔ میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ حضرت ابوبکرؓ کے درجہ پر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ابوبکرؓ کیا وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی عطا کی تقسیم ہے اگر کوئی بخل سے مر بھی جائے تو اس کو کیا پرواہ ہے اور جو شخص مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کے ذکر پر مجھ سے ناراض ہوتا ہے اس کو ذرہ خدا سے شرم کر کے اپنے نفس سے ہی سوال کرنا چاہیئے کہ کیا یہ عبداللہ اس مہدی و مسیح موعود کے درجہ پر ہو سکتا ہے جس کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام کہا اور فرمایا کہ خوش قسمت ہے وہ اُمّت جو دو پناہوں کے اندر ہے ایک مَیں جو خاتم الانبیاء ہوں اور ایک مسیح موعود جو ولایت کے تمام کمالات کو ختم کرتا ہے اور فرمایا کہ یہی لوگ ہیں جو نجات پائیں گے۔ اب فرمایئے کہ جو شخص مسیح موعود سے کنارہ کر کے عبداللہ غزنوی کی وجہ سے اس سے ناراض ہوتا ہے اس کا کیا حال ہے۔ کیا سچ نہیں ہے کہ تمام مسلمانوں کا متفق علیہ عقیدہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّت کے صلحاء اور اولیاء اور ابدال اور قطبوں اور غوثوں میں سے کوئی بھی مسیح موعود کی شان اور مرتبہ کو نہیں پہونچتا۔ پھر اگر یہ سچ ہے تو آپ کا مسیح موعود کے مقابل پر مولوی عبداللہ غزنوی کا ذکر کرنا اور بار بار یہ شکایت کرنا کہ عبداللہ کے حق میں یہ کہا ہے۔ کس قدر خدا تعالےٰ کے احکام اور اس کے رسول کریمؐ کی وصیتوں سے لاپروائی ہے۔ کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ عبداللہ غزنی سے نکالا جائے گا اور پنجاب میں آئے گا اس کو تم مان لینا اور میرا سلام اس کو پہونچانا؟ یا یہ نصیحت فرمائی تھی کہ غلبہ صلیب کے وقت مسیح موعود ظاہر ہوگا اور وہ نبیوں کی شان لے کر آئے گا اور خدا اس کے ہاتھ پر صلیبی مذہب کو شکست دے گا اس کی نافرمانی نہ کرنا اور اس کو میری طرف سے پہونچانا؟ اور اگر یہ کہو کہ وہ آ کر نصاریٰ سے لڑے گا اور ان کی صلیبوں کو توڑے گا اور ان کے خنزیروں کو قتل کرے گا تو مَیں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ علماء اسلام کی غلطیاں ہیں بلکہ ضرور تھا کہ مسیح موعود نرمی اور صلحکاری کے ساتھ آتا اور صحیح بخاری میں بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود جنگ نہیں کرے گا اور نہ تلوار اوٹھائے گا بلکہ اس کا حربہ آسمانی حربہ ہوگا اور اس کی تلوار دلائل قاطعہ ہوگی۔ سو وہ اپنے وقت پر آچکا۔ اب کسی فرضی مہدی اور فرضی مسیح موعود کی انتظار کرنا اور خونریزی کے زمانہ کا منتظر رہنا سراسر کوتہ فہمی کا نتیجہ ہے جو خدا نے میرے ہاتھ پر بہت سے نشان دکھلاتے اور وہ ایسے یقینی طور پر ظاہر ہوئے کہ تیرہ سو برس کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کے زمانہ کے بعد ان کی نظیر نہیں پائی جاتی - اسلامی اولیاء کی کرامات ان کی زندگی سے بہت پیچھے لکھی گئی ہیں - اور اُن کی شہرت صرف اُن کے چند مُریدوں تک محدود تھی - لیکن یہ نشان کروڑ ہا انسانوں میں شہرت پاگئے[1] مثلاً دیکھو کہ لیکھرام کی پیشگوئی کو کیونکر فریقین نے اپنے اشتہارات میں شائع کیا اور قبل اس کے جو وہ پیشگوئی ظہور میں آوے لاکھوں انسانوں میں اس پیشگوئی کا مضمون شہرت پاگیا اور تین قومیں ہندو مسلمان عیسائی اس پر گواہ ہوگئیں - پھر اسی کر و فر سے وہ پیشگوئی ظہور میں بھی آئی اور اُسی طرح لیکھرام قتل کے ذریعہ سے فوت ہوا جیسا کہ پیش از وقت ظاہر کیا گیا تھا - کیا ایسی ہیبت ناک پیشگوئی کو پورا کرنا انسان کے اختیار میں ہے؟ کیا اس ملک کی تین قوموں میں اس قدر شہرت پا کر اور ایک کُشتی کی طرح لاکھوں انسانوں کے نظارہ کے نیچے آ کر اس کا پورا ہو جانا ایسی پیشگوئی کی جو اس شان و شوکت کے ساتھ پوری ہوئی ہو تیرہ سو برس کے زمانہ میں کوئی نظیر بھی ہے؟ بعض کا یہ کہنا کہ بعض پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں اس کا جواب بجز اس کے ہم کیا دیں کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ - اگر ان لوگوں کے دلوں میں ایک ذرہ نورِ انصاف ہوتا تو وہ شبہ کے وقت میرے پاس آتے تو میں اُن کو بتلاتا کہ کس خوبی سے تمام پیشگوئیاں پوری ہوگئیں ہاں ایک پیشگوئی ہے جس کا ایک حصہ پورا ہوگیا اور ایک حصہ شرط کے اثر کی وجہ سے باقی ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا افسوس تو یہ ہے کہ ان لوگوں کو خدا تعالیٰ کی وہ سنتیں اور قانون بھی معلوم نہیں جو پیش گوئیوں کے متعلق ہیں - ان کے قول کے مطابق تو یونس نبی بھی جھوٹا تھا - جس نے اپنی پیشگوئی کے قطعی طور پر چالیس دن مقرر کئے تھے مگر وہ لوگ چالیس برس سے بھی زیادہ زندہ رہے اور چالیس دن میں نینوا کا ایک تنکا بھی نہ ٹوٹا بلکہ یونس نبی تو کیا تمام نبیوں کی پیشگوئیوں میں یہ نظیریں ملتی ہیں -

پھر اخیر پر خدا تعالیٰ کی قسم آپ کو دیتا ہوں کہ آپ وہ تمام مخالفانہ پیشگوئیاں جو میری نسبت آپ کے دل میں ہو لکھ کر چھاپ دیں - اب دس دن سے زیادہ میں آپ کو مہلت نہیں دیتا - جون مہینے کی ۱۵ تاریخ تک آپ کا اشتہار مخالفانہ پیشگوئیوں کا میرے پاس آجانا چاہیئے[2] ورنہ یہی کاغذ چھاپ دیا جائے گا

---

[1] ایسے نشان جو مجھ سے ظہور میں آئے جن کے کروڑ ہا انسان گواہ ہیں ان میں سے ایک سو نشان کتاب تریاق القلوب میں مع گواہوں کے ذکر کے درج ہیں - منہ

[2] حاشیہ: - اگر آپ ایک سو مخالفانہ الہام بھی جس میں مجھے کافر و دجال - مسرف - کذاب اور لعنتی وغیرہ کہا گیا ہو جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے چھاپ کر میری طرف روانہ کریں تو میں اس کاغذ کی چھپوائی سے دست کش رہوں گا بلکہ اگر تکفیر تکذیب کے الہام صرف پچاس ہی چھپوا کر بھیج دیں اور میعاد کے اندر بھیجیں تب بھی میں اس خط کو نہیں چھپواؤں گا، لیکن اگر آپ نے اس مدت میں کم سے کم پچاس الہام بھی چھپوا کر میری طرف روانہ نہ کئے باوجود اس دعویٰ کے کہ بکثرت مخالفانہ الہام ہو چکے ہیں اور ہوتے جاتے ہیں - تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں

اور پھر آئندہ آپ کو کبھی مخاطب کرنا بھی بے فائدہ ہوگا۔

والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد عفی عنہ

۱۶؍جون ۱۸۹۹ء

بابو الٰہی بخش صاحب کو میں نے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے مخالفانہ پیشگوئیوں کے شائع کرنے کے لیے مہلت دی تھی مگر میں نے بجائے دس دن کے ایک برس سے زیادہ انتظار کرکے اب یہ خط شائع کیا ہے۔ ان کو یاد کرنا چاہیئے کہ ان کا کیا وعدہ تھا اور کیا ظہور میں آیا۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

۲۵؍مئی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $\frac{20\times26}{8}$ کے ۱۴ صفحہ پر ہے)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ حاشیہ:۔

اس کو چھاپ دوں گا۔ آپ اس وقت عبدالحق ملہم شاگرد رشید عبداللہ غزنوی سے بھی مدد لیں۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

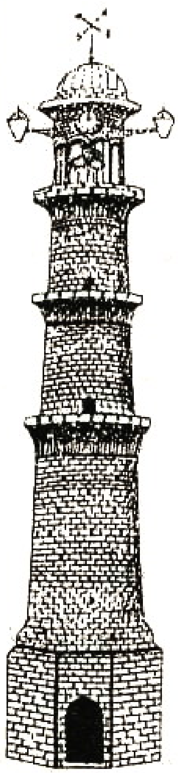
(دستخط) المرسل خاکسار مرزا غلام احمد

(۲۲۴)

ضمیمہ خطبہ الہامیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم



نمونہ منارۃ المسیح

اشتہار چندۂ منارۃ المسیحؑ

"بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد"

(یہ وہ الہام ہے جو براہین احمدیہ میں درج ہے جسکو شائع ہوتے بیس برس گذر گئے)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے قادیان کی مسجد جو میرے والد صاحب مرحوم نے مختصر طور پر دو بازاروں کے وسط میں ایک اُونچی زمین پر بنائی تھی اب شوکت اسلام کے لیے بہت وسیع کی گئی اور بعض حصہ عمارات کے اور بھی بنائے گئے ہیں لہٰذا اب یہ مسجد اور رنگ پکڑ گئی ہے۔ یعنی پہلے اس مسجد کی وسعت صرف اس قدر تھی کہ بمشکل دو سو آدمی اس میں نماز پڑھ سکتا تھا۔ لیکن اب دو ہزار کے قریب اس میں نماز پڑھ سکتا ہے اور غالباً آئندہ اور بھی یہ مسجد وسیع ہو جائے گی۔ میرے دعوے کی ابتدائی حالت میں اس مسجد میں جمعہ کی نماز کے لیے زیادہ سے زیادہ پندرہ یا بیس آدمی جمع ہوا کرتے تھے لیکن اب خدا تعالیٰ کا یہ فضل ہے کہ تین سو یا چار سو نمازی ایک معمولی اندازہ ہے اور کبھی سات سو یا آٹھ سو تک بھی نمازیوں کی نوبت پہونچ جاتی ہے لوگ دُور دُور سے نماز پڑھنے کے لیے آتے ہیں۔ یہ عجیب خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ پنجاب اور ہندوستان کے مولویوں نے بہت زور مارا کہ ہمارا سلسلہ ٹوٹ جائے اور درہم برہم ہو جائے لیکن جوں جوں وہ بیخ کنی کے لیے کوشش کرتے گئے اور بھی ترقی ہوتی گئی اور ایک خارق عادت طور پر یہ سلسلہ اس ملک میں پھیل گیا۔ سو یہ

ایسا امر ہے کہ ان کے لیے جو آنکھیں رکھتے ہیں ایک نشان ہے۔ اگر یہ انسان کا کاروبار ہوتا تو ان مولویوں کی کوششوں سے کب کا نابود ہو جاتا۔ مگر چونکہ یہ خدا کا کاروبار اور اس کے ہاتھ سے تھا اسلیئے انسانی مزاحمت اس کو روک نہیں سکی۔

اب اس مسجد کی تکمیل کے لیے ایک اور تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشاء ہے ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے اور وہ منارہ تین کاموں کے لیے مخصوص ہو۔

اوّل۔ یہ کہ تا مؤذن اس پر چڑھ کر پنجوقت بانگ نماز دیا کرے اور تا خدا کے پاک نام کی اونچی آواز سے دن رات میں پانچ دفعہ تبلیغ ہو اور تا مختصر لفظوں میں پنجوقت ہماری طرف سے انسانوں کو یہ ندا کی جائے کہ وہ ازلی اور ابدی خدا جس کی تمام انسانوں کو پرستش کرنی چاہیئے صرف وہی خدا ہے جس کی طرف اس کا برگزیدہ اور پاک رسول محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم رہنمائی کرتا ہے۔ اس کے سوا نہ زمین میں نہ آسمان میں اور کوئی خدا نہیں۔

دوسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی بہت اُونچے حصے پر ایک بڑا لالٹین نصب کر دیا جائے گا جس کی قریباً ایک سو روپیہ یا کچھ زیادہ قیمت ہوگی۔ یہ روشنی انسانوں کی آنکھیں روشن کرنے کے لیے دُور دُور جائے گی۔

تیسرا مطلب اس منارہ سے یہ ہوگا کہ اس منارہ کی دیوار کے کسی اُونچے حصے پر ایک بڑا گھنٹہ جو چارسو یا پانسو روپیہ کی قیمت کا ہوگا نصب کر دیا جائے گا تا انسان اپنے وقت کو پہچانیں اور انسانوں کو وقت شناسی کی طرف توجہ ہو۔

یہ تینوں کام جو اس منارہ کے ذریعہ سے جاری ہوں گے ان کے اندر تین حقیقتیں مخفی ہیں۔

اول یہ کہ بانگ جو پانچ وقت اُونچی آواز سے لوگوں کو پہنچائی جائے گی اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ اب واقعی طور پر وقت آگیا ہے کہ لا الٰہ الا اللہ کی آواز ہر ایک کان تک پہونچے۔ یعنی اب وقت خود بولتا ہے کہ اس ازلی ابدی زندہ خدا کے سوا جس کی طرف پاک رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رہنمائی کی ہے اور سب خدا جو بنائے گئے ہیں باطل ہیں۔ کیوں باطل ہیں؟ اس لیے کہ ان کے ماننے والے کوئی برکت اُن سے پا نہیں سکتے۔ کوئی نشان دکھا نہیں سکتے۔

دوسرے وہ لالٹین جو اس منارہ کی دیوار میں نصب کی جائے گی۔ اس کے نیچے حقیقت یہ ہے کہ تا لوگ معلوم کریں کہ آسمانی روشنی کا زمانہ آگیا اور جیسا کہ زمین نے اپنی ایجادوں میں قدم آگے بڑھایا ایسا ہی آسمان نے بھی چاہا کہ اپنے نوروں کو بہت صفائی سے ظاہر کرے تا حقیقت کے طالبوں کے لیے پھر تازگی کے دن آئیں اور ہر ایک آنکھ جو دیکھ سکتی ہے آسمانی روشنی کو دیکھے اور اس روشنی کے ذریعہ سے غلطیوں

سے بچ جاتے۔

تیسرے وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصّہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے کہ تا لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازوں کے کُھلنے کا وقت آگیا۔ اب سے زمینی جہاد بند کئے گئے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہوگیا جیسا کہ حدیثوں میں پہلے لکھا گیا تھا کہ جب مسیح آئے گا تو دین کے لیے لڑنا حرام کیا جائے گا۔ سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو دین کے لیے تلوار اُٹھاتا ہے اور غازی نام رکھا کر کافروں کو قتل کرتا ہے وہ خدا اور اس کے رسول کا نافرمان ہے۔ صحیح بخاری کو کھولو اور اُس حدیث کو پڑھو کہ جو مسیح موعود کے حق میں ہے یعنے یضع الحرب جس کے یہ معنے ہیں کہ جب مسیح آئے گا تو جہادی لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ سو مسیح آچکا اور یہی ہے جو تم سے بول رہا ہے۔

غرض حدیث نبوی میں جو مسیح موعود کی نسبت لکھا گیا تھا کہ وہ منارۂ بیضاء کے پاس نازل ہوگا اس سے یہی غرض تھی کہ مسیح موعود کے وقت کا یہ نشان ہے کہ اس وقت بباعث دُنیا کے باہمی میل جول کے اور نیز راہوں کے کھلنے اور سہولت ملاقات کی وجہ سے تبلیغ احکام اور دینی روشنی پہونچانا اور ندا کرنا ایسا سہل ہوگا کہ گویا یہ شخص منارہ پر کھڑا ہے۔ یہ اشارہ ریل اور تار اور اگن بوٹ اور انتظام ڈاک کی طرف تھا جس نے تمام دنیا کو ایک شہر کی مانند کر دیا۔ غرض مسیح کے زمانہ کے لیے منارہ کے لفظ میں یہ اشارہ ہے کہ اس کی روشنی اور آواز جلد تر دُنیا میں پھیلے گی اور یہ باتیں کسی اور نبی کو میسّر نہیں آئیں۔ اور انجیل میں لکھا ہے کہ مسیح کا آنا ایسے زمانہ میں ہوگا جیسا کہ بجلی آسمان کے ایک کنارہ میں چمک کر تمام کناروں کو ایک دم میں روشن کر دیتی ہے۔ یہ بھی اسی امر کی طرف اشارہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ چونکہ مسیح تمام دُنیا کو روشنی پہنچانے آیا ہے اس لیے اس کو پہلے سے یہ سب سامان دیئے گئے۔ وہ خون بہانے کے لیے نہیں بلکہ تمام دنیا کے لیے صلحکاری کا پیغام لایا ہے۔ اب کیوں انسانوں کے خون کئے جائیں۔ اگر کوئی سچ کا طالب ہے تو وہ خدا کے نشان دیکھے جو صدہا ظہور میں آئے اور آ رہے ہیں اور اگر خدا کا طالب نہیں تو اس کو چھوڑ دو اور اس کے قتل کی فکر میں مت ہو کیونکہ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب وہ آخری دن نزدیک ہے جس سے تمام نبی جو دُنیا میں آئے ڈراتے رہے۔

غرض یہ گھنٹہ جو وقت شناسی کے لیے لگایا جائے گا مسیح کے وقت کے لیے یاد دہانی ہے اور خود اس منارہ کے اندر ہی ایک حقیقت مخفی ہے اور وہ یہ کہ احادیث نبویہ میں متواتر آچکا ہے کہ مسیح آنے والا صاحب المنارہ ہوگا یعنی اس کے زمانہ میں اسلامی سچائی بلندی کے انتہا تک پہونچ جائے گی جو اس منارہ کی مانند ہے جو نہایت اونچا ہو اور دین اسلام سب دینوں پر غالب آجائے گا اسی کی مانند جیسا کہ کوئی شخص جب ایک بلند مینار پر اذان دیتا ہے تو وہ آواز تمام آوازوں پر غالب آجاتی ہے۔ سو مقدر تھا کہ ایسا ہی مسیح کے دنوں

میں ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ[1] - یہ آیت مسیح موعود کے حق میں ہے اور اسلامی حجت کی وہ بلند آواز جس کے نیچے تمام آوازیں دب جائیں وہ ازل سے مسیح کے لیے خاص کی گئی ہے اور قدیم سے مسیح موعود کا قدم اس بلند مینار پر قرار دیا گیا ہے جس سے بڑھ کر اور کوئی عمارت اُونچی نہیں۔ اسی کی طرف براہین احمدیہ کے اس الہام میں اشارہ ہے جو کتاب مذکور کے صفحہ ۵۲۲ میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ ”بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم اُفتاد“ ایسا ہی مسیح موعود کی مسجد بھی مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ وہ صدر اسلام سے دُور تر اور انتہائی زمانہ پر ہے۔ اور ایک روایت میں خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مسیح موعود کا نزول مسجد اقصیٰ کے شرقی منارہ کے قریب ہوگا۔[2]

اب اے دوستو یہ منارہ اس لئے طیار کیا جاتا ہے کہ تا حدیث کے موافق مسیح موعود کے زمانہ کی یادگار ہو اور نیز وہ عظیم پیشگوئی پوری ہو جائے جس کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے کہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ☆ اور جس کے منارہ کا ذکر حدیث میں بھی ہے کہ مسیح کا نزول منارہ کے پاس ہوگا۔ دمشق کا ذکر اس حدیث میں جو مسلم نے بیان کی ہے اس غرض سے ہے کہ تین خدا بنانے کی تخم ریزی اول دمشق سے شروع ہوئی ہے اور

---

[1] الصف : ۱۰ ☆ بنی اسراءیل : ۲

[2] حاشیہ : بعض احادیث میں یہ پایا جاتا ہے کہ دمشق کے مشرقی طرف کوئی منارہ ہے جس کے قریب مسیح کا نزول ہوگا۔ سو یہ حدیث ہمارے مطلب سے کچھ منافی نہیں ہے کیونکہ ہم کئی دفعہ بیان کر چکے ہیں کہ ہمارا یہ گاؤں جس کا نام قادیان ہے اور ہماری یہ مسجد جس کے قریب منارہ طیار ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہی واقع ہے۔ حدیث میں اس بات کی تصریح نہیں کہ وہ منارہ دمشق سے ملحق اور اس کی ایک جزو ہوگا بلکہ اس کے شرقی طرف واقع ہوگا۔ پھر دوسری حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ مسجد اقصیٰ کے قریب مسیح کا نزول ہوگا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ منارہ یہی مسجد اقصیٰ کا منارہ ہے اور دمشق کا ذکر اُس غرض کے لیے ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ اور مسجد اقصیٰ سے مراد اس جگہ یروشلم کی مسجد نہیں ہے بلکہ مسیح موعود کی مسجد ہے جو باعتبار بُعد زمانہ کے خدا کے نزدیک مسجد اقصیٰ ہے۔ اس سے کس کو انکار ہو سکتا ہے کہ جس مسجد کی مسیح موعود بناء کرے وہ اس لائق ہے کہ اس کو مسجد اقصیٰ کہا جائے جس کے معنے ہیں مسجد اُبعد۔ کیونکہ جبکہ مسیح موعود کا وجود اسلام کے لیے ایک انتہائی دیوار ہے اور مقرر ہے کہ وہ آخری زمانہ میں اور بعید تر حصہ دُنیا میں آسمانی برکات کے ساتھ نازل ہوگا۔ اس لیے ہر ایک مسلمان کو یہ ماننا پڑتا ہے کہ مسیح موعود کی مسجد مسجد اقصیٰ ہے کیونکہ اسلامی زمانہ کا خط ممتد جو ہے اس کے انتہائی نقطہ پر مسیح موعود کا وجود ہے لہٰذا مسیح موعود کی مسجد پہلے زمانہ سے جو صدر اسلام ہے بہت ہی بعید ہے سو اس وجہ سے مسجد اقصیٰ کہلانے کے لائق ہے اور اس مسجد اقصیٰ کا منارہ

مسیح موعود کا نزول اس غرض سے ہے کہ تا تین کے خیالات کو محو کرکے پھر ایک خدا کا جلال دُنیا میں قائم کرے۔ پس اس ایما کے لیے بیان کیا گیا کہ مسیح کا منارہ جس کے قریب اس کا نزول ہوگا دمشق سے شرقی طرف ہے اور یہ بات صحیح بھی ہے کیونکہ قادیان جو ضلع گورداسپور پنجاب میں ہے جو لاہور

بقیہ حاشیہ:- اس لائق ہے کہ تمام میناروں سے اُونچا ہو کیونکہ یہ منارہ مسیح موعود کے احقاقِ حق اور صرف ہمت اور اتمام حجت اور اعلاء ملت کی جسمانی طور پر تصویر ہے۔ پس جیسا کہ اسلامی سچائی مسیح موعود کے ہاتھ سے اعلیٰ درجہ کے ارتفاع تک پہنچ گئی ہے اور مسیح کی ہمت ثریا سے ایمان گم گشتہ کو واپس لا رہی ہے۔ اسی کے مطابق یہ مینار بھی رُوحانی اُمور کی عظمت ظاہر کر رہا ہے۔ وہ آواز جو دُنیا کے ہر چہار گوشہ میں پہونچائی جائیگی وہ رُوحانی طور پر بڑے اُونچے مینار کو چاہتی ہے۔ قریباً بیس برس ہوئے کہ مَیں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کا یہ کلام جو میری زبان پر جاری کیا گیا لکھا تھا یعنے یہ کہ اِنَّآ اَنۡزَلۡنٰهُ قَرِیۡبًا مِّنَ الۡقَادِیَانِ۔ وَبِالۡحَقِّ اَنۡزَلۡنٰهُ وَ بِالۡحَقِّ نَزَلَ صَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗ۔ وَکَانَ اَمۡرُ اللّٰهِ مَفۡعُوۡلًا۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۴۹۸ یعنی ہم نے اس مسیح موعود کو قادیان میں اُتارا ہے اور وہ ضرورت حقہ کے ساتھ اُتارا گیا اور ضرورت حقہ کے ساتھ اُترا۔ خدا نے قرآن میں اور رسول نے حدیث میں جو کچھ فرمایا تھا وہ اس کے آنے سے پورا ہوا۔ اس الہام کے وقت جیسا کہ مَیں کئی دفعہ لکھ چکا ہوں مجھے کشفی طور پر یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ یہ الہام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے اور اس وقت عالم کشف میں میرے دل میں اس بات کا یقین تھا کہ قرآن شریف میں تین شہروں کا ذکر ہے یعنی مکّہ اور مدینہ اور قادیاں کا۔ اس بات کو قریباً بیس برس ہوگئے جبکہ مَیں نے براہین احمدیہ میں لکھا تھا اب اس رسالہ کی تحریر کے وقت میرے پر یہ منکشف ہوا کہ جو کچھ براہین احمدیہ میں قادیان کے بارے میں کشفی طور پر میں نے لکھا یعنی یہ کہ اس کا ذکر قرآن شریف میں موجود ہے درحقیقت یہ صحیح بات ہے کیونکہ یہ یقینی امر ہے کہ قرآن شریف کی یہ آیت کہ سُبۡحٰنَ الَّذِیۡۤ اَسۡرٰی بِعَبۡدِهٖ لَیۡلًا مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ اِلَی الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِیۡ بٰرَکۡنَا حَوۡلَهٗ معراج مکانی اور زمانی دونوں پر مشتمل ہے اور بغیر اس کے معراج ناقص رہتا ہے۔ پس جیسا کہ سیر مکانی کے لحاظ سے خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد الحرام سے بیت المقدس تک پہونچا دیا تھا ایسا ہی سیر زمانی کے لحاظ سے آنجناب کو شوکت اسلام کے زمانہ سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا برکات اسلامی کے زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ ہے پہونچا دیا۔☆

☆حاشیہ در حاشیہ:- شوکت اسلامی کا زمانہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تھا اس کا اثر غالب یہ تھا کہ حضرت موسیٰ کی طرح مومنوں کو کفار کے حملہ سے نجات دی اس لیے بیت اللہ کا نام بھی بیت آمن رکھا گیا لیکن زمانہ برکات کا جو مسیح موعود کا زمانہ ہے اس کا یہ اثر ہے کہ ہر قسم کے آرام زمین میں پیدا ہو جائیں اور نہ صرف امن بلکہ عیش رغد بھی حاصل ہو۔ منہ

سے گوشہ مغرب اور جنوب میں واقع ہے۔ وہ دمشق سے ٹھیک شرقی جانب پڑی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ یہ منارۃ المسیح بھی دمشق سے شرقی جانب واقع ہے۔ ہر ایک طالب حق کو چاہیئے کہ دمشق کے لفظ پر خوب غور کرے کہ اس میں حکمت کیا ہے کہ یہ لکھا ہے کہ مسیح موعود دمشق کے شرقی طرف نازل ہوگا کیونکہ خدا تعالیٰ کی قرار داد باتیں صرف اُمور اتفاقیہ نہیں ہو سکتے بلکہ اُن کے نیچے اسرار اور رموز ہوتے ہیں وجہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی تمام باتیں رموز اور اسرار سے پُر ہیں۔

اب ہمارے مخالف گو اس دمشقی حدیث کو بار بار پڑھتے ہیں مگر وہ اس کا جواب نہیں دے سکتے کہ یہ جو اس حدیث میں بتلایا گیا ہے کہ مسیح موعود دمشق کی شرقی طرف کے منارہ کے قریب نازل ہوگا اس میں کیا بھید ہے۔ بلکہ انہوں نے محض ایک کہانی کی طرح اس حدیث کو سمجھ لیا ہے، لیکن یاد رہے کہ یہ کہانی نہیں ہے اور خدا تعالیٰ لغو کاموں سے پاک ہے بلکہ اس حدیث کے ان الفاظ میں جو اوّل دمشق کا ذکر فرمایا اور پھر اسکے شرقی طرف ایک منارہ قرار دیا ایک عظیم الشان راز ہے اور وہ وہی ہے جو ابھی ہم بیان کر چکے ہیں یعنی یہ کہ تثلیث اور تین خداؤں کی بنیاد دمشق سے ہی پڑی تھی۔ کیا ہی منحوس وہ دن تھا جب پولوس یہودی ایک خواب کا منصوبہ بنا کر دمشق میں داخل ہوا۔ اور بعض سادہ لوح عیسائیوں کے پاس یہ ظاہر کیا کہ خداوند مسیح مجھے دکھائی دیا اور اس تعلیم کے شائع کرنے کے لیے ارشاد فرمایا کہ گویا وہ بھی ایک خدا ہے۔ بس وہی خواب تثلیث کے مذہب کی تخم ریزی تھی۔ غرض یہ شرک عظیم کا کھیت اوّل دمشق میں ہی بڑھا اور پھولا اور پھر یہ

بقیہ حاشیہ:۔

پس اس پہلو کے رُو سے جو اسلام کے انتہاء زمانہ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر کشفی ہے مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے جو قادیان میں واقع ہے جس کی نسبت براہین احمدیہ میں خدا کا کلام یہ ہے مُبَارِکٌ وَّمُبَارَکٌ وَکُلُّ اَمْرٍ مُّبَارَکٍ یُّجْعَلُ فِیْہِ۔ اور یہ مبارک کا لفظ جو بصیغہ مفعول اور فاعل واقع ہوا قرآن کی آیت بَارَکْنَا حَوْلَہٗ کے مطابق ہے۔ پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَہٗ۔ اس آیت کے ایک تو وہی معنے ہیں جو علماء میں مشہور ہیں یعنی یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکانی معراج کا یہ بیان ہے۔ مگر کچھ شک نہیں کہ اس کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک زمانی معراج بھی تھا جس سے یہ غرض تھی کہ تا آپ کی نظر کشفی کا کمال ظاہر ہو اور نیز ثابت ہو کہ مسیحی زمانہ کے برکات بھی درحقیقت آپ ہی کے برکات ہیں جو آپ کی توجہ اور ہمت سے پیدا ہوئی ہیں۔ اسی وجہ سے مسیح ایک طور سے آپ ہی کا روپ ہے اور وہ معراج یعنی بلوغ نظر کشفی دُنیا کی انتہاء تک تھا جو مسیح کے زمانہ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور اس معراج میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے۔ وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جس کا نام

زہر اور اور جگہوں میں پھیلتی گئی ۔پس چونکہ خدا تعالےٰ کو معلوم تھا کہ انسان کو خدا بنانے کا بنیادی پتھر اوّل دمشق میں ہی رکھا گیا اس لیے خدا نے اس زمانہ کے ذکر کے وقت کہ جب غیرت خداوندی اس باطل تعلیم کو نابود کرے گی۔ پھر دمشق کا ذکر فرمایا اور کہا کہ مسیح کا منارہ یعنے اس کے نور کے ظاہر ہونے کی جگہ دمشق کی مشرقی طرف ہے ۔اس عبارت سے یہ مطلب نہیں تھا کہ وہ منارہ دمشق کی ایک جزُ ہے اور دمشق میں واقع ہے جیسا کہ بد قسمتی سے سمجھا گیا۔ بلکہ مطلب یہ تھا کہ مسیح موعود کا نُور آفتاب کی طرح دمشق کے مشرقی جانب سے طلوع کرکے مغربی تاریکی کو دُور کرے گا اور یہ ایک لطیف اشارہ تھا کیونکہ مسیح کے منارہ کو جس کے

بقیہ حاشیہ:- خدا کے کلام نے مبارک رکھا ہے ۔یہ مسجد جسمانی طور پر مسیح موعود کے حکم سے بنائی گئی ہے اور رُوحانی طور پر مسیح موعود کے برکات اور کمالات کی تصویر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بطور موہبت ہیں اور جیسا کہ مسجد الحرام کی رُوحانیت حضرت آدم اور حضرت ابراہیم کے کمالات ہیں اور بیت المقدس کی روحانیت انبیاء بنی اسرائیل کے کمالات ہیں ۔ایسا ہی مسیح موعود کی یہ مسجد اقصیٰ جس کا قرآن شریف میں ذکر ہے اسکے رُوحانی کمالات کی تصویر ہے ۔

پس اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج میں زمانہ گذشتہ کی طرف صعود ہے اور زمانہ آئندہ کی طرف نزول ہے اور ماحصل اس معراج کا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاولین والآخرین ہیں ۔ معراج جو مسجد الحرام سے شروع ہوا اس میں یہ اشارہ ہے کہ صفی اللہ آدم کے تمام کمالات اور ابراہیم خلیل اللہ کے تمام کمالات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود تھے اور پھر اس جگہ سے قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکانی سیر کے طور پر بیت المقدس کی طرف گیا ۔ اور اس میں یہ اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تمام اسرائیلی نبیوں کے کمالات بھی موجود ہیں اور پھر اس جگہ سے قدم آنجناب علیہ السلام زمانی سیر کے طور پر اس مسجد اقصیٰ تک گیا جو مسیح موعود کی مسجد ہے ۔یعنی کشفی نظر اس آخری زمانہ تک جو مسیح موعود کا زمانہ کہلاتا ہے پہونچ گئی ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ جو کچھ مسیح موعود کو دیا گیا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں موجود ہے اور پھر قدم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسمانی سیر کے طور پر اُوپر کی طرف گیا اور مرتبہ قاب قوسین کا پایا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مظہر صفات الٰہیہ اتم اور اکمل طور پر تھے ۔غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قسم کا معراج یعنی مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک جو زمانی مکانی دونوں رنگ کی سیر تھی اور نیز خدا تعالیٰ کی طرف ایک سیر تھا جو مکان اور زمان دونوں سے پاک تھا ۔ اس جدید طرز کی معراج سے غرض یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیر الاوّلین والآخرین ہیں اور نیز خدا تعالےٰ کی طرف سیر اُن کا اس نقطہ ارتفاع پر ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی انسان کو گنجائش نہیں ۔ مگر اس حاشیہ میں ہماری صرف یہ غرض ہے کہ جیسا کہ آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں کشفی طور پر لکھا گیا تھا کہ قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے یہ کشف نہایت صحیح اور درست تھا ۔کیونکہ زمانی رنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج اور مسجد اقصیٰ کی طرف سیر

قریب اس کا نزول ہے دمشق کے مشرقی طرف قرار دیا گیا اور دمشقی تثلیث کو اس کے مغربی طرف رکھا اور اسی طرح پر آنے والے زمانہ کی نسبت یہ پیشگوئی کی کہ جب مسیح موعود آئے گا تو آفتاب کی طرح جو مشرق سے نکلتا ہے ظہور فرمائے گا اور اس کے مقابل پر تثلیث کا چراغ مردہ جو مغرب کی طرف واقع ہے دن بدن پژمردہ ہوتا جائے گا کیونکہ مشرق سے نکلنا خدا کی کتابوں سے اقبال کی نشانی قرار دی گئی ہے اور مغرب کی طرف جانا ادبار کی نشانی۔ اور اسی نشانی کی طرف ایماء کرنے کے لیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو جو مسیح موعود کا نزول گاہ ہے دمشق سے مشرق کی طرف آباد کیا اور دمشق کو اس سے مغرب کی طرف رکھا۔ بڑا دھوکہ ہمارے مخالفوں کو یہ لگا ہے کہ انہوں نے حدیث کے لفظوں میں یہ دیکھ کر کہ مسیح موعود اس منارہ کے قریب نازل ہوگا جو دمشق کی شرقی طرف ہے یہ سمجھ لیا کہ وہ منارہ دمشق میں ہی واقع ہے۔ حالانکہ دمشق میں ایسے منارہ کا وجود نہیں۔ اور یہ خیال نہیں کیا کہ اگر کہا جائے کہ اگر مثلاً فلاں جگہ فلاں شہر کے شرقی طرف ہے تو کیا ہمیشہ اس سے یہ مراد ہوا کرتا ہے کہ وہ جگہ اس شہر سے پیوستہ ہے۔ اور اگر حدیث میں ایسے لفظ بھی ہوتے جن سے

بقیہ حاشیہ:۔ مسجد الحرام سے شروع ہو کر یہ کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتا جب تک ایسی مسجد تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سیر تسلیم نہ کیا جاتے جو باعتبار بُعد زمانہ کے مسجد اقصیٰ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ مسیح موعود کا وہ زمانہ ہے جو اسلامی سمندر کا بمقابلہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرا کنارہ ہے۔ ابتداء سیر کا جو مسجد الحرام سے بیان کیا گیا اور انتہاء سیر کا جو اس بہت دُور مسجد تک مقرر کیا گیا جس کے اردگرد کو برکت دی گئی۔ یہ برکت دُنیا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں شوکت اسلام ظاہر کی گئی اور حرام کیا گیا کہ کفار کا دست تعدی اسلام کو مٹا دے جیسا کہ آیت ومن دخلہ کان اٰمنا سے ظاہر ہے، لیکن زمانہ مسیح موعود میں جس کا دوسرا نام مہدی بھی ہے تمام قوموں پر اسلام کی برکتیں ثابت کی جائیں گی اور دکھلایا جائے گا کہ ایک اسلام ہی بابرکت مذہب ہے جیسا کہ بیان کیا گیا کہ وہ ایسا برکات کا زمانہ ہوگا کہ دُنیا میں صلحکاری کی برکت پھیلے گی اور آسمان اپنے نشانوں کے ساتھ برکتیں دکھلائیگا اور زمین میں طرح طرح کے پھلوں کے دستیاب ہونے اور طرح طرح کے آراموں سے اس قدر برکتیں پھیل جائیں گی جو اس سے پہلے کبھی نہیں پھیلی ہوں گی۔ اسی وجہ سے مسیح موعود اور مہدی معہود کے زمانہ کا نام احادیث میں زمان البرکات ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہزارہا نئی ایجادوں نے کیسی زمین پر برکتیں اور آرام پھیلا دیئے ہیں کیونکہ ریل کے ذریعہ سے مشرق اور مغرب کے میوے ایک جگہ اکٹھے ہو سکتے ہیں اور تار کے ذریعہ سے ہزاروں کوسوں کی خبریں پہنچ جاتی ہیں۔ سفر کی وہ تمام مصیبتیں یک دفعہ دُور ہوگئیں جو پہلے زمانوں میں تھیں۔

غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں زمان البرکات ہے۔ لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ زمان التائیدات اور دفع الآفات تھا اور اس زمانہ میں خدا تعالیٰ کا بھاری مقصد دفع شر تھا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے اس زمانہ میں اسلام کو اپنے قوی ہاتھ سے دشمنوں سے بچایا اور دشمنوں کو یوں ہانک دیا جیسا کہ ایک مرد

قطعی طور پر یہی سمجھا جاتا کہ وہ منارہ دمشق کے ساتھ پیوستہ ہے اور دوسرے احتمال کی راہ نہ ہوتی تاہم ایسا بیان دوسرے قرآن کے مقابل پر قابل قبول نہ ہوتا۔ مگر اب چونکہ حدیث پر غور کرنے سے صاف طور پر سمجھ آتا ہے کہ اس حدیث کا صرف یہ منشا ہے کہ وہ منارہ دمشق کے شرقی طرف ہے نہ درحقیقت اس شہر کا ایک حصہ تو دیانت سے بعید اور عقلمندی سے دُور ہے کہ خدا تعالیٰ کی ان حکمتوں اور بھیدوں کو نظر انداز کرکے جن کو ہم نے اس اشتہار میں بیان کر دیا ہے بیوجہ اس بات پر زور ڈالا جاتے کہ وہ منارہ جس کے قریب مسیح

بقیہ حاشیہ:- مضبوط اپنی لاٹھی سے کُتّوں کو ہانک دیتا ہے۔ پس چونکہ مسیح اور مہدی موعود کا زمانہ زمان البرکات تھا اسی لیے خدا تعالیٰ نے اس کے حق میں فرمایا بَارَکْنَا حَوْلَہٗ یعنی مسیح موعود کی فرودگاہ کے اردگرد جہاں نظر ڈالوگے ہر طرف سے برکتیں نظر آئیں گی چنانچہ تم دیکھتے ہو کہ زمین کیسی آباد ہوگئی باغ کیسے بکثرت ہوگئے نہریں کیسی بکثرت جاری ہوگئیں تمدنی آرام کی چیزیں کیسی کثرت سے موجود ہوگئیں پس یہ زمینی برکات ہیں اور جیسے اس زمانہ میں زمینی اور آسمانی برکتیں بکثرت ظاہر ہوگئی ہیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تائیدات کا بھی ایک دریا چل رہا تھا۔

فحاصل البیان ان الزمان زمانان زمان التائیدات ودفع الآفات وزمان البرکات والطیبات والیہ اشار عزّ اسمہ بقول سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ فاعلم ان لفظ مسجد الحرام فی قولہ تعالیٰ یدل علیٰ زمان فیہ ظھرت عزّۃ حرمات اللہ بتائید من اللہ وظھرت عزّۃ حدودہ واحکامہ وفرائضہ و تراءت شوکۃ دینہ ورعب ملتہ وھو زمان نبینا صلی اللہ علیہ وسلم والمسجد الحرام البیت الذی بناہ ابراھیم علیہ السلام فی مکۃ وھو موجود الی ھذا الوقت حرسہ اللہ من کل اٰفۃ واما قولہ عزّ اسمہ بعد ھذا القول اعنی المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حولہ فیدل علیٰ زمانٍ فیہ یظھر برکات فی الارض من کل جھۃ کما ذکرناہ انفا وھو زمان المسیح الموعود والمھدی المعھود والمسجد الاقصیٰ ھو المسجد الذی بناہ المسیح الموعود فی القادیان سمی اقصیٰ لبعدہ من زمان النبوۃ ولما وقع فی اقصیٰ طرف من زمن ابتداء الاسلام فتدبر ھذا المقام فانہ اودع اسرارًا من اللہ العلّام۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج تین قسم پر منقسم ہے۔ سیر مکانی اور سیر زمانی اور سیر لامکانی ولازمانی۔ سیر مکانی میں اشارہ ہے طرف غلبہ اور فتوحات کے یعنے یہ اشارہ کہ اسلامی ملک مکہ سے بیت المقدس تک پھیلے گا اور سیر زمانی میں اشارہ ہے طرف تعلیمات اور تاثیرات کے یعنی یہ کہ مسیح موعود کا زمانہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیرات سے تربیت یافتہ ہوگا۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور سیر لامکانی ولازمانی میں اشارہ سے طرف اعلیٰ درجہ کے قرب اللہ اور مدانات کی جس پر دائرہ امکان قرب کا ختم ہے۔ فافھم منہ۔

کا نزول ہے وہ دمشق میں واقع ہے بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس منارہ سے اُس مسجد اقصیٰ کا منارہ مراد لیا ہے جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے یعنی مسیح موعود کی مسجد جو حال میں وسیع کی گئی ہے اور عمارت بھی زیادہ کی گئی۔ اور یہ مسجد فی الحقیقت دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اور یہ مسجد صرف اس غرض سے وسیع کی گئی اور بنائی گئی ہے کہ تا دمشقی مفاسد کی اصلاح کرے اور یہ منارہ وہ منارہ ہے جس کی ضرورت احادیث نبویہ میں تسلیم کی گئی۔ اور اس منارۃ المسیح کا خرچ دس ہزار روپیہ سے کم نہیں ہے۔ اب جو دوست اس منارہ کی تعمیر کے لیے مدد کریں گے مَیں یقیناً سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بھاری خدمت کو انجام دیں گے اور مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ ایسے موقع پر خرچ کرنا ہرگز ہرگز ان کے نقصان کا باعث نہیں ہوگا۔ وہ خدا کو قرض دیں گے اور معہ سود واپس لیں گے۔ کاش ان کے دل سمجھیں کہ اس کام کی خدا کے نزدیک کس قدر عظمت ہے جس خدا نے منارہ کا حکم دیا ہے اس نے اس بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے کہ اسلام کی مُردہ حالت میں اسی جگہ سے زندگی کی رُوح پھونکی جائے گی اور یہ فتح نمایاں کا میدان ہوگا مگر یہ فتح ان ہتھیاروں کے ساتھ نہیں ہوگی جو انسان بناتے ہیں بلکہ آسمانی حربہ کے ساتھ ہے جس حربہ سے فرشتے کام لیتے ہیں۔ آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اُٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے وہ اس رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلحکاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف دعوت کرنے کی ایک راہ نہیں۔ پس جس راہ پر نادان لوگ اعتراض کر چکے ہیں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت نہیں چاہتی کہ اسی راہ کو پھر اختیار کیا جائے اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ جیسے جن نشانوں کی پہلے تکذیب ہو چکی وہ ہمارے سید رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے۔ لہٰذا مسیح موعود اپنی فوج کو اس ممنوع مقام سے پیچھے ہٹ جانے کا حکم دیتا ہے۔ جو بدی کا بدی کے ساتھ مقابلہ کرتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ اپنے تئیں شریر کے حملہ سے بچاؤ مگر خود شریرانہ مقابلہ مت کرو۔ جو شخص ایک

شخص کو اس غرض سے تلخ دوا دیتا ہے کہ تا وہ اچھا ہو جاتے وہ اس سے نیکی کرتا ہے۔ ایسے آدمی کی نسبت ہم نہیں کہتے کہ اس نے بدی کا بدی سے مقابلہ کیا۔ ہر ایک نیکی اور بدی نیّت سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ پس چاہیئے کہ تمہاری نیّت کبھی ناپاک نہ ہو تا تم فرشتوں کی طرح ہو جاؤ۔

یہ اشتہار منارہ کے بننے کے لیے لکھا گیا ہے مگر یاد رہے کہ مسجد کی بعض جگہ کی عمارت بھی ابھی نادرست ہیں۔ اس لیے یہ قرار پایا ہے کہ جو کچھ منارۃ المسیح کے مصارف میں سے بچے گا وہ مسجد کی دوسری عمارت پر لگا دیا جاتے گا۔ یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ دلوں کو کھولو اور خدا کو راضی کرو۔ یہ روپیہ بہت سی برکتیں ساتھ لے کر پھر آپ لوگوں کی طرف واپس آتے گا۔ مَیں اس سے زیادہ کہنا نہیں چاہتا اور ختم کرتا ہوں اور خدا کے سپُرد۔

بالآخر مَیں ایک ضروری امر کی طرف اپنے دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ اس منارہ میں ہماری یہ بھی غرض ہے کہ مینار کے اندر یا جیسا کہ مناسب ہو ایک گول کمرہ یا کسی اور وضع کا کمرہ بنا دیا جاتے جس میں کم سے کم سو آدمی بیٹھ سکے اور یہ کمرہ وعظ اور مذہبی تقریروں کے لیے کام آتے گا۔ کیونکہ ہمارا ارادہ ہے کہ سال میں ایک یا دو دفعہ قادیان میں مذہبی تقریروں کا ایک جلسہ ہوا کرے اور اس جلسہ میں ہر ایک شخص مسلمانوں اور ہندوؤں اور آریوں اور عیسائیوں اور سکھوں میں سے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرے۔ مگر یہ شرط ہو گی کہ دوسرے مذہب پر کسی قسم کا حملہ نہ کرے۔ فقط اپنے مذہب اور اپنے مذہب کی تائید میں جو چاہے تہذیب سے کہے اس لیے لکھا جاتا ہے کہ ہمارے دوست اس اشتہار کو ہر ایک کاریگر معمار کو دکھلائیں اور اگر وہ کوئی عمدہ نمونہ اس منارہ کا جس میں دونوں مطلب مذکورہ بالا پورے ہو سکتے ہوں تو بہت جلد ہمیں اس سے اطلاع دیں۔ والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۸ مئی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے ۱ صفحہ پر ہے)

(۲۲۵)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ

دینی جہاد کی ممانعت کا فتویٰ

مسیح موعود کی طرف سے

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دیں کا امام ہے☆ — دیں کے تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نورِ خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

☆ **نوٹ** (**ایک زبردست الہام اور کشف**) آج ۲۔ جون ۱۹۰۰ء کو بروز شنبہ بعد دوپہر دو بجے کے وقت مجھے تھوڑی سی غنودگی کے ساتھ ایک ورق جو نہایت سفید تھا دکھلایا گیا۔ اس کی آخری سطر میں لکھا تھا۔ اقبال۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ آخری سطر میں یہ لفظ لکھنے سے انجام کی طرف اشارہ تھا۔ یعنی انجام باقبال ہے۔ پھر ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ قادر کے کاروبار نمودار ہوگئے ✻ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہوگئے۔ اس کے یہ معنے مجھے سمجھائے گئے کہ عنقریب کچھ ایسے زبردست نشان ظاہر ہو جائیں گے جس سے کافر کہنے والے جو مجھے کافر کہتے تھے الزام میں پھنس جائیں گے اور خوب پکڑے جائیں گے اور کوئی گریز کی جگہ ان کے لیے باقی نہیں رہے گی۔ یہ پیشگوئی ہے۔ ہر یک پڑھنے والا اسکو یاد رکھے۔ اسکے بعد ۳۔ جون ۱۹۰۰ء کو بوقت ساڑھے گیارہ بجے یہ الہام ہوا۔ کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہوگئے ✻ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہوگئے۔ یعنی کافر کہنے والوں پر خدا کی حجت ایسی پوری ہوگئی کہ ان کیلئے کوئی عذر کی جگہ نہ رہی۔ یہ آئندہ زمانہ کی خبر ہے کہ عنقریب ایسا ہوگا اور کوئی ایسی چمکتی ہوئی دلیل ظاہر ہو جائے گی کہ فیصلہ کر دے گی۔ منہ

کیوں چھوڑتے ہو لوگو نبی کی حدیث کو — جو چھوڑتا ہے چھوڑ دو تم اس خبیث کو
کیوں بھولتے ہو تم یضع الحرب کی خبر — کیا یہ نہیں بخاری میں دیکھو تو کھول کر
فرما چکا ہے سید کونین مصطفیٰ — عیسیٰ مسیح جنگوں کا کر دے گا التوا
جب آئے گا تو صلح کو وہ ساتھ لائے گا — جنگوں کے سلسلہ کو وہ یکسر مٹائے گا
پیویں گے ایک گھاٹ پہ شیر اور گوسپند — کھیلیں گے بچے سانپوں سے بےخوف و بےگزند
یعنے وہ وقت امن کا ہوگا نہ جنگ کا — بھولیں گے لوگ مشغلہ تیر و تفنگ کا
یہ حکم سن کے بھی جو لڑائی کو جائے گا — وہ کافروں سے سخت ہزیمت اٹھائے گا
اک معجزہ کے طور سے یہ پیشگوئی ہے — کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے
القصہ یہ مسیح کے آنے کا ہے نشاں — کر دے گا ختم آکے وہ دیں کی لڑائیاں
ظاہر ہیں خود نشاں کہ زماں وہ زماں نہیں — اب قوم میں ہماری وہ تاب و تواں نہیں
اب تم میں خود وہ قوت و طاقت نہیں رہی — وہ سلطنت وہ رعب وہ شوکت نہیں رہی
وہ نام وہ نمود وہ دولت نہیں رہی — وہ عزم مقبلانہ وہ ہمت نہیں رہی
وہ علم وہ صلاح وہ عفت نہیں رہی — وہ نور اور وہ چاند سی طلعت نہیں رہی
وہ درد وہ گداز وہ رقت نہیں رہی — خلق خدا پہ شفقت و رحمت نہیں رہی
دل میں تمہارے یار کی الفت نہیں رہی — حالت تمہاری جاذب نصرت نہیں رہی
حمق آگیا ہے سر میں وہ فطنت نہیں رہی — کسل آگیا ہے دل میں جلاوت نہیں رہی
وہ علم و معرفت وہ فراست نہیں رہی — وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی
دنیا و دیں میں کچھ بھی لیاقت نہیں رہی — اب تم کو غیر قوموں پہ سبقت نہیں رہی
وہ انس و شوق و وجد وہ طاعت نہیں رہی — ظلمت کی کچھ بھی حد و نہایت نہیں رہی
ہر وقت جھوٹ سچ کی تو عادت نہیں رہی — نور خدا کی کچھ بھی علامت نہیں رہی
سو سو ہے گند دل میں طہارت نہیں رہی — نیکی کے کام کرنے کی رغبت نہیں رہی
خوانِ تہی پڑا ہے وہ نعمت نہیں رہی — دیں بھی ہے ایک قشر حقیقت نہیں رہی
مولیٰ سے اپنے کچھ بھی محبت نہیں رہی — دل مر گئے ہیں نیکی کی قدرت نہیں رہی
سب پر یہ اک بلا ہے کہ وحدت نہیں رہی — اک پھوٹ پڑ رہی ہے مودت نہیں رہی
تم مر گئے تمہاری وہ عظمت نہیں رہی — صورت بگڑ گئی ہے وہ صورت نہیں رہی
اب تم میں کیوں وہ سیف کی طاقت نہیں رہی — بھید اس میں ہے یہی کہ وہ حاجت نہیں رہی

اب کوئی تم پہ جبر نہیں غیر قوم سے
کرتی نہیں ہے منع صلوٰۃ اور صوم سے

ہاں آپ تم نے چھوڑ دیا دیں کی راہ کو
عادت میں اپنی کر لیا فسق و گناہ کو

اب زندگی تمہاری تو سب فاسقانہ ہے
مومن نہیں ہو تم کہ قدم کافرانہ ہے

اے قوم تم پہ یار کی اب وہ نظر نہیں
روتے رہو دُعاؤں میں بھی وہ اثر نہیں

کیونکر ہو وہ نظر کہ تمہارے وہ دل نہیں
شیطاں کے ہیں خدا کے پیارے وہ دل نہیں

تقویٰ کے جامے جتنے تھے سب چاک ہوگئے
جتنے خیال دل میں تھے ناپاک ہوگئے

کچھ کچھ جو نیک مرد تھے وہ خاک ہوگئے
باقی جو تھے وہ ظالم و سفاک ہوگئے

اب تم تو خود ہی موردِ خشمِ خدا ہوئے
اس یار سے بشامت عصیاں جدا ہوئے

اب غیروں سے لڑائی کے معنے ہی کیا ہوئے
تم خود ہی غیر بن کے محلِ سزا ہوئے

سچ سچ کہو کہ تم میں امانت ہے اب کہاں
وہ صدق اور وہ دین و دیانت ہے اب کہاں

پھر جبکہ تم میں خود ہی وہ ایماں نہیں رہا
وہ نورِ مومنانہ وہ عرفاں نہیں رہا

پھر اپنے کفر کی خبر اے قوم لیجئے
آیت علیکم انفسکم یاد کیجئے

ایسا گماں کہ مہدئ خونی بھی آئے گا
اور کافروں کے قتل سے دیں کو بڑھائے گا

اے غافلو یہ باتیں سراسر دروغ ہیں
بہتاں ہیں بے ثبوت ہیں اور بیفروغ ہیں

یارو جو مرد آنے کو تھا وہ تو آ چکا
یہ راز تم کو شمس و قمر بھی بتا چکا

اب سال سترہ بھی صدی سے گذر گئے
تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے

تھوڑے نہیں نشاں جو دکھائے گئے تمہیں
کیا پاک راز تھے جو بتائے گئے تمہیں

پر تم نے اُن سے کچھ بھی اُٹھایا نہ فائدہ
مونھ پھیر کر ہٹا دیا تم نے یہ مائدہ

بخلوں سے یارو باز بھی آؤ گے یا نہیں
خو اپنی پاک صاف بناؤ گے یا نہیں

باطل سے میل دل کی ہٹاؤ گے یا نہیں
حق کی طرف رجوع بھی لاؤ گے یا نہیں

اب عذر کیا ہے کچھ بھی بتاؤ گے یا نہیں
مخفی جو دل میں ہے وہ سناؤ گے یا نہیں

آخر خدا کے پاس بھی جاؤ گے یا نہیں
اُس وقت اس کو مونھ بھی دکھاؤ گے یا نہیں

تم میں سے جسکو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اُس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے اُستوار

لوگوں کو یہ بتائے کہ وقتِ مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے

ہم اپنا فرض دوستو اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خُدا

عربی زبان میں ایک خط

اہلِ اسلام پنجاب اور ہندوستان اور عرب اور فارس وغیرہ ممالک کی طرف جہاد کی ممانعت کے بارے میں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اعلموا ایها المسلمون رحمکم الله ان الله الذی تولّی الاسلام۔ وکفل اموره العظام۔ جعل دینه هذا وصلةً الٰی حِکَمه وعلومه ووضع المعارف فی ظاهره ومکتومه فمن الحکم التی اودع هٰذا الدین لیزید هدی المهتدین۔ هو الجهاد الذی امر به فی صدر زمن الاسلام۔ ثم نهی عنه فی هٰذه الایام۔ والسرّ فیه انه تعالٰی اذن للذین یقاتلون فی اول زمان الملة دفعاً لصول الکفرة وحفظاً للدین ونفوس الصحبة۔ ثم انقلب امر الزمان عند عهد الدولة البرطانیة☆ وحصل الامن للمسلمین وما بقی حاجة السیوف والاسنّةِ۔ فعند ذلک اثم المخالفون المجاهدین وسلکوهم مسلک الظالمین السفاکین۔ ولبّس الله علیهم سرّ الغزاة والغازین۔ فنظروا الی محاربات الدین کلها بنظر الزرایة۔ ونسبوا کل من غزا الی الجبر والطغیان والغوایة فاقتضت مصالح الله ان یضع الحرب والجهاد ویرحم العباد۔ وقد مضت سنته هٰذه فی شیع الاولین۔ فان بنی اسرائیل

☆ نوٹ: لا شک انا نعیش تحت هٰذه السلطنة البرطانیه بالحریة التامة۔ وحُفِظَت اموالنا ونفوسنا وملّتنا واعراضنا من ایدی الظالمین بعنایة هٰذه الدولة فوجب علینا شکر من غمرنا بنواله۔ وسقانا کأس الراحة بمآثر خصاله۔ ووجب اَنْ نُرِی اعداء ه صقال العضب ونوقد له لا علیه نار الغضب۔ منه

قد طعن فيهم لجهادهم من قبل فبعث الله المسيح فی آخر زمن موسیٰ واری ان الزارین کانوا خاطئین۔ ثم بعثنی ربّی فی آخر زمن نبیّنا المصطفےٰ۔ وجعل مقدار هذا الزمن کمقدار زمن کان بین موسیٰ وعیسیٰ۔ وان فی ذالک لآیة لقوم متفکرین۔ والمقصود من بعثی وبعث عیسیٰ واحد وهو اصلاح الاخلاق ومنع الجهاد۔ واراءة الآیات لتقویة ایمان العباد۔ ولا شک ان وجوه الجهاد معدومة فی هذا الزمن وهذه البلاد۔ فالیوم حرام علی المسلمین ان یحاربوا للدّین۔ وان یقتلوا من کفر بالشرع المتین فان الله صرّح حرمة الجهاد عند زمان الامن والعافیة۔ وندّد الرسول الکریم بانه من المناهی عند نزول المسیح فی الامة۔ ولا یخفیٰ ان الزمان قد بدّل احواله تبدیلاً صریحاً۔ وترک طوراً قبیحاً۔ ولا یوجد فی هذا الزمان ملک یظلم مسلمًا لاسلامه ولا حاکم یجور لدینه فی احکامه فلاجل ذالک بدّل الله حکمه فی هذا الأوان۔ ومنع ان یحارب للدّین او تقتل نفسٌ لاختلاف الادیان۔ وامران یتمّ المسلمون حججهم علی الکفّار۔ ویضعوا البراهین موضع السیف البتّار۔ ویتورّدوا موارد البراهین البالغة۔ ویعلوا قنن البراهین العالیة حتّی تطاء اقدامهم کل اساس یقوم علیه البرهان۔ ولا یفوتهم حجة تسبق الیه الاذهان۔ ولا سلطان یرغب فیه الزمان۔ ولا یبقیٰ شبهة یولّدها الشیطان۔ وان یکونوا فی اتمام الحجج مستشفین۔ واراد ان یتصید شوارد الطبائع المتنفرة من مسئلة الجهاد۔ ویُنزل ماء الآی علی القلوب المُجدبة کالعهاد۔ ویغسل وسخ الشبهات ودرن الوساوس وسوء الاعتقاد۔ فقدّر للاسلام وقتاً کاوان الربیع وهو وقت المسیح النازل من الرقیع۔ لیجری فیه ماء الآیات کالینابیع۔ ویُظهر صدق الاسلام ویبیّن انّ المتزرین کانوا کاذبین۔ وکان ذالک واجبًا فی علم الله ربّ العالمین۔ لیعلم النّاس ان تضوّع الاسلام وشیعوعته کان من الله لامن المحاربین وانّی انا المسیح النازل من السماء۔ وان وقتی وقت ازالة الظنون واراءة الاسلام کالشمس فی الضیاء۔ ففکّروا ان کُنتم عاقلین۔ وترون ان الاسلام قد وقعت حذته ادیان کاذبة یُسعیٰ لتصدیقها۔ واعین کلیلة یجاهد لتبریقها۔ وان اهلها اخذوا طریق الرفق والحلم فی دعواتهم۔ وارو التواضع والذل عند ملاقاتهم۔ وقالوا ان الاسلام اولغ فی الابدان المُدیٰ۔ لیبلغ القوة والعلیٰ۔ وانا ندعو الخلق متواضعین۔ فرأی الله کید هم من السماء۔ وما ارید من البهتان والازدراء والافتراء فجلّی مطلع هذا الدین بنور البرهان۔ واری الخلق انه هو القائم والشائع بنور ربّه

لا بالسيف والسنان - ومنع ان يقاتل فى هذا الحين - وهو حكيم يعلمنا ارتضاع كأس الحكمة والعرفان - ولا يفعل فعلاً ليس من مصالح الوقت والأوان - ويرحم عباده ويحفظ القلوب من الصداء والطبائع من الطغيان - فانزل مسيحه الموعود والمهدى المعهود - ليعصم قلوب النّاس من وساوس الشيطان - وتجارتهم من الخسران - وليجعل المسلمين كرجل هيمن ما اصطفاه - واصاب ما اصباه - فثبت ان الاسلام لا يستعمل السيف والسهام عند الدعوة - ولا يضرب الصعدة - ولكن يأتى بد لائل تحكى الصعدة فى اعدام الفرية - وكانت الحاجة قد اشتدت فى زمننا لرفع الالتباس ليعلم النّاس حقيقة الامر وليعرفوا السّر كالأكياس - والاسلام مشرب قد احتوى كل نوع حفاوة والقرآن كتاب جمع كل حلاوة وطلاوة - ولكن الاعداء لا يرون من الظلم والضيم وينسابون انسياب الايم - مع ان الاسلام دين خصّه الله بهذه الاثرة - وفيه بركات لا يبلغها احد من الملّة - وكان الاسلام فى هذا الزمان - كمثل معصوم اُتّهم وظُلم بانواع البهتان - وطالت الالسنة عليه وصالوا على حريمه - وقالوا مذهب كان قتل النّاس خلاصة تعليمه فبعثت ليجد النّاس مافقدوا من سعادة الجدّ - وليخلصوا من الخصم الالدّ واِنّى ظهرتُ برقٍ فى الارض وحلل بارقة فى السماء - فقير فى الغبراء وسلطان فى الخضراء - فطوبىٰ للذى عرفنى اوعرف من عرفنى من الاصدقاء - وجئتُ اهل الدنيا ضعيفًا نحيفًا كنحافة الصب - وغرض القذف والشتم والسبّ - ولكنى كمى قوى فى العالم الاعلىٰ - ولى عذب مذرب فى الافلاك وملك لا يبلىٰ - وحسام بضاهى البرق صقاله - ويمذق الكذب قتاله - ولى صورة فى السماء لا يراها الانسان - ولا تدركها العينان - واِنّنى من اعاجيب الزمان - و انّى طُهرت و بدّلت بُعِدت من الغصيان - و كذالك يطهُرُ ويبدّل من احبّنى وجاء بصدق الجنان - وان انفاسى هذه ترياق سمّ الخطيات - وسدّ مانع من سوق الخطرات الى سوق الشبهات - ولا يمتنع من الفسق عبدٌ ابدًا الّا الذى احبّ حبيب الرحمان - اوذهب منه الاطيبان وعطف الشيب شطاطه بعد ماكان كقضيب البان - ومن عرف الله اوعرف عبده فلا يبقىٰ فيه شيئ من الحدّ والسنان - وينكسر جناحه ولا يبقى بطش فى الكف والبنان - ومن خواص اهل النظر انهم يجعلون الحجر كالعقيان - فانهم قوم لا يشقى جليسهم ولا يرجع رفيقهم بالحرمان - فالحمد لله علىٰ مِنّته انه هو المنّان - ذوالفضل والاحسان - واعلموا انّى انا المسيح وفى البركات اسيح - وكل يوم يزيد البركات ويزداد الأيات - والنور يبرق علىٰ بابى - ويأتى زمانٌ يتبرك الملوك باثوابى - و

ذالك الزمان زمان قريب وليس من القادر بعجيب۔

الاختبار اللطيف لمن كان يعدل اويحيف

ايها الناس ان كنتم فى شك من امرى۔ وممّا اوحىٰ الیّ من ربّی۔ فناضلونى فى انباء الغيب من حضرة الكبرياء۔ وان لم تقبلوا ففى استجابة الدعاء۔ وان لم تقبلوا ففى تفسير القرآن فى لسان العربية۔ مع كمال الفصاحة۔ ورعاية المُلح الادبية۔ فمن غلب منكم بعدما ساق هذا المساق۔ فهو خير منّى ولا مراء ولا شقاق۔ ثم ان كنتم تعرضون عن الامرين الاولين۔ وتعتذرون وتقولون انّا ما اُعطينا عين رؤية الغيب ولا من تدرّبٍ على اجراء تلك العين۔ فصارعونى فى فصاحة البيان مع التزام بيان معارف القرآن ۔ واختاروا مسحب نظم الكلام۔ ولتسحبوا ولا ترهبوا ان كنتم من الادباء الكرام۔ وبعد ذالك ينظر الناظرون فى تفاضل الانشاء۔ ويحمدون من يستحق الاحماد والايراد ويلعنون من لُعِن من السماء۔ فهل فيكم فارس هذا الميدان۔ ومالك ذالك البستان۔ وان كنتم لا تقدرون على البيان۔ ولا تكفون حصائد اللسان۔ فلستم على شيءٍ من الصدق والسداد وليس فيكم الا مادة الفساد۔ اتحمون وطيس الجدال۔ مع هذه البرودة والجمود والجهل والكلال موتوا فى غدير۔ او بارزونى كقدير ۔ وارونى عينكم۔ ولا تمشوا كضرير۔ واتقوا عذاب ملك خبير۔ واذكروا اخذ عليم و بصير وان لم تنتهوا فيأتى زمانٌ تحضرون عند جليل كبير۔ ثم تذوقون ما يذوق المجرمون فى حصير۔ وان كنتم تدعون المهارة فى طرق الاشرار۔ ومكائد الكفار۔ فكيدوا كل كيد الىٰ قوة الاظفار۔ وقلّبوا امرى ان كان عندكم ذرة من الاقتدار۔ واحكموا تدبيركم۔ وعاقبوا دبيركم۔ واجمعوا كبيركم وصغيركم واستعملوا دقاريركم۔ وادعوا لهذا الامر مشاهيركم۔ وكل من كان من المحتالين۔ واسجدوا على عتبة كل قريع زمن وجابر زمنٍ ليُمدّكم بالمال والعقيان۔ ثم انهضوا بذالك المال وهدّمونى من البنيان۔ ان كنتم على هدّ هيكل الله قادرين۔ واعلموا ان الله يُخزيكم عند قصد الشر۔ ويحفظنى من الضر۔ ويتم امره وينصر عبده ولا تضرونه شيئًا ولا تموتن حتّى يريكم ما ارىٰ من قبلكم كل من عادىٰ اولياءه من النبيين والمرسلين والمامورين۔ وآخر

امرنا نصر من اللّٰہ وفتح مبین - وآخر دعوٰنا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین -

المشتہر مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

۷؍ جون ۱۹۰۰ء

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے ۴ صفحہ پر ہے) مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(ترجمہ از مرتب)

اے مسلمانو! (اللہ تم پر رحم کرے) جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہی اسلام کی حفاظت کا ذمہ دار ہے اور وہی اس کے اہم امور کا کفیل ہے۔ اس نے اپنے اس دین کو اپنی حکمتوں اور اپنے علوم کے لیے تعلق کا ذریعہ بنایا ہے اور اس نے اس کے ظاہر و باطن میں معارف رکھ دیئے ہیں۔ اور ان حکمتوں میں سے جو اس نے اس دین میں ہدایت پانے والوں کی ہدایت کی زیادتی کے لیے ودیعت کی ہیں ایک حکمت جہاد ہے جس کا ابتدائے اسلام میں حکم دیا گیا اور پھر اس زمانہ میں اسے ممنوع قرار دیا گیا۔ اور اس میں راز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے اسلام میں ان مسلمانوں کو جن پر حملے کئے جا رہے تھے کفار کے حملوں سے دفاع کے لیے اور دین اسلام اور صحابہ کی جانوں کی حفاظت کے لیے جہاد کی اجازت دے دی تھی لیکن سلطنت برطانیہ کے دَور میں وہ زمانہ بدل گیا☆ اور مسلمانوں کو امن نصیب ہوا۔ اور اس طرح تلواروں اور نیزوں کی حاجت نہ رہی۔ پس اس وقت مخالفوں نے مجاہدین کو گنہ گار ٹھہرایا۔ اور انہیں ظالموں اور خون بہانے والوں کے مسلک پر چلنے والا قرار دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے غازیوں کے راز کو مخفی رکھا۔ اس لیے انہوں نے دین کی تمام لڑائیوں کو نکتہ چینی کی نظر سے دیکھا اور ہر مجاہد کو جبر، سرکشی اور گمراہی کی طرف منسوب کیا۔ پس اللہ تعالیٰ کی مصلحتوں نے اس بات کا تقاضا کیا کہ وہ لڑائی اور جہاد کو منسوخ کر دے اور اسی طرح اپنے بندوں پر رحم کرے اور اللہ تعالیٰ کی یہ سنت پہلے لوگوں میں بھی جاری رہی ہے۔ چنانچہ اس سے قبل بنواسرائیل پر بھی ان کے جہاد کی وجہ سے طعن کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے زمانہ کے آخر میں حضرت مسیح کو مبعوث کیا اور اس طرح اس نے یہ دکھا دیا کہ نکتہ چینی کرنیوالے ہی خطاکار تھے۔ اب میرے رب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے آخر میں مجھے مبعوث کیا اور اس زمانہ کی مقدار کو حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے درمیانی زمانہ کی مقدار کے مشابہ بنا دیا اور اس میں سوچ بچار کرنے والوں کے لیے ایک بڑا نشان ہے اور میری بعثت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کا مقصد ایک ہی

☆نوٹ: بیشک ہم اس سلطنت برطانیہ کے زیر سایہ پوری آزادی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اس حکومت کی مہربانی سے ہمارے اموال ہماری جانیں ہماری ملت اور ہماری عزتیں ظالموں کے ہاتھوں سے محفوظ ہیں۔ پس ہم پر واجب ہے کہ ہم اس کی مہربانی کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ اس نے ہمکو اپنی عمدہ خصال کی وجہ سے راحت کا جام پلایا ہے تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کریں اور ہم پر یہ بھی واجب ہے کہ ہم اس کے دشمنوں کو تلواروں کی چمک دکھائیں اور اس کے خلاف نہیں بلکہ اس کی خاطر اپنے غصہ کی آگ کو بھڑکائیں۔ منہ

ہے اور وہ مقصد اصلاح اخلاق اور جہاد کو ممنوع قرار دینا اور بنی نوع انسان کے ایمان کی تقویت کے لیے نشانات کا دکھانا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس زمانہ میں اور اس ملک میں جہاد کی وجوہ معدوم ہیں اور آج مسلمانوں پر دین کیلئے شریعت اسلامیہ کے منکرین سے لڑائی کرنا حرام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے امن وعافیت کے زمانہ میں جہاد کی حرمت کی تصریح فرمادی ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات کھول کر بیان کردی ہے کہ اُمّت اسلامیہ میں مسیح کے نزول کے وقت جہاد ممنوع ہوگا۔ اور یہ بات مخفی نہیں کہ زمانہ کے حالات صریح طور پر بدل گئے ہیں اور اس نے بُرا طریق ترک کردیا ہے اور اس زمانہ میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں پایا جاتا جو ایک مسلمان پر صرف اسلام کی وجہ سے ظلم کرتا ہو اور نہ کوئی ایسا حاکم ہے جو اپنے احکام میں محض اس کے دین کی وجہ سے اس پر ظلم کرتا ہو۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں اپنے اس حکم کو بدل دیا اور اس نے اس بات سے منع کر دیا کہ دین کی خاطر جنگ وجدال کی جائے یا کسی شخص کو محض اختلافِ دین کی وجہ سے قتل کیا جائے اور اس نے حکم دیا کہ مسلمان کفار پر اتمام حجت کریں اور دلائل کو تیز دھار والی تلواروں کی جگہ دیں اور بلیغ براہین کے گھاٹوں پر وارد ہوں اور براہین عالیہ کی چوٹیوں پر چڑھیں تا ہر وہ بناء انکے قدموں کے نیچے ہو جس پر برہان قائم ہے اور ان سے کوئی ایسی حجت فوت نہ ہو جس کی طرف اذہان سبقت لے جائیں اور کوئی ایسی دلیل فوت نہ ہو جس میں زمانہ رغبت کرے اور شیطان کا پیدا کردہ کوئی شبہ باقی نہ رہے اور اتمام حجت کے سلسلہ میں وہ دوسروں کی شفاء کا موجب بن جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ مسئلہ جہاد سے نفرت کرنے والی غیر مانوس طبائع کو شکار کرے اور موسم بہار کی پہلی بارش کی مانند خشک اور بنجر زمین سے مشابہ دلوں پر نشانات کی بارش نازل کرے اور شبہات کی میل، وساوس کی گندگی اور اعتقاد کے فساد اور برائی کو دھو دے۔ پس اس نے اوائل موسم بہار کی مانند اسلام کے لیے وقت مقدر کیا اور وہ آسمان سے نازل ہونے والے مسیح کا وقت ہے تا اس میں چشموں کی مانند نشانات کا پانی بہے اور اسلام کی سچائی کو ظاہر کرے اور واضح کرے کہ نکتہ چین لوگ جھوٹے تھے۔ اور اللہ رب العالمین کے علم میں یہ ضروری تھا تا وہ لوگوں کو بتائے کہ اسلام کی مہک اور اس کی اشاعت کے سامان اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں گے نہ کہ لڑنے والوں کی طرف سے اور مَیں ہی وہ مسیح ہوں جو آسمان سے اُترا ہوں اور میرا زمانہ وساوس و ظنون کو زائل کرنے اور اسلام کی روشنی میں سورج کی مانند دکھانے کا زمانہ ہے۔ پس اگر تم عقل سے کام لینے والے ہو تو فکر اور سوچ سے کام لو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ اسلام کے مقابل ایسے ادیان ہیں جن کو سچا قرار دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اور ایسی کمزور نظر آنکھیں ہیں جن کو تیز نظر ثابت کرنے کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ اور ان ادیان کے پیروؤں نے اپنی تبلیغ میں رفق اور بُردباری کا طریق اختیار کیا ہے اور وہ اپنی ملاقات میں تواضع اور تذلل کو دکھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اسلام نے طاقت اور بلندی کے حصول کے لیے ابدان میں چھرے گھونپے ہیں۔ اور ہم مخلوق کو تواضع سے بُلاتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آسمان سے انکی اس تدبیر کو دیکھا اور اس کو بھی جو بہتان۔ تحقیر اور افتراء کے متعلق ان کے ارادے تھے۔ اس نے اس دین کے چہرہ کو براہین کے نُور سے روشن کیا اور اس نے مخلوق کو دکھایا کہ یہ اپنے ربّ کے نُور کی وجہ سے نہ کہ تلوار اور نیزہ سے قائم رہے گا اور پھیلے گا۔ اور اس نے اس زمانہ میں لڑائی ممنوع قرار دے دی۔ اور وہ حکیم ہے جو ہمیں حکمت اور عرفان کا پیالہ پینا تو سکھاتا ہے لیکن کوئی ایسا فعل نہیں کرتا جو وقت اور زمانہ کی مصلحت کے خلاف ہو۔ اور وہ اپنے بندوں پر رحم

کرنا اوران کے دلوں کی زنگ سے حفاظت کرنا اور طبائع کی سرکشی سے بچاتا ہے۔ اس لیے اس نے اپنے موعود مسیح اور مہدی معہود کو اتارا تا وہ لوگوں کے دلوں کو شیطانی وساوس سے اور ان کی تجارت کو گھاٹے سے بچاتے اور تا وہ مسلمانوں کو اس شخص کی طرح بنا دے جو اپنی پسندیدہ ہستی پر عاشق ہو گیا ہو اور اس نے وہ کچھ پا لیا ہو جس نے اس کو فریفتہ بنا دیا ہو۔ پس ثابت ہوا کہ اسلام تبلیغ میں تلوار اور نیزے کے استعمال میں جلدی نہیں کرتا اور نیزہ نہیں مارتا بلکہ وہ ایسے دلائل پیش کرتا ہے جو افتراء کے مٹانے میں نیزہ کے مشابہ ہیں اور ہمارے زمانہ میں وساوس اور شبہات کو دُور کرنے کی حاجت زیادہ شدت اختیار کر گئی ہے تا وہ لوگوں کو حقیقت امر سے آگاہ کرے اور تا لوگ داناؤں اور ذہین لوگوں کی طرح راز سے واقف ہو جائیں اور اسلام ایک ایسا گھاٹ ہے جو ہر قسم کے اعزاز اور ہر طرح کی خوشی کے اظہار پر حاوی ہے اور قرآن کریم نے اپنے اندر ہر قسم کی حلاوت اور شان و شوکت کو جمع کر لیا ہے، لیکن دشمن ظلم وجور کو نہیں دیکھتے اور اژدہا کی طرح تیز چلتے ہیں۔ اس کے باوجود اسلام ایک ایسا دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اس ترجیح سے مخصوص کیا ہے اور اس میں ایسی برکات ہیں جن تک کوئی اُمت نہیں پہنچ سکتی۔ اور اس زمانہ میں اسلام اس معصوم کی مانند ہے جس کو گنہگار قرار دیا گیا اور انواع واقسام کے بہتان لگا کر اس پر ظلم کیا گیا اور اس پر زبانیں دراز ہوئیں اور اس کے محفوظ حصہ پر لوگوں نے حملہ کیا اور انہوں نے کہا کہ اس کی تعلیم کا خلاصہ لوگوں کو قتل کرنا ہے۔ پس میں مبعوث کیا گیا تا لوگ بزرگی کی گم شدہ سعادت کو پالیں اور تا وہ سخت جھگڑالو قسم کے لوگوں سے نجات پا جائیں۔ اور مَیں زمین میں بوسیدہ کپڑوں میں ملبوس اور آسمانوں میں چمکیلے لباس میں ظاہر ہوا ہوں۔ مَیں زمین میں غریب اور آسمان میں بادشاہ ہوں۔ پس خوش نصیب ہے وہ شخص جس نے مجھے یا میرے پہچاننے والے دوستوں کو پہچانا۔ اور مَیں اہلِ دُنیا کے پاس ایک عاشق کی طرح نحیف و نزار اور لعن طعن اور گالی گلوچ کا نشانہ بن کر آیا ہوں، لیکن میں عالم اعلیٰ میں ایک بہادر اور مضبوط انسان ہوں۔ اور میرے لیے آسمانوں میں مرغن کھانا ہے اور ایسی حکومت ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی اور ایسی صیقل شدہ تلوار ہے جو بجلی کی مانند ہے اور اس کے ساتھ لڑنا جھوٹ کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے۔ اور آسمان میں میری ایسی صورت ہے جس کو انسان نہیں دیکھ سکتا۔ اور نہ اُس کو آنکھیں پا سکتی ہیں۔ اور میں عجائبات زمانہ میں سے ہوں۔ اور مَیں گناہ و نافرمانی سے پاک اور دُور کیا گیا ہوں۔ اور اسی طرح وہ شخص بھی پاک اور تبدیل کر دیا جاتا ہے جو مجھ سے محبت کرے اور صدق دل سے میرے پاس آئے اور میرے انفاس خطاؤں کے زہر کا تریاق ہیں اور خطرات کو شبہات کے بازار میں جانے سے روکنے والی دیوار ہیں۔ اور فسق و فجور سے کوئی بندہ رُک نہیں سکتا۔ مگر وہی جو خدائے رحمان کے محبوب سے محبت رکھتا ہو یا وہ جس کی دونوں آنکھیں جاتی رہی ہوں اور بڑھاپا اس کے قد و قامت کو جھکا دے بعد اس کے کہ وہ بان درخت کی ٹہنی کی مانند تھا اور وہ شخص جو اللہ تعالےٰ کو یا اس کے بندہ کو پہچان لے اس میں تیزی نہیں رہتی۔ اس کے پَر ٹوٹ جاتے ہیں اور اس کی ہتھیلی اور پوروں میں قوت گرفت نہیں رہتی۔ اور اہل نظر کی ایک خاصیت یہ ہے کہ وہ پتھر کو سونے کی مانند بنا دیتے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہیں جن کا ہم مجلس بے نصیب نہیں رہتا۔ اور جن کا دوست محروم نہیں لوٹتا۔ پس اللہ تعالیٰ کے لیے ہی اس کے احسانوں کی وجہ سے بہت تعریفیں ہیں کہ وہی بہت احسان کرنے والا اور فضل کرنے والا ہے اور جان لو کہ مَیں ہی مسیح ہوں اور برکات میں چلتا پھرتا ہوں۔ اور ہر روز برکات اور نشانات میں اضافہ ہوتا رہتا

ہے اور نور میرے دروازے پر چمکتا ہے اور ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ بادشاہ میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور یہ زمانہ اب قریب ہی ہے اور خدا تے قادر سے یہ بات عجیب نہیں۔

عدل کرنیوالے یا ظلم کرنیوالے کا لطیف امتحان

اے لوگو! اگر تم میرے معاملہ میں اور اس وحی کے بارہ میں جو میری طرف کی گئی ہے شک میں ہو تو تم مجھ سے ان غیبی پیش گوئیوں میں جو مجھے حضرت کبریاء کی طرف سے دی گئی ہیں مقابلہ کرلو۔ اور اگر تم اسے قبول نہ کرو تو قبولیت دُعا میں میرا مقابلہ کرلو۔ اور اگر تم اسے بھی قبول نہ کرو تو مجھ سے تفسیر القرآن میں جو فصیح عربی زبان میں ہو اور جس میں ادبی عمدہ تراکیب کا لحاظ ہو مقابلہ کرلو۔ پس اس رستہ پر چلنے کے بعد اگر تم میں کوئی مجھ پر غالب آجاتے تو وہ مجھ سے بہتر ہے۔ اور اس میں کوئی جھگڑا اور اختلاف نہ ہوگا۔ پھر اگر تم پہلے دو امور سے اعراض کرتے ہو اور عذر کرتے ہو اور یہ کہتے ہو کہ ہمیں غیب بین آنکھ نہیں دی گئی اور نہ اس چشمہ کو جاری کرنے کی قدرت عطا ہوئی ہے تو تم فصاحت بیان میں معارف قرآنیہ کے بیان کے التزام کے ساتھ مجھے پچھاڑو اور نظم کلام کے راستہ کو اختیار کرو اور چلو اور ڈرو نہیں اگر تم معزز اُدباء سے ہو (تو تم ضرور ایسا کرو گے) اور اس کے بعد دیکھنے والے انشاء پردازی میں ایک دوسرے پر فضیلت ظاہر کرنے کے بارہ میں غور کریں گے اور اس شخص کی تعریف کریں گے جو تعریف کا مستحق ہوگا اور اس شخص پر لعنت کریں گے جو آسمان میں ملعون قرار دیا گیا ہے۔ پس کیا تم میں سے کوئی اس میدان کا شہ سوار ہے اور اس باغ کا کوئی مالک ہے اور اگر تم قوت بیان نہیں رکھتے اور بدگوئیوں اور ہتک آمیز باتوں سے نہیں رُکتے تو تم صدق و سداد پر قائم نہیں۔ اور تم میں فساد کے مادہ کے سوا اَور کچھ نہیں۔ کیا تم اس برودت، جمود، جہالت اور درماندگی کے باوجود لڑائی میں شدت اختیار کر رہے ہو۔ تالاب میں ڈوب مرو یا ایک طاقت ور کی طرح میرے ساتھ مقابلہ کرو اور مجھے اپنی آنکھ دکھاؤ اور اندھے کی طرح نہ چلو۔ اور واقف حال جو کنے بادشاہ کے عذاب سے بچو۔ اور علیم و خبیر کی پکڑ کو یاد کرو۔ اور اگر تم نہیں رُکتے تو وقت آنے والا ہے جب تم خدائے جلیل و کبیر کے دربار میں حاضر کئے جاؤ گے۔ پھر وہی چکھو گے جو مجرم جہنم میں چکھیں گے۔ اور اگر اشرار کے طریقوں اور کفار کی تدبیروں میں مہارت کے دعویدار ہو تو تم ناخنوں تک زور لگا کر پوری تدبیر کرلو۔ اور اگر تم میں ذرہ بھی قدرت ہے تو تم میرے معاملہ کو اُلٹا دو۔ اور تم اپنی تدبیر کو محکم کرلو اور اپنے دھاگے کو بار بار بٹ دو اور اپنے بڑوں اور چھوٹوں کو اکٹھا کرو اور خوب جھوٹ بولو۔ اور اس کام کے لیے اپنے مشاہیر اور ہر ایک حیلہ ساز کو بُلا لو۔ اور اپنے ہر بوڑھے سردار اور ہر عادی جابر کی دہلیز پر سجدہ کرو تا وہ مال اور سونے سے تمہاری مدد کریں۔ اور پھر اس مال کو لے کر اُٹھو اور مجھے بنیادوں سے گرا دو۔ اگر تم اللہ تعالیٰ کی اس بلند اور بالا عمارت کو گرانے پر قدرت رکھتے ہو۔ اور یہ جان لو کہ اللہ تعالیٰ شر کے ارادہ کے وقت تمہیں رسوا کرے گا اور مجھے

تمہارے ضرر سے محفوظ رکھے گا۔ وہ اپنے کام کو پورا کرے گا اور اپنے بندہ کی مدد کرے گا۔ اور تم اسے کچھ بھی تکلیف نہ دے سکو گے اور تم اس وقت تک مروگے نہیں جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ سب کچھ نہ دکھا دے جو اس نے ہر اس شخص کو دکھایا جس نے اس کے دوستوں یعنی نبیوں۔ رسولوں اور ماموروں سے دشمنی کی۔ اور ہمارے کام کا انجام اللہ تعالیٰ کی نصرت اور کھلی کھلی فتح ہے اور ہمارا آخری دعویٰ یہی ہے کہ

الحمد للہ رب العالمین۔

(۲۲۶)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

اپنی جماعت کے خاص گروہ کے لیے

منارۃ المسیح کے بارے میں توجہ دہانی اور اس کام کے لیے اُن سے

ایک درخواست

منارۃ المسیح کے بارے میں اس سے پہلے ایک اشتہار[1] شائع ہو چکا ہے، لیکن جس کمزوری اور کم توجہی کے ساتھ اس کام کے لیے چندہ وصول ہو رہا ہے اس سے ہرگز یہ اُمید نہیں کہ یہ کام انجام پذیر ہو سکے۔ لہٰذا میں آج خاص طور سے اپنے اُن مخلصوں کو اس کام کے لیے توجہ دلاتا ہوں جن کی نسبت مجھے یقین ہے کہ اگر وہ سچے دل سے کوشش کریں اور جیسا کہ اپنے نفس کے اغراض کے لیے اور اپنے بیٹوں کی شادیوں کے لیے پورے زور سے انتظام سرمایہ کر لیتے ہیں۔ ایسا ہی انتظام کریں تو ممکن ہے کہ یہ کام ہو جائے۔ اگر انسان کو ایمانی دولت سے حصہ ہو تو گو کیسے ہی مالی مشکلات کے شکنجہ میں آ جائے تاہم وہ کارِ خیر کی توفیق پا لیتا ہے۔ نظیر کے طور پر بیان کرتا ہوں کہ ان دنوں میں میری جماعت میں سے دو ایسے مخلص آدمیوں نے اس کام کے لیے چندہ دیا ہے جو باقی دوستوں کیلئے درحقیقت جائے رشک ہیں۔ ایک ان میں سے منشی عبدالعزیز نام ضلع گورداسپور میں پٹواری ہیں جنہوں نے باوجود اپنی کم سرمایگی کے ایک سو روپیہ اس کام کے لیے چندہ دیا ہے۔ اور میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سو روپیہ کئی سال کا ان کا اندوختہ ہوگا۔ اور زیادہ وہ قابلِ تعریف اس سے بھی ہیں کہ ابھی وہ ایک کام میں سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں اور اب اپنے عیال کی بھی چنداں پروا نہ رکھ کر یہ چندہ پیش کر دیا۔ جزاہم اللہ خیر الجزاء۔ دوسرے

---

[1] دیکھئے جلد ھذا صفحہ ۳۹۹، اشتہار نمبر ۲۲۴ (المرتب)

مخلص جنہوں نے اس وقت بڑی مردانگی دکھلائی ہے میاں شادی خاں لکڑی فروش ساکن سیالکوٹ ہیں۔ ابھی وہ ایک کام میں ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دے چکے ہیں۔ اور اب اس کام کے لیے دو سَو روپیہ چندہ بھیج دیا ہے۔ اور یہ وہ متوکل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جاتے تو شاید تمام جائداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو۔ انہوں نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ "چونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کریں۔ اس لیے جو کچھ اپنے پاس تھا۔ سب بھیج دیا۔ اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔ شاید ہمارے بعض مخلصوں کو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ منارۃ المسیح کیا چیز ہے اور اس کی کیا ضرورت ہے۔ سو واضح ہو کہ ہمارے سیّد و مولیٰ خیر الاصفیاء، خاتم الانبیاء، سیّدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیشگوئی ہے کہ مسیح موعود جو خدا کی طرف سے اسلام کے ضعف اور عیسائیت کے غلبہ کے وقت میں نازل ہوگا اس کا نزول ایک سفید منارہ کے قریب ہوگا جو دمشق سے شرقی طرف واقع ہے۔ اس پیشگوئی کے پورا کرنے کے لیے دو مرتبہ اسلام میں کوشش کی گئی ہے۔ اوّل ۷۴۱ھ سے پہلے دمشق کے شرقی طرف سنگ مرمر کے پتھر سے ایک منارہ بنایا گیا تھا جو دمشق سے شرقی طرف اور جامع اموی کی ایک جُز تھی اور کہتے ہیں کہ کئی لاکھ روپیہ اس پر خرچ آیا تھا اور بنانے والوں کی غرض یہ تھی کہ تا وہ پیشگوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری ہو جاتے، لیکن بعد اس کے نصاریٰ نے اس منارہ کو جلا دیا۔ پھر اس حادثہ کے بعد ۷۴۱ھ میں دوبارہ کوشش کی گئی کہ وہ منارہ دمشق کی شرقی طرف پھر طیار کیا جاتے۔ چنانچہ اس منارہ کے لیے بھی غالباً ایک لاکھ روپیہ تک چندہ جمع کیا گیا۔ مگر خدا تعالےٰ کی قضا و قدر سے جامع اموی کو آگ لگ گئی اور وہ منارہ بھی جل گیا۔ غرض دونوں مرتبہ مسلمانوں کو اس قصد میں ناکامی رہی[ل]۔ اور اس کا سبب یہی تھا کہ خدا تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ قادیان میں منارہ بنے کیونکہ مسیح موعود کے نزول کی

ل اس ملک کے بعض نادان مولویوں نے یہ اعتراض کیا ہے کہ منارہ پر روپیہ خرچ کرنا اسراف ہے اور پھر اس پر گھنٹہ رکھنا اور بھی اسراف۔ لیکن ہمیں تعجب ہے کہ ایسی گستاخی کی باتیں زبان پر لانے والے پھر بھی مسلمان کہلاتے ہیں۔ یاد رہے کہ اس منارہ کے بنانے سے اصل غرض یہ ہے کہ تا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہو جاتے۔ اسی غرض کے لیے پہلے دو دفعہ منارہ دمشق کی شرقی طرف بنایا گیا تھا جو جل گیا۔ یہ اسی قسم کی غرض ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک صحابی کو کسریٰ کے مال غنیمت میں سے سونے کے کڑے پہنائے تھے تا ایک پیشگوئی پوری ہو جاتے اور نمازیوں کی تائید اور وقت شناسی کیلئے منارہ پر گھنٹہ رکھنا ثواب کی بات ہے نہ گناہ۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ مولوی نہیں چاہتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی پیشگوئی پوری ہو۔ اگر قادیاں کے منارہ پر راضی نہیں تو چاہئے کہ دمشق میں جا کر منارہ بنا دیں۔ سنن ابن ماجہ کے صفحہ ۳۰۶ پر جو حافظ ابن کثیر کا حاشیہ منارۃ المسیح کے بارے میں ہے اس کو غور سے پڑھیں اور جہالتوں ضلالتوں سے توبہ کریں۔ منہ

بھی جگہ ہے۔ سو اب یہ تیسری مرتبہ ہے اور خدا تعالیٰ نے آپ لوگوں کو موقع دیا ہے کہ اس ثواب کو حاصل کریں۔ جو شخص اس ثواب کو حاصل کرے گا وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ہمارے انصار میں سے ہو گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اگرچہ لاکھوں انسان اس جماعت میں داخل ہو جائیں گے اور ہو رہے ہیں مگر مقبول دو گروہ ہی ہیں۔

(۱) اوّل وہ گروہ جنہوں نے بعد اس کے جو مجھے پہچان لیا جو میں خدا کی طرف سے ہوں بہت سے نقصان اُٹھا کر اپنے وطنوں سے ہجرت کی اور قادیان میں اپنے گھر بنا لیے اور اس درد کی برداشت کی جو ترک وطن اور ترک احباب وطن میں ہوا کرتی ہے۔ یہ گروہ مہاجرین ہے۔ اور میں جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کا بڑا قدر ہے۔ کیونکہ خدا کے واسطے اپنے وطنوں کو چھوڑنا اور اپنے چلتے ہوئے کاموں کو خاک میں ملا دینا اور اپنے وطن کی پیاری مٹی کو خدا کے لیے الوداع کہہ دینا کچھ تھوڑی بات نہیں۔ فطوبیٰ للغرباء المھاجرین۔ دوسرا گروہ انصار ہے۔ اور وہ اگرچہ اپنے وطنوں میں ہیں، لیکن ہر ایک حرکت اور سکون میں ان کے دل ہمارے ساتھ ہیں اور وہ مال سے محض خدا کو راضی کرنے کے لیے مدد دیتے ہیں اور میں ارادہ کرتا ہوں اگر خدا تعالےٰ کا بھی ارادہ ہو کہ اس منارہ کے کسی مناسب پہلو میں ان مہاجرین کے نام لکھوں۔ جنہوں نے محض خدا کے لیے یہ دُکھ اپنے اوپر اُٹھا لیا کہ اپنے پیارے وطنوں کو چھوڑ کر ایک خدا کے مامور کا قُربِ مکانی حاصل کرنے کے لیے قادیان میں سکونت اختیار کر لی اور ایسا ہی ان انصار کے نام بھی جنہوں نے اپنی خدمت اور نصرت کو انتہا تک پہنچایا اور میرا نورِ قلب مجھے اس وقت اس بات کی طرف تحریک کرتا ہے جو ایسے مبارک کام کے لیے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک پیشگوئی پوری ہوتی ہے اپنی مخلص جماعت کو اس مالی مدد کی تکلیف دوں جو مومن کے لیے جنّت کو واجب کرتا ہے۔ پس مَیں اسی غرض سے چند مخلصین کے نام ذیل میں لکھتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ ہر ایک ان میں سے کم سے کم ایک سو روپیہ اس عظیم الشان کام کے لیے پیش کرے۔ اور مَیں خوب جانتا ہوں کہ اگر انسان بیہودہ عذرات کی طرف مائل نہ ہو اس قدر رقم ان لوگوں کے لیے کچھ مشکل نہیں جو چالیس یا پچاس یا اس سے زیادہ آمدنی رکھتے ہیں۔ مثلاً عورتوں کا زیور ہی ایک ایسی چیز ہے کہ اگر صدق دل ہو تو اس میں سے کچھ ایسے کام کے لیے آ سکتا ہے۔ بلکہ دیکھا گیا ہے کہ جب نیک بخت عورتیں اپنے دیندار خاوندوں اور باپوں اور بھائیوں کے مُنہ سے ایسی باتیں سُنتی ہیں تو خود ان کا ایمانی جوش حرکت کرنے لگتا ہے۔ اور بسا اوقات اپنے خاوندوں کے حوصلہ سے زیادہ ایک رقم کثیر پیش کر دیتی ہیں۔ بلکہ بعض عورتیں بعض مردوں سے صدہا درجے اچھی ہوتی اور موت کو یاد رکھتی ہیں۔ وہ خوب جانتی ہیں کہ جبکہ کبھی اس زیور کو چور لے جاتے ہیں یا کسی اور طریق سے تباہ ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس سے بہتر کیا ہے کہ اس خدا کے لیے جس کی طرف عنقریب کوچ کرنا ہے کوئی حصّہ زیور کا خرچ کیا جائے

آخر یہ کام اسی جماعت نے کرنا ہے اور دوسرے لوگ اس میں شریک نہیں ہو سکتے ۔ وہ تو اور خیالات میں مبتلا ہیں۔

سو اے مخلصو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے دلوں کو قوت بخشے۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو ثواب حاصل کرنے اور امتحان میں صادق نکلنے کا یہ موقع دیا ہے۔ مال سے محبت مت کرو۔ کیونکہ وہ وقت آتا ہے کہ اگر تم مال کو نہیں چھوڑتے تو وہ تمہیں چھوڑ دے گا۔ مسیح موعود کے لیے جو وہی مہدی آخرالزمان ہے۔ دو پیشگوئیاں تھیں۔ ایک پیشگوئی آسمان کے متعلق تھی جو دعوے میں صادق ہونے کی نشانی تھی جس میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہ تھا یعنی رمضان میں چاند کا پہلی رات میں اپنی خسوف کی راتوں میں سے گرہن لگنا اور سورج کا بیچ کے دن میں اپنے کسوف کے دنوں میں گرہن لگنا۔ دوسری پیشگوئی زمین کے متعلق تھی جو مسیح کے نازل ہونے کی نشانی تھی اور وہ یہ کہ دمشق کی شرقی طرف ایک سفید منارہ انسانی ہاتھوں سے طیار ہونا۔ سو وہ پیشگوئی جس میں انسانی ہاتھوں کا دخل نہ تھا۔ یعنی رمضان میں خسوف کسوف مقررہ تاریخوں میں ہونا وہ تو کئی سال گذر چکے کہ ظہور میں آچکی، لیکن یہ پیشگوئی جس میں انسانی ہاتھوں کا دخل ہے یعنی منارہ کا طیار ہونا یہ اب تک ظہور میں نہیں آئی اور مسیح موعود کا حقیقی نزول یعنے ہدایت اور برکات کی روشنی کا دُنیا میں پھیلنا[1]۔ یہ اسی پر موقوف ہے کہ یہ پیشگوئی پوری ہو یعنے منارہ طیار ہو کیونکہ مسیح موعود کے لیے جو یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ وہ نازل ہوگا۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ بغیر وسیلہ انسانی اسباب کے آسمان سے ایک قوت نازل ہوگی جو دلوں کو حق کی طرف پھیرے گی اور مراد اس سے انتشار روحانیت اور بارش انوار و برکات ہے۔ سو ابتدا سے یہ مقدر ہے کہ حقیقت مسیحیہ کا نزول جو نور اور یقین کے رنگ میں دلوں کو خدا کی طرف پھیرے گا منارہ کی طیاری کے بعد ہوگا۔ کیونکہ منارہ اس بات کے لیے علامت

---

[1] وہ لوگ بڑی غلطی پر ہیں جو یہ گمان کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ مسیح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا تھا اور جسم عنصری کے ساتھ نازل ہوگا۔ یاد رہے کہ یہ خیال سراسر افترا ہے۔ حدیثوں میں اس کا نام و نشان نہیں۔ اگر کسی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ مسیح جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گیا تھا اور پھر کسی وقت جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر سے نازل ہوگا یعنی اگر چڑھنا اور اُترنا دونوں امر جسم عنصری کے ساتھ کسی حدیث سے ثابت ہو جائیں تو مجھے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں ایسی صحیح حدیث پیش کرنے والے کو ہزار روپیہ انعام دوں گا لیکن اگر فقط آسمان کا لفظ بغیر شرط جسم عنصری کے کسی حدیث میں پایا جائے تو وہ مخالف کے لیے مفید نہیں ہوگا کیونکہ آسمان سے نزول اور صعود کا لفظ ہمیشہ روحانی امور کے لیے آتا ہے۔ اور قرآن شریف میں جو لکھا ہے کہ خدا نے آسمان سے پانی نازل کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ آسمانی تاثیرات سے نازل کیا۔ ورنہ مینہ کا پانی زمین کے ہی بخارات ہیں جو زیادہ سے زیادہ پانچ یا چھ میل تک اوپر چڑھ سکتے ہیں۔ منہ

ہوگا کہ وہ لعنت کی تاریکی جو شیطان کے ذریعہ سے دُنیا میں آئی ہے۔ وہ مسیح موعود کے منارہ کے ذریعہ سے یعنی نور کے ذریعہ سے دُنیا سے مفقود ہو اور منارہ بیضا کی طرح سچائی چمک اُٹھے اور اونچی ہو۔ خدا کے بعض جسمانی کام اپنے اندر روحانی اسرار رکھتے ہیں۔ پس جیسا کہ توریت کے رو سے صلیب پر چڑھنے والا لعنت سے حصہ لیتا تھا۔ ایسا ہی منارۃ المسیح پر صدق اور ایمان سے چڑھنے والا رحمت سے حصہ لے گا۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ منارہ کے قریب مسیح کا نزول ہوگا اس کے معنوں میں یہ بات داخل ہے کہ اُسی زمانہ میں جبکہ منارہ طیار ہو جائے گا مسیحی برکات کا زور و شور سے ظہور و بروز ہوگا۔ اور اسی ظہور و بروز کو نزول کے لفظ سے بیان کیا گیا ہے۔ پس جو لوگ اس عظیم الشان سعادت سے حصہ لیں گے یہ تو مشکل ہے کہ ان سب کے نام منارہ پر لکھے جائیں لیکن یہ قرار دیا گیا ہے کہ بہرحال چند مہاجرین کے مقابل پر ایسے تمام لوگوں کے نام لکھے جائیں گے جنہوں نے کم سے کم سو روپیہ منارہ کے چندہ میں داخل کیا ہو۔ اور یہ نام ان کے زمانہ دراز تک بطور کتبہ کے منارہ پر کندہ رہیں گے جو آیندہ آنے والی نسلوں کو دُعا کا موقع دیتے رہیں گے۔

والسلام علےٰ من اتبع الہدےٰ

فہرست اسماء چندہ دہندگان

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب طبیب شاہی قادیان	۸	شیخ رحمت اللہ صاحب مالک بمبئی ہاؤس۔ لاہور
۲	نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیرکوٹلہ	۹	محمد شادی خان صاحب چوب فروش سیالکوٹ (انھوں نے ما روپیہ ادا کر دیا)
۳	سیٹھ عبدالرحمٰن صاحب حاجی اللہ رکھا ساجن کمپنی مدراس	۱۰	مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی قادیان (انہوں نے ایک سو روپیہ ادا کر دیا)
۴	سیٹھ احمد صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس	۱۱	حکیم محمد حسین صاحب مالک کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور
۵	سیٹھ علی محمد صاحب حاجی اللہ رکھا سوداگر بنگلور	۱۲	مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ بندوبست جہلم
۶	سیٹھ صالح محمد صاحب حاجی اللہ رکھا مدراس		
۷	سیٹھ دالجی لالجی صاحب سوداگر مدراس		

نمبر	نام
۱۳	سید فضل شاہ صاحب ٹھیکہ دار لاہور
۱۴	سید ناصر شاہ صاحب سب اوورسیئر سڑک کشمیر مقام دومیل
۱۵	مرزا خدا بخش صاحب اہلکار ریاست مالیر کوٹلہ
۱۶	مولوی ظہور علی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن
۱۷	مولوی سید محمد رضوی صاحب وکیل ہائیکورٹ حیدر آباد دکن
۱۸	مولوی ابو الحمید صاحب وکیل ہائی کورٹ حیدر آباد دکن
۱۹	مولوی میر مردان علی صاحب جنرل محاسب حیدر آباد دکن
۲۰	منشی محمد نصیر الدین صاحب پیشکار ریونیو بورڈ حیدر آباد دکن
۲۱	مولوی میر محمد سعید صاحب مدرس مدرسہ سرکار نظام حیدر آباد دکن
۲۲	مولوی غلام حسین صاحب سب رجسٹرار پشاور
۲۳	خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے ایل ایل بی پشاور
۲۴	مولوی عزیز بخش صاحب بی۔ اے ریکارڈ کیپر ڈیرہ غازیخاں
۲۵	خواجہ جمال الدین صاحب بی۔ اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول کشمیر
۲۶	میر حامد شاہ صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع سیالکوٹ
۲۷	میاں مولا بخش صاحب مالک کارخانہ بوٹ سیالکوٹ
۲۸	ماسٹر غلام محمد صاحب بی۔اے ماسٹر امریکن سکول سیالکوٹ
۲۹	منشی اللہ دتہ صاحب ٹیچر لوریپنی سیالکوٹ
۳۰	منشی تاج الدین صاحب اکونٹنٹ اگزیمنر آفس لاہور
۳۱	ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن فاضلکا
۳۲	ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب اسسٹنٹ سرجن لکھنؤ
۳۳	ڈاکٹر عبد الحکیم خانصاحب ایم۔ ڈی اسسٹنٹ سرجن نارنول ریاست پٹیالہ
۳۴	ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خاں صاحب ہاسپٹل اسسٹنٹ گڑھ شنکر
۳۵	ڈاکٹر رحمت علی صاحب ممباسہ ملک افریقہ
۳۶	شیخ عبد الرحمٰن صاحب کلرک ممباسہ افریقہ
۳۷	منشی نبی بخش صاحب کلرک۔ ممباسہ افریقہ
۳۸	منشی محمد افضل صاحب ٹھیکہ دار ممباسہ افریقہ
۳۹	منشی محمد نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم
۴۰	شیخ غلام نبی صاحب سوداگر راولپنڈی
۴۱	حکیم فضل الدین صاحب قادیان
۴۲	زوجگان حکیم فضل الدین صاحب موصوف
۴۳	خلیفہ نور الدین صاحب تاجر۔ جموں
۴۴	میاں اللہ دتہ صاحب تاجر۔ جموں

نمبر	نام
۴۵	شیخ عبدالرحمٰن صاحب کلرک آف دی کورٹ ڈویژنل جج ملتان
۴۶	منشی رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر انبالہ
۴۷	بابو محمد صاحب ہیڈ کلرک محکمہ انہار چھاؤنی انبالہ
۴۸	قاضی خواجہ علی صاحب ٹھیکہ دار لدھیانہ
۴۹	میاں نبی بخش صاحب سوداگر پشمینہ امرتسر
۵۰	میر ناصر نواب صاحب پنشنر قادیان
۵۱	منشی عبدالعزیز صاحب کلرک محکمہ نہر جمن غربی دہلی
۵۲	شیخ محمد اسمٰعیل صاحب ہیڈ ڈرافٹ مین محکمہ ریلوے دہلی
۵۳	حکیم نور محمد صاحب مالک کارخانہ ہمدم صحت لاہور
۵۴	میاں چراغ الدین صاحب ملازم پبلک ورکس ڈیپارٹمنٹ لاہور
۵۵	چودھری نبی بخش صاحب نمبردار بٹالہ
۵۶	میاں معراج الدین عمر صاحب وارث
	میاں محمد سلطان صاحب رئیس لاہور
۵۷	مرزا فضل بیگ صاحب مختار۔ بٹالہ
۵۸	منشی محمد اکبر صاحب ٹھیکہ دار۔ بٹالہ
۵۹	حکیم فضل الٰہی صاحب محلہ ستھاں لاہور
۶۰	حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور
۶۱	منشی غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر سیالکوٹ
۶۲	صوفی کرم الٰہی صاحب گورنمنٹ پریس شملہ
۶۳	حافظ محمد اسحاق صاحب سب اوورسیئر لالیاں ضلع جھنگ
۶۴	شیخ محمد جان صاحب سوداگر وزیرآباد
۶۵	شیخ محمد کرم الٰہی صاحب تھانہ دار بٹھنڈہ ریاست پٹیالہ
۶۶	مفتی محمد صادق صاحب کلرک اکونٹنٹ جنرل پنجاب لاہور
۶۷	شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر اخبار الحکم قادیان
۶۸	شیخ چراغ الدین صاحب ٹھیکہ دار گجرات
۶۹	راجہ پائندہ خاں صاحب رئیس دارا پور ضلع جہلم
۷۰	منشی محمد جان صاحب محرر جیل راولپنڈی برادر حقیقی منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری
۷۱	ماسٹر شیر علی صاحب بی۔اے ہیڈ ماسٹر سکول قادیان
۷۲	منشی گلاب خاں صاحب نقشہ نویس لنڈی کوتل
۷۳	شیخ عطا محمد صاحب سب اوورسیئر فورٹ سنڈیمن بلوچستان
۷۴	بابو روشن دین صاحب سٹیشن ماسٹر اٹک
۷۵	منشی عبداللہ صاحب سنوری پٹواری ماچھی واڑہ
۷۶	منشی حبیب الرحمٰن صاحب رئیس حاجی پور کپور تھلہ

نمبر	نام
۷۷	بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر ڈومیلی
۷۸	مولوی صفدر حسین صاحب ڈسٹرکٹ انجنیئر لنگسگور حیدر آباد دکن
۷۹	منشی نبی بخش صاحب سٹور کیپر گورنمنٹ پریس شملہ
۸۰	منشی امام الدین صاحب اوورسیئر واٹر ورکس راولپنڈی
۸۱	شیخ نیاز احمد صاحب تاجر وزیر آباد (۱۰؍ ادا کر دیا)
۸۲	قاضی یوسف علی نعمانی پولیس افسر سنگرور
۸۳	منشی عمر الدین صاحب لدھیانہ۔ کوٹھی سردار عطر سنگھ
۸۴	محمد صدیق صاحب معہ پسراں میاں جمال الدین صاحب و امام الدین صاحب و خیر الدین صاحب سیکھواں
۸۵	منشی محمد بخش صاحب ٹھیکہ دار ساکن کڑیانوالہ گجرات
۸۶	مولوی خدا بخش صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس شملہ
۸۷	منشی شمس الدین صاحب کمپازیٹر گورنمنٹ پریس شملہ
۸۸	چودھری حاکم علی صاحب جلال پور جٹاں
۸۹	سردار فضل حق صاحب رئیس دھرمکوٹ بگہ
۹۰	مستری احمد الدین صاحب بھیرہ
۹۱	مولوی محمد اسمٰعیل صاحب تاجر پشمینہ امرت سر
۹۲	محمد ابراہیم صاحب ٹھیکہ دار ممباسہ۔ افریقہ
۹۳	انوار حسین خانصاحب شاہ آباد ضلع ہردوئی
۹۴	سیّد تفضل حسین صاحب تحصیلدار ضلع متھرا
۹۵	مولوی احمد جان صاحب پنشنر جالندھر
۹۶	منشی کرم بخش صاحب پنشنر محلہ راجاں لدھیانہ
۹۷	منشی عبد العزیز صاحب پٹواری ساکن اوجلہ ضلع گورداسپور (ایک سو روپیہ ادا کر دیا)
۹۸	مرزا اکبر بیگ صاحب ڈپٹی انسپکٹر ملتان
۹۹	حاجی مہدی صاحب بغدادی نزیل مدراس
۱۰۰	مولوی غلام امام صاحب منی پور۔ آسام
۱۰۱	مولوی محمد اکرم صاحب ساکن کملہ۔ مدرس مالیر کوٹلہ۔ ماسٹر قادر بخش لدھیانہ

راقم خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان - یکم جولائی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $\frac{۲۰\times۲۶}{۴}$ کے چھ صفحہ پر ہے)

(۲۲۷)

ضمیمہ رسالہ جہاد

عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی کے دعویٰ کی اصل حقیقت اور جناب نواب وائسرائے صاحب بہادر بالقابہ کی خدمت میں ایک درخواست

اگرچہ مَیں نے اپنی بہت سی کتابوں میں اس بات کی تشریح کر دی ہے کہ میری طرف سے یہ دعویٰ کہ مَیں عیسیٰ مسیح ہوں اور نیز محمد مہدی ہوں اُس خیال پر مبنی نہیں ہیں کہ مَیں درحقیقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں اور نیز درحقیقت حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہوں مگر پھر بھی وہ لوگ جنہوں نے غور سے میری کتابیں نہیں دیکھیں وہ اس شُبہ میں مُبتلا ہو سکتے ہیں کہ گویا مَیں نے تناسخ کے طور پر اس دعوے کو پیش کیا ہے اور گویا مَیں اس بات کا مدعی ہوں کہ سچ مچ ان دو بزرگ نبیوں کی رُوحیں میرے اندر حلول کر گئی ہیں لیکن واقعی امر ایسا نہیں ہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ آخری زمانہ کی نسبت پہلے نبیوں نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ وہ ایک ایسا زمانہ ہوگا کہ جو دو قسم کے ظلم سے بھر جائے گا۔ ایک ظلم مخلوق کے حقوق کی نسبت ہوگا اور دوسرا ظلم خالق کے حقوق کی نسبت۔ مخلوق کے حقوق کی نسبت یہ ظلم ہوگا کہ جہاد کا نام رکھ کر نوعِ انسان کی خونریزیاں ہوں گی یہاں تک کہ جو شخص ایک بے گناہ کو قتل کرے گا وہ خیال کرے گا کہ گویا وہ ایسی خونریزی سے ایک ثوابِ عظیم کو حاصل کرتا ہے اور اس کے سوا اور بھی کئی قسم کی ایذائیں محض دینی غیرت کے بہانہ پر نوعِ انسان کو پہنچائی جائیں گی چنانچہ وہ زمانہ یہی ہے کہ ایمان اور انصاف کے رُو سے ہر ایک خدا ترس کو اس زمانہ میں اقرار کرنا پڑتا ہے کہ مثلاً آئے دن جو سرحدیوں کی ایک وحشی قوم ان انگریز حکام کو قتل کرتی ہے جو اُن کی یا اُن کے ہم قوم بھائی مسلمانوں کی جانوں اور عزتوں کے محافظ ہیں۔ کس قدر ظلم صریح اور حقوق العباد کا تلف کرنا ہے کیا ان کو سکھوں کا زمانہ یاد نہیں رہا جو بانگ نماز پر بھی قتل کرنے کو مستعد ہو جاتے تھے۔ گورنمنٹ انگریزی نے کیا گناہ کیا ہے جس کی یہ سزا اس کے معزز حکام کو دی جاتی ہے۔ اس

گورنمنٹ نے پنجاب میں داخل ہوتے ہی مسلمانوں کو اپنے مذہب میں پوری آزادی دی۔ اب وہ زمانہ نہیں ہے جو دھیمی آواز سے بھی بانگ دے کر مار کھاویں بلکہ اب بلند میناروں پر چڑھ کر بانگیں دو اور اپنی مسجدوں میں جماعت کے ساتھ نمازیں پڑھو کوئی مانع نہیں سکھوں کے زمانہ میں مسلمانوں کی غلاموں کی طرح زندگی تھی اور اب انگریزی عملداری سے دوبارہ ان کی عزّت قائم ہوئی۔ جان اور مال اور عزّت تینوں محفوظ ہوئے اسلامی کتب خانوں کے دروازے کھولے گئے تو کیا انگریزی گورنمنٹ نے نیکی کی یا بدی کی؟ سکھوں کے زمانہ میں بزرگوار مسلمانوں کی قبریں بھی اُکھیڑی جاتی تھیں۔ سرہند کا واقعہ بھی اب تک کسی کو بھولا نہیں ہوگا، لیکن یہ گورنمنٹ ہماری قبروں کی بھی ایسی ہی محافظ ہے جیسا کہ ہمارے زندوں کی۔ کیسی عافیت اور امن کی گورنمنٹ کے زیر سایہ ہم لوگ رہتے ہیں جس نے ایک ذرہ بھی مذہبی تعصب ظاہر نہیں کیا۔ کوئی مسلمان اپنے مذہب میں کوئی عبادت بجا لاوے۔ حج کرے۔ زکوٰۃ دے۔ نماز پڑھے یا خدا کی طرف سے ہوکر یہ ظاہر کرے کہ مَیں مجدّد وقت ہوں یا ولی ہوں یا قطب ہوں یا مسیح ہوں یا مہدی ہوں اس سے اس عادل گورنمنٹ کو کچھ سروکار نہیں بجز اس صورت کے کہ وہ خود ہی طریق اطاعت کو چھوڑ کر باغیانہ خیالات میں گرفتار ہو۔ پھر باوجود اس کے کہ گورنمنٹ کے یہ سلوک اور احسان ہیں مسلمانوں کی طرف سے اس کا عوض یہ دیا جاتا ہے کہ ناحق بے گناہ بے قصور ان حکام کو قتل کرتے ہیں جو دن رات انصاف کی پابندی سے ملک کی خدمت میں مشغول ہیں۔ اور اگر یہ کہو کہ یہ لوگ تو سرحدی ہیں۔ اس ملک کے مسلمانوں اور ان کے مولویوں کا کیا گناہ ہے تو اس کا جواب بادب ہم یہ دیتے ہیں کہ ضرور ایک گناہ ہے چاہو قبول کرو یا نہ کرو اور وہ یہ کہ جب ہم ایک طرف سرحدی وحشی قوموں میں غازی بننے کا شوق دیکھتے ہیں تو دوسری طرف اس ملک کے مولویوں میں اپنی گورنمنٹ اور اس کے انگریزی حکام کی سچی ہمدردی کی نسبت وہ حالت ہمیں نظر نہیں آتی اور نہ وہ جوش دکھائی دیتا ہے۔ اگر یہ اس گورنمنٹ عالیہ کے سچے خیر خواہ ہیں تو کیوں بالاتفاق ایک فتویٰ تیار کر کے سرحدی ملکوں میں شائع نہیں کرتے تا ان نادانوں کا یہ عذر ٹوٹ جائے کہ ہم غازی ہیں اور ہم مرتے ہی بہشت میں جائیں گے۔ مَیں سمجھ نہیں سکتا کہ مولویوں اور اُن کے پیروؤں کا اس قدر اطاعت کا دعویٰ اور پھر کوئی عمدہ خدمت نہیں دکھلا سکتے۔ بلکہ یہ کام تو بطریق تنزّل ہے۔ بہت سے مولوی ایسے بھی ہیں جن کی نسبت اس سے بڑھ کر اعتراض ہے۔ خدا ان کے دلوں کی اصلاح کرے۔ غرض مخلوق کے حقوق کی نسبت ہماری قوم اسلام میں سخت ظلم ہو رہا ہے۔ جب ایک محسن بادشاہ کے ساتھ یہ سلوک ہے تو پھر اوروں کے ساتھ کیا ہوگا۔ پس خدا نے آسمان پر اس ظلم کو دیکھا اس لیے اس کی اصلاح کے لیے حضرت عیسیٰ مسیح کی خو اور طبیعت پر ایک شخص کو بھیجا اور اس کا نام اسی طور سے مسیح رکھا جیسا کہ پانی یا آئینہ میں ایک شکل کا جو عکس پڑتا ہے اس عکس کو مجازاً کہہ سکتے ہیں کہ یہ فلاں شخص ہے کیونکہ یہ تعلیم جس پر اب ہم زور دیتے ہیں یعنی یہ کہ اپنے دشمنوں سے پیار کرو اور خدا کی مخلوق کی عموماً بھلائی چاہو۔ اس تعلیم پر

زور دینے والا وہی بزرگ نبی گذرا ہے جس کا نام عیسیٰ مسیح ہے۔ اور اس زمانہ میں بعض مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ بجائے اس کے کہ وہ اپنے دشمنوں سے پیار کریں ناحق ایک قابلِ شرم مذہبی بہانہ سے ایسے لوگوں کو قتل کر دیتے ہیں جنہوں نے کوئی بدی اُن سے نہیں کی بلکہ نیکی کی۔ اس لیے ضرور تھا کہ ایسے لوگوں کی اصلاح کے لیے ایک ایسا شخص خدا سے الہام پاکر پیدا ہو جو حضرت مسیح کی خُو اور طبیعت اپنے اندر رکھتا ہے اور صلح کاری کا پیغام لے کر آیا ہے۔ کیا اس زمانے میں ایسے شخص کی ضرورت نہ تھی جو عیسیٰ مسیح کا اوتار ہے؟ بے شک ضرورت تھی۔ جس حالت میں اسلامی قوموں میں سے کروڑہا لوگ رُوئے زمین پر ایسے پائے جاتے ہیں جو جہاد کا بہانہ رکھ کر غیر قوموں کو قتل کرنا ان کا شیوہ ہے بلکہ بعض تو ایک محسن گورنمنٹ کے زیرِ سایہ رہ کر بھی پوری صفائی سے ان سے محبت نہیں کر سکتے۔ سچی ہمدردی کو کمال تک نہیں پہنچا سکتے اور نہ نفاق اور دورنگی سے بکلی پاک ہو سکتے ہیں۔ اس لیے حضرت مسیح کے اوتار کی سخت ضرورت تھی۔ سو میں وہی اوتار ہوں جو حضرت مسیح کی رُوحانی شکل اور خُو اور طبیعت پر بھیجا گیا ہوں۔

اور دوسری قسم ظلم کی جو خالق کی نسبت ہے وہ اس زمانہ کے عیسائیوں کا عقیدہ ہے جو خالق کی نسبت کمال غلو تک پہنچ گیا ہے۔ اس میں تو کچھ شک نہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا تعالےٰ کے ایک بزرگ نبی ہیں اور بلاشبہ عیسیٰ مسیح خدا کا پیارا خدا کا برگزیدہ اور دُنیا کا نُور اور ہدایت کا آفتاب اور جنابِ الٰہی کا مقرب اور اس کے تخت کے نزدیک مقام رکھتا ہے اور کروڑہا انسان جو اس سے سچی محبت رکھتے ہیں اور اس کی وصیتوں پر چلتے ہیں اور اس کی ہدایات کے کاربند ہیں وہ جہنم سے نجات پائیں گے لیکن بایں یہ سخت غلطی اور کفر ہے کہ اس برگزیدہ کو خدا بنایا جائے۔ خدا کے پیاروں کو خدا سے ایک بڑا تعلق ہوتا ہے۔ اس تعلق کے لحاظ سے اگر وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہہ دیں یا یہ کہہ دیں کہ خُدا ہی ہے جو اُن میں بولتا ہے اور وہی ہے جس کا جلوہ ہے تو یہ باتیں بھی کسی حال کے موقع میں ایک معنے کے رُو سے صحیح ہوتے ہیں جن کی تاویل کی جاتی ہے کیونکہ انسان جب خدا میں فنا ہو کر اور پھر اس کے نُور سے پرورش پاکر نئے سرے سے ظاہر ہوتا ہے تو ایسے لفظ اس کی نسبت مجازاً بولنا قدیم محاورہ اہلِ معرفت ہے کہ وہ خود نہیں بلکہ خدا ہے جو اس میں ظاہر ہوا ہے لیکن اس سے درحقیقت یہ نہیں کُھلتا کہ وہی شخص درحقیقت ربّ العالمین ہے۔ اس نازک محل میں اکثر عوام کا قدم پھسل جاتا ہے اور ہزارہا بزرگ اور ولی اور اوتار جو خدا بنائے گئے وہ بھی دراصل انہی لغزشوں کی وجہ سے بنائے گئے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ جب رُوحانی اور آسمانی باتیں عوام کے ہاتھ میں آتی ہیں تو وہ اُن کی جڑ تک نہیں پہنچ سکتے۔ آخر کچھ بگاڑ کر اور مجاز کو حقیقت پر حمل کر کے سخت غلطی اور گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ سو اسی غلطی میں آجکل کے علماء مسیحی بھی گرفتار ہیں اور اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ کسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا بنا دیا جائے سو یہ حق تلفی خالق کی ہے اور اس حق

کے قائم کرنے کے لیے اور توحید کی عظمت دلوں میں بٹھانے کے لیے ایک بزرگ نبی ملک عرب میں گذرا ہے جس کا نام محمدؐ اور احمدؐ تھا۔ خدا کے اس پر بے شمار سلام ہوں۔ شریعت دو حصوں پر منقسم تھی۔ بڑا حصہ یہ تھا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی توحید اور دوسرا حصہ یہ کہ ہمدردی بنی نوع انسان کرو اور دوں کیلئے وہ چاہو جو اپنے لیے ہو ان دو حصوں میں سے حضرت مسیح نے ہمدردی نوع انسان پر زور دیا کیونکہ وہ زمانہ اسی قسم کے زور کو چاہتا تھا۔ اور دوسرا حصہ جو بڑا حصہ یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ جو خدا کی عظمت اور توحید کا سرچشمہ ہے اس پر حضرت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور دیا کیونکہ وہ اسی قسم کے زور کو چاہتا تھا۔ پھر بعد اس کے ہمارا زمانہ آیا جس میں اب ہم ہیں۔ اس زمانہ میں یہ دونوں قسم کی خرابیاں کمال درجہ تک پہنچ گئی تھیں یعنی حقوقِ عباد کا تلف کرنا اور بے گناہ بندوں کا خون کرنا مسلمانوں کے عقیدہ میں داخل ہوگیا تھا اور اس غلط عقیدہ کی وجہ سے ہزار ہا بیگناہوں کو وحشیوں نے تہ تیغ کر دیا تھا اور پھر دوسری طرف حقوق خالق کا تلف کرنا بھی کمال کو پہنچ گیا تھا اور عیسائی عقیدہ میں یہ داخل ہوگیا تھا کہ وہ خدا جس کی انسانوں اور فرشتوں کو پرستش کرنی چاہیئے وہ مسیح ہی ہے اور اس قدر غلو ہوگیا کہ اگرچہ اُن کے نزدیک عقیدہ کی رو سے تین اقنوم ہیں لیکن عملی طور پر دعا اور عبادت میں صرف ایک ہی قرار دیا گیا ہے یعنی مسیح۔ یہ دونوں پہلو اتلاف حقوق کے یعنی حق العباد اور حق رب العباد اس قدر کمال کو پہنچ گئے تھے کہ اب یہ تمیز کرنا مشکل ہے کہ ان دونوں میں کونسا پہلو اپنے غلو میں انتہائی درجہ تک جا پہنچا ہے۔ سو اس وقت خدا نے جیسا کہ حقوق عباد کے تلف کے لحاظ سے میرا نام مسیح رکھا اور مجھے خُو اور بُو اور رنگ اور رُوپ کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ مسیح کا اوتار کر کے بھیجا۔ ایسا ہی اس نے حقوق خالق کے تلف کے لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد رکھا اور مجھے توحید پھیلانے کے لیے تمام خُو اور بُو اور رنگ اور رُوپ اور جامہ محمدی پہنا کر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اوتار بنا دیا۔ سو مَیں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ مسیح ایک لقب ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں خدا کو چھونے والا اور خدائی انعام میں سے کچھ لینے والا اور اُس کا خلیفہ اور صدق اور راست بازی کو اختیار کرنے والا۔ اور مہدی ایک لقب ہے جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا تھا جس کے معنے ہیں کہ فطرتاً ہدایت یافتہ اور تمام ہدایتوں کا وارث اور اسم ہادی کے پورے عکس کا محل۔ سو خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت نے اس زمانہ میں ان دونوں لقبوں کا مجھے وارث بنا دیا اور یہ دونوں لقب میرے وجود میں اکٹھے کر دیئے سو میں ان معنوں کے رو سے عیسیٰ مسیح بھی ہوں اور محمد مہدی بھی۔ اور یہ وہ طریق ظہور ہے جس کو اسلامی اصطلاح میں بروز کہتے ہیں۔ سو مجھے دو بروز عطا ہوئے ہیں بروز عیسیٰ اور بروز محمدؐ۔ غرض میرا وجود ان دونوں نبیوں کے وجود سے بروزی طور پر ایک معجون مرکب ہے۔ عیسیٰ مسیح ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ مسلمانوں کو وحشیانہ حملوں اور خونریزیوں سے روک دوں جیسا کہ حدیثوں میں صریح طور سے وارد ہو چکا ہے کہ جب مسیح دوبارہ دُنیا میں آئے گا تو تمام دینی جنگوں کا خاتمہ کر دیگا

سو ایسا ہی ہوتا جاتا ہے۔ آج کی تاریخ تک تیس ہزار کے قریب یا کچھ زیادہ میرے ساتھ جماعت ہے[1] جو برٹش انڈیا کے متفرق مقامات میں آباد ہے اور ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعاً حرام ہے کیونکہ مسیح آچکا۔ خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے نہ محض نفاق سے۔ اور یہ وہ صلحکاری کا جھنڈا کھڑا کیا گیا ہے کہ اگر ایک لاکھ مولوی بھی چاہتا کہ وحشیانہ جہادوں کے روکنے کے لیے ایسا پُر تاثیر سلسلہ قائم کرے تو اس کے لیے غیر ممکن تھا۔ اور مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو چند سال میں ہی یہ مبارک اور امن پسند جماعت جو جہاد اور غازی پن کے خیالات کو مٹا رہی ہے کئی لاکھ تک پہنچ جائے گی اور وحشیانہ جہاد کرنے والے اپنا چولہ بدل لیں گے۔

اور محمد مہدی ہونے کی حیثیت سے میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدائی توحید کو دُنیا میں دوبارہ قائم کروں کیونکہ ہمارے سیّد و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے محض آسمانی نشان دکھلا کر خُدائی عظمت اور طاقت اور قدرت عرب کے بُت پرستوں کے دلوں میں قائم کی تھی۔ سو ایسا ہی مجھے رُوح القدس سے مدد دی گئی ہے۔ وہ خدا جو تمام نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور حضرت موسیٰ کلیم اللہ پر بمقام طُور ظاہر ہوا اور حضرت مسیح پر شعیر کے پہاڑ پر طلوع فرمایا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر فاران کے پہاڑ پر چمکا۔ وہی قادر قدوس خدا میرے پر تجلّی فرما ہوا ہے۔ اس نے مجھ سے باتیں کیں اور مجھے فرمایا کہ وہ اعلیٰ وجود جس کی پرستش کے لیے تمام نبی بھیجے گئے مَیں ہوں۔ میں اکیلا خالق اور مالک ہوں اور کوئی میرا شریک نہیں اور مَیں پیدا ہونے اور مرنے سے پاک ہوں اور میرے پر ظاہر کیا گیا کہ جو کچھ مسیح کی نسبت دُنیا کے اکثر عیسائیوں کا عقیدہ ہے یعنی تثلیث و کفّارہ وغیرہ یہ سب انسانی غلطیاں ہیں اور حقیقی تعلیم سے انحراف ہے۔ خدا نے اپنے زندہ کلام سے بلا واسطہ مجھے یہ اطلاع دی ہے اور مجھے اس نے کہا کہ اگر تیرے لیے یہ مشکل پیش آوے کہ لوگ کہیں کہ ہم کیونکر سمجھیں کہ تو خدا کی طرف سے ہے تو انہیں کہہ دے کہ اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ اس کے آسمانی نشان میرے گواہ ہیں۔ دُعائیں قبول ہوتی ہیں۔ پیش از وقت غیب کی باتیں بتلائی جاتی ہیں اور وہ اسرار جن کا علم خدا کے سوا کسی کو نہیں وہ قبل از وقت ظاہر کئے جاتے ہیں۔ اور دوسرا یہ نشان ہے کہ اگر کوئی ان باتوں میں مقابلہ کرنا چاہے مثلاً کسی دُعا کا قبول ہونا اور پھر پیش از وقت اس قبولیت کا علم دیا جانا یا اور غیبی واقعات معلوم ہونا جو انسان کی حد علم سے باہر ہیں تو اس مقابلہ میں وہ مغلوب رہے

---

[1] اگرچہ خاص آدمی جو علم اور فہم سے کافی بہرہ رکھتے ہیں دس ہزار کے قریب ہوں گے مگر ہر ایک قسم کے لوگ جن میں ناخواندہ بھی ہیں تیس ہزار سے کم نہیں ہیں بلکہ شاید زیادہ ہوں۔ منہ

گا گو وہ مشرقی ہو یا مغربی۔ یہ وہ نشان ہیں جو مجھ کو دیئے گئے ہیں تا اُن کے ذریعہ سے اس سچے خدا کی طرف لوگوں کو کھینچوں جو درحقیقت ہماری رُوحوں اور جسموں کا خدا ہے جس کی طرف ایک دن ہر ایک کا سفر ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ مذہب کچھ چیز نہیں جس میں الٰہی طاقت نہیں۔ تمام نبیوں نے سچے مذہب کی یہی نشانی ٹھیرائی ہے کہ اُس میں الٰہی طاقت ہو۔ یہ بات بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ یہ دونوں نام جو خدا تعالیٰ نے میرے لیے مقرر فرمائے یہ صرف چند روز سے نہیں ہیں بلکہ میری کتاب براہین احمدیہ میں جس کو شائع کئے قریباً بیس برس گذر گئے یہ دونوں نام خدا تعالیٰ کے الہام میں میری نسبت ذکر فرمائے گئے ہیں یعنی عیسیٰ مسیح اور محمد مہدی تا میں ان دونوں گروہ مسلمانوں اور عیسائیوں کو وہ پیغام پہنچا دوں جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے کاش اگر دلوں میں طلب ہوتی اور آخرت کے دن کا خوف ہوتا تو ہر ایک سچائی کے طالب کو یہ موقعہ دیا گیا تھا کہ وہ مجھ سے تسلی پاتا۔ سچا مذہب وہ مذہب ہے جو الٰہی طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور فوق العادت کاموں سے خدا تعالیٰ کا چہرہ دکھاتا ہے۔ سو میں اس بات کا گواہ رویت ہوں کہ ایسا مذہب توحید کا مذہب ہے جو اسلام ہے جس میں مخلوق کو خالق کی جگہ نہیں دی گئی اور عیسائی مذہب بھی خدا کی طرف سے تھا مگر افسوس کہ اب وہ اس تعلیم پر قائم نہیں رہا اور اس زمانہ کے مسلمانوں پر بھی افسوس ہے کہ وہ شریعت کے اس دوسرے حصہ سے محروم ہو گئے ہیں جو ہمدردیٔ نوع انسان اور محبت اور خدمت پر موقوف ہے اور وہ توحید کا دعویٰ کر کے پھر ایسے وحشیانہ اخلاق میں مبتلا ہیں جو قابل شرم ہیں۔ میں نے بارہا کوشش کی جو اُن کو ان عادات سے چھڑاؤں لیکن افسوس کہ بعض ایسی تحریکیں ان کو پیش آ جاتی ہیں کہ جن سے وحشیانہ جذبات ان کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ بعض کم سمجھ پادریوں کی تحریرات ہیں جو زہریلا اثر رکھتی ہیں مثلاً پادری عماد الدین کی کتابیں اور پادری ٹھاکر داس کی کتابیں اور صفدر علی کی کتابیں اور امہات المومنین اور پادری ریواڑی کا رسالہ جو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت درجہ کی توہین اور تکذیب سے پُر ہیں۔ یہ ایسی کتابیں ہیں کہ جو شخص مسلمانوں میں سے ان کو پڑھے گا اگر اس کو صبر اور حلم سے اعلیٰ درجہ کا حصہ نہیں تو بے اختیار جوش میں آ جائے گا کیونکہ ان کتابوں میں علمی بیان کی نسبت سخت کلامی بہت ہے جس کی عام مسلمان برداشت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ ایک معزز پادری صاحب اپنے ایک پرچہ میں جو لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا لکھتے ہیں کہ اگر ۱۸۵۷ء کا دوبارہ آنا ممکن ہے تو پادری عماد الدین کی کتابوں سے اس کی تحریک ہوگی۔ اب سوچنے کے لائق ہے کہ پادری عماد الدین کا کیسا خطرناک کلام ہے جس پر ایک معزز مشنری صاحب یہ رائے ظاہر کرتے ہیں۔ اور گذشتہ دنوں میں میں نے بھی مسلمانوں میں ایسی تحریروں سے ایک جوش دیکھ کر چند دفعہ ایسی تحریریں شائع کی تھیں جن میں ان سخت کتابوں کا جواب کسی قدر سخت تھا۔ ان تحریروں سے میرا مدعا یہ تھا کہ عوض معاوضہ کی صورت دیکھ کر مسلمانوں کا جوش رُک جائے۔ سو اگرچہ اس حکمت عملی کی تحریروں سے مسلمانوں کو فائدہ تو ہوا۔ اور وہ ایسے رنگ کا جواب پا کر ٹھنڈے ہو گئے لیکن مشکل یہ ہے کہ اب بھی آئے دن پادری صاحبوں کی طرف سے ایسی

تحریریں نکلتی رہتی ہیں کہ جو زود رنج اور تیز طبع مسلمان ان کی برداشت نہیں کر سکتے یہ نہایت خوفناک کارروائی ہے کہ ایک طرف تو پادری صاحبان یہ جھوٹا الزام مسلمانوں کو دیتے ہیں کہ ان کو قرآن میں ہمیشہ اور ہر ایک زمانہ میں جہاد کا حکم ہے گویا وہ ان کو جہاد کی رسم یاد دلاتے رہتے ہیں اور پھر تیز تحریریں نکال کر ان میں اشتعال پیدا کرتے رہتے ہیں۔ نہ معلوم کہ یہ لوگ کیسے سیدھے ہیں کہ یہ خیال نہیں کرتے کہ ان دونوں طریقوں کو ملانے سے ایک خوفناک نتیجہ کا احتمال ہے۔ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ قرآن شریف ہرگز جہاد کی تعلیم نہیں دیتا۔ اصلیت صرف اس قدر ہے کہ ابتدائی زمانہ میں بعض مخالفوں نے اسلام کو تلوار سے روکنا بلکہ نابود کرنا چاہا تھا۔ سو اسلام نے اپنی حفاظت کے لیے ان پر تلوار اُٹھائی اور انہی کی نسبت حکم تھا کہ یا قتل کیے جائیں اور یا اسلام لائیں۔ سو یہ حکم مختص الزمان تھا ہمیشہ کے لیے نہیں تھا اور اسلام ان بادشاہوں کی کارروائیوں کا ذمہ دار نہیں ہے جو نبوت کے زمانہ کے بعد سراسر غلطیوں یا خود غرضیوں کی وجہ سے ظہور میں آئیں۔ اب جو شخص نادان مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لیے بار بار جہاد کا مسئلہ یاد دلاتا ہے گویا وہ ان کی زہریلی عادت کو تحریک دینا چاہتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ پادری صاحبان صحیح واقعات کو مدّنظر رکھ کر اس بات پر زور دیتے کہ اسلام میں جہاد نہیں ہے اور نہ جبر سے مسلمان کرنے کا حکم ہے۔ جس کتاب میں یہ آیت اب تک موجود ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ یعنی دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں کرنی چاہیئے کیا اس کی نسبت ہم ظن کر سکتے ہیں کہ وہ جہاد کی تعلیم دیتی ہے۔ غرض اس جگہ ہم مولویوں کا کیا شکوہ کریں خود پادری صاحبوں کا ہمیں شکوہ ہے کہ وہ راہ انہوں نے اختیار نہیں کی جو درحقیقت سچی تھی اور گورنمنٹ کے مصالح کے لیے بھی مفید تھی۔ اسی درد دل کی وجہ سے میں نے جناب وائسرائے صاحب بہادر بالقابہ کی خدمت میں دو دفعہ درخواست کی تھی کہ کچھ مدت تک اس طریق بحث کو بند کر دیا جائے کہ ایک فریق دوسرے فریق کے مذہب کی نکتہ چینیاں کرے۔ لیکن اب تک ان درخواستوں کی طرف کچھ توجہ نہ ہوئی۔ لہٰذا اب بارِ سوّم حضور ممدوح میں درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم پانچ برس تک یہ طریق دوسرے مذاہب پر حملہ کرنے کا بند کر دیا جائے اور قطعاً ممانعت کر دی جائے کہ ایک گروہ دوسرے گروہ کے عقائد پر ہرگز مخالفانہ حملہ نہ کرے کہ اس سے دن بدن ملک میں نفاق بڑھتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مختلف قوموں کی دوستانہ ملاقاتیں ترک ہو گئی ہیں کیونکہ بسا اوقات ایک فریق دوسرے فریق پر اپنی کم علمی کی وجہ سے ایسا اعتراض کر دیتا ہے کہ وہ دراصل صحیح بھی نہیں ہوتا اور دلوں کو سخت رنج پہنچا دیتا ہے اور بسا اوقات کوئی فتنہ پیدا کرتا ہے جیسا کہ مسلمانوں پر جہاد کا اعتراض۔ بلکہ ایسا اعتراض دوسرے فریق کے لیے بطور یاد دہانی ہو کر بھولے ہوئے جوش اس کو یاد دلا دیتا ہے اور آخر مفاسد کا موجب ٹھیرتا ہے۔ سو اگر ہماری دانشمند گورنمنٹ پانچ برس تک یہ قانون جاری کر دے کہ برٹش انڈیا کے تمام فرقوں کو جن میں پادری بھی داخل ہیں قطعاً روک دیا جائے کہ وہ دوسرے مذہب پر ہرگز مخالفانہ حملہ نہ کریں اور محبت اور خلق

سے ملاقاتیں کریں اور ہر ایک شخص اپنے مذہب کی خوبیاں ظاہر کرے تو مجھے یقین ہے کہ یہ زہرناک پودہ پھوٹ اور کینوں کا جو اندر ہی اندر نشوونما پا رہا ہے جلد تر مفقود ہو جائے گا اور یہ کارروائی گورنمنٹ کی قابل تحسین ٹھیر کر سرحدی لوگوں پر بھی بے شک اثر ڈالے گی اور امن اور صلحکاری کے نتیجے ظاہر ہوں گے آسمان پر بھی یہی منشاء خدا کا معلوم ہوتا ہے کہ جنگ وجدل کے طریق موقوف ہوں اور صلحکاری کے طریق اور باہمی محبت کی راہیں کُھل جائیں۔ اگر کسی مذہب میں کوئی سچائی ہے تو وہ سچائی ظاہر کرنی چاہیئے نہ یہ کہ دوسرے مذہب کی عیب شماری کرتے رہیں۔ یہ تجویز جو مَیں پیش کرتا ہوں اس پر قدم مارنا یا اس کو منظور کرنا ہر ایک حاکم کا کام نہیں ہے۔ بڑے پُرمغز حکام کا یہ منصب ہے کہ اس حقیقت کو سمجھیں اور ہم اُمید رکھتے ہیں کہ ہمارے عالیجاہ نواب معلّی القاب وائسرائے بہادر کرزن صاحب بالقابہٖ اپنی وسعت اخلاق اور موقع شناسی کی قوت سے ضرور اس درخواست پر توجہ فرمائیں گے اور اپنی شاہانہ ہمت سے اس پیشکردہ تجویز کو جاری فرمائیں گے۔ اور اگر یہ نہیں تو اپنے عہد دولت مہد میں اسی قدر خدا کے لیے کارروائی کرلیں کہ خود بدولت امتحان کے ذریعہ سے آزمالیں کہ اس ملک کے مذاہب موجودہ میں سے الٰہی طاقت کس مذہب میں ہے۔ یعنی تمام مسلمان آریوں سکھوں سناتن دھرمیوں عیسائیوں برہموؤں یہودیوں وغیرہ فرقوں سے نامی علماء کے نام یہ احکام جاری ہوں کہ اگر ان کے مذہب میں کوئی الٰہی طاقت ہے خواہ وہ پیشگوئی کی قسم سے ہو یا اور قسم سے وہ دکھائیں۔ اور پھر جس مذہب میں وہ زبردست طاقت ہو جو طاقت بالا ہے ثابت ہو جائے ایسے مذہب کو قابل تعظیم اور سچّا سمجھا جائے اور چونکہ مجھے آسمان سے اس کام کے لیے رُوح ملی ہے اس لیے مَیں اپنی تمام جماعت کی طرف سے سب سے پہلے درخواست کرنے والا ہوں کہ اس امتحان کے لیے دوسرے فریقوں کے مقابل پر مَیں تیار ہوں۔ اور ساتھ ہی دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ہماری اس گورنمنٹ کو ہمیشہ اقبال نصیب کرے جس کے زیر سایہ ہمیں یہ موقع ملا ہے کہ ہم خدا کی طرف سے ہو کر ایسی درخواستیں خدا کا جلال ظاہر کرنے کے لیے کریں۔ والسلام

۷؍ جولائی ۱۹۰۰ء

الملتمس خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(۲۲۸)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی

مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ[۱]

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

جو سخت مکذّب ہیں اُن کے ساتھ ایک طریقِ فیصلہ

مع ان علماء کے جن کا نام ضمیمہ اشتہار ہذا میں درج ہے[۲]

یہ صاحب جن کا نام عنوان میں درج ہے یعنی مہر علی شاہ صاحب ضلع راولپنڈی کے سجادہ نشینوں میں سے ایک بزرگ ہیں۔ وہ اپنے رسمی مشیخت کے غرور سے اس خیال میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی طرح اس سلسلہ آسمانی کو مٹا دیں۔ چنانچہ اسی غرض سے انہوں نے دو کتابیں بھی لکھی ہیں جو اس بات پر کافی دلیل ہیں کہ وہ علم قرآن اور حدیث سے کیسے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ اور چونکہ ان لوگوں کے خیالات بالکل پست اور محدود ہوتے ہیں اس لیے وہ اپنے تمام ذخیرہ لغویات میں ایک بھی ایسی بات پیش نہیں کر سکے جس کے اندر کچھ روشنی ہو۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ صرف اس دھوکہ میں پڑے ہوئے ہیں کہ بعض حدیثوں میں لکھا

---

[۱] الانعام: ۲۲

[۲] پنجاب اور ہندوستان کے سجادہ نشین یہ عذر نہیں پیش کر سکتے کہ ہم تو جاہل اور علم قرآن اور علم عربیت سے بے بہرہ اور بے نصیب ہیں۔ پھر تفسیر قرآن مجید اور بلاغت عربیت میں کیا مقابلہ کریں کیونکہ اگر وہ جاہل ہیں تو لوگوں سے بیعت کیوں لیتے ہیں اور مراتب سلوک میں مرتبہ کشف القرآن کیوں رکھا ہوا ہے۔ ماسوا اس کے جبکہ یہ مقابلہ خارق عادت کے طور پر ہے تو علم کی ضرورت ہی کیا ہے کشف اور الہام سے کام لیں جس کا دعویٰ ہے۔ منہ

ہے کہ مسیح موعود آسمان سے نازل ہوگا۔ حالانکہ کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا کہ کبھی اور کسی زمانہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے تھے یا کسی آخری زمانہ میں جسم عنصری کے ساتھ نازل ہوں گے۔ اگر لکھا ہے تو کیوں ایسی حدیث پیش نہیں کرتے۔ ناحق نزول کے لفظ کے اُلٹے معنے کرتے ہیں۔ خدا کی کتابوں کا یہ قدیم محاورہ ہے کہ جو خدا کی طرف سے آتا ہے اس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ آسمان سے نازل ہوا۔ دیکھو انجیل یوحنا باب آیت ۳۸۔ اور اسی راز کی طرف اشارہ ہے۔ سورۃ اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ[1] میں اور نیز آیت ذِكْرًا رَّسُوْلًا[2] میں۔ لیکن عوام جو جسمانی خیال کے ہوتے ہیں وہ ہر ایک بات کو جسمانی طور پر سمجھ لیتے ہیں۔ یہ لوگ خیال نہیں کرتے کہ جیسے حضرت مسیح ان کے زعم میں فرشتوں کے ساتھ آسمان سے اُتریں گے ایسا ہی ان کا یہ بھی تو عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی فرشتوں کے ساتھ آسمان پر گئے تھے بلکہ اس جگہ تو ایک براق بھی ساتھ تھا مگر کس نے آنحضرتؐ کا چڑھنا اور اُترنا دیکھا۔ اور نیز فرشتوں اور براق کو دیکھا؟ ظاہر ہے کہ منکر لوگ معراج کی رات میں نہ دیکھ سکے کہ فرشتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر لے گئے۔ اور نہ اُترتے دیکھ سکے۔ اسی لیے انہوں نے شور مچا دیا کہ معراج جھوٹ ہے۔ اب یہ لوگ جو ایسے مسیح کے منتظر ہیں جو آسمان سے فرشتوں کے ساتھ اُترتا نظر آئے گا یہ کس قدر خلاف سنّت اللہ ہے۔ سیّد الرسلؐ تو آسمان پر چڑھتا یا اُترتا نظر نہ آیا تو کیا مسیح اُترتا نظر آجائے گا۔ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ کیا ابوبکر صدیقؓ نے سیّد المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مع فرشتوں کے معراج کی رات میں آسمان پر چڑھتے یا اُترتے دیکھا؟ یا عمر فاروقؓ نے اس مشاہدہ کا فخر حاصل کیا؟ یا علیؓ مرتضیٰ نے اس نظارہ سے کچھ حصہ لیا؟ پھر تم کون اور تمہاری حیثیت کیا کہ مسیح موعود کو آسمان سے مع فرشتوں کے اُترتے دیکھو گے[3]!! خود قرآن ایسی رویت کا مکذب ہے۔

سو اے مسلمانوں کی نسل ان خیالات سے باز آجاؤ! تمہاری آنکھوں کے سامنے بڑے بڑے نشان ظاہر ہوئے اور کسوف خسوف تم نے رمضان میں دیکھ لیا اور صدی میں سے بھی سترہ برس گذر گئے۔ کیا اب تک مفاسد موجودہ کی اصلاح کے لیے مجدد پیدا نہ ہوا۔ خدا سے ڈرو اور ضد اور حسد سے باز آجاؤ۔ اس غیور سے ڈرو جس کا غضب کھا جانے والی آگ ہے۔ اور اگر مہر علی شاہ صاحب اپنی ضد سے باز نہیں آتے تو مَیں فیصلہ کے لیے ایک سہل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ

---

[1] القدر:۲ [2] الطلاق:۱۱،۱۲

[3] اس تحقیق سے ثابت ہے کہ اس علامت کا منتظر رہنا کہ جب مسیح موعود کا دعویٰ کرنے والا آسمان سے اُترتا نظر آئیگا تبھی ہم اس کو قبول کریں گے سخت حماقت ہے۔ بلاشبہ ایسا مشاہدہ محال ہے۔ اور اگر جائز ہوتا تو ضرور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات میں چڑھتے اور اُترتے دکھائی دیتے۔ پس جو امر محال سے معلّق ہے وہ بھی محال اور باطل ہے۔ منہ

کے راستباز بندے ہیں ان کے ساتھ تین طور سے خدا کی تائید ہوتی ہے۔

(۱) ان میں اوران کے غیر میں ایک فرق یعنے مابہ الامتیاز رکھا جاتا ہے اس لیے مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت ان سے صادر ہوتے ہیں جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے جیسا کہ آیت یَجۡعَلۡ لَّکُمۡ فُرۡقَانًا[1] اس کی شاہد ہے۔

(۲) ان کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا جیسا کہ آیت لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الۡمُطَہَّرُوۡنَ[2] اس کی شاہد ہے۔

(۳) ان کی دُعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کی اس قدر نہیں ہوتیں جیسا کہ آیت اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ[3] اس کی گواہ ہے۔ سو مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لیے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ کریں کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکالیں اور اس میں سے چالیس آیت یا ساری سورۃ (اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب اوّل یہ دُعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستی پر ہے اُس کو تُو اِس جلسہ میں اس سورۃ کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اسی جلسہ میں لکھنے کے لیے اپنی طرف سے ایک رُوحانی قوت عطا فرما اور روح القدس سے اس کی مدد کر[4] اور جو شخص ہم دونوں فریق میں سے تیری مرضی کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اُس سے یہ توفیق چھین لے اور اس کی زبان کو فصیح عربی اور معارف قرآنی کے بیان سے روک لے تا لوگ معلوم کر لیں کہ تُو کس کے ساتھ ہے اور کون تیرے فضل اور تیری رُوح القدس کی تائید سے محروم ہے[5]۔ پھر اس دُعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کریں۔ اور یہ ضروری شرط ہوگی کہ کسی فریق کے

---

[1] الانفال:۳۰ [2] الواقعۃ:۸۰ [3] المومن:۶۱

[4] پیر مہر علی شاہ صاحب اپنی کتاب شمس الہدایہ کے صفحہ ۸۱ میں یہ لاف زنی کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی سمجھ ان کو عطا کی گئی ہے۔ اگر وہ اپنی کتاب میں اپنی جہالت کا اقرار کرتے اور فقر کا بھی دم نہ مارتے تو اس دعوت کی کچھ ضرورت نہیں تھی، لیکن اب تو وہ اُن دونوں کمالات کے مدعی ہو چکے ہیں ؎

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار ٭ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار منہ

[5] یاد رہے کہ ہر ایک نبی یا رسول یا محدث جو نشان اتمام حجت کے لیے پیش کرتا ہے وہی نشان خدا تعالیٰ کے نزدیک معیار صدق و کذب ہوتا ہے اور منکرین کی اپنی درخواست کے نشان معیار نہیں ٹھہر سکتے۔ گو ممکن ہے کہ کبھی شاذ و نادر کے طور پر ان میں سے بھی کوئی بات قبول کی جائے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ انہی نشانوں کے ساتھ حجت پوری کرتا ہے جو آپ بغرض تحدی پیش کرتا ہے۔ منہ

پاس کوئی کتاب موجود نہ ہو اور نہ کوئی مددگار۔ اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک فریق چپکے چپکے بغیر آواز سنانے کے اپنے ہاتھ سے لکھے تا اس کی فصیح عبارت اور معارف کے سننے سے دوسرا فریق کسی قسم کا اقتباس یا سرقہ نہ کر سکے۔ اور اس تفسیر کے لکھنے کے لیے ہر ایک فریق کو پورے سات گھنٹے مہلت دی جائیگی اور زانو بہ زانو لکھنا ہوگا نہ کسی پردہ میں۔ ہر ایک فریق کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلی کے لیے فریق ثانی کی تلاشی کر لے اس احتیاط سے کہ وہ پوشیدہ طور پر کسی کتاب سے مدد نہ لیتا ہو اور لکھنے کے لیے فریقین کو سات گھنٹہ کی مہلت ملے گی۔ مگر ایک ہی جلسہ میں اور ایک ہی دن میں اس تفسیر کو گواہوں کے رو برو ختم کرنا ہوگا اور جب فریقین لکھ چکیں تو وہ دونوں تفسیریں بعد دستخط تین اہلِ علم کو جن کا اہتمام حاضری و انتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا۔ سُنائی جائیں گی۔ اور ان ہر سہ مولوی صاحبوں کا یہ کام ہوگا کہ وہ حلفاً یہ رائے ظاہر کریں کہ ان دونوں تفسیروں اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کونسی تفسیر اور عبارت تائید رُوح القدس سے لکھی گئی ہے اور ضروری ہوگا کہ ان تینوں عالموں میں سے کوئی نہ اس عاجز کے سلسلہ میں داخل ہو اور نہ مہر علی شاہ کا مُرید ہو۔ اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اس شہادت کے لیے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبدالجبار غزنوی اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کریں جو اُن کے مُرید اور پیرو نہ ہوں[1]۔ مگر ضروری ہوگا کہ یہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً اپنی رائے ظاہر کریں کہ کس کی تفسیر اور عربی عبارت اعلیٰ درجہ اور تائید الٰہی سے ہے، لیکن یہ حلف اس حلف سے مشابہ ہونی چاہیئے جس کا ذکر قرآن میں قذف محصنات کے باب میں ہے جس میں تین دفعہ قسم کھانا ضروری ہے اور دونوں فریق پر یہ واجب اور لازم ہوگا کہ ایسی تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے کسی حالت میں بیس ورق سے کم نہ ہو۔ اور ورق سے مراد اس اوسط درجہ کی تقطیع اور قلم کا ورق ہوگا جس پر پنجاب اور ہندوستان کے صدہا قرآن شریف کے نسخے چھپے ہوتے پائے جاتے ہیں[2]۔ پس اس طرز کے مباحثہ اور اس طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہوگیا کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ سے یہ کام نہ ہو سکا یا مجھ سے بھی ہو سکا مگر انہوں نے بھی میرے مقابلہ پر ایسا ہی کر دکھایا تو تمام دُنیا گواہ رہے کہ مَیں اقرار کروں گا کہ حق پیر مہر شاہ کے ساتھ ہے اور اس صورت میں مَیں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اس دعوے کے متعلق ہیں جلا دوں گا اور اپنے

---

[1] یہ اس شرط سے کہ مولوی محمد حسین وغیرہ اس دعوت سے گریز کر جائیں جو ضمیمہ اشتہار ہذا میں درج ہیں۔ منہ

[2] کافی ہوگا جو بیس ورق کا اندازہ اُس قرآن کے ساتھ کیا جائے جو حال میں مولوی نذیر احمد خاں صاحب دہلوی نے چھپوایا ہے۔ منہ

تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا۔ میری طرف سے یہی تحریر کافی ہے جس کو میں آج بہ ثبت شہادت بیس گواہاں کے اس وقت لکھتا ہوں لیکن اگر میرے خدا نے اس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور مہر علی شاہ صاحب کی زبان بند ہو گئی۔ نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ وہ حقایق و معارف سورہ قرآنی میں سے کچھ لکھ سکے یا یہ کہ اس مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں ان پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں اور لازم ہوگا کہ یہ اقرار صاف صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار دس دن کے عرصہ میں شائع کر دیں۔

میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا کہ جبکہ مہر علی شاہ صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو تحریر کے کچھ بھی لکھ نہ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہلِ علم تھوکیں اور نفرین کریں۔ کیونکہ میں نے خدا سے یہی دُعا کی ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی کرے گا۔ اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں کہ وہ مومن اور مُستجابُ الدَّعوات ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دُعا کریں۔ اور یاد رہے کہ خدا تعالےٰ اُن کی دُعا ہرگز قبول نہیں کرے گا کیونکہ وہ خدا کے مامور اور مرسل کے دشمن ہیں اس لیے آسمان پر ان کی عزت نہیں۔

غرض یہ طریق فیصلہ ہے جس سے تینوں علامتیں متذکرہ بالا جو صادق کے لیے قرآن میں ہیں ثابت ہو جائیں گی۔ یعنی فی البدیہہ عربی نویسی سے جس کے لیے بجز ایک گھنٹہ کے سوچنے کے لیے موقع نہیں دیا جائے گا۔ فریق غالب کا وہ مابہ الامتیاز ثابت ہوگا جس کا فرقان ہے اور قرآنی معارف کے لکھنے سے وہ علامت متحقق ہو جائے گی جو آیت لَا يَمَسُّهٗۤ اِلَّا الۡمُطَهَّرُوۡنَ کا منشاء ہے اور دعا کے قبول ہونے سے جو پیش از مقابلہ فریقین کریں گے، فریق غالب کا حسب آیت اُدۡعُوۡنِیۡۤ اَسۡتَجِبۡ لَکُمۡ مومن مخلص ہونا بپایہ ثبوت پہنچے گا۔ اور اس طرح پر یہ اُمت تفرقہ سے نجات پا جائیگی چاہیئے کہ اس اشتہار کے وصول کے بعد جس کو میں رجسٹری کرا کر بھیجوں گا۔ مہر علی شاہ صاحب دس دن تک اپنی منظوری سے مجھے اطلاع دیں[1] لیکن ضروری ہوگا کہ یہ اطلاع ایک چھپے ہوئے اشتہار کے ذریعہ سے ہو جس پر میرے اشتہار کی طرح بیس معزز لوگوں کی گواہی ہو اور بحالت مغلوبیت اپنی بیعت کا اقرار بھی درج ہو۔

یاد رہے کہ مقام بحث بجز لاہور کے کہ جو مرکز پنجاب ہے اور کوئی نہ ہوگا۔ اور ایک ہفتہ پہلے مجھے بذریعہ رجسٹری شدہ خط کے اطلاع دینا ہوگا تا اسی جگہ حاضر ہو جاؤں۔ اگر میں حاضر نہ ہوا تو اس صورت میں میں بھی

---

[1] دس دن تک پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے اشتہار کا شائع ہو جانا ضروری ہے لیکن بلحاظ ضمیمہ اس اشتہار کے تمام علماء کو اطلاع کے لیے مقابلہ اشاعت اشتہار سے ٹھیک ٹھیک ایک مہینہ بعد ہوگا۔ منہ

کاذب سمجھا جاؤں گا۔ انتظام مکان جلسہ پیر صاحب کے اختیار میں ہوگا۔ اگر ضرورت ہوگی[1] تو بعض پولیس کے افسر بُلا لئے جائیں گے۔

ھٰذا ما ارانی ربّی ربّ السمٰوات العلٰی فادعوک باقرنی علٰی بصیرۃ من ربّی ولعنۃ اللہ علٰی من تخلّف منا اوابیٰ ۔ والسّلام علٰی من اتبع الھدٰی۔

تعالوا الٰی کلمۃ سواء بیننا وبینکم واتقوا اللہ الذی یسمع ویریٰ ؏

خاکسار

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰؍ جولائی ۱۹۰۰ء

گواہ شد ند

مولوی حکیم نورالدین صاحب ۔ مولوی محمد احسن صاحب امروہوی ۔ مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی ۔ مولوی محمد علی صاحب ایم ۔ اے ایل ایل بی ۔ مولوی حکیم فضل الدین صاحب بھیروی ۔ مرزا خدا بخش صاحب مصاحب نواب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ حکیم شاہ نواز صاحب راولپنڈی ۔ ماسٹر مولوی شیر علی صاحب بی ۔ اے ہیڈ ماسٹر ہائی سکول تعلیم الاسلام قادیان ۔ صاحبزادہ پیر افتخار احمد صاحب لدھیانوی ۔ صاحبزادہ پیر سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرساوی اولاد جار قطب ۔ میر ناصر نواب صاحب گورنمنٹ پنشنر دہلوی حال قادیان ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب ایف ۔ اے سیکنڈ ماسٹر ہائی سکول قادیان ۔ سیّد فضل شاہ صاحب ٹھیکہ دار ۔ مولوی غلام علی صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ضلع جہلم ۔ مولوی قطب الدین صاحب کمپونڈر شفاخانہ قادیان ۔ مولوی محمد فضل صاحب چنگوی مولوی عبداللہ صاحب کشمیری ۔ مولوی حافظ احمد اللہ صاحب مدرس ھائی سکول قادیان ۔ مولوی قاضی سیّد امیر حسین صاحب مدرس ۔ شیخ عبدالرحیم صاحب سپرنٹنڈنٹ بورڈنگ قادیان ۔

(مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان)

---

[1] اگر پیر صاحب تجویز مکان سے دستکش ہوں تو پھر یہ تجویز میرے ذمہ ہوگی ۔ منہ

ضمیمہ اشتہار دعوت

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑی

پیر مہر علی شاہ صاحب کے ہزارہا مُرید یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ وہ علم میں اور حقایق اور معارف دین میں اور علوم ادبیہ میں اس ملک کے تمام مولویوں سے بڑھ کر ہیں۔ اسی وجہ سے میں نے اس امتحان کیلئے پیر صاحب موصوف کو اختیار کیا ہے کہ تا ان کے مقابلہ سے خدا تعالیٰ کا وہ نشان ظاہر ہو جائے جو اُن کے مرسلین اور مامورین کی ایک خاص علامت ہے، لیکن ممکن ہے کہ اس ملک کے بعض علماء ناحق کی شیخی سے یہ خیال کریں کہ ہم قرآن شریف کے جاننے اور زبان عربی کے علم ادب میں پیر صاحب موصوف پر فوقیت رکھتے ہیں، یا کسی آسمانی نشان کے ظاہر ہونے کے وقت یہ عذر پیش کر دیں کہ پیر صاحب موصوف کا مغلوب ہونا ہم پر حجت نہیں ہے اور اگر ہمیں اس مقابلہ کے لیے بُلایا جاتا تو ضرور ہم غالب آتے۔ اس لیے قرین مصلحت معلوم ہوا کہ ان تمام بزرگوں کو بھی اس مقابلہ سے باہر نہ رکھا جائے اور خود ظاہر ہے کہ جس قدر مقابلہ کرنے والے کثرت سے میدان میں آئیں گے اسی قدر الٰہی نشان کی عظمت بڑی قوت اور سطوت سے ظہور میں آئے گی۔ اور یہ ایک ایسا زبردست نشان ہو گا کہ آفتاب کی طرح چمکتا ہوا نظر آئے گا اور ممکن ہے کہ اس سے بعض نیک دل مولویوں کو ہدایت ہو جائے اور وہ اس الٰہی طاقت کو دیکھ لیں جو اس عاجز کے شامل حال ہے۔ لہٰذا اس ضمیمہ کے ذریعہ سے پنجاب اور ہندوستان کے تمام اُن مولویوں کو مدعو کیا جاتا ہے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ علم تفسیر قرآن اور عربی کے علم ادب اور بلاغت فصاحت میں سرآمد روزگار ہیں۔ مگر شرائط ذیل کی پابندی ضروری ہو گی۔

(۱) اس مقابلہ کے لیے پیر مہر علی صاحب کی بہر حالت شمولیت ضروری ہو گی۔ کیونکہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ علم عربی اور قرآن دانی میں ان تمام مولویوں سے بزرگ اور افضل ہیں۔ لہٰذا کسی دوسرے مولوی کو صرف اس حالت میں قبول کیا جائے گا کہ جب پیر مہر علی شاہ صاحب اس دعوت کو قبول کر کے بذریعہ کسی چھپے ہوئے اشتہار کے شائع کر دیں۔ کہ مَیں مقابلہ کے لیے طیار ہوں[۱] یا مقابلہ کرنے والے علماء کی ایک ایسی

---

[۱] پیر مہر علی شاہ صاحب پر یہ فرض ہو گا کہ اگر وہ اپنے تئیں مرد میدان سمجھیں تو اشتہار ہٰذا کی اشاعت کی تاریخ سے یعنی اس روز سے جو بذریعہ رجسٹری اشتہار ہٰذا ان کو پہنچ جائے۔ دس روز کے اندر اپنی طیاری مقابلہ اور قبول شرائط سے ہمیں اور پبلک کو اطلاع دیں۔ منہ

جماعت پیش کریں جو چالیس سے کم نہ ہو۔ ہاں ضروری ہوگا کہ دوسرے مولوی صاحبوں کے لیے وقت اور گنجائش نکالنے کے لیے پیر صاحب موصوف مباحثہ کے لیے ایک مہینے سے کم تاریخ مقرر نہ کریں تا اس مدت تک باور کرنے کی وجہ پیدا ہو جائے کہ ان تمام مولویوں کو پیر مہر علی شاہ صاحب کے اشتہار سے اطلاع ہوگئی ہے۔ پہلے مَیں نے ایک ہفتہ مقرر کیا تھا۔ مگر اب اس لحاظ سے اس قدر تھوڑی میعاد عام اطلاع کے لیے کافی نہیں۔ ہاں ضروری ہوگا کہ اس اشتہار کے شائع ہونے کے بعد پیر صاحب موصوف دس دن کے اندر اس دعوت کے قبول کے بارے میں ایک عام اشتہار شائع کر دیں اور بہتر ہوگا کہ پانچہزار کاپی چھپوا کر بذریعہ چند نامی مولوی صاحبان پنجاب و ہندوستان میں اس معرکہ مباحثہ کی عام شہرت دے دیں۔

(۲) دوسری شرط یہ ہوگی کہ مقام مباحثہ لاہور ہوگا جو صدر مقام پنجاب ہے اور تجویز مکان پیر صاحب کے ذمہ ہوگی، لیکن اگر وہ اپنے اس اشتہار میں جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے تجویز مکان اپنے ذمہ نہ لیں تو پھر یہ تجویز میرے ذمہ ہوگی اور کچھ حرج نہیں تمام کرایہ مکان مباحثہ کا مَیں ہی دوں گا۔

(۳) تیسری شرط یہ ہے کہ یہ بحث صرف ایک دن میں ہی ختم ہو جائے گی اور ہر ایک شخص مقابل کو سات گھنٹے تک لکھنے کے لیے مہلت ملے گی۔

(۴) چوتھی یہ شرط ہے کہ جس قدر اس مقابلہ کے لیے مولوی صاحبان حاضر ہوں گے اُن کے لیے ہرگز جائز نہ ہوگا کہ ایک دوسرے کو کسی قسم کی مدد دیں۔ نہ تحریر سے نہ تقریر سے نہ اشارات سے۔ بلکہ ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب ایک مناسب فاصلہ پر ایک دوسرے سے دور ہو کر بیٹھیں اور ایک دوسرے کی تحریر کو نہ دیکھیں۔ اور جو شخص ایسی حرکت کرے وہ کرہًٗ مقابلہ سے فی الفور نکال دیا جائے گا۔ اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب اپنے ہاتھ سے ہی لکھے۔ ہرگز جائز نہیں ہوگا کہ آپ بولتا جائے اور دوسرا لکھتا جائے کیونکہ اس صورت میں اقتباس اور استراق کا اندیشہ ہے۔

(۵) ضروری ہوگا کہ ہر ایک صاحب جب اپنے مضمون کو تمام کریں جو کم سے کم حسب ہدایت اشتہار ہذا بیس ورق کا ہوگا جس میں کوئی عبارت اُردو کی نہیں ہوگی بلکہ خالص عربی ہوگی تو اس کے نیچے اپنے پورے دستخط کریں اور اسی وقت ایک ایک نقل اس کی مع دستخط اور نیز مع ایک تصدیقی عبارت جو بدیں مضمون ہو کہ نقل ہذا مطابق اصل ہے۔ اس عاجز کے حوالہ کر دیں۔ اور یہ میرا بھی فرض ہوگا کہ مَیں بھی بعد اخذ تمام نقول کے ایک نقل اپنی تحریر بعد ثبت دستخط پیر مہر علی صاحب کو دے دوں[۱]۔ یہ میرے ذمہ نہیں ہوگا

---

[۱] یہ میرا بھی فرض ہوگا کہ مَیں بھی اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں اور جائز ہوگا کہ مَیں اپنا فرض پورا ادا کر کے دوسروں کی نگرانی کے لیے کسی دوسرے کو مقرر کر دوں اور یہی اختیار مخالفین کو ہوگا۔ منہ

کہ ہر ایک صاحب کو ایک ایک نقل دوں کیونکہ اس تھوڑے وقت میں ایسا ہونا غیر ممکن ہے کہ مَیں مثلاً پچاس مولویوں کے لیے پچاس نقلیں اپنے ہاتھ سے لکھ کر دوں۔ ہاں ہر ایک مولوی صاحب کو اختیار ہوگا کہ وہ اپنے لیے ایک ایک نقل میرے مضمون کی پیر مہر علی شاہ صاحب سے لیکر خود لکھ لیں۔ مگر یہ اس وقت ہوگا کہ جب اپنے مضمون کی نقل مجھے دے چکیں۔

(۶) ہر ایک شخص اپنا اپنا مضمون بعد لکھنے کے آپ سُنائے گا یا اختیار ہوگا کہ جس کو وہ پسند کرے وہ سُناوے۔

(۷) اگر سُنانے کے لیے وقت کافی نہیں ہوگا تو جائز ہوگا کہ وہ مضمون دوسرے دن سُنا دیا جائے۔ مگر یہ ضروری شرط ہوگی کہ سُنانے سے پہلے اسی دن اور اسی وقت جبکہ وہ بالمقابل تحریر ختم کر چکے ہوں ایک نقل بعد ثبت دستخط مجھ کو دے دیں اور جائز نہیں ہوگا کہ نقل دینے کے بعد اس مضمون پر کچھ زیادہ کریں یا اصلاح کریں اور سہو و نسیان کا کوئی عذر سُنا نہیں جائے گا۔ اور اس شرط کا ہم میں سے ہر ایک پابند ہوگا۔

(۸) تمام مضامین کے سُنانے کے بعد تین مولوی صاحبان جن کو پیر مہر علی شاہ صاحب تجویز کریں گے اس قسم کے تین مرتبہ کے حلف کے ساتھ جو قذف محصنات کے بارے میں قرآن شریف میں مندرج ہے اپنی رائے ظاہر کریں گے کہ کیا یہ تمام مولوی صاحبان مقابل میں غالب رہے یا مغلوب رہے اور وہ رائے منطبع ہوکر وہی آخری فیصلہ ہمارا اور ہمارے اندرونی مخالفوں کا قطعی طور پر قرار دیا جائے گا۔[1]

(۹) نویں شرط یہ ہے کہ اگر الٰہی رُعب کے نیچے آکر پیر مہر علی شاہ صاحب اس مقابلہ سے ڈر جائیں اور دل میں اپنے تئیں کاذب اور ناحق پر سمجھ کر گریز اختیار کر لیں تو اس صورت میں یہ جائز نہیں ہوگا کہ دوسرے مولویوں میں سے صرف ایک یا دو شخص مقابلہ کا اشتہار دیں کیونکہ ایسا مقابلہ بے فائدہ اور محض تضیع اوقات ہے وجہ یہ کہ بعد میں دوسرے مولویوں کے لیے یہ عذر بنا رہتا ہے کہ مقابلہ کرنے والے کیا چیز اور کیا حقیقت تھے یا جاہل اور بے علم تھے۔ لہٰذا یہ ضروری شرط ہوگی کہ اس حالت میں جبکہ پیر مہر علی شاہ صاحب اپنے مریدوں کو دریائے ندامت میں ڈال کر بھاگ جائیں اور اپنے لیے کنارہ کشی کا داغ قبول کر لیں تو کم سے کم چالیس نامی مولویوں کا ہونا ضروری ہے جو میدان میں آنے کی درخواست کریں اور ہمیں منظور ہے کہ وہ ان میں سے ہوں جن کے نام ذیل میں لکھے جائیں گے یا اسی درجہ کے اور مولوی صاحبان باہم مل کر اشتہار دیں کہ جو چالیس سے کم نہ ہوں اور اس صورت میں ان سے بپابندی شرائط مذکورہ بالا مقابلہ کیا جائے گا۔

---

[1] اگر بعض مولوی صاحبان جو لاہور سے کسی قدر فاصلہ پر رہتے ہیں یہ عذر پیش کریں کہ ہم بوجہ ناداری لاہور پہنچ نہیں سکتے تو مناسب ہے کہ وہ بطور قرضہ انتظام کرایہ سفر کر کے لاہور پہنچ جائیں۔ اگر فتحیاب ہوگئے تو مَیں کل کرایہ آمد و رفت ان کی کا دیدونگا۔ منہ

(۱۰) اگر اشتہار ہذا کے شائع ہونے کی تاریخ سے جو ۲۲ر جولائی ۱۹۰۰ء ہے ایک ماہ تک نہ پیر مہر علیشاہ صاحب کی طرف سے اس میدان میں حاضر ہونے کے لیے کوئی اشتہار نکلا اور نہ دوسرے مولویوں کے چالیس کے مجمع نے کوئی اشتہار دیا تو اس صورت میں یہی سمجھا جائے گا کہ خدا تعالیٰ نے اُن سب کے دلوں میں رُعب ڈال کر ایک آسمانی نشان ظاہر کیا کیونکہ سب پر رُعب ڈال کر سب کی زبان بند کر دینا اور ان کی تمام شیخیوں کو کچل ڈالنا یہ کام بجز الٰہی طاقت کے کسی دوسرے سے ہرگز نہیں ہوسکتا۔ وتلك عشرة كاملة من الاشراط التی اردنا ذکرھا۔

اب مَیں ذیل میں ان حضرات مولوی صاحبان کے نام لکھتا ہوں جو اس مقابلہ کے لیے بشرط شمولیت پیر مہر علی شاہ صاحب یا بشرط مجمع چالیس بُلائے گئے ہیں۔ اور اگر ان کے سوا اہل پنجاب اور ہندوستان میں سے یا اُن عربوں میں سے جو نزیل برٹش انڈیا ہوں اس ملک کے کسی گوشہ میں اور مولوی صاحبان موجود ہوں جو مکذب ہوں تو وہ بھی اس اشتہار میں ایسے ہی مدعو ہیں جیسے یہ لوگ ہیں۔ اور حضرات موصوفین کے نام یہ ہیں۔

۱ مولوی محمد صاحب لدھیانہ
۲ مولوی عبد العزیز صاحب برادر مولوی محمد صاحب لدھیانہ
۳ مولوی محمد حسن صاحب رئیس لدھیانہ
۴ مولوی مشتاق احمد صاحب انبھٹیٹوی مدرس لدھیانہ
۵ مولوی شاہ دین صاحب مفتی لدھیانہ
۶ مولوی معظم الدین صاحب مرولہ والہ ضلع شاہ پور ڈاکخانہ کوٹ مومن
۷ مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی معرفت میاں محمد چٹو صاحب ساکن لاہور
۸ مولوی غلام حسن صاحب سیالکوٹ
۹ مولوی محمد خلیل احمد صاحب انبھیٹہ ضلع سہارنپور
۱۰ مولوی شاہ محمد حسین صاحب صابری محب اللہی سنبل مراد آباد
۱۱ مولوی نذیر احمد خاں صاحب دہلوی سابق ڈپٹی کلکٹر پنشنر سرکار نظام
۱۲ مولوی عبد اللطیف صاحب امروہی مدرس مدرسہ اودے پور میواڑ۔ راجپوتانہ
۱۳ مولوی ولی محمد صاحب جالندھری ساکن پتارہ
۱۴ قاضی عبد القدوس صاحب چھاؤنی بنگلور
۱۵ مولوی شیخ عبد اللہ صاحب ساکن چک عمر ضلع گجرات تحصیل کھاریاں
۱۶ مولوی محمد حسن صاحب مفسر ساکن امروہہ محلہ ملانا۔ ضلع مراد آباد
۱۷ مولوی عبد الغفار صاحب مفتی ریاست گوالیر
۱۸ مولوی عبد اللہ صاحب محلہ کھڈہ کراچی
۱۹ مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ بانولواڑی امروہہ ضلع مراد آباد

۲۰ مولوی قاسم شاہ صاحب سیفی مجتہد لاہور
۲۱ مجتہد صاحب لکھنؤ
۲۲ مولوی عنایت علی صاحب شیعی سامانہ ریاست پٹیالہ
۲۳ مولوی سکندر صاحب شہر میسور
۲۴ مولوی لطف اللہ صاحب قاضی القضاۃ حیدر آباد
۲۵ مولوی نذیر حسین صاحب انبھٹیہ سہارنپور
۲۶ مولوی عبداللہ صاحب سجادہ نشین گڑھی پٹھانونکی ۔ ضلع راولپنڈی
۲۷ مولوی محمد حسین صاحب تحصیل چکوال موضع بھین ضلع جہلم
۲۸ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری
۲۹ مولوی کلیم اللہ صاحب پچھیانہ ۔ گجرات
۳۰ مولوی محمد اسحاق صاحب اجرادری پٹیالہ
۳۱ مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی ۔ یا جس مولوی کو وہ اپنا وکیل کریں۔
۳۲ مولوی تلطف حسین صاحب دہلوی
۳۳ مولوی کرامت اللہ صاحب دھلوی محلہ باڑہ بازار صدر
۳۴ مولوی فضل الدین صاحب گجرات پنجاب
۳۵ مولوی عبدالوہاب صاحب امام مسجد صدر دہلی
۳۶ علماء ندوہ لکھنؤ جس عالم کو اپنا وکیل کریں۔
۳۷ مولوی منشی سلیمان صاحب ملازم ریاست پٹیالہ ۔ مولف غایۃ المرام
۳۸ مولوی مسیح الزمان صاحب شاہجہانپور یا جو عالم شاہجہان پور کا ہو۔
۳۹ مولوی محمد صدیق صاحب دیوبندی حال مدرس بچھرایوں ۔ مراد آباد
۴۰ مولوی محمد شفیع صاحب قصبہ رامپور ضلع سہارنپور
۴۱ مولوی محمد شبلی صاحب نعمانی سابق پروفیسر علیگڑھ کالج
۴۲ مولوی دیدار علی صاحب ریاست الور مسجد دائرہ
۴۳ شیخ خلیل الرحمٰن صاحب سرساوہ سہارنپور سجادہ نشین چار قطب ہانسوی
۴۴ مولوی نظام الدین صاحب قاضی مالیرکوٹلہ
۴۵ شیخ اللہ بخش صاحب تونسوی سنگھڑ مع جماعت علماء
۴۶ مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر
۴۷ قاضی ظفرالدین صاحب پروفیسر
۴۸ مولوی عبدالحکیم صاحب پروفیسر
۴۹ مولوی عبداللہ صاحب ساکن جلو خلیفہ پیر مہر شاہ صاحب گولڑوی
۵۰ مولوی غلام محمد صاحب چکوال جہلم
۵۱ مولوی ابراہیم صاحب آرہ
۵۲ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی
۵۳ مولوی شیخ حسین صاحب عرف یمانی ۔ بھوپال
۵۴ مولوی اصغر علی صاحب پروفیسر حمایت اسلام
۵۵ مولوی محمد بشیر صاحب بھوپال
۵۶ مولوی عبدالجبار صاحب امرتسر

۵۷ مولوی احمد اللہ صاحب امرتسر

۵۸ مولوی رسل بابا صاحب امرتسر

۵۹ مولوی عبد الحق صاحب مفسر تفسیر حقانی دہلی

۶۰ مولوی عبد الحق صاحب امرتسر

۶۱ مولوی عبد الواحد صاحب امرتسر

۶۲ مولوی منہاج الدین صاحب کوٹ

۶۳ منشی الٰہی بخش صاحب ملہم بذریعہ الہام تفسیر لکھیں۔

۶۴ مولوی احمد صاحب ساکن سکندر پور ہزارہ

۶۵ قاضی امیر عالم صاحب ساکن سکندر پور ہزارہ

۶۶ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہ ضلع سہارنپور

۶۷ مولوی الطاف حسین صاحب حالی پانی پتی

۶۸ مولوی ابو الخیر صاحب نقشبندی خانقاہ حضرت مرزا مظہر جانجاناں صاحب خاص دہلی

۶۹ مولوی احمد علی صاحب واعظ سابق مدرس مدرسہ اسلامیہ سہارنپور حال مدرسہ اسلامیہ میرٹھ

۷۰ مُلّا مانکی صاحب نوشہرہ۔ پشاور

۷۱ مولوی عبد المنان صاحب وزیر آبادی جس عالم بینا کو منتخب فرماویں

۷۲ قاضی سلطان محمود صاحب آئی آوان گجرات

۷۳ مولوی غلام محمد صاحب بگہ والہ مسجد شاہی لاہور

۷۴ مولوی محمد زکریا صاحب انجمن حمایت اسلام لاہور یا جس مولوی صاحب کو انجمن تجویز کرے۔

۷۵ مولوی غلام محمد صاحب ملازم انجمن نعمانیہ لاہور

۷۶ مولوی غازیخانصاحب گولڑہ۔ راولپنڈی

۷۷ مولوی غلام رسول صاحب قطب ال۔ گوجرخاں

۷۸ مولوی مفتی غلام محی الدین گڑھا ڈاکخانہ ڈومیلی

۷۹ مولوی عبد السمیع صاحب رامپوری حال ملازم شیخ الٰہی بخش صاحب رئیس میرٹھ

۸۰ مولوی محمود حسن صاحب مدرس اوّل مدرسہ دیوبند

۸۱ مولوی احمد حسن صاحب کنج پوری صابری دہلی جامع مسجد

۸۲ مولوی احمد حسن صاحب ایڈیٹر اخبار شحنہ ہند میرٹھ

۸۳ مولوی عبد الخالق صاحب جہان خیلاں ضلع ہوشیارپور

۸۴ مولوی عبد الرحمٰن صاحب چھوہردی ضلع ہزارہ

۸۵ مولوی فقیر محمد عزیز صاحب ترنواہ ضلع ہزارہ

۸۶ شیخ نظام الدین صاحب سجادہ نشین شاہ نیاز صاحب خاص بریلی

المشتہر

خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ۱۴ صفحہ پر ہے)

(۲۲۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی

اربعین نمبر اوّل

آج میں نے اتمام حجت کے لیے یہ ارادہ کیا ہے کہ مخالفین اور منکرین کی دعوت میں چالیس اشتہار شائع کروں [۱]۔ تا قیامت کو میری طرف سے حضرت احدیت میں یہ حجت ہو کہ میں جس امر کے لیے بھیجا گیا تھا اس کو میں نے پورا کیا۔ سو اب میں بکمال ادب و انکسار حضرات علماء مسلمانان و علماء عیسائیان و پنڈتان ہندوان و آریان یہ اشتہار بھیجتا ہوں اور اطلاع دیتا ہوں کہ میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لیے دُنیا میں بھیجا گیا ہوں اور میرا قدم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قدم پر ہے۔ انہی معنوں سے میں مسیح موعود کہلاتا ہوں کیونکہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ محض فوق العادت نشانوں اور پاک تعلیم کے ذریعہ سے سچائی کو دُنیا میں پھیلاؤں۔ میں اس بات کا مخالف ہوں کہ دین کے لیے تلوار اُٹھائی جائے اور مذہب کے لیے خدا کے بندوں کے خون کئے جائیں۔ اور میں مامور ہوں کہ جہاں تک مجھ سے ہو سکے ان تمام غلطیوں کو مسلمانوں میں سے دُور کر دوں اور پاک اخلاق اور بُردباری اور حلم اور انصاف اور راستبازی کی راہوں کی طرف اُن کو بلاؤں۔ میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دُنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے

---

[۱] اس اشتہار کے بعد انشاء اللہ ہر ایک اشتہار پندرہ پندرہ دن کے بعد بشرطیکہ کوئی روک پیش نہ آجاتے نکلا کرے گا جب تک کہ چالیس اشتہار پورے ہو جائیں یا جب تک کہ کوئی مخالف صحیح نیت کے ساتھ بغیر گندی حجت بازی کے جس کی بدبُو ہر ایک کو آسکتی ہے میدان میں آکر میری طرح کوئی نشان دکھلا سکے۔ مگر یاد رہے کہ اس مقابلہ میں کسی شخص سے کوئی مباہلہ مقصود نہیں ہے اور نہ کسی مخالف کی ذات کی نسبت کوئی پیشگوئی ہے بلکہ صرف یہ مقابلہ ہوگا کہ کس کے ہاتھ پر خدا تعالیٰ غیب کی باتیں اور خوارق ظاہر کرتا اور دُعائیں قبول فرماتا ہے اور ذاتیات اور مباہلہ اور ملاعنہ یہ دونوں امر مستثنیٰ ہیں داخل رہیں گے اور ہر ایک ایسی پیشگوئی سے اجتناب ہوگا جو امن عامہ اور اغراض گورنمنٹ کے مخالف ہو یا کسی خاص شخص کی ذلت یا موت پر مشتمل ہو۔ منہ

بڑھ کر، مَیں صرف اُن باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے اور جھوٹ اور شرک اور ظلم اور ہر ایک بدعملی اور ناانصافی اور بداخلاقی سے بیزاری میرا اصول۔

میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرّک یہ ہے کہ مَیں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر مَیں اپنے ان تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اُس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں گے جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے؟ سچا خُدا۔ اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا۔ پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ مَیں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور مَیں عیش کروں۔ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہو گا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تاریکی اور تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے۔ مَیں چاہتا ہوں کہ آسمانی مال سے اُن کے گھر بھر جائیں اور سچائی اور یقین کے جواہرات ان کو اتنے ملیں کہ ان کے دامن استعداد پُر ہو جائیں۔

ظاہر ہے کہ ہر چیز اپنے نوع سے محبت کرتی ہے یہانتک کہ چیونٹیاں بھی، اگر کوئی خود غرضی حائل نہ ہو۔ پس جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف بُلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے۔ سو مَیں نوعِ انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ ہاں ان کی بدعملیوں اور ہر ایک قسم کے ظلم اور فسق اور بغاوت کا دشمن ہوں کسی کی ذات کا دشمن نہیں۔ اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کُنجی ہے وہ جوشِ محبت سے نوعِ انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور یہ امر کہ وہ مال جو مجھے ملا ہے وہ حقیقت میں از قسم ہیرا اور سونا اور چاندی ہے کوئی کھوٹی چیزیں نہیں ہیں۔ بڑی آسانی سے دریافت ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ ان تمام دراہم اور دینار اور جواہرات پر سلطانی سکّہ کا نشان ہے۔ یعنی وہ آسمانی گواہیاں میرے پاس ہیں جو کسی دوسرے کے پاس نہیں ہیں۔ مجھے بتلایا گیا ہے کہ تمام دینوں میں دین اسلام ہی سچا ہے۔ مجھے فرمایا گیا ہے کہ تمام ہدایتوں میں سے صرف قرآنی ہدایت ہی صحت کے کامل درجہ پر اور انسانی ملاوٹوں سے پاک ہے۔ مجھے سمجھایا گیا ہے کہ تمام رسولوں میں سے کامل تعلیم دینے والا اور اعلیٰ درجہ کی پاک اور پُرحکمت تعلیم دینے والا اور انسانی کمالات کا اپنی زندگی کے ذریعہ سے اعلیٰ نمونہ دکھلانے والا صرف حضرت سیّدنا و مولانا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور مجھے خدا کی پاک اور مطہّر وحی سے اطلاع دی گئی ہے کہ مَیں اس کی طرف سے مسیح موعود اور مہدی موعود اور اندرونی اور بیرونی اختلافات کا حَکم ہوں۔ یہ جو میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا۔ اور پھر خدا نے اپنے بلاواسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا اور

پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا کہ یہی میرا نام ہو۔ غرض میرے ان ناموں پر یہ زمین گواہ ہیں۔ میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے۔ مَیں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے۔ اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر دُعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اُتر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھیر سکے تو مَیں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کر سکے تو مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔

اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سیدنا و سید الوریٰ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خارق عادت ظہور میں نہیں آیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسان کامل گذرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دُعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک اُمت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی رُوح کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو اور زندگی کی رُوح اپنے اندر رکھتا ہو اور زندہ خدا سے ملاتا ہو۔ اور مَیں صرف یہی دعوےٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارق عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کرکے اور خدا اور اس کے رسول پر سچی محبت رکھ کر میری پیروی کرے گا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لیے یہ دروازہ بند ہے۔ اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کر سکیں گے۔ پس یہ اسلامی حقیت اور میری حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہے۔

ختم ہوا پہلا نمبر اربعین کا۔ والسلام علی من اتبع الھدیٰ

المشتہر **مرزا غلام احمد مسیح موعود** از قادیان

۲۳؍ جولائی ۱۹۰۰ء

(۲۲۰)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم

عام لوگوں کو اس بات کی اطلاع کہ

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے

میری دعوت کے جواب میں کیا کارروائی کی

ناظرین آپ لوگ میرے اشتہار کو پڑھ کر دیکھ لیں کہ مَیں نے پیر مہر علی شاہ صاحب کو یہ لکھا تھا کہ مجھ سے اس طرح پر فیصلہ کر لیں کہ بطور قرعہ اندازی کے قرآن شریف میں سے ایک ایک سُورۃ لی جائے اور اگر وہ سورہ چالیس آیت سے زیادہ ہو تو اس میں سے صرف چالیس آیت سورۃ کے ابتداء سے لی جائیں اور پھر میں اور پیر مہر علی شاہ صاحب بغیر مدد کسی دوسرے کے اس سورہ کی عربی میں تفسیر لکھیں اور جو شخص اس طرح پر غالب قرار پاوے کہ تین گواہ جو وہ بھی پیر مہر علی شاہ صاحب کے فریق میں سے ہوں جیسے مولوی محمد حسین بٹالوی تو اسی کو فتحیاب قرار دیا جاوے۔ تب فریق مغلوب اپنے تئیں کاذب سمجھ لے اور اپنے کذب کا اقرار شائع کر دے اور اس طرح یہ روز کا جھگڑا جو دن بدن موجب تفرقہ ہے فیصلہ پا جائے گا کیونکہ اس سخت مشکل کام میں کہ فصیح عربی میں قرآن شریف کی تفسیر چند گھنٹہ میں بغیر مدد کسی شخص اور کتاب کے لکھیں ۔ درحقیقت یہ ایسا کام ہے جو بجز تائید رُوح القدس ہرگز انجام پذیر نہیں ہو سکتا۔ اگر پیر صاحب اس طریق فیصلہ کو منظور کر لیتے تو اُن کے لیے بہت بہتر تھا کیونکہ وہ اہل علم بھی کہلاتے ہیں اور اُن کے مُرید ان کو قطب اور صاحب ولایت بھی سمجھتے ہیں مگر افسوس کہ انہوں نے منظور نہ کیا اور چونکہ کھلے کھلے انکار میں ان کی علمیت اور قطبیت پر داغ لگتا تھا اس لیے ایک چالبازی کی راہ اختیار کر کے یہ حجت پیش کر دی کہ آپ کے شرائط منظور ہیں ۔ مگر اوّل قرآن و حدیث کے رُو سے تمہارے عقائد کی نسبت بحث ہونی چاہیئے۔ پھر اگر مولوی محمد حسین بٹالوی اور ان کے ساتھ کے دو اَور آدمیوں نے یہ رائے ظاہر کی کہ تم اس بحث میں حق پر نہیں ہو تو تمہیں میری بیعت کرنی پڑیگی ۔ پھر اسکے بعد تفسیر لکھنے کا بھی مقابلہ کر لینا ۔ اب ناظرین خود سوچ لیں کہ کیا انہوں نے

اس طرز کے جواب میں میری دعوت کو قبول کیا یا رد کیا۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کس قسم کا ٹھٹھا اور ہنسی ہے کہ ایسے عقائد کے بحثوں میں جن میں ان کو خود معلوم ہے کہ مولوی محمد حسین سب سے اوّل مخالف شخص ہے اُس کی رائے پر فیصلہ چھوڑتے ہیں۔ حالانکہ خوب جانتے ہیں کہ اس کا مجھے سچا قرار دینا گویا اپنی قدیم مخالفت کو چھوڑنا ہے ہاں اعجازی مقابلہ پر اس کی قسم کا مدار رکھا جاتا تو یہ صورت اور تھی کیونکہ ایسے وقت میں جبکہ خدا تعالیٰ ایک معجزہ کے طور پر ایک فریق کی تائید کرتا تو محمد حسین کیا بلکہ صدہا انسان بے اختیار بول اُٹھتے کہ خدا نے اپنے روح القدس سے اس شخص کی مدد کی کیونکہ اس قدر انکشاف حق کے وقت کسی کی مجال نہیں جو جھوٹی قسم کھا سکے ورنہ منقولی مباحثات میں اگر عمداً نہیں تو عادتاً ہر ایک کو دن طبع اپنے تئیں سچ پر سمجھتا ہے اور قسم بھی کھالیتا ہے۔

ماسوا اس کے پیر صاحب کو یہ بھی معلوم ہے کہ میں رسالہ انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ آئندہ مَیں ایسی منقولی بحثیں ان علماء سے نہیں کروں گا۔ اور پھر کیونکر ممکن ہے کہ مَیں اس عہد کو توڑ دوں اور پیر صاحب کی جماعت کی تہذیب کا یہ حال ہے کہ گندی گالیوں کے کھلے کارڈ میرے نام ڈاک کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں۔ ایسی گالیاں کہ کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ چوہڑہ یا چمار بھی زبان پر نہیں لاسکتا۔ پہلے میرا ارادہ تھا کہ پیر صاحب کا یہ گمان باطل بھی توڑنے کے لیے کہ گویا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے کچھ بحث کر سکتے ہیں اپنے دوستوں میں سے کسی کو بھیج دوں۔ اور اگر حِبّی فی اللہ فاضل جلیل القدر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی پیر صاحب کیساتھ بحث کرنا قبول فرماتے تو اُن کا فخر تھا کہ ایسے سید بزرگوار محدث اور فقیہ نے اپنے مقابلہ کے لیے اُنکو قبول کیا مگر افسوس کہ سید صاحب موصوف نے جب دیکھا کہ اس جماعت میں ایسے گندے لوگ موجود ہیں کہ گندی گالیاں اُن کا طریق ہے تو اس کو مشتے نمونہ از خروارے پر قیاس کر کے ایسی مجلسوں میں حاضر ہونے سے اعراض بہتر سمجھا ہاں مَیں نے پیر مہر علی شاہ صاحب کے لیے بطور تحفہ ایک رسالہ تالیف کیا ہے جس کا نام مَیں نے تحفہ گولڑویہ رکھا ہے جب پیر صاحب موصوف اس کا جواب لکھیں گے تو خود لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے دلائل کیا ہیں اور ان کا جواب کیا۔ اب ہم اپنے اس اشتہار کے مقابل پر جو بنا اس دعوت کی ہے پیر مہر علی شاہ صاحب کا اشتہار لکھ دیتے ہیں[1]۔ ناظرین خود فیصلہ کر لیں کہ آیا ان کا جواب نیک نیتی اور حق پژوہی کی راہ سے ہے یا شطرنج کے کھیلنے والے کی طرح ایک چال ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر

خاکسار **مرزا غلام احمد قادیان** ۲۵؍ اگست ۱۹۰۰ء

[1] اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں

ہمارا اشتہار

میں فیصلہ کے لئے ایک سہل طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ قرآن شریف سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ درحقیقت خدا تعالیٰ کے راستباز بندے ہیں ان کے ساتھ تین طور سے خدا کی تائید ہوتی ہے۔(۱) ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق یعنی ما بہ الامتیاز رکھا جاتا ہے۔ اس لئے مقابلہ کے وقت بعض امور خارق عادت اُن سے صادر ہو جاتے ہیں جو حریف مقابل سے صادر نہیں ہو سکتے جیسا کہ آیت یَجْعَلْ لَّکُمْ فُرْقَانًا [۱] اس کی شاہد ہے۔(۲) اُن کو علم معارف قرآن دیا جاتا ہے اور غیر کو نہیں دیا جاتا جیسا کہ آیت لَایَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ [۲] اس کی شاہد ہے۔(۳) اُس کی دعائیں اکثر قبول ہو جاتی ہیں اور غیر کی اس قدر نہیں ہوتیں جیسا کہ آیت اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ [۳] اس کی گواہ ہے۔ سو مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے صادق اور کاذب کے پرکھنے کے لئے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ کریں کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی سورۃ نکالیں اور اس میں سے چالیس آیت یا ساری سورۃ (اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب اول یہ دعا کریں کہ یا الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک

[۱] الانفال: ۳۰ [۲] الواقعۃ: ۸۰ [۳] المومن: ۶۱

پیر مہر علی شاہ صاحب کا جواب

مجھ کو دعوت حاضری جلسہ منعقدہ لاہور مع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گذارش کو بسلک شرائط مجوزہ کے منسلک فرماویں گے۔ وہ یہ ہے کہ پہلے مدعی مسیحیت و مہدویت و رسالت لسانی تقریر سے بمشافہ حصار جلسہ اپنے دعوے کو بپایۂ ثبوت پہنچادے گا۔

بجواب اُس کے نیاز مند کی معروضات عدیدہ کو حضرات حاضرین خیال فرما کر اپنی رائے ظاہر فرماویں گے۔ مجھ کو شہادت و رائے تینوں علماء کرام مجوزہ مرزا صاحب (یعنی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی و مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی و مولوی عبداللہ صاحب ٹونکی پروفیسر لاہوری) کے قبول کرنے میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ بعد ظہور اس کے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ کو بپایۂ ثبوت نہیں پہنچا سکے۔ مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنی ہوگی۔ بعد اس کے عقائد معدودہ مرزا صاحب میں جن میں جناب ساری امت

راستی پر ہے اس کو تو اس جلسہ میں اس سورۃ کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اسی جلسہ میں لکھنے کے لئے اپنی طرف سے ایک روحانی قوۃ عطا فرما اور روح القدس سے اس کی مدد کر۔[۳] اور جو شخص ہم دونوں فریق میں سے تیری مرضی کے مخالف اور تیرے نزدیک صادق نہیں ہے اس سے یہ توفیق چھین لے اور اس کی زبان کو فصیح عربی اور معارف قرآنی کے بیان سے روک لے تا لوگ معلوم کرلیں کہ تو کس کے ساتھ ہے اور کون تیرے فضل اور تیری روح القدس کی تائید سے محروم ہے[۲]۔ پھر اس دعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کریں اور یہ ضروری شرط ہوگی کہ کسی فریق کے پاس کوئی کتاب موجود نہ ہو اور نہ کوئی مددگار اور ضروری ہوگا کہ ہر ایک فریق چپکے چپکے بغیر آواز سنانے کے اپنے ہاتھ سے لکھے۔ تا اس کی فصیح عبارت اور معارف کے سننے سے دوسرا فریق کسی قسم کا اقتباس یا سرقہ نہ کر سکے۔ اور اس تفسیر کے لکھنے کے لئے ہر ایک فریق کو

مرحومہ سے منفرد ہیں بحث تقلیدی اور اظہار رائے ہو کر مرزا صاحب کو اجازت مقابلہ تحریری کی دی جاوے گی۔ یہ وہ شرط ہے کہ دعوے جناب اور تحقیق حق کے لئے عند العقلا مقتضے بالطبع ہے۔ ظاہر ہے کہ تیز نویسی اور قافیہ سنجی کو بعد بطلان مضامین کے کچھ بھی وقعت اور عظمت نہیں۔ حقیقت مضامین کا محفوظ رہنا عیارانِ صداقت کے لئے نہایت مہتم بالشان ہے۔ اظہار حقیت بغیر اس طریق کے متصور ہی نہیں۔ کیونکہ مرزا صاحب کے حقائق و معارف قرانیہ سے تو اُن کی تصانیف بھری ہوئی ہیں اور وہی جناب کے دعویٰ کو عدم حقیت کی وجہ سے دھبہ لگا رہے ہیں۔ علماء کرام کی تحریرات اور اہل دیانت و فہم کامل کی تقریرات اس پر شاہد ہیں۔ تیز نویسی چونکہ بروز عیسوی و بروز محمدی سے بالکل اجنبی و برطرف ہے لہٰذا اس کو موخر رکھا جاوے گا۔ اس شرط کی منظوری سے مع تاریخ مقررہ کے مشرف فرماویں۔ نہایت ممنون ہو کر حاضر ہو جاؤں گا قانون فطرت اور کرات مَرات کا تجربہ مع شہادت (وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا)[۱] کے پیشین گوئی

---

۱ پیر مہر علی شاہ صاحب اپنی کتاب شمس الہدایہ کے صفحہ ۸۱ میں یہ لاف زنی کر چکے ہیں کہ قرآن شریف کی سمجھ ان کو عطا کی گئی ہے۔ اگر وہ اپنی کتاب میں اپنی جہالت کا اقرار کرتے اور فقر کا بھی دم نہ مارتے تو اس دعوت کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ لیکن اب تو وہ اُن دونوں کمالات کے مدعی ہو چکے ہیں۔

ندارد کسے با تو ناگفتہ کار ۔ ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

۲ یہ اس شرط سے کہ مولوی محمد حسین وغیرہ اُس سے دعوت سے گریز کر جائیں جو ضمیمہ اشتہار ھذا میں درج ہیں۔ منہ

پورے سات گھنٹے مہلت دی جائے گی اور زانو بہ زانو لکھنا ہوگا نہ کسی پردہ میں۔ ہر ایک فریق کو اختیار ہوگا کہ اپنی تسلّی کے لئے فریق ثانی کی تلاشی کر لے اِس احتیاط سے کہ وہ پوشیدہ طور پر کسی کتاب سے مدد نہ لیتا ہو اور لکھنے کے لئے فریقین کو سات گھنٹہ کی مہلت ملے گی مگر ایک ہی جلسہ میں اور ایک ہی دن میں اس تفسیر کو گواہوں کے روبرو ختم کرنا ہوگا۔ اور جب فریقین لکھ چکیں تو وہ دونوں تفسیریں بعد دستخط تین اہل علم کو جن کا اہتمام حاضری وانتخاب پیر مہر علی شاہ صاحب کے ذمہ ہوگا سنائی جائیں گی اور اُن ہر سہ مولوی صاحبوں کا یہ کام ہوگا کہ وہ حلفاً یہ رائے ظاہر کریں کہ ان دونوں تفسیروں اور دونوں عربی عبارتوں میں سے کون سی تفسیر اور عبارت تائید روح القدس سے لکھی گئی ہے۔ اور ضروری ہوگا کہ اُن تینوں عالموں میں سے کوئی نہ اس عاجز کے سلسلہ میں داخل ہو اور نہ مہر علی شاہ کا مرید ہو۔ اور مجھے منظور ہے کہ پیر مہر علی شاہ صاحب اس شہادت کے لئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور مولوی عبداللہ پروفیسر لاہوری کو یا تین اور مولوی منتخب کریں جو اُن کے مرید اور پیرو نہ ہوں [۱] مگر ضروری

[۱] یاد رہے کہ ہر ایک نبی یا رسول یا محدّث جو نشان اتمام حجت کے لئے پیش کرتا ہے وہی نشان خدا تعالیٰ کے نزدیک معیار صدق وکذب ہوتا ہے اور منکرین کی اپنی درخواست کے نشان معیار نہیں ٹھیر سکتے گو ممکن ہے کہ کبھی شاذ و نادر کے طور پر اُن میں سے بھی کوئی بات قبول کی جائے کیونکہ خدا تعالیٰ اُنہی نشانوں کے

کر رہا ہے کہ آپ کو عین وقت بحث میں الہام سکوتی ہو جاویں آپ فرماویں۔ اس کا کیا علاج ہوگا۔ اپنے اشتہار میں اس الہام ضروری الوقوع کا مستثنٰی نہ فرمانا صاف شہادت دے رہا ہے کہ ایسے الہامات عندیہ اور اپنے اختیاری ہیں ورنہ درصورت منجانب اللہ ہونے اُن کے کیونکر زیر لحاظ نہ ہو اور مستثنٰی نہ کئے جاویں۔ یہ بھی مانا کہ منجانب اللہ ہیں تو پھر اُن پر تعمیل واجب ہوگی۔ مشائخ عظام و علماء کرام کو تشریف آوری سے بغیر از تضیع اوقات و تکلیفِ عبث کیا حاصل ہوگا۔ لہٰذا عرض کرتا ہوں کہ شرق سے غرب تک ان بزرگواروں کو آپ کیوں تکلیف محض دیتے ہیں۔ فقط یہ ایک ہی نیاز منداُن کا حاضر ہو جائے گا۔ بشرط معروض الصدر نامنظوری شرط مذکور یا غیر حاضری جناب کی دلیل ہوگی۔ آپ کے کاذب ہونے پر آپ فرماتے ہیں کہ شمس الہدایت کے صفحہ ۸۱ میں نیاز مند نے علم اور فقر میں لاف زنی کی ہے۔ ناظرین صفحہ مذکورہ کے ملاحظہ فرمانے کے بعد انصاف کر سکتے ہیں کہ آیا لاف زنی ہے اپنے بارہ میں یا تہدید ہے بمقابلہ اُس کے جو

ہوگا کہ یہ تینوں مولوی صاحبان حلفاً اپنی رائے ظاہر کریں کہ کس کی تفسیر اور عربی عبارت اعلیٰ درجہ پر اور تائیدِ الٰہی سے ہے۔ لیکن یہ حلف اس حلف سے مشابہ ہونی چاہئے جس کا ذکر قرآن میں فـذن مـحـسـنـات کے باب میں ہے جس میں تین دفعہ قسم کھانا ضروری ہے اور دونوں فریق پر یہ واجب اور لازم ہوگا کہ ایسی تفسیر جس کا ذکر کیا گیا ہے کہ کسی حالت میں بیس ورق سے کم نہ ہو اور ورق سے مراد اس اوسط درجہ کی تقطیع اور قلم کا ورق ہوگا جس پر پنجاب اور ہندوستان کے صدہا قرآن شریف کے نسخے چھپے ہوئے پائے جاتے ہیں [1] پس اس طرز کے مباحثہ اور اس طرز کے تین مولویوں کی گواہی سے اگر ثابت ہو گیا کہ درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب تفسیر اور عربی نویسی میں تائید یافتہ لوگوں کی طرح ہیں اور مجھ جیسا کام نہ ہوسکا یا مجھ سے بھی ہوسکا مگر انہوں نے میرے مقابلہ پر ایسا ہی کر دکھایا تو تمام دنیا گواہ رہے کہ میں اقرار کروں گا کہ حق پیر مہر علی شاہ کے ساتھ ہے اور اس صورت میں میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ اپنی تمام کتابیں جو اس دعوے کے متعلق ہیں جلا دوں گا اور اپنے تئیں مخذول اور مردود سمجھ لوں گا میری طرف سے یہی تحریر کافی ہے جس کو میں آج یہ ثبت

ساتھ حجت پوری کرتا ہے جو آپ بغرض تحدی پیش کرتا ہے۔ یہی سنت اللہ ہے۔ منہ

[1] کا ہوگا جو بیس منزل کا اندازہ اُس قرآن کے ساتھ کیا جائے جو ۱۵۰۰ء میں مولوی نذیر احمد خان صاحب نے چھپوایا ہے۔ منہ

''اجماعِ کورانہ''۔''حزبِ نادان''۔''بے شرم''۔ ''بے حیا''۔''علماء یہود''۔ازالہ۔ ایام الصلح۔ میں دربارہ علماء سلف خلف شکر اللہ سعیہم کے مرزا صاحب نے دیانت اور تہذیب سے لکھا ہے اور تفرد فی فہم القرآن کا دعویٰ کیا ہے۔

آپ اس اشتہار کے صفحہ ۳ کے اخیر پر باریک قلم سے لکھتے ہیں۔ اگر وہ اپنی کتاب میں جہالت کا اقرار کرتے اور فقر کا بھی دم نہ مارتے تو اس دعوت کی کچھ ضرورت نہیں تھی۔ الخ۔ لاف زنی کی کیفیت تو ناظرین کو ملاحظہ صفحہ مذکورہ سے معلوم ہو جائے گی۔ بھلا آپ یہ تو فرمائیے کہ جب آپ اپنی دعوت میں مامور من اللہ ہیں تو پھر لاف زنی پر اس دعوت کی بنا ٹھرانی قول بالمتناقضین نہیں تو کیا ہے۔

مرزا صاحب نیازمند کو مع علما کرام کے کسی قسم کا عناد یا حسد جناب کے ساتھ نہیں مگر کتاب اللہ و سنت رسول صلعم باعث انکار ہے۔ انصاف فرماویں مثل مشہور کا مصداق نہ بنیں (نالے چور تے نالے چترا) ظاہر تو عشق محمدی صلعم اور قرآن کریم سے دم مارنا

شہادت بیس گواہان کے اس وقت لکھتا ہوں لیکن اگر میرے
خدا نے اِس مباحثہ میں مجھے غالب کر دیا اور مہر علی شاہ
صاحب کی زبان بند ہوگئی نہ وہ فصیح عربی پر قادر ہو سکے اور نہ
وہ حقائق و معارف سورہ قرآنی میں سے کچھ لکھ سکے یا یہ کہ اس
مباحثہ سے انہوں نے انکار کر دیا تو ان تمام صورتوں میں ان
پر واجب ہوگا کہ وہ توبہ کر کے مجھ سے بیعت کریں اور لازم
ہوگا کہ یہ اقرار صاف صاف لفظوں میں بذریعہ اشتہار دس
دن کے عرصہ میں شائع کر دیں۔ میں مکرر لکھتا ہوں کہ میرا
غالب رہنا اسی صورت میں متصور ہوگا کہ جبکہ مہر علی شاہ
صاحب بجز ایک ذلیل اور قابل شرم اور رکیک عبارت اور لغو
تحریر کے کچھ بھی لکھ نہ سکیں اور ایسی تحریر کریں جس پر اہل علم
تھوکیں اور نفرین کریں کیونکہ میں نے خدا سے یہی دعا کی
ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔ اور میں جانتا ہوں کہ وہ ایسا ہی
کرے گا اور اگر مہر علی شاہ صاحب بھی اپنے تئیں جانتے ہیں
کہ وہ مومن اور مستجاب الدعوات ہیں تو وہ بھی ایسی ہی دعا
کریں۔ اور یاد رہے کہ خدا تعالیٰ اُن کی دعا ہرگز قبول نہیں
کرے گا کیونکہ وہ خدا کے مامور اور مرسل کے دشمن ہیں اس
لئے آسمان پر ان کی عزت نہیں۔

مطبع ضیاء الاسلام قادیان

اور در پردہ کیا بلکہ علانیہ تحریف کتاب و سنت
کرنی۔ اور پھر اس کمال پر مکتفی نہ رہنا بلکہ
اوروں کو بھی اس کمال کے ساتھ ایمان لانے
کی تکلیف دینے بھلا پھر علماء کرام کیسے
خاموش بیٹھے رہیں۔ آپ اپنے اشتہار میں
جو کچھ بڑے زور و شور سے ارشاد فرما چکے
ہیں۔ اگر بلحاظ اس کے کچھ بھی لکھا جاوے۔
تو داخل گستاخی اور مورد عتاب اہل تہذیب
نہیں ہوسکتا۔ مگر تاہم لوگوں کی ہنسی سے شرم
آتا ہے۔ اس سے زیادہ آپ کی اوقات
گرامی کی تضیع نہیں کرتا ہوں۔

(۲۳۱)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ

پیر مہر علی شاہ صاحب کے توجہ دلانے کے لیے آخری حیلہ

ناظرین کو خوب یاد ہو گا کہ مَیں نے موجودہ تفرقہ کے دُور کرنے کے لیے پیر مہر علی شاہ صاحب کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ ہم دونوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے ایک قرآنی سورہ لے کر عربی فصیح بلیغ میں اس کی ایسی تفسیر لکھیں جو قرآنی علوم اور حقایق اور معارف پر مشتمل ہو اور پھر تین کس مولوی صاحبان جن کا ذکر پہلے اشتہار میں درج ہے۔ قسم کھا کر ان دونوں تفسیروں میں سے ایک تفسیر کو ترجیح دیں کہ اس کی عربی نہایت عمدہ اور اس کے معارف نہایت اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ پس اگر پیر صاحب کی عربی کو ترجیح دی گئی تو مَیں سمجھ لوں گا کہ خدا میرے ساتھ نہیں ہے۔ تب ان کے غلبہ کا اقرار کروں گا اور اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا اور اس طرح پر فتنہ جو ترقی پر ہے فرو ہو جائے گا۔ اور اگر مَیں غالب رہا تو پھر میرا دعویٰ مان لینا چاہیئے۔ اب ناظرین خود سوچ سکتے ہیں کہ اس طرح سے بڑی صفائی سے فیصلہ ہو سکتا تھا۔ اور پیر صاحب کے لیے مفید تھا کیونکہ قسم کھانے والا جس کے فیصلہ پر حصر رکھا گیا تھا وہ مولوی مولوی محمد حسین بٹالوی ہے اور دو اُن کے اور رفیق تھے۔ مگر پیر صاحب نے اس دعوت کو قبول نہ کیا اور اس کے جواب میں یہ اشتہار بھیجا کہ پہلے نصوص قرآنیہ حدیثیہ کے رو سے مباحثہ ہونا چاہیئے اور اس مباحثہ کے حکم وہی مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے دو رفیق رہے۔ اگر وہ قسم کھا کر کہہ دیں کہ اس مباحثہ میں پیر مہر علی شاہ صاحب جیت گئے تو اسی وقت لازم ہو گا کہ مَیں ان کی بیعت کر لوں۔ پھر بالمقابل تفسیر بھی لکھوں۔ اب ظاہر ہے کہ اس طرح کے جواب میں کیسی چالبازی سے کام لیا گیا ہے۔ مُنہ سے تو وہ میری تمام شرطیں منظور کرتے ہیں مگر تفسیر لکھنے کے امر کو ایک مکر سے ٹال کر زبانی مباحثہ پر حصر کر دیا ہے اور ساتھ ہی بیعت کی شرط لگا دی ہے۔ بہت زور دیا گیا مگر اُن کے مُنہ سے اب تک نہیں نکلا کہ ہاں مجھے بغیر زیادہ کرنے کسی اور شرط کے فقط بالمقابل عربی میں تفسیر لکھنا منظور ہے

اور باایں ہمہ ان کے مرید لاہور کے کوچہ و بازار میں مشہور کر رہے ہیں کہ پیر صاحب نے سب شرطیں منظور کر لی تھیں۔ اور مرزا ان سے خوف کھا کر بھاگ گیا۔ یہ عجیب زمانہ ہے کہ اس قدر مُنہ پر جھوٹ بولا جاتا ہے پیر صاحب کا وہ کونسا اشتہار ہے جس میں انہوں نے لکھا تھا کہ مَیں کوئی زیادہ شرط نہیں کرتا۔ مجھے بالمقابل عربی فصیح میں تفسیر لکھنا منظور ہے اور اسی پر فریقین کے صدق و کذب کا فیصلہ ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی شرط زائد نہیں لگائی جائے گی۔ ہاں مُنہ سے تو کہتے ہیں کہ شرطیں منظور ہیں مگر پھر ساتھ ہی یہ حجت پیش کر دیتے ہیں کہ پہلے قرآن اور حدیث کے رُو سے مباحثہ ہوگا۔ اور مغلوب ہو گئے تو اسی وقت بیعت کرنی ہوگی۔ افسوس کہ کوئی صاحب پیر صاحب کی اس چال کو نہیں سوچتے کہ جبکہ مغلوب ہونے کی حالت میں کہ جو صرف مولوی محمد حسین کی قسم سے سمجھی جائیگی میرے لیے بیعت کرنے کا قطعی حکم ہے جس کے بعد میرا عذر نہیں سُنا جائے گا تو پھر تفسیر لکھنے کے لیے کونسا موقع میرے لیے باقی رہا۔ گویا مجھے تو صرف مولوی محمد حسین صاحب کے ان چند کلمات پر بیعت کرنی پڑے گی کہ جو پیر صاحب کے عقائد ہیں وہی صحیح ہیں۔ گویا پیر صاحب آپ ہی فریق مقدمہ اور آپ ہی منصف بن گئے کیونکہ جبکہ مولوی محمد حسین صاحب کے عقائد حضرت مسیح اور مہدی کے بارے میں بالکل پیر صاحب کے مطابق ہیں تو اس صورت میں ظاہر ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب اور پیر صاحب گویا ایک ہی شخص ہیں۔ دو نہیں ہیں تو پھر فیصلہ کیا ہوا۔ انہی مشکلات اور انہی وجوہ پر تو میں نے بحث سے کنارہ کر کے یہی طریق فیصلہ نکالا تھا جو اس طرح پر ٹال دیا گیا۔ بہر حال اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے گلی کوچے میں پیر صاحب کے مُرید اور ہم مشرب شہرت دے رہے ہیں کہ پیر صاحب تو بالمقابل تفسیر لکھنے کے لیے لاہور میں پہنچ گئے تھے مگر مرزا بھاگ گیا اور نہیں آیا۔ اس لیے پھر عام لوگوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ یہ تمام باتیں خلاف واقعہ ہیں بلکہ خود پیر صاحب بھاگ گئے ہیں اور بالمقابل تفسیر لکھنا منظور نہیں کیا اور نہ ان میں یہ مادہ اور نہ خدا کی طرف سے تائید ہے۔ اور مَیں بہر حال لاہور پہنچ جاتا۔ مگر مَیں نے سُنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔ ان لوگوں کا جوش اس قدر بڑھ گیا ہے بعض کارڈ گندی گالیوں کے ان لوگوں کی طرف سے مجھے پہنچے ہیں جو چوہڑوں چماروں کی گالیوں سے بھی فحش گوئی میں زیادہ ہیں جو میرے پاس محفوظ ہیں۔ بعض تحریروں میں قتل کی دھمکی دی ہے۔ یہ سب کاغذات حفاظت سے رکھے گئے ہیں۔ مگر باوجود اس کے اس درجہ کی گندہ زبانی کو ان لوگوں نے استعمال کیا ہے کہ مجھے اُمید نہیں کہ اس قدر گندہ زبانی ابوجہل نے آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم کے مقابل پر یا فرعون نے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے مقابلے پر دکھلائی ہو۔ پھر بھی اگر پیر صاحب نے اپنی نیّت کو درست کر لیا ہے اور سیدھے طور پر بغیر زیادہ کرنے کسی شرط کے وہ میرے مقابل پر عربی میں تفسیر لکھنے کے لیے طیار ہو گئے ہیں تو مَیں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں بہر حال اس مقابلے کے لیے جو محض بالمقابل عربی تفسیر لکھنے میں ہوگا لاہور میں اپنے تئیں پہنچاؤں گا۔ صرف دو امر کا خواہشمند ہوں جن پر لاہور میں میرا پہنچنا موقوف ہے۔ (۱) اوّل یہ کہ پیر صاحب سیدھی اور صاف عبارت میں بغیر کسی پیچ ڈالنے یا زیادہ شرط لکھنے کے اس مضمون کا اشتہار اپنے نام پر شائع کر دیں جس پر پانچ لاہور کے معزز اور مشہور ارکان کے دستخط بھی ہوں کہ مَیں نے قبول کر لیا ہے کہ مَیں بالمقابل مرزا غلام احمد قادیانی کے عربی فصیح بلیغ میں تفسیر قرآن شریف لکھوں گا اور (۱) پہلے اس طرح پر قرعہ اندازی کی جائے گی کہ تمام قرآنی سُورتوں کے متفرق پرچوں پر نام لکھ کر فریقین میں سے ایک فریق کی جھولی میں ڈال دیئے جائیں گے اور وہ فریق ان پرچوں کو پوشیدہ رکھے گا اور دوسرا فریق اس جھولی میں ہاتھ ڈال کر ایک پرچہ نکال لے گا اور اس پرچہ کی سورۃ اگر بہت لمبی ہوگی تو اس میں سے چالیس آیت تک یا پوری سورۃ اگر چالیس آیت سے زیادہ نہ ہو تفسیر لکھنے کے لیے اختیار کی جائے گی۔ (۲) فریقین کا اختیار ہوگا کہ اپنی تسلّی کے لیے ایک دوسرے کی بخوبی تلاشی لے لیں تا کہ کوئی پوشیدہ کتاب ساتھ نہ ہو اور یہ امر موجب رنج نہ سمجھا جائے گا (۳) اگر کوئی فریق کسی ضروری حاجت کے لیے باہر جانا چاہے تو دوسرے فریق کا کوئی نگرانی کرنے والا اس کے ساتھ ہوگا اور وہ تین آدمی سے زیادہ نہ ہوں گے (۴) ہرگز جائز نہ ہوگا کہ تفسیر لکھنے کے وقت کسی فریق کو کوئی دوسرا مولوی مل سکے بجز کسی ایسے نوکر کے کہ جو مثلاً پانی پلانا چاہتا ہے اور فی الفور خدمت کے بعد واپس جانا ہوگا (۵) فریقین ایک دوسرے کے مقابل دو تین ہاتھ کے فاصلہ پر بیٹھیں گے اس سے زیادہ دُوری نہیں ہوگی تا وہ دونوں ایک دوسرے کے حالات کے نگران رہ سکیں۔ اگر کسی فریق کی کوئی خیانت ثابت ہو تو مقابلہ اسی جگہ ختم ہو جائے گا اور اس فریق کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو اس حالت میں کیا جاتا جو وہ مغلوب رہتا (۶) ہر ایک فریق اپنی تفسیر کے دو دو ورق لکھ کر ان کی نقل فریق ثانی کو بعد دستخط دیتا رہے گا اور اسی طرح اخیر تک دو دو ورق دیتا جائے گا۔ تا یک دفعہ نقل لکھنے میں کسی خیانت کا کسی فریق کو موقع نہ ملے۔ (۷) تفسیر کے بہرحال بیس ورق ہونگے اس قلم اور تقطیع کے موافق جو مولوی نذیر احمد صاحب دہلوی کا قرآن شریف شائع ہوا ہے (۸) صبح کے چھ بجے سے ایک تک یا اگر کوئی ہرجہ پیش آجائے تو دو بجے تک دونوں فریق لکھتے رہیں گے (۹) ہرگز اختیار نہ ہوگا کہ کوئی فریق اپنے پاس کوئی کتاب رکھے یا کسی مددگار کو پاس بٹھاوے یا کسی اشارہ یا کنایہ سے مدد لے۔ (۱۰) تفسیر میں کوئی غیر متعلق بات نہیں لکھی جائے گی۔ صرف قرآن شریف کی اُن آیات کی تفسیر

ہوگی جو قرعہ اندازی سے نکلی ہیں۔ اگر کوئی اس شرط کی خلاف ورزی کرے گا تو وہ بھی مغلوب سمجھا جائے گا۔ (۱۱) اس بات پر کوئی بات زیادہ نہیں کی جائے گی کہ فریقین بالمقابل بیٹھ کر عربی میں تفسیر لکھیں اور نہ یہ کہا جائے گا کہ اوّل کوئی بحث کرلو یا کوئی اور شرائط قائم کرلو۔ فقط عربی میں تفسیر لکھنا ہوگا وبس۔ (۱۲) جب دونوں فریق قرعہ اندازی سے معلوم کرلیں کہ فلاں سورۃ کی تفسیر لکھنی ہے تو اختیار ہوگا کہ قبل لکھنے کے گھنٹہ یا دو گھنٹہ تک سوچ لیں مگر کسی سے مشورہ نہیں لیا جائے گا اور نہ مشورہ کا موقعہ دیا جائے گا بلکہ گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد لکھنا شروع کر دیا جائے گا۔[1]

یہ نمونہ اشتہار ہے جس کی ساری عبارت بلاکم و بیش پیر صاحب کو اپنے اشتہاروں میں لکھنی چاہیئے اور اس پر پنج کس معززین لاہور کی گواہیاں ثبت ہونی چاہئیں۔ اور چونکہ موسم برسات ہے اس لیے ایسی تاریخ اس مقابلہ کی لکھنی چاہیئے کہ کم سے کم تین دن پہلے مجھے اطلاع ہو جائے (۲) دوسرا امر جو میرے لاہور پہنچنے کے لیے شرط ہے وہ یہ ہے کہ شہر لاہور کے تین رئیس یعنی نواب شیخ غلام محبوب سُبحانی صاحب اور نواب فتح علی شاہ صاحب اور سیّد برکت علی خاں صاحب سابق اکسٹرا اسسٹنٹ ایک تحریر بالاتفاق شائع کر دیں کہ ہم اس بات کے ذمہ دار ہیں کہ پیر مہر علی شاہ صاحب کے مریدوں اور ہم عقیدوں اور اُن کے ہم جنس مولویوں کی طرف سے کوئی گالی یا کوئی وحشیانہ حرکت ظہور میں نہیں آئے گی اور یاد رہے کہ لاہور میں میرے ساتھ تعلق رکھنے والے پندرہ یا بیس آدمی سے زیادہ نہیں ہیں۔ مَیں اُن کی نسبت یہ انتظام کر سکتا ہوں کہ مبلغ دو ہزار روپیہ ان تینوں رئیسوں کے پاس جمع کرادوں گا۔ اگر میرے ان لوگوں میں سے کسی نے گالی دی یا زدو کوب کیا تو وہ تمام روپیہ میرا ضبط کر دیا جائے۔ مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ وہ اس طرح پر خاموش رہیں گے کہ جیسے کسی میں جان نہیں۔ مگر پیر مہر علی شاہ صاحب جن کو لاہور کے بعض رئیسوں سے بہت تعلقات ہیں اور شاید پیری مریدی بھی ہے ان کو روپیہ جمع کرانے کی کچھ ضرورت نہیں۔ کافی ہوگا کہ حضرات معزز رئیسان موصوفین بالا ان تمام سرحدی پُرجوش لوگوں کے قول اور فعل کے ذمہ دار ہو جائیں جو پیر صاحب کے ساتھ ہیں اور نیز ان کے دوسرے لاہوری مریدوں، خوش عقیدوں اور مولویوں کی گفتار کردار کی ذمہ داری اپنے سر پر لے لیں۔ جو کھلے کھلے طور پر میری نسبت کہہ رہے ہیں اور لاہور میں فتوے دے رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ ان چند سطروں کے بعد جو ہر سہ معزز رئیسان مذکورین بالا اپنی ذمہ داری سے اپنے دستخطوں کے ساتھ شائع کر دیں گے اور پیر صاحب کے مذکورہ بالا اشتہار کے بعد

---

[1] پیر صاحب کو اس فیصلہ کے لئے پانچ دن کی مہلت دی جاتی ہے۔ اگر پانچ دن تک ان کا جواب نہ آیا تو ان کی گریز قطعی طور پر سمجھی جائے گی۔

پھر میں اگر بلا توقف لاہور میں نہ پہنچ جاؤں تو کاذب ٹھہروں گا۔ ہر ایک شخص جو نیک مزاج اور انصاف پسند ہے اگر اس نے لاہور میں پیر مہر علی شاہ صاحب کی جماعت کا شور و غوغا سُنا ہوگا اور ان کی گالیوں اور بدزبانیوں اور سخت اشتعال کے حالات کو دیکھا ہوگا تو وہ اس بات میں مجھ سے اتفاق کرے گا کہ اس فتنہ اور اشتعال کے وقت میں بجز شہر کے رئیسوں کی پورے طور کی ذمہ داری کے لاہور میں قدم رکھنا گویا آگ میں قدم رکھنا ہے۔ جو لوگ گورنمنٹ کے قانون کی بھی کچھ پرواہ نہ رکھ کر علانیہ فتوے پر فتوے میری نسبت دے رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے کیا ان کا وجود خطرناک نہیں ہے اور کیا شرع اور عقل فتویٰ دے سکتے ہیں کہ یہ پُرجوش اور مشتعل لوگوں کے مجمعوں میں بغیر کسی قانونی بندوبست کے جانا مضائقہ نہیں ہے؟

بیشک لاہور کے معزز رئیسوں کا یہ فرض ہے کہ آئے دن کے فتنوں کے مٹانے کے لیے یہ ذمہ داری اپنے سر پر لے لیں اور اپنی خاص تحریروں کے ذریعہ سے مجھے لاہور میں بُلا لیں اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب بالمقابل عربی تفسیر لکھنے سے عاجز ہوں جیسا کہ درحقیقت یہی سچا امر ہے تو ایک اور سہل طریق ہے جو وہ طرز مباحثہ کی نہیں جس کے ترک کے لیے میرا وعدہ ہے۔ اور وہ طریق یہ ہے کہ امن کی ذمہ داری مذکورہ بالا کے بعد میں لاہور میں آؤں اور مجھے اجازت دی جائے کہ مجمع عام میں جس میں ہر سہ رئیس موصوفین بھی ہوں۔ تین گھنٹہ تک اپنے دعوے اور دلائل کو پبلک کے سامنے بیان کروں۔ پیر مہر علی شاہ صاحب کی طرف سے کوئی خطاب نہ ہوگا۔ اور جب میں تقریر ختم کر چکوں تو پھر پیر مہر علی شاہ صاحب اُٹھیں اور وہ بھی تین گھنٹے تک پبلک کو مخاطب کر کے یہ ثبوت دیں کہ حقیقت میں قرآن اور حدیث سے یہی ثابت ہے کہ آسمان سے مسیح آئے گا۔ پھر بعد اس کے لوگ ان دونوں تقریروں کا خود موازنہ اور مقابلہ کر لیں گے۔ ان دونوں باتوں میں سے اگر کوئی بات پیر صاحب منظور فرمائیں تو بشرط تحریری ذمہ داری رؤسا مذکورین میں لاہور میں آجاؤں گا۔ واللّٰہ علیٰ ما نقول شہید۔ والسلام علےٰ من اتبع الھدٰی[1]

گواہ شد	مولوی حکیم نورالدین صاحب
گواہ شد	مولوی عبدالکریم صاحب
گواہ شد	مولوی سید محمد سعید صاحب حیدر آبادی
گواہ شد	صاحبزادہ سراج الحق صاحب جمالی نعمانی

---

[1] یاد رہے کہ جس اشتہار کے شائع کرنے کا نمونہ پیر صاحب کے لیے اس اشتہار میں لکھا گیا ہے یا جو دوسری شرط تین رئیسوں کی ذمہ داری کی بابت لکھی گئی ہے اس میں کوئی ترمیم نہیں ہوگی۔ منہ

گواہ شد ——— شیخ غلام حیدر صاحب ڈپٹی انسپکٹر ضلع سیالکوٹ

گواہ شد ——— کاتب اشتہار ھٰذا منظور محمد لدھیانوی

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی ۔ ۲۸؍ اگست ۱۹۰۰ء [1]

تعداد اشاعت ۷۰۰ مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

---

[1] نوٹ :۔ یہ دونوں اشتہار "واقعاتِ صحیحہ" مرتبہ مفتی محمد صادق صاحب مطبوعہ نومبر ۱۹۰۰ء انوار احمدی پریس لاہور کے صفحات ۵۰ لغایت ۶۰ پر درج ہیں (المرتب)

(۲۴۲)

ضمیمہ اربعین نمبر ۲

اعلان

اس امر کا اظہار ضروری سمجھا گیا ہے کہ اربعین ۲ کے صفحہ ۲۰ پر جو تاریخ انعقاد مجمع قرار دی گئی ہے یعنی ۱۵؍ اکتوبر ۱۹۰۰ء۔ وہ اس وقت تجویز کی گئی تھی جبکہ ہم نے ۷؍ اگست ۱۹۰۰ء کو مضمون لکھ کر کاتب کے سپرد کر دیا تھا۔ لیکن اس اثناء میں پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی کے ساتھ اشتہارات جاری ہوتے اور رسالہ تحفہ گولڑویہ کے تیار کرنے کی وجہ سے اربعین نمبر ۲ کا چھپنا ملتوی رہا۔ اسلئے میعاد مذکور ہماری رائے میں اب ناکافی ہے۔ لہٰذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ بجائے ۱۵؍ اکتوبر کے ۲۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء قرار دی جائے تاکہ کسی صاحب کو گنجائش اعتراض نہ رہے اور مولوی صاحبان کو لازم ہوگا کہ تاریخ مقررہ کے تین ہفتہ پہلے اطلاع دیں کہ کہاں اور کس موقعہ پر جمع ہونا پسند کرتے ہیں۔ آیا لاہور میں یا امرتسر میں یا بٹالہ میں۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ جب تک کم از کم چالیس علماء فقراء نامی کی درخواست ہمارے پاس نہیں آئیگی تب تک ہم مقام مقررہ میں وقت مقررہ پر حاضر نہیں ہوں گے۔

الراقم مرزا غلام احمد از قادیان

۲۹؍ ستمبر ۱۹۰۰ء

(ضیاء الاسلام پریس قادیان)

(۲۲۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

اشتہار واجب الاظہار

اپنی جماعت کیلئے اور گورنمنٹ عالیہ کی توجہ کے لیے

چونکہ اب مردم شماری کی تقریب پر سرکاری طور پر اس بات کا التزام کیا گیا ہے کہ ہر ایک فرقہ جو دوسرے فرقوں سے اپنے اصولوں کے لحاظ سے امتیاز رکھتا ہے علیحدہ خانہ میں اس کی خانہ پُری کی جائے اور جس نام کو اس فرقہ نے اپنے لیے پسند اور تجویز کیا ہے وہی نام سرکاری کاغذات میں اس کا لکھا جائے۔ اس لیے ایسے وقت میں قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ اپنے فرقہ کی نسبت ان دونوں باتوں کو گورنمنٹ عالیہ کی خدمت میں یاد دلایا جائے اور نیز اپنی جماعت کو ہدایت کی جائے کہ وہ مندرجہ ذیل تعلیم کے موافق استفسار کے وقت لکھوائیں۔ اور جو شخص بیعت کرنے کے لیے مستعد ہے گو ابھی بیعت نہیں کی اس کو بھی چاہیئے کہ اس ہدایت کے موافق اپنا نام لکھوائے اور پھر مجھے کسی وقت اپنی بیعت سے اطلاع دیدے۔

یاد رہے کہ مسلمانوں کے فرقوں میں سے یہ فرقہ جس کا خدا نے مجھے امام اور پیشوا اور رہبر مقرر فرمایا ہے ایک بڑا امتیازی نشان اپنے ساتھ رکھتا ہے اور وہ یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے۔ بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا اور قطعاً اس بات کو حرام جانتا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے لڑائیاں کی جائیں یا دین کے بغض اور دشمنی کی وجہ سے کسی کو قتل کیا جائے یا کسی اور نوع کی ایذا دی جائے یا کسی انسانی ہمدردی کا حق بوجہ کسی اجنبیت مذہب کے ترک کیا جائے۔ یا کسی قسم کی بے رحمی اور تکبر اور لاپرواہی دکھلائی جائے بلکہ جو شخص عام مسلمانوں میں سے ہماری جماعت میں داخل ہو جائے اس کا پہلا فرض یہی ہے کہ جیسا کہ وہ قرآن شریف کے سورہ فاتحہ میں پنجوقت اپنی نماز میں یہ اقرار کرتا ہے کہ خدا ربّ العالمین ہے اور خدا رحمان

ہے اور خدا رحیم ہے اور خدا ٹھیک ٹھیک انصاف کرنیوالا ہے، یہی چاروں صفتیں اپنے اندر بھی قائم کرے۔ ورنہ وہ اس دُعا میں کہ اسی سُورت میں پنجوقت اپنی نماز میں کہتا ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ یعنی اے ان چار صفتوں والے اللہ میں تیرا ہی پرستار ہوں اور تو ہی مجھے پسند آیا ہے۔ سراسر جھوٹا ہے کیونکہ خدا کی ربوبیّت یعنے نوع انسان اور نیز غیر انسان کا مربّی بننا اور ادنیٰ سے ادنیٰ جانور کو بھی اپنی مربیانہ سیرت سے بے بہرہ نہ رکھنا یہ ایک ایسا امر ہے کہ اگر ایک خدا کی عبادت کا دعویٰ کرنے والا خدا کی اس صفت کو محبّت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کو پسند کرتا ہے یہانتک کہ کمال محبّت سے اس الٰہی سیرت کا پرستار بن جاتا ہے۔ تو ضروری ہوتا ہے کہ وہ آپ بھی اس صفت اور سیرت کو اپنے اندر حاصل کرلے تا اپنے محبوب کے رنگ میں آجائے۔ ایسا ہی خدا کی رحمانیت یعنی بغیر عوض کسی خدمت کے مخلوق پر رحم کرنا یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد جس کو یہ دعوےٰ ہے کہ مَیں خدا کے نقش قدم پر چلتا ہوں ضرور یہ خلق بھی اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ ایسا ہی خدا کی رحیمیت یعنے کسی کے نیک کام میں اس کام کی تکمیل کے لیے مدد کرنا۔ یہ بھی ایک ایسا امر ہے کہ سچا عابد جو خدا کی صفات کا عاشق ہے اس صفت کو اپنے اندر حاصل کرتا ہے۔ ایسا ہی خدا کا انصاف جس نے ہر ایک حکم عدالت کے تقاضا سے دیا ہے نہ نفس کے جوش سے۔ یہ بھی ایک ایسی صفت ہے کہ سچا عابد کہ جو تمام الٰہی صفات اپنے اندر لینا چاہتا ہے اس صفت کو چھوڑ نہیں سکتا اور راستباز کی خود بھاری نشانی یہی ہے کہ جیسا کہ وہ خدا کے لیے ان چار صفتوں کو پسند کرتا ہے ایسا ہی اپنے نفس کے لیے بھی یہی پسند کرے۔ لہٰذا خدا نے سُورۃ فاتحہ میں یہی تعلیم کی تھی جس کو اس زمانہ کے مسلمان ترک کر بیٹھے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ دُنیا میں اکثر مسلمان باستثناء قدر قلیل کے دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ علماء جو آزادی کے ملکوں میں رہ کر علانیہ جہاد کی تعلیم کرتے اور مسلمانوں کو اس کیلئے اُبھارتے ہیں اور ان کے نزدیک بڑا کام دینداری کا یہی ہے کہ نوعِ انسان کو مذہب کے لیے قتل کیا جائے۔ وہ اس بات کو سُنتے ہی نہیں کہ خدا فرماتا ہے کہ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ[1] یعنی دین کو جبر سے شائع نہیں کرنا چاہیئے۔ (۲) دوسرا فرقہ مسلمانوں کا یہ بھی پایا جاتا ہے کہ وہ خُفیہ طور پر تو اس پہلے فرقہ کے ہمرنگ ہیں مگر اسی گورنمنٹ کو خوش کرنے کے لیے تقریراً یا تحریراً ظاہر کرتے رہتے ہیں کہ ہم جہاد کے مخالف ہیں۔ اُن کے امتحان کا ایک سہل طریق ہے مگر اس جگہ اس کے لکھنے کا موقع نہیں۔ جس شخص کو خدا نے قوت کانشنس عطا کی ہے اور نورِ قلب بخشا ہے وہ ایسے لوگوں کو اس طرح پر پہچان لے گا کہ اُن کے عام تعلقات کس قسم کے لوگوں سے ہیں مگر اس جگہ ہمارا مدعا صرف اپنا مشن بیان کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم ایسے جہادوں کے سخت مخالف اور نہایت سخت مخالف ہیں۔ ہمارے اس الٰہی فرقہ کی مختصر طور پر لائف یہ ہے کہ خدا نے پہلی قوموں کو دنیا سے اُٹھا کر

---

[1] البقرۃ : ۲۵۷

دُنیا کو نیکی کا سبق دینے کے لیے ابراہیم کی نسل سے دو سلسلے شروع کئے۔ ایک سلسلہ موسیٰ جس کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے شروع کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ختم کیا گیا۔ دوسرا سلسلہ مثیل موسیٰ یعنی سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جو خدا کے اس وعدہ کے موافق ہے جو توریت استثناء باب ۱۸ آیت ۱۸ میں کیا گیا تھا۔ یہ سلسلہ موسویہ کی ایک پوری نقل ہے جو مثیل موسیٰ سے شروع ہو کر مثیل مسیح تک ختم ہوا۔ اور عجیب تر یہ کہ جو مدت خدا نے موسیٰ سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک رکھی تھی یعنی چودہ سو برس۔ اسی مدت کی مانند اس سلسلہ کی مدت بھی رکھی گئی اور موسوی خلافت کا سلسلہ جس نبی پر ختم ہوا یعنی مسیح پر، نہ وہ بنی اسرائیل میں سے پیدا ہوا کیونکہ اس کا کوئی اسرائیلی باپ نہ تھا اور نہ وہ موسیٰ اور یشوعا کی طرح تلوار کے ساتھ ظاہر ہوا۔ اور نہ وہ ایسے ملک اور وقت میں جس میں اسرائیلی سلطنت ہوتی پیدا ہوا۔ بلکہ وہ رُومی سلطنت کے ایام میں ان اسرائیلی آبادیوں میں وعظ کرتا رہا جو پیلاطوس کے علاقہ میں تھیں۔ اب جبکہ پہلے مسیح نے نہ تلوار اُٹھائی اور نہ وہ بوجہ نہ ہونے باپ کے بنی اسرائیل میں سے تھا اور نہ اسرائیلی سلطنت کو اس نے اپنی آنکھ سے دیکھا۔ اس لیے دوسرا مسیح جو انجیل متی ۱۷ باب آیت ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ کے رُو سے پہلے مسیح کے رنگ اور طریق پر آنا چاہیئے تھا جیسا کہ یوحنا نبی ایلیا کے رنگ پر آیا تھا ضرور تھا کہ وہ بھی قریش میں سے نہ ہوتا جیسا کہ یسوع مسیح بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا اور ضرور تھا کہ دوسرا مسیح اسلامی سلطنت کے اندر پیدا نہ ہوتا اور ایسی سلطنت کے ماتحت مبعوث ہوتا جو رومی سلطنت کے مشابہ ہوتی۔ سو ایسا ہی ظہور میں آیا۔ کیونکہ جہانتک ہمیں علم ہے ہم جانتے ہیں کہ ہماری یہ سلطنت برطانیہ (خدا اس پر دین و دُنیا میں فضل کرے) رُومی سلطنت سے نہایت درجہ مشابہ ہے اور ضرور تھا کہ دوسرا مسیح بھی تلوار کے ساتھ نہ آتا۔ اور اس کی بادشاہت صرف آسمان میں ہوتی سو ایسا ہی ظہور میں آیا اور خدا نے مجھے تلوار کے ساتھ نہیں بھیجا اور نہ مجھے جہاد کا حکم دیا۔ بلکہ مجھے خبر دی کہ تیرے ساتھ آشتی اور صلح پھیلے گی۔ ایک درندہ بکری کے ساتھ صلح کرے گا اور ایک سانپ بچوں کے ساتھ کھیلے گا۔ یہ خدا کا ارادہ ہے گو لوگ تعجب کی راہ سے دیکھیں۔ غرض میں اس لیے ظاہر نہیں ہوا کہ جنگ وجدل کا میدان گرم کروں بلکہ اس لیے ظاہر ہوا ہوں کہ پہلے مسیح کی طرح صلح اور آشتی کے دروازے کھول دوں اگر صلحکاری کی بنیاد درمیان نہ ہو تو پھر ہمارا سارا سلسلہ فضول ہے اور اس پر ایمان لانا بھی فضول۔ حقیقت یہ ہے کہ پہلا مسیح بھی اس وقت آیا تھا[ل] جب یہود میں خانہ جنگیاں کثرت سے پھیل گئی تھیں اور ان کے

ل پہلے مسیح کو جو خدا بنایا گیا یہ کوئی صحیح اور واقعی امر نہیں تھا تا دوسرے مسیح میں اس کی مشابہت تلاش کی جاتے بلکہ انسانی غلطیوں میں سے یہ بھی ایک غلطی تھی اور اصل فلاسفی اس مسئلہ میں یہ ہے کہ کوئی نبی نبیوں میں سے خدا کا پیارا نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی ولی ولیوں میں سے اس کا محبوب ٹھہر سکتا ہے جب تک کہ ایک مرتبہ موت کا خوف یا موت کے

گھر ظلم اور تعدی سے بھر گئے تھے اور سخت دلی اُن کی عادت ہوگئی تھی اور سرحدی افغانوں کی طرح وہ لوگ بھی دوسروں کو قتل کرکے بڑا ثواب سمجھتے تھے۔ گویا بہشت کی کُنجی بے گناہ انسانوں کو قتل کرنا تھا۔ تب خدا نے حضرت موسیٰ سے چودہ سو برس بعد اپنا مسیح اُن میں بھیجا جو لڑائیوں کا سخت مخالف تھا۔ وہ درحقیقت صلح کا شہزادہ تھا اور صلح کا پیغام لایا، لیکن بدقسمت یہودیوں نے اس کا قدر نہ کیا۔ اس لیے خدا کے غضب نے عیسیٰ مسیح کو اسرائیلی نبوت کے لیے آخری اینٹ کر دیا اور اس کو بے باپ پیدا کرکے سمجھا دیا کہ اب نبوت اسرائیل میں سے گئی۔ تب خداوند نے یہودیوں کو نالائق پاکر ابراہیم کے دوسرے فرزند کی طرف رُخ کیا۔ یعنی اسمٰعیل کی اولاد میں سے پیغمبر آخر الزمان پیدا کیا۔ یہی مثیلِ موسیٰ تھا جس کا نام محمدؐ ہے۔ اس نام کا ترجمہ یہ ہے کہ نہایت تعریف کیا گیا۔ خدا جانتا تھا کہ بہت سے نافہم مذمت کرنے والے پیدا ہوں گے اس لیے اس کا نام محمدؐ رکھ دیا جبکہ آنحضرت شکمِ آمنہ عفیفہ میں تھے تب فرشتہ نے آمنہ پر ظاہر ہو کر کہا تھا کہ تیرے پیٹ میں ایک لڑکا ہے جو عظیم الشان

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

مشابہ اس پر ایک واقعہ وارد نہ ہوے اور اسی پر سُنت اللہ قدیم سے جاری ہے۔ جب ابراہیم آگ میں ڈالا گیا تو کیا یہ نظارہ صلیب کے واقعہ سے کچھ کم تھا اور جب اس کو حکم ہوا تو اپنے پیارے فرزند کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر۔ تو کیا واقعہ ابراہیم کے لیے اور اس کے اس فرزند کے لیے جس پر چُھری چلائی گئی سولی کی دہشت سے کچھ کم درجہ پر تھا۔ اور یعقوب کے خوف کا وہ نظارہ جبکہ اس کو سُنایا گیا کہ تیرا پیارا فرزند یوسف بھیڑیئے کا لقمہ ہوگیا اور اس کے آگے یوسف کا مصنوعی طور پر خُون آلودہ کُرتہ ڈال دیا گیا اور پھر مدّت دراز تک یعقوب کو ایک مسلسل غم میں ڈالا گیا کیا یہ نظارہ بھی کچھ کم تھا۔ اور جب یوسف کو مشکیں باندھ کر کوئیں میں پھینک دیا گیا تو کیا یہ دردناک نظارہ اس نظارہ سے کچھ کم تھا جب مسیح کو صلیب پر چڑھایا گیا اور پھر کیا نبی آخر الزمان کی مصیبت کا وہ نظارہ کہ جب غارِ ثور کا ننگی تلواروں کے ساتھ محاصرہ کیا گیا کہ اسی غار میں وہ شخص ہے جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے اس کو پکڑو اور قتل کرو۔ تو کیا یہ نظارہ اپنی رُعب ناک کیفیت میں صلیبی نظارہ سے کچھ کم تھا۔ اور کیا ابھی اسی زمانہ کا یہ نظارہ کہ جب ڈاکٹر مارٹن کلارک نے مثیلِ مسیح پر جو یہی عاجز ہے، اقدام قتل کا ایک جھوٹا دعویٰ کیا اور تینوں قوموں ہندوؤں اور مسلمانوں اور عیسائیوں میں سے سربرآوردہ علماء کوشش کرتے تھے کہ یہ سزا پاوے تو کیا یہ نظارہ مسیح کے صلیبی نظارہ سے کچھ مشابہت نہیں رکھتا تھا۔ پس سچ بات یہ ہے کہ ہر ایک جو خدا کے پیار کا دعویٰ کرتا ہے ایک وقت میں ایک حالت موت کے مشابہ ضرور اس پر آجاتی ہے۔ سو اسی سنت اللہ کے موافق مسیح پر بھی وہ حالت آگئی۔ مگر جتنی نظریں ہم نے پیش کی ہیں وہ گواہی دے رہی ہیں کہ ان تمام نبیوں میں سے ایسے امتحان کے وقت کوئی بھی نبی ہلاک نہیں ہوا۔ آخر قریب موت پہنچ کر جبکہ ان کے روحوں سے ایلی ایلی لما سبقتانی کا نعرہ نکلا تب یک مرتبہ خدا کے فضل نے اُنکو بچا لیا۔ پس جس طرح ابراہیم آگ سے اور یوسف کوئیں سے اور ابراہیم کا ایک پیارا بیٹا ذبح سے اور اسمٰعیل پیاس کی موت سے بچ گیا اسی طرح مسیح بھی صلیب سے بچ گیا۔ وہ موت کا حملہ ہلاک کرنے کے لیے نہیں تھا۔ بلکہ ایک نشان دکھلانے کے لیے تھا۔ منہ

نبی ہو گا۔ اس کا نام محمد رکھنا۔ غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ کی طرح اپنے قوم کے راست بازوں کو درندوں اور خونیوں سے نجات دی۔ اور موسیٰ کی طرح ان کو مکہ سے مدینہ کی طرف کھینچ لایا۔ اور ابوجہل کو جو اس امت کا فرعون تھا بدر کے میدان جنگ میں ہلاک کیا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توریت باب ۱۸ آیت ۱۸ کے وعدہ کے موافق موسیٰ کی طرح ایک نئی شریعت ان لوگوں کو عطا کی جو کئی سو برس سے جاہل اور وحشی چلے آتے تھے اور جیسے بنی اسرائیل چار سو برس تک فرعون کی غلامی میں رہ کر وحشیوں کی طرح ہو گئے تھے یہ لوگ بھی عرب کے جنگلوں میں رہ کر اُن سے کم نہ تھے بلکہ وحشیانہ حالت میں بہت بڑھ گئے تھے یہاں تک کہ حلال حرام میں بھی کچھ فرق نہیں کر سکتے تھے۔ پس ان لوگوں کے لیے قرآن شریف بالکل ایک نئی شریعت تھی اور اسی شریعت کے موافق تھی جو کوہ سینا پر بنی اسرائیل کو ملی تھی۔ تیسری مماثلت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ سے یہ تھی کہ جیسا کہ حضرت موسیٰ نے فرعون کو ہلاک کرکے اپنی قوم کو سلطنت عطا کی تھی۔ اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مثیل فرعون یعنے ابوجہل کو جو والیٔ مکہ سمجھا جاتا تھا اور عرب کے نواح کا فرمان روا تھا ہلاک کرکے اپنی قوم کو سلطنت عطا کی اور جیسا کہ موسیٰ نے کسی پہلے نبی سے اصطباغ نہیں پایا خود خدا نے اس کو سکھلایا، ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُستاد بھی خدا تھا۔ کسی نبی کی مریدی اختیار نہیں کی۔

غرض ان چار باتوں میں محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام میں مماثلت تھی۔ اور میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ جیسا کہ حضرت موسیٰ کا سلسلہ ایک ایسے نبی پر ختم ہوا جو چودہ سو برس کے ختم ہونے پر آیا اور باپ کے رُو سے بنی اسرائیل میں سے نہیں تھا اور نہ جہاد کے ساتھ ظاہر ہوا تھا اور نہ اسرائیلی سلطنت کے اندر پیدا ہوا۔ یہی تمام باتیں خدا نے محمدی مسیح کے لیے پیدا کیں۔ چودھویں صدی کے سر پر مجھے مامور کرنا اسی حکمت کے لیے تھا کہ تا اسرائیلی مسیح اور محمدی مسیح اس فاصلہ کے رُو سے جو اُن میں اور اُن کے مورثِ اعلیٰ میں ہے باہم مشابہ ہوں۔ اور مجھے خدا نے قریش میں سے بھی پیدا نہیں کیا۔ تا پہلے مسیح سے یہ مشابہت بھی حاصل ہو جائے کیونکہ وہ بھی بنی اسرائیل میں سے نہیں اور میں تلوار کے ساتھ بھی ظاہر نہیں ہوا۔ اور میری بادشاہت آسمانی ہے۔ اور یہ بھی اس لیے ہوا کہ تا وہ مشابہت قائم رہے۔ اور میں انگریزی سلطنت کے ماتحت مبعوث کیا گیا۔ اور یہ سلطنت رُومی سلطنت کے مشابہ ہے اور مجھے امید ہے کہ اس سلطنت کے میرے ساتھ شاہانہ اخلاق رُومی سلطنت سے بہتر ظاہر ہوں گے۔ اور میری تعلیم وہی ہے جو میں اشتہار ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۹ء میں ملک میں شائع کر چکا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اُسی خدا کو مانو جس کے وجود پر توریت، انجیل اور قرآن تینوں متفق ہیں۔ کوئی ایسا خدا اپنی طرف سے مت بناؤ جس کا وجود ان تینوں کتابوں کی متفق علیہ شہادت سے ثابت نہیں ہوتا۔ وہ بات مانو جس پر عقل اور کانشنس کی گواہی ہے۔ اور خدا کی کتابیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں۔ خدا کو ایسے طور سے نہ مانو جس سے خدا کی کتابوں میں پھوٹ پڑ جاتے۔ زنا نہ کرو۔

جھوٹ نہ بولو اور بدنظری نہ کرو۔ اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کی راہوں سے بچو اور نفسانی جوشوں کے مغلوب مت ہو۔ پنجوقت نماز ادا کرو کہ انسانی فطرت پر پنج طور پر ہی انقلاب آتے ہیں۔ اور اپنے نبی کریم کے شکر گزار رہو اور اس پر درود بھیجو کیونکہ وہی ہے کہ جس نے تاریکی کے زمانہ کے بعد نئے سرے خدا شناسی کی راہ سکھلائی۔

(۴) عام خلق اللہ کی ہمدردی کرو اور اپنے نفسانی جوشوں سے کسی کو مسلمان ہو یا غیر مسلمان تکلیف مت دو۔ نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے۔

(۵) بہرحال رنج و راحت میں خدا تعالیٰ کے وفادار بندے بنے رہو۔ اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے مُنہ نہ پھیرو بلکہ آگے قدم بڑھاؤ۔

(۶) اپنے رسُول کی متابعت کرو اور قرآن کی حکومت اپنے سر پر لے لو کہ وہ خدا کا کلام اور تمہارا سچا شفیع ہے۔

(۷) اسلام کی ہمدردی اپنی تمام قوتوں سے کرو۔ اور زمین پر خدا کے جلال اور توحید کو پھیلاؤ۔

(۸) مجھ سے اس غرض سے بیعت کرو کہ تا تمہیں مجھ سے رُوحانی تعلق پیدا ہو۔ اور میرے درخت وجود کی ایک شاخ بن جاؤ اور بیعت کے عہد پر موت کے وقت تک قائم رہو۔

یہ وہ میرے سلسلہ کے اُصول ہیں جو اس سلسلہ کے لیے امتیازی نشان کی طرح ہیں۔ جس انسانی ہمدردی اور ترک ایذاء بنی نوع اور ترک مخالفت حکام کی یہ سلسلہ بنیاد ڈالتا ہے۔ دوسرے مسلمانوں میں اس کا وجود نہیں۔ ان کے اصول اپنی بے شمار غلطیوں کی وجہ سے اور طرز کے ہیں جن کی تفصیل کی حاجت نہیں اور نہ یہ ان کا موقع ہے۔

اور وہ نام جو اس سلسلہ کے لیے موزوں ہے جس کو ہم اپنے لیے اور اپنی جماعت کے لیے پسند کرتے ہیں وہ نام **مسلمان فرقہ احمدیہ** ہے اور جائز ہے کہ اس کو **احمدی مذہب کے مسلمان** کے نام سے بھی پکاریں۔ یہی نام ہے جس کے لیے ہم ادب سے اپنی معزز گورنمنٹ میں درخواست کرتے ہیں کہ اسی نام سے اپنے کاغذات اور مخاطبات میں اس فرقہ کو موسوم کرے یعنی **مسلمان فرقہ احمدیہ**۔ جہانتک میرے علم میں ہے۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ آج تک تیس ہزار کے قریب متفرق مقامات پنجاب اور ہندوستان کے لوگ اس فرقہ میں داخل ہو چکے ہیں اور جو لوگ ہر ایک قسم کے بدعات اور شرک سے بیزار ہیں اور دل میں یہ فیصلہ بھی کر لیتے ہیں کہ ہم اپنی گورنمنٹ سے منافقانہ زندگی بسر کرنا نہیں چاہتے اور صلحکاری اور بُردباری کی فطرت رکھتے ہیں، وہ لوگ بکثرت اس فرقہ میں داخل ہوتے جاتے ہیں اور عموماً عقلمندوں کی اس طرف ایک تیز حرکت ہو رہی ہے۔ اور یہ لوگ محض عوام میں سے نہیں ہیں بلکہ بعض بڑے بڑے معزز خاندانوں میں سے ہیں۔ اور ہر ایک قسم کے تاجر اور ملازمت پیشہ اور تعلیم یافتہ اور علماء اسلام اور رؤساء اس فرقہ میں داخل ہیں۔

گو بہت کچھ عام مسلمانوں کی طرف سے یہ فرقہ ایذا بھی پا رہا ہے لیکن چونکہ اہلِ عقل دیکھتے ہیں کہ خدا سے پوری صفائی اور اس کی مخلوق سے پوری ہمدردی اور حکام کی اطاعت میں پوری طیاری کی تعلیم اسی فرقہ میں دی جاتی ہے اس لیے وہ لوگ طبعاً اس فرقہ کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اور یہ خدا کا فضل ہے کہ بہت کچھ مخالفوں کی طرف سے کوششیں بھی ہوئیں کہ اس فرقہ کو کسی طرح نابود کردیں مگر وہ سب کوششیں ضائع گئیں۔ کیونکہ جو کام خدا کے ہاتھ سے اور آسمان سے ہو انسان اس کو ضائع نہیں کرسکتا۔ اور اس فرقہ کا نام مسلمان فرقہ احمدیہ اس لیے رکھا گیا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دو نام تھے۔ ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ دوسرا احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اسم محمدؐ جلالی نام تھا اور اس میں یہ مخفی پیشگوئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دو ناموں کی اس طرح پر تقسیم کی کہ اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکّہ کی زندگی میں اسم احمد کا ظہور تھا اور ہر طرح سے صبر اور شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمدؐ کا ظہور ہوا۔ اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔ لیکن یہ پیشگوئی کی گئی تھی کہ آخری زمانہ میں پھر اسم احمد ظہور کرے گا اور ایسا شخص ظاہر ہوگا جس کے ذریعہ سے احمدی صفات یعنے جمالی صفات ظہور میں آئیں گی اور تمام لڑائیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پس اسی وجہ سے مناسب معلوم ہوا کہ اس فرقہ کا نام فرقہ احمدیہ رکھا جائے تا اس نام کو سنتے ہی ہر ایک شخص سمجھ لے کہ یہ فرقہ دُنیا میں آشتی اور صلح پھیلانے آیا ہے اور جنگ اور لڑائی سے اس فرقہ کو کچھ سروکار نہیں۔

سو اے دوستو آپ لوگوں کو یہ نام مبارک ہو اور ہر ایک کو جو امن اور صلح کا طالب ہے یہ فرقہ بشارت دیتا ہے۔ نبیوں کی کتابوں میں پہلے سے اس مبارک فرقہ کی خبر دی گئی ہے اور اس کے ظہور کے لیے بہت سے اشارات ہیں۔ زیادہ کیا لکھا جائے خدا اس نام میں برکت ڈالے۔ خدا ایسا کرے کہ تمام روئے زمین کے مسلمان اسی مبارک فرقہ میں داخل ہو جائیں۔ تا انسانی خونریزیوں کا زہر بکلی ان کے دلوں سے نکل جائے اور وہ خدا کے ہو جائیں اور خدا ان کا ہو جائے۔ اے قادر و کریم تو ایسا ہی کر۔ آمین ۞ وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ ربّ العالمین ۞

مرزا غلام احمد از قادیان

۴ نومبر ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

تعداد : ۲۸۰۰

(یہ اشتہار بڑے سائز کے ۴ صفحہ پر ہے)

(۲۳۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی

ناظرین کو معلوم ہوگا کہ مَیں نے مخالف مولویوں اور سجادہ نشینوں کی ہر روز کی تکذیب اور زبان درازیاں دیکھ کر اور بہت سی گالیاں سن کر اُن کی اس درخواست کے بعد کہ ہمیں کوئی نشان دکھلایا جائے ایک اشتہار[1] شائع کیا تھا جس میں ان لوگوں میں سے مخاطب خاص پیر مہر علیشاہ صاحب تھے۔ اس اشتہار کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اب تک مباحثات مذہبی بہت ہو چکے جن سے مخالف مولویوں نے کچھ بھی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اور چونکہ وہ ہمیشہ آسمانی نشانوں کی درخواست کرتے رہتے ہیں۔ کچھ تعجب نہیں کہ کسی وقت ان سے فائدہ اُٹھالیں۔ اس بنا پر یہ امر پیش کیا گیا تھا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جو علاوہ کمالات پیری کے علمی توغل کا بھی دم مارتے ہیں اور اپنے علم کے بھروسہ پر جوش میں آکر انہوں نے میری نسبت فتوئ تکفیر کو تازہ کیا اور عوام کو بھڑکانے کے لیے میری تکذیب کے متعلق ایک کتاب لکھی اور اس میں اپنے مایہ علمی پر فخر کر کے میری نسبت یہ زور لگایا کہ یہ شخص علم حدیث اور قرآن سے بے خبر ہے۔ اور اس طرح سرحدی لوگوں کو میری نسبت مخالفانہ جوش دلایا اور علم قرآن کا دعویٰ کیا۔ اگر یہ دعویٰ ان کا سچا ہے کہ ان کو علم کتاب اللہ میں بصیرت تام عنایت کی گئی ہے تو پھر کسی کو ان کی پیروی سے انکار نہیں چاہیئے اور علم قرآن سے بلاشبہ باخدا اور راستباز ہونا بھی ثابت ہے کیونکہ بموجب آیت لَا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ[2] صرف پاک باطن لوگوں کو ہی کتاب عزیز کا علم دیا جاتا ہے لیکن صرف دعویٰ قابل تسلیم

---

[1] دیکھئے جلد ھذا صفحہ ۴۳۸، اشتہار نمبر ۲۲۸ (المرتب)

[2] الواقعۃ : ۸۰

نہیں بلکہ ہر ایک چیز کا قدر امتحان سے ہو سکتا ہے اور امتحان کا ذریعہ مقابلہ ہے کیونکہ روشنی ظلمت سے ہی شناخت کی جاتی ہے اور چونکہ مجھے خدا تعالیٰ نے اس الہام سے مشرف فرمایا ہے کہ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ[1] کہ خدا نے تجھے قرآن سکھلایا۔ اس لیے میرے لیے صدق یا کذب کے پرکھنے کے لیے یہ نشان کافی ہوگا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب میرے مقابل پر کسی سورۃ قرآن شریف کی عربی فصیح بلیغ میں تفسیر لکھیں۔ اگر وہ فائق اور غالب رہے تو پھر ان کی بزرگی ماننے میں مجھ کو کچھ کلام نہیں ہوگا۔ پس مَیں نے اس امر کو قرار دے کر ان کی دعوت میں اشتہار شائع کیا جس میں سراسر نیک نیتی سے کام لیا گیا تھا لیکن اس کے جواب میں جس چال کو انہوں نے اختیار کیا ہے۔ اس سے صاف ثابت ہو گیا کہ اُن کو قرآن شریف سے کچھ بھی مناسبت نہیں اور نہ علم میں کچھ دخل ہے یعنی انہوں نے صاف گریز کی راہ اختیار کی۔ اور جیسا کہ عام چالبازوں کا دستور ہوتا ہے۔ یہ اشتہار شائع کیا کہ اوّل مجھ سے حدیث اور قرآن سے اپنے عقائد میں فیصلہ کرلیں۔ پھر اگر مولوی محمد حسین اور ان کے دوسرے دو رفیق کہہ دیں کہ مہر علی شاہ کے عقائد صحیح ہیں تو بلا توقف اسی وقت میری بیعت کرلیں۔ پھر بیعت کے بعد عربی تفسیر لکھنے کی بھی اجازت دی جائے گی۔ مجھے اس جواب کو پڑھ کر بلا اختیار ان کی حالت پر رونا آیا اور ان کی حق طلبی کی نسبت جو امیدیں تھیں۔ سب خاک میں مل گئیں۔

اب اس اشتہار لکھنے کا یہ موجب نہیں ہے کہ ہمیں ان کی ذات پر کچھ اُمید باقی ہے بلکہ یہ موجب ہے کہ باوصف اس کے کہ اس معاملہ کو دو مہینے سے زیادہ عرصہ گذر گیا مگر اب تک ان کے متعلقین سب و شتم سے باز نہیں آتے[2] اور ہفتہ میں کوئی نہ کوئی ایسا اشتہار پہنچ جاتا ہے جس میں پیر مہر علیشاہ

---

[1] الرحمٰن : ۲، ۳

[2] منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے بھی اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں پیر صاحب کی جھوٹی فتح کا ذکر کر کے چرچا کیا ہے۔ بات تو تب ہے کہ کوئی انسان حیا اور انصاف کی پابندی کر کے کوئی امر ثابت بھی کرے۔ ظاہر ہے کہ اگر منشی صاحب کے نزدیک پیر مہر علی شاہ صاحب علم قرآن اور زبان عربی سے کچھ حصہ رکھتے ہیں جیسا کہ وہ دعویٰ کر بیٹھے ہیں۔ تو اب چار جز عربی تفسیر سورۃ فاتحہ کی ایک لمبی مہلت ستر دن میں اپنے گھر میں ہی بیٹھ کر اور دوسروں کی مدد بھی لے کر میرے مقابل پر لکھنا ان کیلئے کیا مشکل بات ہے۔ ان کی حمایت کرنے والے اگر ایمان سے حمایت کرتے ہیں تو اب تو اُن پر زور دیں ورنہ ہماری یہ دعوت آیندہ نسلوں کے لیے بھی ایک چمکتا ہوا ثبوت ہماری طرف سے ہوگا کہ اس قدر ہم نے اس مقابلہ کے لیے کوشش کی۔ پانسو روپیہ انعام دینا بھی کیا لیکن پیر صاحب اور ان کے حامیوں نے اس طرف رُخ نہ کیا۔ ظاہر ہے کہ اگر بالفرض کوئی کشتی دو پہلوانوں کی مشتبہ ہو جائے تو دوسری مرتبہ کشتی کرائی جاتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک فریق تو اس دوبارہ کشتی کیلئے کھڑا ہے تا احمق انسانوں کا شبہ دُور ہو جائے اور دوسرا شخص جیتنا ہے اور میدان میں اس کے مقابل پر کھڑا نہیں ہوتا اور بیہودہ

کو آسمان پر چڑھایا ہوا ہوتا ہے اور میری نسبت گالیوں سے کاغذ بھرا ہوا ہوتا ہے اور عوام کو دھوکہ پر دھوکہ دے رہے ہیں۔ اور میری نسبت کہتے ہیں کہ دیکھو اس شخص نے کس قدر ظلم کیا کہ پیر مہر علی شاہ صاحب جیسے مقدس انسان بالمقابل تفسیر لکھنے کے لیے صعوبت سفر اُٹھا کر لاہور میں پہنچے مگر یہ شخص اس بات پر اطلاع پاکر کہ درحقیقت وہ بزرگ نابغہ زمان اور سحبان دوران اور علم معارف قرآن میں لاثانی روزگار ہیں اپنے گھر کے کسی کوٹھے میں چھپ گیا ورنہ حضرت پیر صاحب کی طرف سے معارف قرآنی کے بیان کرنے اور زبان عربی کی بلاغت فصاحت دکھلانے میں بڑا نشان ظاہر ہوتا۔ لہٰذا آج میرے دل میں ایک تجویز خدا تعالیٰ کی طرف سے ڈالی گئی۔ جس کو مَیں اتمام حجت کے لیے پیش کرتا ہوں اور یقین ہے کہ پیر مہر علی صاحب کی حقیقت اس سے کھل جائے گی کیونکہ تمام دُنیا اندھی نہیں ہے۔ انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو کچھ انصاف رکھتے ہیں۔ اور وہ تدبیر یہ ہے کہ آج میں ان متواتر اشتہارات کا جو پیر مہر علی شاہ صاحب کی تائید میں نکل رہے ہیں، یہ جواب دیتا ہوں کہ اگر درحقیقت پیر مہر علی شاہ صاحب علم معارف قرآن اور زبان عربی کی ادب اور فصاحت بلاغت میں یگانہ روزگار ہیں تو یقین ہے کہ اب تک وہ طاقتیں ان میں موجود ہوں گی۔ کیونکہ لاہور آنے پر بھی کچھ بہت زمانہ نہیں گذرا۔ اس لیے مَیں یہ تجویز کرتا ہوں کہ مَیں اسی جگہ بجائے خود سورۃ فاتحہ کی عربی فصیح میں تفسیر لکھ کر اس سے اپنے دعویٰ کو ثابت کروں اور اس کے متعلق معارف اور حقائق سورہ ممدوحہ کے بھی بیان کروں اور حضرت پیر صاحب میرے مخالف آسمان سے آنے والے مسیح اور خونی مہدی کا ثبوت اس سے ثابت کریں اور جس طرح چاہیں سورۃ فاتحہ سے استنباط کر کے میرے مخالف عربی فصیح بلیغ میں براہین قاطعہ اور معارف ساطعہ تحریر فرماویں۔

یہ دونوں کتابیں دسمبر ۱۹۰۰ء کی پندرہ تاریخ سے ستر دن تک چھپ کر شائع ہو جانی چاہیئے[1] تب اہل علم لوگ خود مقابلہ اور موازنہ کر لیں گے۔ اور اگر اہل علم میں سے تین کس جو ادیب اور اہل زبان ہوں اور فریقین سے کچھ تعلق نہ رکھتے ہوں قسم کھا کر کہہ دیں کہ پیر صاحب کی کتاب کیا بلاغت اور فصاحت کے رُو سے اور کیا معارف قرآنی کے رُو سے فائق ہے تو میں عہد صحیح شرعی کرتا ہوں کہ پانسو روپیہ نقد بلا توقف

―――― { بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ } ――――

عذر پیش کرتا ہے۔ ناظرین برائے خدا ذرا سوچو کہ کیا یہ عذر بدنیتی سے خالی ہے کہ پہلے مجھ سے منقولی بحث کرو پھر اپنے تین دشمنوں کی مخالفانہ گواہی پر میری بیعت بھی کر لو اور اس بات کی پروانہ کرو کہ تمہارا خدا سے وعدہ ہے کہ ایسی بحثیں مَیں کبھی نہ کرونگا۔ پھر بیعت کرنے کے بعد بالمقابل تفسیر لکھنے کی اجازت ہو سکتی ہے۔ یہ پیر صاحب کا جواب ہے جسکی نسبت کہا جاتا ہے کہ انہوں نے شرط دعوت منظور کر لی تھی۔ منہ

[1] یعنی ۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵ر فروری ۱۹۰۱ء تک میعاد تفسیر لکھنے کی ہے اور چھپائی کے دن بھی اسی میں ہیں۔ ستر دن میں دونوں فریق کی کتابیں شائع ہو جانی چاہئیں۔ منہ

پیر صاحب کی نذر کرونگا۔ اور اس صورت میں اس کوفت کا بھی تدارک ہو جائیگا جو پیر صاحب سے تعلق رکھنے والے ہر روز بیان کرکے روتے ہیں جو ناحق پیر صاحب کو لاہور آنے کی تکلیف دی گئی۔ اور یہ تجویز پیر صاحب کیلئے بھی سراسر بہتر ہے کیونکہ پیر صاحب کو شاید معلوم ہو یا نہ ہو کہ عقلمند لوگ ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ پیر صاحب کو علم قرآن میں کچھ دخل ہے یا وہ عربی فصیح بلیغ کی ایک سطر بھی لکھ سکتے ہیں۔ بلکہ ہمیں اُنکے خاص دوستوں سے یہ روایت پہنچی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ بہت خیر ہوئی کہ پیر صاحب کو بالمقابل تفسیر عربی لکھنے کا اتفاق پیش نہیں آیا۔ ورنہ اُن کے تمام دوست اُنکے طفیل سے شاھت الوجوہ سے ضرور حصہ لیتے۔ سو اس میں کچھ شک نہیں کہ اُنکے بعض دوست جنکے دلوں میں یہ خیالات ہیں جب پیر صاحب کی عربی تفسیر مزین بہ بلاغت و فصاحت دیکھ لیں گے تو اُن کے پوشیدہ شبہات جو پیر صاحب کی نسبت رکھتے ہیں جاتے رہیں گے اور یہ امر موجب رجوع خلائق ہوگا جو اس زمانہ کے ایسے پیر صاحبوں کا عین مدعا ہوا کرتا ہے اور اگر پیر صاحب مغلوب ہوئے تو تسلی رکھیں کہ ہم اُن سے کچھ نہیں مانگتے اور نہ اُن کو بیعت کیلئے مجبور کرتے ہیں۔ صرف ہمیں یہ منظور ہے کہ پیر صاحب کے پوشیدہ جوہر اور قرآن دانی کے کمالات جسکے بھروسہ پر انہوں نے میری ردّ میں کتاب تالیف کی لوگوں پر ظاہر ہو جائیں اور شاید زلیخا کی طرح اُن کے مُنہ سے بھی اَلْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ[1] نکل آئے۔ اور انکے ناداں دوست اخبار نویسوں کو بھی پتہ لگ جائے کہ پیر صاحب کس سرمایہ کے آدمی ہیں۔ مگر پیر صاحب دلگیر نہ ہوں ہم انکو اجازت دیتے ہیں کہ وہ بیشک اپنی مدد کیلئے مولوی محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد الجبار غزنوی اور محمد حسین بھیّں وغیرہ کو بُلالیں بلکہ اختیار رکھتے ہیں کہ کچھ طمع دیکر دو چار عرب کے ادیب بھی طلب کرلیں۔ فریقین کی تفسیر چار جز سے کم نہیں ہونی چاہیئے اور اگر میعاد مجوزہ تک یعنی ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ۲۵؍ فروری ۱۹۰۱ء تک جو ستر دن ہیں فریقین میں سے کوئی فریق تفسیر فاتحہ چھاپ کر شائع نہ کرے اور یہ دن گذر جائیں تو وہ جھوٹا سمجھا جائیگا اور اسکے کاذب ہونے کے لئے کسی اور دلیل کی حاجت نہیں رہے گی۔

والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{8}$ کے چار ۴ صفحہ پر ہے)

---

[1] یوسف : ۵۲

(۲۳۵)

شتاب کار نکتہ چینوں کیلئے مختصر تحریر

اور براہینِ احمدیہ کا ذکر

(ملحقہ اربعین نمبر۴)

چونکہ یہ بھی سنت اللہ ہے کہ ہر ایک شخص جو خدا کی طرف سے آتا ہے بہت سے کوتہ اندیش ناخدا ترس اس کی ذاتیات میں دخل دے کر طرح طرح کی نکتہ چینیاں کیا کرتے ہیں۔ کبھی اس کو کاذب ٹھہراتے ہیں۔ کبھی اس کو عہد شکن قرار دیتے ہیں اور کبھی اس کو لوگوں کے حقوق تلف کرنے والا اور مال خور اور بد دیانت اور خائن قرار دیتے ہیں۔ کبھی اس کا نام شہوت پرست رکھتے ہیں اور کبھی اس کو عیاش اور خوش پوش اور خوش خور سے موسوم کرتے ہیں اور کبھی جاہل کر کے پکارتے ہیں[1] اور کبھی اس کو ان صفت سے شہرت دیتے ہیں کہ وہ

---

[1] افسوس کہ علمی نشان کے مقابلہ میں نادان لوگوں نے پیر مہر علی شاہ گولڑوی کی نسبت ناحق جھوٹی فتح کا نقارہ بجا دیا اور مجھے گندی گالیاں دیں اور مجھے اس کے مقابلہ پر جاہل اور نادان قرار دیا۔ گویا میں اس نابغہ وقت اور سحبان زمان کے رُعب کے نیچے آ کر ڈر گیا ورنہ وہ حضرت تو سچے دل سے بالمقابل عربی تفسیر لکھنے کے لیے تیار ہو گئے تھے اور اسی نیت سے لاہور تشریف لاتے تھے پر میں آپ کی جلالت شان اور علمی شوکت کو دیکھ کر بھاگ گیا۔ اے آسمان جھوٹوں پر لعنت کر۔ آمین پیارے ناظرین۔ کاذب کے رُسوا کرنے کے لیے اس وقت جو ۷؍ دسمبر ۱۹۰۰ء روز جمعہ ہے۔ خدا نے میرے دل میں ایک بات ڈالی ہے اور میں خدا تعالےٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کا جہنم جھوٹوں کے لیے بھڑک رہا ہے کہ میں نے سخت تکذیب کو دیکھ کر خود اس فوق العادت مقابلہ کیلئے درخواست کی تھی۔ اور اگر پیر مہر علی شاہ صاحب مباحثہ منقولی اور اس کے ساتھ بیعت کی شرط پیش نہ کرتے جس سے میرا مدعا بکلی کالعدم ہو گیا تھا تو اگر لاہور اور قادیان میں برف کے پہاڑ بھی ہوتے اور جاڑے کے دن ہوتے تو میں تب بھی لاہور پہنچتا اور ان کو دکھلاتا کہ آسمانی نشان اس کو کہتے ہیں۔ مگر انہوں نے مباحثہ منقولی اور پھر بیعت کی شرط لگا کر اپنی جان بچائی اور اس گندے مکر کے پیش کرنے سے اپنی عزت کی پروا نہ کی۔ لیکن اگر پیر جی صاحب حقیقت میں فصیح عربی تفسیر پر قادر ہیں اور کوئی فریب انہوں نے نہیں کیا۔ تو اب بھی وہی قدرت ان میں ضرور موجود ہوگی۔ لہٰذا میں ان کو خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اس میری درخواست کو اس رنگ پر پورا کریں کہ میرے دعاوی کی تکذیب کے متعلق

ایک خود پرست متکبر بدخلق ہے ۔لوگوں کو گالیاں دینے والا اور اپنے مخالفین کو سبّ وشتم کرنے والا انجیل زر پرست کذّاب دجّال بے ایمان خونی ہے ۔ یہ سب خطاب ان لوگوں کی طرف سے خدا کے نبیوں اور ماموریں کو ملتے ہیں جو سیاہ باطن اور دل کے اندھے ہوتے ہیں ۔چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت بھی یہی اعتراض اکثر خبیث فطرت لوگوں کے ہیں کہ اس نے اپنی قوم کے لوگوں کو رغبت دی کہ تا وہ مصریوں کے سونے چاندی کے برتن اور زیور اور قیمتی کپڑے عاریتاً مانگیں اور محض دروغگوئی کی راہ سے کہیں کہ ہم عبادت کے لیے جاتے ہیں ۔ چند روز تک یہ تمہاری چیزیں واپس لاکر دے دیں گے اور دل میں دغا تھا ۔ آخر عہد شکنی کی اور جھوٹ بولا اور بیگانہ مال اپنے قبضہ میں لاکر کنعان کی طرف بھاگ گئے ۔اور درحقیقت یہ تمام اعتراضات ایسے ہیں کہ اگر معقولی طور پر اُن کا جواب دیا جائے تو بہت سے احمق اور پست فطرت ان جوابات سے تسلّی نہیں پا سکتے ۔اس لیے خدا تعالیٰ کی عادت ایسے نکتہ چینوں کے جواب میں یہی ہے کہ جو لوگ اس کی طرف سے آتے ہیں ایک عجیب طور پر اُن کی تائید کرتا ہے اور متواتر آسمانی نشان دکھلاتا ہے یہاں تک کہ دانشمند لوگوں کو اپنی غلطی کا اعتراف کرنا پڑتا ہے اور وہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر یہ شخص مفتری اور آلودہ دامن ہوتا تو اس قدر اس کی تائید کیوں ہوتی ۔کیونکہ ممکن نہیں کہ خدا ایک مفتری سے ایسا پیار کرے جیسا کہ وہ اپنے صادق دوستوں سے کرتا رہا ہے ۔اسی کی طرف اللہ تعالیٰ اس آیت میں اشارہ فرماتا ہے ۔ اِنَّا فَتَحۡنَا لَکَ فَتۡحًا مُّبِیۡنًا ۔ لِّیَغۡفِرَ لَکَ اللّٰہُ مَا تَقَدَّمَ مِنۡ ذَنۡۢبِکَ وَمَا تَاَخَّرَ[1] یعنی ہم نے ایک فتح عظیم جو ہماری طرف

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

فصیح بلیغ عربی میں سورۃ فاتحہ کی تفسیر لکھیں جو چار جُزسے کم نہ ہو ۔اور مَیں اسی سورۃ کی تفسیر بفضل اللہ و توفیقہٖ اپنے دعویٰ کے اثبات سے متعلق فصیح بلیغ عربی میں لکھوں گا ۔انہیں اجازت ہے کہ وہ اس تفسیر میں تمام دُنیا کے علماء سے مدد لے لیں ۔عرب کے بلغاء فصحاء بُلا لیں ۔لاہور اور دیگر بلاد کے عربی دان پروفیسروں کو بھی مدد کے لیے طلب کریں ۔ ۱۵؍ دسمبر ۱۹۰۰ء سے ستّر دن تک اس کام کے لیے ہم دونوں کو مہلت ہے ۔ایک دن بھی زیادہ نہیں ہوگا ۔اگر بالمقابل تفسیر لکھنے کے بعد عرب کے تین نامی ادیب اُن کی تفسیر کو جامع لوازم بلاغت و فصاحت قرار دیں اور معارف سے پُرخیال کریں تو مَیں پانسو روپیہ نقد ان کو دُونگا اور اپنی تمام کتابیں جلا دوں گا اور اُن کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا ۔اور اگر قضیہ برعکس نکلا یا اس مدت تک یعنی ستر روز تک وہ کچھ بھی لکھ نہ سکے تو مجھے ایسے لوگوں سے بیعت لینے کی بھی ضرورت نہیں اور نہ روپیہ کی خواہش ۔صرف یہی دکھلاؤں گا کہ کیسے انہوں نے پیر کہلا کر قابل شرم جھوٹ بولا اور کیسے سراسر ظلم اور سفلہ پن اور خیانت سے بعض اخبار والوں نے ان کی اپنی اخباروں میں حمایت کی ۔مَیں اس کام کو انشاء اللہ تحفہ گولڑویہ کی تکمیل کے بعد شروع کردونگا ۔اور جو شخص ہم میں سے صادق ہے وہ ہرگز شرمندہ نہیں ہوگا ۔اب وقت ہے کہ اخباروں والے جنہوں نے بغیر دیکھے بھالے کے اُن کی حمایت کی تھی اُن کو اس کام کے لیے اُٹھاویں ستر دن میں یہ بات داخل ہے کہ فریقین کی کتابیں چھپ کر شائع ہوجائیں ۔ منہ

---

[1] الفتح : ۲ ، ۳

سے ایک عظیم الشان نشان ہے تجھ کو عطا کی ہے تاہم وہ تمام گناہ جو تیری طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان پر اس فتح نمایاں کی نورانی چادر ڈال کر نکتہ چینوں کا خطاکار ہونا ثابت کریں۔ غرض قدیم سے اور جب سے کہ سلسلہ انبیاء علیہم السلام شروع ہوا ہے سنّت اللہ یہی ہے کہ وہ ہزاروں نکتہ چینیوں کا ایک ہی جواب دے دیتا ہے یعنی تائیدی نشانوں سے مقرب ہونا ثابت کر دیتا ہے تب جیسے نور کے نکلنے اور آفتاب کے طلوع ہونے سے یکلخت تاریکی دُور ہو جاتی ہے ایسا ہی تمام اعتراضات پاش پاش ہو جاتے ہیں سو میں دیکھتا ہوں کہ میری طرف سے بھی خدا یہی جواب دے رہا ہے۔ اگر میں سچ مچ مفتری اور بدکار اور خائن اور دروغگو تھا تو پھر میرے مقابلہ سے ان لوگوں کی جان کیوں نکلتی ہے۔ بات سہل تھی[۱] کسی آسمانی نشان کے ذریعہ سے میرا اور اپنا فیصلہ خدا پر ڈال دیتے اور پھر خدا کے فعل کو بطور ایک حَکَم کے فعل کے مان لیتے

---

[۱] میں اس مقام تک پہنچا تھا کہ منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی کتاب عصائے موسیٰ مجھ کو ملی جس میں میری ذاتیات کی نسبت محض سوء ظن سے اور خدا کی بعض سچی اور پاک پیشگوئیوں پر سراسر شتابکاری سے حملے کئے گئے ہیں۔ وہ کتاب جب میں نے ہاتھ سے چھوڑی تو تھوڑی دیر کے بعد منشی الٰہی بخش صاحب کی نسبت یہ الہام ہوا۔ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّرَوْا طَمْثَکَ۔ وَاللّٰہُ یُرِیْدُ اَنْ یُّرِیَکَ اِنْعَامَہٗ۔ اَلْاِنْعَامَاتُ الْمُتَوَاتِرَۃُ۔ اَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ اَوْلَادِیْ۔ وَاللّٰہُ وَلِیُّکَ وَرَبُّکَ۔ فَقُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْدًا۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ یُحْسِنُوْنَ الْحُسْنٰی۔ ترجمہ ۔ یہ لوگ خون حیض تجھ میں دیکھنا چاہتے ہیں یعنی ناپاکی اور پلیدی اور خباثت کی تلاش میں ہیں اور خدا چاہتا ہے کہ اپنی متواتر نعمتیں جو تیرے پر ہیں دکھلاوے اور خون حیض سے تجھے کیونکر مشابہت ہو اور وہ کہاں تجھ میں باقی ہے۔ پاک تغیرات نے اس خون کو خوبصورت لڑکا بنا دیا اور وہ لڑکا جو اس خون سے بنا میرے ہاتھ سے پیدا ہوا۔ اس لئے تو مجھ سے بمنزلہ اولاد کے ہے یعنی گو بچوں کا پوست خون حیض سے ہی پیدا ہوتا ہے مگر وہ خون حیض کی طرح ناپاک نہیں کہلا سکتے۔ اسی طرح تو بھی انسان کی فطرتی ناپاکی سے جو لازم بشریت ہے اور خون حیض سے مشابہ ہے ترقی کر گیا ہے۔ اب اس پاک لڑکے میں خون حیض کی تلاش کرنا حمق ہے۔ وہ تو خدا کے ہاتھ سے غلام زکی بن گیا اور اس کے لیے بمنزلہ اولاد کے ہو گیا۔ اور خدا تیرا متولی اور تیرا پرورندہ ہے اس لیے خاص طور پر پدری مشابہت درمیان ہے۔ جس آگ کو اس کتاب عصائے موسیٰ سے بھڑکانا چاہا ہے ہم نے اس کو بجھا دیا ہے۔ خدا پرہیزگاروں کے ساتھ ہے جو نیک کاموں کو پوری خوبصورتی کے ساتھ انجام دیتے ہیں اور تقویٰ کے باریک پہلوؤں کا لحاظ رکھتے ہیں یعنی وہ لوگ جو بغیر پوری تفتیش کے آیت کریمہ وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ ☆ کا مصداق بنتے ہیں خدا ان کے ساتھ نہیں ہے اور ان کے لیے وَیل یعنی جہنم کا وعدہ ہے۔ افسوس کہ منشی صاحب نے ان بیہودہ نکتہ چینیوں کے پہلے اس آیت پر غور نہیں کی۔ مگر اچھا ہوا کہ انہوں نے باقرار ان کے اس بدگوئی کا خدا تعالیٰ سے دست بدست جواب بھی پا لیا یعنی

☆ الھمزۃ : ۲

مگران لوگوں کو اس قسم کے مقابلہ کا نام سننے سے بھی موت آتی ہے۔ مہر علی شاہ گولڑوی کو سچا ماننا اور یہ سمجھ لیناکہ وہ فتح پاکر لاہور سے چلا گیا ہے کیا یہ اس بات پر قوی دلیل نہیں ہے کہ ان لوگوں کے دل مسخ ہو گئے ہیں۔ نہ خدا کا ڈر ہے نہ روزِ حساب کا کچھ خوف ہے۔ ان لوگوں کے دل جُرات اور شوخی اور گستاخی سے بھر گئے ہیں گویا مرنا نہیں ہے۔ اگر ایمان اور حیا سے کام لیتے تو اس کارروائی پر نفرین کرتے جو مہر علی گولڑوی نے میرے مقابل پر کی۔ کیا میں نے اس کو اس لیے بلایا تھا کہ میں اس سے ایک منقولی بحث کر کے بیعت کر لوں؟ جس حالت میں مَیں بار بار کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے مسیح موعود مقرر کر کے بھیجا ہے اور مجھے بتلا دیا ہے کہ فلاں حدیث سچی ہے اور فلاں جھوٹی ہے اور قرآن کے صحیح معنوں سے مجھے اطلاع بخشی ہے تو پھر مَیں کس بات میں

﴿بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ﴾

بارہا ان کو وہ الہام ہوا جو کتاب عصائے موسیٰ میں درج ہے یعنی اِنِّیْ مُھِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ یعنی مَیں تجھے اس شخص کی حمایت میں ذلیل کروں گا جس کی نسبت تیرا خیال ہے جو وہ مجھے ذلیل کرنا چاہتا ہے یعنی یہ عاجز۔ اب دیکھو کہ یہ کیسا چمکتا ہوا نشان ہے جس نے آیت وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ کی بلا توقف تصدیق کر دی۔ دُنیا کے تمام مولویوں سے پوچھ لو کہ اس الہام کے یہی معنی ہیں اور لفظ مُھِیْنٌ قائم مقام مھینک کا ہے اور یہ ایک بڑا نشان ہے۔ اگر منشی الٰہی بخش صاحب خدا سے ڈریں۔ اہانت کے لیے منشی صاحب کو دو ہی راہیں سوجھی ہیں (۱) ایک یہ کہ جس قدر کتابوں کا وعدہ کیا تھا وہ سب شائع نہیں کیں۔ یہ خیال نہ کیا کہ اگر کچھ دیر ہو گئی تو قرآن شریف بھی تو ۲۳ برس میں ختم ہوا۔ آپ کو بدنیتی پر کیونکر علم ہو گیا۔ انسان خدا کی قضاء و قدر کے نیچے ہے۔ وَ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ جبکہ یہ بھی بار بار اشتہار دیا گیا کہ جس شتاب کار نے کچھ دیا ہے وہ واپس لے لے تو پھر اعتراض کی کیا گنجائش تھی بجز خبث نفس (۲) دوسرا بڑا اعتراض ہے کہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں۔ اس کا جواب تو یہی ہے کہ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ سَو سے زیادہ پیشگوئی پوری ہو چکی ہزارہا انسان گواہ ہیں اور آتھم کی پیشگوئی شرطی تھی۔ اپنی شرط کے موافق پوری ہوئی۔ بھلا فرمایئے کیا وہ الہام شرطی نہیں تھا۔ سچ ہے انکار کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اگر اجتہاد سے ہمارا یہ بھی خیال ہو کہ آتھم میعاد کے اندر مرے گا تو یہ اعتراض صرف اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ اسلام سے مُرتد ہو جائیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہاد بھی حدیث ذھب وھلی کی رو سے غلط نکلا۔ لہٰذا اس غلطی کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کے اصول کی رُو سے کاذب ٹھیرے۔ پہلے اس سوال کا جواب دو۔ پھر میرے پر اعتراض کرو۔ اسی طرح احمد بیگ کے داماد کے متعلق بھی شرطی پیشگوئی ہے۔ اگر کچھ ایمان باقی ہے تو کیوں شرط کا انتظار نہیں کرتے اور یہ کیسی دیانت تھی کہ ساری کتاب میں لیکھرام کے متعلق کی پیشگوئی کا ذکر بھی نہیں کیا۔ کیا وہ پیشگوئی پوری ہوئی یا نہیں؟ کیا احمد بیگ پیشگوئی کے مطابق میعاد کے اندر مر گیا یا نہیں۔ ابھی کل کی بات ہے کہ آپ کے معزز دوست ڈپٹی فتح علی شاہ صاحب نے میرے استفسار پر بڑے یقین سے گواہی دی تھی کہ نہایت صفائی سے لیکھرام کے متعلق پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اب اسی جماعت میں سے ہو کر آپ تکذیب کرنے لگے۔ منہ

اور کس غرض کے لیے ان لوگوں سے منقولی بحث کروں جب کہ مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر تو کیا انہیں مجھ سے یہ توقع ہوسکتی ہے کہ میں اُن کے ظنیات بلکہ موضوعات کے ذخیرہ کو سُن کر اپنے یقین کو چھوڑ دوں جس کی حق الیقین پر بنا ہے اور وہ لوگ بھی اپنی ضد کو چھوڑ نہیں سکتے کیونکہ میرے مقابل پر جھُوٹی کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ اور اب اُن کو رجوع اشد من الموت ہے تو پھر ایسی حالت میں بحث سے کونسا فائدہ مترتب ہوسکتا تھا۔ اور جس حالت میں مَیں نے اشتہار دے دیا کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ سے منقولی بحث نہیں کروں گا تو انصاف اور نیک نیتی کا تقاضا یہ تھا کہ ان منقولی بحثوں کا میرے سامنے نام بھی نہ لیتے۔ کیا میں اپنے عہد کو توڑ سکتا تھا؟ پھر اگر مہر علی شاہ کا دل فاسد نہیں تھا تو اس نے ایسی بحث کی مجھ سے کیوں درخواست کی جس کو مَیں عہد مستحکم کے ساتھ ترک کر بیٹھا تھا اور اس درخواست میں لوگوں کو یہ دھوکا دیا کہ گویا وہ میری دعوت کو قبول کرتا ہے دیکھو یہ کیسے عجیب مکر سے کام لیا اور اپنے اشتہار میں یہ لکھا کہ اوّل منقولی بحث کرو۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی اور اس کے دو رفیق قسم کھا کر کہہ دیں کہ عقائد صحیح وہی ہیں جو مہر علی شاہ پیش کرتا ہے تو بلا توقف اسی مجلس میں میری بیعت کر لو۔ اب دیکھو دُنیا میں اس سے زیادہ بھی کوئی فریب ہوتا ہے۔ میں نے تو اُن کو نشان دیکھنے اور نشان دکھلانے کے لیے بلایا اور یہ کہا کہ بطور اعجاز دونوں فریق قرآن شریف کی کسی سُورۃ کی عربی میں تفسیر لکھیں اور جس کی تفسیر اور عربی عبارت فصاحت اور بلاغت کی رُو سے نشان کی حد تک پہنچی ہوئی ثابت ہو وہی مؤید من اللہ سمجھا جائے اور صاف لکھ دیا کہ کوئی منقولی بحثیں نہیں ہوں گی۔ صرف نشان دیکھنے اور دکھلانے کے لیے یہ مقابلہ ہوگا۔ لیکن پیر صاحب نے میری اس تمام دعوت کو کالعدم کرکے پھر منقولی بحث کی درخواست کردی اور اسی کو مدار فیصلہ ٹھہرا دیا اور لکھ دیا کہ ہم نے آپ کی دعوت منظور کرلی۔ صرف ایک شرط زیادہ لگا دی۔ اے مکّار! خدا تجھ سے حساب لے۔ تُو نے میری شرط کا کیا منظور کیا جبکہ تیری طرف سے منقولی بحث پر بیعت کا مدار ہوگیا جس کو میں بوجہ مشتہر کردہ عہد کے کسی طرح منظور نہیں کرسکتا تھا تو میری دعوت کیا قبول کی گئی؟ اور بیعت کے بعد اس پر عمل کرنے کا کونسا موقعہ رہ گیا۔ کیا یہ مکر اس قسم کا ہے کہ لوگوں کو سمجھ نہیں آسکتا تھا۔ بے شک سمجھ آیا مگر دانستہ سچائی کا خون کردیا۔ غرض ان لوگوں کا یہ ایمان ہے۔ اس قدر ظلم کرکے پھر اپنے اشتہاروں میں ہزاروں گالیاں دیتے ہیں گویا مرنا نہیں۔ اور کیسی خوشی سے کہتے ہیں کہ مہر علی شاہ صاحب لاہور میں آئے ان سے مقابلہ نہ کیا۔ جن دلوں پر خدا لعنت کرے میں ان کا کیا علاج کروں۔ میرا دل فیصلہ کے لیے دردمند ہے۔ ایک زمانہ گذر گیا میری یہ خواہش اب تک پُوری نہیں ہوئی کہ ان لوگوں میں سے کوئی راستی اور ایمانداری اور نیک نیتی سے فیصلہ کرنا چاہے مگر افسوس کہ یہ لوگ صدق دل سے میدان میں نہیں آتے۔ خدا فیصلہ کے لیے تیار ہے اور اُس اُونٹنی کی طرح جو بچہ جننے کے لیے دُم اُٹھاتی ہے زمانہ خود فیصلہ کا تقاضا کر رہا ہے۔ کاش اُن میں

سے کوئی فیصلہ کا طالب ہو۔ کاش ان میں سے کوئی رشید ہو۔ مَیں بصیرت سے دعوت کرتا ہوں اور یہ لوگ ظن پر بھروسہ کرکے میرا انکار کر رہے ہیں۔ ان کی نکتہ چینیاں بھی اسی غرض سے ہیں کہ کسی جگہ ہاتھ پڑ جائے ۔ اے نادان قوم! یہ سلسلہ آسمان سے قائم ہوا ہے۔ تم خدا سے مت لڑو۔ تم اس کو نابود نہیں کر سکتے۔ اس کا ہمیشہ بول بالا ہے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے بجز ان چند حدیثوں کے جو تہتر فرقوں نے بوٹی بوٹی کرکے باہم تقسیم کر رکھی ہیں۔ رؤیت حق اور یقین کہاں ہے؟ اور ایک دوسرے کے مکذّب ہو۔ کیا ضرور نہ تھا کہ خدا کا حَکَمْ یعنی فیصلہ کرنے والا تم میں نازل ہو کر تمہاری حدیثوں کے انبار میں سے کچھ لیتا اور کچھ ردّ کر دیتا۔ سو یہی اس وقت ہوا۔ وہ شخص حَکَمْ کس بات کا ہے جو تمہاری سب باتیں مانتا جائے اور کوئی بات ردّ نہ کرے۔ اپنے نفسوں پر ظلم مت کرو اور اس سلسلہ کو بے قدری سے نہ دیکھو جو خدا کی طرف سے تمہاری اصلاح کے لیے پیدا ہوا۔ اور یقیناً سمجھو کہ اگر یہ کاروبار انسان کا ہوتا اور کوئی پوشیدہ ہاتھ اس کے ساتھ نہ ہوتا تو یہ سلسلہ کب کا تباہ ہو جاتا اور ایسا مفتری ایسی جلدی ہلاک ہو جاتا کہ اب اس کی ہڈیوں کا بھی پتہ نہ ملتا۔ سو اپنی مخالفت کے کاروبار میں نظر ثانی کرو۔ کم سے کم یہ تو سوچو کہ شاید غلطی ہو گئی ہو اور شاید یہ لڑائی تمہاری خدا سے ہو اور کیوں مجھ پر یہ الزام لگاتے ہو کہ براہین احمدیہ کا روپیہ کھا گیا ہے[1] اگر میرے پر تمہارا کچھ حق ہے جس کا ایماناً

---

[1] منشی الٰہی بخش صاحب نے جھوٹے الزاموں اور بہتانوں اور خلاف واقعہ کی نجاست سے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کو ایسا بھر دیا ہے جیسا کہ ایک نالی اور بدر روگندے کیچڑ سے بھری جاتی ہے۔ یا جیسا کہ سنڈاس پاخانہ سے۔ اور خدا سے بےخوف ہو کر میری عزت پر افترا کے طور پر سخت دشمنوں کی طرح حملہ کیا ہے وہ یقیناً سمجھ لیں کہ یہ کام انہوں نے اچھا نہیں کیا اور جو کچھ انہوں نے لکھا ہے ان گالیوں سے زیادہ نہیں جو حضرت موسیٰ کو دی گئیں اور حضرت مسیح کو دی گئیں اور ہمارے سید صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئیں۔ افسوس انہوں نے آیت وَیْلٌ لِّکُلِّ ھُمَزَۃٍ لُّمَزَۃٍ[2] کے ویل کے وعید سے کچھ بھی اندیشہ نہیں کیا اور نہ انہوں نے آیت لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ[3] کی بھی کچھ بھی پروا کی۔ وہ بار بار میری نسبت لکھتے ہیں کہ مَیں نے ان کو تسلّی دے دی کہ میں آپ کے افترا کی وجہ سے کسی انسانی عدالت میں آپ پر نالش نہیں کروں گا۔ سو مَیں کہتا ہوں کہ مَیں نہ صرف انسانی عدالت میں نالش نہ کروں گا بلکہ مَیں خدا کی عدالت میں بھی نالش نہیں کرتا، لیکن چونکہ آپ نے محض جھوٹے اور قابل شرم الزام میرے پر لگاتے ہیں اور مجھے ناکردہ گناہ دُکھ دیا ہے اس لیے مَیں ہرگز یقین نہیں رکھتا کہ مَیں اس وقت سے پہلے مروں جب تک کہ میرا قادر خدا ان جھوٹے الزاموں سے مجھے بُری کرکے آپ کا کاذب ہونا ثابت نہ کر دے۔ اَلَآ اِنَّ لَعْنَۃَ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ اسکے متعلق قطعی اور یقینی طور پر مجھکو ۶ دسمبر ۱۹۰۰ء روز پنج شنبہ کو یہ الہام ہوا۔ بر مقام فلک شدہ یارب۔ گر امیدے دہم مدار عجب۔ بعد ۱۱۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ مَیں نہیں جانتا کہ گیارہ دن ہیں یا گیارہ ہفتہ یا گیارہ مہینے یا گیاراں سال مگر بہر حال ایک نشان میری بریّت کیلئے اس مدت میں ظاہر ہوگا جو آپ کو سخت شرمندہ کریگا۔ خدا کے کلام پر ہنسی نہ کریں۔ بیاڑ ٹل جاتے

---

[2] الھمزۃ : ۲ [3] بنی اسراءیل : ۳۷

تم مؤاخذہ کر سکتے ہو۔ یا اب تک مَیں نے تمہارا کوئی قرضہ ادا نہیں کیا۔ یا تم نے اپنا حق مانگا اور میری طرف سے انکار ہوا تو ثبوت پیش کر کے وہ مطالبہ مجھ سے کرو۔ مثلاً اگر میں نے براہین احمدیہ کی قیمت کا روپیہ تم سے وصول کیا ہے تو تمہیں خدا تعالیٰ کی قسم ہے جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے کہ براہین احمدیہ کے وہ چاروں حصے میرے حوالے کرو اور اپنا روپیہ لے لو۔ دیکھو۔ مَیں کھول کر یہ اشتہار دیتا ہوں کہ اب اس کے بعد اگر تم براہین احمدیہ کی قیمت کا مطالبہ کرو اور چاروں حصے بطور ویلیو پی ایبل میرے کسی دوست کو دکھا کر میری طرف بھیج دو اور مَیں ان کی قیمت بعد لینے ان چار حصوں کے ادا نہ کروں تو میرے پر خدا کی لعنت ہو۔ اور اگر تم اعتراض سے باز نہ آؤ اور نہ کتاب کو واپس کر کے اپنی قیمت لو تو پھر تم پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح ہر ایک حق جو میرے پر ہو ثبوت دینے کے بعد مجھ سے لے لو۔ اب بتلاؤ اس سے زیادہ مَیں کیا کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی حق کا مطالبہ کرنے والا یوں نہیں اٹھتا تو مَیں لعنت کے ساتھ اس کو اُٹھاتا ہوں۔ اور مَیں پہلے اس سے براہین کی قیمت کے بارے میں تین اشتہار شائع کر چکا ہوں جن کا یہی مضمون تھا کہ مَیں قیمت واپس دینے کو تیار ہوں۔ چاہیئے کہ میری کتاب کے چاروں حصے واپس دیں اور جن دراہم معدودہ کے لیے مر رہے ہیں وہ مجھ سے وصول کریں۔ والسّلام علٰی من اتبع الھدٰے۔

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

۱۵ر دسمبر ۱۹۰۰ء

﴿ بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ ﴾

ہیں۔ دریا خشک ہو سکتے ہیں۔ موسم بدل جاتے ہیں۔ مگر خدا کا کلام نہیں بدلتا جب تک پُورا نہ ہولے۔ اور مُنکر کہتا ہے کہ فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوتی۔ اے سخت دل خدا سے شرم کر۔ وہ تمام پیشگوئیاں پُوری ہو گئیں۔ اور یہ زمانہ نہیں گذرے گا جبتک باقی ماندہ حصہ پُورا نہ ہو جائے۔ ابتک سَو سے زیادہ پیشگوئیاں دُنیا نے دیکھ لیں۔ کیوں حیا کو ترک کرتے اور انصاف کو چھوڑتے ہو۔ منہ

(۲۳۶)

اسلام کیلئے ایک رُوحانی مقابلہ کی ضرورت

(ملحقہ اربعین ۴)

ایہا الناظرین! انصافاً اور ایماناً سوچو کہ آجکل اسلام کیسے تنزل کی حالت میں ہے اور جس طرح ایک بچہ بھیڑیئے کے منہ میں ایک خطرناک حالت میں ہوتا ہے یہی حالت ان دِنوں میں اسلام کی ہے اور دو آفتوں کا سامنا اس کو پیش آیا ہے۔

(۱) ایک تو اندرونی کہ تفرقہ اور باہمی نفاق حد سے بڑھ گیا ہے اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ پر دانت پیس رہا ہے۔

(۲) دوسرے بیرونی حملے دلائل باطلہ کے رنگ میں اس زور شور سے ہو رہے ہیں کہ جب سے آدم پیدا ہوا یا یُوں کہو کہ جب سے نبوت کی بنیاد پڑی ہے ان حملوں کی نظیر دُنیا میں نہیں پائی جاتی۔ اسلام وہ مذہب تھا جس میں ایک آدمی کے مُرتد ہو جانے سے قوم اسلام میں نمونہ محشر برپا ہوتا تھا اور غیر ممکن سمجھا گیا تھا کہ کوئی شخص حلاوتِ اسلام چکھ کر پھر مُرتد ہو جائے اور اب اسی ملک برٹش انڈیا میں ہزارہا مُرتد پاؤ گے بلکہ ایسے بھی جنہوں نے اسلام کی توہین اور رسول کریم کی سبّ وشتم میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھی۔ پھر آجکل علاوہ اس کے یہ آفت برپا ہوگئی ہے کہ جب عین صدی کے سر پر خدا تعالیٰ نے تجدیدا[1] اور اصلاح کے لیے اور

---

[1] اس حدیث کو تمام اکابر اہلِ سنّت مانتے چلے آتے ہیں کہ ہر ایک صدی کے سر پر مجدد پیدا ہوگا۔ مگر مجددین کے نام جو پیش کرتے ہیں یہ تصریح اور تعیین وحی کے رو سے نہیں۔ صرف اجتہادی خیال ہے اور وہ نشان جو خدا نے میرے ہاتھ پر ظاہر فرمائے وہ سَو سے بھی زیادہ ہیں جو کتاب تریاق القلوب میں درج کئے گئے ہیں۔ لیکن افسوس کہ ہمارے مخالف ان پہلے منکروں کی طرح بن گئے ہیں جو بار بار حدیبیہ کے متعلق کی پیشگوئی کو پیش کرتے تھے۔ یا ان یہود کی طرح جو حضرت مسیح کی تکذیب کے لیے اب تک یہ اُن کی پیشگوئیاں پیش کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تھا کہ مَیں داؤد کا تخت قائم کروں گا۔ اور نیز یہ پیشگوئی کی تھی کہ ابھی بعض لوگ زندہ ہوں گے جو مَیں واپس آؤں گا۔ ایسا ہی یہ لوگ بھی ان تمام پیشگوئیوں پر نظر نہیں ڈالتے جو ایک سَو سے بھی زیادہ پوری ہو چکی ہیں اور ملک میں شائع ہو چکیں۔ اور جو دو ایک پیشگوئی باعث اُنکی غباوت

خدمات ضروریہ کے مناسب حال ایک بندہ بھیجا اور اس کا نام مسیح موعود رکھا۔ یہ خدا کا فعل تھا جو عین ضرورت کے دنوں میں ظہور میں آیا۔ اور آسمان نے اس پر گواہی دی اور بہت سے نشان ظہور میں آئے، لیکن تب بھی اکثر مسلمانوں نے اس کو قبول نہ کیا بلکہ اس کا نام کافر اور دجّال اور بے ایمان اور مکّار اور خائن اور دروغگو اور عہد شکن اور مال خور اور ظالم اور لوگوں کے حقوق دبانے والا اور انگریزوں کی خوشامد کرنے والا رکھا اور جو چاہا اس کے ساتھ سلوک کیا۔ اور بہتوں نے یہ عذر پیش کیا کہ جو الہامات اس شخص کو ہوتے ہیں وہ سب شیطانی ہیں یا اپنے نفس کا افترا ہے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم بھی خدا سے الہام پاتے ہیں اور خدا ہمیں بتلاتا ہے کہ یہ شخص درحقیقت کافر اور دجّال اور دروغ گو اور بے ایمان اور جہنمی[1] ہے۔ چنانچہ جن لوگوں کو یہ الہام ہوا ہے وہ

﴿ بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ ﴾

اور کمی توجہ کے ان کو سمجھ نہیں آئیں بار بار انہیں کا راگ گاتے رہتے ہیں نہیں سوچتے کہ اگر اس طور پر تکذیب جائز ہے تو اس صورت میں یہ اعتراض تمام نبیوں پر ہوگا اور ان کی پیشگوئیوں پر ایمان لانے کی راہ بند ہو جاتے گی۔ مثلاً جو شخص آتھم کی پیشگوئی یا احمد بیگ کے داماد کی پیشگوئی پر اعتراض کرتا ہے کیا وہ حدیبیہ کے متعلق کی پیشگوئی کو بھول گیا ہے جس پر یقین کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کثیر کے ساتھ مکّہ معظمہ کا سفر اختیار فرمایا تھا۔ اور کیا یونس نبی کی پیشگوئی چالیس[۴۰] دن والی یاد نہیں رہی۔ افسوس کہ میری تکذیب کی وجہ سے مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی پیشگوئی کی بھی خوب عزت کی کہ قادیان پر نور نازل ہوا اور وہ نور مرزا غلام احمد ہے جس سے میری اولاد محروم رہ گئی (اولاد میں مرید بھی داخل ہیں) اور پھر جس حالت میں موت کی پیشگوئیاں صرف ایک نہیں چار پیشگوئیاں ہیں (۱) آتھم کی نسبت (۲) لیکھرام کی نسبت (۳) احمد بیگ کی نسبت (۴) احمد بیگ کے داماد کی نسبت۔ اور چار میں سے تین مر گئے اور ایک باقی ہے جس کی نسبت شرطی پیشگوئی ہے جیسا کہ آتھم کی شرطی تھی۔ اب بار بار شور مچانا کہ یہ چوتھی بھی کیوں جلدی پوری نہیں ہوتی اور اس وجہ سے تمام پیشگوئیوں کی تکذیب کرنا کیا یہ ان لوگوں کا کام ہے جو خدا سے ڈرتے ہیں؟ اے متعصب لوگو! اس قدر جھوٹ بولنا تمہیں کس نے سکھایا؟ ایک مجلس مثلاً بٹالہ میں مقرر کرو اور پھر شیطانی جذبات سے دور ہو کر میری تقریر سنو۔ پھر اگر ثابت ہو کہ میری سو پیشگوئی میں سے ایک بھی جھوٹی نکلی ہو تو میں اقرار کروں گا کہ میں کاذب ہوں۔ اور اگر یوں بھی خدا سے لڑنا ہے تو صبر کرو اور اپنا انجام دیکھو۔ منہ

---

[1] منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ نے جو دعویٰ الہام کرتے ہیں، حال میں ایک کتاب تالیف کی ہے جس کا نام عصائے موسیٰ رکھا ہے جس نے اشارۃً مجھ کو فرعون قرار دیا ہے اور اپنی اس کتاب میں بہت سے الہام ایسے پیش کئے ہیں جن کا یہ مطلب ہے کہ یہ شخص کذّاب ہے اور اس کو من جانب اللہ جاننے والے اور اس کے دعویٰ کی تصدیق کرنے والے گدھے ہیں۔ چنانچہ یہ الہام بھی ہے کہ عیسیٰ نتواں گشت بتصدیق خرے چند۔ صلوٰۃ بر آنکس کہ ایں ورد بگوید۔ اس کے جواب میں بالفعل اس قدر لکھنا کافی ہے کہ اگر میرے مصدقین گدھے ہیں تو منشی صاحب پر بڑی مصیبت پڑے گی۔ کیونکہ اُن کے اُستاد اور مُرشد جن کی بیعت سے ان کو بڑا فخر ہے میری نسبت گواہی دے گئے ہیں کہ وہ خدا کی طرف سے اور آسمانی نور

چار سے بھی زیادہ ہوں گے۔ غرض تکفیر کے الہامات یہ ہیں اور تصدیق کے لیے میرے وہ مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ ہیں جن میں سے کسی قدر بطور نمونہ اس رسالہ[1] میں لکھے گئے ہیں۔ اور علاوہ اس کے بعض واصلانِ حق نے میرے زمانہ بلوغ سے بھی پہلے میرا اور میرے گاؤں کا نام لے کر میری نسبت پیشگوئی کی ہے کہ وہی مسیح موعود ہے۔ اور بہتوں نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم نے خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ یہ شخص حق پر ہے اور ہماری طرف سے ہے۔ چنانچہ پیر جھنڈے والا سندھی نے جن کے مُرید لاکھ سے بھی کچھ زیادہ ہوں گے یہی اپنا کشف اپنے مریدوں میں شائع کیا اور دیگر صالح لوگوں نے بھی دو سو مرتبہ سے بھی کچھ زیادہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف لفظوں میں اس عاجز کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

ہے۔ اگرچہ اس بارے میں انہوں نے ایک اپنا الہام مجھے بھی لکھا تھا لیکن میری شہادت یہ لوگ کب قبول کریں گے۔ اس لیے مَیں عبداللہ صاحب کے اس بیان کی تصدیق کے لیے وہ دو گواہ پیش کرتا ہوں جو منشی صاحب کے دوستوں میں سے ہیں (۱) ایک حافظ محمد یوسف صاحب جو منشی الٰہی بخش صاحب کے دوست ہیں۔ ممکن تھا کہ حافظ صاحب منشی صاحب کی دوستی کے لحاظ سے اس گواہی سے انکار کریں، لیکن ہمیں ان کو قائل کرنے کے لیے وہ ثبوت مِل گیا ہے جس سے وہ اب قابو میں آگئے ہیں عین مجلس میں وہ ثبوت پیش کیا جائے گا۔ (۲) دوسرا گواہ اس بارے میں اُن کے بھائی منشی محمد یعقوب ہیں۔ ان کی بھی دستخطی تحریر موجود ہے۔ اب منشی الٰہی بخش صاحب کا فرض ہے کہ ایک جلسہ کرکے اور ان دونوں صاحبوں کو اس جلسہ میں بُلا کر میرے روبرو یا کسی ایسے شخص کے روبرو جو میں اس کو اپنی جگہ مقرر کروں حافظ صاحب اور منشی محمد یعقوب صاحب سے یہ شہادت حلفاً دریافت کریں۔ اور اگر حافظ صاحب نے ایمان کو خیرباد کہہ کر انکار کیا تو اس ثبوت کو دیکھیں جو ہماری طرف سے پیش ہوگا اور پھر آپ ہی انصاف کریں۔ اسی پر منشی صاحب کے تمام الہامات پر قیاس کر لیا جائے گا جبکہ اُن کے پہلے الہام نے ہی مُرشد کی پگڑی اُتاری اور ان کا نام خر رکھا بلکہ سب خروں سے زیادہ کیونکہ وہی اوّل المصدقین ہیں تو پھر دوسروں کی حقیقت خود سمجھ لو۔ ہاں وہ جواب دے سکتے ہیں کہ میرے الہام نے جیسا کہ میرے مُرشد پر حملہ کرکے اس کو بے عزت کیا۔ ایسا ہی میری عزت بھی تو اس سے محفوظ نہیں رہی کیونکہ وہ الہام جو انہوں نے اپنی کتاب عصائے موسیٰ کے صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے یعنی اِنِّیْ مُھِیْنٌ لِّمَنْ اَرَادَ اِھَانَتَكَ جو بوجہ صلہ لام کے اس جگہ بموجب قاعدہ نحو کے فریق مقابل کو حق انتفاع بخشتا ہے۔ اس کے یہ معنی ہوتے ہیں جو مَیں تیرے مخالف کی تائید اور نُصرت کے لیے تجھے ذلیل کرونگا اور رسوا کرونگا۔ اور اگر کہو کہ اس میں سہو کاتب ہے اور دراصل لام نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہی الہام اس کتاب میں کئی جگہ نام کے ساتھ بار بار آیا ہے بلکہ کتاب کے اوّل میں بھی اور آخر میں بھی۔ اور ممکن نہیں کہ ہر جگہ سہو کاتب ہو۔ غرض یہ خوب الہامات ہیں جو کبھی مولوی عبداللہ صاحب کو جا پکڑتے ہیں اور کبھی خود ملہم صاحب کو اہانت کا وعدہ دیتے ہیں۔ منہ

---

[1] یعنی رسالہ اربعین (مرتب)

مسیح موعود ہونے کی تصدیق کی اور ایک شخص حافظ محمد یوسف نام نے جو ضلعدار نہر ہیں بلا واسطہ مجھ کو یہ خبر دی کہ مولوی عبد اللہ صاحب غزنوی نے خواب میں دیکھا کہ ایک نور آسمان سے قادیان پر گرا (یعنی اس عاجز پر) اور فرمایا کہ میری اولاد اس نُور سے محروم رہ گئی۔ یہ حافظ محمد یوسف صاحب کا بیان ہے جس کو مَیں نے بلاکم و بیش لکھ دیا۔ ولعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین۔ اور اس پر اور دلیل یہ ہے کہ یہی بیان دوسرے پیرایہ اور ایک دوسری تقریب کے وقت عبداللہ صاحب موصوف غزنوی نے حافظ محمد یوسف صاحب کے حقیقی بھائی منشی محمد یعقوب صاحب کے پاس کیا اور اس بیان میں میرا نام لے کر کہا کہ دُنیا کی اصلاح کے لیے مجدّد آنے والا تھا وہ میرے خیال میں مرزا غلام احمد ہے۔ یہ لفظ ایک خواب کی تعبیر میں فرمایا۔ اور کہا کہ شاید[۲] اس نُور سے مُراد جو آسمان سے اُترتا دیکھا گیا مرزا غلام احمد ہے۔ یہ دونوں صاحب زندہ موجود ہیں اور دوسرے صاحب کی دستی تحریر اس بارے میں میرے پاس موجود ہے۔ اب تلاؤ کہ ایک فریق تو مجھے کافر کہتا ہے اور دجّال نام رکھتا ہے اور اپنے مخالفانہ الہام سُناتا ہے جن میں سے منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ ہیں جو مولوی عبداللہ صاحب کے مُرید ہیں اور دوسرا فریق مجھے آسمان کا نُور سمجھتا ہے اور اس بارے میں اپنے کشف ظاہر کرتا ہے جیسا کہ منشی الٰہی بخش صاحب کا مُرشد مولوی عبداللہ صاحب غزنوی اور پیر صاحب العلم ہیں۔ اب کس قدر اندھیر کی بات ہے کہ مُرشد خدا سے الہام پاکر میری تصدیق کرتا ہے اور مُرید مجھے کافر ٹھیراتا ہے۔ کیا یہ سخت فتنہ نہیں ہے؟ کیا ضروری نہیں کہ اس فتنہ کو کسی تدبیر سے درمیان سے اٹھایا جائے؟ اور وہ یہ طریق ہے کہ اوّل ہم اس بزرگ کو مخاطب کرتے ہیں جس نے اپنے بزرگ مُرشد کی مخالفت کی ہے یعنی منشی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ کو۔ اور ان کے لیے دو طور پر طریق فیصلہ قرار دیتے ہیں۔ اوّل یہ کہ ایک مجلس میں ان ہر دو گواہوں سے میری حاضری میں یا میرے کسی وکیل کی حاضری میں مولوی عبداللہ صاحب کی روایت کو دریافت کرلیں اور اُستاد کی عزّت کا لحاظ کرکے اس کی گواہی کو قبول کریں اور پھر اس کے بعد

---

[۱] حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار نہر نے بہت سے لوگوں کے پاس مولوی عبداللہ صاحب کے اس کشف کا ذکر کیا تھا۔ ایسے ثبوت بہم پہنچ گئے ہیں کہ اب حافظ صاحب کو مجال گریز نہیں۔ حافظ صاحب کی اب آخری عمر ہے۔ اب ان کی دیانت اور تقویٰ آزمانے کے لیے ایک مدت کے بعد ہمیں موقعہ ملا ہے۔ منہ

[۲] یاد رہے کہ منشی محمد یعقوب صاحب برادر حقیقی حافظ محمد یوسف صاحب نے بمقام امرتسر بتقریب مباہلہ عبدالحق غزنوی مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کا یہ بیان لوگوں کو سنایا تھا جو چار سَو کے قریب آدمی ہونگے اس وقت انہوں نے شاید کا لفظ استعمال نہیں کیا تھا بلکہ رو رو کر اسی حالت میں کہ ان کا منہ آنسوؤں سے تر تھا یقینی اور قطعی الفاظ میں بیان کیا کہ مولوی عبداللہ صاحب نے میری بیوی کی خواب سُنکر فرمایا تھا کہ وہ نُور جو خواب میں دیکھا گیا کہ آسمان سے نازل ہوا اور دُنیا کو روشن کردیا۔ وہ مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ منہ

اپنی کتاب عصائے موسیٰ کو مع اس کی تمام نکتہ چینیوں کے کسی ردی میں پھینک دیں[1]۔ کیونکہ مُرشد کی مخالفت آثار سعادت کے برخلاف ہے اور اگر وہ اب مُرشد سے عقوق اختیار کرتے ہیں اور عاق شدہ فرزندوں کی طرح مقابلہ پر آتے ہیں تو وہ تو فوت ہو گئے ان کی جگہ مجھے مخاطب کریں اور کسی آسمانی طریق سے میرے ساتھ فیصلہ کریں مگر پہلی شرط یہ ہے کہ اگر مُرشد کی ہدایت سے سرکش ہیں تو ایک چھپا ہوا اشتہار شائع کر دیں کہ میں عبداللہ صاحب کے کشف اور الہام کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اور اپنی باتوں کو مقدم رکھتا ہوں۔ اس طریق سے فیصلہ ہو جائیگا۔ میں اس فیصلہ کے لیے حاضر ہوں۔ جواب باصواب دو ہفتہ تک آنا چاہیئے مگر چھپا ہوا اشتہار ہو۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدٰے

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء

---

[1] جبکہ منشی الٰہی بخش صاحب کو الہام ہو چکے ہیں کہ مولوی عبداللہ صاحب کی مخالفت ضلالت ہے تو ان کو چاہیئے کہ اپنے اس الہام سے ڈریں اور لَا تَكُوْنُوْٓا اَوَّلَ كَافِرٍۢ بِهٖ کا مصداق نہ بنیں اور حافظ محمد یوسف صاحب کے کسی غائبانہ انکار پر بھروسہ نہ کر بیٹھیں۔ حافظ صاحب کی ایک مضبوط کل ہمارے ہاتھ میں آگئی ہے۔ اوّل ہم اُن کو ایک مجلس میں قسم دیں گے اور پھر وہ قطعی ثبوت کی حقیقت ظاہر کریں گے۔ پھر منشی الٰہی بخش صاحب اپنی کتاب عصائے موسیٰ میں مولوی عبداللہ صاحب غزنوی کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ بڑے بزرگ صاحب انفاس اور صاحب کشف و الہام تھے۔ ان کی صحبت میں تاثیرات تھیں ہم ان کے ادنیٰ غلام ہیں۔ مَیں کہتا ہوں کہ جبکہ وہ ایسے بزرگ تھے اور آپ اُن کے ادنیٰ مُرید ہیں تو آپ کیوں ایسے بزرگ پر ہاتھ صاف کرنے لگے تعجب کہ وہ یہ کہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی نور آسمانی ہے اور اس طرح پر وہ میری تصدیق کریں اور آپ یہ الہام پیش کریں کہ موسیٰ☆ نتواں گشت بتصدیق خرے چند۔ اب آپ ہی بتلا دیں کہ جو شخص اپنے ایسے مرشد کو گدھا قرار دے وہ کیسا ہے اور اس کا یہ الہام کس قسم کا ہے؟ شرم! شرم! شرم! منہ

☆ سہو کاتب معلوم ہوتا ہے۔ دراصل لفظ عیسیٰ ہوگا۔ چنانچہ پہلے بھی یہ مذکور ہوا ہے۔ وہاں لفظ عیسیٰ ہے۔ (مصحح)

(۲۳۷)

(ضمیمہ اربعین نمبر ۳ و ۴)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلّی

دردِ دل سے ایک دعوت قوم کو

میں نے اپنا رسالہ اربعین اس لیے شائع کیا ہے کہ مجھ کو کاذب اور مفتری گننے والے سوچیں کہ یہ ہر ایک پہلو سے فضل خدا کا جو مجھ پر ہے ممکن نہیں کہ بجز نہایت درجہ کے مقرب اللہ کے کسی معمولی ملہم پر بھی ہوسکے۔ چہ جائیکہ نعوذ باللہ ایک مفتری بدکردار کو یہ نشان اور مرتبہ حاصل ہو۔

اے میری قوم! خدا تیرے پر رحم کرے۔ خدا تیری آنکھیں کھولے۔ یقین کر کہ میں مفتری نہیں ہوں۔ خدا کی ساری پاک کتابیں گواہی دیتی ہیں کہ مفتری جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اس کو وہ عمر ہرگز نہیں ملتی جو صادق کو مل سکتی ہے۔ تمام صادقوں کا بادشاہ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ اس کو وحی پانے کے لیے تئیس برس کی عمر ملی۔ یہ عمر قیامت تک صادقوں کا پیمانہ ہے اور ہزاروں لعنتیں خدا کی اور فرشتوں کی اور خدا کے پاک بندوں کی اس شخص پر ہیں جو اس پاک پیمانہ میں کسی خبیث مفتری کو شریک سمجھتا ہے۔ اگر قرآن کریم میں آیت لو تقوّل بھی نازل نہ ہوتی اور اگر خدا کے تمام پاک نبیوں نے نہ فرمایا ہوتا کہ صادقوں کا پیمانۂ عمرِ وحی پانے کا کاذب کو نہیں ملتا تب بھی ایک سچے مسلمان کی وہ محبت جو اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونی چاہیئے کبھی اس کو اجازت نہ دیتی کہ وہ یہ بے باکی اور بے ادبی کا کلمہ منہ پر لا سکتا کہ یہ پیمانہ وحی نبوت یعنی تئیس برس جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا یہ کاذب کو بھی مل سکتا ہے۔ پھر جس حالت میں قرآن شریف نے صاف لفظوں میں فرما دیا کہ اگر یہ نبی کاذب ہوتا تو یہ پیمانہ عمر وحی پانے کا اس کو عطا نہ ہوتا۔ اور توریت نے بھی یہی گواہی دی اور انجیل نے بھی یہی۔ تو پھر کیسا اسلام اور کیسی مسلمانی ہے کہ ان تمام گواہیوں کو صرف میرے بغض کے لیے ایک ردّی چیز کی طرح پھینک دیا گیا اور خدا کے پاک قول کا کچھ بھی لحاظ نہ کیا۔ میں سمجھ نہیں سکتا کہ یہ کیسی ایمانداری ہے کہ ہر ایک ثبوت جو پیش کیا جاتا ہے اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے اور وہ اعتراضات بار بار پیش

کرتے ہیں جن کا صدہا مرتبہ جواب دیا گیا ہے اور جو صرف میرے پر ہی نہیں ہیں بلکہ اگر اعتراض ایسی باتوں کا ہی نام ہے جو میری نسبت بطور نکتہ چینی ان کے مُنہ سے نکلتے ہیں تو اُن میں تمام نبی شریک ہیں ۔میری نسبت جو کچھ کہا جاتا ہے پہلے سب کچھ کہا گیا ہے ۔ ہائے! یہ قوم نہیں سوچتی کہ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں تھا تو کیوں عین صدی کے سر پر اس کی بنیاد ڈالی گئی اور پھر کوئی بتلا نہ سکا کہ تم جھوٹے ہو اور سچا فلاں آدمی ہے۔ ہائے! یہ لوگ نہیں سمجھتے کہ اگر مہدی معہود موجود نہیں تھا تو کس کے لیے آسمان نے خسوف کسوف کا معجزہ دکھلایا۔ افسوس یہ بھی نہیں دیکھتے کہ یہ دعویٰ بے وقت نہیں ۔ اسلام اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر فریاد کر رہا تھا کہ مَیں مظلوم ہوں اور اب وقت ہے کہ آسمان سے میری نصرت ہو۔ تیرھویں صدی میں ہی دل بول اُٹھے تھے کہ چودھویں صدی میں ضرور خدائی نصرت اور مدد آئے گی۔ بہت سے لوگ قبروں میں جا سوئے جو رو رو کر اس صدی کی انتظار کرتے تھے اور جب خدا کی طرف سے ایک شخص بھیجا گیا تو محض اس خیال سے کہ اس نے موجودہ مولویوں کی ساری باتیں تسلیم نہیں کیں اس کے دشمن ہو گئے۔ مگر ہر ایک خدا کا فرستادہ جو بھیجا جاتا ہے ضرور ایک ابتلاء ساتھ لاتا ہے۔ حضرت عیسیٰ جب آئے تو بدقسمت یہودیوں کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ ایلیا دوبارہ آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ اور ضرور تھا کہ پہلے ایلیا آسمان سے نازل ہوتا تب مسیح آتا۔ جیسا کہ ملاکی نبی کی کتاب میں لکھا ہے اور جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوتے تو اہل کتاب کو یہ ابتلاء پیش آیا کہ یہ نبی بنی اسرائیل میں سے نہیں آیا۔ اب کیا ضرور نہ تھا کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت بھی کوئی ابتلاء ہو۔ اور اگر مسیح موعود تمام باتیں اسلام کے تہتّر فرقہ کی مان لیتا تو پھر کن معنوں سے اس کا نام حَکَمْ رکھا جاتا۔ کیا وہ باتوں کو ماننے آیا تھا یا منوانے آیا تھا؟ تو اس صورت میں اس کا آنا بھی بیسود تھا۔ سو اے قوم! تم ضد نہ کرو۔ ہزاروں باتیں ہوتی ہیں جو قبل از وقت سمجھ نہیں آتیں۔ ایلیا کے دوبارہ آنے کی اصل حقیقت حضرت مسیح سے پہلے کوئی نبی سمجھا نہ سکا تا یہود حضرت مسیح کے ماننے کے لیے تیار ہو جاتے۔ ایسا ہی اسرائیلی خاندان میں سے خاتم الانبیاء آنے کا خیال جو یہود کے دل میں مرکوز تھا اس خیال کو بھی کوئی نبی پہلے نبیوں میں سے صفائی کے ساتھ دور نہ کر سکا۔ اسی طرح مسیح موعود کا مسئلہ بھی مخفی چلا آیا۔ تا سنت اللہ کے موافق اس میں بھی ابتلاء ہو۔ بہتر تھا کہ میرے مخالف اگر ان کو ماننے کی توفیق نہیں دی گئی تھی تو بارے کچھ مدت زبان بند رکھ کر اور کف لسان اختیار کر کے میرے انجام کو دیکھتے۔ اب جس قدر عوام نے بھی گالیاں دیں یہ سب گناہ مولویوں کی گردن پر ہے۔ افسوس یہ لوگ فراست سے بھی کام نہیں لیتے۔ مَیں ایک دائم المرض آدمی ہوں اور وہ دو زرد چادریں جن کے بارے میں حدیثوں میں ذکر ہے کہ ان دو چادروں میں مسیح نازل ہوگا وہ دو زرد چادریں میرے شامل حال ہیں جن کی تعبیر علم تعبیر الرؤیا کے رو سے دو بیماریاں ہیں۔ سو ایک چادر میرے اُوپر کے حصہ میں ہے کہ ہمیشہ سر درد اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے اور دوسری چادر جو میرے نیچے کے حصہ بدن میں ہے وہ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامنگیر ہے اور بسا اوقات سَو سَو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے

اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔ بسا اوقات میرا یہ حال ہوتا ہے کہ نماز کے لیے جب زینہ چڑھ کر اوپر جاتا ہوں تو مجھے اپنی ظاہری حالت پر اُمید نہیں ہوتی کہ زینہ کی ایک سیڑھی سے دوسری سیڑھی پر پاؤں رکھنے تک مَیں زندہ رہوں گا۔ اب جس شخص کی زندگی کا یہ حال ہے کہ ہر روز موت کا سامنا اس کے لیے موجود ہوتا ہے اور ایسے مریضوں کے انجام کی نظیریں موجود ہیں تو وہ ایسی خطرناک حالت کے ساتھ کیونکر افتراء پر جرأت کر سکتا ہے اور وہ کس صحت کے بھروسے پر کہتا ہے کہ میری اسّی برس کی عمر ہوگی۔ حالانکہ ڈاکٹری تجارب تو اس کو موت کے پنجہ میں ہر وقت پھنسا ہوا خیال کرتے ہیں۔ ایسی مرضوں والے مدقوق کی طرح گداز ہو کر جلد مرجاتے ہیں یا کاربنکل یعنی سرطان سے اُن کا خاتمہ ہوجاتا ہے تو پھر جس زور سے مَیں ایسی حالتِ پُرخطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے؟ جب مَیں بدن کے اُوپر کے حصہ میں ایک بیماری اور بدن کے نیچے کے حصہ میں ایک دوسری بیماری دیکھتا ہوں تو میرا دل محسوس کرتا ہے کہ یہ وہی دو چادریں ہیں جن کی خبر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

مَیں محض نصیحتاً لِلّٰہ مخالف علماء اور ان کے ہمخیال لوگوں کو کہتا ہوں کہ گالیاں دینا اور بدزبانی کرنا طریقِ شرافت نہیں ہے۔ اگر آپ لوگوں کی یہی طینت ہے تو خیر آپ کی مرضی۔ لیکن اگر مجھے آپ لوگ کاذب سمجھتے ہیں تو آپ کو یہ بھی تو اختیار ہے کہ مساجد میں اکٹھے ہو کر یا الگ الگ میرے پر بددُعائیں کریں اور رو رو کر میرا استیصال چاہیں۔ پھر اگر میں کاذب ہوں گا تو ضرور وہ دعائیں قبول ہو جائیں گی اور آپ لوگ ہمیشہ دعائیں کرتے بھی ہیں لیکن یاد رکھیں کہ اگر آپ اس قدر دعائیں کریں کہ زبانوں میں زخم پڑ جائیں اور اس قدر رو رو کر سجدوں میں گریں کہ ناک گھِس جائیں اور آنسوؤں سے آنکھوں کے حلقے گل جائیں اور پلکیں جھڑ جائیں اور کثرت گریہ وزاری سے بینائی کم ہوجائے اور آخر دماغ خالی ہو کر مرگی پڑنے لگے یا مالیخولیا ہوجائے تب بھی وہ دُعائیں سُنی نہیں جائیں گی کیونکہ مَیں خدا سے آیا ہوں۔ جو شخص میرے پر بددُعا کریگا وہ بددُعا اسی پر پڑیگی۔ جو شخص میری نسبت یہ کہتا ہے کہ اس پر لعنت ہو وہ لعنت اس کے دل پر پڑتی ہے مگر اس کو خبر نہیں اور جو شخص میرے ساتھ اپنی کُشتی قرار دے کر یہ دُعائیں کرتا ہے کہ ہم میں سے جو جھُوٹا ہے وہ پہلے مرے۔ اس کا نتیجہ وہی ہے جو مولوی غلام دستگیر قصوری نے دیکھ لیا۔ کیونکہ اس نے عام طور پر شائع کر دیا تھا کہ مرزا غلام احمد اگر جھُوٹا ہے اور ضرور جھوٹا ہے تو وہ مجھ سے پہلے مرے گا اور اگر مَیں جھوٹا ہوں تو مَیں پہلے مرجاؤں گا اور یہی دُعا بھی کی تو پھر آپ ہی چند روز کے بعد مَر گیا۔ اگر وہ کتاب چھپ کر شائع نہ ہوجاتی تو اس واقعہ پر کون اعتبار کر سکتا۔ مگر اب تو وہ اپنی موت سے میری سچائی کی گواہی دے گیا۔ پس ہر ایک شخص جو ایسا مقابلہ کریگا اور ایسے طور کی دُعا کریگا تو وہ ضرور غلام دستگیر کی طرح میری سچائی کا گواہ بن جائے گا۔ بھلا سوچنے کا مقام ہے کہ اگر لیکھرام کے مارے جانے کی نسبت بعض شریروں ظالم طبع نے میری جماعت کو اس کا قاتل قرار دیا ہے حالانکہ

وہ ایک بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا اور ایک میری پیشگوئی تھی جو پوری ہوئی۔ تو یہ تبلادیں کہ مولوی غلام دستگیر کو میری جماعت میں سے کس نے مارا؟ کیا یہ سچ نہیں کہ وہ بغیر میری درخواست کے آپ ہی ایسی دُعا کر کے دُنیا سے کُوچ کر گیا۔ کوئی زمین پر مَر نہیں سکتا جب تک آسمان پر نہ مارا جائے میری رُوح میں وہی سچائی ہے جو ابراہیم علیہ السلام کو دی گئی تھی۔ مجھے خدا سے ابراہیمی نسبت ہے۔ کوئی میرے بھید کو نہیں جانتا مگر میرا خدا۔ مخالف لوگ عبث اپنے تئیں تباہ کر رہے ہیں۔ مَیں وہ پودا نہیں ہوں کہ ان کے ہاتھ سے اُکھڑ سکوں۔ اگر اُن کے پہلے اور ان کے پچھلے اور ان کے زندے اور ان کے مُردے تمام جمع ہو جائیں اور میرے مارنے کے لیے دُعائیں کریں تو میرا خدا اُن تمام دُعاؤں کو لعنت کی شکل پر بنا کر اُن کے مُنہ پر مارے گا۔ دیکھو صدہا دانشمند آدمی آپ لوگوں کی جماعت میں سے نکل کر ہماری جماعت میں ملتے جاتے ہیں۔ آسمان پر ایک شور برپا ہے اور فرشتے پاک دلوں کو کھینچ کر اس طرف لا رہے ہیں۔ اب اس آسمانی کارروائی کو کیا انسان روک سکتا ہے؟ بھلا اگر کچھ طاقت ہے تو روکو وہ تمام مکر و فریب جو نبیوں کے مخالف کرتے رہے ہیں وہ سب کرو اور کوئی تدبیر اُٹھا نہ رکھو ناخنوں تک زور لگاؤ۔ اتنی بددعائیں کرو کہ موت تک پہنچ جاؤ۔ پھر دیکھو کہ کیا بگاڑ سکتے ہو؟ خدا کے آسمانی نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں مگر بدقسمت انسان دُور سے اعتراض کرتے ہیں جن دلوں پر مُہریں ہیں اُن کا ہم کیا علاج کریں اے خدا! تُو اس اُمت پر رحم کر۔ آمین۔

المشتہر خاکسار

مرزا غلام احمد از قادیان

۲۹؍ دسمبر ۱۹۰۰ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(۲۳۸)

ایک ضروری تجویز

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

یہ امر ہمیشہ میرے لیے موجب غم اور پریشانی کا تھا کہ وہ تمام سچائیاں اور پاک معارف اور دین اسلام کی حمایت میں پختہ دلائل اور انسانی رُوح کو اطمینان دینے والی باتیں جو میرے پر ظاہر ہوتیں اور ہو رہی ہیں ان تسلی بخش براہین اور مؤثر تقریروں سے ملک کے تعلیم یافتہ لوگوں اور یورپ کے حق کے طالبوں کو اب تک کچھ بھی فائدہ نہیں ہوا۔ یہ درد دل اس قدر تھا کہ آئندہ اس کی برداشت مشکل تھی۔ مگر چونکہ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ قبل اس کے کہ ہم اس ناپائدار گھر سے گذر جائیں ہمارے تمام مقاصد پورے کردے اور ہمارے لیے وہ آخری سفر حسرت کا سفر نہ ہو۔ اس لیے اس مقصد کے پُورا کرنے کے لیے جو ہماری زندگی کا اصل مقصود ہے ایک تدبیر پیدا ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آج چند ایک احباب نے اپنے مخلصانہ مشورہ سے مجھے توجہ دلائی ہے کہ ایک رسالہ (میگزین) بزبان انگریزی مقاصد مذکورہ بالا کے اظہار کے لیے نکالا جائے جس میں مقصود بالذات ان مضامین کا شائع کرنا ہوگا۔ جو تائید اسلام میں میرے ہاتھ سے نکلے ہوں اور جائز ہوگا کہ اور صاحبوں کے مذہبی یا قومی مضامین بھی بشرطیکہ ہم ان کو پسند کریں اس رسالہ میں شائع ہوں۔

اس رسالہ کی اشاعت کے لیے سب سے زیادہ دو امر قابل غور ہیں۔ ایک یہ کہ اس رسالہ کا نظم ونسق کس کے ہاتھ میں ہو۔ اور دوسرا یہ کہ اس کے مستقل سرمایہ کی کیا تجویز ہو۔ سو امر اوّل کے متعلق ہم نے یہ پسند کیا ہے کہ اس اخبار کے ایڈیٹر مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے پلیڈر اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے پلیڈر مقرر ہوں۔ اور ان ہر دو صاحبان نے اس خدمت کو قبول کر لیا ہے۔ امر دوم سرمایہ ہے۔ سو اس کے متعلق بالفعل کسی قسم کی رائے زنی نہیں ہوسکتی۔ اور یہی ایک بڑا بھاری امر ہے جو سوچنے کے لائق ہے۔ اس لیے قرین مصلحت یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک مجلس دوستوں کی منعقد کر کے اس کے متعلق بحث کی جائے اور جو طریق بہتر اور اَولیٰ معلوم ہو وہی اختیار کیا جائے۔ مگر یہ بات ظاہر کرنے کے لائق ہے کہ مجھے اس سرمایہ کے انتظام میں کچھ دخل نہیں ہوگا اور غالباً اس کو ایک امر تجارتی تصوّر کر کے ایسے ممبر مقرر کئے جائیں گے جو

اس تجارت کے حصّہ دار ہوں گے اور انہی کی تجویز اور مشورہ سے جس طور سے مناسب سمجھیں گے یہ روپیہ جمع ہوکر کسی بینک میں جمع کیا جاوے گا ۔ لیکن چونکہ ایسے امور صرف اشتہارات سے تصفیہ نہیں پا سکتے لہٰذا مَیں نے مناسب سمجھا ہے کہ اس جلسہ کے لیے بڑی عید کا دن قرار پاوے اور جہاں تک ممکن ہو سکے ہمارے دوست کوشش کریں کہ اس دن قادیان پہنچ جائیں ۔ تب سرمایہ کے متعلق بحث اور گفتگو ہو جائیگی کہ کس طور سے یہ سرمایہ جمع ہونا چاہیئے اور اس کے خرچ کے لیے انتظام کیا ہوگا ۔ یہ سب حاضرین جلسہ کی کثرت رائے پر فیصلہ ہوگا ۔ بالفعل اس کا ذکر قبل از وقت ہے ۔ ہاں ہر ایک صاحب کو چاہیئے کہ اس رائے کے ظاہر کرنے کے لیے طیار ہو کر آئیں ۔ اور یہ یاد رکھیں کہ یہ چندہ صرف تجارتی طور پر ہوگا ۔ اور ہر ایک چندہ دینے والا بقدر اپنے روپیہ کے اپنا حق اس تجارت میں قائم کریگا ۔ اور اس کے ہر ایک پہلو پر بحث جلسہ کے وقت میں ہوگی ۔ یہ خیراتی چندہ نہیں ہے ۔ ایک طور کی تجارت ہے جس میں شراکت صرف دینی تائید تک ہے ۔ اس سے زیادہ کوئی امر نہیں ۔ والسلام ۔ اس امر کے متعلق خط و کتابت خواجہ کمال الدین صاحب پلیڈر پشاور سے کی جائے ۔

المشـــــــــــــــــــــــــــــتھر

مرزا غلام احمد از قادیان

۱۵؍ جنوری ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان　　　　(یہ اشتہار ایک صفحہ کا فل سکیپ سائز پر ہے)

(۲۳۹)

خُدا کے فضل سے بڑا معجزہ ظاہر ہوا

ہزار ہزار شکر اُس قادر یکتا کا ہے جس نے اس عظیم الشان میدان میں مجھ کو فتح بخشی اور باوجود اس کے کہ ان ستر دنوں میں کئی قسم کے موانع پیش آئے چند دفعہ میں سخت مریض ہوا۔ بعض عزیز بیمار رہے۔ مگر پھر بھی یہ تفسیر اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ جو شخص اس بات کو سوچے گا کہ یہ وہ تفسیر ہے جو ہزاروں مخالفوں کو اسی امر کے لیے دعوت کرکے بالمقابل لکھی گئی ہے وہ ضرور اس کو ایک بڑا معجزہ یقین کرے گا۔ بھلا میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر کس نے ایسے معرکہ کے وقت کہ جب مخالف علماء کو غیرت دِہ الفاظ کے ساتھ بولایا گیا تھا تفسیر لکھنے سے ان کو روک دیا۔ اور کس نے ایسے شخص یعنی اس عاجز کو جو مخالف علماء کے خیال میں ایک جاہل ہے۔ جو اُن کے خیال میں ایک صیغہ عربی کا بھی صحیح طور پر نہیں جانتا ایسی لاجواب اور فصیح بلیغ تفسیر لکھنے پر باوجود امراض اور تکالیف بدنی کے قادر کر دیا کہ اگر مخالف علماء کوشش کرتے کرتے کسی دماغی صدمہ کا بھی نشانہ ہو جاتے تب بھی اس کی مانند تفسیر نہ لکھ سکتے۔ اور اگر ہمارے مخالف علماء کے بس میں ہوتا یا خدا اُن کی مدد کرتا تو کم سے کم اس وقت ہزار تفسیر اُن کی طرف سے بالمقابل شائع ہونی چاہیئے تھی، لیکن اب ان کے پاس اس بات کا کیا جواب ہے کہ ہم نے اس بالمقابل تفسیر نویسی کو مدار فیصلہ ٹھیرا کر مخالف علماء کو دعوت کی تھی اور ستر دن کی میعاد تھی جو کچھ کم نہ تھی اور میں اکیلا اور وہ ہزارہا عربی دان اور عالم فاضل کہلانے والے تھے تب بھی وہ تفسیر لکھنے سے نامراد رہے۔ اگر وہ تفسیر لکھتے اور سورۃ فاتحہ سے میرے مخالف ثبوت پیش کرتے تو ایک دُنیا اُن کی طرف اُلٹ پڑتی۔ پس وہ کونسی پوشیدہ طاقت ہے جس نے ہزاروں کے ہاتھوں کو باندھ دیا اور دماغوں کو پست کر دیا اور علم اور سمجھ کو چھین لیا۔ اور سورۃ فاتحہ کی گواہی سے میری سچائی پر مُہر لگا دی اور ان کے دلوں کو ایک اور مُہر سے نادان اور نافہم کر دیا۔ ہزاروں کے روبرو ان کے چرک آلودہ کپڑے ظاہر کئے اور مجھے ایسی سفید کپڑوں کی خلعت پہنا دی جو برف کی طرح چمکتی تھی اور پھر مجھے ایک عزت کی کرسی پر بٹھا دیا اور سورۃ فاتحہ سے ایک عزت کا خطاب مجھے عنایت ہوا۔ وہ کیا ہے۔ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ۔ اور خدا کے فضل اور کرم کو دیکھو کہ تفسیر کے لکھنے میں دونوں فریق کے لیے

چار جُز کی شرط تھی یعنی یہ کہ ستّر دن کی میعاد تک چار جُز لکھیں لیکن وہ لوگ باوجود ہزاروں ہونے کے ایک جُز بھی نہ لکھ سکے اور مجھ سے خدائے کریم نے بجائے چار جُز کے ساڑھے باراں جُز لکھوا دیئے۔

اب مَیں علماء مخالفین سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ معجزہ نہیں ہے اور اس کی کیا وجہ ہے کہ معجزہ نہ ہو۔ کوئی انسان حتی المقدور اپنے لیے ذلّت قبول نہیں کرتا۔ پھر اگر تفسیر لکھنا مخالف مولویوں کے اختیار میں تھا تو وہ کیوں نہ لکھ سکے۔ کیا یہ الفاظ جو میری طرف سے اشتہارات میں شائع ہوئے تھے کہ جو فریق اب بالمقابل ستّر دن میں تفسیر نہیں لکھے گا وہ کاذب سمجھا جائیگا یہ ایسے الفاظ نہیں ہیں جو انسان غیرت مند کو اس پر آمادہ کرتے ہیں کہ سب کام اپنے پر حرام کرکے بالمقابل اس کام کو پورا کرے تا جھوٹا نہ کہلاوے۔ لیکن کیونکر مقابلہ کرسکتے۔ خدا کا فرمودہ کیونکر ٹل سکتا کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ[1]۔ خدا نے ہمیشہ کے لیے جب تک کہ دُنیا کا انتہا ہو یہ حجّت اُن پر پوری کرنی تھی کہ باوجودیکہ علم اور لیاقت کی یہ حالت ہے کہ ایک شخص کے مقابل پر ہزاروں اُن کے عالم و فاضل کہلانے والے دم نہیں مار سکتے پھر بھی کافر کہنے پر دلیر ہیں۔ کیا لازم نہ تھا کہ پہلے علم میں کامل ہوتے پھر کافر کہتے۔ جن لوگوں کے علم کا یہ حال ہے کہ ہزاروں مل کر بھی ایک شخص کا مقابلہ نہ کرسکے۔ چار جُز کی تفسیر نہ لکھ سکے ان کے بھروسہ پر ایک ایسے مامور من اللہ کی مخالفت اختیار کرنا جو نشان پر نشان دکھلا رہا ہے بڑے بدقسمتوں کا کام ہے۔

بالآخر ایک اور ہزار شکر کا مقام ہے کہ اس موقعہ پر ایک پیشگوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی پوری ہوئی۔ اور وہ یہ ہے کہ اس ستّر دن کے عرصہ میں کچھ بباعثِ امراض لاحقہ اور کچھ بباعث اسکے کہ بوجہ بیماری بہت سے دن تفسیر لکھنے سے سخت معذوری رہی۔ اُن نمازوں کو جو جمع ہوسکتی ہیں جمع کرنا پڑا۔ اور اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی جو درِّ منثور اور فتح باری اور تفسیر ابن کثیر وغیرہ کتب میں ہے کہ تُجْمَعُ لَہُ الصَّلٰوۃُ یعنی مسیح موعود کے لیے نماز جمع کی جائے گی۔ اب ہمارے مخالف علماء یہ بھی بتلاویں کہ کیا وہ اس بات کو مانتے ہیں یا نہیں کہ یہ پیشگوئی پوری ہوکر مسیح موعود کی وہ علامت بھی ظہور میں آگئی۔ اور اگر نہیں مانتے تو کوئی نظیر پیش کریں کہ کسی نے مسیح موعود کا دعویٰ کرکے دو ماہ تک نمازیں جمع کی ہوں۔ یا بغیر دعویٰ ہی نظیر پیش کرو۔ والسلام علٰی من اتبع الھدٰی۔

الـمشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

۲۰ ر فروری ۱۹۰۱ء

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ۳ صفحہ پر ہے جس پر پریس کا نام نہیں)

---

[1] المجادلۃ : ۲۲

(۲۴۰)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَلصُّلْحُ خَیْرٌ

اے علماء قوم جو میرے مکذب اور مکفر ہیں یا میری نسبت متذبذب ہیں۔ آج پھر میرے دل میں خیال آیا کہ مَیں ایک مرتبہ پھر آپ صاحبوں کی خدمت میں مصالحت کے لیے درخواست کروں۔ مصالحت سے میری یہ مراد نہیں ہے کہ میں آپ صاحبوں کو اپنا ہم عقیدہ بنانے کے لئے مجبور کروں یا اپنے عقیدہ کی نسبت اس بصیرت کے مخالف کوئی کمی بیشی کروں۔ جو خدا نے مجھے عطا فرمائی ہے۔ بلکہ اس جگہ مصالحت سے صرف یہ مراد ہے کہ فریقین ایک پختہ عہد کریں کہ وہ اور تمام وہ لوگ جو اُن کے زیر اثر ہیں۔ ہر ایک قسم کی سخت زبانی[1] سے باز رہیں۔ اور کسی تحریر یا تقریر یا اشارہ کنایہ سے فریق مخالف کی عزت پر حملہ نہ کریں۔ اور اگر دونوں فریق میں سے کوئی صاحب اپنے فریق مخالف کی مجلس میں جائیں تو جیسا کہ شرط تہذیب اور شائستگی ہے فریق ثانی مدارات سے پیش آئیں۔

یہ تو ظاہر ہے کہ انجام کار انہی اصولوں یا مدارات کی طرف لوگ آجاتے ہیں جب دیکھتے ہیں کہ ایک فریق دُنیا میں بکثرت پھیل گیا ہے جیسا کہ آجکل حنفی شافعی مالکی حنبلی باوجود اُن سخت اختلافات کے جن کی وجہ سے مکّہ معظمہ کی ارض مقدسہ بھی ان کو ایک مصلّے پر جمع نہیں کر سکی۔ ایک دوسرے سے مخالطت اور ملاقات رکھتے ہیں، لیکن بڑی خوبی کی یہ بات ہے کہ کسی اندرونی فرقہ کی ابتدائی حالت میں ہی اس سے اخلاقی برتاؤ کیا جاتے۔ خدا جس کو نیست و نابود کرنا چاہتا ہے وہی نابود ہوتا ہے۔ انسانی کوششیں کچھ بگاڑ نہیں سکتیں۔ اگر یہ کاروبار خدا کی طرف سے نہیں ہے تو خود یہ سلسلہ تباہ ہو جائے گا۔ اور اگر خدا کی

---

[1] سخت زبانی میں یہ بات داخل ہوگی کہ ایک فریق دوسرے فریق کو ان الفاظ سے یاد کرے کہ وہ دجّال ہے یا بے ایمان ہے یا فاسق ہے۔ مگر یہ کہنا کہ اس کے بیان میں غلطی ہے یا وہ خاطی یا مخطی ہے سخت زبانی میں داخل نہیں ہوگا۔ منہ

طرف سے ہے تو کوئی دشمن اس کو تباہ نہیں کر سکتا۔ اس لیے محض قلیل جماعت خیال کر کے تحقیر کے درپے رہنا طریق تقویٰ کے برخلاف ہے۔ یہی تو وقت ہے کہ ہمارے مخالف علماء اپنے اخلاق دکھلائیں۔ ورنہ جب یہ احمدی فرقہ دُنیا میں چند کروڑ انسانوں میں پھیل جائے گا اور ہر ایک طبقہ کے انسان اور بعض ملوک بھی اس میں داخل ہو جائیں گے جیسا کہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے تو اُس زمانہ میں تو یہ کینہ اور بغض خود بخود لوگوں کے دلوں سے دُور ہو جائے گا، لیکن اس وقت کی مخالطت اور مدارات خدا کے لیے نہیں ہو گی اور اُس وقت مخالف علماء کا نرمی اختیار کرنا تقویٰ کی وجہ سے نہیں سمجھا جائے گا۔ تقویٰ دکھلانے کا آج ہی دن ہے جب کہ فرقہ دُنیا میں بجز چند ہزار انسان کے زیادہ نہیں۔ اور مَیں نے یہ انتظام کر لیا ہے کہ ہماری جماعت میں سے کوئی شخص تحریر یا تقریر کے ذریعہ سے کوئی ایسا مضمون شائع نہیں کریگا جس میں آپ صاحبوں میں سے کسی صاحب کی تحقیر اور توہین کا ارادہ کیا گیا ہو۔ اور اس انتظام پر اس وقت سے پورا عملدرآمد ہو گا جب کہ آپ صاحبوں کی طرف سے اسی مضمون کا ایک اشتہار نکلے گا اور آیندہ آپ پورے عہد سے ذمہ دار ہو جائیں گے کہ آپ صاحبان اور نیز ایسے لوگ جو آپ کے زیر اثر ہیں یا زیر اثر سمجھے جا سکتے ہیں ہر ایک قسم کی بدزبانی اور ہجو اور سب و شتم سے مجتنب رہیں گے اور اس نئے معاہدہ سے آیندہ اس بات کا تجربہ ہو جائے گا کہ کس فریق کی طرف سے زیادتی ہے۔ اس سے آپ صاحبوں کو ممانعت نہیں کہ تہذیب سے ردّ لکھیں اور نہ ہم اس طریق سے دستکش ہو سکتے ہیں، لیکن دونوں فریق پر واجب ہو گا کہ ہر ایک قسم کی بدزبانی اور بدگوئی سے مُنہ بند کریں۔ مجھے بہت خوشی ہو گی جب آپ کی طرف سے یہ اشتہار پہنچے گا اور اسی تاریخ سے ان تمام امور پر ہماری طرف سے بھی عملدرآمد شروع ہو گا۔ بالفعل اس اندرونی تفرقہ کے مٹانے کے لیے اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں۔ آیندہ جس فریق کے ساتھ خدا ہو گا وہ خود غالب ہوتا جائے گا۔ دُنیا میں سچائی اوّل چھوٹے سے تخم کی طرح آتی ہے اور پھر رفتہ رفتہ ایک عظیم الشان درخت بن جاتا ہے جو پھل اور پھول لاتا ہے اور حق جوئی کے پرندے اس میں آرام کرتے ہیں[۱]۔

المشتہر میرزا غلام احمد از قادیان۔ ۵؍مارچ ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ۷۰۰ کاپی (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے دو صفحوں پر ہے)

---

[۱] کم سے کم تین برس کے لیے یہ مصالحہ ضروری ہے اور اس خیال سے کہ حساب میں غلطی نہ ہو اس مصالحہ کی ابتدائی تاریخ یکم اپریل ۱۹۰۱ء مقرر کی گئی ہے کیونکہ معلوم نہیں کہ آپ صاحبوں کی طرف سے بعد باہمی مشورہ کب سب کے دستخطوں کے ساتھ جو پانچ علماء سے کم نہ ہوں جواب اشتہار نکلے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدٰے۔ منہ

(۲۴۱)

طاعون

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ ۶ ؍فروری ۱۸۹۸ء کو مَیں نے طاعون کے بارے میں ایک[1] پیشگوئی شائع کی تھی اور اس میں لکھا تھا کہ مجھے یہ دکھلایا گیا ہے کہ اس ملک کے مختلف مقاموں میں سیاہ رنگ کے پودے لگائے گئے ہیں اور وہ طاعون کے پودے ہیں۔ اور مَیں نے اطلاع دی تھی کہ توبہ اور استغفار سے وہ پودے دُور ہو سکتے ہیں۔ مگر بجائے توبہ اور استغفار کے وہ اشتہار بڑی ہنسی اور ٹھٹھے سے پڑھا گیا۔ اب مَیں دیکھتا ہوں کہ وہ پیشگوئی ان دنوں میں پوری ہو رہی ہے۔ خدا مُلک کو اس آفت سے بچاوے۔ اگر خدانخواستہ اس کی ترقی ہوئی تو وہ ایک ایسی بَلا ہے جس کے تصور سے بدن کانپتا ہے۔ سو اے عزیزو! اسی غرض سے پھر یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ سنبھل جاؤ اور خدا سے ڈرو اور ایک پاک تبدیلی دکھلاؤ۔ تا خدا تم پر رحم کرے اور وہ بَلا جو بہت نزدیک آگئی ہے خدا اس کو نابود کرے۔

اے غافلو! یہ ہنسی اور ٹھٹھے کا وقت نہیں ہے۔ یہ وہ بَلا ہے جو آسمان سے آتی اور صرف آسمان کے خدا کے حکم سے دُور ہوتی ہے۔ اگرچہ ہماری گورنمنٹ عالیہ بہت کوشش کر رہی ہے اور مناسب تدبیروں سے یہ کوشش ہے۔ مگر صرف زمینی کوششیں کافی نہیں۔ ایک پاک ہستی موجود ہے جس کا نام خُدا ہے یہ بَلا اسی کے ارادہ سے ملک میں پھیلی ہے۔ کوئی نہیں بیان کر سکتا کہ یہ کب تک رہے گی اور اپنے رخصت کے دنوں تک کیا کچھ انقلاب پیدا کرے گی اور کوئی کسی کی زندگی کا ذمہ دار نہیں۔ سو اپنے نفسوں اور اپنے بچوں اور اپنی بیویوں پر رحم کرو۔ چاہیئے کہ تمہارے گھر خدا کی یاد اور توبہ اور استغفار سے بھر جائیں اور تمہارے

---

[1] دیکھئے جلد ھذا صفحہ ۱۸۳ اشتہار نمبر ۱۸۶ (المرتب)

دل نرم ہو جائیں۔ بالخصوص میں اپنی جماعت کو نصیحتاً کہتا ہوں کہ یہی وقت توبہ اور استغفار کا ہے۔ جب بلا نازل ہو گئی تو پھر توبہ سے بھی فائدہ کم پہنچتا ہے۔ اب اس سخت سیلاب پر سچی توبہ سے بند لگاؤ۔ باہمی ہمدردی اختیار کرو۔ ایک دوسرے کو تکبر اور کینہ سے نہ دیکھو۔ خدا کے حقوق ادا کرو اور مخلوق کے بھی تا تم دوسروں کے بھی شفیع ہو جاؤ۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں جس میں مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو ایک بھی کامل راستباز ہو گا تب بھی یہ بلا اس شہر سے دفع کی جائے گی۔ پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا ایک شہر کو کھاتی جاتی اور تباہ کرتی جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر میں ایک بھی کامل راستباز نہیں۔ معمولی درجہ کی طاعون یا کسی اور وبا کا آنا ایک معمولی بات ہے۔ لیکن جب یہ بلا ایک کھا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر میں اپنا مُنہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راست بازوں کے وجود سے خالی ہے۔ تب اس شہر سے جلد نکلو یا کامل توبہ اختیار کرو۔ ایسے شہر سے نکلنا جس طرح طبی قواعد کے رُو سے مفید ہے ایسا ہی روحانی قواعد کے رُو سے بھی۔ مگر جس میں گناہ کا زہریلہ مادہ ہو وہ بہرحال خطرناک حالت میں ہے۔ پاک صحبت میں رہو کہ پاک صحبت اور پاکوں کی دُعا اس زہر کا علاج ہے۔ دُنیا ارضی اسباب کی طرف متوجہ ہے مگر جڑ اس مرض کی گناہ کا زہر ہے اور تریاقی وجود کی ہمسائگی فائدہ بخش ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ اپنے رسُول کو قرآن شریف میں فرماتا ہے۔ مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَھُمْ وَ اَنْتَ فِیْھِمْ[1] یعنی خدا ایسا نہیں ہے کہ وبا وغیرہ سے ان لوگوں کو ہلاک کرے جن کے شہر میں تو رہتا ہو۔ پس چونکہ وہ نبی علیہ السلام کامل راست باز تھا اس لیے لاکھوں کی جانوں کا وہ شفیع ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ مکہ جب تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف رکھتے رہے امن کی جگہ رہا۔ اور پھر جب مدینہ تشریف لائے تو مدینہ کا اس وقت نام یثرب تھا جس کے معنے ہیں ہلاک کرنے والا۔ یعنی اس میں ہمیشہ سخت وبا پڑا کرتی تھی۔ آپ نے داخل ہوتے ہی فرمایا کہ اب اس کے بعد اس شہر کا نام یثرب نہ ہو گا بلکہ اس کا نام مدینہ ہو گا یعنی تمدن اور آبادی کی جگہ۔ اور فرمایا کہ مجھے دکھایا گیا ہے کہ مدینہ کی وبا اس میں سے ہمیشہ کے لیے نکال دی گئی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور اب تک مکہ اور مدینہ ہمیشہ طاعون سے پاک رہے۔ میں اُس خدائے کریم کا شکر کرتا ہوں کہ اسی آیت کے مطابق اس نے مجھے بھی الہام کیا۔ اور وہ یہ ہے:

اَلْاَمْرَاضُ تُشَاعُ وَالنُّفُوْسُ تُضَاعُ۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ۔ اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ۔

یہ الہام اشتہار ۶ر فروری ۱۸۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے۔ اور یہ طاعون کے بارے میں ہے اس کا

---

[1] الانفال : ۳۴

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ موتوں کے دن آنے والے ہیں مگر نیکی اور توبہ کرنے سے ٹل سکتے ہیں۔ اور خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لے لیا ہے اور متفرق کئے جانے سے محفوظ رکھا۔ یعنی بشرط توبہ۔ اور براہین احمدیہ میں یہ الہام بھی درج ہے کہ:

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۔

یہ خدا کی طرف سے برکتیں ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔ اور یاد رہے کہ یہ ہماری تحریر محض نیک نیتی اور سچی ہمدردی کی راہ سے ہے۔

وما علی الرسول الا البلاغ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان

۱۷؍مارچ ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان ضلع گورداسپور

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے دو صفحوں پر ہے)

(۲۴۲)

الاعلان

ایها الاخوان من العرب و فارس و الشام و غیرها من بلاد الاسلام۔ اعلموا رحمکم اللہ انی کتبتُ ھذا الکتاب لکم ملھمًا مِنْ رَّبِّیْ ۔ و امرت ان ادعوکم الی صراطٍ ھُدیتُ الیه و اؤدّبکم بادبی و ھذا بعدما انقطع الامل من علماء ھذہ الدیار وتحقق انھم لا یبالون عقبی الدار۔ و انقطعت حرکتھم الی الصدق من تفالجٍ لا من فالج۔ ومانفعھم اثر دواءٍ ولا سعی معالجٍ ۔ وما بقی لاِجارِد المعارف فی ارضھم مرتع ولا فی اھلھا مطمع ۔ فعند ذالك القی فی قلبی من الحضرۃ ۔ ان اٰوی الیکم لطلب النصرۃ لتکونوا انصاری کاھل المدینۃ ۔ ومن نصرنی و صدقنی فقد ارضٰی ربّه وخیر البریۃ ۔ و

(ترجمہ)

اعلان

اے عرب، فارس، شام اور دوسرے ممالک کے مسلمان بھائیو! اللہ تم پر رحم کرے۔ تم یہ جان لو کہ مَیں نے تمہارے لیے یہ کتاب اپنے ربّ سے الہام پاکر لکھی ہے اور مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ مَیں تمہیں اس راستہ کی طرف بلاؤں جس کی طرف مجھے رہنمائی کی گئی ہے اور مَیں تمہیں اپنے آداب سکھاؤں اور یہ اس بات کے بعد ہوا ہے جبکہ مَیں اس علاقہ کے علماء سے ناامید ہوگیا اور یہ ثابت ہوگیا کہ انہیں آخرت کے گھر کی کوئی پروا نہیں اور بناوٹی فالج زدہ بننے کی وجہ سے نہ کہ (حقیقۃً) فالج ہونے کی وجہ سے سچائی کی طرف ان کی حرکت منقطع ہوگئی۔ اور ان پر کسی دوا کا اثر نہ ہوا۔ اور نہ کسی معالج کی کوشش نے انہیں فائدہ پہنچایا۔ اور معارف کے گھوڑوں کے لیے ان کے علاقہ میں کوئی چراگاہ باقی نہ رہی اور نہ اس کے اہل میں کوئی طمع کی جگہ۔ پس اس وقت بارگاہ ایزدی سے میرے دل میں یہ ڈالا گیا کہ مَیں تمہارے ہاں مدد طلب کرنے کے لیے پناہ لوں تاتم اہل مدینہ کی طرح میرے انصار بن جاؤ۔ اور جس نے میری مدد کی اور میری

ان شرّ الدّوابّ الصُّمُّ البُکم الذین لا یصغون الی الحق والحکمة - ولا یسمعون برھانا ولوکان من الحجج البالغة - واذا قیل لھم اٰمنوا بما اتاکم من ربّکم من الحق والبینة - بعد ایامٍ کثرت الفِرَقُ واختلافھم فیھا وتلاطم بحر الضلالة - قالوا لا نعرف ما الحق وانّا وجدنا اٰباءنا علیٰ عقیدة - وانا علیھا الیٰ یوم المنیّة - وما قلت لھم الا ما قال القراٰن - فما کان جوابھم الّا السبّ والھذیان - وان الله قد علمنی ان عیسیٰ ابن مریم قد مات - ولحق الاموات - وامّا الذی کان نازلاً من السماء فھو ھذا القائم بینکم کما اُوحی الیّ من حضرة الکبریاء - وکانت حقیقة النزولؔ[1] ظھور المسیح الموعود عند انقطاع الاسباب - وضعف الدولة الاسلامیة وغلبة الاحزاب - وکان ھذا اشارة الی ان الامر کلہ ینزل من

تصدیق کی اس نے اپنے رب کو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا اور جانوروں سے بھی بدتر وہ لوگ ہیں جو بہرے اور گونگے ہیں - اور حق اور حکمت کی طرف کان نہیں دھرتے اور نہ وہ کسی دلیل کو سننا چاہتے ہیں اگرچہ وہ حجّ بالغہ ہی سے کیوں نہ ہو - اور جب انہیں یہ کہا گیا کہ تم اس پر ایمان لاؤ جو تمہیں اپنے رب سے حق اور واضح دلائل سے دیا گیا ہے بعد ان ایام کے جبکہ بڑی تعداد میں فرقے پیدا ہو گئے اور ان کا باہمی اختلاف بڑھ گیا اور بحر ضلالت میں تلاطم برپا ہو گیا - تو انہوں نے کہا - ہم نہیں جانتے کہ حق کیا ہے - ہم نے تو اپنے آباء و اجداد کو ایک عقیدہ پر پایا ہے اور اس عقیدہ پر تا موت قائم رہیں گے - انہیں میں نے وہی کہا جو قرآن کریم نے کہا ہے لیکن ان کا جواب سوائے گالی گلوچ اور بکواس کے کچھ نہ تھا اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ علم دیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور مُردوں سے مل گئے ہیں - اور وہ شخص جو آسمان سے اُترنے والا تھا وہ یہی ہے جو تمہارے درمیان کھڑا ہے - جیسا کہ مجھے خدا کی طرف سے وحی کی گئی ہے اور نزول☆ کی حقیقت یہ تھی کہ مسیح موعود اسباب کے منقطع ہو جانے ، اسلامی حکومت کے کمزور ہونے اور

---

[1] الحاشیة :- اعلموا ان لفظ النزول قد اختیر للمسیح الموعود لوجھین (۱) احدھما لاظھار انقطاع الاسباب الارضیة کالحکومة والریاسة - والوسائل الحربیّة فی ملک یبعث فیہ من الحضرة الاحدیة - کانہ کانت اشارة اِلیٰ ان المسیح الموعود لا یأتی الا فی ملک لا یبقیٰ فیہ

☆ الحاشیة : جان لو کہ مسیح موعود کے لیے لفظ نزول دو وجوہ سے اختیار کیا گیا ہے (۱) ان میں سے ایک وجہ تو یہ ہے کہ اس بات کو ظاہر کرنا تھا کہ جس ملک میں وہ خدائے یگانہ کی طرف سے مبعوث ہو گا - اس میں زمینی اسباب جیسے حکومت ، ریاست اور جنگی وسائل منقطع ہو چکے ہوں گے - گویا اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود ایسے ملک

السّماء من غیر ضرب الاعناق وقتل الاعداء ۔ ویُریٰ کالشمس فی الضیاء ۔ ثم نقل اھل الظاھر ھٰذہ الاستعارۃ الی الحقیقۃ ۔ فھٰذہ اوّل مصیبۃٍ نزلت علی ھٰذہ الملۃ ۔ وما اراد اللّٰہ من انزال المسیح ۔ الا لیُری مقابلۃ الملتین بالتصریح ۔ فان نبینا المصطفٰی ۔ کان مثیل

دوسرے گروہوں کے غلبہ کے بعد ظاہر ہوگا ۔ اور یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ یہ امر سارے کا سارا بغیر گردنوں کے اُڑانے اور دشمنوں کے قتل کرنے کے آسمان سے نازل ہوگا اور روشنی میں سُورج کی مانند دکھائی دیگا ۔ لیکن اہل ظاہر نے اس استعارہ کی حقیقت پر محمول کرلیا اور یہ پہلی مصیبت تھی جو اس قوم پر نازل ہوئی اور انزال مسیح سے خدا تعالیٰ کا ارادہ اسکے سوا کچھ نہ تھا کہ وہ دونوں اقوام کا مقابلہ صراحت سے دکھائے کیونکہ ہمارے نبی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

للاسلام قوۃ ۔ ولا للمسلمین طاقۃ ۔ ومع ذالک یقومون للانکار ۔ ویریدون ان یطفؤا نور اللّٰہ فضلاً من ان یکونوا من الانصار ۔ فیؤیّد المسیح من لدن ربّ السّماء ۔ ولا یکون علیہ منۃ ۔ احد من ملوک الارض واھل الدول والامراء ۔ ولا یستعمل السیف والسنان ۔ فکانہ نزل من السّماء ونصرہ اللّٰہ من لدنہ واعان ۔ ثانیھا لاظھار شھرۃ المسیح الموعود فی اسرع الاوقات والزمان فی جمیع البلدان ۔ فان الشیئ الذی ینزل من السماء ۔ یراہ کل احد من قریب وبعید ومن الاطراف والانحاء ۔ ولا یبقی علیہ سِتْرٌ فی اعین ذوی الانصاف ۔ ولیشاھد کبرقٍ یبرق من طرف الی طرف حتی یحیط کدائرۃٍ علی الاطراف ۔ منہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

میں آئے گا جس میں اسلام کے لیے کوئی قوت باقی نہیں رہے گی نہ مسلمانوں میں کوئی طاقت ہوگی ۔ اس کے باوجود وہ انکار کے لیے کھڑے ہوں گے اور بجائے اس کے کہ وہ انصار میں سے ہوتے وہ اللہ تعالیٰ کے نُور کو بُجھانے کا ارادہ کریں گے ۔ پس آسمانوں کے ربّ کی طرف سے مسیح کی تائید ہوگی ۔ اور اس پر دُنیا کے بادشاہوں، نوابوں اور امراء میں سے کسی کا احسان نہ ہوگا ۔ اور تلوار اور نیزہ کا استعمال نہیں ہوگا (پس یوں سمجھا جائے گا کہ) گویا وہ آسمان سے نازل ہوا ۔ اور اللہ تعالیٰ نے (۲) دوسری وجہ مسیح موعود کے لیے لفظ نزول کے اختیار کرنے کی یہ ہے کہ اس سے اس بات کا اظہار کرنا مقصود تھا کہ مسیح موعود (وقت اور زمانہ کے لحاظ سے) بہت جلد تمام ممالک میں شہرت پا جائے گا ۔ اور جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے اس کو ہر ایک دیکھ لیتا ہے قریب ہو یا دُور یا اطراف وجوانب سے ہو ۔ اور منصف مزاج لوگوں کی نظر میں کوئی پردہ باقی نہیں رہتا اور وہ اس بجلی کی طرح دکھائی دیتی ہے جو ایک طرف سے چمکتی ہے اور پھر تمام اطراف پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہوجاتی ہے ۔ منہ

موسیٰ - وكانت سلسلة خلافة الاسلام - كمثل سلسلة خلافة الكليم من الله العلّام -
فوجب من ضرورة هذه المماثلة والمقابلة ان يظهر فی آخر هذه السلسلة مسیح كمسيح السلسلة
الموسوية - ويهود كاليهود الذين كفروا عيسیٰ وكذبوه وارادوا قتله وجروه الی
ارباب الحكومة - فمن العجب ان علماء الاسلام اعترفوا بان اليهود الموعودون فی آخر
الزمان ليسوا يهوداً فی الحقيقة - بل هم مثلهم من المسلمين فی الاعمال
والعادة - ثُمّ يقولون مع ذالك ان المسيح ينزل من السماء - وهو ابن مريم
رسول الله فی الحقيقة لا مثيله من الاصفياء - فكانهم حسبوا هذه الامة اردء
الامم واخبثهم - فانهم زعموا ان المسلمين قوم ليس فيهم احد يقال له انه مثيل
بعض الاخيار السابقين - واما مثيل الاشرار فكثير فيهم ففكّروا فيه يا معشر العاقلين
ثمّ ان مسئلة نزول عيسیٰ نبی الله كانت من اختراعات النصرانيين - واما القرآن
فتوفاه والحقه بالميتين - وما اضطرت النصاریٰ الیٰ نحت هذه العقيدة الواهية
الّا فی ايام الياس وقطع الامل من النصرة الموعودة - فان اليهود كانوا يسخرون منهم و

مثیل موسیٰ تھے اور خلافت اسلامیہ کا سلسلہ خدائے علّام کی طرف سے خلافت موسویہ کے سلسلہ کی مانند تھا۔
پس اس مماثلت اور مقابلہ کی ضرورت کی وجہ سے یہ ضروری تھا کہ اس سلسلہ کے آخر میں بھی سلسلہ موسویہ کے
مسیح کی مانند ایک مسیح ظاہر ہو اور ان یہود کی طرح یہود بھی پیدا ہوں جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تکذیب
کی اور انہیں قتل کرنا چاہا اور انہیں ارباب حکومت کی طرف کھینچ کرلے گئے اور تعجب کی بات ہے کہ علماء
اسلام نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ آخری زمانہ میں جن یہودیوں کا وعدہ دیا گیا ہے وہ فی الحقیقت یہودی
نہیں ہوں گے بلکہ وہ مسلمانوں میں سے اپنی عادات اور اعمال کے لحاظ سے ان جیسے ہی ہونگے اور پھر اس کے
ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ مسیح آسمان سے نازل ہوگا - اور وہ فی الحقیقت مریم کے بیٹے اللہ کے رسول ہونگے
یوں نہیں کہ اصفیاء میں سے ان کا کوئی مثیل ہوگا گویا انہوں نے اس اُمت کو سب اُمتوں سے زیادہ ردّی
اور ناپاک سمجھا - کیونکہ انہوں نے یہ گمان کیا کہ مسلمانوں میں سے کوئی فرد بھی ایسا نہیں جس کے متعلق یہ کہا جاسکے
کہ وہ بعض گذشتہ اخیار کا مثیل ہے - اور جہاں تک اشرار کے مثیلوں کا سوال ہے وہ ان میں بڑی تعداد میں
ہیں - پس اے عقلمند گروہ تم اس بارہ میں غور کرو - پھر یہ بھی سنو کہ نزول عیسیٰ کا مسئلہ عیسائیوں کی ایجاد
ہے - قرآن کریم نے تو مُردہ قرار دے کر اسے مُردوں میں شامل کیا ہے - اور عیسائی اس ردّی عقیدہ کو اختراع
کرنے پر اس وقت مجبور ہوئے جب وہ ناامید ہوگئے اور اس نصرت الٰہی کی طرف سے ان کی امیدیں ٹوٹ گئیں

يضحكون عليهم و يؤذونهم بانواع الكلمٰت - عند ما راوا خذلانهم و تقلبهم فى الآفات - فكانوا يقولون اين مسيحكم الذى كان يزعم انه يرث سرير داؤد - وينال السلطنة وينجى اليهود - فتالم النصارىٰ من سماع هذه المطاعن - والامر الصبرُ باللاعن - فنحتوا الجوابين - عند هذين الطعنين والخطابين - فقالوا ان يسوع ابن مريم وان كان ما نال السلطنة فى هذه الاوان - ولٰكنه ينزل بصورة الملوك الجبارين القهارين فى اٰخر الزمان - فيقطع ايدى اليهود وارجلهم وانوفهم ويهلكهم باشد العذاب والهوان - ويجلس احبابه بعد هذا العقاب - على سرر مرفوعة موعودة فى الكتاب واما قول المسيح انه من اٰمن به فينجيه من الشدائد التى نزلت على بنى اسرائيل - فمعناه انه ينجيه بدمه من الذنوب لا من جور الحكومة الرومية كما ظُنّ وقيل - فحاصل الكلام ان النصارىٰ لما اذاهم طول مكثهم فى المصائب - واطال اليهود السنهم فى امرهم وحسبوهم كالخاسر الخائب شَقّ عليهم هذا الاستهزاء - فنحتوا العقيدتين المذكورتين ليسكت الاعداء وان

جس کا انہیں وعدہ دیا گیا تھا - اور یہودی ان سے تمسخر کرتے، ان پر ہنستے اور ان کو مختلف کلمات کے ساتھ دُکھ دیتے اس وقت انہوں نے اپنے آپ کو بے یارو مددگار اور آفات میں مبتلا دیکھا یہود کہتے تھے - کہاں ہے تمہارا وہ مسیح جو یہ خیال کرتا تھا کہ وہ داؤد کے تخت کا وارث ہوگا حکومت حاصل کرے گا - اور یہود کو نجات دے گا - یہود کے ان طعنوں سے عیسائی لوگ بہت دُکھی ہوتے - بھلا لعنت کرنے والے پر کب تک صبر کیا جا سکتا ہے - چنانچہ انہوں نے ان دونوں طعنوں اور خطابوں کے موقعہ پر دو جواب گھڑے - انہوں نے یہ کہا کہ یسوع ابن مریم نے گو اس زمانہ میں حکومت حاصل نہیں کی - لیکن وہ آخری زمانہ میں جبّار اور قہار بادشاہوں کے روپ میں نازل ہوگا اور یہودیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور ناک کاٹے گا اور ان کو سخت عذاب دے گا اور ذلت سے ہلاک کرے گا - پھر اس سزا کے بعد اپنے ساتھیوں کو ان بلند تختوں پر بٹھائے گا جن کا تورات میں وعدہ دیا گیا ہے اور مسیح کا یہ کہنا کہ جو کوئی مجھ پر ایمان لائے گا میں اسے ان سختیوں سے نجات دلاؤں گا جو بنی اسرائیل پر نازل ہوئیں اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ ان کو اپنے خون کے ساتھ گناہوں سے نجات دلائے گا نہ کہ رومی حکومت کے ظلم سے جیسا کہ خیال کیا جاتا اور کہا جاتا ہے - حاصل کلام یہ ہے کہ جب نصاریٰ کو مصائب میں ایک لمبے عرصہ تک پڑے رہنے سے دُکھ پہنچا - اور یہودیوں نے ان کے بارہ میں زبانیں دراز کیں - اور انہیں خائب و خاسر انسان کی مانند خیال کیا - تو اُن پر یہ استہزاء شاق گذرا - تب انہوں نے مذکورہ دونوں عقیدے گھڑ لیے -

من عادات الانسان۔ انه يتشبث بالاماني عند هبوب رياح الحرمان۔ واذا رای انه مابقی له مقام رجاء۔ فيسر نفسه باهواء۔ فيطلب ما ندّ عن الاذهان۔ وشذّ عن الآذان۔ فيطلب الكيميا عند نفاد الاموال۔ وقد يتوجه الی تسخير النجوم والاعمال وكذالك النصاری اذا وقع عليهم قول الاعداء۔ وما كان مَفَرٌّ من هٰذا البلاء۔ فنحتوا ما نحتوا لتتكئوا علی الامانی۔ كما هو سيرة الاسير والعانی۔ فاشاعوا الاصولين المذكورين كما تعلم وتری۔ وقوا حق العمی۔ واما صار اعتقاد نزول المسيح جزو طبيعتهم واحاط علی مجاری الفهم وعاداتهم۔ كانت عنايتهم مصروفة لا محالة الی نزول عيسیٰ۔ ليهلك اعداء هم و يجلسهم علی سرر العزة و العلی۔ فهذا هو سبب سريان هذه العقيدة فی الفرق المسيحية۔ ومثلهم فی الاسلام يوجد فی الشيعة فانه لما طال عليهم امد الحرمان۔ و ما قام فيهم ملك الی قرون من الزمان۔ نحتوا من عند انفسهم ان مهديهم مستتر فی مغارة۔ ويخرج فی آخر الزمان ويحيي صحابة رسول الله ليقتلهم باذية۔ و ان حسين بن علی و ان كان ما نجاهم من ظلم يزيد۔ لكن

تا دشمن خاموش ہوجائیں۔ انسان کی عادت ہے کہ جب اس پر محرومی کی اندھیریاں چلنے لگتی ہیں تو وہ اپنے لیے آرزوؤں کا سہارا لیتا ہے اور جب وہ یہ دیکھتا کہ اس کے لیے اُمید کا کوئی مقام باقی نہیں رہا تو وہ اپنے نفس کو خواہشات کے ساتھ خوش رکھتا ہے اور ایسی ایسی باتیں تلاش کرتا ہے جو ذہن سے نکل گئی ہوں اور کانوں سے جُدا ہوگئی ہوں پس کبھی تو وہ اموال ختم ہو جانے کے بعد کیمیا۔ کی تلاش میں لگ جاتا ہے اور کبھی نجوم اور اعمال کے مسخر کرنے کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جب نصاریٰ پر دشمنوں کی طعن آمیز باتوں کی زد پڑی۔ اور انہیں اس سے کوئی جائے فرار نہ ملی تب انہوں نے وہ گھڑا جو گھڑا۔ اور اپنے لیے آرزوؤں کا سہارا لیا جیسا کہ ایک قیدی کی سیرت ہے۔ پس انہوں نے جیسا کہ تو جانتا اور دیکھتا ہے ان دونوں اصولوں کی اشاعت کی اور انہوں نے نابینائی کا حق ادا کیا۔ اور جب نزول مسیح کا عقیدہ ان کی طبیعت کا جزو بن گیا اور ان کی عادت کے راستوں پر چھا گیا تو ان کی توجہ لامحالہ نزول عیسیٰ کی طرف منعطف ہوئی۔ تا وہ ان کے دشمنوں کو ہلاک کرے۔ اور انہیں عزّت اور بلندی کے تختوں پر بٹھائے۔ غرض مسیحی فرقوں میں اس عقیدہ کے شائع ہونے کا یہی سبب ہے اور اسلام میں ان کی مثال شیعوں میں پائی جاتی ہے۔ جب ان پر محرومی کا عرصہ لمبا ہوگیا۔ اور صدیوں تک ان میں کوئی بادشاہ نہ ہوا۔ تو انہوں نے اپنی طرف سے یہ عقیدہ گھڑا کہ ان کا مھدی غار میں چھپا ہوا ہے اور وہ آخری زمانہ میں باہر نکلے گا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ بھی زندہ کئے جائیں گے۔ تا وہ انہیں اذیّت دے دیکر قتل کرے۔ اور حسین بن علیؓ نے تو انہیں یزید کے ظلم سے نجات نہ دلائی، لیکن

ينجيهم بدمه في اليوم الآخر من عذاب شديد وكذلك كل من خسر وخاب تحت هذا الجواب - وسمعت ان فرقة من الوهابيين الهنديين ينتظرون كمثل هذه الفرق شيخهم سيد احمد البريلوي وانفدوا اعمارهم في فلوات منتظرين.فهولاء كلهم محل رحم بما لم يرجع احد من كبراءهم الى هذا الحين - بل رجع المنتظرون اليهم وكم حسرات في قلوب المقبورين - فملخص القول ان عقيدة رجوع المسيح وحياته كانت من نسج النصارىٰ ومفترياتهم - ليطمئنوا بالاماني ويذبّوا اليهود وهمزاتهم واما المسلمون فدخلوها من غير ضرورة - واُخذوا من غير شبكة - واكلوا السمّ من غير حلاوة - واذا قبلوا ركناً من ركني الملة النصرانية - فما معنى الانكار من الركن الثاني اعني الكفارة - وانا فصّلنا هذه الامور كلها في الكتاب - وكفاك هذا ان كنت من الطُلّاب - ان الذين ظنوا من المسلمين ان عيسىٰ نازل من السماء ما اتبعوا الحق بل هم في وادي الضلال يتيهون - مالهم بذلك من علم ان هم الّا يخرصون - ام اُوتوا من البرهان

وہ آخرت میں اپنے خون کے ساتھ انہیں عذاب شدید سے نجات دلاتے گا۔ اور اس طرح ہر وہ شخص جس نے بھی خسارہ اُٹھایا اور ناکام ہوا - اس نے یہی جواب گھڑا - اور مَیں نے سُنا ہے کہ ہندوستانی وہابیوں کا ایک فرقہ بھی ان فرقوں کی طرح اپنے بزرگ حضرت سید احمد صاحب بریلوی کا انتظار کر رہے ہیں۔ انہوں نے ان کا انتظار کرتے کرتے جنگلوں میں اپنی زندگیاں گذار دی ہیں - یہ سب لوگ اس لحاظ سے قابل رحم ہیں کیونکہ اس وقت تک ان کے بزرگوں میں سے کوئی بھی واپس نہیں آیا بلکہ انتظار کرنے والے ان بزرگوں کی طرف لوٹ گئے اور ان دفن شدہ لوگوں کے دلوں میں کتنی ہی حسرتیں ہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ رجوع عیسیٰ اور ان کی زندگی کا عقیدہ عیسائیوں کی اختراع اور ان کا افترا ہے۔ تا وہ اپنے نفس کو خواہشات کے ذریعہ اطمینان دلائیں۔ اور یہود کے ان اعتراضات کا ردّ کریں۔ مسلمان تو بغیر کسی ضرورت کے اس وساوس میں پڑ گئے۔ اور وہ بغیر کسی جال کے پکڑے گئے اور انہوں نے بغیر کسی مٹھاس کے زہر کو کھایا ہے۔ اور جب انہوں نے ملّتِ نصرانیہ کے دو ارکان میں سے ایک رُکن کو قبول کر لیا ہے تو دوسرے رُکن یعنی کفّارہ سے انکار کی کیا وجہ ہے۔ اور ہم نے ان تمام اُمور کو اپنی کتاب میں تفصیل سے بیان کر دیا ہے اور اگر تو حق کا متلاشی ہے تو تجھے اس قدر بیان کافی ہے۔ مسلمانوں میں سے جنہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہوں گے انہوں نے حق کی پیروی نہیں کی بلکہ وہ گمراہی کی وادی میں بھٹک رہے ہیں۔ انہیں اس کے متعلق کوئی علم نہیں وہ صرف اٹکل سے کام لے رہے ہیں۔ کیا انہیں کوئی دلیل دی گئی

او علموا من القرآن فهم به مستمسکون ۔ کلّا بل اتبعوا اھواء الذین ضلوا من قبل وترکوا ما قال ربھم ولا یبالون ۔ وقد ذکر الفرقان ان عیسیٰ قد توفی فبای حدیث بعد ذٰلک یؤمنون ۔ الا یفکرون فی سرّ مجئ المسیح ام علی القلوب اقفالھا ام ھم قوم لا یبصرون ۔ ان اللّٰہ کان قد منّ علی بنی اسرائیل بموسیٰ والنبیین الذین جاء وا من بعدہ منھم فعصوا انبیاءھم ففریقا کذبوا و فریقا یقتلون ۔ فاراد اللہ ان ینزع منھم نعمتہ و یؤتیھا قوما اٰخرین ثم ینظر کیف یعملون فبعث مثیل موسیٰ من قوم بنی اسماعیل وجعل علماء امتہ کانبیاء سلسلۃ الکلیم و کسر غرور الیھود بما کانوا یستکبرون ۔ واٰتیٰ نبیّنا کل ما اوتی موسیٰ وزیادہ و اٰتاہ من الکتاب والخلفاء کمثلہ و احرق بہ قلوب الذین ظلموا واستکبروا لعلھم یرجعون ۔ فکما انہ خلق الازواج کلھا کذالک جعل السلسلۃ الاسماعیلیۃ زوجاً لسلسلۃ الاسرائیلیۃ ۔ و امر نطق بہ القرآن ولا ینکرہ الّا العمون ۔ الا ترٰی قولہ تعالٰی فی سورۃ الجاثیۃ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ

ہے یا قرآن کریم سے انہوں نے علم حاصل کیا ہے اور وہ اسے مضبوطی سے پکڑے ہوئے ہیں ۔ ایسا ہرگز نہیں ۔ بلکہ انہوں نے فرمان خداوندی کو چھوڑا ۔ اور اس کی پروا نہ کی اور قرآن کریم نے بیان کیا ہے کہ عیسٰے علیہ السلام وفات پا گئے ہیں ۔ پس اس کے بعد وہ کس بات پر ایمان لائیں گے ۔ کیا وہ مسیح علیہ السلام کے آنے کے راز میں غور نہیں کرتے یا اُن کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں ۔ یا وہ ایسی قوم ہے جو بصیرت نہیں رکھتی ۔ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر موسیٰ علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے انبیاء کے ذریعہ احسان کیا ، لیکن انہوں نے اپنے انبیاء کی نافرمانی کی ۔ ایک فریق نے انہیں جھٹلایا اور ایک فریق ان کے قتل کے درپے ہوا ۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ ان سے اپنی نعمت چھین لے اور اسے دوسری قوم کو دیدے ۔ پھر وہ دیکھے کہ وہ کیا کرتے ہیں ۔ پس اس نے بنو اسمٰعیل میں سے مثیل موسیٰ کو مبعوث فرمایا اور اس کی امت کے علماء کو موسوی سلسلہ کے انبیاء کی مانند بنایا اور اس طرح یہود کے غرور کو ان کے تکبر کرنے کے سبب توڑ دیا اور اس نے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ سب کچھ دیا جو اس نے موسیٰ علیہ السلام کو دیا بلکہ اس سے زیادہ دیا ۔ پھر اس نے آپ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مانند کتاب اور خلفاء دیئے اور اس کے ساتھ ظالم اور متکبر لوگوں کے دلوں کو جلایا تا وہ رجوع کریں ۔ پس جیسا کہ اللہ نے تمام جوڑے پیدا کئے ہیں اسی طرح اللہ نے سلسلہ اسماعیلیہ کو سلسلہ اسرائیلیہ کا جوڑا بنایا ۔ اور یہ وہ نکتہ ہے جسے قرآن کریم نے بیان کیا ہے اور جس کا انکار صرف اندھے ہی کر سکتے ہیں ۔ کیا تو اللہ تعالےٰ کا قول نہیں دیکھتا جو سورہ جاثیہ میں فرمایا ہے ۔ وَلَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ الْکِتَابَ وَالْحُکْمَ وَالنُّبُوَّۃَ وَ

وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَ فَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ - وَ اٰتَيْنَاهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ. ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ☆ فانظر كيف ذكر الله تعالىٰ ههنا سلسلتين متقابلتين سلسلة موسىٰ الىٰ عيسىٰ - وسلسله نبيّنا خير الورىٰ الى المسيح الموعود الذى جاء فى زمنكم هٰذا - وانه ما جاء من القريش كما ان عيسىٰ ما جاء من بنى اسرائيل - وانه علم لساعة كافة الناس كما كان عيسىٰ علمًا لساعة اليهود - هٰذا ما اشير اليه فى الفاتحة - وما كان حديث يفترىٰ - وقد شهدت السماء بآياتها - وقالت الارض الوقت هٰذا الوقت - فاتق الله ولا تيئس من روح الله - والسلام علىٰ من اتبع الهدىٰ -

فحاصل الكلام ان القرآن مملوٌّ من ان الله تعالىٰ اختار موسىٰ بعد ما اهلك القرون الاولىٰ - وآتاه التورٰىة وارسل لتائيده النبيين تترىٰ - ثم قفى علىٰ آثارهم بعيسىٰ[1]

رَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّيِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ - وَ اٰتَيْنَاهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ - ثُمَّ جَعَلْنَاكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ - پس دیکھ کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں دو متقابل سلسلوں کو (حضرت موسیٰؑ سے حضرت عیسیٰؑ تک کے سلسلہ اور ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مسیح موعود تک کے سلسلہ کو جو تمہارے اس زمانہ میں آیا) کس طرح بیان کیا ہے - اور پھر یہ کہ وہ (مسیح موعود) قریش سے نہیں آیا جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے نہیں آئے تھے اور یہ کہ وہ تمام لوگوں کیلئے آخری گھڑی کے علم کے طور پر ہے جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ یہود کی آخری گھڑی کیلئے بطور علم تھے - یہ وہ بات ہے جس کی طرف سورۂ فاتحہ میں بھی اشارہ کیا گیا ہے - اور یہ کوئی ایسی بات نہیں جو افترا کی گئی ہو بلکہ اس پر آسمان نے اپنے نشانات کے ذریعہ شہادت دی ہے اور زمین نے کہا کہ وقت یہی ہے پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اس کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور اس پر سلامتی ہو جو ہدایت کی پیروی کرے -

حاصل کلام یہ کہ قرآن کریم اس بات سے بھرا پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلی قوموں کو ہلاک کرنے کے

---

[1] الحاشية: - اعترض علىٰ جاهل من بدة اسمها جهل ياذوى الحصات - وفى اخرها

☆ الجاثية : ۱۷ تا ۱۹

و اختار محمداً صلی اللّٰہ علیہ وسلم بعد ما اهلك اليهود واردیٰ - ولا شك ولا ريب ان السلسلة الموسوية والمحمدية قد تقابلتا وكذلك اراد الله وقضیٰ. و اما عيسىٰ وهو من خدام الشريعة الاسلامية و من انبياء سلسلة موسىٰ و ما اوتی له شريعة مستقلة ولا يوجد فی كتابه تفصيل الحرام والحلال والوراثة والنكاح

بعد موسیٰ علیہ السلام کو برگزیدہ فرمایا اور انہیں تورات دی اور پھر ان کی تائید کے لیے متواتر نبی بھیجے۔ پھر ان انبیاء کے نقشِ قدم پر عیسیٰ علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔ اور یہود کو تباہ اور ہلاک کرنے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برگزیدہ بنایا۔ اور بلا شک اور بلا ریب سلسلہ موسویہ اور سلسلہ محمدیہ دونوں متقابل واقع ہوئے ہیں۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ اور فیصلہ فرمایا ہے۔ عیسیٰ علیہ السلام تو شریعت اسرائیلیہ کے خدام میں سے اور سلسلہ موسویہ کے انبیاء میں سے تھے۔ اور انہیں کوئی کامل اور مستقل شریعت نہیں

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

حرف الميم ليدل على مسخ القلب والممات - وفرح فرحًا شديداً باعتراضه وشتمنی وذكرنی باقبح الكلمات - وقال ان هذا الرجل يزعم ان عيسٰی كان من متبعی موسیٰ وليس زعمه هٰذا الّا باطلاً وان كذبه من اجلى البديهيات - بل اُوتی عيسٰی شريعة مستقلةً بالذات - فاغنی الذين كانوا مجتمعين عليه من شريعة الكليم واقام الانجيل مقام التوراة - فاعلم ان هٰذا قول لا يخرج من فمٍ الّا من فم الذی نجس بنجاسة الجهل والجهلات - وذاب انف فطنته بجذام التعصبات - وزعم هذا الجاهل كانه يستدل على دعوٰه بالفرقان الذی هو الحكم عند الخصومات - وقرء قوله تعالیٰ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ

٭ حاشیہ :- مجھ پر ایک جاہل نے (جو اس شہر کا باشندہ ہے جس کا نام اسے عقلمند و اجہل ہے۔ اور اس کے آخر میں میم کا حرف ہے جو قلوب کے مسخ ہونے اور موت پر دلالت کرتا ہے) اعتراض کیا اور وہ اپنے اس اعتراض کی وجہ سے بہت خوش ہوا۔ اور اس نے مجھے گالیاں دیں۔ اور مجھے بُرے کلمات سے یاد کیا۔ اور کہا کہ یہ شخص خیال کرتا ہے کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے متبعین سے تھے۔ اور اس کا یہ خیال باطل ہے اور اس کا جھوٹ اجلیٰ بدیہیات سے ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ذاتی طور پر ایک مستقل شریعت عطا کی گئی تھی اور جو لوگ آپ پر ایمان لائے انہیں آپ نے شریعت کلیمیہ سے مستغنی کر دیا۔ اور آپ نے انجیل کو تورات کی جگہ رکھا۔ پس جان لے کہ یہ بات اس مُنہ سے نکل سکتی ہے جو جہالت کی پلیدی سے ملوث ہو۔ اور جس کی سمجھ اور فہم کا ناک تعصب کے جذام سے گل سڑ گیا ہو۔ اس جاہل نے خیال کیا ہے کہ گویا اپنے اس دعوے پر قرآن کریم سے جو تمام جھگڑوں میں بطور حکم ہے استدلال کرتا ہے اور اس نے (اپنے دعویٰ کے ثبوت میں) یہ آیات پڑھیں۔ وَاٰتَيْنٰهُ الْاِنْجِيْلَ فِيْهِ هُدًى وَّ

ومسائل اخرىٰ - والنصارىٰ يقرون به ولذلك ترى التورٰىة فى ايديهم كما ترى الانجيل - وقال بعض فرقهم انا نجينا من اثقال شريعة التورٰىة بكفارة دم عیسٰے - واما بعضهم الاٰخرون فيحرمون ما حرم التوراة ولا يأكلون الخنزير كمثل

دی گئی تھی اور نہ ہی ان کی کتاب میں حلال وحرام، وراثت، نکاح وغیرہ کے مسائل تھے اور عیسائیوں کو بھی اس بات کا اقرار ہے اس لیے تو اُن کے ہاتھوں میں جیسے انجیل دیکھتا ہے ویسے تورات بھی دیکھتا ہے - ان کے بعض فرقے یہ کہتے ہیں کہ ہم عیسیٰ علیہ السلام کے خون کے کفارہ کی وجہ سے تورات کی شریعت کے بوجھ سے نجات پا گئے ہیں، لیکن اُن کے بعض توراۃ کے بیان کردہ حرام کو حرام قرار دیتے ہیں - اور وہ سؤر کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ - وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ[1] يعنى ببشارة خير الكائنات - وما فهم سر هذه الاٰية وصال على بصوت هو انكر الاصوات - وظن انه اوى الى ركن شديد وسبّنى كالقاذفات المفحشات - وقال انها دليل واضح على ان الانجيل شريعة مستقلة فيا اسفا عليه وعلى غيظه الذى اخرجه من الارض كالحشرات - وان من اشقى النّاس من لا عقل له ويعدّ نفسه من ذوى الحصاة - ويعلم كل صبىّ وصبية من المسلمين والمسلمات فضلاً من البالغين والبالغات - ان القراٰن لا يامر اليهود ولا النصارىٰ ان يتبعوا كتبهم ولا يثبتوا علےٰ شرائعهم بل يدعوهم الى الاسلام واوامره - وقد قال الله فى كتاب العزيز - انّ الذين

نُوْرٌ وَّمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَهُدًى وَّمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِيْنَ - وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ یعنے خیر الکائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کے متعلق - اور اس شخص نے اس آیت کے مفہوم کو نہ سمجھا - اور اس نے مجھ پر ایسی آواز سے حملہ کیا ہے جو سب آوازوں میں سے مکروہ تر ہے اور گمان کیا کہ اس نے ایک مضبوط رکن کی پناہ لی ہے اور اس نے مجھے تہمت لگانے والی بدکار عورتوں کی طرح گالیاں دیں اور کہا کہ ایک واضح دلیل ہے اس بات پر کہ انجیل ایک مستقل شریعت ہے - ہائے افسوس اس پر اور اس کے غصہ پر جو اس نے اس طرح نکالا جیسے زمین سے کیڑے نکل آتے ہیں اور لوگوں میں سے بدبخت ترین وہ شخص ہے جو بے عقل ہو اور پھر وہ اپنے آپ کو عقلمندوں سے شمار کرے اور بالغ مردوں اور عورتوں کو جانے دو ہر مسلمان بچہ اور ہر مسلمان بچی یہ جانتی ہے کہ قرآن کریم یہود اور نصاریٰ کو اس بات کا حکم نہیں دیتا کہ وہ اپنی کتابوں کی پیروی کریں اور اپنی شریعتوں پر ثابت قدم رہیں بلکہ وہ تو انہیں اسلام اور اس کے

---

[1] المائدۃ : ۴۸، ۴۷

نصاریٰ ارمینیا وھم اقدم من فرقٍ اخریٰ فی المدٰی۔ واتفق کلھم علی ان عیسیٰ اتیٰ بفضل من اللہ۔ وان موسٰے اتیٰ بالشریعۃ وسموھما عھد الشریعۃ وعھد الفضل وسموا الاوّل عتیقاً والاٰخر جدیداً۔ فاسئلھم ان کنت تشکّ فی ھٰذا۔ نملخص

گوشت نہیں کھاتے جیسے آرمینیا کے عیسائی۔ اور وہ زمانہ کے لحاظ سے باقی تمام فرقوں سے پُرانے ہیں اور ان سب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے فضل کیساتھ مبعوث ہوتے اور موسیٰ علیہ السلام شریعت لائے تھے اور انہوں نے اس کا نام عہد شریعت اور عہد فضل رکھا ہے اور اسے عہد نامہ قدیم بھی کہتے ہیں اور ثانی الذکر کو عہد نامہ جدید۔ اگر تجھے اس میں کوئی شبہ ہے تو تُو خود ان سے پوچھ لے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ[1]۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَ هُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ[2]۔ فکیف یظُنُّ فی اللہ القدوس انہ یدعوا الیھود والنصاریٰ فی ھذہ الاٰیۃ الی الاسلام ویقول انکم لا تفلحون ابدا ولا تدخلون الجنۃ الّا بعد ان تکونوا مسلمین۔ ولا ینفعکم توراتکم وانجیلکم الّا القراٰن۔ ثم ینسی قولہ الاوّل ویامر کل فرقۃ من الیھود والنصاریٰ ان یثبتوا علی شرائعھم ویتمسکوا بکتبھم ویکفیھم ھٰذا لنجاتھم وان ھذا الّا جمع الضدین واختلاف فی القراٰن واللہ نزّہ کتابہ عن الاختلاف بقولہ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا[3]۔ بل الاٰیۃ التی حرّف المُعْتَرِض معناھا کمثل الیھود تشیر

احکام کی طرف بلاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی معزز کتاب میں فرمایا ہے۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ پس خدائے قدوس کے متعلق یہ گمان کیسے کیا جا سکتا ہے جبکہ وہ یہود و نصاریٰ کو اس آیت میں اسلام کی طرف بلاتا ہے اور کہتا ہے کہ تم کبھی بھی کامیاب نہیں ہو سکتے اور جنت میں داخل نہیں ہو سکتے سوائے اس کے کہ تم مسلمان ہو جاؤ اور قرآن کریم کے علاوہ تورات اور انجیل تمہیں نفع نہیں دیں گی۔ یہ کہہ کر پھر وہ اپنی پہلی بات کو بھول جائے اور یہود اور نصاریٰ کے ہر فرقہ کو اس بات کا حکم دے کہ وہ اپنی شرائع میں ثابت قدم رہیں اور اپنی کتابوں کو مضبوطی سے پکڑے رکھیں اور یہ ان کی نجات کے لیے کافی ہے۔ یہ تو اجتماع ضدین ہے۔ اور قرآن کریم میں اختلاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر اپنی کتاب کو اختلاف سے پاک ٹھیرایا ہے کہ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا۔ بلکہ وہ آیت

---

[1] اٰل عمران : ۲۰ [2] اٰل عمران : ۸۶ [3] النساء : ۸۳

كلامنا ان الله توجه الى بنى اسرائيل رحمة منه فاقام سلسلة بموسٰى واتمها بعيسٰى وهو اٰخر لبنة لها۔ ثم توجه الى بنى اسمٰعيل فاقام سلسلة نبيّنا المصطفٰى۔ وجعله

پس ہمارے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل پر اپنی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا۔ اور اس نے ان میں سلسلہ موسویہ قائم فرمایا اور عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ اس سلسلہ کو مکمل کیا اور آپ اس سلسلہ کی آخری اینٹ تھے۔ پھر وہ بنو اسمٰعیل کی طرف متوجہ ہوا۔ اور اُن میں ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

الٰى ان بشارة نبيّنا صلى الله عليه وسلم كانت موجودة فى التورٰىة والانجيل فكان الله يقول مالهم لا يعملون على وصايا التورٰىة ولا يُسلمون۔ نعم لو كانت عبارة القراٰن بصيغة الماضى ولم يقل وليحكم بل قال وكان النصارٰى يحكمون بالانجيل فقط لكان ذٰلك دليلًا على مدعاه۔ واما بقية الفاظ هذه الاٰيات اعنى لفظ فيه هدى و نور فليس هٰذا دليلًا على كون الانجيل شريعةً مستقلّةً۔ أليس الزبور وغيره من كتب انبياء بنى اسرائيل هدًى للناس أيوجد فيها ظلمة ولا يوجد نور فتفكّر ولا تكن من الجاهلين۔ وان النصارٰى قد اتفقوا على ان عيسٰى ابن مريم ما اتاهم بالشريعة۔ وانا نكتب هٰهنا شهادة جى۔ اے۔ ليفرائے الذى هو بشپ لاهور اعنى امام قسوس هذه الناحية۔ وكفاك هذا ان كنت تخشٰى من سواد الوجه والذلّة۔ ورأينا ان نكتب عليحدة هذه الشهادة فى الحاشية[1] منہ

جس کے معنی کو معترض نے یہود کی طرح محرّف و مبدّل کر دیا ہے وہ تو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اس بشارت کی طرف اشارہ کرتی ہے جو تورات اور انجیل میں موجود تھی۔ گویا خدا تعالیٰ کہتا ہے کہ انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ تورات اور انجیل کی وصایا پر عمل نہیں کرتے اور اسلام قبول نہیں کرتے۔ ہاں اگر قرآن کریم کی عبارت میں صیغہ ماضی کا ہوتا اور وہ یہ نہ کہتا کہ وَلْيَحْكُمْ۔ بلکہ یہ کہتا وكان النصارٰى يحكمون بالانجيل فقط یعنی عیسائی لوگ صرف انجیل کے مطابق فیصلے کرتے تھے تو یہ اس کے دعویٰ پر ایک دلیل ہوتی۔ پھر آیت کے بقیہ الفاظ یعنے فِيْهِ هُدًى وَّنُوْرٌ بھی انجیل کے مستقل شریعت ہونے پر کوئی دلیل نہیں۔ کیا زبور اور اس کے علاوہ انبیاء بنی اسرائیل کی دوسری کتابیں لوگوں کے لیے ہدایت نہ تھیں۔ کیا ان میں ظلمت اور تاریکی پائی جاتی تھی اور کوئی نُور اُن میں نہیں تھا۔ پس تو فکر کر اور جاہلوں سے نہ بن۔ اور عیسائی خود اس بات پر متفق ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام ان کے پاس کوئی نئی شریعت نہ لاتے تھے۔ چنانچہ ہم یہاں جی۔ اے لیفرائے بشپ لاہور (یعنی اس علاقہ کے عیسائیوں کے امام) کی شہادت نقل کرتے ہیں۔ اگر تو روسیاہی اور ذلت سے ڈرتا ہے تو یہ شہادت تیرے لیے کافی ہے۔ اور ہم نے مناسب سمجھا ہے کہ ہم اس شہادت کو علیحدہ حاشیہ[1] میں نقل کریں۔ منہ

[1] یہ حاشیہ اس اشتہار کے آخر میں درج ہے (مرتب)

مثیل الکلیم لیری المقابلۃ فی کل ما اتیٰ - وختم ھذہ السلسلۃ علیٰ مثیل عیسیٰ - لیتم النعمۃ علیٰ ھٰذہ السلسلۃ کما اتمّھا علی السلسلۃ الاولیٰ - و ان کانت السلسلۃ المحمّدیۃ خالیۃً من ھٰذا المسیح المحمّدی - فتلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ ففکروا کل الفکر ولیس النھیٰ الّا لھذا الامر یا اولی النّھٰی - ولا ینجی المرء الا الصدق فاطلبوہ بدقّ باب الحضرۃ۔ واقبلوا علی اللہ کل الاقبال لھذہ الخطّۃ - وادعوہ فی جوف اللیالی وخرّوا باکین للّٰہ ذی العزّۃ والجبروت - ولا تمرّوا ضاحکین ھازئین واستعیذوا باللہ من الطاغوت یا عباد اللہ تذکّروا وتیقّظوا فان المسیح الحکم قد اتیٰ - فاطلبوا العلم السماوی ولا تقوّموا متاعکم فی حضرۃ المولیٰ - وواللہ انّی من اللہ اتیتُ وما افتریتُ وقد خاب من افتریٰ - انّ ایّام اللہ قد اتت وحسرات علی الذی ابیٰ - ولا یفلح المُعرض حیث اتیٰ۔ والحق والحق اقول ان یجیٔ المسیح من ھذہ الامّۃ - کان مفعولا من الحضرۃ من مقتضی الغیرۃ - وکان تقدّر ظھورہ من یوم الخلقۃ - والسرّفیہ ان اللہ اراد ان یجعل اخر الدنیا

قائم کیا۔اور آپ کو موسیٰ کلیم اللہ کا مثیل بنایا تا وہ ہر بات میں ان دونوں سلسلوں کا تقابل دکھائے اور اس سلسلہ (محمدیہ) کو مثیل عیسیٰ پر ختم کیا۔تا وہ اس نعمت کو اس سلسلہ پر پہلے سلسلہ کی طرح مکمل کرے۔اور اور اگر سلسلہ محمدیہ اس مسیح محمدی سے خالی ہوتا تو یہ تقسیم ناقص اور ظالمانہ ہوتی۔پس اے عقلمندو! اس میں خوب غور کرو۔عقل اسی لیے تو دی گئی ہے۔ اور انسان کو صرف صداقت ہی نجات دے سکتی ہے اس لیے خدا تعالیٰ کا دروازہ کھٹکھٹا کر اسے طلب کرو۔اور اس کام کے لیے اللہ تعالےٰ کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جاؤ۔اس سے راتوں میں دُعائیں کرو۔اور اس صاحب عزت وجبروت کے سامنے گڑگڑاتے ہوئے گر جاؤ اور ہنستے ہوئے اور چٹکی لیتے ہوئے نہ گذر جاؤ۔اور شیطان سے اللہ تعالےٰ کی پناہ طلب کرو۔ اے بندگان خدا! نصیحت پکڑو اور بیدار ہو جاؤ کہ مسیح جو حَکَم ہے آ گیا ہے۔پس تم آسمانی علم کو حاصل کرو اور خدا تعالیٰ کے حضور اپنے ناقص متاع کی کوئی قیمت نہ سمجھو۔اور اللہ تعالیٰ کی قسم مَیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آیا ہوں۔ اور مَیں نے کوئی افترا نہیں کیا اور جو افترا کرے وہ ناکام ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کے دن آ گئے ہیں اور جو انکار کرے اس پر افسوس ہے اور اعراض کرنے والا جہاں سے بھی آئے کامیاب نہیں ہوتا۔اور حق (مَیں حق ہی کہتا ہوں) یہ ہے کہ مسیح موعود نے اسی اُمّت سے آنا تھا اور یہ امر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس کے تقاضائے غیرت کی وجہ سے ہو کر رہنا تھا اور اس نے اس کے ظہور کو ابتدائے آفرینش سے مقدر کر رکھا تھا اور اس میں یہ راز تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ وہ دُنیا کے آخری

کا ولها فی نفی الغیر والمحو فی طاعۃ الحضرۃ الاحدیۃ - واملاك النّاس فی سلك الوحدۃ الطبعیه بعد ما دعوا الی الوحدۃ القهریۃ - وکان النّاس مخترقین الی الفرق المختلفۃ - والاٰراء المتنوعۃ - والاھواء المتخالفۃ - ومطیعین للحکومۃ الشیطانیۃ الدجّالیۃ الظّلمانیۃ - وماکانوا منفکّین حتی تنزل علیهم فوج من السکینۃ - والشیطان الذی ھو ثعبان قدیم ودجّال عظیم ماکان مخلصهم من اسرہ - وکان یرید ان یاکلهم کلّهم ویجعلهم وقود النّار لانه نظر الی ایّامه ورأی انه مابقی من ایّام الانظار الّا قلیلاً فخاف ان یکون من المغلوبین - بمالم یکن من المنظرین الّا الی ھذا الحین - فرأی انه ھالك بالیقین - فاراد ان یصول صولاً ھو خاتم صولاته واٰخر حرکاته فجمع کلما عندہ من مکائدہ وحِیَله وسلاحه وسائر الاٰلات الحربیه - فتحرك کالجبال السائرۃ - والبحار الزاخرۃ بجمیع افواجه لیدخل حمی الخلافۃ مع ذریّاته - فعند ذٰلک نزل الله مسیحه من السماء بالحربۃ السماویۃ لیکون بین الکفر والایمان فیصلۃ القسمۃ - وانزل معه جندہ من اٰیاته وملٰئکۃ سمٰواته - فالیوم یوم حربٍ شدید وقتالٍ عظیم بین الداعی الی الله وبین الداعی الی

حصّہ کو (غیراللہ کی نفی کرنے اور حضرت احدیت کی اطاعت میں محو ہو جانے میں اور لوگوں کو بعد اس کے کہ وہ قہری وحدت کی طرف بُلاتے گئے طبعی وحدت کی لڑی میں پرونے کے لیے) اس کے پہلے حصّہ کی مانند بنادے - اور لوگ مختلف فرقوں میں اور قسما قسم کی آراء - اور متضاد خواہشات میں بٹ چکے تھے اور وہ شیطانی دجالی اور ظلمانی حکومت کے مطیع تھے اور وہ اس سے اس وقت تک ہٹے نہیں جب تک کہ ان پر سکینت کی فوج نازل نہ ہوئی - اور شیطان جو قدیم اژدھا اور عظیم دجال ہے اس کی قید سے وہ مخلصی نہیں پا سکتے تھے اور وہ چاہتا تھا کہ انہیں سارے کا سارا کھالے اور انہیں آگ کا ایندھن بنادے - کیونکہ اس نے اپنے ایام کی طرف نظر کی - اور اس نے دیکھا کہ اب مہلت کی گھڑیوں کا کم حصّہ ہی باقی رہ گیا ہے پس وہ اس بات سے ڈرا کہ کہیں وہ مغلوب نہ ہو جاتے - کیونکہ اسے صرف اسی وقت تک کے لیے مہلت دی گئی تھی اور اس نے سمجھا کہ وہ اب یقیناً ہلاک ہو جائے گا - تب اس نے اپنا آخری حملہ کیا جو اس کا عظیم حملہ اور آخری حرکت تھی - پس اس نے اپنی سب تدبیروں، حیلوں ہتھیاروں اور سارے جنگی آلات کو جمع کیا اور متحرک پہاڑوں اور موجزن سمندروں کی طرح اپنی سب افواج سمیت حرکت کی تا وہ اپنی نسل کے ساتھ خلافت کے رمنہ میں داخل ہو جائے - پس اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح کو حربہ سماوی دیکر آسمان سے نازل کیا تا کفر اور ایمان میں تقسیم کا فیصلہ ہو اور اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنے نشانات اور اپنے آسمان کے فرشتوں کے لشکر اتارے - پس آج سخت لڑائی کا دن

غيره- انها حرب ماسمع مثلها فى اوّل الزمن ولا يسمع بعده- اليوم لا يترك الدجّال المفتعل ذرةً من مكائده الّا يستعملها- ولا المسيح المبتهل ذرةً من الاقبال على الله والتوجّه الى المبدء الّا ويستوفيها- ويحاربان حرباً شديداً حتى يعجب قوتهما وشدتهما كل من فى السمآء- وترى الجبال قدم المسيح ارسخ من قدمها- والبحار قلبه ارق و اجرىٰ من ماءها- وتكون محاربة شديدة وتنجر الحرب الى اربعين سنة من يوم ظهور المسيح حتى يُسمع دعاء المسيح لتقوٰه وصدقه وتنزل ملٰئكة النصرة ويجعل الله الهزيمة على الثعبان وفوجه منة على عبده- فترجع قلوب النّاس من الشرك إلى التوحيد و من حب الشيطٰن الى حب الله الوحيد- والى المحوية من الغيرية -والى ترك النفس من الاهواء النفسانية- فان الشيطان يدعو الى الهوٰى والقطيعة -والمسيح يدعوا الى الاتحاد والمحوية -وبينهما عداوة ذاتية من الازل واذا غلب المسيح فاختتم عند ذالك محاربات كلها التى كانت جارية بين العساكر الرحمانيه والعساكر الشيطانية- فهناك يكون اختتام دور هذه الدنيا ويستدير الزمان وترجع الفطرة الانسانية

ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف پکارنے والے اور اس کے غیر کی طرف پکارنے والے کے درمیان ایک عظیم جنگ ہے۔ یہ جنگ ایسی ہے کہ نہ پہلے زمانہ میں اس کی کوئی مثال سننے میں آئی اور نہ اس کے بعد سُنی جائے گی آج مفتری دجّال اپنی کوئی تدبیر استعمال کئے بغیر نہیں چھوڑے گا اور تضرع اور انکسار سے کام لینے والا مسیح اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے میں بھی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑے گا اور یہ دونوں (مسیح اور دجّال) شدید جنگ کریں گے یہاںتک کہ ان دونوں کی قوت آسمان میں رہنے والوں کو تعجب میں ڈال دیگی اور پہاڑ دیکھیں گے کہ مسیح کا قدم ان کے قدم سے زیادہ راسخ ہے۔ اور سمندر دیکھیں گے کہ اس کا دل ان کے پانی سے زیادہ رقیق اور بہنے والا ہے اور لڑائی سخت ہوگی اور یہ لڑائی ظہور مسیح کے دن سے چالیس برس تک جاری رہے گی۔ آخر مسیح کی دُعا - اُس کے صدق اور تقویٰ کی وجہ سے سُنی جائے گی اور نصرت خداوندی کے فرشتے نازل ہوں گے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر احسان کرتے ہوئے اس اژدہا اور اس کی فوج کو شکست دے گا۔ تب لوگوں کے دل شرک سے توحید کی طرف رجوع کریں گے اور شیطان سے محبت کرنے کی بجائے خدائے یگانہ سے محبت کی طرف اور غیریت سے محویت کی طرف اور خواہشاتِ نفسانیہ سے ترک نفس کی طرف لوٹیں گے۔ کیونکہ شیطان تو خواہشات نفسانیہ اور قطع تعلق کی طرف بلاتا ہے اور مسیح اتحاد اور محویت کی طرف بلائے گا اور ان دونوں کے درمیان ازل سے ذاتی عداوت ہے اور جب مسیح غالب آجائے گا تو اس وقت سب جنگیں جو رحمانی اور شیطانی لشکروں کے درمیان جاری تھیں ختم ہو جائیں گی۔ پس اس وقت اس

الی هیئتنها الاولیٰ - الّا الذین احاطتهم الشقوة الازلیة فاولئك من المحرومین - ومن فضل الله واحسانه انه جعل هذا الفتح علیٰ ید المسیح المحمّدی لیری النّاس انه اکمل من المسیح الاسرائیلی فی بعض شیونه و ذالك من غیرة الله التی هیّجها النصاریٰ باطراء مسیحهم - ولمّا کان شان المسیح المحمّدی کذلك فما اکبر شان نبی هو من امّته - اللّٰهم صلّ علیه سلامًا لا یغادر برکة من برکاتك وسوّد وجوه اعداءه بتائید اتك وَ اٰیاتك - اٰمین ؛

الراقم میرزا غلام احمد من مقام القادیان الفنجاب

لخمس وعشرین من اغسطوس سنة ۱۹۰۱

دُنیا کا ایک دَور ختم ہوگا - اور زمانہ چکّر لگائے گا اور فطرت انسانیہ اپنی پہلی ہیئت کی طرف رُجوع کریگی سوائے ان لوگوں کے جن پر ازلی بدبختی نے احاطہ کرلیا ہوگا - یہ لوگ محروم رہیں گے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے یہ فتح مسیح محمدی کے ہاتھ میں دی ہے تا وہ لوگوں کو یہ دکھائے کہ وہ مسیح اسرائیلی سے اپنے بعض کاموں میں زیادہ کامل ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی غیرت کی وجہ سے ہوا جسے عیسائیوں نے اپنے مسیح کی زیادہ تعریف کرنے کی وجہ سے بھڑکا دیا تھا - اور جب مسیح محمدی کی یہ شان ہے تو اس نبی کی کتنی بڑی شان ہوگی جس کی اُمّت سے وہ ہے - اے اللہ تو اس پر درود اور سلام بھیج اس طرح کہ تیری برکات میں سے کوئی برکت باقی نہ رہ جائے اور اپنی تائیدات اور نشانات کے ساتھ اس کے دشمنوں کے چہروں کو سیاہ کر - آمین ؛

الراقم میرزا غلام احمد از مقام قادیان پنجاب

۲۵ / اگست ۱۹۰۱ء

تتمہ حاشیہ

Bishops Bournes
Lahore.
Aug, 15, 01

Dear Sir,

The lord Jesus Christ was certianly not a law-giver, in the senses in which Moses was, giving a complete descriptive law about such things as clean and unclean food. That He did not do

this must be evident to any one who reads the New Testament with any care or thought whatever. The Mosaic law of moots was given in order to develope in the minds of men who were in a very elementary stage of education and religion, the sense of law, and gradually of Holiness and the reverse. It is, therefore, called in the New-Testament a "Schoolmaster to bring us the christ (Gal iii- 24) for it developed a conscience in man which, whem awakened, could not find rest in any external or purely ceremonial acts but needed an inner righteourmess of heart and life. And it was to bring this that Christ came by his life and death. He both deepened in man's minds the sense of what sin really is and how terrible it is and also showed men how they could be reconciled to God, obtaining forgiveness of sins and also Power by the gift of the Holy Spirit to live a new life in real holiness, and in love to God and man. What the characteristics of that new life are you can see by reading the sermon on the mount St. Mathew chapter XVII.

ترجمہ

از مقام بشپس بورن واقعہ لاہور
مورخہ ۱۵؍ اگست ۱۹۰۱ء

جناب۔ خداوند یسوع مسیح ہرگز شارع نہ تھا جن معنوں میں حضرت موسیٰ صاحب شریعت تھا جس نے ایک کامل مفصل شریعت ایسے امور کے متعلق دی کہ مثلاً کھانے کے لیے حلال کیا ہے اور حرام کیا ہے وغیرہ۔ کوئی شخص انجیل کو بغیر غور کے سرسری نگاہ سے بھی دیکھے تو اس پر ضرور ظاہر ہو جائے گا کہ مسیح صاحب شریعت نہ تھا۔

موسیٰ کی شریعت کھانے وغیرہ امور کے متعلق اس واسطے نازل ہوئی تھی کہ انسان کا دل تربیت پا کر شریعت کے مفہوم کو پالے اور رفتہ رفتہ مقدس اور غیر مقدس کو سمجھنے لگے کیونکہ انسان اس وقت تعلیم و مذہب کی ابتدائی منزل میں تھا اس لیے انجیل میں کہا گیا ہے کہ موسیٰ کی شریعت ایک استاد تھی۔ جو ہمیں مسیح تک لائی۔ کیونکہ اس شریعت نے انسان کے دل میں ایک ایسی فطرت پیدا کر دی جو کہ ترقی

پاکر صرف بیرونی اور رسمی اعمال پر قانع نہ ہوئی بلکہ دل اور رُوح کی اندرونی راستی کی تلاش کرنے والی ہوئی۔ اس راستی کے لانے کے واسطے مسیح آیا۔ اپنی زندگی اور موت کے ذریعہ سے اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ سمجھ ڈال دی کہ گناہ کیا ہے اور وہ کیسا خوفناک ہے اور گناہوں کی معافی حاصل کرکے اور روح القدس کے عطیہ سے ہم تقدس کی نئی زندگی پاکر اور خدا اور انسان کے درمیان محبت قائم کرکے خدا کو پھر راضی کرسکتے ہیں۔ متی باب ۵ و ۷ میں پہاڑی تعلیم کے پڑھنے سے معلوم ہوسکتا ہے کہ اس نئی زندگی کا طرز طریق کیا تھا۔

دستخط

جے۔ اے لیفرائے بشپ لاہور

---

(۲۴۳)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اشتہار مفید الاخیار

چونکہ یہ ضروری سمجھا گیا ہے کہ ہماری اس جماعت میں کم سے کم ایک سو آدمی ایسا اہلِ فضل اور اہلِ کمال ہو کہ اس سلسلہ اور اس دعوے کے متعلق جو نشان اور دلائل اور براہین قویہ قطعیہ خدا تعالےٰ نے ظاہر فرمائے ہیں ان سب کا اس کو علم ہو اور مخالفین پر ہر ایک مجلس میں بوجہ احسن اتمام حجت کرسکے اور ان کے مفتریانہ اعتراضات کا جواب دے سکے اور خدا تعالےٰ کی حجت جو ان پر وارد ہو چکی ہے بوجہ احسن اس کو سمجھا سکے اور نیز عیسائیوں اور آریوں کے وساوس شائع کردہ سے ہر ایک طالبِ حق کو نجات دے سکے اور دینِ اسلام کی حقیّت اکمل اور اتم طور پر ذہن نشین کرسکے۔ پس ان تمام امور کے لیے یہ قرار پایا ہے کہ اپنی جماعت کے تمام لائق اور اہلِ علم اور زیرک اور دانشمند لوگوں کو اس طرف توجہ دی جاتی ہے کہ وہ ۲۴ر دسمبر ۱۹۰۱ء تک کتابوں کو دیکھکر اس امتحان کیلئے طیار ہو جائیں اور دسمبر آئندہ کی تعطیلوں پر قادیان میں پہنچ کر امور متذکرہ بالا میں تحریری امتحان دیں۔ اس جگہ اسی غرض کے لیے تعطیلات مذکورہ میں ایک جلسہ ہوگا اور مباحث مندرجہ کے متعلق سوالات دیئے جائیں گے۔ ان سوالات میں وہ جماعت جو پاس نکلے گی ان کو ان خدمات کیلئے منتخب کیا جائیگا اور وہ اس لائق ہوں گے کہ ان میں سے بعض دعوت حق کے لئے مناسب مقامات میں بھیجے جائیں اور اسی طرح سال بسال یہ مجمع انشاء اللہ تعالیٰ اسی غرض سے قادیان میں ہوتا رہے گا جب تک کہ ایسے مباحثین کی ایک کثیر العدد جماعت طیار ہو جائے۔ مناسب ہے کہ ہمارے احباب جو زیرک اور عقلمند ہیں اس امتحان کیلئے کوشش کریں اور ۲۵ر دسمبر یا ۲۶ر دسمبر ۱۹۰۱ء کو بہرحال قادیان میں پہنچ جائیں۔ والسّلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ۔

المشتہر

مرزا غلام احمد از قادیان ۹ر ستمبر ۱۹۰۱ء

ضیاء الاسلام پریس قادیان۔

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۴۴)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ایک غلطی کا ازالہ

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعویٰ اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے۔ وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لیے باوجود اہلِ حق ہونے کے ان کو ندامت اُٹھانی پڑتی ہے۔ چنانچہ چند روز ہوئے ہیں کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا۔ حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسُول اور مُرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ۔ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوتے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں۔ چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔ ھُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَہٗ بِالۡھُدٰی وَ دِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡھِرَہٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّہٖ۔ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ۔ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسُول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جَرِیُّ اللّٰہِ فِیۡ حُلَلِ الۡاَنۡبِیَآءِ۔ یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلّوں میں دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۰۴۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ وَالَّذِیۡنَ مَعَہٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الۡکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیۡنَھُمۡ۔

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمدؐ رکھا گیا اور رسول بھی۔ پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج

ہے۔"دُنیا میں ایک نذیر آیا" اس کی دوسری قرأت یہ ہے کہ "دُنیا میں ایک نبی آیا"۔ اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔ سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں۔ پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے۔ اس کا جواب یہی ہے کہ بیشک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پورانا نہیں آسکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آخری زمانہ میں اُتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں ان کو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس۴۵ برس تک سلسلہ وحیٔ نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے۔ بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[1] اور حدیث لَا نَبِيَّ بَعْدِیْ اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے۔ لیکن ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے۔ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنافی الرسول کی۔ پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلّی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لیے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لیے بلکہ اسی کے جلال کے لیے۔ اس لیے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے۔ اس کے یہ معنے ہیں کہ محمدؐ کی نبوت آخر محمدؐ کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اَور کو۔ پس یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اس کے معنے یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجال الدنیا ولٰکن ھو اب لرجال الاٰخرۃ لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ۔ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنافی الرسول مجھے ملا ہے لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا، لیکن عیسٰی کے اُترنے سے ضرور فرق آئے گا۔ اور یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنے لغت کے رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا۔ پس جہاں یہ معنے صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئے گا اور نبی کا رسول ہونا شرط ہے کیونکہ اگر وہ رسول نہ ہو تو پھر غیب مصفّٰی کی خبر اس کو مل نہیں سکتی اور یہ آیت روکتی ہے۔

---

[1] الاحزاب : ۴۱

لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ [1] - اب اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان معنوں کے رو سے نبی سے انکار کیا جائے تو اس سے لازم آتا ہے کہ یہ عقیدہ رکھا جائے کہ یہ اُمّت مکالمات و مخاطبات الٰہیہ سے بے نصیب ہے۔ کیونکہ جس کے ہاتھ پر اخبار غیبیہ منجانب اللہ ظاہر ہونگے بالضرورت اس پر مطابق آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖ کے مفہوم نبی کا صادق آئے گا۔ اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے۔ فرق درمیان یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایسا نبی کوئی نہیں جس پر جدید شریعت نازل ہو یا جس کو بغیر توسط آنجناب اور ایسی فنافی الرسول کی حالت کے جو آسمان پر اس کا نام محمد اور احمد رکھا جائے۔ یونہی نبوت کا لقب عنایت کیا جائے ومن ادّعی فقد کفر۔ اس میں اصل بھید یہی ہے کہ خاتم النبیّین کا مفہوم تقاضا کرتا ہے کہ جب تک کوئی پردہ مغایرت کا باقی ہے اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائے گا تو گویا اس مُہر کو توڑنے والا ہوگا جو خاتم النبیّین پر ہے، لیکن اگر کوئی شخص اسی خاتم النبیین میں ایسا گم ہو کہ بباعث نہایت اتحاد اور نفی غیریت کے اسی کا نام پا لیا ہو اور صاف آئینہ کی طرح محمدی چہرہ کا اس میں انعکاس ہو گیا ہو تو وہ بغیر مُہر توڑنے کے نبی کہلائے گا کیونکہ وہ محمد ہے گو ظلّی طور پر۔ پس باوجود اس شخص کے دعویٰ نبوت کے جس کا نام ظلّی طور پر محمد اور احمد رکھا گیا۔ پھر بھی سیّدنا محمد خاتم النبیین ہی رہا۔ کیونکہ یہ محمد ثانی اسی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر اور اسی کا نام ہے مگر عیسیٰ بغیر مُہر توڑنے کے آ نہیں سکتا کیونکہ اس کی نبوت ایک الگ نبوت ہے اور اگر بروزی معنوں کے رو سے بھی کوئی شخص نبی اور رسول نہیں ہو سکتا تو پھر اس کے کیا معنے ہیں کہ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ [2] [3] - سو یاد رکھنا چاہیئے کہ ان معنوں کے رو سے مجھے نبوت اور رسالت سے انکار نہیں ہے۔ اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالےٰ سے

---

[1] الجن : ۲۸،۲۷   [2] الفاتحة : ۷،۶

[3] یہ ضرور یاد رکھو کہ اس اُمّت کے لیے وعدہ ہے کہ وہ ہر ایک ایسے انعام پائے گی جو پہلے نبی اور صدیق پا چکے ہیں۔ پس منجملہ ان انعامات کے وہ نبوتیں اور پیشگوئیاں ہیں جن کے رو سے انبیاء علیہم السلام نبی کہلاتے رہے، لیکن قرآن شریف بجز نبی بلکہ رسول ہونے کے دوسروں پر علوم غیب کا دروازہ بند کرتا ہے جیسا کہ آیت لَا یُظْھِرُ عَلٰی غَیْبِہٖۤ اَحَدًا۔ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ سے ظاہر ہے۔ پس مصفّٰی غیب پانے کے لیے نبی ہونا ضروری ہوا۔ اور آیت اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ گواہی دیتی ہے کہ اس مصفّٰی غیب سے یہ اُمّت محروم نہیں۔ اور مصفّٰی غیب حسب منطوق آیت نبوت اور رسالت کو چاہتا ہے اور وہ طریق براہ راست بند ہے اس لیے ماننا پڑتا ہے کہ اس موہبت کے لیے محض بروز اور ظلّیت اور فنا فی الرسول کا دروازہ کھلا ہے۔ فتدبّر۔ منہ

غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے۔ اگر کہو کہ اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے تو میں کہتا ہوں، تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہار امرِ غیب ہے۔ اور نبی ایک لفظ ہے جو عربی اور عبرانی میں مشترک ہے یعنی عبرانی میں اسی لفظ کو نابی کہتے ہیں اور یہ لفظ نابا سے مشتق ہے جس کے یہ معنے ہیں خدا سے خبر پا کر پیشگوئی کرنا اور نبی کے لیے شارع ہونا شرط نہیں ہے۔ یہ صرف موہبت ہے جس کے ذریعہ سے امورِ غیبیہ کھلتے ہیں۔ پس میں جبکہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہو گئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں اور جبکہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کروں یا کیونکر اس کے سوا کسی دوسرے سے ڈروں۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افترا کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے وہ اسی خدا کا کلام ہے جس نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔ میرے لیے زمین نے بھی گواہی دی اور آسمان نے بھی۔ اس طرح پر میرے لیے آسمان بھی بولا اور زمین بھی کہ میں خلیفۃ اللہ ہوں۔ مگر پیشگوئیوں کے مطابق ضرور تھا کہ انکار بھی کیا جاتا۔ اس لیے جن کے دلوں پر پردے ہیں۔ وہ قبول نہیں کرتے۔ میں جانتا ہوں کہ ضرور خدا میری تائید کریگا جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔ کوئی نہیں کہ میرے مقابل پر ٹھہر سکے کیونکہ خدا کی تائید اُن کے ساتھ نہیں۔

اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لیے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے، اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے۔ سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا۔ اور میرا یہ قول کہ

"من نیستم رسول و نیاوردہ ام کتاب"

اس کے معنی صرف اس قدر ہیں کہ میں صاحبِ شریعت نہیں ہوں۔ ہاں یہ بات بھی ضرور یاد رکھنی چاہیئے اور ہرگز فراموش نہیں کرنی چاہیئے کہ میں باوجود نبی اور رسول کے لفظ کے ساتھ پکارے جانے کے خدا کی طرف سے

اطلاع دیا گیا ہوں کہ یہ تمام فیوض بلا واسطہ میرے پر نہیں ہیں بلکہ آسمان پر ایک پاک وجود ہے جس کا رُوحانی افاضہ میرے شامل حال ہے یعنی محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم۔ اس واسطہ کو ملحوظ رکھ کر اور اس میں ہو کر اور اس کے نام محمد اور احمد سے مسمّٰی ہو کر مَیں رسول بھی ہوں اور نبی بھی ہوں یعنی بھیجا گیا بھی اور خدا سے غیب کی خبریں پانے والا بھی۔ اور اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر محفوظ رہی کیونکہ میں نے انعکاسی اور ظلّی طور پر محبت کے آئینہ کے ذریعہ سے وہی نام پایا۔ اگر کوئی شخص اس وحی الٰہی پر ناراض ہو کہ کیوں خدا تعالےٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے تو یہ اُس کی حماقت ہے کیونکہ میرے نبی اور رسول ہونے سے خدا کی مہر نہیں ٹوٹتی[1] یہ بات ظاہر ہے کہ جیسا کہ مَیں اپنی نسبت کہتا ہوں کہ خدا نے مجھے رسول اور نبی کے نام سے پُکارا ہے۔ ایسا ہی میرے مخالف حضرت عیسیٰ ابن مریم کی نسبت کہتے ہیں کہ وہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ اور چونکہ وہ نبی ہیں اس لیے اُن کے آنے پر بھی وہی اعتراض ہوگا جو مجھ پر کیا جاتا ہے یعنی یہ کہ خاتم النبیین کی مہر ختمیت ٹوٹ جائے گی۔ مگر مَیں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیونکہ مَیں بارہا تبلا چکا ہوں کہ مَیں بموجب آیت وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ[2] بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اور خدا نے آج سے بیسؔ برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظلّ اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ مَیں ظلّی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مُہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمدؐ تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی ہیں نہ اَور کوئی۔ یعنے جبکہ مَیں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالاتِ محمدی مع نبوتِ محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیّت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔ بھلا اگر مجھے قبول نہیں کرتے تو یوں سمجھ لو کہ تمہاری حدیثوں میں لکھا ہے کہ مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا اور اس کا اسم آنجناب کے اسم سے مطابق

---

[1] یہ کیسی عمدہ بات ہے کہ اس طریق سے نہ تو خاتم النبیین کی پیشگوئی کی مہر ٹوٹی اور نہ اُمت کے کل افراد مفہوم نبوت سے جو آیت لَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖ کے مطابق ہے محروم رہے۔ مگر حضرت عیسیٰ کو دوبارہ اُتارنے سے جن کی نبوت اسلام سے چھ سو برس پہلے قرار پا چکی ہے اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا اور آیت خاتم النبیین کی صریح تکذیب لازم آتی ہے۔ اس کے مقابل پر ہم صرف مخالفوں کی گالیاں سُنیں گے۔ سو گالیاں دیں۔ وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ۔ منہ

[2] الجمعة : ۴

ہو گا یعنی اس کا نام بھی محمد اور احمد ہو گا اور اس کے اہل بیت میں سے ہو گا۔[1] اور بعض حدیثوں میں ہے کہ مجھ میں سے ہو گا۔ یہ عمیق اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ وہ روحانیت کے رو سے اسی نبی میں سے نکلا ہوا ہو گا اور اسی کی رُوح کا رُوپ ہو گا۔ اس پر نہایت قوی قرینہ یہ ہے کہ جن الفاظ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلق بیان کیا یہاں تک کہ دونوں کے نام ایک کر دیئے۔ ان الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس موعود کو اپنا بروز بیان فرمانا چاہتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ کا یشوعا بروز تھا اور بروز کے لیے یہ ضرور نہیں کہ بروزی انسان صاحب بروز کا بیٹا یا نواسہ ہو۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ روحانیت کے تعلقات کے لحاظ سے شخص مورد بروز صاحب بروز میں سے نکلا ہوا ہو اور ازل سے باہمی کشش اور باہمی تعلق درمیان ہو سو یہ خیال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ معرفت کے سراسر خلاف ہے کہ آپ اس بیان کو تو چھوڑ دیں جو اظہار مفہوم بروز کے لیے ضروری ہے اور یہ امر ظاہر کرنا شروع کر دیں کہ وہ میرا نواسہ ہو گا۔ بھلا نواسہ ہونے سے بروز کو کیا تعلق۔ اور اگر بروز کے لیے یہ تعلق ضروری تھا تو فقط نواسہ ہونے کی ایک ناقص نسبت کیوں اختیار کی گئی بیٹا ہونا چاہیئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کلام پاک میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے باپ ہونے کی نفی کی ہے لیکن بروز کی خبر دی ہے۔ اگر بروز صحیح نہ ہوتا تو پھر آیت و آخرین منھم میں ایسے موعود کے رفیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں ٹھہرتے اور نفیِ بروز سے اس آیت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ جسمانی خیال کے لوگوں نے کبھی اس موعود کو حسنؓ کی اولاد بتایا اور کبھی حسینؓ کی اور کبھی عباسؓ کی، لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف یہ مقصود تھا کہ وہ فرزندوں کی طرح اس کا وارث ہو گا۔ اس کے نام کا وارث اس کے خُلق کا وارث اس کے علم کا وارث اس کی رُوحانیت کا وارث اور ہر ایک پہلو سے اپنے اندر اس کی تصویر دکھلائے گا۔ اور وہ اپنی طرف سے نہیں بلکہ سب کچھ اس سے لے گا۔ اور اس میں فنا ہو کر اس کے چہرے کو

---

[1] حاشیہ:۔ یہ بات میرے اجداد کی تاریخ سے ثابت ہے کہ ایک دادی ہماری شریف خاندان سادات سے اور بنی فاطمہ میں سے تھی۔ اس کی تصدیق آنحضرت صلی اللہ نے بھی کی اور خواب میں مجھے فرمایا کہ سلمان منا اہل البیت علیٰ مشرب الحسن۔ میرا نام سلمان رکھا یعنی دو سِلم۔ اور سِلم عربی میں صلح کو کہتے ہیں۔ یعنی مقدر ہے کہ دو صلح میرے ہاتھ پر ہونگی۔ ایک اندرونی کہ جو اندرونی بغض اور شحنا کو دُور کرے گی۔ دوسری بیرونی کہ جو بیرونی عداوت کے وجود کو پامال کر کے اور اسلام کی عظمت دکھا کر غیر مذاہب والوں کو اسلام کی طرف جھکا دیگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حدیث میں جو سلمان آیا ہے اس سے بھی میں مراد ہوں ورنہ اس سلمان پر دو صلح کی پیشگوئی صادق نہیں آتی۔ اور مَیں خدا سے وحی پا کر کہتا ہوں کہ میں بنی فارس میں سے ہوں اور بموجب اس حدیث کے جو کنز العمال میں درج ہے بنی فارس بھی بنی اسرائیل اور اہلبیت میں سے ہیں اور حضرت فاطمہؓ نے کشفی حالت میں اپنی ران پر میرا سر رکھا اور مجھے دکھایا کہ مَیں اس میں سے ہوں چنانچہ یہ کشف براہین احمدیہ میں موجود ہے۔ منہ

دکھائے گا۔ پس جیسا کہ ظلّی طور پر اس کا نام لے گا۔ اس کا خُلق لے گا، اس کا علم لے گا، ایسا ہی اس کا نبی لقب بھی لے گا کیونکہ بروزی تصویر پوری نہیں ہو سکتی جب تک کہ یہ تصویر ہر ایک پہلو سے اپنے اصل کے کمال اپنے اندر نہ رکھتی ہو۔ پس چونکہ نبوت بھی نبی میں ایک کمال ہے اس لئے ضروری ہے کہ تصویر بروزی میں وہ کمال بھی نمودار ہو۔ تمام نبی اس بات کو مانتے چلے آئے ہیں کہ وجود بروزی اپنے اصل کی پوری تصویر ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے۔ پس اس صورت میں ظاہر ہے کہ جس طرح بروزی طور پر محمد اور احمد نام رکھے جانے سے دو محمد اور دو احمد نہیں ہو گئے، اسی طرح بروزی طور پر نبی یا رسول کہنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ خاتم النبیین کی مُہر ٹوٹ گئی۔ کیونکہ وجود بروزی کوئی الگ وجود نہیں۔ اس طرح پر تو محمدؐ کے نام کی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ہی محدود رہی۔ تمام انبیاء علیہم السلام کا اس پر اتفاق ہے کہ بروز میں دوئی نہیں ہوتی کیونکہ بروز کا مقام اس مضمون کا مصداق ہوتا ہے کہ

من تُو شدم تو من شدی من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد زیں من دیگرم تو دیگری

لیکن اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ دنیا میں آئے تو بغیر خاتم النبیین کی مُہر توڑنے کے کیونکر دُنیا میں آ سکتے ہیں غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مُہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مُہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ[1] اور انبیاء کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے۔ دیکھو حضرت موسیٰ نے معراج کی رات جب دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے مقام سے آگے نکل گئے تو کیونکر رو رو کر اپنی غیرت ظاہر کی تو پھر جس حالت میں خدا تو فرماتے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا اور پھر اپنے فرمودہ کے برخلاف عیسیٰ کو بھیج دے تو پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دلآزاری کا موجب ہوگا۔ غرض بروزی رنگ کی نبوت سے ختم نبوت میں فرق نہیں آتا اور نہ مُہر ٹوٹتی ہے لیکن کسی دوسرے نبی کے آنے سے اسلام کی بیخکنی ہو جاتی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس میں سخت اہانت ہے کہ عظیم الشان کام دجّال کشی کا عیسیٰ سے ہوا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آیت کریمہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[2] نعوذ باللہ اس سے جھوٹی ٹھہرتی ہے اور اس آیت میں ایک پیشگوئی مخفی

---

[1] الجمعة : ۴ [2] الاحزاب : ۴۱

ہے اور وہ یہ کہ اب نبوت پر قیامت تک مُہر لگ گئی ہے اور بجز بروزی وجود کے جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہے۔ کسی میں یہ طاقت نہیں جو کُھلے کُھلے طور پر نبیوں کی طرح خدا سے کوئی علم غیب پاوے۔ اور چونکہ وہ بروز محمدی جو قدیم سے موعود تھا وہ مَیں ہوں۔ اس لیے بروزی رنگ کی نبوت مجھے عطا کی گئی اور اس نبوت کے مقابل پر اب تمام دنیا بے دست و پا ہے کیونکہ نبوت پر مہر ہے ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانہ کے لیے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہوگیا۔ اب بجز اس کھڑکی کے اَور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمہ سے پانی لینے کے لیے باقی نہیں۔

خلاصہ کلام یہ کہ بروزی طور کی نبوت اور رسالت سے ختمیت کی مُہر نہیں ٹوٹتی۔ اور حضرت عیسیٰ کے نزول کا خیال جو مستلزم تکذیب آیت وَ لٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ ہے وہ ختمیت کی مہر کو توڑتا ہے اور اس فضول اور خلاف عقیدہ کا تو قرآن شریف میں نشان نہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ وہ آیت ممدوحہ بالا کے صریح برخلاف ہے لیکن ایک بروزی نبی اور رسُول کا آنا قرآن شریف سے ثابت ہو رہا ہے جیسا کہ آیت وَ اٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ سے ظاہر ہے۔ اس آیت میں ایک لطافت بیان یہ ہے کہ اس گروہ کا ذکر تو اس میں کیا گیا جو صحابہؓ میں سے ٹھہرائے گئے لیکن اس جگہ اس مورد بروز کا بتصریح ذکر نہیں کیا یعنی مسیح موعود کا جس کے ذریعہ سے وہ لوگ صحابہ ٹھہرے اور صحابہؓ کی طرح زیر تربیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سمجھے گئے۔ اس ترکِ ذکر سے یہ اشارہ مطلوب ہے کہ مورد بروز حکم نفیٔ وجود کا رکھتا ہے۔ اس لیے اس کی بروزی نبوت اور رسالت سے مُہر ختمیت نہیں ٹوٹتی۔ پس آیت میں اس کو ایک وجود منفی کی طرح رہنے دیا اور اس کے عوض میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا ہے۔ اور اسی طرح آیت اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ[1] میں ایک بروزی وجود کا وعدہ دیا گیا جس کے زمانہ میں کوثر ظہور میں آئے گا یعنی دینی برکات کے چشمے بہہ نکلیں گے اور بکثرت دنیا میں سچے اہل اسلام ہو جائیں گے۔ اس آیت میں بھی ظاہری اولاد کی ضرورت کو نظر تحقیر سے دیکھا اور بروزی اولاد کی پیشگوئی کی گئی۔ اور گو خدا نے مجھے یہ شرف بخشا ہے کہ مَیں اسرائیلی بھی ہوں اور فاطمی بھی، اور دونوں خُونوں سے حصہ رکھتا ہوں لیکن مَیں رُوحانیت کی نسبت کو مقدم رکھتا ہوں جو بروزی نسبت ہے۔

اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں۔ مَیں اُس طور سے جو وہ خیال کرتے ہیں نہ نبی ہوں نہ رسول ہوں۔ ہاں مَیں اس طور سے نبی اور رسول ہوں جس طور سے ابھی مَیں نے بیان کیا ہے۔ پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے

---

[1] الکوثر : ۲

مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسُول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں ۔ میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم ہے ۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا ۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی ۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی ۔ علیہ الصلوٰۃ والسّلام ۔

خاکسار

میرزا غلام احمد از قادیان ۔ ۵ ، نومبر ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے ۶ صفحات پر ہے)

(۲۴۵)

اشتہار کتاب آیات الرحمان

یہ قابلِ قدر کتاب مکرمی مولوی سید محمد احسن صاحب نے کتاب عصائے موسیٰ کے ردّ میں لکھی ہے اور مصنّف عصائے موسیٰ کے اوہام کا ایسا استیصال کر دیا ہے کہ اب اس کو اپنی وہ کتاب ایک دردانگیز عذاب محسوس ہوگی۔ یہ تجویز قرار پائی ہے کہ اس کے چھپنے کے لیے اس طرح پر سرمایہ جمع ہو کہ ہر ایک صاحب جو خریدنا چاہیں، ایک روپیہ جو اس کتاب کی قیمت ہے بطور پیشگی روانہ کر دیں۔ یہ خواہش ہے کہ جلد تر یہ کتاب چھپ جائے اس لیے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ والسلام

خاکسار میرزا غلام احمد عفی عنہ

(اشتہار ''ایک غلطی کا ازالہ'' کے صفحہ ۸ کے حاشیہ پر یہ اشتہار درج ہے)

(۲۴۶)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

المنار

قاہرہ سے ایک اخبار نکلتا ہے جس کا نام منار ہے۔ جب فروری ۱۹۰۱ء میں ہماری طرف سے پیر گولڑوی صاحب کے مقابل پر رسالہ اعجاز المسیح لکھا گیا جو فصیح بلیغ عربی میں ہے اور اس کے جواب سے نہ صرف پیر صاحب موصوف عاجز رہ گئے بلکہ پنجاب اور ہندوستان کے تمام علماء بھی عاجز آ گئے تو میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلاد عرب یعنی حرمین اور شام اور مصر وغیرہ میں بھی بھیجدوں کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے اور میں نے بائیس۲۲ برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی ممانعت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیجدیا کرتا ہوں اسی وجہ سے میری عربی کتابیں عرب کے ملک میں بھی بہت شہرت پا گئی ہیں۔ جو لوگ درندہ طبع ہیں اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں میری تحریریں پڑھتے ہیں وہ فی الفور چڑ جاتے ہیں اور میرے دشمن ہو جاتے ہیں۔ مگر جن میں انسانیت ہے وہ معقول بات کو پسند کر لیتے ہیں۔ پھر دشمنی کی حالت میں کون کسی کی کتاب کی تعریف کر سکتا ہے۔ سو اسی خیال سے یہ رسالہ کئی جگہ مصر میں بھیجا گیا۔ چنانچہ منجملہ ان کے ایڈیٹر المنار کو بھی پہنچا دیا گیا تا اس سے جہاد کے غلط خیالات کی بھی اصلاح ہو۔ اور مجھے معلوم ہے کہ اس مسئلہ جہاد کی غلط فہمی میں ہر ایک ملک میں کسی قدر گروہ مسلمانوں کا ضرور مبتلا ہے بلکہ جو شخص سچے دل سے جہاد کا مخالف ہو اس کو یہ علماء کافر سمجھتے ہیں بلکہ واجب القتل بھی۔ لیکن چونکہ اسلام کی تعلیم میں یہ بات داخل ہے کہ جو شخص انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ اس لیے ہم لوگ اگر ایمان اور تقویٰ کو نہ چھوڑیں تو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے قول اور فعل سے ہر طرح اس گورنمنٹ برطانیہ کی نصرت کریں۔ کیونکہ ہم اس گورنمنٹ کے مبارک قدم سے پہلے ایک جلتے ہوئے تنور میں تھے۔ یہی گورنمنٹ ہے جس نے اس تنور سے ہمیں باہر نکالا۔ غرض اسی خیال سے جو میرے دل میں مستحکم جما ہوا ہے۔ اعجاز المسیح

میں بھی یعنی اس کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت اور گورنمنٹ کی اطاعت کے بارے میں تشدد سے لکھا گیا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ اسی تحریر سے صاحب جریدہ منار اپنے تعصب کی وجہ سے جل گیا اور اس نے آنکھیں بند کرلیں اور سخت گوئی اور گالیوں پر آ گیا اور منار میں بہت تحقیر اور توہین سے مجھے یاد کیا اور وہ پرچہ جس میں میری بدگوئی تھی کسی تقریب سے پنجاب میں پہنچ گیا۔ پنجاب کے پُرحسد مُلّا تو آگے ہی مجھ سے ناراض تھے۔ اور پیر گولڑوی کی کمر ٹوٹ چکی تھی اس لیے منار کی وہ دو چار سطریں مرتے کے لیے ایک سہارا ہوگئیں۔ تب ان لوگوں نے اپنی طرف سے اَور بھی نُون مرچ لگا کر اور اُن چند سطروں کا اُردو میں ترجمہ کرکے وہ مضمون پرچہ اخبار چودھویں صدی میں جو راولپنڈی سے نکلتا ہے چھپوا دیا اور جا بجا بغلیں مارنے لگے کہ دیکھو اہلِ زبان نے اور پھر منار کے ایڈیٹر جیسے ادیب ان کی عربی کی کیسی خبر لی۔ بیوقوفوں کو معلوم نہ ہوا کہ یہ تو سارا جہاد کی مخالفت کا مضمون پڑھ کر جوش نکالا گیا ہے۔ ورنہ اسی قاہرہ میں پرچہ مناظر کے ایڈیٹر نے جو ایک نامی ایڈیٹر ہے جس کی تعریف منار بھی کرتا ہے اپنے جریدہ میں صاف طور پر اقرار کر دیا ہے کہ کتاب اعجاز المسیح درحقیقت فصاحت بلاغت میں بے مثل کتاب ہے اور صاف گواہی دے دی ہے کہ اس کے بنانے پر دوسرے مولوی ہرگز قادر نہیں ہوں گے۔ ان مخالفوں کو چاہیئے کہ جریدہ مناظر کو طلب کرکے ذرہ آنکھیں کھول کر پڑھیں اور ہمیں بتائیں کہ اگر ایڈیٹر منار اہل زبان ہے تو کیا ایڈیٹر مناظر اہلِ زبان نہیں ہے؟ بلکہ مناظر نے صاف طور پر بیان کر دیا ہے کہ اعجاز المسیح کی فصاحت بلاغت درحقیقت معجزہ کی حد تک پہنچ گئی ہے۔ اور پھر ایڈیٹر ہلال نے بھی جو عیسائی پرچہ ہے اعجاز المسیح کی بلاغت فصاحت کی تعریف کی اور وہ پرچہ بھی قاہرہ سے نکلتا ہے۔ اب ایک طرف تو دو گواہ ہیں اور ایک طرف بیچارہ منار اکیلا۔ اور ایڈیٹر منار نے باوجود اس قدر بدگوئی کے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ ”میں اس بات کا قائل نہیں ہو سکتا کہ اس کتاب کی مانند کوئی اور کتاب اہل عرب بھی نہیں لکھ سکتا۔ اگر ہم چاہیں تو لکھ دیں“ لیکن یہ قول اس کا محض ایک فضول بات ہے اور یہ اسی رنگ کا قول ہے جو کفار قرآن شریف کی نسبت کہتے تھے کہ لَوْ نَشَآءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هٰذَآ[1]۔ پھر ہم پوچھتے ہیں کہ اگر وہ کتاب فصیح نہیں تو پھر تمہارے اس قول کے کیا معنے ہیں کہ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی اس کی مثل چند روز میں لکھ دیں کیا تم بھی غلط کتاب کے مقابل پر غلط لکھو گے۔

غرض جس پرچہ کی تحریر پر اتنی خوشی کی گئی ہے اس کا یہ حال ہے کہ اسی ملک کے اہل زبان وہی پیشہ رکھنے والے اس کو جھوٹا ٹھہراتے ہیں۔ اور جہاد کی وجہ سے بھی اس کا اشتعال بے معنی ہے کیونکہ یہ مسئلہ اب بہت صاف ہوگیا ہے اور وہ زمانہ گذرتا جاتا ہے جبکہ نادان مُلّا بہشت کی کُل نعمتیں جہاد پر ہی موقوف

---

[1] الانفال : ۳۲

رکھتے تھے۔ اس جگہ بارہا بے اختیار دل میں یہ بھی خیال گذرتا ہے کہ جس گورنمنٹ کی اطاعت اور خدمت گذاری کی نیت سے ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر دنیا میں شائع کیں اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھواتے اُسی گورنمنٹ کو اب تک معلوم نہیں کہ ہم دن رات کیا خدمت کر رہے ہیں۔ ہم نے قبول کیا کہ ہماری اُردو کی کتابیں جو ہندوستان میں شائع ہوتیں ان کے دیکھنے سے گورنمنٹ عالیہ کو یہ خیال گذرا ہوگا کہ ہماری خوشامد کے لیے ایسی تحریریں لکھی گئی ہیں کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں، لیکن یہ دانشمند گورنمنٹ ادنیٰ توجہ سے سمجھ سکتی ہے کہ عرب کے ملکوں میں جو ہم نے ایسی کتابیں بھیجیں جن میں بڑے بڑے مضمون اس گورنمنٹ کی شکر گذاری اور جہاد کی مخالفت کے بارے میں تھے ان میں گورنمنٹ کی خوشامد کا کونسا موقع تھا۔ کیا گورنمنٹ نے مجھ کو مجبور کیا تھا کہ میں ایسی کتابیں تالیف کرکے ان ملکوں میں روانہ کروں اور ان سے گالیاں سنوں۔ مَیں یقین رکھتا ہوں کہ ایک دن یہ گورنمنٹ عالیہ ضرور میری ان خدمات کا قدر کرے گی اور وہ لوگ جو سراسر بُغض اور حسد سے آئے دن خلاف واقعہ میری نسبت شکایتیں کرتے رہتے ہیں وہ ضرور شرمندہ ہوں گے۔ کیونکہ کوئی امر پوشیدہ نہیں جو ظاہر نہ ہو جاتے۔ ایک مکّار انسان کب تک اپنی مکّاری چھپا سکتا ہے یا ایک مخلص انسان کب تک چھپ سکتا ہے۔

اب پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہیں کہ مَیں نے صاحب منار کی دھوکہ دہی کے کھولنے کے لیے صرف ایڈیٹر مناظر اور ہلال کی یا مبالغہ تعریف پر ہی حصر نہیں رکھا بلکہ عربی میں ایک اور رسالہ نکالا ہے اور ایڈیٹر منار سے بڑے مبالغہ کے ساتھ نظیر طلب کی ہے۔ اور اس رسالہ سے پہلے ایک چھوٹا سا رسالہ اس کے متنبّہ کرنے کے لیے بھیجا جائے گا تا اگر وہ عاجزی سے اپنا قصور معاف کرانا چاہے تو پھر اس ذلّت سے بچ جائے کہ جو بالمقابل لکھنے کے وقت اس کو پیش آنے والی ہے لیکن اس کی بدقسمتی سے ان رسالوں میں بھی گورنمنٹ کی تعریف اور جہاد کی مخالفت موجود ہے پس اگر اس کے اشتعال کا باعث مخالفتِ جہاد کا مسئلہ ہے جیسا کہ یقیناً سمجھا گیا اور اس کے پُر رنج اشارات سے ظاہر ہو رہا ہے تو ان رسالوں کو پڑھ کر یہ اشتعال اَور بھی زیادہ ہوگا۔

بالآخر ہم سب مخالف مولویوں کو اطلاع دیتے ہیں کہ صاحبِ منار کی مخالفت ان کے لیے کچھ بھی جائے خوشی نہیں اور جو کچھ عظمت اہلِ زبان ہونے کی اس کو دی گئی ہے آثار سے معلوم ہو رہا ہے کہ وہ جلد تر اس سے رُخصت ہونے کو ہے۔ ان مولویوں کو یہ بھی خبر نہیں کہ دراصل ملک مصر عجم میں داخل ہے اور ان کی عربی تمام عربی زبانوں سے بدتر ہے۔ نمونہ اتنا ہی کافی ہے کہ اُقْعُدْ کو گُدْ کہتے ہیں اور اُن کا محاورہ بہت غلط اور عربی فصاحت سے نہایت دُور ہے اور وہ اپنے تئیں فصیح بنانے کے لیے ہندیوں سے زیادہ مشکلات میں ہیں کہ ان کی زبان غلط بولنے پر عادی ہو گئی ہے مگر ہندیوں کی لوح طبیعت غلطی سے مبرا اور

صحیح طریق قبول کرنے کے لیے مستعد ہے۔ اسی وجہ سے کتاب انسکلو پیڈیا میں ایک محقق انگریز لکھتا ہے کہ عرب کی تمام زبانوں میں سے بدتر زبان وہ ہے جو مصر میں رائج ہے۔

غرض مولویان پنجاب اب عنقریب دیکھ لیں گے کہ جس شخص پر ناز کیا ہے اس کو علمِ ادب میں کہاں تک دخل ہے۔

والسّلام علٰی من اتبع الھدٰی

المشتہر خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۰۱ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے دو صفحوں پر ہے)

(۲۴۷)

اَلطَّاعُوْنُ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِهِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ فَاعْلَمُوْا اَیُّهَا

حمد مر خدا را و سلام بر بندگان برگزیدہ وے ۔ اما بعد اے برادران

خدا کی حمد اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ۔ بھائیو اے

الْاِخْوَان اُولُوا النُّھٰی ۔ رَحِمَکُمُ اللّٰهُ فِی الْاُوْلٰی وَ الْاُخْرٰی ۔ ان الطاعون

دانشمند خدا در ہر دو جہاں برشما ۔ رحم فرماید بدانید کہ طاعون در

دانشمند و خدا تعالیٰ تم پر دونوں جہانوں میں رحم کرے ۔ طاعون نے

قد حلت بلادکم ۔ و فلت اکبادکم ۔ وتخطف کثیرا من احبائکم

شہرہائے شمارخت اقامت انداختہ و جگرہائے شمارا پارہ پارہ کردہ ست و بسیارے را از دوستان

تمہارے شہروں میں ڈیرے ڈال دیئے اور تمہارے جگروں کو پارہ پارہ کر دیا اور تمہارے بہت سے دوستوں ۔

و ابائکم و ابنائکم و بناتکم ونسائکم وجیرانکم وخلانکم ولکم

و پدران و پسران و دختران و زنان وہمسائگان از شما ربودہ دریں

باپوں بیٹوں بیٹیوں اور جوروں اور ہمسائیوں کو اُچک کرلے گئی اور تمہارے لیے

فیه بلاء عظیم من الله العلیم الحکیم ولا ینزل بلاء الّا لسبب من

مصیبت برائے شما از خداوند دانا و مہربان آزمائش بزرگ است وہر بلائے را کہ نازل می شود

اس میں خداوند علیم حکیم کی طرف سے بڑا ابتلا اور امتحان ہے اور جو بَلا نازل ہوتی ہے اس کے

الاسباب الاربعه ۔ وکذلك جرت سنة الله من بدو الفطرة الاوّل

چار سبب است ۔ و از آغاز آفرینش سنت خداوندی بر ہمیں منوال جاری است اوّل

چار ہی سبب ہوتے ہیں ۔ اور ابتدائے فطرت سے خدا کی سنّت اسی طرح پر جاری ہے ۔ پہلا یہ

اذا تخطی النّاس مراضی اللّٰہ و اتلفوا حقوقہ بترك العبادة والعفة -
آنکہ چوں مردم از راہِ رضاتے حق دور افتند و عفت و عبادت را ترک گفتہ حقوق ویرا ضائع سازند
ہے کہ جب لوگ خدا کی خوشنودی کی راہوں سے نکل جاتے اور عفت اور عبادت کو چھوڑ کر اس کے حقوق تلف کردیتے

وجعلوا یعیشون بطرًا و فخرًا ولا یلتفتون الی الاخرة - ولا یبالون فسقًا
و زندگی در خود بینی و ناسپاسی و پندار کبر برند و نگاہے بسوئے آخرت نکنند واز ارتکاب فسق و فجور
ہیں اور خودی اور گھمنڈ میں زندگی بسر کرتے ہیں اور آخرت کی طرف دھیان نہیں کرتے اور فسق و فجور کی

وفجوراً ولا یقومون علیٰ حدود حضرة العزة - ویدوسون
باکے ندارند و رعایت حدود خداوندی بجا نیاورند واحکام وے را در زیر پا
پروا نہیں کرتے اور خدا کی حدوں کی پاسداری نہیں کرتے اور اس کے حکموں کو

احکامه ویفسقون امامه ویغضبونه بالاصرار علیٰ الجرائم
بسپرند و پیش دیدہ وے سیاہ کاریہا بکنند واز پا فشردن در گناھان بزرگ
پامال کرتے اور اسکے سامنے بدکاری کرتے اور کھلے جرموں پر اصرار کرکے اُسے غصہ دلاتے

الفاحشة - الثانی اذا لم یطیعوا اولی الامر الذین یدعونهم
ویرا در خشم آورند - دوم آنکہ چوں سر از اطاعت آں اولی الامراں بیروں کشند کہ ایشاں
ہیں - دوسرا جب لوگ ان اولوالامروں کی نافرمانی کرتے ہیں جو مصلحتِ الٰہی

الی المصالح الدینیة والدنیویة وقد اوتوهم بالمصلحة الالٰهیة
سوئے مصالح دُنیا و دین می خوانند و مصلحت ایزدی اوشاں را بر سر ایشاں مسلط
سے انہیں دیئے جاتے ہیں اور رعیت کے انبار غلہ کے لیے بجائے مہر کے

وجعلوا کروشم لعرمة الرعیة وکذلك اذا عصوا ملوکهم
گردانیدہ و اوشاں درحق رعیت بمنزلہ مہرے بر انبار غلہ می باشد و رعایا مفسد و باغی گردد
ہوتے ہیں اور رعایا مفسد اور باغی بن جاتی اور

وافسدوا وبغوا وخرجوا من ربقة الاطاعة وما نصروهم فی
و پا از جادہ فرمان پذیری بیروں نہد و در امورِ
اطاعت کی رسی اتار ڈالتی ہے اور معروف باتوں اور جائز امروں

المعروف والامور المندوبة وظنوا فیهم ظن السوء و قلبوا
معروفہ و مندوبہ مددگار آں حکام نباشند و در حق ایشاں گمان بد را در دل راہ بدہد
میں ان کی مدد نہیں کرتی اور ان کی نسبت بدگمانی کرتی اور لڑائی اور مقابلہ

امورهم بالمعارضة والمقابلة والمجادلة - وما تاذلوا معهم وما
واز راه ستیزد آویز کار و بار ایشان را شیرازه وا کند و در رنگ سعادت مندان
کرکے ان کے معاملات کو درہم برہم کرتی ہے اور وفاداروں اور سعادت مندوں
انقادوا لاوامرهم کاهل الوفاء والسعادة واراد وا ان یقطعوا ما
وفاکیشاں با ایشاں رفتار نہ نماید و از قبول احکام ایشاں سرباز بزند و بخواہد کہ آں
کی طرح ان سے باادب پیش نہیں آتی اور ان کے حکموں کو نہیں مانتی اور خدا کے جوڑے ہوتے
وصل الله ویدفعوا ما اتی به الله بالحکمة العظیمة الثالث اذا ضنوا
چیز را برد کہ خدا پیوستن آنرامی خواہد و آں چیز را دفع بکند کہ خدا آنرا نظر بر مصالح بزرگ آوردہ سوم آنکہ چوں
کو کاٹنا چاہتے اور دفع کرتے ہیں، اس شے کو جسے خدا بڑی بھاری مصلحت سے لایا ہے - تیسرا جب لوگ اس
بقبول امام بعث علےٰ راس المائة - وارسل بالدلائل الساطعة - و
در قبول کردن آں امام بخل لورزند کہ بر سر صد مبعوث شدہ - و با دلائل روشن آمدہ و
امام کے قبول کرنے میں بخل کریں جو صدی کے سر پر مبعوث ہوا اور روشن دلیلوں کے ساتھ اسے بھیجا گیا ہو - اور
جحدوا بایاته و استیقنتها انفسهم بالبخل والدناءة - واذوه
دانستہ از بخل و کمینگی نشانہائے ویرا انکار نمایند و بر آزار
جان بوجھ کر بخل اور کمینہ پن سے اس کے نشانوں کا انکار کریں - اور اسکی ایذادہی
وحقروه وکفروه وارادوا ان یقتلوه بالسیوف والاسنة و
وتکفیر و تحقیرش کمر بہ بندند و بخواہند کہ با تیغ و سنانش بکشند و
اور تحقیر اور تکفیر کریں اور تیغ و سنان سے اسے مار ڈالنا چاہیں اور
رفعوا الامر الی الحکام ظلما وزورا واخفوا وجه الحقیقة - الرابع
از بیداد و ستم سگالی قضیہ ہا را بہ حکام ببرند و بر چہرہ حقیقت کار پردہ ہا بگفگنند چہارم
ظلم اور فریب سے حکام تک مقدمے لے جائیں اور اصل بات کو پوشیدہ کردیں - چوتھا
اذا صار الناس کدود یاکل بعضه بعضا وما بقی فیهم ذرة من
آنکہ چوں مردم مانند مور و مار و دود دام یکدیگر را بخورند و نشانے از رحم در دل شاں
جبکہ لوگ کیڑوں مکوڑوں کی طرح ایک دوسرے کو کھانے لگ جائیں - اور ذرا بھی ان میں رحم
الرحمة - ولم یبق فیهم رحم علی الخلیقة ومارعوا حق الصغار ولا
نماند و رحم آوردن بر خلق و پاس حق کوچک و بزرگ را بگذارند
نہ رہے اور مخلوق پر ترس کھانا اور چھوٹے بڑے کی حق کی رعایت ترک کردیں

حقوق العلیة فھذہ اربع من علل الطواعین الحاطمة ۔ نسئل اللہ ان
آگاہ باشید کہ طاعون نابود سازندہ خانہ بر انداز راہمیں چار سبب است ۔ ازخدامسئلت می
یاد رکھو نابود کرنے والی طاعون کے یہی چار سبب ہیں ۔ ہم خدا سے دُعا کرتے
یحفظنا و احبابنا منھا بالفضل والرافة وعندی شر الاسباب ھی ھذہ ولا
نمائیم کہ مارا و دوستان مارا بفضل و کرم خویش ازاں نگہ بدارد وہمیں سبب ہائے بدور گمان من است و
ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے دوستوں کو اپنے فضل سے اس سے محفوظ رکھے اور میرے نزدیک یہی بڑے سبب ہیں
یعرفھا الّا ذو الفطنة ۔ فاتقوا اللہ ولا تقربوھا ان کنتم ترتادون
دانشمندان پے بفہم آں مے برند پس از خدا ترسید واگر سلامت می خواہید برگرد ایں اسباب
مگر دانشمند ان اسباب کو سمجھتے ہیں ۔ سو خدا سے ڈرو اور سلامتی چاہتے ہو تو ان سببوں کے نزدیک
طرق السلامة وقد قلت من قبل فما اصغیتم ۔ وھدیت فما اھتدیتم
مگردید و من پیش ازیں بار نیز بشما گفتم ولیکن شما گوش نہ کردید ۔ و راہ بشما نمودم ولے شما ہدایت نیافتید
نہ جاؤ اور مَیں نے اس سے پہلے بھی کہا مگر تم نے کان نہ دھرے اور مَیں نے راہ بتائی پر تم نے ہدایت نہ
واریت فما رئیتم والیوم القی فی روعی ان اکرر تلک الوصیة ۔ واستخلص
وشمارا وانمودم ولے شما ندیدید ۔ امروز در دلم انداختند کہ آں وصیت را بر شما تکرار کنم ۔ و برائے استخلاص
پائی اور مَیں نے تمکو دکھایا پر تم نے نہ دیکھا ۔ آج میرے دل میں آیا ہے کہ پھر ایک دفعہ تمہیں وصیت کر دوں ۔ اور اپنی بریت کے
باتمام الحجة لنفسی البریة فاسمعوا ولا تعرضوا ۔ واتقوا ولا تفسقوا
بریت نفس خود حجتے در دست آورم پس بشنوید و رو بر نتابید وازخدا ترسید وازفرمان وے
لیے حجت پیدا کرلوں سنو اور منہ نہ پھیرو اور خدا سے ڈرو اور اس کے حکموں کو نہ توڑو
وقوموا للہ ولا تقعدوا واطیعوا ولا تتمردوا ۔ واذکروا اللہ
سرباز نزنید و برائے خدا ایستادہ باشید و سست منشینید وگفتار مرا بپذیرید و ترک سرکشی بکنید و خدا را یاد آورید
اور خدا کیلئے کھڑے ہوجاؤ اور سُست مت بیٹھو اور کہا مانو اور سرکشی نہ کرو اور خدا کو یاد کرو
ولا تغفلوا واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا ولا تتفرقوا ۔ وزکّوا
وازغفلت بازآئید وہمہ فراہم شدہ ریسمان خداوندی را بچنگ بزنید و پراگندہ و پریشان نشوید ونفس ہائے
اور غفلت چھوڑ دو اور سب مل کر خدا کی رسّی کو پکڑ لو اور فرقہ فرقہ نہ بنو اور اپنے نفسوں کو
نفوسکم ولا تتدنسوا وطھروا بواطنکم ولا تلطخوا واعبدوا ربکم
خود را پاک بکنید و آلودہ و چرکیں مگردید و باطن ہائے خود را صاف بنمائید و از آلودگی ہا بپرہیزید و پروردگار
پاک کرو اور میلے کچیلے نہ رہو اور اپنے باطنوں کو پاک کرو اور آلودگی سے بچو اور اپنے رب کی عبادت کرو

مخلصین ولا تشرکوا ۔ وتصدقوا ولا تبخلوا ۔ واصعدوا الی السماء
خود را بپرستید و باوے کسے را انباز نسازید ۔ واز مال خود صدقات بکشید و بخیل نباشید ۔ وکوشش بکنید کہ برآسمان بالا
اور شرک نہ کرو اور صدقے دو اور بخیل نہ بنو اور آسمان پر چڑھنے کی کوشش کرو
والی الارض لا تخلدوا وارحموا ضعفائکم فی الارض ترحموا فے
رفتن میسر آید و برزمین سرفرود نیارید و برزیر دستان بخشائید تا برشما بخشایش آورند و
اور زمین کی طرف نہ جھکو اور ضعیفوں پر رحم کرو تاکہ تم پر بھی آسمان میں رحم
السماء وتنصروا واطیعوا اللہ وملوککم ولا تفسدوا ۔ ولا تخالفوا
د غاشیہ اطاعت خدا و شاہان خود بر دوش بردارید و شور و فساد برپا نکنید و در پیش
کیا جاتے ۔ اور خدا اور اپنے بادشاہوں کی اطاعت کرو اور فساد نہ کرو اور حکام کے
الحکام فی احکامہم وقضاءہم وفصلہم وامضاءہم ولا
احکام و فرامین و امضاہائے حکام سر نیاز خم بنائید وخلاف
حکموں اور فیصلوں اور پروانوں وغیرہ میں ان کی مخالفت نہ کرو اور ان کی رضا کے خلاف ایک
تقدموا القدم ولا تؤخروا خلاف رضاءہم واذا امرتم
رضائے ایشاں گامے پیش و پس منہید وہرگاہ فرمانے از سوئے
قدم بھی آگے پیچھے نہ رکھو اور جب کوئی ان کی طرف سے کوئی حکم آوے تو حاضر ہو جاؤ
فاحضروا ولا تقوموا کسالیٰ عند دعائہم ولا تجاوزوا قوانینہم
ایشاں قرار رسد در ساعت بیائید و برآواز ایشاں کوفتہ وخستہ وار نشینید وخلاف قوانین ایشاں راہ
اور ان کے بلانے پر سست اور ہار کھاتے ہوتے نہ بنو اور ان کے قانون کی خلاف ورزی
ولا تقربوا توہینہم ۔ واذا اُشرتم الی خدمۃ فسارعوا الی الامتثال ۔
نہ روید و توہین و اہانت ایشاں روا ندارید وچوں خدمتے بشما تفویض کنند در بجا آوردنش بجان دل بکوشید
نہ کرو اور ان کی توہین نہ کرو اور جب کوئی خدمت تمہیں سپرد کی جاتے تو بہت جلد حکم مانو ۔ اور
واسعوا ولو علی قنن الجبال ۔ ولا تنحتوا معاذیر کالجہال ۔ ولا تالوا کالقوم
اگرچہ بر قلہ کوہ ہائے بلند برآمدن ضرورت افتد ۔ وچوں جاہلاں بہانہ پیش نیاورید وچوں دوں ہمتاں
اسکے پورا کرنے کی سعی کرو خواہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھنا پڑے اور جاہلوں کی مانند عذر نہ تراشو اور خوب سمجھ لو کہ
الارذال ۔ واعلموا ان السلامۃ کلہا فی قبول الاحکام والملامۃ
سرباز نزنید ۔ و بدانید کہ سلامت در قبول احکام است و ملامت
سلامتی حکموں کے قبول کرنے میں ہے اور ملامت نافرمانی

كلها فى الاٰباء والخصام۔ وانا نشكر الله علےٰ ما من علينا بعهد
درنافرمانی و پیکار کردن ۔ و ما سپاس خدا بجامی آریم کہ مارا در زیر سایہ عہد
اور جھگڑے ہیں ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے ہمیں
السلطنة البرطانيه و افاض علينا بتوسلها انواع الاٰلاء بالالطاف
سعادت عہد دولت برطانیہ باکرامت فرمودہ و بتوسط ایں دولت بزرگ درحق ما مہربانی باکردہ
سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا اور اس کے ذریعہ سے بڑی بڑی مہربانیاں اور فضل ہم پر کئے ہم نے اس
الرحمانية فوجدنا بقدومها انواع النعم وهذب قومنا وعلّموا
از قدوم ایں دولت عظمیٰ نعمتہا دیدیم قوم ما بحلیہ علم و ادب
سلطنت کے آنے سے انواع اقسام کی نعمتیں پائیں ہماری قوم نے علم اور تہذیب سیکھی
واخرجوا من عيشة النعم ونقلوا الى الكمالات الانسانية من الجذبات
آراستہ شدہ و از طور زندگی بہائم بیرون آمدن ویرا میسر آمدہ ولپوشش جذبات
اور بہائم کی زندگی سے نکلنا انہیں نصیب ہوا اور حیوانی جذبوں سے نکل کر انسانی کمالات پر پہنچنا
الحيوانية ۔ نحصل لنا امن وامان فوق الامل بل فوق حدود الافكار وطفقنا
حیوانیہ را از تن بردن کردہ حلہ فاخرہ کمالات انسانی دربرکردہ مارا فی الحقیقت از طفیل ایں دولت کبریٰ بیرون
میسر آیا سو ہمیں اس گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے بڑھکر امن اور امان ملا ۔ اب ہم زمین
نَدِجُّ على الارض دجّ الصوار بل كالعشار۔ بالتؤدة والهون والوقار
از وہم وگمان امن وامان حاصل شدہ کنوں مامی توانیم کہ چوں گاواں بلکہ چوں شتراں بآرام وآسانی برروئے زمین
پر گایوں کی طرح نہیں بلکہ باردار اونٹنیوں کی مانند بڑے وقار اور سہولت سے سفر کرتے ہیں
من غير خوف المتخطفين والشانئين من الاشرار وندلج ونَدّلِج
سیروسیاحت کنیم و مارا ہیچ باک از رہزناں وبداندیشاں نیست ودر پارہ اول شب وآخری آں
اور ہمیں ڈاکوؤں اور بدذات دشمنوں کا کچھ بھی ڈر نہیں ہوتا اور ہم رات کے پہلے حصہ میں اور
وحدانا فى الفلاة وبلا خوفٍ من الاغيار۔ واُجرى الوابورة فمابقى حاجة
تنہا بےخوف وخطر از اغیار وشُطّار می توانیم کہ راہ بردیم ۔ و جاری شدن گاری آتشیں شتران وقافلہا
پچھلے میں اکیلے بلاخوف وخطر سفر کرتے ہیں ۔ اور ریل گاڑی کے چلنے سے اونٹوں اور قافلوں
الى الافائيل والقوافل والمحصار فاصلحوا نياتكم واحسنوا الظن فى
واسپان را از کار برانداختہ ہیچ احتیاجے بآنہا نماندہ اکنوں باید کہ نیتہائے خود را راست بکنید ودرحق ایں
اور گھوڑوں کی کوئی ضرورت نہیں رہی ۔ اب مناسب ہے کہ اپنی نیتوں کو درست کرو اور اس سلطنت کی نسبت

هذه الدولة - وأتوها مطيعين بصفاء الطوية ولا تعثوا في
دولت بزرگ گمان نیک بکنید و بادل صاف و پاک درحضور وے حاضر بیائید وچوں باغیاں در
نیک گمان کرو اور صاف دلی اور پاک نیت سے اس کے حضور حاضر ہو اور زمین میں

الارض باغين ولا تشردوا كالطاغين واعلموا ان هذه الدولة كفت
زمین فتنه وغوغا برمی‌نگیرید۔ و مانند تبه کاران راه گریز پیش نگیرید دبدانید که ایں سلطنت دست ستمگاران
باغیوں کی طرح فساد کرتے اور شریروں کی طرح بھاگے بھاگے نہ پھرو اور خوب سمجھ لو کہ سلطنت نے تمہیں ایذا

عنكم اكف الظالمين وايقظتكم بعد ماكنتم نائمين - وقامت
از آزار وایذائی شما بربست شما درخواب بودید ایں سلطنت شما را بیدار ساخت ودر سفر و
دینے سے ظالموں کے ہاتھ بند کر دیئے اور تم سوتے تھے اور اس نے تمہیں جگایا اور تمہارے سفر

لحفظكم في تربتكم وغربتكم وجعلت عليكم حافظين عند نجعتكم
حضر پاسبانی شما کرد وچوں شما بیروں برائے طلب رزق می روید دبسوے خانہ بازمی آید درہر دو
اور حضر میں تمہاری پوری نگہبانی کی اور جب تم کہیں کاروزگار کرنے اور معاش کی تلاش میں جاتے ہو

ورجعتكم وكلاءت عرضكم وعرضكم - وتولت صحتكم ومرضكم
صورت از طرف حکومت برائے شما محافظان متعین اند حکومت نگہبانی مال وآبروئے شما کرد۔ چنانچہ باید نمود ودر حالت
اور پھر وطن کو واپس آتے ہو دونوں صورتوں میں گورنمنٹ کی طرف سے تم پر محافظ مقرر ہیں اور اس نے تمہاری آبرو اور مال

وامنكم فصارت سببا لزيادة عددكم - وعدة عدكم - و
بیماری وتندرستی از خبرگیری شما کوتاہی نکرد وشمارا امنے بخشید کہ از واسطہ آں در مال و دولت وکثرت نفوس وسامان شما
کی خوب نگہداشت کی اور صحت میں اور بیماری میں تمہاری خبرگیری کی اور تمکو امن بخشا جسکے سبب سے تم دولت اور مال میں اور کثرت میں ترقی کر گئے

قامت في كل مواطن لمددكم وحسن سلوكها في سكنكم و
افزونی پدید آمد۔ وایں سلطنت در ہر میدان بجہت اعانت شما قدم محکم فشرد و بایاران شما و جاہائے شما حسن سلوک
اور یہ سلطنت ہر میدان میں تمہاری مدد کو کھڑی ہوئی اور تمہارے یاروں اور دوستوں اور مکانوں کی نسبت خوب

مسكنكم - واثبتت انها لكم كموئلكم وما منكم وقد حقت
بجا آورد وآشکار کرد کہ او برائے شما جائے پناہ وامن است برگردن شما حقوق
سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری پناہ اور جائے امن ہے اب تم پر اس کے

لها عليكم حقوق المن وحفظتكم من الاغارة والشن - وادت حق
منت وے ثابت است او شمارا محفوظ داشت از غارتگران وناگہ برسر ریزندگان ودر حق مال و
احسان کے حقوق ثابت ہیں اور اس نے تمہیں ڈاکوؤں اور چوروں سے بچایا اور تمہارے مال و

الكلاءة فی مالکم وعیالکم ۔ وصار طولها سببا لطول آجالکم ۔ و
عیال شما حق پاسداری ادا کرد ۔ و مہربانی وفضل وے سبب درازیٔ عمرهائے شماشد
عیال کی نسبت نگہبانی کا حق ادا کردیا ۔ اور اس کی مہربانی تمہاری عمروں کی درازی کا سبب ہوئی اور
نالتکم منها عافیة غیر عافیة ۔ ورزقتم رفاهیة بدرجة کافیة۔
وازوے شمارا عافیتے بدست آمد کہ ناپدید کنندہ نشانہا نیست ۔ وآرامی ہرچہ تمامتر در بہرۂ شما آمد
اس سے تمہیں ایسی عافیت ملی جو تباہ وبرباد کرنے والی نہیں اور تمہیں پرلے درجہ کی رفاہیت حاصل ہوئی
وکفئتکم مخاشی اللأواء وکنفتکم بغواشی الآلاء حتی ماظفر بکم
وشمارا رستگاری بخشید از جاهائے دہشتناک درد ورنج وباغاشیہ ہائے نعمت ومکرمت شمارا درپناہ وسایہ
اور اس نے تمہیں دکھوں اور دردوں کی خوفناک جگہوں سے بچایا اور اپنے فضل وکرم کی حمایت اور پناہ میں لیا ۔ اب
اظفار الاعداء فلا تخرسنکم غشیة فی اداء شکرها ولا لکنة فی
خویش درآورد تا ایں کہ اکنوں ناخن بیداد دشمنان بشمانمی رسد ۔ پس گنگ نسازد وشمارا بیہوشی درادائے شکروے ورا گنگلاجی در
یہ حال ہے کہ دشمنوں کے ناخن بیداد کی تم تک رسائی نہیں ہوسکتی ۔ سو مناسب ہے کہ اس گورنمنٹ کے شکر ادا کرنے میں
تکرار ذکرها ۔ فان جزاء الاحسان احسان ۔ والتغافل من الشکر کفران ۔
تکرار ذکر وے ۔ چہ کہ کیفر نیکی نیکی است ۔ وچشم برہم بستن از سپاس گذاری ناسپاسی است
اور ذکر وتذکرہ میں گونگے اور بیہوش نہ بن جاؤ ۔ اسلیئے کہ احسان کا بدلہ احسان ہے ۔ اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے
ووالله انها لکم من ایمن العوذ ۔ واغنی عنکم من لابسی الخوذ
وسوگند بخدا کہ ایں سلطنت بجہت شما تعویذے تشگرف وہمایوں است وباوجود وے ہیچ حاجت بہ یاوران خود پوش نماندہ
اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سلطنت تمہارے لیے بڑا امن بخش تعویذ ہے اور اسکے ہوتے کسی خود پوش مددگار کی ہمیں ضرورت
والمحامد کلها لله علی ما اٰتانا قیصر لا یقصر فی تفقد احوالنا ۔ و
درحقیقت ہرگونہ حمد مرخدا راست کہ مارا قیصر عطا فرمودہ کہ از باز جستن احوال ما دمے غفلت نمی ورزد ۔ و
نہیں ۔ اور حقیقت میں ساری حمدیں خدا کیلئے ہیں جس نے ہمیں ایسا قیصر عطا فرمایا جو ہمارے حال کی خبر گیری اور پرداخت میں کوئی قصور
یسعیٰ لیخرجنا من ادحالنا ۔ ورد الینا دیننا بعد ما زالت الملة
می کوشد کہ مارا از مغاک پستی بابروں آرد و ایزد مہربان دین مارا ہماباز داد و بعد ازاں کہ ملت
اور کوتاہی نہیں کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ ہمیں پستی سے باہر لاتے ۔ اپنے اس نے ہمارا دین ہمیں پھیر دیا بعد اس کے کہ
عن اماکنها وجعل قیصرة الهند وقیصرها کمثل مامنها فهذه
از مکان خود زائل گردیدہ بود و قیصرۂ ہند و قیصر را مامن وے گردانید پس ایں ہم
مذہب مکانوں سے اُکھڑ چکا تھا اور اسی نے قیصرۂ ہند اور قیصر کو اس کا مامن بنایا سو یہ

رحمة من الرحمٰن و منة من المنّان - و ان العبد اذا كان لا
رحمت رحمان و منت منان است وثابت است کہ چوں بندہ در ہنگام
رحمان کی رحمت اور منان کی منت ہے اور اگر بندہ نزول نعمت کے وقت خدا
یشکر الله عند نزول النعماء - فتنزل علیه قارعة من البلاء - فلا
فرود آمدن نعمت شکر خدا نکند البتہ بروے کوفتے از بلا نازل می شود پس
کا شکر نہ کرے تو بلا اُس پر نازل ہوتی ہے سو اس
شك ان هذا الطاعون قد حلت دیارکم لهذه الخطیات - فانقلوا
شک نیست کہ ایں طاعون ازایں گناهاں در دیار شما فرود آمده پس بسوتے
میں شک نہیں کہ انہی گناہوں کے سبب سے طاعون نے تمہارے شہروں میں ڈیرے جما دیئے ہیں - اب بہت
الی الطاعات باسرع الخطوات واحفظوا انفسکم من السیات - و
طاعت الہٰی باگام ھاتے شتاب وتیز حرکت بکنید وخود ازگناہاں رستگاری بخشید و
جلد طاعت کی طرف قدم اُٹھاؤ اور اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ اور
ان عملتم علی قولی فاترجّی ان یدفع منکم هذا البلاء - وتنزول
اگر بر گفتار من عمل کردید امید دارم کہ ایں بلا از سر شما دفع کرده شود - و سختی
اگر تم میری بات پر عمل کروگے تو مجھے اُمید ہے کہ درد تم سے دُور ہو جائیں گے اور آرام اور
الضراء وتکثر النعماء - فاجیبونی ما الاراء - أقبول منکم او الاباء -
دور شود وآسانی افزوں گردد - پس جواب بدہید کہ چہ رائے می زنید آیا قبول می دارید آیا انکار می آرید
چین ترقی کرے گا اب جواب دو کہ تمہاری کیا رائے ہے مانتے ہو یا انکار کرتے ہو
وماعلاج الطاعون الا الاتقاء والتضرع والدعاء - وترون انه نزلت
و علاج طاعون بجز تقوے وزاری کردن و دعا نیست - ومی بینید کہ طاعون برائے
اور طاعون کا کوئی علاج بجز پرہیزگاری اور گڑگڑانے اور دُعا کے نہیں - اور تم دیکھ رہے ہو کہ وہ
بساحتکم لاردائکم ودنت فنائکم لافنائکم وکاین من آبائکم وابنائکم
ہلاک کردن شما فرود آمده و برائے فنا کردن شما در صحن خانہ شما خیمہ زده وبسیارے از پدران وپسران شما
تمہیں ہلاک کرنے کو تمہاری آنگنوں میں آ اتری ہے اور تمہیں فنا کرنے کو تمہارے صحنوں میں داخل ہوگئی ہے اور کسقدر تمہارے
صاروا صیده فتدبروا مالکم بدھائکم - وکم منکم ادخلوا فی
نخچیر وے گردیده اند پس باید کہ بزیرکی در انجام خود اندیشہ بفرمائید وبسیارے از شما در جوال وے داخل
باپ اور بیٹے اسکا شکار ہوگئے سو اب دانائی اور زیرکی سے اپنے انجام میں غور کرو اور کتنے تم میں سے اس کے تھیلے میں

جرابه وشواهم القدر لكبابه - أتعلمون من اين اثره - وكيف
کرده شدند و قضا و قدر ایشاں را برائ کباب وے بریاں کرد- آیا می دانید که این دار وگیر و اثر طاعون
ڈال دیئے گئے اور قضا و قدر نے اسکے کباب کیلئے انہیں بریاں کیا۔ تمہیں کچھ علم بھی ہے کہ اس ساری کارروائی
عجره و بجره - فاعلموا انه نتيجة فسقكم وفجوركم - فابكوا ولبس
از چه چیز است پس بدانید که آں نتیجه بدکاری و ناهنجاری شما است۔ پس گریه بکنید که
کی جڑ کیا ہے سو یاد رکھو کہ یہ سب نتیجہ تمہارے فسق و فجور کا ہے اب بیٹھ کر رو و کہ یہ
وقت سروركم وطهروا امام الله دخيلة امركم - وادفعوا غيم
وقت شادمانی نیست و نهان خود را پیش دیدهٔ خدا پاک بسازید و ابر ماه خود را دفع
خوشی کا وقت نہیں ہے اور اپنے اندرونی معاملات کو خدا کے سامنے پاک کرو اور اس ابر کو جو تمہارے
قمركم ليبعد الله منكم هذا الذئب وهذه المفازة ويهب لكم
بکنید تا خدا ایں گرگ و دشت را از نزد شما دور گرداند و شما را عزت و
چاند پر آگیا ہے دُور کرو۔ اسلیئے کہ خدا اس بھیڑیئے اور خوفناک جنگل کو تم سے دُور کرے اور تمہیں عزت
الكرامة والعزازة - فقموا عنانكم واخلعوا الصلف - وتلافوا ما
بزرگی بخشد پس گرداگرد خانه خود را رفت و روب بنمائید ولاف وگزاف را ترک بکنید و چارهٔ کار
اور بزرگی عطا کرے۔ اور اپنے گھروں کی ساری طرفوں کو خوب پاک صاف کرو اور لاف وگزاف چھوڑ دو اور جو
سلف - وان لم تنتهوا فاعلموا ان قولي ليس كقول السامر - وقد
گذشته بسازید- واگر باز نیائید پس بدانید که گفتار من گفتار فسانه گو نیست و ہر
گذر چکا ہے اسکی تلافی کرو۔ اور اگر تم باز نہ آؤ تو جان لو کہ میری بات کسی افسانہ گو کی بات نہیں دیکھو
دخل ملككم بلاء كالسيل الهامر - فمن تلقف قولي شيخا كان
آمینه بلا چوں سیل رواں در ملک شما در آمده پس ہر کہ گفتار مرا بپذیرفت پیر باشد یا
بلا جرار سیل کی طرح تمہارے ملک میں داخل ہو چکی ہے۔ سو جو شخص میری بات کو قبول کریگا بوڑھا ہو
او حدثا - واستخلصه جدا لا عبثا - وقبل الكلام - وقطع الخصام
برنا و آنرا سخته دانست نه ہرزه وایں سخن را بگوش قبول شنید وہمہ ستیزه و جنگ را
یا جوان ہو اسے ہزل نہیں سنجیدہ بات سمجھے گا اور سب جھگڑے چھوڑ دیگا
فقد نال المرام - فارجعوا الى الحكم القاضي - وهيجوا انفسكم على
بگذاشت او بالیقین بر سر مراد برسد پس بسوئے حکم قاضی رجوع بیارید و بر آنچه بگذشت پشیمانی وافسوس
وہ کامیاب ہوگا سو اب تم حکم قاضی کی طرف آجاؤ اور اپنی گذشتہ کرتوتوں پر پشیمان

الماضی۔ و احسبوا قولی ھذا من صنیعتی و مبرتی۔ وفیه مسرتکم ومسرتی۔
بخورید۔ وگفتہ مرا نیکی واحسان از من در حق خود بشمرید ودریں شادمانی من وشماست
ہوجاؤ اور میری بات کو اپنے حق میں میرا بڑا احسان یاد کرو اسی میں میری خوشی اور تمہاری خوشی ہے
ومن قبل قولی فارجوا ان یجبرله باله و یبعد عنه بلباله۔ ایها الناس
وآنکہ قول مرا قبول داشت امیدوارم کہ شکست دل وے بستہ گردد ورنج وسختی از وے دور کردہ شود واحوال وے نیکو ای
اور جو شخص میری بات کو قبول کریگا مجھے امید ہے کہ خدا اس کے دل کی شکست درست کردیگا اور اسکے رنج وغم کو دُور اور اسکے
قد اُشرب حسی ونبأنی حدسی۔ ان البلاء قد نزل من کثرۃ العصیان
مردم حس من فرو خورانیدہ شدہ است وفراست من مرا خبر دادہ کہ ایں بلا از کثرت گناهاں نازل شدہ
احوال کو ٹھیک کریگا۔ اے لوگو! مجھے معلوم ہو رہا ہے اور میری فراست کہہ رہی ہے کہ یہ بلا گناہوں کی کثرت کی وجہ سے آئی ہے
کما کان ینزل فی سابق الزمان فاستخلصوا مراضی رب العباد۔ واجتنبوا
ہمچناں کہ در زماں پیشین نازل می شد پس برائے بدست آوردن خوشنودی پروردگار بکوشید واز ہر گونہ
جس طرح پہلے زمانوں میں آیا کرتی تھی اب تم خداوند تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی فکر کرو اور ہر قسم کی
انواع الفسق والفساد۔ تنجون من موت کموت الجراد۔ و انی
فسق و فساد بپرہیزید انشاء اللہ رستگار خواہید شد از مرگے کہ مانند مرگ مور وملخ است ومن
بدکاری اور فساد سے بچ جاؤ توخدا چاہے تم ضرور کیڑوں مکوڑوں کی موت مرنے سے نجات پاجاؤگے مجھے ڈر
اخاف ان یدخل ھذا المرض کل مدینة ویلج کل عرینة فیاکل
خوف آں دارم کہ ایں مرض در ہر شہر در آید و در ہر بیشہ درون شود پس
ہے کہ یہ مرض کہیں ہر شہر میں داخل نہ ہو جائے اور ہر بیشہ میں راہ نہ پا جائے پس
سباعھا وظباءھا۔ وینفد مرعاھا وماءھا فسارعوا الی الصالحات
درندگان وآہوان وے را فرو خورد وچراگاہ وآب آں را پاک بخورد پس بشتابید بسوئے نیکوکاری ھا
پھر وہاں کے درندوں اور ہرنوں سب کو کھا جائے اور چراگاہوں اور پانیوں کو بالکل کھا جائے اور پی جائے سو نیکیوں میں
واخرجوا مال الصدقات۔ وتضوہ علی ذوی الفاقات۔ وواللہ انی
ومال صدقات را بیرون کنید وبر مستمندان وبے نوایان خرچ بنمائید وسوگند بحق کہ من
لگ جاؤ اور صدقات خیرات نکالو اور محتاجوں کو دو قسم بخدا مجھے اُمید ہے کہ
ارجو ان ینجی ربی قوما من الطاعون الذین تبعوا قولی و
امید دارم کہ پروردگار من قومے را از چنگال طاعون ایمنی وخلاصی بخشد کہ پیروی قول من کنند ومطیع
خدا تعالےٰ ان لوگوں کو طاعون سے بچائے گا جو میرا کہا مانیں گے

اطاعون - فانضوا عنکم لبوس المتنعمین واجتنبوا تغافل
من شوند پس جامۂ تن پروراں . از خود بکشید و از غفلت خوابیدگان
سوتم عیش پسندوں کی پوشاک بدن سے اُتار پھینکو اور سونے والوں کی غفلت سے

النائمین وصلوا مع الراکعین والقائمین - واستعینوا بالصبر
برکنار باشید و باراکعان و قائمان نماز بگزارید و باصبر
الگ ہوجاؤ اور راکعین اور قائمین سے مل کر نماز پڑھو اور صبر

والصلوٰۃ والصدقات والصلات - یفرج کربکم ویامن سربکم
و صلوٰۃ یاری بجوئید سختی ورنج از سر شما دفع شود و ایمنی وآرام بدلہائے شما
اور صلوٰۃ اور خیرات سے مدد لو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تمہیں ہر طرح کے دُکھ درد سے محفوظ رکھے گا

وبعد ما نزعتم عن الغی - سترون رحم القیوم الحی - وانی قلت
حاصل آید- و بعد از گذاشتن گمراہی انشاء اللہ رحم خداوند بزرگ خواہید دید و من ہماں طور
اور تم گمراہی کو چھوڑ کر خدا تعالےٰ کا رحم دیکھوگے مَیں نے تمہیں اسی طرح

کما یقول الملہمون فسوف تعلمون۔
گفتہ ام کہ ملہمان می گویند پس شما عنقریب خواہید دانست
کہہ دیا جس طرح ملہم کہا کرتے ہیں سو تم عنقریب جان لوگے

المشتہر

میرزا غلام احمد من مقام قادیان

۱۰؍ دسمبر ۱۹۰۱ء

(یہ اشتہار الحکم نمبر ۴۷ جلد ۵ مورخہ ۲۴؍ دسمبر ۱۹۰۱ء کے صفحہ ۴ سے صفحہ ۹ پر بھی شائع ہوا ہے)

به زبان پشتو

الطاعون

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

حمد خدای لرا اَوسلام دِوی دهغه په بر گزیدَ و بند گانو په رو ترویه هو ښیارانو خدای دے په دوا ړه جهان پـه تـاسورحم وکاند پوه شئ چه طاعون ستاسوپه ښهرونو کښ ډیری وا چولے اوستاسو جگرونه یی ټوټی ټوټی کړل اوستاسو ډیر دوستان پلاران زامن لونړان خزئ او همسا یګان یی درنه و تښتول اوستاسوده پاره په دے کښ دَ حکیم اودَ کریم خدای دَ طرف نه لوئ ابتلا او امتحان دے او واورئ چه هره یوه بلاچه ناز لیږی دهغی څلور سببونه وی او دابتداد فطرت نه سنت دَ خدای هم دغه شان جاری دی .

اوّل . سبَب دادے چه خلق دَ خدای دَ خوشحالئ دلاروته واوړی اوعفّت او عبادت پریږدی اوده هغه حقونه تلف کاندِاوپه غرور اوتکبّرژ وندون تیروی اود آخرت فکر اودَ فسق او دَ فجور پرواه او دَ خدای دحدونو لحاظ نه کوی اودهغه حکمونه دَ پښودَ لاندی مږی اودهغه په مخامخ بدکاری او بیباکئ سره په جرمونو باندا صرار کوی اوهغه له قهر ورولی .

دویم سبب دادے چه خلق دهغه دَ اولوالامر و نافرمانی کوی چه دَخدای دَ مصلحت نه هغوئ له ور کیری او هغوئ دَ رعیت دَغلی دَ انبار د پاره په مثال دَ تاپی وی اوچه رعایا مفسده او یاغی شی او ښئ دَ اطاعت د پړی نه اُو باسی او په معروفو خبرو اوپه جائز و امرونو کښ دهغوئ مددنهٔ کوی اودهغوی په نسبت بدکمانی کوی او په جنګونواو په مقابلو د هغوئ پهٔ معاملو کښس خلل راولی اوپه شان دَ وفادار انواو دَ سعادتمند ودهغوئ ادب نهٔ کوی او دهغوئ حکمونه نه منی اوغوا ړی پریکول دهغی ځیزچه خدای ساز کړی دے اوغواړی دفع کول دهغه شی چه خدای په ډیرلوئ حکمت راوړی دے .

دریم سبب دادی چه خلق دهغه امام په قبلو لو کښ بخل و کاندِ چه د صدئ په سر کښ مبعوث شی اوسَرّه دَ خلید ونکو د لیلو نو را لیږلی شوی وی او دَ قصدَ دَ بخل او د کینی نه

دهغه دَ نشانونو انکار وکانړ او دَ هغه ایزا دهی او تحقیر او تکفیر و کړی اوداغواړی چه په تُرُواو په بَلو قتل دَهغه امام وکړی او دَ ظلم او د فریب مقدمی ترحاکما نوورسوی او اصلی خبره پټه کړی.

څلورم سبب دادی چه خلق په مثال د میږو او د چنجو د یوبل په خوراک راو لګی اوشه درحم په هغوئ کښ پاتی نه شی اورحم په مخلوق باندی کول او دَ لوئ و ړکی د حق رعایت کول پر یږدی یاد ولری چه د دے ورکونکی طاعون هم د غه څلور سببونه دی زه د خدائ نه دعا کوم چه هغه مونږ او زمونږ خپلوان په خپل فضل او کرم د دے بلانه وساتی اوځما په نزد هم دغه لویی سببونه دی او نه پوهیږی په دے لیکن چه هو ښیاران وی نو دَ خدائ نه ویره وکړئے اوکه سلامتی غواړے نود دے سببونو نه ځان و ساتی اَو ما اوّل له دے نه هُم ویلی وو خوتاسو و رباندے غو ږ ونساته او مادرته لاربنیلی وه ولی تاسو هدایت وانه خست اوما و ښو لیکن تاسوونه لید نن ځماپه زړه کښ راغلی دی چه یوځل بیادرته وصیّت وکرم او دَ ځان بریّت دَ پاره حجّت پیداکړم واورئ اومخ مه جارباسئ اتقا ونسئ او فسق او فجور پر یږدئ او ودریږئے دَ خدائ د پاره او مه کیښنئ اواطاعت و کړی اوسر کښی مه کوئ او خدائ یادوئ او غفلت پر یږدئ اوټول په اتفاق د خدائے پړی و نسئ اوتفرقه دَ منز نه وباسئ اوتزکئی دَ نفسونو وکړے نه چه ضد د دے او طهارت دَ باطن پیداکړئ نۀ چه پلیدی او عبادۀ دَخپل خدائ په اخلاص کوئ اوشریک ورله مه نسئ او صدقے ورکوئے او بخل پر یږدئ کوشش و کړی دَاسمان په طرف دَ ختلونه چه په زمکه کښ د ننوتلو اوپه خپلو ضعیفانو باندی رحم کوئ چه په تاسو باند ی هم رحم و کړی شی او دَ خدای او دخپلو بادشاها نوا اطاعت کوئ او فساد مه کوئ او دَ حا کمانوپه حکمونو اوفیصلو اوپروانو وغیره کښ دَهغوی مخالفت مه کوئ او دهغوی دَ رضا نه برخلاف یو قدم هم مخکی و رستو مه ا کدئ او هر کله چه هغوی حکم وکړی نو فورًا حاضر شئ او دهغی په بللو سستی مه کوئ او دَ هغوی دَ قانون نه خلاف ورزی مه کوئ او دهغوی بد مه وایئی او هرکله چه یو خدمت درته وسپار لی شی نو ډیر زرحکم منئی او دَهغی دَ تعمیل سعی کوئ اَن کـه دَ غرپه سرختل راشی هم او دَ جاهلا نوپه شان عذرونه مه جو ړوئ او دَ ناکاره

سرړ په شان انکار مه کوئ او بنه پوی شئی چه ټوله سلامتیا په قبلولو دَ حکمونو کښې ده او ټوله سلامتیا په نافرمانی او په جګړ و کښې او زه دَه خدائ شکر کوم چه هغه مونږله زمانه دَ سلطنت دَ برطانیې را کړے ده او دَ هغې په ذریعې ډیرے ډیرے مهربانئ او فضل یې په مونږ کړی دے مونږد دے سلطنت په راتللو دَ قسم قسم نعمتو نه و موندل. زمونږ قوم علم او تهذیب زده کړه او دَ ډنګرو دَ ژوند انه نه خلاصی دَ هغوی نصیب شو. او دَ حیوانی جذبونه و تل اوپه انسانی کمالات باند رسیدل هغوی لرا نصیب شو ګویا مونږ په طفیل دَ دی ګورنمنټ دَ امید او د فکرنه تیر امن او امان و موند اوس مونږ په زمکه باندے د غوا و په شان نه بلکه دَ بار دارو او ښو په شان په ډیر وقار او ارام سفر کوو او دَ لوټ مارو اوده بد ذاتو د ښمنانو هس و یره نه وی او مونږ دَ اشپی په اول او په اخر وقت یوازی بی دَ خوف نه او دخطر نه سفر کوو او دَ ریل ګاډی په و تو دَ او ښانو او دَ قافلو او دَ اسونو هس ضرورت پاتی نه شه اوس مناسب دی چه خپل نیتونه درست کړئ او دَ دی سلطنت پد حق کښې نیک ګمان شی او ددے په حضور کښې په صاف ز ړه او پاک نیت حاضر شئی او په زمکه باندے دَ باغیانو په شان فساد ګډ ونکی او دَ شریرانو په شان ز غلید و نکی مه ګرزی او ښه پوئ شئی چه دی سلطنت دَ ظالمانو لاسونه په تاسو باندے دَ ظلم کولونه تړلی دی اوتاسو اُوده وئ اودی پاسو لئی او په سفر او په حضر کښې ہې ستاسو پوره پوره نګهبانی وکړ له او هر کله چه تاسو چرته دَ کار روز ګار دَ کولو اودَ معاش په تلاش کښې ووزئ اوبیا وطن ته واپس رازی په دوارړ و صورتو نو کښې دَ ګورنمنټ دَ ډ ډی په تاسو محافظان مقرر دی اوهغی ستا سودَ عزت او دَ مال پوره پوره حفاظت او په صحت او په ناجوړ تیا کښې ستاسو پالنه کړی ده اواَمن یې درته بخښلی دی چه دَ هغی نه تاسو په دولت او په مال او په کثرت ترقی وکړله اودا سلطنت په هر میدان کښې ستاسو دَ مدد دَ پاره ودرید اوستاسو یارانو دوستانو او دَ کورونو په نسبت پوره سلوک یې و کړه اوثابته یې کړه چه ستاسو پناه او دَ اَمن ځائی هم دَ غه سلطنت دی اوس په تاسو باندی ددے سلطنت دَاحسان حق ثابت دے او هغی تاسو دَ لوټمار و اودَ غلونه بچ کړئ اوستا سودَ مال اَودَعیال په نسبت دَنګهبا نئی حق یې ادا کړو او مهربانی دَ هغی ستاسو دَ عمر ونودَ زیاتی سبب شوه او دَ هغی نه تاسود اسی عافیت

بیامونـد چـه تبـاه کونکی او برباد کونکی نهٔ دی اوتاسو ته دَ حد درجی رفاهیت حاصل شه اوهغی تاسو دَ غمونو او دَ دردونو دَ خوفناک ښنګل نه بچ کړ لئی او دَ خپل فضل او دَ کرم په حمایت کښ یې واغستلئی اوس دا حال دی چه دَ دښمنانو دَ ظلم کاری تاسو پوری رسید لـی نه شی نو مناسب دی چه دَ ګورنمنټ دَ شکریه ادا کو لو کښ ځان چاړا اولیونی نکړئ ځکه چـه دَ احسان بدل احسان دی او دَ شکر نه غفلت کول کفران دی اوزه په قسم سره دا خبره وایم چه دا سلطنت ستاسو دَ پاره دَامَن یو ډیرښه تعویذ دی او دَدی په موجود ګئی کښ مونږلرا دَ خود پوش مدد ګار ضـرورت نشته او په حقیقت کښ ټول حمدونه خدای لرادی چه هغه مونږله داسی قیصر راکړی دی چه ز مونږ دَ حال په خبر ګیرئ او په غور پرداخت کښ هـس قـدر قـصـور او کـوتـاهـی نه کوی او کوشش کوی چه مونږ دَ پستنی نه راوبـاسی هغه زمونږ دین مونږله بیارا کړ پـس له دی نه چه دَ مذهب جړی دَ خپل ځای نه خـوزیـدلـی وی اوهغه قیصره دَ هند او قیصر دَهغه مدر ګار کړل نـودا دَ رحمان رحمت او دَ مـنّـان منّت دی او که چری بنده دَ نعمت په نزو ل دَ خدای شکر وُنه کاندی نو په هغه باندی بـلا ناز لیږی نـوپه دی کښ شـک نشتـه چـه هـم دَ دغی ګنا هـو نـونـه طـاعون ستاسو پـه ښاریو کښ ډیـری اچولی دی اوس ډیـر زر دَ اطـاعـت دَ پـاره قدمونه پورته کړی او ځان دَ ګناهونونه بچ کړی او کـه تاسو ځماخبره ومنله نوزه امید کوم چه دادرد و غم به تاسونه لری شـی اوارام او خوشحالی به ترقی و کاندی اوس و وایئی چه ستاسو څهٔ صلاح دا منئی او که انـکار کوئ او دَ طاعون علاج بی له پرهیز ګاری او دَ زړیـدلو او دَ دعا نه هـس نشته اوتاسو وینـئـی چه هغه ستاسو دَ هلاکت دَ پاره ستا سوپه ستر ګو کښ راکوز شوی دی اوستاسو دَ فنـاکـولو دَ پاره ستاسو دَ کورونو په غولو کښ داخل شوی دی او څـه قـدرستاسو پلاران او هلکان دهغه په ښکار کښ راغلی دی باری اوس په دانائ اوپه هوښیار تیا په خپل انجام کښ غو ر وکړی اوډیر ستاسو نه دَ هغه په زنبیل کښ وَا چَولی شو اوقضا و قدر دَ هغه دَ کباړو نودَ پاره هغی وراته کړل . تاسو څهٔ پوهیږئ چه دَهغی دَ ټولی کارروائ جړه څهٔ ده باری پوی شئی چه دا ټولـه نتیجه ستاسو دَ فسق او دَ فجورده اوس کښینیٔ اوپه سروستر ګو وژاړئ چه دا دَ خندلو او دَ خوشحالی وقت نه دی اوخپل اندرونی معاملات دَ خدائ په مخ کښ پاک

کړی او دا وَریـزچـه ستاسو په سپو کمښې بـاندی راغلی ده هـغه لری کړی چـه خدایٔ هغه شـرمخ اوخوفناک ځنګل تـاسونه لری کړی اوتـاسوله عزت او بزر ګی در کړی او دَ خپلو کورنو هریوطرف ښه پـاک اوصاف ساتلی اولاف و ګزاف پریږدی اوچه څهٔ تیرشوی دی دهغی تلافی وکړیٔ اوکه تاسو منع نهٔ شویٔ نوپوی شیء چه خما ویل دَ یوافسانه ګودَ ویلو په شـان نـه دی و ګوریٔ چـه دا زور آور سیلاب څهٔ رنګ ستـاسـو پـه ملک کښ داخـل شـه نوهرهغه سړی که زوړ دی اوکه ځوان دی چه خماویل قبول کړی اوهزیان نهٔ بلکه معتبری وګنړی اوتولی جګړی پریږدیٔ هـغـه به کامیاب شی نومناسب دی اوس تاسو دَ حَکَم قاضی پـه طرف راشئی او په تیرو کړو باندی پښیمانـه شـئـی او خما ویل په خپل حق کښ خما یؤلـویٔ احسان وګنړیٔ هـم پـه دغه کښ خـما اوستـاسـو خـوشـحالی دَه اوهریو سړے چه خماخبره قبـوله کاندی زه امید کوم چه خدایٔ به دَ هغه دَ زړه کمزور تیا لری او دَهغه رنج و غـم ورکـ او دَهـغـه احوال درست کاندی په خَلقَ ماته معلومیږ ی اوخما فراست وایٔ چه دا بلا دَ ګنا هـونودَ زیاتی نه راغلی دَه لکه چه په و ړنبو زمانو کښ به راتله اوس تاسو دَ خدایٔ دَ خوشحالولو فکر وکړی او دَهرقسمَ بدی اوفساد پریږدی تاسو به ضرور دَمیږ و او دَ چنجو پـه شان دَ مر ګـ نـه بچ شئی زه یر یږم چـه دا مـرض چرته په هر ښهرداخـل نـهٔ شی او په هر ځنګل نـنه نه وزی اوبیا دَ هغه ځائی تول درند پرند و نهٔ خوری او تول سبزه زاراو اوبه ونهٔ خوری اَو ونسکی نو په نیکیٔ وه لیږیٔ اوصـدقی او خیراتونه وباسئی او محتاجانوله ور کویٔ خما قسم دی وی پـه خـدایٔ چـه هَغه به هَغَه خلق دَ طاعون نه وساتی چه څوکـ خما ویل ومـنـی نـوتـاسـو دَ عیاشانوجامه له تن نه لری کړی او دَ اودو غـافـلا نـو دَ غفلت نه بیرته شیٔ اوراکـعیـن او قـائـمیـن سره جمع منزونه کویٔ اوپه ذریعه دَ صبر او دَ صلوة او دَ صدقے او دَ خیـرات مدد غواړی دَ دی نتیـجـه بـه دا وی چـه خـدایٔ بـه تـاسو دَ هر قسمَ درد او دَ غم نه محفوظ ساتی او که تاسو ګمراهی پرینښودله نودَ خدایٔ رحیم به وه وینئی اوماتا سو ته هم په هغی شان ورے لکه چه ملهمان و ایی او تاسو به په دی پوی شئی.

---

(۲۴۸)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

لنگرخانہ کے انتظام کیلئے

چونکہ کثرت مہمانوں اور حق کے طالبوں کی وجہ سے ہمارے لنگرخانہ کا خرچ بہت بڑھ گیا ہے اور کل میں نے جب لنگرخانہ کی تمام شاخوں پر غور کرکے اور جو کچھ مہمانوں کی خوراک اور مکان اور چراغ اور چارپائیاں اور برتن اور فرش اور مرمت مکانات اور ضروری ملازموں اور سقا اور دھوبی اور بھنگی اور خطوط وغیرہ ضروریات کی نسبت مصارف پیش آتے رہتے ہیں۔ ان سب کو جمع کرکے حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ان دنوں میں آٹھ سَو روپیہ اوسط ماہواری خرچ ہوتا ہے۔ اس خرچ کے لیے خاص خدا تعالیٰ نے ہی ایسے اتفاقات پیش کئے کہ اب تک ہمیں محض خدا تعالیٰ کے فضل اور رحمت سے کوئی فاقہ نہیں آیا۔ مگر چونکہ ہر ایک امر جس کے ساتھ کوئی انتظام نہیں موجب ابتلاء ہوتا ہے اور سلسلہ غموں کا اندازہ سے زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ اس لیے اس پُر تشویش وقت میں کہ جبکہ آمدن مستقل طور پر ساٹھ روپیہ ماہواری بھی نہیں اور خرچ آٹھ سو روپیہ ماہواری سے کم نہیں، کوئی انتظام تو کلاً علی اللہ ضروری ہے۔ بالخصوص جبکہ قحط کے دن بھی شدت کرتے جاتے ہیں اور طاعون[1] کے دن بھی ہیں۔ اس لیے مَیں نے سخت گھبراہٹ کے وقت میں بلحاظ ہمدردی اس جماعت کی جس کو مَیں اپنے ساتھ رکھتا ہوں، اس انتظام کو اپنا فرض سمجھا اور نیز اس خیال سے بھی کہ عمر کا

---

[1] چونکہ شرعاً یہ امر ممنوع ہے کہ طاعون زدہ علاقہ کے لوگ اپنے دیہات کو چھوڑ کر دوسری جگہ جائیں اس لیے میں اپنی جماعت کے ان تمام لوگوں کو جو طاعون زدہ علاقوں میں ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ اپنے علاقوں سے نکل کر قادیان یا کسی دوسری جگہ جانے کا ہرگز قصد نہ کریں اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو بھی روکیں۔ اپنے مقامات سے نہ ہلیں۔ توبہ و استغفار کریں اور راتوں کو اُٹھ کر دُعائیں کریں کہ یہی ضروری چیز اور حرز ہے۔ منہ

اعتبار نہیں لہٰذا مَیں چاہتا ہوں کہ غرباء اور ضعفاء کی ایک جماعت میرے ساتھ رہے جو میری باتوں کو سُننے اور سمجھے۔ اگرچہ ہمارے سلسلہ کے ساتھ اور مصارف بھی لگے ہوتے ہیں لیکن میں سُنّت انبیاء علیہم السلام کے مطابق سب سے زیادہ اس فکر میں رہتا ہوں کہ ایک گروہ حق کے طالبوں کا ہمیشہ میرے پاس رہے اور نیز دُور دُور سے لوگ آویں اور اپنے اپنے شبہات پیش کریں اور میں ان شبہات کو دُور کروں اور نیز ایسے لوگ آویں جو خدا تعالےٰ کی راہ مجھ سے سیکھنا چاہتے ہیں اور نیز یہ کہ جو کچھ مَیں لکھوں وہ کتابیں چھپتی رہیں۔ اگرچہ ہمارے ساتھ مدرسہ کا بھی تعلق ہے اور اس کا انتظام خرچ بھی ابھی ناقص اور بالکل ناقابل اطمینان ہی ہے اور مَیں یہ بھی خوب جانتا ہوں کہ جو لڑکے اس مدرسہ میں پڑھیں گے وہ نسبتاً کچھ نہ کچھ سچائی اور دینداری اور پرہیزگاری اور نیک چلنی کی راہ سیکھیں گے لیکن ان میں اور ہم میں بڑے پہاڑ اور کانٹے اور شور دریا ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جو اُن سب کو چیر کر ہم تک پہونچ سکتے ہیں۔ ورنہ عموماً سب پڑھنے والے اپنی دُنیا کے لیے مَر رہے ہیں اور اس کُتّا کی مانند ہیں جو ایک دفن کئے ہوئے مُردار کی مٹی اپنے پیروں سے کھودتا ہے اور جب وہ مُردار ننگا ہو جاتا ہے تو اُسے کھاتا ہے۔ اسی طرح ان پڑھنے والوں میں بڑا گروہ تو ایسا ہی ہے کہ اس مُردار کی تلاش میں ہیں اور جب وہ مُردار انہیں مل گیا تو پھر ہم کہاں اور وہ کہاں۔ آخر انہیں باپوں کے وہ فرزند ہیں جنہوں نے دُنیا کو قبول کر رکھا ہے۔ کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ دُنیا کو تین طلاق بھیج کر ہماری راہ پر چلیں گے اور ہمارے سلسلہ کے لیے اپنی عمریں وقف کر دیں گے۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہمارا کانشنس ہرگز اس بات کو قبول نہیں کرتا بلکہ اکثر لڑکے اپنی دُنیا کے لیے ہی مرتے ہیں اور جب اسقدر کوئی ڈگری حاصل کر لیں گے کہ جس سے وہ نوکر ہو سکیں تب وہ فی الفور روحانی تناسخ کو قبول کر کے ایک اور جون میں آجائیں گے بھلا جوش جوانی کی ہزاروں ظلمتوں اور جذبات سے باہر آنا سہل بات ہے یا ہر ایک کا کام ہے نہیں بلکہ نہایت ہی مشکل ہے، لیکن میری اُمیدیں ان غریبوں پر بہت ہیں جو نہ بی۔ اے بننا چاہتے ہیں اور نہ ایم۔ اے بلکہ بقدر کفایت معاش دنیا اختیار کرتے ہیں اور ان کے دلوں میں ہر دم یہ خلش ہے کہ کسی طرح ہم نیک انسان بن جائیں اور خدا ہم سے راضی ہو۔ سو وہ ہدایت پانے سے بہت قریب ہیں کیونکہ ان کے خیالات میں تفرقہ نہیں ہے۔ وہ میرے پاس رہ کر ہر روز تازہ بتازہ ہدایت پا سکتے ہیں۔ سو انہیں کا سب سے زیادہ مجھے فکر ہے کیونکہ ہم عمر کا بہت سلسلہ طے کر چکے ہیں اور تھوڑا باقی ہے۔ اسی اطمینان کے حاصل کرنے کے لیے میں یہ اشتہار شائع کرتا ہوں۔ یہ اشتہار کوئی معمولی تحریر نہیں بلکہ ان لوگوں کے ساتھ جو مُرید کہلاتے ہیں، یہ آخری فیصلہ کرتا ہوں۔ مجھے خدا نے بتلایا ہے کہ میرا انہیں سے پیوند ہے یعنی وہی خدا کے دفتر میں مُرید ہیں جو اعانت اور نصرت میں مشغول ہیں۔ مگر بہتیرے

ایسے ہیں کہ گویا خدا تعالیٰ کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں۔ سو ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس نئے انتظام کے بعد نئے سرے عہد کر کے اپنی خاص تحریر[1] سے اطلاع دے کہ وہ ایک فرض حتمی کے طور پر اس قدر چندہ ماہواری بھیج سکتا ہے۔ مگر چاہیئے کہ اس میں لاف گزاف نہ ہو جیسا کہ پہلے بعض سے ظہور میں آیا کہ اپنی زبان پر وہ قائم نہ رہ سکے۔ سو انہوں نے خدا کا گناہ کیا جو عہد کو توڑا۔ اب چاہیئے کہ ہر ایک شخص سوچ سمجھ کر اس قدر ماہواری چندہ کا اقرار کرے جس کو وہ دے سکتا ہے گو ایک پیسہ ماہواری ہو۔ مگر خدا کے ساتھ فضول گوئی اور دروغ گوئی کا برتاؤ نہ کرے۔ ہر ایک شخص جو مُرید ہے اس کو چاہیئے جو اپنے نفس پر کچھ ماہواری مقرر کر دے خواہ ایک پیسہ ہو اور خواہ ایک دھیلہ اور جو شخص کچھ بھی مقرر نہیں کرتا اور نہ جسمانی طور پر اس سلسلہ کے لیے کچھ بھی مدد دے سکتا ہے، وہ منافق ہے۔ اب اس کے بعد وہ سلسلہ میں رہ نہیں سکے گا۔ اس اشتہار کے شائع ہونے سے تین۳ ماہ تک ہر ایک بیعت کرنے والے کے جواب کا انتظار کیا جائے گا کہ وہ کیا کچھ ماہواری چندہ اس سلسلہ کی مدد کے لیے قبول کرتا ہے۔ اور اگر تین۳ ماہ تک کسی کا جواب نہ آیا تو سلسلہ بیعت سے اس کا نام کاٹ دیا جائے گا اور مشتہر کر دیا جائیگا۔ اگر کسی نے ماہواری چندہ کا عہد کر کے تین ماہ تک چندہ کے بھیجنے سے لاپرواہی کی اس کا نام بھی کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپروا جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہیں رہیگا۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدٰی۔

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور

۵؍ مارچ ۱۹۰۲ء

تتمّہ

یاد رہے کہ مدرسہ کا قیام اور بقا بھی چونکہ بہت سے مصالح پر مبنی ہے۔ لہٰذا از بس ضروری ہے کہ

---

[1] تقسیم اشتہارات کا یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک شہر میں چند اشتہار ایک آدمی کی طرف بھیجے جاتے ہیں۔ پس ہر ایک صاحب کو جس کے پاس ان اشتہارات کا پیکٹ پہنچے، لازم ہے کہ وہ اپنے شہر اور اپنے اردگرد کے لوگوں کو جو سلسلہ بیعت میں داخل ہیں اس اشتہار کا مضمون بخوبی سمجھا کر از سرِ نو اس سے عہد اس چندہ کا لے۔ پھر ان تمام لوگوں کے ناموں کی ایک فہرست مرتب کر کے بھیجدے اگر وہ لوگ خواندہ ہوں تو ان کے دستخط بھی کرا دے۔ منہ

بقیہ تتمہ :-

حسب استطاعت ہر شخص اس کے لیے بھی ایک ماہوار رقم اپنے اوپر لازم کرلے۔ اور یہ بات مَیں پھر دوبارہ یاد دلا دیتا ہوں کہ ہر شخص اپنی حالت اور استطاعت کو دیکھ کر چندہ مقرر کرے۔ ایسا نہ ہو کہ تھوڑی دیر کے بعد اُسے فوق الطاقت بوجھ سمجھ کر ملول ہو جائے کہ اس طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ گنہ گار ٹھہرے گا۔ اور اس تجدید اور تعیین چندہ کی سب درخواستیں اخویم مولوی عبدالکریم صاحب کے پاس آنی چاہئیں۔ یہ بھی واضح رہے کہ صدقات اور زکوٰۃ اور اس طرح کی ہر ماہ کا روپیہ بھی یہاں آنا چاہیئے۔

(یہ اشتہار ۲۰ X ۲۶ کے چار صفحات پر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ۲۰۰۰ کی تعداد میں شائع ہوا۔
نیز ۱۰/ مارچ ۱۹۰۲ء کو ضمیمہ الحکم میں بھی شائع کیا گیا۔)

---

(۲۴۹)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ایک شخص ساکن جموّں چراغ دین نام کی نسبت

اپنی تمام جماعت کو ایک عام اطلاع

چونکہ اس شخص نے ہمارے سلسلہ کی تائید کا دعویٰ کرکے اور اس بات کا اظہار کرکے کہ مَیں فرقہ احمدیہ میں سے ہوں جو بیعت کر چکا ہوں طاعون کے بارے میں شاید ایک یا دو اشتہار شائع کیے ہیں اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سُنا تھا اور قابلِ اعتراض حصہ ابھی سُنا نہیں گیا تھا اس لیے مَیں نے اجازت دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر افسوس کہ بعض خطرناک لفظ اور بیہودہ دعویٰ جو اس کے حاشیے میں تھے اُس کو مَیں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سُن نہ سکا اور محض نیک ظنّی سے ان کے چھپنے کے لیے اجازت دی گئی۔ اب جورات اسی شخص چراغ دین کا ایک اور مضمون پڑھا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ مضمون بڑا خطرناک اور زہریلا اور اسلام کے لیے مضر ہے اور سر سے پَیر تک لغو اور باطل باتوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ مَیں رسول ہوں اور رسول بھی اولوالعزم۔ اور اپنا کام یہ لکھا ہے کہ تا عیسائیوں اور مسلمانوں میں صلح کرا دے اور قرآن اور انجیل کا تفرقہ باہمی دُور کر دے اور ابن مریم کا ایک حواری بن کر یہ خدمت کرے اور رسول کہلاوے اور ہر ایک شخص جانتا ہے کہ قرآن شریف نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ وہ انجیل یا توریت سے صلح کرے گا بلکہ ان کتابوں کو محرّف مبدّل اور ناقص اور ناتمام قرار دیا ہے اور تاج خاص اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ[1] کا اپنے لیے رکھا ہے۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ یہ سب کتابیں انجیل توریت قرآن شریف کے مقابل پر کچھ بھی نہیں اور ناقص اور محرّف اور مبدّل ہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ جیسا کہ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں یہ الہام موجود ہے۔ قُلۡ اِنَّمَاۤ اَنَا بَشَرٌ مِّثۡلُکُمۡ یُوۡحٰۤی اِلَیَّ اَنَّمَاۤ اِلٰـہُکُمۡ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ وَالۡخَیۡرُ کُلُّہٗ فِی الۡقُرۡاٰنِ لَا یَمَسُّہٗۤ

---

[1] المائدۃ : ۴

اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ۔ دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۱۔ یعنی ان کو کہہ دے کہ مَیں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں۔ مجھ پر یہ وحی ہوئی ہے کہ خدا ایک ہے اس کا کوئی ثانی نہیں اور تمام بھلائی قرآن میں ہے۔ پاک دل لوگ اس کی حقیقت سمجھتے ہیں۔ پس ہم قرآن کو چھوڑ کر اور کس کتاب کو تلاش کریں اور کیونکر اس کو ناکامل سمجھ لیں۔ خدا نے ہمیں تو یہ بتلایا ہے کہ عیسائی مذہب بالکل مر گیا ہے اور انجیل ایک مُردہ اور ناتمام کلام ہے۔ پھر زندہ کو مُردہ سے کیا جوڑ۔ عیسائی مذہب سے ہماری کوئی صلح نہیں۔ وہ سب کا سب ردّی اور باطل ہے اور آج آسمان کے نیچے بجز فرقان حمید کے اور کوئی کتاب نہیں۔ آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میری نسبت یہ الہام درج ہے جو اس کے صفحہ ۲۴۱ میں پاؤ گے اور وہ یہ ہے۔

وَلَنْ ترضٰی عَنْکَ الْیَھُوْدُ وَلَا النَّصَارٰی وَخَرَقُوْا لَہٗ بَنِیْنَ وَبَنَاتٍ بِغَیْرِ عِلْمٍ۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ وَیَمْکُرُوْنَ وَیَمْکُرُ اللّٰہُ وَاللّٰہُ خَیْرُ الْمَاکِرِیْنَ۔ اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا۔ فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ۔ وَقُلْ رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ۔

یعنی تیرا اور یہود اور نصاریٰ کا کبھی مصالحہ نہیں ہوگا اور کبھی تجھ سے راضی نہیں ہوں گے (نصاریٰ سے مراد پادری اور انجیلوں کے حامی ہیں) اور پھر فرمایا کہ ان لوگوں نے ناحق اپنے دل سے خدا کے لیے بیٹے اور بیٹیاں تراش رکھی ہیں اور نہیں جانتے کہ ابن مریم ایک عاجز انسان تھا۔ اگر خدا چاہے تو عیسیٰ بن مریم کی مانند کوئی اور آدمی پیدا کر دے یا اس سے بھی بہتر جیسا کہ اس نے کیا مگر وہ خدا تو واحد لاشریک ہے جو موت اور تولّد سے پاک ہے۔ اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عیسائیوں نے شور مچا رکھا تھا کہ مسیح بھی اپنے قرب اور وجاہت کی رو سے واحد لاشریک ہے۔ اب خدا بتلاتا ہے کہ دیکھو مَیں اس کا ثانی پیدا کروں گا جو اس سے بھی بہتر ہے جو غلام احمد ہے یعنی احمدؐ کا غلام۔

زندگی بخش جامِ احمد ہے　　کیا پیارا یہ نامِ احمد ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا　　سب سے بڑھ کر مقامِ احمد ہے
باغِ احمد سے ہم نے پھل کھایا　　میرا بُستاں کلامِ احمد ہے
ابنِ مریم کے ذکر کو چھوڑو　　اس سے بہتر غلامِ احمد ہے

یہ باتیں شاعرانہ نہیں بلکہ واقعی ہیں اور اگر تجربہ کی رو سے خدائی تائید مسیح ابن مریم سے بڑھ کر میرے ساتھ نہ ہو تو مَیں جھوٹا ہوں۔ خدا نے ایسا کیا نہ میرے لیے بلکہ اپنے نبی مظلوم کے لیے۔ باقی ترجمہ اس الہام کا یہ ہے کہ عیسائی لوگ ایذا رسانی کے لیے مکر کریں گے اور خدا بھی مکر کرے گا اور وہ دن آزمائش

کے دن ہوں گے کہ کہ خدایا پاک زمین میں مجھے جگہ دے۔ یہ ایک رُوحانی طور کی ہجرت ہے اور جیسا کہ ابتک میں سمجھتا ہوں اس کے معنی یہ ہیں کہ انجام کار زمین میں تبدیلی پیدا ہو جائے گی اور زمین راستی اور سچائی سے چمک اُٹھے گی۔ اب سوچ لو کہ ہم میں اور عیسائیوں میں کسقدر بعد المشرقین ہے جس پاک وجود کو ہم تمام مخلوقات سے بہتر سمجھتے ہیں اس کو یہ مفتری قرار دیتے ہیں۔ صلح تو اس حالت میں ہوتی ہے کہ جب فریقین کچھ کچھ چھوڑنا چاہیں، لیکن جس حالت میں ہمارا دین اور ہماری کتاب عیسائی مذہب کو سراپا ناپاک اور نجس سمجھتا ہے اور واقعی ایسا ہی ہے تو پھر ہم کس بات پر صلح کریں۔ اس قدر مذہبی مخالفت کا انجام صلح ہرگز نہیں ہے بلکہ انجام یہ ہے کہ جھوٹا مذہب بالکل فنا ہو جائے گا اور زمین کے کُل نیک طینت انسان سچائی کو قبول کریں گے تب اس دُنیا کا خاتمہ ہوگا۔ ہمارا عیسائیوں سے مذہبی رنگ میں کچھ بھی ملاپ نہیں۔ بلکہ ہمارا جواب ان لوگوں کو یہی ہے قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ. لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ[1]۔ پس یہ کیسی ناپاک رسالت ہے جس کا چراغ دین نے دعویٰ کیا ہے۔ جائے غیرت ہے کہ ایک شخص میرا مُرید کہلا کر یہ ناپاک کلمات منہ پر لاوے کہ مَیں مسیح ابن مریم کی طرف سے رسول ہوں تا ان دونوں مذہبوں کا مصالحہ کروں۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰفِرِیْنَ۔ عیسائیت وہ مذہب ہے جس کی نسبت اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ اس کی شامت سے زمین پھٹ جائے، آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں کیا اس سے صلح؟ پھر باوجود ناتمام عقل اور ناتمام فہم اور ناتمام پاکیزگی کے یہ بھی کہنا کہ مَیں رسول اللہ ہوں۔ یہ کس قدر خدا کے پاک سلسلہ کی ہتک عزت ہے گویا رسالت اور نبوت بازیچۂ اطفال ہے۔ نادانی نے یہ نہیں سمجھا کہ گو پہلے زمانوں میں بعض رُسولوں کی تائید میں اور رسول بھی ان کے زمانہ میں ہوتے تھے جیسا کہ حضرت موسیٰ کے ساتھ ہارونؑ لیکن خاتم الانبیاء اور خاتم الاولیاء اس طریق سے مستثنیٰ ہے اور جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوسرا کوئی مامور اور رسول نہیں تھا اور تمام صحابہ ایک ہی ہادی کے پیرو تھے اسی طرح اس جگہ بھی ایک ہی ہادی کے سب پیرو ہیں۔ کسی کو دعویٰ نہیں پہنچتا کہ نعوذ باللہ رسول کہلاوے اور ہمارا آنا صرف دو فرشتوں کے ساتھ نہیں بلکہ ہزاروں فرشتوں کے ساتھ ہے اور خدا کے نزدیک وہ لوگ قابل تعریف ہیں جو سالہائے دراز سے میری نصرت میں مشغول ہیں اور میرے نزدیک اور میرے خدا کے نزدیک ان کی نصرت ثابت ہو چکی ہے مگر چراغ دین نے کونسی نصرت کی۔ اس کا تو وجود اور عدم برابر ہے قریباً تیس سال سے یہ سلسلہ جاری ہے مگر اس نے تو صرف چند ماہ سے پیدائش لی ہے اور مَیں اس کی شکل بھی اچھی طرح شناخت نہیں کر سکتا کہ وہ کون ہے اور نہ وہ ہماری صحبت میں رہا اور مَیں نہیں جانتا کہ وہ کس بات میں مجھے مدد دینا چاہتا ہے۔ کیا عربی نویسی کے نشان میں یا معارف قرآنی کے بیان میں میرا

[1] الکافرون : ۲،۳

مددگار ہوگا یا اُن مباحث دقیقہ میں میری اعانت کرے گا جو طبعی اور فلسفہ کے رنگ میں عیسائیوں اور دوسرے فرقوں سے پیش آتے ہیں؟ مَیں تو جانتا ہوں کہ وہ ان تمام کوچوں سے محروم ہے اور نفسِ اَمّارہ کی غلطی نے اس کو خود ستائی پر آمادہ کیا ہے۔ پس آج کی تاریخ سے وہ ہماری جماعت سے منقطع ہے جب تک کہ مفصّل طور پر اپنا توبہ نامہ شائع نہ کرے اور اس ناپاک رسالت کے دعویٰ سے ہمیشہ سے مستعفی نہ ہو جاتے۔

افسوس کہ اس نے بے وجہ اپنی تعلّی سے ہمارے سچے انصار کی ہتک کی اور عیسائیوں کے بدبُودار مذہب کے مقابل پر اسلام کو ایک برابر درجہ کا مذہب سمجھ لیا۔ سو ہم کو ایسے شخص کی کچھ پروا نہیں۔ ایسے لوگ ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہیئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں۔ اس کی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہیں تھی اس لیے اجازت طبع دی تھی۔ اب ایسی تحریروں کو چاک کرنا چاہیئے۔ والسّلام علٰی من اتبع الھدٰی۔

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد از قادیان

۲۳؍ اپریل ۱۹۰۲ء

تعداد اشاعت ۵۰۰ — مطبع ضیاء الاسلام پریس قادیان

حاشیہ نمبر ۱

چراغ دین کی نسبت میں یہ مضمون لکھ رہا تھا کہ تھوڑی سی غنودگی ہو کر مجھ کو خدائے عزّ وجل کی طرف سے یہ الہام ہوا نزل بہ جبیز۔ یعنی اس پر جبیز نازل ہوا اور اسی کو اس نے الہام یا رؤیا سمجھ لیا۔ جبیز دراصل خشک اور بے مزہ روٹی کو کہتے ہیں جس میں کوئی حلاوت نہ ہو اور مشکل سے حلق میں سے اُتر سکے اور مرد بخیل اور لئیم کو بھی کہتے ہیں جس کی طبیعت میں کمینگی اور فرومایگی اور بخل کا حصہ زیادہ ہو اور اس جگہ لفظ جبیز سے مراد وہ حدیث النفس اور اضغاث الاحلام ہیں جن کے ساتھ آسمانی روشنی نہیں اور بخل کے آثار موجود ہیں اور ایسے خیالات خشک مجاہدات کا نتیجہ یا تمنا اور آرزو کے وقت القاء شیطان ہوتا ہے اور یا خشکی اور سوداوی مواد کی وجہ سے کبھی الہامی آرزو کے وقت ایسے خیالات کا دل پر القاء ہو جاتا ہے اور چونکہ اُن کے نیچے کوئی روحانیت نہیں ہوتی

اس لئے الٰہی اصطلاح میں ایسے خیالات کا نام جبیز ہے اور علاج توبہ اور استغفار اور ایسے خیالات سے اعراض کلی ہے ورنہ جبیز کی کثرت سے دیوانگی کا اندیشہ ہے خدا ہر ایک کو اس بلا سے محفوظ رکھے۔ منہ

حاشیہ نمبر۲

رات کو عین خسوف قمر کے وقت میں چراغ دین کی نسبت مجھے یہ الہام ہوا انّی اذیب من یریب میں فنا کر دوں گا میں غارت کر دوں گا میں غضب نازل کروں گا اگر اس نے شک کیا اور اس پر ایمان نہ لایا اور رسالت اور ماموری ہونے کے دعوے سے توبہ نہ کی۔ اور خدا کے انصار جو سالہائے دراز سے خدمت اور نصرت میں مشغول اور دن رات صحبت میں رہتے ہیں اُن سے عفو تقصیر نہ کرائی کیونکہ اُس نے جماعت کے تمام مخلصوں کی توہین کی کہ اپنے نفس کو اُن سب پر مقدم کرلیا حالانکہ خدا نے بار بار براہین احمدیہ میں اُن کی تعریف کی اور ان کو سابقین قرار دیا اور کہا اَصْحَابُ الصُّفَّةِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَآ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ ۔

اور جبیز اس روٹی خشک کو کہتے ہیں کہ دانت اس کو توڑ نہ سکیں اور وہ دانت کو توڑے اور حلق سے مشکل سے اُترے اور امعا کو پھاڑے اور قولنج پیدا کرے پس اس لفظ سے بتلایا کہ چراغ دین کی یہ رسالت اور یہ الہام محض جبیز اور اس کے لئے مُہلک ہیں۔ مگر دوسرے اصحاب جن کی توہین کرتا ہے اُن پر مائدہ نازل ہو رہا ہے اور ان کو خدا کی رحمت سے بڑا حصہ ہے۔

مائدہ چیزیست دیگر خشک ناں چیزے دگر
خوردنی ہرگز نباشد نان خشک اے بے ہنر
دوستاں را مائدہ بد ہند از مہر و کرم
پارہ ہائے خشک ناں بیگا نگار را نیز ہم
نیز ہم پیشِ سگاں آں خشک ناں مے افگنند
مائدہ از لطف ہا پیش عزیزاں مے برند
ترک کن ایں خشک ناں راہوش کن فرزانہ باش
گر خرد مندی پئے آں مائدہ دیوانہ باش
منہ

(مندرجہ رسالہ دافع البلاء)

(۲۵۰)

اشتہار انعامی پچاس روپیہ

(مندرجہ تحفہ گولڑویہ ٹائٹل پیج صٹ)

٭ ٭ ٭

چونکہ مَیں اپنی کتاب انجام آتھم کے اخیر میں وعدہ کر چکا ہوں کہ آئندہ کسی مولوی وغیرہ کے ساتھ زبانی بحث نہیں کروں گا اس لیے پیر مہر علی شاہ صاحب کی درخواست زبانی بحث کی جو میرے پاس پہنچی مَیں کسی طرح اس کو منظور نہیں کر سکتا۔ افسوس کہ انہوں نے محض دھوکا دہی کے طور پر باوجود اس علم کے کہ مَیں ایسی زبانی بحثوں سے برکنار رہنے کے لیے جن کا نتیجہ اچھا نہیں نکلا خدا تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ میں ایسے مباحثات سے دُور رہوں گا پھر بھی مجھ سے بحث کرنے کی درخواست کر دی۔ مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ ان کی درخواست محض اس ندامت سے بچنے کے لیے ہے کہ وہ اس اعجازی مقابلہ کے وقت جو عربی میں تفسیر لکھنے کا مقابلہ تھا اپنی نسبت یقین رکھتے تھے۔ گویا عوام کے خیالات کو اور طرف اُلٹا کر سرخرو ہو گئے اور پردہ بنا رہا۔

ہر ایک دل خدا کے سامنے ہے اور ہر ایک سینہ اپنے گناہ کو محسوس کر لیتا ہے لیکن مَیں حق کی حمایت کی وجہ سے ہرگز نہیں چاہتا کہ یہ جھوٹی سرخروئی بھی اُن کے پاس رہ سکے۔ اس لیے مجھے خیال آیا کہ عوام جن میں سوچ کا مادہ طبعاً کم ہوتا ہے وہ اگرچہ یہ بات تو سمجھ لیں گے کہ پیر صاحب عربی فصیح میں تفسیر لکھنے پر قادر نہیں تھے اسی وجہ سے تو ٹال دیا لیکن ساتھ ہی ان کو یہ خیال بھی گذرے گا کہ منقولی مباحثات پر ضرور وہ قادر ہوں گے تبھی تو درخواست پیش کر دی اور اپنے دلوں میں گمان کریں گے کہ اُن کے پاس حضرت مسیح کی حیات اور میرے دلائل کے ردّ میں کچھ دلائل ہیں اور یہ تو معلوم نہیں ہو گا کہ یہ زبانی مباحثہ کی جرأت بھی میرے ہی اس عہد ترک بحث نے ان کو دلائی ہے جو انجام آتھم میں طبع ہو کر لاکھوں انسانوں میں مشتہر ہو چکا ہے لہٰذا میں یہ رسالہ[۱] لکھ کر اس وقت اقرار صحیح شرعی کرتا ہوں کہ اگر وہ اس کے مقابل پر کوئی رسالہ لکھ کر میرے ان تمام دلائل کو اوّل

---

[۱] یعنی تحفہ گولڑویہ۔ (مرتب)

سے آخر تک توڑ دیں اور پھر مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایک مجمع بٹالہ میں مقرر کر کے ہم دونوں کی حاضری میں میرے تمام دلائل ایک ایک کر کے حاضرین کے سامنے ذکر کریں اور پھر ہر ایک دلیل کے مقابل جس کو وہ بغیر کسی کمی بیشی اور تصرّف کے حاضرین کو سُنا دیں گے، پیر صاحب کے جوابات سُنا دیں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہیں کہ یہ جوابات صحیح ہیں اور دلیل پیش کردہ کی قلع قمع کرتے ہیں تو میں مبلغ پچاس۵۰ روپیہ انعام بطور فتحیابی پیر صاحب کو اسی مجلس میں دیدونگا اور اگر پیر صاحب تحریر فرما دیں تو میں یہ مبلغ پچاس روپیہ پہلے سے مولوی محمد حسین صاحب کے پاس جمع کرا دونگا مگر یہ پیر صاحب کا ذمہ ہوگا کہ وہ مولوی محمد حسین صاحب کو ہدایت کریں کہ تا وہ مبلغ پچاس روپیہ اپنے پاس بطور امانت جمع کر کے باضابطہ رسید دیدیں اور مندرجہ بالا طریق کی پابندی سے قسم کھا کر ان کو اختیار ہوگا کہ وہ بغیر میری اجازت کے پچاس روپیہ پیر صاحب کے حوالہ کر دیں۔ قسم کھانے کے بعد میری شکایت ان پر کوئی نہیں ہوگی۔ صرف خدا پر نظر ہوگی جس کی وہ قسم کھائیں گے۔ پیر صاحب کا یہ اختیار نہیں ہوگا کہ یہ فضول عذرات پیش کریں کہ میں نے پہلے سے رد کرنے کے لیے کتاب لکھی ہے کیونکہ اگر انعامی رسالہ کا انہوں نے جواب نہ دیا تو بلاشبہ لوگ سمجھ جائیں گے کہ وہ سیدھے طریق سے مباحثات پر بھی قادر نہیں ہیں۔

المشتہر **مرزا غلام احمد از قادیان**

یکم ستمبر ۱۹۰۲ء

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(۲۵۱)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ڈوئی کی اس پیشگوئی کا جواب جو اس نے تمام مسلمانوں کی ہلاکت کیلئے کی ہے

ہر ایک کو جو حق کا طالب ہے معلوم ہو کہ یہ قدیم سے سنّت اللہ ہے کہ جب زمین پر بدعقیدگی اور بداعمالی پھیل جاتی ہے۔ اور لوگ اس سچے خدا کو چھوڑ دیتے ہیں جو آدم پر ظاہر ہوا۔ اور پھر شیثؑ پر اور پھر نوحؑ پر اور ایسا ہی ابراہیمؑ پر اور اسمٰعیلؑ پر اور اسحاقؑ پر اور یعقوبؑ پر اور یوسفؑ پر اور موسٰیؑ پر اور آخر میں جناب سیدالرسل محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ایسے زمانہ میں جبکہ شرک اور ناپاکی اور بدکاری اور دُنیا پرستی اور غافلانہ زندگی سے دُنیا ناپاک ہو جاتی ہے۔ خدا تعالےٰ کسی بندہ کو مامور کر کے اور اپنی طرف سے اس میں رُوح پھونک کر دُنیا کی اصلاح کے لیے بھیج دیتا ہے اور اس کو اپنی عقل میں سے عقل بخشتا ہے اور اپنی طاقت میں سے طاقت اور اپنے علم میں سے علم عطا کرتا ہے۔ اور خدا کی طرف سے ہونے کا اس میں یہ نشان ہوتا ہے کہ دُنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اگر معارف حقائق کے رُو سے کوئی شخص اس کے مقابل پر آوے تو وہی حقائق اور معارف میں غالب آتا ہے۔ اور اگر اعجازی نشانوں کا مقابلہ ہو تو غلبہ اسی کو ہوتا ہے۔ اور اگر کوئی اس طور سے اس کے ساتھ بالمقابل یا بطور خود مباہلہ کرے کہ جو شخص ہم دونوں میں سے جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے اور ضرور اس کا دشمن پہلے مرتا ہے اب اس زمانہ میں جب خدا نے دیکھا کہ زمین بگڑ گئی اور کروڑہا مخلوقات نے شرک کی راہ اختیار کر لی اور چالیس کروڑ سے بھی زیادہ ایسے لوگ دُنیا میں پیدا ہو گئے کہ ایک عاجز انسان مریم کے بیٹے کو خدا بنا رہے ہیں اور ساتھ ہی شراب خوری اور بے قیدی اور دُنیا پرستی اور غافلانہ زندگی انتہا تک پہنچ گئی تو خدا تعالےٰ نے مجھے اس کام کے لیے مامور کیا کہ تا میں ان خرابیوں کی اصلاح کروں۔ سو اب تک میرے ہاتھ پر ایک لاکھ کے قریب انسان بدی سے اور بدعقیدگی اور بداعمالی سے توبہ کر چکا ہے اور ڈیڑھ سو سے زیادہ نشان ظاہر ہو چکا ہے جس کے اس ملک میں کئی لاکھ انسان گواہ ہیں۔ اور میں بھیجا گیا ہوں کہ تا زمین پر دوبارہ توحید کو قائم کروں اور انسان پرستی یا سنگ پرستی سے

لوگوں کو نجات دہندہ خدائے واحد لاشریک کی طرف انکو رجوع دلاؤں - اور اندرونی پاکیزگی اور راستبازی کی طرف ان کو توجہ دوں - چنانچہ مَیں دیکھتا ہوں کہ لوگوں میں ایک تحریک پیدا ہوگئی ہے اور ہزار ہا لوگ میرے ہاتھ پر توبہ کرتے جاتے ہیں - اور آسمان سے ہوا بھی ایسی چل رہی ہے کہ اب توحید کے موافق طبیعتیں ہوتی جاتی ہیں اور صریح معلوم ہوتا ہے کہ اب خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہے کہ انسان پرستی کو دنیا سے معدوم کر دے - اس ارادہ کے پورا کرنے کے لیے صدہا اسباب پیدا کیئے گئے ہیں - افسوس کہ مخلوق پرست لوگ جن سے مراد میری اس جگہ وہ عیسائی ہیں جو مریم کے صاحبزادہ کو خدا جانتے ہیں - ابھی اپنے مشرکانہ مذہب کی اس ترقی پر خوش نہیں ہوئے - جو اب تک ہوگئی ہے بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ تمام دُنیا حقیقی خدا کو چھوڑ کر اس ضعیف اور عاجز انسان کو خدا کر کے مانے جس کو ذلیل یہودیوں نے پکڑ کر صلیب پر کھینچا تھا - اس خواہش کا بجز اس کے اور کوئی سبب نہیں کہ مخلوق پرستی کی عادت نہایت بدعادت ہے جس میں گرفتار ہو کر پھر انسان دیکھتا ہوا اندھا ہو جاتا ہے - مگر پادریوں کی اس قدر دلیری بہت ہی قابلِ تعجب ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ زمین پر ایک بھی ایسا شخص رہے کہ وہ اس اصلی خدا کو ماننے والا ہو جو ابنِ مریم اور اس کی ماں کے پیدا ہونے سے بھی پہلے ہی موجود تھا بلکہ وہ چاہتے ہیں کہ کل دُنیا اور کل نوعِ انسان جو آسمان کے نیچے ہے ابنِ مریم کو ہی خدا سمجھ لے - اور اسی کو اپنا معبود اور خالق اور خداوند اور منجی مان لے - اور مَیں دیکھتا ہوں کہ ان کے ارادوں کے مقابل پر خدائے ذوالجلال نے بہت صبر کیا ہے - اس کی عزت ایک عاجز بندہ کو دی گئی - اس کے جلال کو خاک میں ملایا گیا مگر اس نے اب تک صبر کیا کیونکہ جیسا کہ وہ غیور ہے ویسا ہی وہ صابر بھی ہے - ان ظالم مخلوق پرستوں نے تمام خدائی صفات یسوع ابن مریم کو دے دیئے ان کی نظر میں جو کچھ ہے یسوع ہے - اس کے سوا کوئی خدا نہیں - اب سچے خدا کی مثال یہ ہے کہ ایک امیر نے اپنے عزیزوں کے لیے ایک نہایت عمدہ گھر بنایا اور اس کے ایک حصہ میں ایک بُستاں سرائے تیار کیا جس میں طرح طرح کے پھول اور پھل اور سایہ دار درخت تھے - اور اس گھر کے ایک حصہ میں اپنے ان عزیزوں کو رکھا اور ایک حصہ میں اپنا مال وحشمت اور قیمتی اسباب مقفل کیا - اور ایک حصہ بطور سرائے کے مسافروں کے لیے چھوڑا - لیکن جب مالک چند روز کے لیے سیر کو گیا - تو ایک شوخ دیدہ اجنبی نے اس کے اس گھر پر جو بطور سرائے کے تھا دخل اور تصرف کر لیا - اور تمام گھر بجز چند حجروں کے جن میں اس مالک کے عزیز تھے یا جن میں اس مالک کا قیمتی اسباب مقفل تھا خود بخود استعمال میں لانے لگا - اور اس سرائے کو اپنا گھر بنا لیا - اور پھر اسی پر کفایت نہ کی بلکہ اس گھر سے اس مالک کے عزیزوں کو نکال دیا اور مقفل مکانوں کے قفل توڑ دیئے - اور تمام اسباب پر اپنا قبضہ کر لیا - اب مالک جو صرف اس گھر کا مالک نہیں بلکہ اس ملک کا بادشاہ بھی ہے جب اس شہر میں آئے گا اور اس ظلم اور شوخی کو دیکھے گا - تو کیا کرے گا

اس کا یہی جواب ہے کہ جو کچھ مقتضا اس کی سلطنت اور غیرت اور جبروت کا ہے سب کچھ عمل میں لائے گا اور اس گھر کو اس ظالم سے خالی کرا کر پھر اپنے مظلوم عزیزوں کو اس میں داخل کرے گا اور وہ تمام مال جو غصب کیا گیا ان کو دیگا اور وہ مسافر خانہ بھی انہیں کو عطا کر دے گا تا آئندہ ان کی مرضی کے برخلاف کوئی اس میں زیادہ ٹھہر نہ سکے۔ اسی طرح اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ تمام مذہبی جھگڑوں کا فیصلہ کر دیوے۔ انسانوں میں بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ بہت سے جنگ ہوئے لیکن ان کے جنگوں یا جہادوں سے یہ جھگڑا فیصلہ نہ ہو سکا آخر ان کی تلواریں ٹوٹ کر رہ گئیں۔ اس سے انسانوں کو یہ سبق ملا۔ کہ مذہبی جھگڑوں کا تلوار فیصلہ نہیں کر سکتی لیکن ہم جانتے ہیں کہ اب آسمانی فیصلہ نزدیک ہے کیونکہ خدائے غیور کی زمین پر نہایت تحقیر ہو رہی ہے۔ ہر ایک عیسائی مشنری یہ جوش اپنے دل میں رکھتا ہے کہ وہ خدا جس کی نسبت توریت میں اب تک صحیح تعلیم موجود ہے اس کو بالکل معطل کر کے ابنِ مریم کو اس کا تخت دیا جائے اور دُنیا میں ایک بھی اس خدا کا نام لیوا نہ ہو۔ اور ہر ایک قوم کے منہ سے اور ہر ایک ملک سے یہی آواز نکلے کہ یسوع مسیح خدا اور رب العالمین اور خداوندوں کا خداوند ہے اور یہ صرف آرزو نہیں بلکہ یسوع کو خدا بنانے کے لیے جس قدر روپیہ صرف کیا گیا ہے۔ جس قدر کتابیں لکھی گئی ہیں جس قدر ہر ایک تدبیر کی گئی۔ دُنیا کی ابتداء سے آج تک اس کی نظیر موجود نہیں۔ اور افسوس کہ ایک مدت سے مسلمانوں کی یہ عادت ہے کہ معقول اور سیدھے طور پر اس مذہب کا مقابلہ نہیں کرتے۔ بلکہ اگر خاص مجمعوں میں کبھی یہ ذکر آتا ہے تو بڑا ذریعہ اپنی ترقی کا جہاد کو ٹھہراتے ہیں اور ایک ایسے زمانہ کے منتظر ہیں کہ گویا اس وقت ان کا کوئی مہدی اور مسیح تلوار سے تمام قوموں کو نابود کر دے گا۔ گویا وہ اعتراض جو نادانوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار پر کیا تھا اس کا جواب بھی آخر کار تلوار ہی ہوگا۔ میری دانست میں یہی سبب مسلمانوں کے تنزّل کا ہے کہ انسانی رحم کی قوت ان کے دلوں سے بہت گھٹ گئی ہے۔ مَیں ہر ایک مسلمان کو ایسا نہیں سمجھتا لیکن میں اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ کروڑھا انسان ابھی ان میں ایسے موجود ہیں کہ بنی نوع کے خون کے پیاسے ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ کیا وہ پسند کرتے ہیں کہ ان کو کوئی قتل کر دے۔ اور ان کے یتیم بچے اور ان کی بیوہ عورتیں بیکسی کی حالت میں رہ جائیں۔ پھر وہ دوسروں کی نسبت ایسا کرنا کیوں روا رکھتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اگر یہ مرض مسلمانوں کے لاحق حال نہ ہوتی تو وہ تمام یورپ کے دلوں کو فتح کر لیتے۔ ہر ایک پاک کانشنس گواہی دے سکتا ہے کہ عیسائی مذہب کچھ بھی چیز نہیں۔ انسان کو خدا بنا دینا کسی عقلمند کا کام نہیں۔ یسوع مسیح میں اور انسانوں کی نسبت ایک ذرّہ خصوصیت نہیں۔ بلکہ بعض انسان اس سے بہت بڑھکر گذرے ہیں۔ اور اب بھی یہ عاجز اسی لیے بھیجا گیا ہے کہ تا خدائے قادر لوگوں کو دکھلا دے کہ اس کا فضل اس عاجز پر اس مسیح سے بڑھکر ہے۔ اور پھر یہ غلطیاں کہ گویا یسوع مسیح اب تک زندہ ہے اور گویا وہ آسمان پر ہے اور گویا وہ سچ مچ مُردے زندہ کیا کرتا تھا۔ اور اس کے مرنے پر یروشلم کے تمام مُردے جو آدم کے وقت سے لیکر مسیح کے

وقت تک مر چکے تھے زندہ ہو کر شہر میں آ گئے تھے۔ یہ سب جھوٹی کہانیاں ہیں۔ جیسا کہ ہندوؤں کے پورانوں میں ہیں اور سچ صرف اس قدر ہے کہ اس نے بھی بعض معجزات دکھلائے جیسا کہ نبی دکھلاتے تھے۔ اور جیسا کہ اب خدا تعالےٰ اس عاجز کے ہاتھ پر دکھلا رہا ہے مگر مسیح کے کام تھوڑے تھے اور جھوٹ ان میں بہت ملایا گیا۔ یہ کس قدر قابلِ شرم جھوٹ ہے کہ وہ زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گیا مگر اصل حقیقت صرف اس قدر ہے کہ وہ صلیب پر مرا نہیں۔ واقعات صاف گواہی دیتے ہیں کہ مرنے کی کوئی بھی صورت نہیں تھی۔ تین گھنٹہ کے اندر صلیب پر سے اُتارا گیا۔ شدتِ درد سے بیہوش ہو گیا۔ خدا کو منظور تھا کہ اس کو یہودیوں کے ہاتھ سے نجات دے۔ اس لیے اس وقت بباعث کسوف خسوف سخت اندھیرا ہو گیا یہودی ڈر کر اس کو چھوڑ گئے اور یوسف نام ایک پوشیدہ مُرید کے وہ حوالہ کیا گیا اور دو تین روز ایک کوٹھے میں جو قبر کے نام سے مشہور کیا گیا رکھ کر آخر آفاقہ ہونے پر ملک سے نکل گیا۔ اور نہایت مضبوط دلائل سے ثابت ہو گیا ہے کہ پھر وہ سیر کرتا ہوا کشمیر میں آیا۔ باقی حصہ عمر کا کشمیر میں بسر کیا۔ سری نگر محلہ خان یار میں اس کی قبر ہے۔ افسوس خواہ نخواہ افترا کے طور پر آسمان پر چڑھایا گیا اور آخر قبر کشمیر میں ثابت ہوئی۔ اس بات کے ایک دو گواہ نہیں بلکہ بیس ہزار سے زیادہ گواہ ہیں۔

اس قبر کے بارے میں ہم نے بڑی تحقیق سے ایک کتاب لکھی ہے جو عنقریب شائع کی جائیگی مجھے اس قوم کے مشنریوں پر بڑا ہی افسوس آتا ہے جنہوں نے فلسفہ طبعی۔ ہیئت سب پڑھکر ڈبو دیا اور خواہ مخواہ ایک عاجز انسان کو پیش کرتے ہیں کہ اس کو خدا مان لو۔ چنانچہ حال میں ملک امریکہ میں یسوع مسیح کا ایک رسول پیدا ہوا ہے جس کا نام ڈوئی ہے۔ اس کا دعویٰ ہے کہ یسوع مسیح نے بحیثیت خدائی دُنیا میں اس کو بھیجا ہے تا سب کو اس بات کی طرف کھینچے کہ بجز مسیح کے اور کوئی خدا نہیں۔ مگر یہ کیسا خدا ہے کہ یہودیوں کے ہاتھ سے اپنے تئیں بچا نہ سکا۔ ایک دغاباز شاگرد نے اس کو پکڑوا دیا۔ اس کا کچھ بندوبست نہ کر سکا۔ انجیر کے درخت کی طرف دَوڑا گیا۔ اور یہ خبر نہ ہوئی کہ اس پر پھل نہیں۔ اور جب قیامت کے بارے میں اس سے پوچھا گیا کہ کب آئے گی تو بے خبری ظاہر کی۔ اور لعنت جس کے یہ معنی ہیں کہ دل ناپاک ہو جاتے اور خدا سے بیزار ہو جاتے اور خدا سے اور اس کی رحمت سے دُور جا پڑے وہ اس پر پڑی اور پھر وہ آسمان کی طرف اس لیے چڑھا کہ باپ اس سے بہت دُور تھا۔ کروڑ ہا کوس سے بھی زیادہ دُور تھا اور یہ دوری کسی طرح دُور نہیں ہو سکتی تھی جب تک وہ مع جسم آسمان پر نہ چڑھتا۔ دیکھو کس قدر کلام کا تناقض ہے ایک طرف تو یہ کہتا ہے کہ میں اور باپ ایک ہیں۔ اور ایک طرف کروڑ ہا کوس کا سفر کر کے اس کے ملنے کو جاتا ہے جبکہ باپ اور بیٹا ایک تھے تو اس قدر مشقت سفر کی کیوں اُٹھائی۔ جہاں ہوتا وہیں باپ بھی تھا۔ دونوں ایک جو ہوئے اور پھر وہ کس کے دہنے ہاتھ بیٹھا۔

اب ہم ڈوئی کو مخاطب کرتے ہیں جو یسوع مسیح کو خُدا بناتا اور اپنے تئیں اس کا رسول قرار دیتا ہے اور کہتا ہے کہ توریت استثناء ۱۸ باب آیت پندرہ کی پیشگوئی میرے حق میں ہے اور مَیں ہی ایلیاء اور مَیں ہی عہد کا رسول ہوں۔ نہیں جانتا کہ یہ مصنوعی خدا اس کا موسیٰ کے کبھی خواب و خیال میں بھی نہیں تھا موسیٰ نے بنی اسرائیل کو یہی بار بار کہا کہ خبردار کسی مجسم چیز انسان یا حیوان کو خدا قرار دینا نہ آسمان پر سے نہ زمین سے۔ خدا نے تم سے باتیں کیں مگر تم نے اس کی کوئی صورت نہیں دیکھی۔ تمہارا خدا صورت اور تجسّم سے پاک ہے مگر اب ڈوئی موسیٰ کے خدا سے برگشتہ ہو کر وہ خدا پیش کرتا ہے جس کے چار بھائی اور ایک ماں ہے اور بار بار اپنے اخبار میں لکھتا ہے کہ اس کے خدا یسوع مسیح نے اس کو خبر دی ہے کہ تمام مسلمان تباہ اور ہلاک ہو جائیں گے۔ اور دُنیا میں کوئی زندہ نہیں رہے گا بجز ان لوگوں کے جو مریم کے بیٹے کو خدا سمجھ لیں اور ڈوئی کو اس مصنوعی خدا کا رسول قرار دیں۔ ہم ڈوئی کو ایک پیغام دیتے ہیں کہ اس کو تمام مسلمانوں کے مارنے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ غریب مریم کے عاجز بیٹے کو خدا کیونکر مان لیں۔ بالخصوص اس زمانہ میں جبکہ ڈوئی کے خُدا کی قبر بھی اس ملک میں موجود ہے۔ اور ان میں وہ مسیح موعود بھی موجود ہے جو چھٹے ہزار کے اخیر اور ساتویں ہزار کے سر پر ظاہر ہوا جس کے ساتھ بہت سے نشان ظہور میں آتے۔ اور ڈوئی کا یہ الہام کہ تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور وہی لوگ باقی رہیں گے جو یسوع مسیح کو خدا مانیں گے اور ساتھ ہی ڈوئی کو بھی اس خدا کا رسول مان لیں گے۔ اس الہام کے رُو سے تو باقی عیسائیوں کی بھی خیر نہیں۔ کیونکہ گو وہ مریم کے صاحبزادہ کو خدا مانتے ہیں مگر یہ جھوٹا رسول جو ڈوئی ہے اب تک انہوں نے تسلیم نہیں کیا اور ڈوئی نے صاف طور پر یہ الہام شائع کر دیا ہے کہ صرف یسوع مسیح کو خدا ماننا کافی نہیں جب تک ڈوئی کو بھی ساتھ ہی نہ مان لیں۔ اور چاہیئے کہ صاف اقرار کرے کہ ڈوئی ایلیا اور ڈوئی عہد کا رسول اور ڈوئی کے حق میں ہی وہ پیشگوئی ہے جو توریت استثناء باب ۱۸ آیت پندرہ میں ہے تب بچیں گے ورنہ ہلاک ہو جائیں گے۔ غرض ڈوئی بار بار لکھتا ہے کہ عنقریب یہ سب لوگ ہلاک ہو جائیں گے بجز اس گروہ کے جو یسوع کی خدائی مانتا ہے اور ڈوئی کی رسالت۔ اس صورت میں یورپ اور امریکہ کے تمام عیسائیوں کو چاہیئے کہ بہت جلد ڈوئی کو مان لیں تا ہلاک نہ ہو جائیں اور جبکہ انہوں نے ایک نامعقول امر کو مان لیا ہے یعنی یسوع مسیح کی خدائی کو تو چلو یہ دوسرا نامعقول امر بھی مان لو۔ کہ اس خدا کا ڈوئی رسول ہے۔

رہے مسلمان سو ہم ڈوئی صاحب کی خدمت میں با ادب عرض کرتے ہیں کہ اس مقدمہ میں کروڑوں مسلمانوں کے مارنے کی کیا حاجت ہے ایک سہل طریق ہے جس سے اس بات کا فیصلہ ہو جائے گا۔ کہ آیا ڈوئی کا خدا سچا خدا ہے یا ہمارا خدا۔ وہ بات یہ ہے کہ وہ ڈوئی صاحب تمام مسلمانوں کو بار بار موت کی پیشگوئی نہ سناویں بلکہ ان میں سے صرف مجھے اپنے ذہن کے آگے رکھ کر یہ دُعا کر دیں۔ کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ

پہلے مر جائے۔ کیونکہ ڈوئی یسوع مسیح کو خدا جانتا ہے مگر میں اس کو ایک بندہ عاجز مگر نبی جانتا ہوں۔ اب فیصلہ طلب یہ امر ہے کہ دونوں میں سے سچا کون ہے۔ چاہیئے کہ اس دُعا کو چھاپ دے۔ اور کم سے کم ہزار آدمی اس پر گواہی لکھے۔ اور جب وہ اخبار شائع ہو کر میرے پاس پہنچے گی تب میں بھی بجواب اس کے یہی دُعا کروں گا اور انشاء اللہ ہزار آدمی کی گواہی لکھ دُوں گا اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ڈوئی کے اس مقابلہ سے اور تمام عیسائیوں کے لیے حق کی شناخت کے لیے ایک راہ نکل آئے گی۔ میں نے ایسی دُعا کے لیے سبقت نہیں کی بلکہ ڈوئی نے کی۔ اس سبقت کو دیکھ کر غیور خدا نے میرے اندر یہ جوش پیدا کیا۔ اور یاد رہے کہ میں اس ملک میں معمولی انسان نہیں ہوں۔ میں وہی **مسیح موعود** ہوں جس کا ڈوئی انتظار کر رہا ہے۔ صرف یہ فرق ہے کہ ڈوئی کہتا ہے کہ مسیح موعود پچیس برس کے اندر اندر پیدا ہو جائے گا۔ اور میں بشارت دیتا ہوں کہ وہ مسیح پیدا ہو گیا اور وہ میں ہی ہوں۔ صدہا نشان زمین سے اور آسمان سے میرے لیے ظاہر ہو چکے ایک لاکھ کے قریب میرے ساتھ جماعت ہے جو زور سے ترقی کر رہی ہے۔

ڈوئی بیہودہ باتیں اپنے ثبوت میں لکھتا ہے کہ میں نے ہزارہا بیمار توجہ سے اچھے کئے ہیں۔ ہم اس کا جواب دیتے ہیں کہ کیوں پھر اپنی لڑکی کو اچھا نہ کر سکا اور وہ مر گئی اور اب تک اس کے فراق میں روتا ہے اور کیونکر اپنے مُرید کی اس عورت کو اچھا نہ کر سکا جو بچہ جن کر مر گئی اور اس کی بیماری پر بلایا گیا مگر وہ گذر گئی۔ یاد رہے کہ اس ملک کے صدہا عام لوگ اس قسم کے عمل کرتے ہیں اور سلب امراض میں بہتوں کو مشق ہو جاتی ہے اور کوئی ان کی بزرگی کا قائل نہیں ہوتا۔ پھر امریکہ کے سادہ لوحوں پر نہایت تعجب ہے کہ وہ کس خیال میں پھنس گئے کیا ان کے لیے مسیح کو ناحق خدا بنانے کا بوجھ کافی نہ تھا کہ یہ دوسرا بوجھ بھی انہوں نے اپنے گلے میں ڈال لیا۔ اگر ڈوئی اپنے دعویٰ میں سچا ہے اور درحقیقت یسوع مسیح خدا ہے تو یہ فیصلہ ایک ہی آدمی کے مرنے سے ہو جائے گا۔ کیا حاجت ہے کہ تمام ملکوں کے مسلمانوں کو ہلاک کیا جائے، لیکن اگر اس نے اس نوٹس کا جواب نہ دیا اور یا اپنے لاف و گزاف کے مطابق دُعا کر دی اور پھر دُنیا سے قبل میری وفات کے اُٹھایا گیا تو یہ تمام امریکہ کے لیے ایک نشان ہو گا۔ مگر یہ شرط ہے کہ کسی کی موت انسانی ہاتھوں سے نہ ہو بلکہ کسی بیماری سے یا بجلی سے یا سانپ کے کاٹنے سے یا کسی درندہ کے پھاڑنے سے ہو۔ اور ہم اس جواب کے لیے ڈوئی کو تین ماہ تک مُہلت دیتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں کہ خدا سچوں کے ساتھ ہو۔ آمین۔

یاد رہے کہ صادق اور کاذب میں فیصلہ کرنے کے لیے ایسے اُمور ہرگز معیار نہیں ٹھیر سکتے جو دنیا کی قوموں میں مشترک ہیں۔ کیونکہ کم و بیش ہر قوم میں وہ پائے جاتے ہیں انہیں اُمور میں سے طریق سلب امراض بھی ہے۔ یہ طریق نامعلوم وقت سے ہر ایک قوم میں رائج ہے۔ ہندو بھی ایسے کرتب کیا کرتے ہیں اور یہودیوں میں بھی یہ طریق

چلے آتے ہیں۔ اور مسلمانوں میں بھی بہت سے لوگ سلب امراض کے مدعی ہیں اور سچ بات یہ ہے کہ اس طریق کو حق اور باطل کے فیصلہ کرنے کے لیے کوئی دخل نہیں کیونکہ اہلِ حق اور اہلِ باطل دونوں اس میں دخل پیدا کر سکتے ہیں چنانچہ انجیلوں سے بھی ثابت ہے کہ جب حضرت عیسیٰ اس طریق توجہ سے بعض امراض کو اچھا کرتے تھے تو ان کی زندگی میں ہی ایسے لوگ بھی موجود تھے کہ ان کے مُرید اور حواری نہ تھے مگر اسی طرح امراض کو اچھا کر لیتے تھے جیسا کہ حضرت عیسیٰ کر لیتے تھے۔ اور اس وقت ایک تالاب بھی ایسا تھا جس میں غوطہ لگا کر اکثر امراض اچھی ہو جاتی تھیں۔ سو یہ مشق توجہ اور سلب امراض کی جو عام طور پر قوموں کے اندر پائی جاتی ہے۔ یہ سچے مذہب کے لیے کامل شہادت نہیں ٹھہر سکتی۔ ہاں اس صورت میں کامل شہادت ٹھہر سکتی ہے کہ دو فریق جو اپنے اپنے مذہب کی سچائی کے مدعی ہیں وہ چند بیمار مثلاً بیس بیمار قرعہ اندازی سے باہم تقسیم کر لیں اور پھر ان دونوں میں سے جس کے بیمار فریق مقابل سے بہت زیادہ اچھے ہو جائیں۔ اس کو حق پر سمجھا جائے گا۔ چنانچہ گذشتہ دنوں میں ایسا ہی مَیں نے اس ملک میں اشتہار دیا تھا۔ مگر کسی نے اس کا مقابلہ نہ کیا۔ مگر مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ڈوئی یا اور کوئی ڈوئی کا ہم جنس اس مقابلہ کے لیے میرے مقابل آتے تو میرا خدا اس کو سخت ذلیل کرے گا کیونکہ وہ جھوٹا ہے اور اس کا خدا بھی محض باطل کا پُتلا ہے، لیکن افسوس کہ اس قدر دُوری میں یہ مقابلہ میسّر نہیں آ سکتا۔ مگر خوشی کی بات ہے کہ ڈوئی نے خود یہ طریق فیصلہ پیش کیا ہے کہ مسلمان جھوٹے ہیں اور ہلاک ہو جائیں گے۔ اس طریق فیصلہ میں ہم اس قدر ترمیم کرتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کو نشانہ بنانے کی ضرورت نہیں۔ اس طرح پر تو ڈوئی کے ہاتھ میں مکّار لوگوں کی طرح یہ عذر باقی رہ جائے گا کہ مسلمان ہلاک نہ ہوں مگر پچاس یا ساٹھ یا سو برس کے بعد۔ اتنے میں ڈوئی خود مر جائے گا۔ تو کوئی اس کی قبر پر جا کر اس کو ملزم کریگا کہ تیری پیشگوئی جھوٹی نکلی پس اگر ڈوئی کی سیدھی نیت ہے اور وہ جانتا ہے کہ یہ سبق درحقیقت مریم کے صاحبزادہ نے ہی اس کو دیا ہے جو اُس کے نزدیک خُدا ہے۔ تو یہ ٹھگوں والا طریق اس کو اختیار نہیں کرنا چاہیئے کہ اس سے کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔ بلکہ طریق یہ ہے کہ وہ اپنے مصنوعی خدا سے اجازت لے کر میرے ساتھ اس بارے میں مقابلہ کرے میں ایک آدمی ہوں جو پیرانہ سالی تک پہنچ چکا ہوں۔ میری عمر غالباً چھیاسٹھ سال سے بھی کچھ زیادہ ہے۔ اور ذیابیطس اور اسہال کی بیماری بدن کے نیچے کے حصّہ میں اور دورانِ سر اور کمی دورانِ خون کی بیماری بدن کے اوپر کے حصّہ میں ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ میری زندگی میری صحت سے نہیں بلکہ میرے خدا کے حکم سے ہے۔ پس اگر ڈوئی کا مصنوعی خدا کچھ طاقت رکھتا ہے تو ضرور میرے مقابل اس کو اجازت دے گا۔ اگر تمام مسلمانوں کے ہلاک کرنے کے عوض میں صرف میرے ہلاک کرنے سے ہی کام ہو جائے تو ڈوئی کے ہاتھ میں ایک بڑا نشان آ جائے گا۔ پھر لاکھوں انسان مریم کے بیٹے کو خدا مان لیں گے۔ اور نیز ڈوئی کی رسالت کو بھی۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام دُنیا کے مسلمانوں کی نفرت عیسائیوں کے خدا کی نسبت ترازو کے ایک پلّہ میں رکھی جائے اور

دوسرے پلّہ میں میری نفرت رکھی جائے۔ تو میری نفرت اور بیزاری عیسائیوں کے بناوٹی خدا کی نسبت تمام مسلمانوں کی نفرت سے وزن میں زیادہ نکلے گی۔

مَیں سب پرندوں سے زیادہ کبوتر کا کھانا پسند کرتا ہوں کیونکہ وہ عیسائیوں کا خدا ہے معلوم نہیں کہ ڈوئی کی اس میں کیا رائے ہے۔ کیا وہ بھی اس کی نرم نرم ہڈیاں دانتوں کے نیچے چباتے ہیں یا خدائی کی مشابہت کی وجہ سے اس پر کچھ رحم کرتے اور اس کی حرمت کے قائل ہیں۔ اس ملک کے ہندوؤں نے جب سے گائے کو پرمیشر کا اوتار مانا ہے۔ تب سے وہ گائے کو ہرگز نہیں کھاتے۔ پس وہ ان عیسائیوں سے اچھے رہے جنہوں نے اس کبوتر کی کچھ عظمت نہ کی جس کی شبیہہ میں ان کا وہ خدا ظاہر ہوا جس نے مسیح کو آسمان سے آواز دی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔ پس اس رشتہ کے لحاظ سے جیسا کہ سمجھا جاتا ہے کبوتر مسیح کا باپ ہوا۔ گویا خدا کا باپ ٹھیرا۔ مگر تب بھی عیسائیوں نے اس کے کھانے سے پرہیز نہیں کیا حالانکہ وہ اس لائق تھا کہ اس کو خداوند خداوند کہا جائے۔ خدا نے جبکہ توریت میں یہ کہا کہ آدم کو مَیں نے اپنی صورت میں پیدا کیا۔ تبھی سے انسان کا گوشت انسانوں پر حرام کیا گیا ہے۔ پھر کیا وجہ اور کیا سبب کہ کبوتر جو عیسائیوں کے خدا کا باپ ہے جس نے مسیح کو بیٹے کا خطاب دیا۔ وہ کھایا جاتا ہے اور نہ صرف کھایا جاتا ہے بلکہ اس کے گوشت کی تعریف بھی کی جاتی ہے۔ جیسا کہ انسائیکلو پیڈیا صفحہ ۸۵ جلد ۱۹ میں لکھا ہے کہ کبوتر کا گوشت تمام پرندوں سے زیادہ لذیذ ہوتا ہے۔ جن لوگوں کو کبوتر کی قسم فروٹ پجن کھانے کا اتفاق خوش قسمتی سے ہوا ہے انہوں نے یہ شہادت دی ہے اور یہود کی شریعت کے مطابق جس کو بکرا ذبح کرنے کی توفیق نہ ہو وہ کبوتر ذبح کرے لوقا ۲/۲۴ اور مریم نے بھی دو کبوتر ذبح کئے تھے، کیونکہ وہ غریب تھی۔ لوقا ۲/۲۴ اب دیکھو۔ ایک طرف تو کبوتر کو خدا بنایا اور ایک طرف کبوتر پر ہمیشہ چھری پھیر دی جاتی ہے۔ مسیح تو صرف ایک دفعہ صلیب پر چڑھ کر تمام عیسائیوں کا شفیع بن گیا۔ مگر بیچارے کبوتر کو اس کی شفاعت سے کچھ حصہ نہ ملا۔ جس کی بوٹی بوٹی ہمیشہ دانتوں کے نیچے پیسی جاتی ہے چنانچہ ہم نے بھی کل ایک سفید کبوتر کھایا تھا۔ لہٰذا روح القدس کی تائید سے یہ تحریک پیدا ہوئی اور انسائیکلو پیڈیا میں جو پانچ سو قسم کبوتر کی لکھی ہے یہ بھی میری رائے میں ناقص ہے کیونکہ اس میں اس کبوتر کو شامل نہیں کیا گیا جس کی شبیہہ میں عیسائیوں کا خدا ظاہر ہوا تھا۔ اس لیے اس بیان کی یوں تصحیح کرنی چاہیئے کہ کبوتر کی اقسام ۵۰۱ ہیں اور اسکی تصریح کر دینی چاہیئے کہ یہ ایک نئی قسم وہ داخل کی گئی ہے جس میں خدا مسیح پر نازل ہوا تھا۔

مَیں ایسے شخص کا سخت دشمن ہوں کہ جو کسی عورت کے پیٹ سے پیدا ہو کر پھر خیال کرتا ہے کہ مَیں خدا ہوں گو مَیں مسیح ابن مریم کو اس تہمت سے پاک قرار دیتا ہوں کہ اس نے کبھی خدائی کا دعویٰ کیا۔ تاہم میں دعویٰ کرنیوالے کو تمام گنہگاروں سے بدتر سمجھتا ہوں۔ مَیں جانتا ہوں اور مجھے دکھایا گیا ہے کہ مسیح ابن مریم اس تہمت سے بری اور راستباز ہے اور اس نے کئی دفعہ مجھ سے ملاقات کی، لیکن ہر ایک دفعہ اپنی عاجزی اور عبودیّت ظاہر کی۔ ایک

دفعہ مَیں نے اور اس نے عالم کشف میں جو گویا بیداری کا عالم تھا ایک جگہ بیٹھکر ایک ہی پیالہ میں گائے کا گوشت کھایا اور اس نے اپنی فروتنی اور محبت سے میرے پر ظاہر کیا کہ وہ میرا بھائی ہے اور مَیں نے بھی محسوس کیا کہ وہ میرا بھائی ہے تب سے مَیں اس کو اپنا ایک بھائی سمجھتا ہوں۔ سو جو کچھ مَیں نے دیکھا ہے اس کے موافق میرا یہی عقیدہ ہے کہ وہ میرا بھائی ہے۔ گو مجھے حکمت اور مصلحت الٰہی نے اس کی نسبت زیادہ کام سپرد کیا ہے اور اس کی نسبت زیادہ فضل اور کرم کے وعدے دیئے ہیں مگر پھر بھی میں اور وہ رُوحانیت کے رُو سے ایک ہی جوہر کے دو ٹکڑے ہیں۔ اسی بناء پر میرا آنا اسی کا آنا ہے۔ جو مجھ سے انکار کرتا ہے وہ اس سے بھی انکار کرتا ہے۔ اس نے مجھے دیکھا اور خوش ہوا۔ پس وہ جو مجھے دیکھتا اور ناخوش ہوتا ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ نہ مجھ میں سے اور نہ مسیح ابن مریم میں سے۔ اور مسیح ابن مریم مجھ میں سے ہے اور مَیں خدا سے ہوں۔ مبارک وہ جو مجھے پہچانتا ہے اور بدقسمت وہ جس کی آنکھوں سے مَیں پوشیدہ ہوں۔"

(منقول از ریویو آف ریلیجنز اُردو جلد ۱ نمبر ۹ ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء از صفحہ ۳۳۹ تا صفحہ ۳۴۸)

(نوٹ از مرتب) حضور نے یہ اشتہار مشتمل بر مضمون مباہلہ ڈوئی کے علاوہ امریکہ کے ان مشہور روزناموں کو بھی بھیج دیا جو بڑی کثرت سے دُنیا میں شائع ہوتے تھے۔ ان اخباروں نے بکثرت اشتہار کی اشاعت کی۔ اور ڈوئی کو حضور کے چیلنج قبول کرنے پر آمادہ کرنے کی کوشش کی مگر اس نے خاموشی اختیار کر لی۔ تب حضور نے ۲۳ راگست ۱۹۰۳ء کو ایک اور اشتہار انگریزی میں ترجمہ کر کے بھجوایا۔ اصل اُردو اشتہار جلد ہذا کے صفحہ ۶۰۵ اشتہار نمبر ۲۶۰ میں ملاحظہ کریں (المرتب)

✿ ✿ ✿ ✿ ✿

(۲۵۲)

(اشتہار مندرجہ رسالہ کشتی نوح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درخواست چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آئندہ اس بات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک میں پھیل جائے اور ہمارے گھر میں جس میں بعض حصّوں میں مرد بھی مہمان رہتے ہیں اور بعض حصّوں میں عورتیں، سخت تنگی واقع ہے اور آپ لوگ سُن چکے ہیں کہ اللہ جلّشانہٗ نے ان لوگوں کے لیے جو اس گھر کی چار دیوار کے اندر ہوں گے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے۔ اور اب وہ گھر جو غلام حیدر متوفّی کا تھا جس میں ہمارا حصّہ ہے اس کی نسبت ہمارے شریک راضی ہوگئے ہیں کہ ہمارا حصّہ دیں اور قیمت پر باقی حصّہ بھی دے دیں۔ میری دانست میں یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جُز ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے۔ چونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گھر وحی الٰہی کی خوشخبری کی رُو سے اس طوفان طاعون میں بطور کشتی کے ہوگا۔ نہ معلوم کس کس کو اس کی بشارت کے وعدہ سے حصّہ ملے گا اس لیے یہ کام بہت جلدی کا ہے۔ خدا پر بھروسہ کرکے جو خالق اور رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکھتا ہے کوشش کرنی چاہیئے۔ مَیں نے بھی دیکھا کہ یہ ہمارا گھر بطور کشتی کے تو ہے مگر آئندہ اس کشتی میں نہ کسی مرد کی گنجائش ہے نہ عورت کی۔ اس لیے توسیع کی ضرورت پڑی۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المشتہر

مرزا غلام احمد قادیانی

(۲۵۳)

(مندرجہ رسالہ اعجاز احمدی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۞ نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

شعر

قادر کے کاروبار نمودار ہو گئے ۔ کافر جو کہتے تھے وہ گرفتار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگونسار ہو گئے ۔ جتنے تھے سب کے سب ہی گرفتار ہو گئے

دس ہزار روپیہ کا اشتہار

یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کے لیے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا۔ یعنی یہ بھی وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا اور اس کے ساتھ دس ہزار روپیہ کا اشتہار اس بات کے لیے بطور گواہ کے ہے کہ اپنے دعویٰ کی سچائی کے لیے کس زور سے اور کس قدر صرفِ مال سے مخالفین کو متنبّہ کیا گیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے موضع مُدّ میں باآواز بلند کہا تھا کہ ہم کتاب اعجاز المسیح کو معجزہ نہیں کہہ سکتے اور مَیں اس طرح کی کتاب بنا سکتا ہوں اور یہ سچ بھی ہے کہ اگر مخالف مقابلہ کر سکیں اور اسی مقرر مدت میں اسی طرح کی کتاب بنا سکیں تو پھر وہ معجزہ کیسا ہوا۔ اس صورت میں تو ہم صاف جھوٹے ہو گئے۔ لیکن جب ہمارے دوست مولوی سیّد محمد سرور صاحب و مولوی عبداللہ صاحب ۱۰؍ نومبر ۱۹۰۲ء کو قادیان میں پہنچ گئے تو چند روز کے بعد مجھے خیال آیا کہ اگر اعجاز المسیح کی نظیر طلب کی جائے تو جیسا کہ ہمیشہ سے یہ مخالف لوگ حیلہ بہانہ سے کام لیتے ہیں اس میں بھی کہہ دیں گے کہ ہماری دانست میں کتاب اعجاز المسیح ستر دن میں طیار نہیں ہوئی جیسا کہ تقریر جلسہ مہوتسو کی نسبت مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ تقریر پہلے بنائی گئی ہے اور ایک مدت تک سوچ کر لکھی گئی ہے۔ پس اگر اب بھی کہہ دیں کہ یہ اعجاز المسیح ستر دن میں نہیں بلکہ ستر مہینے میں بنائی گئی ہے تو اب یہ امر عوام کی نظر میں مشتبہ ہو جائے گا اور مَیں چند روز اسی فکر میں تھا کہ کیا کروں۔ آخر ۶؍ نومبر ۱۹۰۲ء کی شام کو میرے دل میں ڈالا گیا کہ ایک قصیدہ مقام مُدّ کے مباحثہ کے متعلق بناؤں کیونکہ بہرحال قصیدہ بنانے کا زمانہ

یقینی اور قطعی ہے کیونکہ اس سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ ۲۹ر اور ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء کو بمقام مُدّ بحث ہوئی تھی اور پھر دوسری نومبر کو ہمارے دوست قادیان پہنچے اور ۷ر نومبر ۱۹۰۲ء کو میں ایک گواہی کیلئے منشی نصیر الدین صاحب منصف عدالت بٹالہ کی کچہری میں گیا۔ شاید میں نے ایک یا دو شعر راہ میں بنائے مگر ۸ر نومبر ۱۹۰۲ء کو قصیدہ پوری توجہ سے شروع کیا اور پانچ دن تک قصیدہ اور اردو مضمون ختم کر لیا۔ اس لیے یہ امر شک وشبہ سے پاک ہوگیا کہ کتنی مدت میں قصیدہ بنایا گیا کیونکہ اس قصیدہ میں اور نیز اُردو مضمون میں واقعات اس بحث کے درج ہیں جو ۲۹ر اور ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں بمقام مُدّ ہوئی تھی۔ پس اگر یہ قصیدہ اور اُردو مضمون اس قلیل مدت میں طیار نہیں ہوا اور پہلے اس سے بنایا گیا تو پھر مجھے عالم الغیب ماننا چاہیئے جس نے تمام واقعات کی پہلے سے خبر دی۔ غرض یہ ایک عظیم الشان نشان ہے اور نہایت سہل طریق فیصلہ کا۔ اور یاد رہے کہ جیسا میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ یہ تمام مدت قصیدہ پر ہی خرچ نہیں ہوئی بلکہ اس اُردو مضمون پر بھی خرچ ہوئی ہے جو اس قصیدہ کے ساتھ شامل ہے اور وہ دونوں بہیئت مجموعی خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک نشان ہیں اور مقابلہ کے لیے اور دسؔ ہزار روپیہ انعام پانے کے لیے یہ شرط ضروری ہے کہ جو شخص بالمقابل لکھے وہ ساتھ ہی اس اُردو کا ردّ بھی لکھے جو میری وجوہات کو توڑ سکے جس کی عبارت ہماری عبارت سے کم نہ ہو اور اگر کوئی ان دونوں میں سے کسی کو چھوڑے گا تو وہ اس شرط کو توڑنے والا ہوگا۔ میں اپنے مخالفوں پر کوئی ایسی مشقت نہیں ڈالتا جس مشقت سے میں نے حصہ نہ لیا ہو۔ ظاہر ہے کہ اُردو عبارت بھی اسی واقعہ بحث کے متعلق ہے اور اس میں مولوی ثناء اللہ صاحب کے اُن اعتراضات کا جواب ہے جو انہوں نے پیش کئے تھے۔ اس صورت میں کون شک کر سکتا ہے کہ وہ اُردو عبارت پہلے سے بنا رکھی تھی۔ پس میرا حق ہے کہ جس قدر خارق عادت وقت میں یہ اُردو عبارت اور قصیدہ تیار ہوگئے ہیں میں اسی وقت تک نظیر پیش کرنے کا ان لوگوں سے مطالبہ کروں کہ جو ان تحریرات کو انسان کا افترا خیال کرتے ہیں اور معجزہ قرار نہیں دیتے۔ اور میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ اتنی مدت تک جو میں نے اُردو مضمون اور قصیدہ پر خرچ کی ہے اسی قدر مضمون اُردو جس میں میری ہر ایک بات کا جواب ہو۔ کوئی بات رہ نہ جائے اور اسی قدر قصیدہ جو اسی تعداد کے اشعار میں واقعات کے بیان پر مشتمل ہو اور فصیح و بلیغ ہو اس مدت مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیں تو میں ان کو دس ہزار روپیہ نقد دوں گا۔ میری طرف سے یہ اقرار صحیح شرعی ہے جس میں ہرگز تخلف نہیں ہوگا اور جس کا وہ بذریعہ عدالت بھی ایفاء کرا سکتے ہیں۔ اور اگر اب مولوی ثناء اللہ اور دوسرے میرے مخالف پہلوتہی کریں اور بدستور مجھے کافر اور دجّال کہتے رہیں تو یہ اُن کا حق نہیں ہوگا کہ مغلوب اور لاجواب ہو کر ایسی چالاکی ظاہر کریں اور وہ پبلک کے نزدیک جھوٹے ٹھیریں گے اور پھر میں یہ بھی اجازت دیتا ہوں کہ وہ سب مل کر اُردو مضمون کا جواب اور قصیدہ مشتمل بر واقعات لکھدیں

میں کچھ عذر نہیں کروں گا۔ اگر انہوں نے قصیدہ اور جواب مضمون ملحقہ قصیدہ میعاد مقررہ میں چھاپ کر شائع کر دیا تو میں بے شک جھوٹا ٹھیروں گا مگر چاہیئے کہ میرے قصیدے کی طرح ہر ایک بیت کے نیچے اُردو ترجمہ لکھیں اور منجملہ شرائط کے اس کو بھی ایک شرط سمجھ لیں۔ اس مقابلہ سے تمام جھگڑے کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اور انشاء اللہ ۱۶؍ نومبر ۱۹۰۲ء کی صبح کو میں یہ رسالہ اعجاز احمدی مولوی ثناء اللہ کے پاس بھیج دوں گا جو مولوی سید محمد سرور صاحب لے کر جائیں گے اور اسی تاریخ یہ رسالہ ان تمام صاحبوں کی خدمت میں جو اس قصیدہ میں مخاطب ہیں بذریعہ رجسٹری روانہ کر دوں گا۔ بالآخر میں اس بات پر بھی راضی ہو گیا ہوں کہ ان تمام مخالفوں کو جواب مذکورہ بالا کے لکھنے اور شائع کرنے کے لیے پندرہ روز کی مہلت دوں کیونکہ اگر وہ زیادہ سے زیادہ بحث کریں تو انہیں اس صورت میں کہ ۱۸؍ یا ۱۹؍ نومبر ۱۹۰۲ء تک میرا قصیدہ ان کے پاس پہنچ جائیگا۔ بہر حال ماننا پڑے گا کہ یکم نومبر ۱۹۰۲ء سے نصف نومبر تک پندرہ دن ہوتے مگر تاہم میں نے ان کی حالت پر رحم کر کے اتمامِ حجت کے طور پر پانچ دن اُن کے لیے اور زیادہ کر دیئے ہیں۔ اور ڈاک کے دن ان دنوں سے باہر ہیں۔ پس ہم جھگڑے سے کنارہ کرنے کے لیے تین دن ڈاک کے فرض کر لیتے ہیں یعنی ۱۷۔ ۱۸۔ ۱۹؍ نومبر ۱۹۰۲ء۔ ان دنوں تک بہر حال ان کے پاس جا بجا یہ قصیدہ پہنچ جائے گا۔ اب ان کی میعاد ۲۰؍ نومبر سے شروع ہو گی۔ پس اس طرح پر دس دسمبر ۱۹۰۲ء تک اس میعاد کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر اگر بیس دن میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء کے دسویں کے دن کی شام تک ختم ہو جائے گی، انہوں نے اس قصیدہ اور اردو مضمون کا جواب چھاپ کر شائع کر دیا تو یوں سمجھو کہ میں نیست و نابود ہو گیا اور میرا سلسلہ باطل ہو گیا۔ اس صورت میں میری تمام جماعت کو چاہیئے کہ مجھے چھوڑ دیں اور قطع تعلق کریں، لیکن اگر اب بھی مخالفوں نے عمداً کنارہ کشی کی تو نہ صرف دس ہزار روپے کے انعام سے محروم رہیں گے بلکہ دس لعنتیں ان کا ازلی حصہ ہوگا اور اس انعام میں سے ثناء اللہ کو پانچ ہزار ملے گا اور باقی پانچ کو اگر فتحیاب ہو گئے ایک ایک ہزار ملے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

(۲۵۴)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　　　نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

اعلان

چونکہ آجکل مرض طاعون ہر ایک جگہ بہت زور پر ہے اس لیے اگرچہ قادیان میں نسبتاً آرام ہے۔لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برعایت اسباب بڑا مجمع جمع ہونے سے پرہیز کی جاوے۔اس لیے یہی قرینِ مصلحت معلوم ہوا کہ دسمبر کی تعطیلوں میں جیسا کہ پہلے اکثر احباب قادیان میں جمع ہو جایا کرتے تھے اب کی دفعہ وہ اس اجتماع کو بلحاظ مذکورہ بالا ضرورت کے موقوف رکھیں اور اپنی اپنی جگہ پر خدا سے دُعا کرتے رہیں کہ وہ اس خطرناک ابتلاء سے اُن کو اور اُن کے اہل عیال کو بچاوے۔

المعلن

میرزا غلام احمد قادیانی

۱۸ر دسمبر ۱۹۰۲ء

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۵۵)

اصلاحِ حسبِ منشا کھلی چٹھی مولوی ثناء اللہ صاحب

چونکہ مولوی ثناء اللہ امرتسری نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ کفن وغیرہ کی آمدنی جو اس ملک میں اکثر ملاؤں کو ہوا کرتی ہے کبھی ان کو اس سے تعلق نہیں ہوا۔ اور وہ اپنی تجارت سے گذارہ کرتے ہیں اس لیے ہمیں ان کی ان ذاتیات سے بحث نہیں اور ہم قبول کرتے ہیں کہ ایسا ہی ہوگا۔ یہ قول محض اس بناء پر تھا کہ ہمارے ملک میں اکثر مُلّا ایسے پائے جاتے ہیں کہ مسجدوں سے تعلق رکھتے اور پیشہ غسل اموات وجنازہ رکھتے ہیں اور اس کی آمدنی لیتے ہیں۔ اب جبکہ وہ ظاہر کرتے ہیں کہ میں ان میں سے نہیں ہوں سو ہم اپنی اس قدر تحریر کے اس اشتہار سے اصلاح کر دیتے ہیں اور درحقیقت ہماری غرض اوّل سے الزام نہیں ہے کیونکہ صدہا ملا اس ملک میں ایسے پائے جاتے ہیں کہ یہ خدمت غسل اموات وجنازہ اپنے ذمہ لے لیتے ہیں ان کو بھی ہم بُرا نہیں کہتے کہ قدیم سے یہ کام چلا آتا ہے کوئی ان کو بُرا نہیں کہہ سکتا وہ سب اپنی اپنی جگہ پر عزت رکھتے ہیں۔

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان

۲۰ ردسمبر ۱۹۰۲ء

(یہ اشتہار الحکم جلد ۶ نمبر ۴۶ مورخہ ۲۴ ردسمبر ۱۹۰۲ء کے صفحہ ۶ پر درج ہے)

(۲۵۶)

دربار دہلی کے موقعہ پر میموریل کی اشاعت

ظہر کے وقت حضرت اقدس تشریف لائے تو مولوی محمد علی صاحب ایم-اے نے عرض کی کہ دربار دہلی پر جو میموریل روانہ کرنا ہے وہ طبع ہو کر آ گیا ہے۔ حضور نے حکم دیا کہ ''اسے کثرت سے تقسیم کیا جائے کیونکہ اس سے ہماری جماعت کی عام شہرت ہوتی ہے اور ہمارے اصولوں کی واقفیت اعلیٰ حکام کو ہوتی ہے اور اس کی اشاعت ہوتی ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم (۲۷ دسمبر ۱۹۰۲ء) صفحہ ۶۱۰)

تعطیل جمعہ

مندرجہ ذیل میموریل حضرت مسیح موعودؑ نے گورنمنٹ آف انڈیا کی خدمت میں تعطیل جمعہ کیلئے پیش کیا ہے

چونکہ تاجپوشی کا جلسہ جو دہلی میں ہوگا ہر ایک فرقہ رعایا گورنمنٹ برطانیہ کو اس سے بہت خوشی ہے اور مسلمانوں کو ایک خاص خوشی جو اس جلسہ میں ان کے اسلامی تخت گاہ کے شہر کو عزت دی گئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس محسن گورنمنٹ کو مسلمانوں پر ایک خاص نظر عنایت ہے اور مسلمانوں کی مدت دراز سے ایک دلی تمنا ہے جس کے پیش کرنے کے لئے اس وقت سے زیادہ مبارک کوئی وقت نہیں کہ ہمارے بادشاہ عالیجاہ قیصر کی تاجپوشی کے جلسہ کا دن قریب ہے اس لئے مجھے تحریک کی گئی کہ میں اس التماس کو ادب سے پیش کروں کیونکہ میں ایک ایسے مسلمانوں کے گروہ کا امام ہوں کہ جو برٹش انڈیا اور دوسرے مقامات میں ایک لاکھ سے بھی زیادہ ہے اور میں ضروری نہیں سمجھتا کہ میں ان کے نام لکھوں کیونکہ وہ مجھ سے بیعت کرنے والے ہیں یعنی میرے مرید ہیں اور مجھ سے الگ نہیں ہیں یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات میں سے جہاد کی بیہودہ رسم کو اٹھا دے چنانچہ اب تک ساٹھ کے قریب میں نے ایسی

کتابیں عربی اور فارسی اور اردو اور انگریزی میں تالیف کر کے شائع کی ہیں جن کا یہی مقصد ہے کہ یہ غلط خیالات مسلمانوں کے دلوں سے محو ہو جائیں اس قوم میں یہ خرابی اکثر نادان مولویوں نے ڈال رکھی ہے لیکن اگر خدا نے چاہا تو میں امید رکھتا ہوں کہ عنقریب اس کی اصلاح ہو جائے گی۔ گورنمنٹ کے اعلیٰ حکام کی طرف سے ایسی کارروائیوں کا ہونا ضروری ہے جن سے مسلمانوں کے دلوں میں منقوش ہو جائے کہ یہ سلطنت اسلام کے لئے درحقیقت چشمہ فیض ہے اور نہایت خوشی کی بات ہے کہ حضور لارڈ کرزن بالقابہ نے ایسی نمایاں کارروائیاں کی ہیں کہ مسلمانوں کو کبھی نہیں بھولیں گی جیسا کہ لاہور کے قلعہ کی مسجد کا مسلمانوں کو عطا کرنا اور ایک باہر کی مسجد جس پر ریل والوں کا قبضہ تھا مسلمانوں کو عنایت فرمانا اور نیز اپنی طرف سے دہلی کی شاہی مسجد کے لئے ایک قیمتی لال ٹین اپنی جیب سے مرحمت فرمانا ان فیاضانہ کارروائیوں سے جس قدر مسلمان شکر گزار اور گرویدہ ہیں اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا لیکن ایک تمنا ان کی ہنوز باقی ہے اور وہ امید رکھتے ہیں کہ جن ہاتھوں سے یہ مرادیں پوری ہوئی ہیں وہ تمنا بھی انہیں ہاتھوں سے پوری ہو گی اور وہ آرزو یہ ہے کہ روز جمعہ ایک اسلامی عظیم الشان تہوار ہے اور قرآن شریف نے خاص کر کے اس دن کو تعطیل کا دن ٹھہرایا ہے اور اس بارے میں خاص ایک سورۃ قرآن شریف میں موجود ہے جسکا نام سورۃ الجمعہ ہے اور اس میں حکم ہے کہ جب جمعہ کی بانگ دی جائے تو تم دنیا کا ہر ایک کام بند کر دو اور مسجدوں میں جمع ہو جاؤ اور نماز جمعہ اس کی تمام شرائط کے ساتھ ادا کرو اور جو شخص ایسا نہ کرے گا وہ سخت گنہ گار ہے اور قریب ہے کہ اسلام سے خارج ہو اور جس قدر جمعہ کی نماز اور خطبہ سننے کی قرآن شریف میں تاکید ہے اس قدر عید کی نماز کی بھی تاکید نہیں اسی غرض سے قدیم سے اور جب سے کہ اسلام ظاہر ہوا ہے جمعہ کی تعطیل مسلمانوں میں چلی آئی ہے اور اس ملک میں بھی برابر آٹھ سو برس تک یعنی جب تک کہ اس ملک میں اسلام کی سلطنت رہی جمعہ میں تعطیل ہوتی تھی اسی وجہ سے ریاست پٹیالہ میں جمعہ کی تعطیل ان دنوں تک ہوتی رہی اور اس ملک میں تین قومیں ہیں۔ ہندو عیسائی مسلمان۔ ہندوؤں اور عیسائیوں کو ان کے مذہبی رسوم کا دن گورنمنٹ نے دیا ہوا ہے یعنی اتوار جس میں وہ اپنے مذہبی رسوم ادا کرتے ہیں جس کی تعطیل عام طور پر ہوتی ہے لیکن یہ تیسرا فرقہ یعنی مسلمان اپنے تہوار کے دن سے یعنی جمعہ سے محروم ہیں۔ برٹش انڈیا میں کون مسلمان ہے جو آہ مار کر یہ نہیں کہتا کہ کاش جمعہ کی تعطیل ہوتی لیکن اس کرزنی دور میں جبکہ لارڈ کرزن اس ملک کے وائسرائے ہیں۔ مسلمانوں کو اس تمنا کے پورے ہونے میں بہت کچھ امید بڑھ گئی ہے اور

وہ خیال کرتے ہیں کہ جبکہ لارڈ موصوفنے دلی فیاضی اور ہمدردی سے ان کی مساجد واگذار کرادی ہیں تو پھر وہ امر جو مسجدوں کی علت غائی ہے یعنی نماز جمعہ یہ امر بھی انہیں ہاتھوں سے انجام پذیر ہو گا مسجد تو مثل دسترخوان یا میز کے ہے جس پر روٹی رکھی جاتی ہے مگر نماز جمعہ اصل روٹی ہے۔ تمام مساجد کی بڑی بھاری غرض نماز جمعہ ہے پس کیا ہمارے عالی ہمت وائسرائے لارڈ کرزن یہ روا رکھیں گے کہ وہ ہمیں دسترخوان تو دیں مگر روٹی نہ دیں ایسی دعوت تو ناقص ہے اور امید نہیں کہ ایسا فیاض دل جوانمرد ایسی کمی کو اپنے پر گوارا کرے اور اگر ایسا ہمدرد وائسرائے جس کے بعد کم اُمید ہے کہ اس کی نظیر ملے اس فیاضی کی طرف توجہ نہ فرماوے تو پھر اس کے بعد عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ مسلمانوں کے لئے کبھی وہ دن آوے کہ دوسرے وائسرائے سے یہ مراد پاسکیں یہ ایک ایسی مراد ہے کہ اس کا انجام پذیر ہونا مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ برطانیہ کی محبت کی طرف ایک زبردست کشش سے کھینچ لے گا اور ان احسانوں کی فہرست میں جو اس گورنمنٹ نے مسلمانوں پر کئے ہیں اگر یہ احسان بھی کیا گیا جو عام طور پر جمعہ کی تعطیل دی جائے تو یہ ایسا احسان ہوگا کہ جو آب زر سے لکھنے کے لائق ہوگا اور اس کا مسلمانوں کے دلوں پر بڑا اثر پڑے گا بالخصوص جبکہ عین تاجپوشی کے جلسہ میں جہاں ہزار ہا رئیس اور والیان ملک موجود ہونگے اس احسان کو تاجپوشی کی ایک یادگار ٹھہرا کر سنایا جائے گا تو جو کچھ مسلمانوں کے دلوں میں خوشی سے بھری ہوئی محبت پیدا ہو گی اس کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے۔ اس دن لوگ تمام شہر میں خوشی کے نعروں کے ساتھ لارڈ کرزن کے گیت گائیں گے اور اس کے حق میں دعائیں کریں گے اور اس کارروائی سے اسلام اور عیسائیت میں ایک میلان پیدا ہو جائے گا اور تمام تعریف لارڈ کرزن کے عہد کی طرف ہمیشہ کیلئے منسوب رہے گی اور میری دانست میں عام مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے جو کارنامہ وہ چھوڑ جائیں گے۔ اس سے بہتر کوئی نہ ہوگا مسلمان ایک قوم ہے جو سب سے زیادہ مذہب کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے اور ہر ایک تالیف قلوب جو مذہبی رنگ میں کی جائے وہ ان کے دلوں کو کھینچ لیتی ہے پس اعلیٰ سے اعلیٰ حکمت عملی مسلمانوں کو مسخر کرنے کی یہی ہے کہ مذہبی رنگ میں ان کو کوئی فائدہ پہنچایا جائے۔ چونکہ تاجپوشی کے جلسہ کا موقع ایک ایسا بابرکت موقع ہے کہ ہندو، مسلمانوں کی اس طرف آنکھیں لگی ہوئی ہیں کہ اس مبارک رسم کی یادگار میں کیا کچھ سرفرازی ہر دو فریق کی کیجاتی ہے پس اگر گورنمنٹ اس مبارک دن کی یادگار کے لئے مسلمانوں کے لئے جمعہ کی تعطیل کھول دے یا اگر نہ ہو سکے تو نصف دن کی ہی تعطیل دیدے تو میں سمجھ نہیں سکتا کہ عام دلوں کو خوش کرنے کے لئے

اس سے زیادہ کوئی کارروائی ہے مگر چونکہ گورنمنٹ کی فیاضی کا تنگ دائرہ نہیں ہے اور اگر توجہ پیدا ہوتو اس کو کچھ پروا نہیں ہے اس لئے صرف نصف دن کی تعطیل ایک ادنیٰ بات ہے۔ یقین ہے کہ گورنمنٹ عالیہ اس مبارک یادگار میں پورے دن کی تعطیل عنایت فرمائے گی اور یہی مسلمانوں کو توقع ہے۔ جمعہ کے دن کو کچھ مسلمانوں سے ہی خصوصیت نہیں بلکہ یہ دن عیسائی مذہب میں بھی قابل تعظیم ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جمعہ کے روز ہی صلیب دیئے گئے تھے اور عیسائی کے عقیدہ کی رو سے تمام برکات کی جڑ یہی واقعہ ہے یہودیوں کا سبت بھی اس زمانہ تک کہ جب وہ مصر سے نہیں نکلے تھے جمعہ ہی تھا قدیم مصری سلطنت میں بھی جمعہ کی ہی تعطیل ہوتی تھی اور حضرت آدم بھی جمعہ کے دن ہی پیدا ہوئے تھے نوح کی کشتی ارارات کے پہاڑ پر جمعہ کے دن ہی لگی تھی۔ پس اس تعطیل سے یہ تمام یادگارین قائم ہوسکتی ہیں اور مسلمان اس بات پر راضی ہیں کہ انکی بعض غیرضروری تعطیلیں بند کرکے ان کی جگہ جمعہ کی تعطیل دی جائے اور مجھے اس بات کا خیال ہے کہ جمعہ کی تعطیل رعایا اور گورنمنٹ میں ایک حقیقی مصالحت کی بنیاد ڈالے گی اور خیالات پر ایک ایسا اثر ہوگا کہ وہ فوق العادت تصور کیا جائے گا اگرچہ گورنمنٹ بہت دانشمند ہے لیکن عام مسلمانوں کے حالات سے ذاتی واقفیت مجھے اس بات کے اظہار کے لئے مجبور کرتی ہے کہ اس موقعہ پر مسلمانوں کو خوش کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی طریق نہیں اس لئے ایک بڑی جماعت کی تحریک سے یہ میموریل ارسال حضور کیا جاتا ہے اور امید کی جاتی ہے کہ توجہ سے اس پر غور کی جائے خاص کر میرے لئے جو ہمیشہ اس سعی میں ہوں کہ مسلمان لوگ گورنمنٹ کے ساتھ سچے اخلاص میں ترقی کریں۔ اس تعطیل سے ایک دستاویز ملتی ہے اور گورنمنٹ کی عنایات ثابت کرنے کے لئے اور نئے دلائل حاصل ہوتے ہیں اس لئے میں اس عرض کے لئے جرأت کرتا ہوں کہ اس عرضداشت پر ضرور توجہ فرمائی جائے اور اس کو ایک معمولی عرضی سمجھ کر ٹال نہ دیا جائے اور نہ یہ تصور کیا جائے کہ صرف ایک شخص کی یہ درخواست ہے کیونکہ جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں یہ ایک شخص کی درخواست نہیں بلکہ ایک لاکھ معزز مسلمانوں کی درخواست ہے اور چونکہ وہ لوگ مجھ سے بیعت اور مریدی کا تعلق رکھتے ہیں اس لئے ضروری نہیں سمجھا گیا کہ ان کے نام لکھے جائیں اور میں ان سب کی طرف سے بطور ایڈووکیٹ ہوکر امید بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ عرضداشت روانہ کرتا ہوں اور دعا پر ختم کرتا ہوں۔ (منقول از ریویو آف ریلیجنز جلد نمبر ا نمبر ۱۲)

---

(۲۵۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلّی

وحی الٰہی کی ایک پیشگوئی جو پیش از وقت شائع کی جاتی ھے

چاہیئے کہ ہر ایک شخص اس کو خوب یاد رکھے

اوّل ایک خفیف خواب میں جو کشف کے رنگ میں تھی مجھے دکھایا گیا کہ میں نے ایک لباس فاخرہ پہنا ہوا ہے اور چہرہ چمک رہا ہے۔ پھر وہ کشفی حالت وحی الٰہی کی طرف منتقل ہوگئی۔ چنانچہ وہ تمام فقرات وحی الٰہی کے جو بعض اس کشف سے پہلے اور بعض بعد میں تھے ذیل میں لکھے جاتے ہیں اور وہ یہ ہیں۔

یبدی لک الرحمان شیئًا[1]۔ اتٰی امر اللّٰہ فلا تستعجلوہ۔ بشارۃ تلقاھا النبیّون۔ (ترجمہ) خدا جو رحمان ہے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لیے کچھ ظہور میں لائے گا خدا کا امر آرہا ہے تم جلدی نہ کرو۔ یہ ایک خوشخبری ہے جو نبیوں کو دی جاتی ہے۔

صبح پانچ بجے کا وقت تھا۔ یکم جنوری ۱۹۰۳ء و یکم شوال ۱۳۲۰ھ روز عید جب میرے خدا نے مجھے یہ خوشخبری دی۔

اس سے پہلے ۲۵ر دسمبر ۱۹۰۲ء کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک اور وحی ہوئی تھی جو میری طرف سے بطور حکایت تھی اور وہ یہ ہے۔ انّی صادق و سیشھد اللّٰہ لی ترجمہ میں صادق ہوں صادق ہوں۔ عنقریب خدا تعالیٰ میری گواہی دے گا۔ یہ پیشگوئیاں بآواز بلند پکار رہی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے

---

[1] چونکہ ہمارے ملک میں یہ رسم ہے کہ عید کے دن صبح ہوتے ہی ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرتے ہیں سو میرے خداوند نے سب سے پہلے یعنی قبل از صبح پانچ بجے مجھے اس عظیم الشان پیشگوئی کا ہدیہ بھیج دیا ہے۔ اس ہدیہ پر ہم اس کا شکر کرتے ہیں اور ناظرین کو یہ بھی خوشخبری دیتے ہیں کہ عنقریب ہم ان نشانوں کے متعلق بھی اشتہار شائع کریں گے جو اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک گذشتہ تین سالوں میں ظہور میں آچکے ہیں۔ منہ ؎

کوئی ایسا امر میری تائید میں ظاہر ہونے والا ہے جس سے میری سچائی ظاہر ہوگی۔ اور ایک وجاہت اور قبولیت ظہور میں آئے گی اور وہ خدا تعالیٰ کا نشان ہوگا تا دشمنوں کو شرمندہ کرے اور میری وجاہت اور عزت اور سچائی کی نشانیاں دنیا میں پھیلاوے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

المشتھر

میرزا غلام احمد قادیانی یکم جنوری ۱۹۰۳ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۵۸)

مستقل قیام امن وعافیت کیلئے ایک تجویز پیش کردہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

چونکہ تقریب جلسہ تاجپوشی ہمارے شہنشاہ عالی جاہ ایڈورڈ قیصر کے درپیش ہے اور ہر ایک شخص پر جو زیر سایہ اس سلطنت پُرامن کے رہتا ہے واجب ہے کہ اس خوشی سے حصہ لے۔ اور اس موقع پر اپنی خیر خواہی اور خلوص کا اظہار کرے سو میں جو ایک گوشہ گزین انسان ہوں اور قبل اس کے جو واقعہ موت پیش آوے اس پوشیدہ عالم کو دیکھ رہا ہوں جس کو اکثر دوسرے لوگ موت کے بعد دیکھیں گے۔ اس لئے میری معرفت اور حقیقت شناسی نے جو انصاف اور حق پسندی کو چاہتی ہے مجھے تحریک کی ہے کہ نہایت یک رنگی اور دلی جوش سے اپنی مشرب اور طریق کے مطابق اس موقعہ پر وہ باتیں ظاہر کروں جن کے لئے میرا دل جوش مار رہا ہے اور جن کو اپنا فرض سمجھتا ہوں سو سب سے اول میں اپنی طرف سے اور اپنی جماعت کے منتخب لوگوں کی طرف سے جو میرے تخمینہ میں اب وہ برٹش انڈیا کی متفرق بلاد میں ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہیں حضرت شہنشاہ قیصر کو شکر سے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ دعائے خیر کرتا ہوں اور جناب الٰہی سے چاہتا ہوں کے وہ قادر کریم جس کی بے انتہا طاقت نے ذرّہ ذرّہ پر قبضہ کر رکھا ہے اس شہنشاہ کو جس کی سلطنت امن بخش اور ہر ایک ظالم سے حفاظت کرتی ہے تمام مکروہات زمانہ سے بچاوے اور فتح وظفر نصیب کرے۔ اور ہمیں زیادہ سے زیادہ اس بات کی توفیق دے کہ ہم سچے دل سے اس محسن گورنمنٹ کے خیر خواہ رہیں۔ اور دورنگی سے بچیں۔ پھر بعد اس کے میرے دل میں جلسہ تاجپوشی کی تقریب پر ایک ارادہ دوبارہ جوش زن ہوا ہے جس کو میں آج سے قریباً بائیس[۲۲] برس پہلے اپنی کتاب

براہین احمدیہ میں ملک میں مسلمانوں کی توجہ کے لئے شائع کیا تھا اور پھر وقتاً فوقتاً میں اس ارادہ کو اپنی متفرق کتابوں میں شائع کرتا رہا اور غالباً تیس[۳۰] مرتبہ کے قریب میں نے اس ارادہ کو ملک میں شائع کیا مگر افسوس کہ اب تک وہ میرا مطلب پورا نہ ہوا۔ اب اس تقریب جلسہ تاجپوشی پر خوب موقعہ نکلا ہے کہ پھر میں یہ بات پیش کروں۔ اور وہ یہ ہے کہ جس رعیّت کو اپنی گورنمنٹ کے ساتھ دلی اطاعت کا جوش نہ ہو۔ وہ بدقسمت رعیّت ہے جو نفاق کے ساتھ گزارہ کرتی ہے۔ اور اب ہم نے قریباً پچاس سال کی مدّت میں متواتر تجارب سے دیکھ لیا ہے کہ گورنمنٹ درحقیقت مسلمانوں کے لئے ابر رحمت ہے۔ اس کے سایہ میں ہم امن سے گزارہ کرتے ہیں۔ اس کے سایہ میں اکثر مسلمان نسبتاً اپنی پہلی حالت بے علمی سے بہت کچھ ترقی کر گئے ہیں۔ اور یہ گورنمنٹ انکی جانوں اور مالوں اور آبروؤں کی محافظ ہے۔ اور ایسے عمدہ انتظام سے امن قایم کیا گیا ہے کہ اس سے بہتر متصوّر نہیں۔ تو پھر کیا اس کے علماء کا فرض نہیں ہے کہ وہ پوری توجہ سے سوچیں کہ کیوں آئے دن اس محسن گورنمنٹ کو سرحدی وحشیوں کی لڑائیوں کے مشکلات پیش آتے ہیں کیا اس کا یہ سبب نہیں ہے کہ ان میں ایسے بدظن مُلّا موجود ہیں جو ہمیشہ اُن کو یہی سبق دیتے رہتے ہیں۔ کہ کافروں سے جہاد کرنا دین کا فرض اور بہشت کے حاصل کرنے کی ایک کنجی ہے۔ پس اس بات میں کچھ بھی شک نہیں کہ جن اسباب سے یہ فتنہ ہمیشہ اُٹھتا رہتا ہے۔ اُنہیں اسباب سے یہ فرو بھی ہوگا یعنی علماء کے مقابل پر علماء کی کوشش ضروری ہے۔

پس کیا ہمارے علماء کوئی ایسی تدبیر نہیں کر سکتے کہ اس تدبیر کا اثر ان وحشیوں پر پڑے؟ بیشک کر سکتے ہیں اور اگر زیادہ اثر نہ ہو تو بلاشبہ کسی قدر ضرور اثر ہوگا۔ یہ گورنمنٹ بے شک باہیبت اور بااقبال ہے اگر چاہے تو ایک کروڑ مفسد اور باغی کی بخوبی سرکوبی کر سکتی ہے۔ لیکن آخر لڑائیوں میں عزیز جانیں ضائع ہوتی ہیں۔ سو اگر کسی تدبیر سے کام نکلے تو کیوں جانیں ضائع ہوں۔ پس میرے نزدیک تدبیر یہ ہے کہ ایک کتاب مبسوط مخالفت جہاد میں لکھی جائے جس کا یہ مطلب ہو کہ بموجب آیات قرآنی اور احادیث صحیحہ اور اصول انصاف کے اس گورنمنٹ سے ہرگز جہاد درست نہیں کیونکہ وہ دادگستری اور حق پسندی اور رعیت پروری اور بہت سے اپنے منصفانہ اصولوں کے رو سے دین اسلام کی حامی ہے اور علاوہ اس

کے مقابلہ کر کے دیکھ لو کہ ہندوستان کے پہلے بادشاہوں کے زمانہ کی نسبت علمی ترقی اور امن اور آزادی میں گورنمنٹ انگریزی کی رعایا مسلمان آگے بڑھ گئے ہیں بلکہ اگر زیادہ غور کرو تو معلوم ہوگا کہ انگریزی قوانین اسلام کے لئے راستہ صاف کر رہے ہیں۔ ان تمام امور کے لحاظ سے اس محسن گورنمنٹ سے بغاوت یا مقابلہ یا سرکشی سے پیش آنا صرف ناجائز ہی نہیں بلکہ اسلام سے خارج ہونا ہے جب ایسی کتاب تیار ہو جائے۔ تو تمام سر آمد علماء کے اس پر دستخط ہو جائیں۔ اور پھر وہ کتاب زبان پشتو اور فارسی اور عربی میں ترجمہ کی جائے۔ اور ایسی کتاب کی چالیس[۴۰] ہزار کاپی چھپوائی جائے اور ملک میں اور سرحدی ممالک میں تقسیم کی جائے اگر ایسا ہو تو میں نے منظور کیا ہے کہ دس[۱۰] ہزار روپیہ تک اس کی چھپوائی کے اخراجات میں خود دیدوں گا۔ مگر شرط یہ ہے کہ محض بیہودہ اور مجمل اور منافقانہ بیان نہ ہو بلکہ ہر ایک پہلو سے مکمل ہو۔ میں اس بات کو خوب جانتا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ وہ بیان کس قوت کے ہوتے ہیں جو دل کی سچائی سے نکلتے ہیں۔ اور وہ بیان کیسے بودے اور کمزور ہوتے ہیں جو محض منافقانہ ہوتے ہیں۔ منافقانہ بیان ایک مردہ بیان ہوتا ہے اور اسکی ایسی مثال ہے جیسا کہ ایک پھوڑے کے اندر بہت سی پیپ بھری ہو اور بظاہر دکھائی دیتا ہو کہ وہ زخم مل گیا ہے مگر جو بیان دل سے نکلتا ہے وہ آخر دلوں کو جا پکڑتا ہے۔ میں اس بارے میں ایسی تحریروں کو پسند نہیں کرتا جو گول مول ہوں اور صرف دو چار مختصر ورق ہوں۔ بلکہ چاہئے کہ بہت مبسوط کتاب ہو اور اس میں تین قسم کے زبردست دلائل ہوں (۱) اول آیات قرآنی سے تمسک ہو (۲) دوسری حدیث سے تمسک ہو (۳) تیسری دلائل عقلیہ سے تمسک ہو اور میں نے سنا ہے کہ بعض والیان ریاست سرحدی نے جہاد پر زور دینے کے لئے ایک کتاب لکھی ہے اس صورت میں اور بھی واجب ہوا کہ اُس کتاب کا اثر دور کر دیا جائے اگر گورنمنٹ یہ عذر پیش کرے کہ ایسی ہدایت گویا ایک جبر کی قسم ہے تو اس کا یہ جواب ہے کہ یہ جبر نہیں ہے جس بات میں لوگوں کی بھلائی اور امن کی ترقی اور عافیت کی امید ہے وہ جبر کیونکر ہو سکتا ہے ایسے خیالات مسلمانوں کو پستی کی طرف لے جا رہے ہیں۔ اور درندگی کی قوتیں بڑھتی جاتی ہیں۔ اور اس ملک کے علماء کا کیا حرج ہے کہ ایسی مبسوط کتاب تصنیف کر کے اپنے دستخطوں اور مہروں سے مزین کریں ان پر کوئی خرچ نہیں ڈالا جاتا بلکہ

اس تمام خرچ کا میں ہی ذمہ اٹھاتا ہوں لیکن جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے صفائی اور پوری دیانت سے ایسی کتاب تالیف ہونی چاہئے میں انکی نسبت کوئی بدظنی نہیں کرتا۔ مگر میرا کانشنس اس بات کو نہیں مانتا کہ جب تک پوری صفائی اور پورے دل کے جوش سے ایسی کتاب نہ لکھی جائے۔ اور ایسے تمام امور کی جڑ کاٹ نہ دی جائے جو جہادی مسائل کی طرف حرکت دیتے ہیں۔ یا کسی آئندہ جہاد کی امید دیتے ہیں۔ تب تک وہ کتاب موثر ہو سکے اس لئے ہمیں چاہئے کہ اُس جڑ کو اپنے عقائد کے اندر سے بکلی نکال دیں جس کی زہر کسی وقت پھوٹنے کے لئے تیار ہے۔

میرے خیال میں یہ دو عقیدے جہاد کی جڑ ہیں (۱) ایک یہ کہ جو امید کی جاتی ہے کہ اب عنقریب زمانہ میں کوئی ایسا مہدی آنیوالا ہے کہ جو جہاد اور اپنی مذہبی لڑائیوں سے زمین کو خون سے پُر کر دے گا (۲) دوسری یہ کہ مہدی کے ہاتھ بٹانے کے لئے کوئی مسیح آسمان سے آنیوالا ہے جس کا کام بھی یہی بیان کیا جاتا ہے کہ وہ بھی سخت دل سپاہیوں کی طرح تلوار سے دین کو پھیلانا چاہے گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اب ایسے عقیدوں کا زمانہ گذرتا جاتا ہے اور وہ جو ایسی بحثوں میں سختی سے پیش آتے تھے اب وہ خود بخود سمجھتے جاتے ہیں اور دل جلد جلد صاف ہوتے جاتے ہیں۔ بعض نادانوں کا پہلے اس سے ان عقیدوں پر بہت غلو تھا اور اب بھی ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جو تہذیب اور انسانیت سے بہت کم حصہ رکھتے ہیں وہ ان بیہودہ عقیدوں پر اب تک قائم ہیں۔ اگر یہ عقیدے قرآن شریف میں مذکور ہوتے تو ایسے عقیدوں والے پر کچھ افسوس نہ تھا لیکن تعجب تو یہ ہے کہ ان ہر دو عقیدوں کا قرآن شریف میں نام ونشان نہیں ہاں سورۃ فاتحہ اور سورۃ نور اور کئی اور سورتوں میں اشارہ کیا گیا ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل کے نبیوں کا سلسلہ آخر کو ایک ایسے نبی پر ختم ہوا جس نے تلوار نہیں اُٹھائی اور نہ جہاد کیا اور محض اخلاقی تعلیم کی قوت سے دلوں کو اپنی طرف کھینچا ایسا ہی محمدی سلسلہ میں جب وہی زمانہ آیگا یعنی جبکہ ہجرت سے چودھویں صدی آئیگی جو اُس زمانہ سے بہت مشابہ ہے۔ جبکہ حضرت عیسیٰ حضرت موسیٰ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ تب حضرت عیسیٰ مسیح کی مانند اس امت میں بھی ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو نہ جہاد کرے گا اور نہ تلوار اُٹھائے گا اور آرام سے اور صلح کاری سے دلوں کو خدا کی طرف پھیر دے گا۔ اور قرآن شریف

سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ آخری مسیح جو پہلے مسیح کے قدم پر آئے گا۔ آدم کے زمانہ سے چھٹے ہزار کے آخر پر پیدا ہوگا یہ پیشگوئی ہے جو قرآن شریف میں ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ضرور ہے کہ اسلام چودھویں صدی میں اپنی ترقی کا تمام مدار اخلاقی اور عقلی اور اعجازی نمونوں پر رکھے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے رکھا یہی ہے جو دوسرے لفظوں میں مسیح کا دوبارہ آنا بیان کیا جاتا ہے۔ اس میں یہ جتلانا منظور ہے کہ پہلے مسیح میں اور دوسرے مسیح میں ایسی مشابہت ہے کہ گویا وہ دونوں ایک ہیں۔ یہی ایک پیشگوئی ہے جو قرآن شریف سے ثابت ہوتی ہے۔ باقی سب باطل اور جھوٹے قصے ہیں جو لوگوں نے بنا رکھے ہیں اور مہدی کے متعلق جس قدر حدیثیں ہیں ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں ہے قرآن نے دو مسیح بالمقابل رکھے ہیں ایک مسیح اسرائیلی اور ایک مسیح محمدی اور دونوں کی نسبت بیان ہے کہ وہ محض اخلاقی تعلیم اور آسمانی نشانوں سے دین کو پھیلانے والے ہیں۔ پہلے اس سے اسرائیلی سلسلہ میں موسیٰ اور یشوعا وغیرہ نبیوں کی لڑائیوں سے یہ شک کیا گیا تھا کہ شاید مذہب ایسا ہے کہ اس میں بجز تلوار کے اور کچھ نہیں۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ وہ شک دلوں میں باقی رہے اس لئے اس نے موسوی سلسلہ کے آخری زمانہ میں یسوع مسیح کو بھیجا تا اپنی اخلاقی تعلیم سے اُس شک کو دور کر دے۔ اسی طرح محمدی سلسلہ میں بھی جبکہ پہلے زمانہ میں بطور مدافعت کے لڑائیاں ہوئیں تو لوگوں نے بعد میں یہ اعتراض اسلام پر کیا کہ وہ جبر سے دین کو پھیلاتا رہا ہے۔ حالانکہ وہ لڑائیاں مخالفوں کے حملوں کے دفع کے لئے تھیں نہ دین کے پھیلانے کے لئے جیسا کہ قرآن شریف میں خدا نے صاف فرمایا کہ لَاۤ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ یعنی دین میں جبر نہیں ہے سو چونکہ یہ اعتراض دلوں میں جم گیا تھا۔ اور جاہل اور وحشی مسلمانوں نے بھی اپنے بدنمونوں سے اس اعتراض کو قوت دی تھی اور دینداری کا شعار غازی کہلانا سمجھا گیا تھا اور دین کے لئے تلوار اٹھانا گویا بہشت کی کنجیاں ٹھہر گئیں تھیں۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کے بعد چودھویں صدی میں اسلام پر بھی وہ زمانہ آگیا کہ خدا اس غلطی کو اسلام میں سے نکال دے اسی طرح جیسا کہ موسیٰ سے چودہ سو برس بعد عیسیٰ مسیح کو خدا نے بھیج کر یہودیوں کی غلطی کو نکال دیا۔ سو اصل بات تو صرف اس قدر تھی۔ جس کو بعض نادانوں نے کچھ کا کچھ بنا دیا۔ مگر میں جانتا ہوں کہ اب وہ زمانہ آگیا

ہے کہ اسلام کے عقلمند اور پاک دل لوگ اُس حقیقت کو جلد تر سمجھ جائیں گے۔ میں صرف قیاسی طور پر نہیں کہتا بلکہ وہ نیک دل انسان جو ڈیڑھ لاکھ کے قریب میری اس ہدایت کو قبول کر چکے ہیں وہ ایک زندہ گواہ میرے اس خیال کے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ہر روز اسلام میں سے غلط عقیدے اُٹھتے جاتے اور اُن کے بدلے یہ پاک سلسلہ قائم ہوتا جاتا ہے۔ میرے اس سلسلہ میں اگرچہ ایسے لوگ بھی بکثرت ہیں جو انگریزی خواں اور تعلیم یافتہ اور سرکاری عہدوں پر مقرر ہیں مگر ایک گروہ کثیر ان میں علماء کا بھی ہے مجھے اُن کے ساتھ ان مسائل کے سمجھانے میں کوئی دقت اُٹھانی نہیں پڑی۔ بلکہ وہ ایسی آسانی سے سمجھ گئے گویا کہ وہ پہلے سے ہی طیار تھے سو میں اس سے قیاس کرتا ہوں کہ اس پاک عقیدے کے لئے قریباً کل دانشمند طیار ہیں اور عقلمند لوگ جہادی مسائل سے اندر ہی اندر بیزار ہو رہے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ درحقیقت قدیم سے خدا کا منشاء یہی ہے کہ وہ اپنے ضعیف بندوں کو نرمی اور رحم سے سمجھا دے۔ اور درحقیت سچ یہی ہے کہ تلواریں محض زمین کو فتح کرتی ہیں مگر اخلاقی تعلیم جو صرف زبانی باتیں نہ ہوں بلکہ عملی طور پر دکھائی جائے۔ وہ دلوں پر فتح یاب ہوتی ہے۔ اُن لوگوں نے خدا کا بڑا گناہ کیا ہے جنہوں نے قرآن کی اخلاقی تعلیم کو جو افراط تفریط سے پاک اور دنیا کی ہر ایک تعلیم سے اعلیٰ تھی اپنے وحشیانہ جنگوں اور ظالمانہ خون ریزیوں کے نیچے چھپا دیا ہے۔ اور چونکہ اس زمانہ میں خدا کے منشاء کے برخلاف یہ کارروائیاں اُن سے ہوئیں اس لئے ان کو ایسے حملوں میں بجز ناکامی اور ذلت کے اور کچھ حاصل نہیں ہوا اور ہمیشہ شکست اُٹھاتے اور مارے جاتے ہیں۔ لیکن میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اب وہ اگر ایسا کریں گے تو وہ خدا سے لڑیں گے اور خدا اُن سے لڑے گا کیونکہ اُس کا منشاء یہی ہے کہ دنیا کو یہ معجزہ دکھاوے کہ نرمی سے اور صلح سے اور اخلاق کے کمال سے اور اعجازی نمونوں سے دلوں میں پاک تبدیلی پیدا کرے۔ پس جو شخص اُس کے منشاء کے برخلاف دین کے لئے تلوار اُٹھاتا ہے وہ اُس کے معجزہ کو باطل کرنا چاہتا ہے اور اُس کی حکمت کا دشمن ہے اس لئے کبھی اس کے لئے بہتری نہیں ہے اب کے بعد جو لوگ دین کے بہانہ سے تلوار اُٹھائیں گے گو وہ اپنی جہالت یا فریب سے مہدی کہلاویں یا مُلّا کے نام سے منسوب ہوں وہ بہت ذلیل ہونگے کیونکہ خدا کے قدیم ارادہ کا انہوں نے مقابلہ کیا ہے میں خیال

کرتا ہوں کہ اس حقیقت کو کئی لاکھ انسانوں نے سمجھ لیا ہے اور کروڑ ہا انسان اس کے سمجھنے کیلئے مستعد ہو رہے ہیں اگر گورنمنٹ عالیہ مجھے اس قدر مدد دے کہ میری اس تقریر کو اپنے طور پر اخباروں میں شائع کر دے اور اس میں لکھ دے کہ جو علماء اور عقلاء اور فتویٰ دینے والے جہاد کے مخالف ہیں اور وہ کتاب مخالفت جہاد پر دستخط کرنے کو طیار ہیں وہ ایک خاص عہدہ دار کے پاس جس کو گورنمنٹ مقرر کرے اپنے عرائض اخیر جون ۱۹۰۳ء تک یا اس مدت تک جو گورنمنٹ مناسب سمجھے بھیج دیں اور اُن کے منتخب عالم جہاد کی مخالفت کے بارے میں اپنی اپنی جگہ ایک ایک کتاب لکھیں۔ جن میں سے ایک یہ راقم بھی ہوگا پھر مناسب ہے کہ اُن تمام کتابوں میں سے جس کتاب کو گورنمنٹ پسند کرے اور پرزور دیکھے اس پر سب علماء کے دستخط ہو جائیں اور پھر وہ فارسی اور پشتو اور عربی میں ترجمہ ہو کر بلاد اسلامیہ میں شائع کی جائے اور گورنمنٹ خسروانہ مہربانی کر کے ایسی کتابوں کی تالیف کے لئے بذریعہ اپنے اشتہار کے اطلاع دے اور مناسب ہوگا کہ تالیف کتاب کے لئے ایک برس مہلت رکھی جائے تا تکمیل کتاب میں کوئی دقیقہ رہ نہ جائے۔ یاد رہے کہ وحشی قوموں کو مہذب بنانے کے لئے جو مُلّاؤں کے پنجہ میں ہیں اس سے زیادہ کوئی موزوں تدبیر نہیں ہوگی جو علماء کے فتنہ کا علاج علماء کے ساتھ ہی کیا جائے۔ اب یہ زمانہ نیا رنگ پکڑ گیا ہے اور عملی تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ یہ طریق جو میں نے بیان کیا ہے بہت موثر ہے۔ پس ہماری گورنمنٹ کو چاہیئے کہ اس سے پورے طور پر فائدہ اُٹھاوے مسلمانوں کے لئے اس بات کے بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ درحقیقت خدا تعالیٰ کا یہ بڑا فضل ہے کہ یہ عادل گورنمنٹ ان پر حکمرانی کر رہی ہے اگر یہ گورنمنٹ اس ملک سے دستکش ہو جائے تو چند روز میں قوموں کی باہم کشت وخون سے خون بہنے شروع ہو جائیں اور کیڑوں کی طرح ایک دوسرے کو کھالیں تب ہاتھ جوڑ کر پھر اس گورنمنٹ کو اپنے ملک میں لاویں گے۔ انسان کے لئے امن اور عافیت کی زندگی اور عادل سلطنت کے زیر سایہ رہنا بڑی چیز ہے گویا اسی دنیا میں بہشت ہے اور جن حکومتوں کے ماتحت جان و مال ہر دم خطرہ میں ہیں وہ اگرچہ مسلمان کہلاویں لیکن اُن کا وجود آرام دہ نہیں ہے ہم لوگوں کی یہ خوش قسمتی ہے کہ ہم کو ایسے حکام ملے ہیں جو حکومت کی کرسی پر بیٹھ کر مذہبی رعایتوں کو طاق پر رکھ دیتے ہیں اور جو تقاضا

انصاف اور عدالت کا ہے وہی کرتے ہیں مجھے اس بات کے لکھنے سے خوشی ہے میرے پاس اس دعویٰ پر ایک نظیر بطور ثبوت کے ہے جس پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ انگلش افسروں کی کس قدر نیتیں نیک ہیں اور وہ کس قدر عدالت اور انصاف کے دلدادہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ چند سال ہوئے ہیں کہ ایک مشنری صاحب نے جن کا نام ڈاکٹر ہنری مارٹن کلارک ہے ایک جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا میرے پر دائر کیا میرا خیال ہے کہ یہ اُن کا گناہ نہیں تھا بلکہ بعض عیسائیوں نے اُنکو دھوکا دیا تھا پھر وہ مقدمہ کپتان ڈگلس ڈپٹی کمشنر گورداسپور کی عدالت میں جو حال میں دہلی کے ڈپٹی کمشنر صاحب ہیں تحقیقات ہوتا رہا صاحب موصوف نے اس مقدمہ پر پوری توجہ سے غور کی اور کئی دنوں کی کوشش کے بعد معلوم کر لیا کہ یہ مقدمہ محض دروغ اور سراسر بہتان ہے تب اس کو خارج کیا اور مجھے پوری صفائی سے بری فرمایا۔ اس مقدمہ کے دیکھنے والے ہزارہا آدمی تھے جاہلوں کو یہ خیال تھا کہ ایک مشنری کا مقدمہ اور انگریز کے پاس ہے وہ بہرحال اس مشنری کی رعایت کرے گا۔ لیکن جس روز وہ مقدمہ خارج کیا گیا اس دن لوگوں کے منہ سے بے اختیار نکلتا تھا کہ درحقیقت انگریز ایک ایسی قوم ہے کہ جو انصاف کو مدنظر رکھتے ہیں۔ اور میں چونکہ خوب جانتا تھا کہ یہ محض بے اصل اور قابل شرم بہتان تھا اور میرا صرف خدا پر بھروسہ تھا اس لئے مقدمہ کے راست راست فیصلہ ہونے پر میرا اعتقاد انگریزی سلطنت کے عدل پسند حکام کی نسبت زیادہ بڑھ گیا۔ اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ انگریز حکام صرف عدل پسند ہی نہیں ہیں بلکہ خدا نے ان کو عقل ایسی دی ہے کہ مخفی حقیقت کی تہ تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ امر بہت مشکل ہے کہ جب ایک حاکم کے سامنے ایسا مدعی آوے جو اس کی قوم کا بزرگ اور قابل تعظیم اور جنٹلمین ہو اور مقابل میں میرے جیسا ہو دنیا سے الگ جس پر ایک طرف بباعث فرقہ جدیدہ ہونے کے قوم ناراض ہے اور دوسری طرف ایک فرقہ جدیدہ کا بانی ہونا انتظاماً بھی نگرانی کے لائق ہے پھر پوری پوری عدالت سے کام لیا جائے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسکی نظیر ابھی تک کسی دوسرے فرقہ میں موجود ہے اور نہ میں اس کا قائل ہو سکتا ہوں جب تک کہ اس کو دیکھ نہ لوں۔ پس جس قوم میں ایسے عدل پسند حکام ہیں جو فیصلہ کے وقت خدا سے ڈرتے ہیں اور عدالت کو ہر ایک تعارف پر مقدم رکھتے ہیں اور اپنی قوم کے بزرگوں کی بھی عدالت میں رعایت نہیں کرتے۔ ان

کا سچا وفادار نہ ہونا میں نہیں سمجھتا سکتا کہ اُس سے زیادہ کوئی بدبختی اور شقاوت ہے۔ میں نے اس نمونہ کو جو کپتان ڈگلس کی عدالت میں دیکھا ضائع نہیں کیا بلکہ ایک کتاب اسکے نام پر تالیف کر کے شائع کردی اور میں جانتا ہوں کہ صدہا سال تک یہ عادلانہ کارروائی میری جماعت کو یاد رہے گی۔

(ریویو آف ریلیجنز جلد نمبر ۲ نمبر ا صفحہ ۱۸ تا ۲۵)

(۲۵۹)

(مندرجہ کتاب نسیم دعوت)

آریہ صاحبوں کے بعض اعتراضات کے جواب میں

انسان جب بغیر سوچے سمجھے کے محض نکتہ چینی کے ارادہ سے مخالفت کی نظر سے دیکھے تو گو کیسا ہی کوئی امر سیدھا اور صاف ہو اس کی نظر میں جاتے اعتراض ٹھہر جاتا ہے۔ ایسا ہی آریہ صاحبوں کا حال ہے وہ اس ندامت کی کچھ بھی پروا نہیں کرتے جو ایک اعتراض کے غلط اور بے جا ثابت ہونے میں ایک باحیا انسان کے دل پر صدمہ پہنچاتی ہے۔ اب سُنیے اعتراضات یہ ہیں جو ہمیشہ اسلام جیسے پاک اور کامل مذہب پر سراسر نادانی سے کرتے ہیں۔ اور ہم اس وقت وہ اعتراض لکھتے ہیں جو انہوں نے ۲۸؍ فروری ۱۹۰۳ء کو قادیان میں جلسہ کرکے اسلام پر کیے اور اس طرح یہ ثابت کر دیا کہ ان کے تعصب اور ناسمجھی اور ناحق کے کینہ کی کہاں تک نوبت پہنچی ہے۔

اعتراضات

۱۔ مسلمان خدا کی نندیا کرتے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ خدا عرش پر بیٹھا ہوا ہے اور چار فرشتوں نے اس تخت کو اُٹھایا ہوا ہے۔ اس طرح یہ ثابت ہوتا ہے کہ خدا محدود ہے اور قائم بالذات نہیں۔ اور جب محدود ہے تو اس کا علم بھی محدود ہوگا اور حاضر ناظر نہ ہوگا۔

الجواب

اے حضرات! مسلمانوں کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے۔ تمام قرآن شریف کو اول سے آخر تک پڑھو اس میں ہرگز نہیں پاؤ گے کہ عرش بھی کوئی چیز محدود اور مخلوق ہے۔ خدا نے بار بار قرآن شریف میں فرمایا ہے کہ ہر ایک چیز جو کوئی وجود رکھتی ہے اس کا میں ہی پیدا کرنے والا ہوں۔ مَیں ہی زمین و آسمان اور روحوں اور ان کی تمام قوتوں کا خالق ہوں۔ مَیں اپنی ذات میں آپ قائم ہوں اور ہر ایک چیز میرے ساتھ قائم ہے۔ ہر ایک ذرہ اور ہر ایک چیز جو موجود ہے وہ میری ہی پیدائش ہے۔ مگر کہیں نہیں فرمایا کہ عرش بھی کوئی جسمانی چیز ہے جس کا مَیں پیدا کرنے والا ہوں۔ اگر کوئی آریہ قرآن شریف میں سے

نکال دے کہ عرش کوئی جسمانی اور مخلوق چیز ہے تو میں اس کو نبل اس کے جو قادیان سے باہر جاتے ایک ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے کہ میں قرآن شریف کی وہ آیت دکھاتے ہی ہزار روپیہ حوالہ کر دوں گا۔ ورنہ میں باادب کہتا ہوں کہ ایسا شخص خود لعنت کا محل ہوگا جو خدا پر جھوٹ بولتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ اس اعتراض کی بنیاد تو محض اس بات پر ہے کہ عرش کوئی علیحدہ چیز ہے جس پر خدا بیٹھا ہوا ہے اور جب یہ امر ثابت نہ ہو سکا تو کچھ اعتراض نہ رہا۔ خدا صاف فرماتا ہے کہ وہ زمین پر بھی ہے اور آسمان پر بھی۔ اور کسی چیز پر نہیں بلکہ اپنے وجود سے آپ قائم ہے اور ہر ایک چیز کو اُٹھائے ہوتے ہے اور ہر ایک چیز اس کے تصرف میں ہے اور ہر ایک چیز پر محیط ہے۔ جہاں تین ہوں تو چوتھا ان کا وہ ہے۔ جہاں پانچ ہوں تو چھٹا ان کے ساتھ خدا ہے۔ اور کوئی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں۔ اور پھر فرماتا ہے اَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ[1] جس طرف تم مُنہ کرو اسی طرف خدا کا منہ پاؤ گے۔ وہ تم سے تمہاری رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ وہی ہے جو پہلے ہے اور وہی ہے جو آخر ہے۔ اور وہ سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے اور وہ نہاں در نہاں ہے اور پھر فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ[2] یعنی جب میرے بندے میرے بارے میں پوچھیں کہ وہ کہاں ہے۔ پس جواب یہ ہے کہ ایسا نزدیک ہوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی نزدیک نہیں۔ جو شخص مجھ پر ایمان لا کر مجھے پکارتا ہے تو میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ ہر ایک چیز کی کل میرے ہاتھ میں ہے اور میرا علم سب پر محیط ہے۔ میں ہی ہوں جو زمین و آسمان کو اُٹھا رہا ہوں۔ میں ہی ہوں جو تمہیں خشکی تری میں اُٹھا رہا ہوں۔

یہ تمام آیات قرآن شریف میں موجود ہیں۔ بچہ بچہ مسلمانوں کا ان کو جانتا اور پڑھتا ہے۔ جس کا جی چاہے وہ ہم سے آکر ابھی پوچھ لے۔ پھر ان آیات کو ظاہر نہ کرنا اور ایک استعارہ کو لے کر اس پر اعتراض کر دینا کیا یہی دیانت آریہ سماج کی ہے۔ ایسا دُنیا میں کون مسلمان ہے جو خدا کو محدود مانتا ہے یا اس کے وسیع اور غیر محدود علم سے منکر ہے۔ اب یاد رکھو کہ قرآن شریف میں یہ تو کہیں بھی نہیں کہ خدا کو کوئی فرشتہ اُٹھا رہا ہے۔ بلکہ جا بجا یہ لکھا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کو اُٹھا رہا ہے۔ ہاں بعض جگہ یہ استعارہ مذکور ہے کہ خدا کے عرش کو جو دراصل کوئی جسمانی اور مخلوق چیز نہیں فرشتے اُٹھا رہے ہیں۔ دانشمند اس جگہ سے سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ عرش کوئی مجسم چیز ہی نہیں تو فرشتے کس چیز کو اُٹھاتے ہیں۔ ضرور یہ کوئی استعارہ ہوگا۔ مگر آریہ صاحبوں نے اس بات کو نہیں سمجھا کیونکہ انسان خود غرضی اور تعصب کے وقت اندھا ہو جاتا ہے۔ اب اصل حقیقت سُنو۔ کہ قرآن شریف میں لفظ عرش

---

[1] البقرۃ: ۱۱۶ [2] البقرۃ: ۱۸۷

کا جہاں جہاں استعمال ہوا ہے اس سے مراد خدا کی عظمت اور جبروت اور بلندی ہے۔ اسی وجہ سے اس کو مخلوق چیزوں میں داخل نہیں کیا اور خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کے مظہر[له] چار ہیں جو وید کے رو سے

[له] خدا تعالیٰ کی چار صفتیں ہیں جن سے ربوبیت کی پوری شوکت نظر آتی ہے اور کامل طور پر چہرہ اس ذات ابدی ازلی کا دکھائی دیتا ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے ان ہر چہار صفتوں کو سورۃ فاتحہ میں بیان کر کے اپنی ذات کو معبود قرار دینے کے لیے ان لفظوں سے لوگوں کو اقرار کرنے کی ہدایت دی ہے کہ اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ یعنی اے وہ خدا جو ان چار صفتوں سے موصوف ہے ہم خاص تیری ہی پرستش کرتے ہیں کیونکہ تیری ربوبیت تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحمانیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری رحیمیت بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیری صفت مالکانہ جزا و سزا کی بھی تمام عالموں پر محیط ہے اور تیرے اس حُسن اور احسان میں بھی کوئی شریک نہیں۔ اس لیے ہم تیری عبادت میں بھی کوئی شریک نہیں کرتے۔

اب واضح ہو کہ خدا تعالیٰ نے اس سورۃ میں ان چار صفتوں کو اپنی ربوبیت کا مظہر اتم قرار دیا ہے اور اسی لیے صرف اس قدر ذکر پر یہ نتیجہ مترتب کیا ہے کہ ایسا خدا کہ یہ چار صفتیں اپنے اندر رکھتا ہے وہی لائق پرستش ہے اور درحقیقت یہ صفتیں بہر وجہ کامل ہیں اور ایک دائرہ کے طور پر الوہیت کے تمام لوازم اور شرائط پر محیط ہیں کیونکہ ان صفتوں میں خدا کی ابتدائی صفات کا بھی ذکر ہے اور درمیانی زمانہ کی رحمانیت اور رحیمیت کا بھی ذکر ہے اور پھر آخری زمانہ کی صفت مجازات کا بھی ذکر ہے اور اصولی طور پر کوئی فعل اللہ تعالیٰ کا ان چار صفتوں سے باہر نہیں۔ پس یہ چار صفتیں خدا تعالیٰ کی پوری صورت دکھلاتی ہیں۔ سو درحقیقت استوا علی العرش کے یہی معنی ہیں کہ خدا تعالیٰ کی یہ صفات جب دنیا کو پیدا کر کے ظہور میں آگئیں تو اللہ تعالیٰ ان معنوں سے اپنے عرش پر پوری وضع استقامت سے بیٹھ گیا کہ کوئی صفت لازمہ الوہیت سے باہر نہیں رہی اور تمام صفات کی پورے طور پر تجلی ہو گئی۔ جیسا کہ جب اپنے تخت پر بادشاہ بیٹھتا ہے تو تخت نشینی کے وقت اس کی ساری شوکت ظاہر ہوتی ہے۔ ایک طرف شاہی ضرورتوں کے لیے طرح طرح کے سامان تیار ہونے کا حکم ہوتا ہے اور وہ فی الفور ہو جاتے ہیں اور وہی حقیقت ربوبیت عامہ ہیں۔ دوسری طرف خسروانہ فیض سے بغیر کسی عمل کے حاضرین کو جود و سخا سے مالا مال کیا جاتا ہے۔ تیسری طرف جو لوگ خدمت کر رہے ہیں ان کو مناسب چیزوں سے اپنی خدمات کے انجام (دہی) کے لیے مدد دی جاتی ہے۔ چوتھی طرف جزا سزا کا دروازہ کھولا جاتا ہے کسی کی گردن ماری جاتی ہے اور کوئی آزاد کیا جاتا ہے۔ یہ چار صفتیں تخت نشینی کے ہمیشہ لازم حال ہوتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ کا ان ہر چہار صفتوں کو دُنیا پر نافذ کرنا گویا تخت پر بیٹھنا ہے جس کا نام عرش ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اس کے کیا معنی ہیں کہ اس تخت کو چار فرشتے اُٹھا رہے ہیں۔ پس اس کا یہی جواب ہے کہ ان چار صفتوں پر چار فرشتے موکل ہیں جو دُنیا پر یہ صفات خدا تعالیٰ کی ظاہر کرتے ہیں اور ان کے ماتحت چار ستارے ہیں جو

چار دیوتے کہلاتے ہیں۔ مگر قرآنی اصطلاح کے روسے ان کا نام فرشتے بھی ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔ اکاش جس کا نام اندر بھی ہے۔ سورج دیوتا جس کو عربی میں شمس کہتے ہیں چاند جس کو عربی میں قمر کہتے ہیں۔ دھرتی جس کو عربی میں ارض کہتے ہیں۔ یہ چاروں دیوتا جیسا کہ ہم اس رسالہ میں بیان کر چکے ہیں۔ خدا کی چار صفتوں کو جو اس کے جبروت اور عظمت کا اتم مظہر ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا جاتا ہے اُٹھا رہے ہیں۔ یعنی عالم پر یہ ظاہر کر رہے ہیں تصریح کی حاجت نہیں۔ اس بیان کو ہم مفصل لکھ آئے ہیں۔ اور قرآن شریف میں تین قسم کے فرشتے لکھے ہیں۔

(۱) ذرات اجسام ارضی اور رُوحوں کی قوتیں۔

(۲) اکاش۔ سورج۔ چاند۔ زمین کی قوتیں جو کام کر رہی ہیں۔

(۳) ان سب پر اعلیٰ طاقتیں جو جبرائیل و میکائیل و عزرائیل وغیرہ نام رکھتی ہیں جن کو وید میں جم لکھا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

چار رب النوع کہلاتے ہیں جن کو وید میں دیوتا کے نام سے پکارا گیا ہے۔ پس وہ ان چار صفتوں کی حقیقت کو دُنیا میں پھیلاتے ہیں گویا اس روحانی تخت کو اُٹھا رہے ہیں۔ بُت پرستوں کا جیسا کہ وید سے ظاہر ہے صاف طور پر خیال تھا کہ یہ چار صفتیں مستقل طور پر دیوتاؤں کو حاصل ہیں اسی وجہ سے وید میں جا بجا ان کی استت اور مہما کی گئی اور ان سے مرادیں مانگی گئیں۔ پس خدا تعالیٰ نے استعارہ کے طور پر سمجھایا کہ یہ چار دیوتا جن کو بُت پرست اپنا معبود قرار دیتے ہیں یہ مخدوم نہیں بلکہ یہ چاروں خادم ہیں اور خدا تعالیٰ کے عرش کو اُٹھا رہے ہیں۔ یعنی خادموں کی طرح ان الٰہی صفات کو اپنے آئینوں میں ظاہر کر رہے ہیں اور عرش سے مُراد لوازم صفات تخت نشینی ہیں جیسا کہ ابھی مَیں نے بیان کر دیا ہے۔

ہم ابھی لکھ چکے ہیں کہ رب کے معنی دیوتا ہیں۔ پس قرآن شریف پہلے اسی سورۃ سے شروع ہوا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ یعنی وہ تمام مہما اور استت اُس خدا کو چاہیئے جو تمام عالموں کا دیوتا ہے۔ وہی ہے جو رب العالمین ہے اور رحمٰن العالمین ہے اور رحیم العالمین ہے اور مالک جزاء العالمین ہے۔ اس کے برابر اور کوئی دیوتا نہیں کیونکہ قرآن شریف کے زمانہ میں دیوتا پرستی بہت شائع تھی اور یونانی ہر ایک دیوتے کا نام رب النوع رکھتے تھے اور رب النوع کا لفظ آریہ ورت میں دیوتا کے نام سے موسوم تھا اس لیے پہلے خدا کا کلام ان جھوٹے دیوتاؤں کی طرف ہی متوجہ ہوا جیسا کہ اس نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنی وہ جو سب عالموں کا دیوتا ہے نہ صرف ایک یا دو عالم کا۔ اسی کی پرستش اور حمد و ثنا چاہیئے۔ دوسروں کی مہما اور استت کرنا غلطی ہے۔ اس صورت میں جو صفتیں بُت پرستوں نے چار دیوتاؤں کے لیے مقرر کر رکھی تھیں خدا تعالیٰ نے ان سب کو اپنی ذات میں جمع کر دیا ہے اور صرف اپنی ذات کو ان صفات کا منبع ظاہر فرمایا۔ بُت پرست قدیم سے یہ بھی خیال کرتے تھے کہ خدا کی اصولی صفات یعنی جو اصل جڑ تمام صفات کی ہیں وہ صرف چار ہیں۔ پیدا کرنا۔ پھر مناسب حال سامان عطا کرنا۔ پھر ترقی کے لیے عمل کرنے والوں کی مدد کرنا۔ پھر آخر میں جزا و سزا دینا۔ اور وہ ان چار صفات کو چار دیوتاؤں کی طرف منسوب کرتے تھے۔ اسی بناء پر نوح کی قوم کے بھی چار ہی دیوتا تھے۔ اور انہیں صفات کے لحاظ سے

مگر اس جگہ فرشتوں سے یہ چار دیوتے مراد ہیں یعنی اگنی اور سورج وغیرہ جو خدا تعالیٰ کی چار صفتوں کو اُٹھا رہے ہیں یہ وہی صفتیں ہیں جن کو دوسرے لفظوں میں عرش کہا گیا ہے۔ اس فلسفہ کا وید کو بھی اقرار ہے۔ مگر یہ لوگ خوب وید دان ہیں جو اپنے گھر کے مسئلہ سے بھی انکار کر رہے ہیں۔

غرض وید کے یہ چار دیوتے یعنی اگنی، سُورج، چاند، دھرتی خدا کے عرش کو جو صفت ربوبیت اور رحمانیت اور رحیمیت اور مالک یوم الدین ہے اُٹھا رہے ہیں۔ اور فرشتہ کا لفظ قرآن شریف میں عام ہے۔ ہر ایک چیز جو اس کی آواز سُنتی ہے وہ اس کا فرشتہ ہے۔ پس دُنیا کا ذرہ ذرہ خدا کا فرشتہ ہے کیونکہ وہ اس کی آواز سُنتے ہیں اور اس کی فرمانبرداری کرتے ہیں۔ اور اگر ذرہ ذرہ اس کی آواز سُنتا نہیں تو خُدا نے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

عرب کے بُت پرستوں نے بھی لات، منات، عزّیٰ اور ہبل بنا رکھے تھے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ یہ چار دیوتا بالارادہ دُنیا میں اپنے اپنے رنگوں میں پرورش کر رہے ہیں اور ہمارے شفیع ہیں اور ہمیں خدا تک بھی پہنچاتے ہیں چنانچہ یہ مطلب آیت لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى[1] سے ظاہر ہے۔

اور جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں وید بھی ان چاروں دیوتاؤں کی مہما اور استت کی ترغیب دیتا ہے۔ اور وید میں اگرچہ اور دیوتاؤں کا بھی ذکر ہے لیکن اصولی دیوتے جن سے اور سب دیوتے پیدا ہوتے ہیں یا یوں کہو کہ ان کی شاخ ہیں وہ چار ہی ہیں کیونکہ کام بھی چار ہی ہیں۔ پس قرآن شریف کی پہلی غرض یہی تھی کہ وید وغیرہ مذاہب کے دیوتاؤں کو نیست و نابود کرے اور ظاہر کرے کہ یہ لوگوں کی غلطیاں ہیں کہ اور اور چیزوں کو دیوتا یعنی رب النوع بنا رکھا تھا۔ بلکہ یہ چار صفتیں خاص خدا تعالیٰ کی ہیں اور ان چار صفتوں کے عرش کو خادموں اور نوکروں کی طرح یہ بے جان دیوتے اُٹھا رہے ہیں چنانچہ کسی نے کہا ہے ؎

حمد را با تو نسبتے است درست
بر درِ ہر کہ رفت بزورِ تست

پس یہ اعتراض جو آریہ صاحبان ہمیشہ سے کرتے ہیں یہ تو درحقیقت اُن کے ویدوں پر اعتراض ہے کیونکہ مسلمان تو اس خدا کی پرستش کرتے ہیں جو مخدوم ہے مگر آریہ صاحبان ان جھوٹے دیوتاؤں کو خدا سمجھ رہے ہیں جو خادموں اور نوکروں چاکروں کی طرح خدا تعالیٰ کی صفات اربعہ کا عرش اپنے سر پر اُٹھا رہے ہیں بلکہ وہ تو چاکروں کے بھی چاکر ہیں کیونکہ ان پر اور طاقتیں بھی مسلط ہیں جو ملائک کے نام سے موسوم ہیں جو ان دیوتاؤں کی طاقتوں کو قائم رکھتے ہیں جن میں سے زبان شرع میں کسی کو جبرئیل کہتے ہیں اور کسی کو میکائیل اور کسی کو عزرائیل اور کسی کو اسرافیل اور سناتن دھرم والے اس قسم کے ملائک کے بھی قائل ہیں اور ان کا نام جَم رکھتے ہیں۔ منہ

[1] الزمر: ۴

زمین و آسمان کے اجرام کو کس طرح پیدا کر لیا اور یہ استعارہ جو ہم نے بیان کیا ہے اس طرح خدا کے کلام میں بہت سے استعارات ہیں جو نہایت لطیف علم اور حکمت پر مشتمل ہیں۔ اگر اب بھی کوئی شخص ناسمجھی سے باز نہ آوے تو وہ کوئی اعتراض منتخب کر کے اسلام پر پیش کرے اور پھر انسانیت اور تحمل سے اس کا جواب سُنے۔ ورنہ ایسے اعتراضات سے اگر کچھ ثابت ہوتا ہے تو بس یہی کہ معترض حقیقت سے بے خبر اور دل اس کا تعصب سے پُر اور غرض اس کی محض تحقیر ہے۔ دین ایک علم ہے اور اپنے اندر اسرار رکھتا ہے۔ کیا لازم ہے کہ اس طرح پر افترا ء کے طور پر اعتراض کئے جائیں۔ ورنہ مسلمان بوجہ اولیٰ کہہ سکتے ہیں کہ جن خداؤں کو وید نے پیش کیا ہے وہ تو یہی ہیں کہ سُورج، چاند، آگ، پانی، زمین وغیرہ مخلوق چیزیں ہیں۔ یہ سب محدود اور مخلوق اور بے جان ہیں۔ اس لیے آریہ صاحبوں کا پرمیشر نہ صرف محدود بلکہ بے جان چیز ہے۔ اس لیے اُن کی آواز نہیں سُن سکتا اور نہ جواب دے سکتا ہے۔

پھر جس پرمیشر نے کچھ پیدا ہی نہیں کیا اس کا محدود ہونا تو بہر حال ماننا پڑے گا کیونکہ اس طرح پر سمجھ لو کہ رُوحوں اور پرمانو اور پرمیشر سے گویا ایک شہر آباد جس کے ایک محلہ میں تو ارواح یعنی جیو رہتے ہیں اور دوسرے محلہ میں پرمانو یعنی ذرّات اجسام رہتے ہیں اور تیسرے محلہ کے کونے میں پرمیشر رہتا ہے۔ کیونکہ جو چیزیں انادی اور اپنا اپنا وجود مستقل رکھتی ہیں ان میں پرمیشر دھنس نہیں سکتا۔ کیا تم سرب بیاپک ہو سکتے ہو؟ پس سوچ کر دیکھو کہ انادی اور غیر مخلوق ہونے کی حیثیت سے تم میں اور پرمیشر میں کیا فرق ہے۔ پس وہ کیونکر غیر میں دھنس جائے گا۔ پس خواہ مخواہ تمہارا پرمیشر محدود ہو گیا اور بوجہ محدود ہونے کے علم بھی محدود ہو گیا۔ مگر اس خدا کو کون محدود کہہ سکتا ہے جس کو قرآن شریف نے پیش کیا ہے جس کی نسبت وہ کہتا ہے کہ ہر ایک جان کی وہی جان ہے جس کے ساتھ وہ زندہ ہے اور ذرّہ ذرّہ اس کے ہاتھ سے نکلا اور اسی کے سہارے سے موجود ہے اور سب چیز پر وہ محیط ہے کیونکہ ہر ایک چیز اسی سے نکلی ہے۔ نادان انسان جو تعصّب سے بھرا ہوتا ہے ایک بات اپنے منہ سے نکالتا ہے اور کبھی ارادہ نہیں رکھتا کہ اس کا فیصلہ کرے۔ یہی آریہ صاحبان کا حال ہے گویا وہ اس دُنیا میں ہمیشہ رہیں گے ورنہ ہم کہتے ہیں کہ اگر تم قرآن شریف کی ایک بات کو بھی ردّ کر سکو تو جو تاوان چاہو ہم پر لگا لو خواہ تم تمام جائداد ہماری لے لو۔ مگر کیا کسی کی نیّت ہے کہ آرام سے اور آہستگی سے جیسا کہ عدالت میں مقدمات فیصلہ پاتے ہیں کسی چیز کا فیصلہ کرے۔ ہرگز نہیں۔ پس صبر کرو جب تک خدا ہمارا تمہارا فیصلہ کرے۔

(۲) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ فرشتے خدا کو جا کر نیکی بدی کی خبر دیتے ہیں اور اس وقت تک وہ بے خبر ہوتا ہے۔

الجواب:۔ اس کا جواب یہ ہے کہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ۔ ورنہ کھول کر دکھلاؤ کہ

کہاں قرآن شریف میں لکھا ہے کہ مَیں مخلوق کے حال سے بے خبر ہوں جب تک کوئی فرشتہ مجھے خبر نہ دے۔ وہ تو بار بار قرآن شریف میں کہتا ہے کہ ذرہ ذرہ کی مجھے خبر ہے۔ ایک پتہ بھی میرے حکم کے بغیر نہیں گرتا۔ مَیں تعجب کرتا ہوں کہ یہ کس قسم کی رُوحیں ہیں کہ دلیری سے اس قدر افتراء کرتے ہیں۔ سارا قرآن اس بات سے بھرا ہوا ہے کہ خدا ہر ایک چیز کا بالذات علم رکھتا ہے۔ پس ہم افتراء کا کیا نام رکھیں کہ گویا مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا کو کچھ بھی اپنی مخلوق کی خبر نہیں جب تک فرشتے جا کر رپورٹ نہ دیں۔

(۳) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ خدا پہلے کچھ مدت تک بیکار رہا ہے کیونکہ دُنیا ہمیشہ سے نہیں۔

الجواب:۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہرگز نہیں ہے کہ انسان کے پیدا کرنے سے پہلے خدا بیکار تھا بلکہ وہ قرآن شریف میں بار بار کہتا ہے کہ میں قدیم سے خالق ہوں۔ مگر اس بات کی تفصیل کہ وہ کس کس مخلوق کو پیدا کرتا ہے یہ امر انسان کے احاطۂ اقتدار سے باہر ہے۔ ہم قرآن کی رُو سے ایمان رکھتے ہیں کہ وہ کبھی معطل نہیں رہا۔ مگر اس کی تفصیل کو ہم نہیں جانتے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ اس نے کتنی مرتبہ اس دُنیا کو بنایا اور کتنی مرتبہ ہلاک کیا۔ یہ لمبا اور غیر متناہی علم خدا کو ہے کسی دفتر میں یہ سما نہیں سکتا۔ ہاں عیسائیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ صرف چند مدت سے خدا نے دنیا کو پیدا کیا ہے پہلے کچھ نہ تھا اور قدیم سے وہ خالق نہیں ہے سو یہ اعتراض ان پر کرو۔ اور پھر آپ لوگوں کو شرم کرنا چاہیئے کہ ہم تو مانتے ہیں کہ ہمارا خدا قدیم سے ذرات اجسام پیدا کرتا رہا اور قدیم سے رُوحیں بھی پیدا کرتا رہا۔ مگر آپ لوگ تو قطع نظر قدیم کے ایک مرتبہ کے لیے بھی خدا تعالیٰ کی ان صفات کو نہیں مانتے۔ پھر کیوں اپنے گھر سے بے خبر رہ کر اسلام پر محض افتراء کے طور پر اعتراض کر دیتے ہیں۔ ورنہ حیا اور شرم کر کے قرآن شریف سے ہمیں دکھلا دو کہ کہاں لکھا ہے کہ مَیں قدیم سے خالق نہیں ہوں۔ مگر آپ کا پرمیشر تو بجز معمار یا نجار کی حیثیت سے زیادہ مرتبہ نہیں رکھتا اور کیونکر معلوم ہوا کہ وہ عالم الغیب ہے۔ اس کا وید میں کیا ثبوت ہے ذرا ہوش سے جواب دو۔

(۴) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ مسلمانوں کا خدا متغیّر ہے۔ کبھی کوئی حکم دیتا ہے کبھی کوئی۔

الجواب:۔ خدا آپ لوگوں کو ہدایت دے۔ قرآن شریف میں کہیں نہیں لکھا کہ خدا متغیّر ہے بلکہ یہ لکھا ہے کہ انسان متغیّر ہے اس لیے اس کے مناسب حال خدا اس کے لیے تبدیلیاں کرتا ہے۔ جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو صرف اس کو خون کی غذا ملتی ہے۔ اور جب پیدا ہوتا ہے۔ تو ایک مدت تک صرف دودھ پیتا ہے۔ اور پھر بعد اس کے اناج کھاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ تینوں سامان اس کیلئے وقتاً فوقتاً پیدا کر دیتا ہے۔ پیٹ میں ہونے کی حالت میں پیٹ کے فرشتوں کو جو اندرونی ذرات ہیں حکم کر دیتا

ہے کہ اس کی غذا کیلئے خون بنادیں۔ اور پھر جب پیدا ہوتا ہے تو اس حکم کو منسوخ کر دیتا ہے۔ تو پھر پستان کے فرشتوں کو جو اس کے ذرات ہیں حکم کرتا ہے جو اس کیلئے دودھ بنادیں۔ اور جب وہ دودھ سے پرورش پا چکتا ہے تو پھر اس حکم کو بھی منسوخ کر دیتا ہے۔ تو پھر زمین کے فرشتوں کو جو اس کے ذرات ہیں حکم کرتا ہے جو اس کیلئے اخیر مدت تک اناج اور پانی پیدا کرتے رہیں۔ پس ہم مانتے ہیں کہ ایسے تغیر خدا کے احکام میں ہیں۔ خواہ بذریعہ قانونِ قدرت اور خواہ بذریعہ شریعت۔ مگر اس سے خدا میں تغیر کونسا لازم آیا۔ شرم! شرم!! شرم!!!

مگر افسوس کہ وید کی رُو سے خدا ان تغیرات کا مالک نہیں بن سکتا۔ کیونکہ وید تو خدا کے فرشتوں کا منکر ہے پس کیونکر دنیا کے ذرات اور رُوحوں کی قوتیں اس کی آواز سُن سکتی ہیں۔ علم طبعی اور ہیئت کا سلسلہ تبھی خدا کی طرف منسوب ہوسکتا ہے کہ جب طبعی طور پر ہر ایک ذرہ مخلوقات کا خدا کا فرشتہ مان لیا جائے ورنہ فرشتوں کے انکار سے دہریہ بننا پڑے گا کہ جو کچھ دنیا میں ہو رہا ہے پرمیشر کو اس کا کچھ بھی علم نہیں اور نہ اس کی مرضی اور ارادہ سے ہو رہا ہے۔ مثلاً کانوں میں سونا اور چاندی اور پیتل اور تانبا اور لوہا طیار ہوتا ہے۔ اور بعض کانوں میں سے ہیرے نکلتے ہیں اور نیلم پیدا ہوتا ہے اور بعض جگہ یا قوت کی کانیں ہیں۔ اور بعض دریاؤں میں سے موتی پیدا ہوتے ہیں۔ اور ہر ایک جانور کے پیٹ سے بچہ یا انڈہ پیدا ہوتا ہے۔ اب خدا نے تو قرآن شریف میں ہمیں یہ سکھلایا ہے کہ یہ طبعی سلسلہ خود بخود نہیں بلکہ ان چیزوں کے تمام ذرات خدا کی آواز سنتے ہیں اور اس کے فرشتے ہیں یعنی اس کی طرف سے ایک کام کیلئے مقرر شدہ ہیں۔ پس وہ کام اس کی مرضی کے موافق وہ کرتے رہتے ہیں۔ سونے کے ذرات سونا بناتے رہتے ہیں۔ اور چاندی کے ذرات چاندی بناتے رہتے ہیں۔ اور موتی کے ذرات موتی بناتے ہیں۔ اور انسانی وجود کے ذرات ماؤں کے پیٹ میں انسانی بچہ طیار کرتے ہیں اور یہ ذرات خود بخود کچھ بھی کام نہیں کرتے بلکہ خدا کی آواز سُنتے ہیں اور اس کی مرضی کے موافق کام کرتے ہیں۔ اسی لیے وہ اس کے فرشتے کہلاتے ہیں۔ اور کئی قسم کے فرشتے ہوتے ہیں۔ یہ تو زمین کے فرشتے ہیں مگر آسمان کے فرشتے آسمان سے اپنا اثر ڈالتے ہیں۔ جیسا کہ سُورج کی گرمی بھی خدا کا ایک فرشتہ ہے جو پھلوں کو پکاتا اور دوسرے کام کرتا ہے اور ہوائیں بھی خدا کے فرشتے ہیں جو بادلوں کو اکٹھا کرتے اور کھیتوں کو مختلف اثر اپنے پہنچاتے ہیں اور پھر ان کے اوپر اَور بھی فرشتے ہیں جو اُن میں تاثیر ڈالتے ہیں۔ علوم طبعی اس بات کے گواہ ہیں کہ فرشتوں کا وجود ضروری ہے اور ان فرشتوں کو ہم بچشم خود دیکھ رہے ہیں۔ اب بقول آریہ صاحبان وید ان فرشتوں کا منکر ہے پس اس طور سے وہ اس طبعی سلسلہ سے انکاری اور دہریہ مذہب کی بنیاد ڈالتا ہے۔ کیا یہ امر بدیہی اور مشہود محسوس نہیں کہ ہر ایک ذرہ ذرات اجسام میں سے ایک کام میں مشغول ہے۔ یہاں تک کہ شہد کی مکھیاں بھی خدا

کی وحی سے ایک کام کر رہی ہیں۔ پس وید اگر اس سلسلہ سے منکر ہے تو پھر اس کی خیر نہیں۔ اس صورت میں وہ تو دہریہ مذہب کا حامی ہوگا۔ اگر یہی وید ودیا کا نمونہ ہے تو شاباش خوب نمونہ پیش کیا۔

(۵) ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ شفاعت پر بھروسہ شرک ہے۔

الجواب :- قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ[1]۔ یعنی خدا کے اذن کے سوا کوئی شفاعت نہیں ہوسکتی۔ قرآن شریف کی رو سے شفاعت کے معنی ہیں کہ ایک شخص اپنے بھائی کے لیے دُعا کرے کہ وہ مطلب اس کو حاصل ہو جاتے یا کوئی بلا ٹل جاتے۔ پس قرآن شریف کا حکم ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور میں زیادہ جُھکا ہوا ہے وہ اپنے کمزور بھائی کے لیے دُعا کرے کہ اس کو وہ مرتبہ حاصل ہو۔ یہی حقیقت شفاعت ہے۔ سو ہم اپنے بھائیوں کے لیے بیشک دُعا کرتے ہیں کہ خدا اُن کو قوت دے اور اُن کی بلا دور کرے۔ اور یہ ایک ہمدردی کی قسم ہے۔ پس اگر وید نے اس ہمدردی کو نہیں سکھلایا اور وید کی رو سے ایک بھائی دوسرے کے لیے دُعا نہیں کرسکتا تو یہ بات وید کے لیے قابلِ تعریف نہیں بلکہ ایک سخت عیب ہے۔ چونکہ تمام انسان ایک جسم کی طرح ہیں۔ اس لیے خدا نے ہمیں بار بار سکھلایا ہے کہ اگرچہ شفاعت قبول کرنا اس کا کام ہے مگر تم اپنے بھائیوں کی شفاعت میں یعنی ان کے لیے دُعا کرنے میں لگے رہو۔ اور شفاعت سے یعنی ہمدردی کی دُعا سے باز نہ رہو کہ تمہارا ایک دوسرے پر حق ہے۔ اصل میں شفاعت کا لفظ شفع سے لیا گیا ہے۔ شفع جفت کو کہتے ہیں جو طاق کی ضد ہے۔ پس انسان کو اس وقت شفیع کہا جاتا ہے جبکہ وہ کمال ہمدردی سے دوسرے کا جفت ہوکر اس میں فنا ہو جاتا ہے اور دوسرے کے لیے ایسی ہی عافیت مانگتا ہے جیسا کہ اپنے نفس کے لیے۔ اور یاد رہے کہ کسی شخص کا دین کامل نہیں ہوسکتا جب تک کہ شفاعت کے رنگ میں ہمدردی اس میں پیدا نہ ہو۔ بلکہ دین کے دو ہی کامل حصّے ہیں۔ ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور اُن کے لیے دُعا کرنا جس کو دوسرے لفظوں میں شفاعت کہتے ہیں۔

(۶) خدا کی کوئی آواز دُنیا میں سُنائی نہیں دیتی۔

الجواب :- تعجب کہ باوجودیکہ پنڈت لیکھرام کی موت سے تمام آریہ صاحبوں نے ۶؍مارچ کے دن خدا تعالیٰ کی آواز سُن لی۔ اور خدا نے دُنیا میں اشتہار دے دیا کہ لیکھرام بوجہ اپنی بدزبانیوں کے چھ برس تک کسی کے ہاتھ سے مارا جائے گا۔ وہ آواز نہ صرف ہم نے سُنی بلکہ ہمارے ذریعہ سے سب آریہ

---

[1] البقرۃ : ۲۵۶

صاحبوں نے سُنی۔ مگر کیا اب بھی ثابت نہ ہوا کہ خدا کی آواز دُنیا کو سُنائی دیتی ہے۔ آپ صاحبوں میں سے پکّے آریہ لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکن قادیان بہت سی خدا کی آوازوں کے گواہ ہیں۔ اگر وہ انکار کریں گے اور قوم کو خدا پر مقدم رکھیں گے اور جھوٹ بولیں گے تو شاید کوئی اور آواز آسمانی سُن لیں گے۔

المشتہر

خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی

(۲۶۰)

پگٹ اور ڈوئی کے متعلق پیشگوئیاں

"زمین جب گناہ اور شرک سے آلودہ ہو جاتی ہے۔ اور اس حقیقت سے بے خبر ہو جاتی ہے جو انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔ تب خدا کی رحمت تقاضا کرتی ہے کہ ایک کامل الفطرت انسان کو اپنی ذات سے پاک تعلق بخش کر اور اپنے مکالمہ سے اس کو مشرف کر کے اور اپنی محبت میں اس کو انتہاء تک پہنچا کر اس کے ذریعہ سے دوبارہ زمین کو پاک و صاف کرے۔ انسان خدا تو نہیں ہو سکتا مگر بڑے بڑے تعلقات اس سے پیدا کر لیتا ہے۔ جب وہ بالکل خدا کے لیے ہو جاتا ہے اور اپنے تئیں صاف کرتا کرتا ایک مصفا آئینہ کی طرح بن جاتا ہے۔ تب اس آئینہ میں عکسی طور پر خدا کا چہرہ نمودار ہوتا ہے۔ اس صورت میں وہ بشری اور خدائی صفات میں ایک مشترک چیز بن جاتا ہے۔ اور کبھی اس سے صفات الٰہیہ صادر ہوتی ہیں۔ کیونکہ اس کے آئینہ وجود میں خدا کا چہرہ منعکس ہے۔ اور کبھی اس سے بشری صفات صادر ہوتی ہیں۔ کیونکہ وہ بشر ہے اور ایسے انسانوں کو دیکھنے والے کبھی دھوکہ کھا کر اور صرف ایک پہلو کا کرشمہ دیکھ کر اُن کو خدا سمجھنے لگتے ہیں۔ اور دُنیا میں مخلوق پرستی اسی وجہ سے آئی ہے اور صدہا انسان اسی دھوکہ سے خدا بنائے گئے ہیں۔ مگر ہمارے اس زمانہ میں جس قدر عیسائیوں کا وہ فرقہ جو حضرت مسیحؑ کو خدا جانتا ہے اس دھوکہ میں مبتلا ہے اس قدر کوئی اور قوم مبتلا نہیں۔ مسیح سے صدہا برس پہلے جو لوگ خدا بنائے گئے تھے جیسے راجہ رام چندر۔ راجہ کرشن۔ گوتم بُدھ۔ ہمارے اس زمانہ میں ان کے پَیرو متنبہ ہوتے جاتے ہیں کہ یہ ان کی غلطیاں تھیں۔ مگر افسوس حضرت مسیح کے پیرو اب تک اس زمانہ میں بھی خواہ نخواہ خُدائی کا خطاب انکو دے رہے ہیں۔ اگرچہ اس خیال کا بطلان ایسا بدیہی تھا کہ کسی دلیل کی ضرورت نہ تھی۔ مگر افسوس کہ عیسائی ابھی تک اس زمانہ کی ہوا سے بھی دُور بیٹھے ہیں۔ بلکہ بعض لوگوں نے جب دیکھا کہ ایسے لغو خیالات کا زمانہ ہی دن بدن مخالف ہوتا جاتا ہے تو انہوں نے اپنے معمولی طریقوں سے مایوس ہو کر یہ ایک نیا طریق اختیار کیا

کہ کوئی ان میں سے الیاس بن گیا اور کسی نے یہ دعویٰ کر دیا کہ مَیں مسیح ابن مریم ہوں اور مَیں ہی خدا ہوں۔ اس مجمل فقرہ سے مراد میری یہ ہے کہ لنڈن میں تو مسٹر پگٹ نے خدائی اور مسیحیت کا دعویٰ کیا۔ اور امریکہ میں مسٹر ڈوئی الیاس بن بیٹھے۔ اور پیشگوئی کر دی کہ مسیح ابنِ مریم پچیس۲۵ برس تک دُنیا میں آجائے گا۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ ڈوئی نے تو بزدلی دکھائی اور الیاس بننے میں بھی اپنی پردہ دری سے ڈرتا رہا۔ اور مسیح نہ بنا بلکہ مسیح کا خادم بنا۔ اور پگٹ نے بڑی ہمت دکھلائی کہ خود مسیح بن گیا۔ نہ صرف مسیح بلکہ خدا ہونے کا بھی دعویٰ کیا۔ اب لنڈن والوں کو کسی بیماری۔ آفت۔ مصیبت کا کیا اندیشہ ہے جن کے شہر میں خدا اُترا ہوا ہے مگر مَیں نے سُنا ہے کہ لنڈن میں کچھ یہودی بھی رہتے ہیں اس لیے بے شک یہ اندیشہ ہے کہ ان کو طبعاً یہ خیال پیدا ہو کہ یہ تو وہی مسیح ہے جو صلیب سے بوجہ غشی کے غلطی کے ساتھ اُتار اگیا اور پھر موقع پا کر مشرقی بلاد کی طرف بھاگ گیا۔ آخر اب ایسے طور سے اس کو صلیب دیں کہ کام تمام ہو جائے اور پھر کسی طرف بھاگ نہ سکے اور ساتھ ہی یہ فکر بھی ہے کہ مبادا عیسائیوں کو بھی خیال آجائے کہ پہلا کفارہ پُرانا اور بودا ہو چکا ہے۔ اور شراب خوری اور فسق و فجور کی کثرت نے ثابت بھی کر دیا ہے کہ اس کفارہ کی تاثیر جاتی رہی ہے۔ اس لیے اب ایک نئے خون کی ضرورت ہے۔ سو مَیں ہمدردی سے کہتا ہوں کہ مسٹر پگٹ کو ان ہر دو فرقوں سے چوکس رہنا چاہیئے۔ القصہ ان دونوں میں جبکہ زمین میں ایسے ایسے جھوٹے اور ناپاک دعوے کئے گئے ہیں۔ اس لیے خدا نے جو زمین پر بدی اور ناپاکی کا پھیلنا پسند نہیں کرتا مجھے اپنا مسیح کر کے بھیجا تا وہ زمین کی تاریکی کو اپنی توحید سے روشن کرے اور شرک کی نجاست سے دُنیا کو مخلصی بخشے۔ پس مَیں وہی مسیح موعود ہوں جو ایسے وقت میں آنے والا تھا۔ اور مَیں صرف اپنے مُنہ سے نہیں کہتا کہ مَیں مسیح موعود ہوں بلکہ وہ خدا جس نے زمین و آسمان بنایا میری گواہی دیتا ہے اس نے اس گواہی کے پورا کرنے کے لیے صدہا نشان میرے لیے ظاہر کئے اور کر رہا ہے۔ اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس کا فضل اس مسیح سے مجھ پر زیادہ ہے جو مجھ سے پہلے گذر چکا ہے۔ میرے آئینہ میں اس کا چہرہ اس سے زیادہ وسیع طور پر منعکس ہوا ہے۔ جو اس کے آئینہ میں ہوا تھا۔ اگر مَیں صرف اپنے منہ سے کہتا ہوں تو میں جھوٹا ہوں لیکن اگر وہ میرے لیے گواہی دیتا ہے تو کوئی مجھے جھوٹا قرار نہیں دے سکتا۔ میرے لیے اس کی ہزارہا گواہیاں ہیں جن کو مَیں شمار نہیں کر سکتا مگر منجملہ ان کے ایک یہ بھی گواہی ہے۔ کہ یہ دلیر دروغ گو یعنی پگٹ جس نے خدا ہونے کا لنڈن میں دعویٰ کیا ہے وہ میری آنکھوں کے سامنے نیست و نابود ہو جائے گا۔ دوسری یہ گواہی ہے کہ مسٹر ڈوئی اگر میری درخواست مباہلہ قبول کرے گا اور صراحتاً یا اشارۃً میرے مقابلہ پر کھڑا ہوگا تو میرے دیکھتے دیکھتے بڑی حسرت اور دُکھ کے ساتھ اس دُنیائے فانی کو چھوڑ

دیگا۔ یہ دو نشان ہیں جو یورپ اور امریکہ کے لیے خاص کئے گئے ہیں۔ کاش وہ ان پر غور کریں اور ان سے فائدہ اُٹھاویں۔

یاد رہے کہ اب تک ڈوئی نے میری اس درخواست مباہلہ کا کچھ جواب نہیں دیا اور نہ اپنے اخبار میں کچھ اشارہ کیا ہے۔ اس لیے مَیں آج سے جو ۲۳ اگست ۱۹۰۳ء ہے اس کو پُورے سات ماہ کی اور مہلت دیتا ہوں اگر وہ اس مُہلت میں میرے مقابلہ پر آگیا اور جس طور سے مقابلہ کرنے کی مَیں نے تجویز کی ہے جس کو مَیں شائع کر چکا ہوں اس تجویز کو پورے طور پر منظور کر کے اپنے اخبار میں عام اشتہار دیدیا تو جلد تر دُنیا دیکھ لے گی کہ اس مقابلہ کا انجام کیا ہوگا۔ مَیں عمر میں ستّر برس کے قریب ہوں۔ اور وہ جیسا کہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے جو میری نسبت گویا ایک بچہ ہے۔ لیکن مَیں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پروا نہیں کی۔ کیونکہ اس مباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا۔ بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا مالک اور احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کرے گا۔ اور اگر مسٹر ڈوئی اس مقابلہ سے بھاگ گیا۔ تو دیکھو آج مَیں تمام امریکہ اور یورپ کے باشندوں کو اس بات پر گواہ کرتا ہوں۔ کہ یہ طریق اس کا بھی شکست کی صورت سمجھی جائے گی۔ اور نیز اس صورت میں پبلک کو یقین کرنا چاہیئے کہ یہ تمام دعویٰ اس کا الیاس بننے کا محض زبان کا مکر اور فریب تھا۔ اور اگرچہ وہ اس طرح سے موت سے بھاگنا چاہے گا لیکن درحقیقت ایسے بھاری مقابلہ سے گریز کرنا بھی ایک موت ہے پس یقین سمجھو کہ اس کے صیہون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں سے ضرور ایک صورت اس کو پکڑ لے گی۔ اب مَیں اس مضمون کو اس دُعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا اور ظاہر ہوتا رہے گا۔ یہ فیصلہ جلد کر۔ کہ پگٹ اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے۔ کیونکہ اس زمانہ میں تیرے عاجز بندے اپنے جیسے انسانوں کی پرستش میں گرفتار ہو کر تجھ سے بہت دُور جا پڑے ہیں۔ سو اے ہمارے پیارے خدا ان کو اس مخلوق پرستی کے اثر سے رہائی بخش۔ اور اپنے وعدوں کو پورا کر جو اس زمانہ کے لیے تیرے تمام نبیوں نے کئے ہیں۔ ان کانٹوں میں سے زخمی لوگوں کو باہر نکال اور حقیقی نجات کے سرچشمہ سے ان کو سیراب کر۔ کیونکہ سب نجات تیری معرفت اور تیری محبت میں ہے کسی انسان کے خون میں نجات نہیں۔ اے رحیم کریم خدا! ان کی مخلوق پرستی پر بہت زمانہ گذر گیا ہے۔ اب ان پر تُو رحم کر اور ان کی آنکھیں کھول دے۔ اے قادر اور رحیم خدا! سب کچھ تیرے ہاتھ میں ہے۔ اب تُو ان بندوں کو اس اسیری سے رہائی بخش۔ اور صلیب اور خونِ مسیح کے خیالات سے ان کو بچا لے۔ اے قادر کریم خدا! ان کے لیے میری دُعا سُن اور آسمان سے ان کے دلوں پر ایک نور نازل کر تا وہ تجھے دیکھ لیں۔ کون خیال کر سکتا ہے کہ وہ تجھے دیکھیں گے۔ کس کے ضمیر میں ہے کہ وہ مخلوق پرستی کو چھوڑ دیں گے۔ اور تیری آواز سُنیں گے۔ پَر اے خدا تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ تو نوح کے دنوں کی طرح انکو

ہلاک مت کر کہ آخر وہ تیرے بندے ہیں۔ بلکہ ان پر رحم کر۔ اور ان کے دلوں کو سچائی کے قبول کرنے کے لیے کھول دے۔ ہر ایک قفل کی تیرے ہاتھ میں کُنجی ہے۔ جبکہ تُو نے مجھے اس کام کے لیے بھیجا ہے۔ سو مَیں تیرے مُنہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ مَیں نامرادی سے مروں۔ اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے مجھے تُو نے وعدے دیئے ہیں ان وعدوں کو تُو ضرور پورا کرے گا۔ کیونکہ تُو ہمارا خدا صادق خدا ہے۔ اے میرے رحیم خُدا اس دُنیا میں میرا بہشت کیا ہے۔ بس یہی کہ تیرے بندے مخلوق پرستی سے نجات پا جائیں سو میرا بہشت مجھے عطا کر۔ اور ان لوگوں کے مَردوں اور ان لوگوں کی عورتوں اور ان کے بچّوں پر یہ حقیقت ظاہر کر دے کہ وہ خدا جس کی طرف توریت اور دوسری پاک کتابوں نے بُلایا ہے اس سے وہ بے خبر ہیں۔ اے قادر کریم میری سُن لے کہ تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔ آمین ثم آمین"۔

۲۳ر اگست ۱۹۰۳ء

(منقول از ریویو آف ریلیجنز۔ جلد ۶ نمبر ۴ ماہ اپریل ۱۹۰۷ء)

(نوٹ از مرتب) حضورؑ کے اس اشتہار کا بھی امریکہ کے اخباروں میں بڑا چرچا ہوا۔ آخر اس اشتہار کے جواب میں ڈوئی اشاروں اشاروں سے میدانِ مقابلہ میں آ ہی گیا۔ اور ۲۶ر ستمبر ۱۹۰۳ء کو اپنے اخبار میں لکھا کہ

"لوگ مجھے بعض اوقات کہتے ہیں کہ کیوں تم فلاں فلاں بات کا جواب نہیں دیتے کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان کیڑوں مکوڑوں کا جواب دوں گا۔ اگر مَیں اپنا پاؤں ان پر رکھوں تو ایک دم میں ان کو کُچل سکتا ہوں مگر مَیں ان کو حق دیتا ہوں کہ میرے سامنے سے دُور چلے جائیں۔ اور کچھ دن اور زندہ رہ لیں"۔

اور ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۳ء کو لکھا:۔

"اگر مَیں خدا کی زمین پر خدا کا پیغمبر نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں"۔

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز اُردو ۱۹۰۳ء صفحہ ۱۴۵۔ ۱۴۶)

اس کے بعد ڈوئی کا جو عبرتناک انجام ہوا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کے مطابق اس پر خُدائی قہری تجلّی کے جو آثار نمایاں ہوئے ان کا مختصر تذکرہ بھی سُن لیجئے۔

۱۔ اس کی پیدائش ناجائز نکلی۔ اور ولدالحرام ثابت ہوا۔ اخبار "نیو یارک ورلڈ" میں ڈوئی کے سات خطوط شائع ہوئے جو اُس نے اپنے باپ "جان مرے ڈوئی" کو اپنی ناجائز ولادت کے بارے میں لکھے تھے جب ملک میں اس کا عام چرچا ہونے لگا۔ تو خود ڈوئی نے ۲۵ر ستمبر ۱۹۰۴ء کو اعلان کیا کہ وہ چونکہ ڈوئی کا بیٹا نہیں

اس لیے ڈوئی کا لفظ اس کے نام کے ساتھ ہرگز استعمال نہ کیا جائے۔

(رسالہ انڈی پنڈنٹ ۱۹؍اپریل ۱۹۰۲ء بحوالہ الیگزنڈر ڈوئی کا عبرتناک انجام صفحہ ۵۲-۵۷)

۲- ایک موقع پر جبکہ اس نے اپنا اثر ورسوخ تمام امریکہ میں پھیلانے کے لیے نیویارک میں متواتر دو ہفتے جلسے کرنے کا ارادہ کیا اور لاکھوں ڈالر کے خرچ سے اس کا انتظام کیا گیا۔ ڈوئی ایک مسحور کن مقرر کی شہرت رکھتا تھا۔ لیکن نیویارک میں جلسہ شروع کرتے وقت وہ کوئی مؤثر تقریر نہ کر سکا۔ اور لوگ جلسہ سے باہر جانے شروع ہوگئے وہ بہت چلایا کہ بیٹھ جاؤ۔ لیکن کسی نے نہ سُنی۔ اور جلسے سخت ناکام ہوگئے۔ چنانچہ نیویارک امریکن نے اپنی اشاعت ۱۹؍اکتوبر ۱۹۰۳ء میں لکھا:۔

"نیویارک ایلیا کے لیے واٹرلو کا میدان بن گیا۔"

۳- یکم جنوری ۱۹۰۴ء کو ڈوئی دُنیا کے سفر پر روانہ ہوا۔ تاکہ آسٹریلیا اور یورپ میں کامیابی حاصل کرے۔ مگر اس نے اپنی تقریروں میں بعض ایسی باتیں کہیں جن کی وجہ سے وہ آسٹریلیا میں ناکام ہوگیا۔ اور انگلستان میں اس کو جگہ دینے سے انکار کر دیا گیا۔ آخر اسے وہاں سے واپس آنا پڑا۔ واپسی پر اپنے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی ہمراہ لایا۔ جس پر لوگوں کو اعتراض ہوا۔ پہلے تو اس نے تعدد ازدواج کی خوبی بیان کر کے اپنے پر سے الزام ہٹانے کی کوشش کی۔ مگر مرید اس کی طرف مائل نہ ہوتے۔ تب اس نے اپنی بیوی کو طلاق دیدی تاکہ اس دوشیزہ کے لیے راستہ صاف ہو جاتے۔ بیوی اور بیٹا طلاق کی وجہ سے اس سے الگ ہوگئے۔

۴- ستمبر ۱۹۰۵ء کی آخری اتوار کو ڈوئی نے صیحون میں ایک غیر معمولی جلسہ کا انتظام کیا اس تقریب کے خاتمہ پر چند افتتاحی الفاظ کہنے کے لیے ڈوئی جب سامنے آیا تو عین اس وقت اس پر فالج گرا۔ اور وہ گرنے ہی لگا تھا کہ اس کے دو مرید اسے سہارا دے کر گھسیٹتے ہوئے اسے ہال سے باہر لے گئے۔ فالج کے اس شدید حملے کے ابھی اثرات چل ہی رہے تھے کہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۰۵ء کو اس پر دوبارہ فالج گرا۔ آخر مجبور ہو کر اسے صیحون سے نکلنا پڑا۔ اور علاج اور صحت کے لیے گرم علاقہ جزیرہ کی طرف چلا گیا۔

"وہ شہر صیحون جس کے متعلق ڈوئی کا دعویٰ تھا کہ مسیح اسی شہر میں نازل ہوگا۔ اور اس کے لیے اس نے ۶۵۰۰ ایکڑ زمین خریدی تھی اور بتایا گیا تھا کہ اس کا ڈیزائن دس لاکھ آدمی کی سکونت گاہ ہوگا۔ اور اسے اس کا بانی دُنیا کا دارالحکومت بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔"

(رسالہ منسی میگزین (Munseys Magazine) بحوالہ عبرتناک انجام صفحہ ۴)

صیحون سے باہر قدم رکھتے ہی اس کے مُریدوں میں بغاوت پھیل گئی۔ تحقیقات سے معلوم ہوا کہ وہ نہایت ناپاک اور سیاہ کار انسان ہے۔ مریدوں کو شراب پینے سے روکتا۔ مگر خود گھر میں شراب پیا کرتا تھا بعض کنواری لڑکیوں سے اس کے ناجائز تعلقات ثابت ہوتے۔ اور تقریباً پچاس لاکھ روپے کی خیانت بھی ثابت ہوئی۔ یہ رقوم بطور

تحائف صیحون کی خوبصورت عورتوں کو دیا کرتا تھا۔ ڈوئی ان الزامات کی بریت ثابت نہ کر سکا۔ اس انکشاف سے اس کے خلاف نفرت انتہاء کو پہنچ گئی۔ اس کے اور بھی بہت سے جھوٹ اور غلط بیانیاں اور بددیانتیاں ثابت ہوگئیں۔ آخر وہ انتہائی ذلت دکھ اور بیماری کی حالت میں ۹ر مارچ ۱۹۰۷ء کی صبح کو مر گیا۔ اس کی موت سے چند دن پہلے" ہاربز ویکلی" (HARBOUR`S WEEKLY) نے اس کے آخری دنوں کی تصویر یوں کھینچی:

" قدرت نے اس پر سے ترقی کے پنڈولم کو واپس گھما دیا ہے۔ اور وہ اپنے آپ پر قدرت سے بھی محروم ہو چکا ہے۔ شکاگو سے آمدہ رپورٹوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ شخص جو اس قدر لمبے عرصہ تک اتنی بے باکی کے ساتھ اپنے آپ کو ایلیا۔ سوم کہتا رہا۔ اب بے بسی کیساتھ اپنے بستر مرگ پر پڑا ہے۔ وہ اس بات کے بالکل ناقابل ہے کہ اپنے آپ کو ادھر سے اُدھر بھی ہلا سکے اور اس پر مجبور ہے کہ جہاں کہیں اس کا نیگرو نوکر اس کو ڈال دے وہاں پڑا رہے"۔

(عبرتناک انجام صـ۹۳)

رسالہ" انڈی پنڈنٹ" نے ۱۴ر مارچ ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں اپنے ایڈیٹوریل میں لکھا:۔

" وہ (ڈوئی) اپنی مذہبی اور مالی طاقت میں آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے کمال تک پہنچا مگر پھر یک لخت نیچے آ گرا۔ اس حال میں اس کی بیوی۔ اس کا لڑکا۔ اس کا چرچ سب اس کو چھوڑ چکے تھے۔ اس نے اپنے مزعومہ پیغمبری مرتبہ کے لیے رنگا رنگ کا ایسا لباس بنوایا ہوا تھا جو یوسف یا ہارون نے کبھی نہ پہنا ہوگا۔۔۔۔۔۔۔ شہر صیہون کے لیے اور اپنی ذاتی شان و شوکت کے لیے اُس نے اُن اموال کو جو اس کی تحویل میں دیئے گئے تھے۔ ناجائز طور پر استعمال کیا"۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹینیکا میں لکھا ہے:۔

" اپریل ۱۹۰۶ء میں ڈوئی کے اقتدار کے خلاف شہر صیحون میں بغاوت ہوگئی۔ اور اس پر غبن اور تعدد ازدواج کا الزام لگایا گیا۔ اور اس کی بیوی اور اس کے لڑکے کی رضامندی سے اسے معزول کر دیا گیا۔ اب ڈوئی کی صحت تباہ ہو چکی تھی اور وہ بدیہی طور پر پاگل ہو چکا تھا اس حالت میں اس پر فالج کا حملہ ہوا۔ جس کے باعث مارچ ۱۹۰۷ء میں وہ شہر صیحون میں مر گیا"۔

یہ تو ڈوئی کا انجام ہوا۔ اب پگٹ کے متعلق سُنیئے:۔

پگٹ لنڈن کا ایک پادری تھا۔ جس نے دعویٰ کیا کہ وہ مسیح موعود ہے۔ چند آدمی اس کے ساتھ ہوگئے۔ اس کا ایک ٹائپ شدہ اشتہار مفتی محمد صادق صاحب کے نام آیا تھا۔ مفتی صاحب نے وہ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیا۔ تب حضورؑ نے ایک چھوٹا سا اشتہار صرف ایک صفحہ کا لکھکر مولوی محمد علی صاحب کو دیا کہ اس کا انگریزی ترجمہ کر کے اور چھپوا کر ولایت بھیجدیں اس اشتہار میں حضورؑ نے لکھا تھا کہ تمہارے دعویٰ کا اشتہار ہمارے سیکرٹری کے پاس پہنچا ہے۔ تم اس دعویٰ میں جھوٹے ہو۔ اگر طاقت رکھتے ہو تو میرا مقابلہ کرو۔ خُدا نے مجھ کو بتایا ہے کہ مَیں مسیح موعود ہوں اور اسلام سچا دین ہے۔ یہ اشتہار جب اس کو پہنچا تو اس نے خاموشی اختیار کر لی۔ اس اشتہار کو ولایت کے اخباروں نے بھی چھاپا۔ ان دنوں میں ایک عورت اس کے پاس رہتی تھی اس کے ساتھ اس کا تعلق ہو گیا۔ اور اس کی بدنامی کی خبریں اخباروں میں شائع ہوئیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس اشتہار کے پہنچنے کے بعد وہ خاموش ہو گیا۔ اسی خاموشی میں ہی وہ فوت ہو گیا اور اس کی کوئی جماعت نہ بنی۔

(عبداللطیف بہاولپوری)

(۲۶۱)

ریویو آف ریلیجنز انگریزی کی توسیع اشاعت

کے بارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریک

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم　　　نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

چونکہ ہماری تمام جماعت کو معلوم ہوگا کہ اصل غرض خدا تعالےٰ کی میرے بھیجنے سے یہی ہے کہ جو جو غلطیاں اور گمراہیاں عیسائی مذہب نے پھیلائی ہیں ان کو دُور کرکے دُنیا کے عام لوگوں کو اسلام کی طرف مائل کیا جاوے اور اس غرض مذکورہ بالا کو جس کو دوسرے لفظوں میں احادیثِ صحیحہ میں کسرِ صلیب کے نام سے یاد کیا گیا ہے، پورا کیا جاتے۔ اس لیے اور انہیں اغراض کے پورا کرنے کے لیے رسالہ انگریزی جاری کیا گیا ہے جس کا شیوع یعنے شائع ہونا امریکہ اور یورپ کے اکثر حصّوں میں بخوبی ثابت ہوچکا ہے اور بہت سے دلوں پر اثر ہونا شروع ہوگیا ہے بلکہ اُمید سے زیادہ اس رسالہ کی شہرت ہوچکی ہے اور لوگ نہایت سرگرم شوق سے اس رسالہ کے منتظر پائے جاتے ہیں۔ لیکن اب تک اس رسالہ کے شائع کرنے کے لیے مستقل سرمایہ کا انتظام کافی نہیں۔ اگر خدانخواستہ یہ رسالہ کم توجہی اس جماعت سے بند ہوگیا تو یہ واقعہ اس سلسلہ کے لیے ایک ماتم ہوگا۔ اس لیے میں پورے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے مخلص جوانمردوں کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس رسالہ کی اعانت اور مالی امداد میں جہاں تک ان سے ممکن ہے اپنی ہمت دکھلاویں۔ دنیا جائے گذشتنی گذاشتنی ہے اور جب انسان ایک ضروری وقت میں ایک نیک کام کے بجالانے میں پوری کوشش نہیں کرتا تو پھر وہ گیا ہوا وقت ہاتھ نہیں آتا۔ اور خود میں دیکھتا ہوں کہ بہت سا حصّہ عمر کا گذار چکا ہوں۔ اور الہام الٰہی اور قیاس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ باقی ماندہ تھوڑا سا حصّہ ہے

پس جو کوئی میری موجودگی اور میری زندگی میں میری منشاء کے مطابق میری اغراض میں مدد دے گا، مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ وہ قیامت میں بھی میرے ساتھ ہوگا۔ اور جو شخص ایسی ضروری مہمات میں مال خرچ کرے گا مَیں اُمید نہیں رکھتا کہ اس مال کے خرچ سے اس کے مال میں کچھ کمی آجائے گی بلکہ اس کے مال میں برکت ہوگی پس چاہیئے کہ خدا تعالیٰ پر توکل کرکے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کہ یہی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ پھر بعد اس کے وہ وقت آتا ہے کہ ایک سونے کا پہاڑ بھی اس راہ میں خرچ کریں تو اس وقت کے پیسہ کے برابر نہیں ہوگا۔ یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے اُمتیں انتظار کر رہی تھیں۔ اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے اور خدا تعالیٰ نے متواتر ظاہر کر دیا ہے کہ واقعی اور قطعی طور پر وہی شخص اس جماعت میں داخل سمجھا جائے گا کہ اپنے عزیز مال کو اس راہ میں خرچ کرے گا۔

یہ ظاہر ہے کہ تم دو چیز سے محبت نہیں کر سکتے اور تمہارے لیے ممکن نہیں کہ مال سے بھی محبت کرو اور خدا سے بھی۔ صرف ایک سے محبت کر سکتے ہو۔ پس خوش قسمت وہ شخص ہے کہ خدا سے محبت کرے اور اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کرکے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا تو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں بھی دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے پس جو شخص خدا کے لیے بعض حصہ مال کا چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا، لیکن جو شخص مال سے محبت کرکے خدا کی راہ میں وہ خدمت بجا نہیں لاتا جو بجا لانی چاہیئے تو وہ ضرور اس مال کو کھوئے گا۔ یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اور یہ مت خیال کرو کہ تم کوئی حصہ مال کا دے کر یا کسی اور رنگ سے کوئی خدمت بجا لاکر خدا تعالیٰ اور اُس کے فرستادہ پر کچھ احسان کرتے ہو، بلکہ یہ اس کا احسان ہے کہ تمہیں اس خدمت کے لیے بُلاتا ہے اور مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تم سب کے سب مجھے چھوڑ دو اور خدمت اور امداد سے پہلو تہی کرو تو وہ ایک قوم پیدا کر دے گا کہ اس کی خدمت بجا لائے گی۔ تم یقیناً سمجھو کہ یہ کام آسمان سے ہے اور تمہاری خدمت صرف تمہاری بھلائی کے لیے ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ تم دل میں تکبر کرو اور یا یہ خیال کرو کہ ہم خدمت مالی یا کسی قسم کی خدمت کرتے ہیں۔ مَیں بار بار تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تمہاری خدمتوں کا ذرا محتاج نہیں۔ ہاں تم پر یہ اس کا فضل ہے کہ تم کو خدمت کا موقع دیتا ہے۔ تھوڑے دن ہوئے کہ بمقام گورداسپور مجھ کو الہام ہوا تھا کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاتَّخِذْنِیْ وَکِیْلًا۔ یعنی میں ہی ہوں کہ ہر ایک کام میں کارساز ہوں

پس تو مجھ کو ہی وکیل یعنی کارساز سمجھ لے اور دوسروں کا اپنے کاموں میں بھی دخل مت سمجھ۔ جب یہ الہام مجھ کو ہوا تو میرے دل پر ایک لرزہ پڑا اور مجھے خیال آیا کہ میری جماعت ابھی اس لائق نہیں کہ خدا تعالیٰ ان کا نام بھی لے اور مجھے اس سے زیادہ کوئی حسرت نہیں کہ میں فوت ہو جاؤں اور جماعت کو ایسی ناتمام اور خام حالت میں چھوڑ جاؤں۔ میں یقیناً سمجھتا ہوں کہ بخل اور ایمان ایک ہی دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ جو شخص سچے دل سے خدا تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے۔ وہ اپنا مال صرف اس مال کو نہیں سمجھتا کہ اس کے صندوق میں بند ہے بلکہ وہ خدا تعالیٰ کے تمام خزائن کو اپنے خزائن سمجھتا ہے اور امساک اس سے اس طرح دُور ہو جاتا ہے جیسا کہ روشنی سے تاریکی دُور ہو جاتی ہے۔ اور یقیناً سمجھو کہ صرف یہی گناہ نہیں کہ میں ایک کام کے لیے کہوں اور کوئی شخص میری جماعت میں سے اس کی طرف کچھ التفات نہ کرے بلکہ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ بھی گناہ ہے کہ کوئی کسی قسم کی خدمت کر کے یہ خیال کرے کہ میں نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم کوئی نیکی کا کام بجا لاؤ گے اور اس وقت کوئی خدمت کرو گے تو اپنی ایمانداری پر مہر لگا دو گے اور تمہاری عمریں زیادہ ہوں گی اور تمہارے مالوں میں برکت دی جائے گی۔

مجھے اس بات کی تصریح کی ضرورت نہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا خدمت بجا لاتے تھے۔ اب تم سوچ کر دیکھو کہ یہ خدمات ان خدمات کے مقابل پر کیا چیز ہیں۔ میں تم میں بہت دیر تک نہیں رہوں گا اور وہ وقت چلا آتا ہے کہ تم پھر مجھے نہیں دیکھو گے اور بہتوں کو حسرت ہوگی کہ کاش ہم نے نظر کے سامنے کوئی قابل قدر کام کیا ہوتا۔ سو اس وقت ان حسرات کا جلد تدارک کرو۔ جس طرح پہلے نبی رسول اپنی اُمت میں نہیں رہے۔ میں بھی نہیں رہوں گا سو اس وقت کی قدر کرو۔ اور اگر تم اس قدر خدمت بجا لاؤ کہ اپنی غیر منقولہ جائدادوں کو اس راہ میں بیچ دو، پھر بھی ادب سے دُور ہوگا کہ تم خیال کرو کہ ہم نے کوئی خدمت کی ہے۔ تمہیں معلوم نہیں کہ اس وقت رحمتِ الٰہی اس دین کی تائید میں جوش میں ہے اور اس کے فرشتے دلوں پر نازل ہو رہے ہیں۔ ہر ایک عقل اور فہم کی بات جو تمہارے دل میں ہے وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہے۔ آسمان سے عجیب سلسلہ انوار جاری اور نازل ہو رہا ہے۔ پس میں بار بار کہتا ہوں کہ خدمت میں جان توڑ کر کوشش کرو مگر دل میں مت لاؤ کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے ہلاک ہو جاؤ گے۔ یہ تمام خیالات ادب سے دُور ہیں اور جس قدر بے ادب جلد تر ہلاک ہو جاتا ہے ایسا جلد کوئی ہلاک نہیں ہوتا۔ اور میں یہ بھی کہتا ہوں کہ اس خدمت کے ساتھ دوسری خدمات میں بھی سُست مت ہو۔ بہت نادان وہ شخص ہے کہ وہ اگر کوئی نیکی کرتا ہے تو اس طرح پر کہ ایک نیکی میں فتور ڈال کر دوسری نیکی بجا لاتا ہے وہ خدا کے نزدیک کچھ چیز نہیں بلکہ تم ان نیکیوں اور خدمتوں کو بھی اپنے دستور کے مطابق بجا لاؤ۔ اور یہ نئی خدمت جو بتائی جاتی ہے اس

میں بھی پوری کوشش کا نمونہ دکھاؤ - اگر اس رسالہ کی اعانت کے لیے جماعت میں دس ہزار خریدار اُردو یا انگریزی کا پیدا ہو جائے تو رسالہ خاطر خواہ چل نکلے گا - اور میری دانست میں اگر بیعت کرنے والے اپنی بیعت کی حقیقت پر قائم رہ کر اس بارہ میں کوشش کریں تو اس قدر تعداد کچھ بہت نہیں بلکہ جماعت موجودہ کی تعداد کے لحاظ سے یہ تعداد بہت کم ہے -

سوائے جماعت کے سچے مخلصو خدا تمہارے ساتھ ہو - تم اس کام کے لیے ہمت کرو - خدا تعالےٰ آپ تمہارے دلوں میں القاء کرے کہ یہی وقت ہمت کا ہے - اب اس سے زیادہ کیا لکھوں - خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو توفیق دیوے ؛

آمین ثم آمین

الراقـــــــــم

خاکسار میرزا غلام احمد

نوٹ :-

حضرت اقدس کی اس تحریک پر ہمارے بعض احباب نے اصل مسودہ کو ہی پڑھ کر تعمیل حکم میں بڑی سرگرمی دکھلائی ہے - چنانچہ حکیم محمد حسین صاحب قریشی اور خواجہ کمال الدین صاحب اور حکیم فضل الدین صاحب نے اسی وقت دس دس رسالے اپنے خرچ پر بھجوانے منظور کئے اور ایسا ہی بہت سارے دوسرے احباب نے خود خریداری میگزین منظور کی اور بعض احباب نے آٹھ آٹھ دس دس رسالے اپنے احباب کے نام بھجوا کر اُن کو خریدار بنایا - اس لیے سب احباب کی خدمت میں التماس ہے کہ حضرت اقدس کا ارشاد جو دس ہزار خریدار میگزین پیدا کرنے کا ہے اس کی تعمیل میں ہر طرح کوشش کریں - سب احباب خواندہ ہوں یا ناخواندہ اس کو خریدیں - اور حسب توفیق اردو یا انگریزی رسالہ کی دو دو چار چار دس دس بیس بیس کاپیاں خود خرید کر باہر بھجوا دیں - جو خود رسالہ کی پوری قیمت نہ دے سکتے ہوں وہ ایک دوسرے کے ساتھ مِل کر ایک ایک رسالہ خریدیں اور اپنے احمدی احباب کو اور دوسرے دوستوں کو جو مذہب اسلام سے دلچسپی رکھتے ہیں اس کے خریدنے کے لیے مجبور کریں - کیونکہ یہ رسالہ مذہب اسلام کی صداقت کو دکھاتا اور غیر مذاہب عیسائیوں آریوں وغیرہ کے اعتراضوں کا جواب دیتا ہے اور زبان انگریزی میں ترجمہ ہو کر یورپ امریکہ اور دُنیا

کے دوسرے حصوں میں جاتا ہے۔ اگر ہماری جماعت میں سے پانچسو آدمی ایسے باہمت پیدا ہو جاویں کہ دس دس رسالے اپنے خرچ پر خرید کر باہر بھجوا دیں اور پانچ ہزار احمدی اس کے خریداران کے علاوہ ہوں تو بآسانی تعداد دس ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ جو احباب رسالہ خریدیں وہ اس امر کا خیال رکھیں کہ بعض مضامین جنوری سے شروع ہوتے ہیں اس لیے شروع سال سے رسالہ خریدنا مفید ہوگا اور ایسا ہی ۱۹۰۲ء کی جلد جو عہ؍ پر دی جاتی ہے اس کو بھی ضرور خریدیں ورنہ پھر اس کا ملنا مشکل ہوگا۔ اردو رسالہ کی قیمت عہ؍ اور انگریزی کی للعہ؍ (ولایت کے لیے للعہ؍) سالانہ ہے جملہ درخواستیں اور روپیہ بنام محمد علی ایم۔ اے مینجر رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئیں۔
ڈاکٹر محمد حسین صاحب نے ۱۵ انگریزی رسالوں کی قیمت دی ہے۔

یہ اشتہار بطور ضمیمہ ریویو اُردو بابت ماہ ستمبر ۱۹۰۳ء کے ساتھ شائع ہوا ہے اور الحکم جلد ۷
نمبر ۳۲ کے صفحہ ۱۹ پر ہے

---

(۲۶۲)

ارشاد حضرت مسیح موعود علیہ السلام دربارہ امداد مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

ایک ضروری امر اپنی جماعت کی توجہ کیلئے

اگرچہ مَیں خوب جانتا ہوں کہ جماعت کے بعض افراد ابھی تک اپنی روحانی کمزوری کی حالت میں ہیں یہاں تک بعضوں کو اپنے وعدوں پر بھی ثابت رہنا مشکل ہے، لیکن جب میں اُس استقامت اور جانفشانی کو دیکھتا ہوں جو صاحبزادہ مولوی محمد عبد اللطیف مرحوم سے ظہور میں آئی تو مجھے اپنی جماعت کی نسبت بہت اُمید بڑھ جاتی ہے کیونکہ جس خدا نے بعض افراد اس جماعت کو یہ توفیق دی کہ نہ صرف مال بلکہ جان بھی اس راہ میں قربان کر گئے اس خدا کا یہ صریح منشاء معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت سے ایسے افراد اس جماعت میں پیدا کرے جو صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف کی رُوح رکھتے ہوں اور ان کی رُوحانیت کا ایک نیا پودہ ہوں جیسا کہ مَیں نے کشفی حالت میں واقعہ شہادت مولوی صاحب موصوف کے قریب دیکھا کہ ہمارے باغ میں سے ایک بلند شاخ سرو کی کاٹی گئی[1] اور مَیں نے کہا کہ اس شاخ کو زمین میں دوبارہ نصب کر دو تا وہ بڑھے اور پھُولے۔ سو مَیں نے اس کی یہی تعبیر کی کہ خدا تعالیٰ بہت سے ان کے قائمقام پیدا کر دیگا۔ سو مَیں یقین رکھتا ہوں کہ کسی وقت میرے اس کشف کی تعبیر ظاہر ہو جاوے گی۔ مگر ابھی تک یہ حال ہے کہ اگر میں ایک

---

[1] اس سے پہلے ایک صریح وحی الٰہی صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی جبکہ وہ زندہ تھے بلکہ وہ قادیان میں ہی موجود تھے اور یہ وحی الٰہی میگزین انگریزی ماہ فروری ۱۹۰۳ء میں اور الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۳ء اور البدر ۱۶ جنوری ۱۹۰۳ء کالم ۲ میں شائع ہو چکی ہے جو مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارے میں ہے اور وہ یہ ہے قُتِلَ خَیۡبَۃً وَّزِیۡدَ ھَیۡبَۃً یعنی ایسی حالت میں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سُنا اور اس کا مارا جانا ایک ہیبت ناک امر تھا یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا۔ اور اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا ؛ منہ

تھوڑی سی بات بھی اس سلسلہ کے قائم رکھنے کے لیے جماعت کے آگے پیش کرتا ہوں تو ساتھ ہی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ مبادا اس بات سے کسی کو ابتلاء پیش نہ آوے۔ اب ایک ضروری بات جو اپنی جماعت کے آگے پیش کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ لنگر خانہ کے لیے جس قدر میری جماعت وقتاً فوقتاً مدد کرتی رہتی ہے وہ قابلِ تعریف ہے۔ ہاں اس مدد میں پنجاب نے بہت حصّہ لیا ہوا ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ پنجاب کے لوگ اکثر میرے پاس آتے جاتے ہیں۔ اور اگر دلوں میں غفلت کی وجہ سے کوئی سختی آجاتی تو صحبت اور پے در پے ملاقات کے اثر سے وہ سختی بہت جلد دُور ہوتی رہتی ہے اس لیے پنجاب کے لوگ خاص کر بعض افراد اُن کے محبت اور صدق اور اخلاص میں ترقی کرتے جاتے ہیں۔ اور اسی وجہ سے ہر ایک ضرورت کے وقت وہ بڑی سرگرمی دکھلاتے ہیں اور سچّی اطاعت کے آثار اُن سے ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ مُلک دوسرے ملکوں سے نسبتاً کچھ نرم دل بھی ہے۔ با اینہمہ انصاف سے دُور ہوگا اگر مَیں تمام دُور کے مُریدوں کو ایسے ہی سمجھ لوں کہ وہ ابھی اخلاص اور سرگرمی سے کچھ حصّہ نہیں رکھتے کیونکہ صاحبزادہ مولوی عبداللطیف جس نے جاں نثاری کا یہ نمونہ دکھایا وہ بھی تو دُور کی زمین کا رہنے والا تھا جس کے صدق اور وفا اور اخلاص اور استقامت کے آگے پنجاب کے بڑے بڑے مخلصوں کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے کہ وہ ایک شخص تھا کہ ہم سب سے پیچھے آیا اور سب سے آگے بڑھ گیا۔ اسی طرح بعض دُور دراز ملک کے مخلص بڑی بڑی خدمت مالی کر چکے ہیں اور ان کے صدق و وفا میں کبھی فتور نہ آیا۔ جیسا کہ اخویم سیٹھ عبدالرحمٰن تاجر مدراس اور چند ایسے اور دوست لیکن کثرت تعداد کے لحاظ سے پنجاب کو مقدّم رکھا گیا ہے کیونکہ پنجاب میں ہر ایک طبقہ کے آدمی خدمت دینی سے بہت حصّہ لیتے جاتے ہیں اور دُور کے اکثر لوگ اگرچہ ہمارے سلسلہ میں داخل تو ہیں مگر بوجہ اس کے کہ اُن کو صحبت کم نصیب ہوتی ہے اُن کے دل بکلّی دُنیا کے گند سے صاف نہیں ہیں۔ امر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یا تو آخرکار وہ گند سے صاف ہو جائیں گے اور یا خدا تعالیٰ ان کو اس پاک سلسلہ سے کاٹ دے گا اور ایک مُردار کی طرح مریں گے۔ بڑی غلطی انسان کی دُنیا پرستی ہے۔ یہ بدبخت اور منحوس دنیا کبھی خوف دلانے سے اور کبھی امید دینے سے اکثر لوگوں کو اپنے دام میں لے لیتی ہے۔ اور یہ اسی میں مرتے ہیں۔ نادان کہتا ہے کہ کیا ہم دُنیا کو چھوڑ دیں۔ اور یہ غلطی انسان کو نہیں چھوڑتی جب تک کہ اس کو بے ایمان کر کے ہلاک نہ کرے۔ اے نادان کون کہتا ہے کہ تو اسباب کی رعایت چھوڑ دے مگر دل کو دُنیا اور دُنیا کے فریبوں سے الگ کر لو ورنہ تو ہلاک شدہ ہے اور جس عیال کے لیے تو حد سے زیادہ بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ خدا کے فرائض کو بھی چھوڑتا ہے اور طرح طرح کی مکاریوں سے ایک شیطان بن جاتا ہے اس عیال کے لیے تو بدی کا بیج بوتا ہے اور ان کو تباہ کرتا ہے اس لیے کہ خدا تیری پناہ میں نہیں کیونکہ تو پارسا نہیں۔

خدا تیرے دل کی جڑ کو دیکھ رہا ہے۔ سو تو بے وقت مریگا اور عیال کو تباہی میں ڈالے گا، لیکن وہ جو خدا کی طرف جُھکا ہوا ہے۔ اس کی خوش قسمتی سے اُس کے زن و فرزند کو بھی حصہ ملے گا اور اسکے مرنے کے بعد وہ کبھی تباہ نہیں ہوں گے۔ جو لوگ مجھ سے سچا تعلق رکھتے ہیں وہ اگرچہ ہزار کوس پر بھی ہیں تاہم ہمیشہ مجھے لکھتے رہتے ہیں اور دُعائیں کرتے رہتے ہیں کہ خدا تعالےٰ انہیں موقعہ دے تا وہ برکات صحبت حاصل کریں۔ مگر افسوس کہ بعض ایسے ہیں کہ مَیں دیکھتا ہوں کہ قطع نظر ملاقات کے سالہا سال گذر جاتے ہیں اور ایک کارڈ بھی ان کی طرف سے نہیں آتا۔ اس سے مَیں سمجھتا ہوں کہ اُن کے دل مر گئے ہیں اور ان کے باطن کے چہرہ پر کوئی داغ جذام ہے۔ مَیں تو بہت دُعا کرتا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالےٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے اور بخیل اور ممسک اور غافل اور دُنیا کے کیڑے نہیں ہیں اور مَیں امید رکھتا ہوں کہ یہ میری دُعائیں خدا تعالےٰ قبول کرے گا اور مجھے دکھائے گا کہ اپنے پیچھے مَیں ایسے لوگوں کو چھوڑتا ہوں، لیکن وہ لوگ جن کی آنکھیں زنا کرتی ہیں اور جن کے دل پاخانہ سے بدتر ہیں اور جن کو مرنا ہرگز یاد نہیں ہے مَیں اور میرا خدا اُن سے بیزار ہیں۔ مَیں بہت خوش ہوں گا اگر ایسے لوگ اس پیوند کو قطع کرلیں کیونکہ خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم رکھ لیا ہو۔ لیکن وہ مفسد لوگ جو میرے ہاتھ کے نیچے ہاتھ رکھ کر اور یہ کہہ کر کہ ہم نے دین کو دُنیا پر مقدم کیا، پھر وہ اپنے گھروں میں جاکر ایسے مفاسد میں مشغول ہوجاتے ہیں کہ صرف دُنیا ہی دُنیا اُن کے دلوں میں ہوتی ہے۔ نہ اُن کی نظر پاک ہے نہ اُن کا دل پاک ہے اور نہ اُن کے ہاتھوں سے کوئی نیکی ہوتی ہے اور نہ اُن کے پَیر کسی نیک کام کے لیے حرکت کرتے ہیں اور وہ اس چوہے کی طرح ہیں جو تاریکی میں ہی پرورش پاتا ہے اور اسی میں رہتا اور اسی میں مرتا ہے۔ وہ آسمان پر ہمارے سلسلہ میں سے کاٹے گئے ہیں۔ وہ عبث کہتے ہیں کہ ہم اس جماعت میں داخل ہیں کیونکہ آسمان پر وہ داخل نہیں سمجھے جاتے۔ جو شخص میری اس وصیت کو نہیں مانتا کہ درحقیقت وہ دین کو دُنیا پر مقدم کرے اور درحقیقت ایک پاک انقلاب اس کی ہستی پر آجاتے اور درحقیقت وہ پاک دل اور پاک ارادہ ہوجاتے اور پلیدی اور حرامکاری کا تمام چولہ اپنے بدن پر سے پھینک دے اور نوع انسان کا ہمدرد اور خدا کا سچا تابعدار ہوجاتے اور اپنی تمام خودروی کو الوداع کہہ کر میرے پیچھے ہولے مَیں اس شخص کو اس کُتے سے مشابہت دیتا ہوں جو ایسی جگہ سے الگ نہیں ہوتا جہاں مُردار پھینکا جاتا ہے اور جہاں سڑے گلے مُردوں کی لاشیں ہوتی ہیں۔ کیا میں اس بات کا محتاج ہوں کہ وہ لوگ زبان سے میرے ساتھ ہوں اور اس طرح پر دیکھنے کے لیے ایک جماعت ہو۔ مَیں

سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر تمام لوگ مجھے چھوڑ دیں اور ایک بھی میرے ساتھ نہ رہے تو میرا خدا میرے لیے ایک اَور قوم پیدا کرے گا جو صدق اور وفا میں اُن سے بہتر ہو گی۔ یہ آسمانی کشش کام کر رہی ہے جو نیک دل لوگ میری طرف دوڑتے ہیں۔ کوئی نہیں جو آسمانی کشش کو روک سکے۔ بعض لوگ خدا سے زیادہ اپنے مکر و فریب پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ شاید اُن کے دلوں میں یہ بات پوشیدہ ہو کہ نبوتیں اور رسالتیں سب انسانی مکر ہیں اور اتفاقی طور پر شہرتیں اور قبولیتیں ہو جاتی ہیں۔ اس خیال سے کوئی خیال پلید تر نہیں۔ اور ایسے انسان کو اُس خدا پر ایمان نہیں جس کے ارادہ کے بغیر ایک پتا بھی گر نہیں سکتا۔ لعنتی ہیں ایسے دل اور ملعون ہیں ایسی طبیعتیں، خُدا اُن کو ذلّت سے ماریگا کیونکہ وہ خدا کے کارخانہ کے دشمن ہیں۔ ایسے لوگ درحقیقت دہریہ اور خبیث باطن ہوتے ہیں۔ وہ جہنمی زندگی کے دن گذارتے ہیں اور مرنے کے بعد بجز جہنم کی آگ کے ان کے حصہ میں کچھ نہیں۔

اب مختصر کلام یہ ہے کہ علاوہ لنگرخانہ اور میگزین کے جو انگریزی اور اُردو میں نکلتا ہے جس کے لیے اکثر دوستوں نے سرگرمی ظاہر کی ہے ایک مدرسہ بھی قادیان میں کھولا گیا ہے اس سے یہ فائدہ ہے کہ نوعمر بچے ایک طرف تو تعلیم پاتے ہیں اور دوسری طرف ہمارے سلسلہ کے اصولوں سے واقفیت حاصل کرتے جاتے ہیں۔ اس طرح پر بہت آسانی سے ایک جماعت طیار ہو جاتی ہے بلکہ بسا اوقات اُن کے ماں باپ بھی اس سلسلہ میں داخل ہو جاتے ہیں، لیکن ان دنوں میں ہمارا یہ مدرسہ بڑی مشکلات میں پڑا ہوا ہے اور باوجودیکہ محبی عزیزی اخویم نواب محمد علیخاں صاحب رئیس مالیر کوٹلہ اپنے پاس سے اسّی ۸۰ روپیہ ماہوار دے کر اس مدرسہ کی مدد کرتے ہیں مگر پھر بھی اُستادوں کی تنخواہیں ماہ بماہ ادا نہیں ہو سکتیں۔ صدہا روپیہ قرضہ سر پر رہتا ہے۔ علاوہ اس کے مدرسہ کے متعلق کئی عمارتیں ضروری ہیں۔ جو اب تک طیار نہیں ہو سکیں۔ یہ غم علاوہ اور غموں کے میری جان کو کھا رہا ہے۔ اس کی بابت مَیں نے بہت سوچا کہ کیا کروں۔ آخر یہ تدبیر میرے خیال میں آئی کہ مَیں اس وقت اپنی جماعت کے مخلصوں کو بڑے زور کے ساتھ اس بات کی طرف توجہ دلاؤں کہ وہ اگر اس بات پر قادر ہوں کہ پوری توجہ سے اس مدرسہ کے لیے بھی کوئی ماہانہ چندہ مقرر کریں۔ تو چاہیئے کہ ہر ایک ان میں سے ایک مستحکم عہد کیساتھ کچھ نہ کچھ مقرر کرے جس کے لیے وہ ہرگز تخلّف نہ کرے مگر کسی مجبوری سے جو قضاء و قدر سے واقع ہو اور جو صاحب ایسا نہ کر سکیں ان کے لیے بالضرورت یہ تجویز سوچی گئی ہے کہ جو کچھ وہ لنگرخانہ کے لیے بھیجتے ہیں اس کا چہارم حصہ براہ راست مدرسہ کے لیے نواب صاحب موصوف کے نام بھیج دیں لنگرخانہ میں شامل کر کے ہرگز نہ بھیجیں بلکہ علیحدہ منی آرڈر کرا کر بھیجیں۔ اگرچہ لنگرخانہ کا فکر ہر روز مجھے کرنا پڑتا ہے اور اسکا غم براہ راست میری طرف آتا ہے اور میری اوقات کو متشوّش کرتا ہے لیکن یہ غم بھی مجھ سے دیکھا نہیں جاتا۔ اس لیے مَیں لکھتا ہوں کہ اس سلسلہ کے جوانمرد لوگ جن سے مَیں ہر طرح اُمید رکھتا ہوں۔ وہ میری التماس کو ردّی کی طرح نہ پھینک

دیں اور پوری توجہ سے اس پر کاربند ہوں۔ مَیں اپنے نفس سے کچھ نہیں کہتا بلکہ وہی کہتا ہوں جو خدا تعالیٰ میرے دل میں ڈالتا ہے۔ مَیں نے خوب سوچا ہے اور بار بار مطالعہ کیا ہے۔ میری دانست میں اگر یہ مدرسہ قادیان کا قائم رہ جاتے تو بڑی برکات کا موجب ہوگا اور اسکے ذریعہ سے ایک فوج نئے تعلیم یافتوں کی ہماری طرف آسکتی ہے۔ اگرچہ میں یہ بھی جانتا ہوں کہ اکثر طالب علم نہ دین کیلئے بلکہ دُنیا کیلئے پڑھتے ہیں اور اُنکے والدین کے خیالات بھی اسی حد تک محدود ہوتے ہیں مگر پھر بھی ہر روز کی صحبت میں ضرور اثر ہوتا ہے۔ اگر بیس طالب علموں میں سے ایک بھی ایسا نکلے جس کی طبیعت دینی امور کی طرف راغب ہوجائے اور وہ ہمارے سلسلہ اور ہماری تعلیم پر عمل کرنا شروع کرے تب بھی مَیں خیال کرونگا کہ ہم نے اس مدرسہ کی بنیاد سے اپنے مقصد کو پا لیا۔ آخر میں یہ بھی یاد رہے کہ یہ مدرسہ ہمیشہ اس سقم اور ضعف کی حالت میں نہیں رہے گا بلکہ یقین ہے کہ پڑھنے والوں کی فیس سے بہت سی مدد مل جائیگی یا وہ کافی ہوجائے گی پس اس وقت ضروری نہیں ہوگا کہ لنگرخانہ کی ضروری رقوم کاٹ کر مدرسہ کو دی جائیں سو اس وسعت کے حاصل ہونے کے وقت ہماری یہ ہدایت منسوخ ہوجائے گی اور لنگرخانہ جو وہ بھی درحقیقت ایک مدرسہ ہے اپنے چہارم حصہ کی رقم کو پھر واپس پالے گا۔ اور یہ مشکل طریق جس میں لنگرخانہ کو حرج پہنچے گا محض اس لیے مَیں نے اختیار کیا کہ بظاہر مجھے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر مدد کی ضرورت ہے شاید جدید چندہ میں وہ ضرورت پوری نہ ہوسکے، لیکن اگر خدا کے فضل سے پوری ہوجائے تو پھر اس قطع برید کی ضرورت نہیں۔ اور مَیں نے جو یہ کہا کہ لنگرخانہ بھی ایک مدرسہ ہے یہ اس لیے کہا کہ جو مہمان میرے پاس آتے ہیں جن کے لیے لنگرخانہ جاری ہے وہ میری تعلیم سُنتے رہتے ہیں اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو لوگ ہر وقت میری تعلیم سنتے ہیں خدا تعالیٰ اُن کو ہدایت دیگا اور اُنکے دلوں کو کھول دیگا۔ اب مَیں اسی قدر پر بس کرتا ہوں کہ جو مدعا مَیں نے پیش کیا ہے میری جماعت کو اُس کے پورا کرنے کی توفیق دے اور ان کے مالوں میں برکت ڈالے اور اس کارخیر کے لیے ان کے دلوں کو کھول دے۔ آمین ثم آمین۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی من اتبع الھُدٰی۔

الراقم

میرزا غلام احمد ۱۶؍اکتوبر ۱۹۰۳ء

نوٹ: مدرسہ کے متعلق تمام زرچندہ بنام خانصاحب محمد علیخان صاحب ڈائریکٹر و امین مدرسہ آنی چاہیئے اور تعلیم طلباء کے متعلق تمام خط و کتابت مفتی محمد صادق صاحب سپرنٹنڈنٹ کالج تعلیم الاسلام سے ہونی چاہیئے۔

(یہ اشتہار $\frac{20 \times 26}{8}$ کے چار صفحات پر ہے)

(۲۶۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

ایک واقعہ کا اظہار

برائے خدا اِسے ضرور پڑھو

گورداسپور کی عدالت میں ایک مقدمہ مولوی کرم دین مستغیث کی طرف سے اس راقم پر دائر ہے اور ایک مقدمہ میرے ایک مُرید یعنی شیخ یعقوب علی ایڈیٹر الحکم کی طرف سے مولوی مذکور پر دائر ہے۔ اصل اور جڑھ ان مقدمات کی یہ ہے کہ ماہ جولائی و اگست ۱۹۰۲ء میں کرم دین کی طرف سے خطوط میرے نام اور میرے مُرید حکیم فضل دین کے نام پہنچے اور ان خطوط کے ذریعہ ہمیں اطلاع دی کہ جو کتاب پیر مہر علی شاہ گولڑوی نے میری کتاب اعجاز المسیح کے ردّ میں لکھی ہے دراصل اس میں پیر مذکور نے سارقانہ کارروائی کی ہے اور ایک شخص مسمی محمد حسن فیضی متوفّی کے نوٹوں کو چرا کر اپنی کتاب میں وہ نوٹ اپنے نام پر درج کر دیئے ہیں۔ اس کے ثبوت میں مولوی کرم الدین نے وہ کارڈ بھی ہم کو بھیجدیا جو پیر مہر علی نے مولوی مذکور کے نام گولڑہ سے بھیجا تھا اور جس میں پیر مذکور نے محمد حسن کے نوٹوں کو اپنی کتاب میں درج کرنے کا اعتراف کیا۔

یہ خطوط مجھے ایسے وقت ملے جبکہ مَیں کتاب نزول المسیح لکھ رہا تھا سو وہ خطوط مَیں نے کتاب نزول المسیح میں درج کئے۔ ایسا ہی ایڈیٹر الحکم اخبار نے بھی ان خطوط کی بنیاد پر ایک مضمون اپنے اخبار میں مع نقل خطوط درج کیا۔ اخبار الحکم کے جواب میں ایک مضمون مولوی کرم دین کے نام سے سراج الاخبار جہلم مورخہ ۶؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء اور ایک قصیدہ مولوی مذکور کی طرف سے سراج الاخبار مورخہ ۱۳؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء میں شائع کیا جس میں اس نے بظاہر کیا کہ یہ خطوط جعلی اور جھوٹے ہیں۔ اس میں یہ بھی لکھا کہ مرزا غلام احمد یعنی راقم کی ملہمیت کی آزمائش کے لیے مَیں نے اسے دھوکا دیا اور خلاف واقعہ خطوط لکھے اور لکھاتے اور ایک خام نویس طفل کے ہاتھ سے نوٹ لکھا کر ان کو محمد حسن فیضی کے نوٹ ظاہر کئے پھر اس دھوکے کے ذریعے چھ۶ روپے بھی حاصل کئے۔ اور راقم مضمون نے صرف اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ سراج الاخبار کے ان مضامین میں میری نسبت سخت الزام لگاتے اور یہ شائع کیا کہ گویا مَیں جو

بحیثیت ایک مامور من اللہ اور مصلح ہونے کے ایک کام کر رہا ہوں۔ یہ تمام کام میرا مکر و فریب ہے اور گویا میں اپنے دعویٰ میں کذاب اور مفتری ہوں۔ پس چونکہ یہ تحریر اس کی میری ایک کثیر جماعت پر جو اب خدا تعالیٰ کے فضل سے دو لاکھ سے بھی زیادہ ہے۔ بہت ہی بُرا اثر ڈالتی تھی اور پبلک کی نگاہ میں مجھے جعلساز اور فریبی اور قوم کو دھوکا دینے والا اور سخت بدچلن قرار دیتی تھی۔ اور اس بے جا حملہ سے ہزاروں آدمیوں کی رُوحانیت کا خون ہوتا تھا اس لیے مَیں نے اس خطرناک حملہ کا دفعیہ ضروری سمجھا۔ سو اگرچہ شرعاً و قانوناً اس وقت میرا حق تھا کہ مَیں اپنی بریّت ثابت کرانے کے لیے ازالہ حیثیت عرفی کا مدعی ہو کر عدالت کی طرف رجوع کرتا لیکن مَیں نے صبر کیا اور منتظر رہا کہ مولوی کرم دین خود اس مضمون کی تردید کرے۔ لیکن جب تین ماہ سے زیادہ گذر گئے اور اس نے کوئی تردید نہ کی تو مَیں نے اس تہمت کو اپنے پر سے دور کرنے کے لیے اس قدر کافی سمجھا کہ اپنی کتاب مواہب الرحمٰن میں جو کرم دین کے مضامین کے تین ماہ بعد شائع ہوئی اس قدر اشارہ کر دوں کہ یہ شخص جو مجھ پر الزام لگانے والا ہے اور میری اہانت کرتا ہے خود ہی کذاب اور کمینہ اور بہتان کا مرتکب ہے۔ یہ الفاظ دراصل وہی تھے جن کا مصداق وہ خود اپنے آپ کو سراج الاخبار میں کنایتاً و صراحتاً ظاہر کر چکا تھا اور مان چکا تھا کہ مَیں نے دھوکا دیا۔ دغا دیا۔ خلاف واقعہ خطوط لکھائے۔ جعلی دستخط بنوائے اور جھوٹ کی تعلیم دی وغیرہ وغیرہ۔ مناسب تھا کہ یہ شخص خاموش رہتا مگر اُس نے ایسا نہ کیا اور میرے پر ازالہ حیثیت عرفی کی نالش کر دی۔

اگر مولوی کرم دین بجائے ان بیجا تہمتوں اور الزاموں کے جو اس نے اپنے مضمون مندرجہ سراج الاخبار میں میرے پر لگائے اور خلاف واقعہ واقعات مجھ پر چسپاں کر کے مجھے جعلساز اور دھوکہ باز ٹھہرایا۔ میرے پر تلوار چلا کر کوئی عضو میرا کاٹ دیتا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جو میرے دل کو دیکھتا ہے کہ مَیں پھر بھی اُسے معاف کر دیتا اور کسی کے کہنے کی مجھے حاجت نہ ہوتی کہ مَیں اس سے صُلح کر لوں اور اس کا گناہ بخش دوں، لیکن اے ناظرین جو لوگ مصلح قوم بن کر خدا تعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں وہی اُن مشکلات کو جانتے ہیں کہ ایسے بیجا الزام جو پبلک پر بُرا اثر ڈالنے والے ہیں وہ ان کے نزدیک تصفیہ کے لائق ہوتے ہیں۔ اور جب تک وہ الزام ان کے سر پر سے پبلک کی نظر میں معدوم نہ ہو لیں تب تک وہ اس بات کو پسند نہیں کر سکتے کہ ایک گول مول مصالحت کر کے وہ داغ ہمیشہ کے لیے اپنے سر پر رکھیں۔ یوسفؑ جو ایک نبی تھا اس پر ایک جھوٹا الزام اقدام زنا لگا کر اس کو قید کیا گیا اور پھر مدت کے بعد معافی دی گئی تو اس نے اس معافی کو قبول نہ کیا حالانکہ نائب السلطنت کا عہدہ بھی ملتا تھا بلکہ صاف کہا کہ جب تک زنا کی تہمت سے میری بریت نہ ہو مَیں زندان سے باہر قدم رکھنا نہیں چاہتا۔ اسی طرح اگر ایک دنیا دار پر بھی ایک جھوٹا الزام دغا یا خیانت مجرمانہ کا لگایا جاوے تو گول مول مصالحت پر راضی نہیں ہوتا۔ لیکن بعض خیر خواہان قوم نے اس بات پر زور دیا کہ فریقین میں مصالحت ہو جائے یہاں تک کہ اس ضلع اور قسمت کے بعض نیک دل اور دُور اندیش اعلیٰ افسران اور حکّام نے بھی اپنی رضامندی اس پر ظاہر کی کہ مَیں اس مستغیث سے صلح کر لوں

خود صاحب مجسٹریٹ نے جن کی عدالت میں یہ مقدمہ ہے اپنی شریفانہ عادت اور نیک نیتی سے صلح پر پسندیدگی ظاہر فرمائی۔ اس موقعہ پر منشی غلام حیدر خاں صاحب تحصیلدار پنڈ دادنخاں نے بھی جو بطور شہادت اس مقدمہ میں تشریف لائے تھے مصالحت کے لیے کوشش کی۔

ان تمام بزرگوں کی ترغیب اور دلی خواہش نے مجھے اس غور و فکر میں ڈالا کہ اب صلح کیونکر ہو۔ آخر مَیں نے یہ جواب دیا کہ اگر مستغیث یعنی مولوی کرم الدین خدا تعالیٰ سے ڈر کر عدالت میں یہ اقرار کر دے کہ خطوط محولہ مقدمہ اور مضمون سراج الاخبار مورخہ ۶ر اکتوبر ۱۹۰۲ء و نیز ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۲ء اسی کے ہیں اور ہماری جعلسازی نہیں تو پھر میں اس سے صلح کر لوں گا کیونکہ پبلک کے سامنے میری بریت کے لیے یہ اقرار کافی ہوگا اور مجھ سے الزام جعلسازی کا دُور ہو جاوے گا، لیکن مولوی کرم دین نے اس بات کو نہ مانا۔ پھر صلح کے لیے یہ دوسری تجویز سوچی گئی کہ مولوی کرم دین اور میری طرف سے دو پرچے علیحدہ علیحدہ لکھے جاویں۔ میری طرف سے پرچے میں یہ ذکر ہو کہ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے الفاظ کذاب بہتان و لئیم مولوی کرم دین کے متعلق یہ یقین کر کے لکھے تھے کہ خطوط محولہ مقدمات اور مضامین مندرجہ سراج الاخبار ۶، و ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۲ء مولوی کرم دین کے ہیں اور مَیں دُعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی طرح کرم الدین یہ تحریری بیان پیش کرے کہ مَیں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ خطوط☆ محولہ مقدمات جو میری طرف سے ظاہر کئے گئے اور مضمون سراج الاخبار مندرجہ ۶ر اکتوبر و ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۲ء جو میرے نام پر اخبار میں شائع ہوتے ہیں میرے نہیں ہیں اور میں دُعا کرتا ہوں کہ جھوٹے پر خدا کی لعنت ہو۔

یہ ہر دو مسودے منشی غلام حیدر خاں صاحب نے اپنی قلم سے لکھے اور ان مسودوں کو جناب شیخ خدا بخش صاحب ڈسٹرکٹ جج کے پاس میرے وکیل خواجہ کمال الدین صاحب کے ہمراہ لے گئے کیونکہ شیخ صاحب موصوف نے ہمدردی قوم کے لحاظ سے بہت سا اپنی قیمتی وقت اس مصالحت کی انجام دہی میں خرچ کیا اور کوشش بلیغ فرمائی۔ مصالحت کرانے والوں نے مسودہ مجوزہ کو پسند فرما کر کہا کہ یہ مسودہ اب کسی طرح قابل اعتراض نہیں۔ البتہ اس میں لفظ لعنت ثقیل ہے اس کو کسی طرح بدل دیا جاوے۔ راقم نے اس پر بھی رضامندی ظاہر کی اور بجائے لفظ لعنت کے مسودہ کی صورت حسب ذیل تجویز کر دی کہ مَیں اس مقدمہ کو انصاف کے لیے خدا تعالیٰ کی عدالت میں سُپرد کرتا ہوں، لیکن جب یہ مسوّدہ مولوی کرم دین کے پاس پیش کیا گیا تو اس نے منظور نہ کیا اور یہ عُذر پیش کیا کہ مَیں قسم نہیں کھاتا۔ حالانکہ عدالت میں بھی بیان اس کا حلفیہ ہو چکا تھا اور جب اس کے حلفیہ بیان کی مصدقہ نقل دکھلا کر اس کو کہا گیا کہ تم نے جب عدالت میں روبرو تے

☆ یاد رہے کہ کرم دین نے عدالت میں آن کر اپنے حلفیہ بیان میں انکار کیا کہ نہ خطوط اس نے بھیجے ہیں اور نہ سراج الاخبار ۶ر اکتوبر اور ۱۳ر اکتوبر ۱۹۰۲ء میں اس نے وہ مضمون لکھے جو اس کے نام پر شایع ہوئے۔ منہ

رائے چندو لعل صاحب مجسٹریٹ حلفیہ بیان باقرار صالح دیا کہ نہ مَیں نے یہ خطوط لکھے ہیں اور نہ سراج الاخبار کے مضامین میرے ہیں تو پھر وہی حلفیہ بیان اب دینا ہے۔ اس پر مولوی موصوف نے کہا کہ وہ ایک مجبوری تھی ورنہ بلاضرورت اشد قسم کھانا جائز نہیں اس لیے مَیں☆ قسم نہیں کھاتا۔ آخر یہ تجویز ہوا کہ بجائے خدا کی قسم کے اقرار صالح لکھا جاوے اس تجویز پر ذیل کا مسودہ تجویز کیا گیا کیونکہ پہلا بیان مولوی مذکور کا باقرار صالح تھا۔

"مَیں اقرار صالح سے سچ سچ اپنے ایمان سے خدا تعالیٰ کے حضور میں بیان کرتا ہوں کہ خطوط محولہ مقدمہ جن سے

☆ یہ امر بالکل غلط ہے کہ اسلام میں قسم کھانا منع ہے۔ تمام نیک انسان مسلمانوں میں سے ضرورتوں کے وقت قسم کھاتے آئے ہیں صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی ضرورتوں کے وقت قسم کھائی۔ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بارہا قسمیں کھائیں۔ خود خدا تعالیٰ نے قرآن میں قسمیں کھائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عدالت میں مجرموں کو قسمیں دلائی گئیں۔ قسموں کا قرآن شریف میں صریح ذکر ہے۔ شریعت اسلام میں جب کسی اور ثبوت کا دروازہ بند ہو یا پیچیدہ ہو تو قسم پر مدار رکھا جاتا ہے اور صحیح البخاری جو بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے اس میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کر کے قسم کھا کر فرمایا کہ مسیح موعود جو آنے والا ہے جو تمہارا امام ہوگا وہ تم میں سے ہی ہوگا یعنی اسی امت میں سے ہوگا آسمان سے نہیں آئے گا۔ پھر صحیح بخاری جلد نمبر ۴ صفحہ ۱۰۶ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا ایک باب باندھا ہے۔ اس باب میں بہت سی قسمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھی ہیں جو دس سے کم نہیں۔ ایسا ہی صحیح نسائی جلد ثانی صفحہ ۱۳۸ کتاب الایمان والنذور میں صفحہ ۱۳۹ تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قسموں کا ذکر ہے۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَسْتَنْبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ قُلْ اِیْ وَرَبِّیْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ[1] یعنی تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ حق ہے۔ کہہ مجھے خدا کی قسم ہے کہ یہ حق ہے۔ ایسا ہی قرآن شریف میں یہ آیت ہے وَاحْفَظُوْٓا اَیْمَانَكُمْ[2] یعنی جب تم قسم کھاؤ تو جھوٹ اور بدعہدی اور بدنیتی سے اپنی قسم کو بچاؤ۔ ایسا ہی قرآن شریف میں یہ آیت بھی ہے۔ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍۭ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ وَالْخَامِسَةُ اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ[3] یعنی شخص ملزم چار قسمیں خدا کی کھائے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں قسم میں یہ کہے کہ اس پر خدا کی لعنت ہو اگر وہ جھوٹا ہے۔

اب دیکھو اس جگہ نہ ایک قسم بلکہ ملزم کو پانچ قسمیں دی جاتی ہیں۔ ہاں قرآن شریف کے رو سے لغو یا جھوٹی قسمیں کھانا منع ہے کیونکہ وہ خدا سے ٹھٹھا ہے اور گستاخی ہے اور ایسی قسمیں کھانا بھی منع ہے جو نیک کاموں سے محروم کرتی ہوں جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے قسم کھائی تھی کہ مَیں آئندہ مسطح صحابی کو صدقہ خیرات نہیں دوں گا تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَیْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا[4] یعنی ایسی قسمیں مت کھاؤ جو نیک کاموں سے باز رکھیں۔

---

[1] یونس : ۵۴ [2] المائدة : ۹۰ [3] النور : ۷، ۸ [4] البقرة : ۲۲۵

میں نے انکار کیا ہے اور مضمون سراج الاخبار ۶ ؍ اکتوبر اور ۱۳ ؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء جس سے مَیں انکاری ہوں ۔ درحقیقت وہ خطوط اور وہ مضامین ہرگز ہرگز میرے نہیں ہیں ۔ اگر مَیں اپنے اس بیان میں جھوٹا ہوں تو انصاف کے لیے اپنے اس معاملہ کو خدا کی عدالت کے سپرد کرتا ہوں ۔"

اس مسودہ پر یہ اعتراض مولوی مذکور نے کیا کہ الفاظ " خدا کے حضور میں وغیرہ وغیرہ " بھی قسم ہے صرف لفظ اقرار صالح رکھا جاوے اور معاملہ کی تصریح نہ کی جاوے ۔ آخرکار بہت بحث کے بعد جو اخیری مسودہ بتاریخ ۱۱ ؍ ماہ جون پیش کیا گیا وہ حسب ذیل لکھا جاتا ہے ۔

" مَیں کرم دین باقرار صالح بیان کرتا ہوں کہ خطوط جو میرے نام سے میرزا غلام احمد صاحب اور حکیم فضل الدین کو پہنچے ہیں اور مضامین جو ۶ ؍ اکتوبر اور ۱۳ ؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو میرے نام پر سراج الاخبار میں شائع ہوتے وہ میرے نہیں ۔ اور اگر میرا یہ بیان خلاف واقعہ ہے تو مَیں بغرض انصاف اس معاملہ کو خدا تعالیٰ کی عدالت میں سپرد کرتا ہوں ۔"

اس کے مقابل راقم نے مضمون ذیل منظور کیا ۔

" مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مَیں نے جو الفاظ کرم دین کے متعلق کذّاب بہتان و لئیم کے لکھے ہیں وہ یہ یقین کر کے لکھے ہیں کہ خطوط محولہ امثلہ جات کا لکھنے والا اور اخبار سراج الاخبار مورخہ ۶ ؍ اکتوبر و ۱۳ ؍ اکتوبر ۱۹۰۲ء کا لکھنے والا مولوی کرم دین ہے اور مَیں دُعا کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ جھوٹے پر لعنت ڈالے ۔"

جب یہ مسودے حسب اجازت صاحب مجسٹریٹ مولوی کرم دین کو دکھلاتے گئے تو اس نے کہا کہ الفاظ خطوط اور اخبار وغیرہ کا ذکر نہ کیا جائے اور ایسا ہی خدا کی عدالت میں انصاف کے لیے سپردگی بھی نکال دی جاوے اور کوئی تصریح نہ کی جاوے جس کی وجہ وہ یہ بتاتا تھا کہ میرے برخلاف پیشگوئیاں کی جائیں گی ۔ سو اس کے متعلق بھی شرط مان لی گئی تھی تا کہ مصالحت ہو جاوے لیکن وہ کسی پہلو پر نہ آیا ۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ مصالحت میں قطعی مایوسی ہو کر مقدمہ عدالت میں شروع ہو گیا مجھے اس اشتہار کو جس میں صرف سادے اور سچے واقعات لکھے گئے ہیں اشاعت کرنے کی یہ ضرورت پیدا ہوئی کہ تا کہ ان نیک دل اور نیک نیت حکام کو واقعات سے اطلاع ہو جاوے جنہوں نے نہایت ہمدردی اور شفقت سے جو اُن کو میرے خاندان سے ہے مجھے

یہ وہ آیت ہے جو مولوی کرم دین نے پڑھکر کہا کہ قسم کھانا درست نہیں ۔ تفسیر مفتی الوسعود مفتی روم میں زیر آیت ولا تجعلوا اللہ عرضۃ لایمانکم لکھا ہے کہ عرضہ اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز ایک بات کے کرنے سے عاجز اور مانع ہو جاتے اور لکھا ہے کہ یہ آیت ابوبکر صدیق رضؓ کے حق میں ہے جبکہ انہوں نے قسم کھائی تھی کہ مسطح کو جو صحابی ہے بباعث شراکت اس کی حدیث افک میں کچھ خیرات نہیں دوں گا ۔ پس خدا تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ ایسی قسمیں مت کھاؤ جو تمہیں نیک کاموں اور اعمال صالحہ سے روک دیں نہ یہ کہ معاملہ متنازعہ جس سے طے ہو ۔ منہ

من وجہ کہلا بھیجا کہ مَیں مصالحت کرلوں۔ نیز ان پر روشن ہو جاوے کہ کون فریق ہم میں سے مصالحت سے کنارہ کش ہے۔ مجھ پر الزام خطوط کی جعلسازی کا اور دیگر ناجائز الزامات سراج الاخبار میں لگائے گئے جس کے دفعیہ کے لیے مَیں نے کوئی چارہ جوئی عدالت میں نہیں کی۔ بلکہ دفعیہ میں اسی بات پر اکتفا کیا کہ کتاب میں لکھ دیا کہ میری آبرو ریزی کرنے والا مجھ پر بہتان باندھتا ہے اور میرا توہین کنندہ کذاب ہے اور اس کے یہ فعل کمینوں کے ہیں جس پر مَیں عدالت میں کھینچا گیا۔ مَیں نے حکام اور اپنے بزرگان قوم کی ہمدردی کی قدر کر کے یہی پسند کیا کہ ان الزامات جعلسازی وغیرہ کی بریت اگر عدالت سے نہ ہو سکے تو پھر خدا کی عدالت سے کراؤں اور معاملہ کو طے کروں۔ البتہ گول مول مصالحت پر مَیں راضی نہیں ہو سکتا۔ اس لیے بذریعہ اشتہار ہذا ایک پھر اپنی رضامندی ظاہر کرتا ہوں کہ اگر فریق ثانی مذکورہ بالا بیان عدالت میں دینے کو تیار ہے تو بالمقابل میں اس قسم کا بیان دینے کو تیار ہوں اور اسی دن ہر دو مقدمات داخل دفتر ہو سکتے ہیں۔ مَیں نے اپنے بیان کو ارادتاً سخت سے سخت اپنے لیے تجویز کیا ہے۔ یہ اشتہار اس لیے بھی شائع کیا گیا ہے کہ واقعات متعلقہ مصالحت جو ہوئے ہیں ان کے متعلق کوئی غلط بیانی نہ ہو۔

المشتہر

میرزا غلام احمد (رئیس اعظم قادیان)

ضلع گورداسپور پنجاب۔ ۱۴؍ جون ۱۹۰۴ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے آٹھ صفحات پر ہے)

٭ ٭ ٭

(۲۶۴)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الوصیّت

قال اللہ عزّوجل - قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ [1]

یعنی انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم بندگی نہ کرو اور دعاؤں میں مشغول نہ رہو

دوستو! خدا تعالیٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ میں نے آج سے قریباً نوؔ ماہ پہلے الحکم اور البدر میں جو قادیان سے اخبارین نکلتی ہیں خدا تعالےٰ کی طرف سے اطلاع پاکر یہ وحی الٰہی شائع کرائی تھی کہ عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَمُقَامُهَا یعنی یہ ملک عذاب الٰہی سے مِٹ جانے کو ہے۔ نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہے گی اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ یعنی طاعون کی وبا ہر جگہ عام طور پر پڑے گی اور سخت پڑے گی۔ دیکھو اخبار الحکم مورخہ ۳۰ رمئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸ جلد ۸ کالم ۳- اور اخبار البدر نمبر ۲۰ و ۲۱ مورخہ ۲۴ ر مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۲- اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بہت قریب آگیا ہے۔ میں نے اس وقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے ہیں [2] بطور کشف دیکھا ہے کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ **موتاموتی لگ رہی ہے** کہ میں بیدار ہوگیا۔ اور اسی وقت جو ابھی کچھ حصہ رات کا باقی ہے۔ میں نے یہ اشتہار لکھنا شروع کیا۔ دوستو! اُٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانہ کی نسل کے لیے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لیے بجز تقویٰ کے اور کوئی کشتی نہیں۔ مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جُھکتا ہے کہ بغیر اس کے کوئی امن نہیں۔ اب دُکھ اُٹھا کر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو اور راستی میں محو ہو کر اپنی قربانی آپ ادا کرو اور تقویٰ کی راہ میں پورے زور سے کام لے کر اپنا بوجھ آپ اُٹھاؤ کہ ہمارا خدا بڑا رحیم و کریم ہے کہ رونے والوں پر اُس کا غصہ تھم جاتا ہے مگر وہی جو قبل از وقت روتے ہیں نہ مُردوں کی لاشوں کو دیکھ کر۔ وہ خوف کرنے والوں کے سر

---

[1] الفرقان : ۷۸

[2] نوٹ:- ۲۶ ر فروری کی رات جسکی صبح کو ۲۷ ر فروری ہے مراد ہے۔

پر سے عذاب کی پیشگوئی ٹال سکتا ہے۔ جاہل کہتا ہے کہ یہ پیشگوئی کیوں ٹل گئی، لیکن اگر خدا میں یہ عادت نہ ہوتی کہ دُعا اور صدقہ اور خیرات اور گریہ اور بکا سے اُن بلاؤں کو دُور کر دیتا جن کا اُس نے ارادہ کیا ہے یا جن بلاؤں اور عذابوں کو نبیوں کی معرفت ظاہر کر چکا ہے تو دُنیا کبھی کی ہلاک ہو جاتی۔ سو نیکی کرو اور خُدا کے رحم کے امیدوار ہو جاؤ۔ خدا تعالےٰ کی طرف پوری قوت کے ساتھ حرکت کرو۔ اور اگر یہ نہیں تو بیمار کی طرح افتان خیزان اس کی رضا کے دروازہ تک اپنے تئیں پہنچاؤ۔ اور اگر یہ بھی نہیں تو مُردہ کی طرح اپنے اوٹھائے جانے کا ذریعہ صدقہ خیرات کے راہ سے پیدا کرو۔ نہایت تنگی کے دن ہیں اور آسمان پر خدا کا غضب بھڑک رہا ہے۔ آج محض زبانی لاف وگزاف سے تم پار نہیں ہو سکتے۔ ایسی حالت بناؤ اور ایسی تبدیلی اپنے اندر پیدا کرو اور ایسے تقویٰ کی راہ پر قدم مارو کہ وہ رحیم وکریم خوش ہو جائے۔ اپنی خلوت گاہوں کو ذکرِ الٰہی کی جگہ بناؤ۔ اپنے دلوں پر سے ناپاکیوں کے زنگ دُور کرو۔ بیجاکینوں اور بخلوں اور بدزبانیوں سے پرہیز کرو اور قبل اس کے کہ وہ وقت آوے کہ انسانوں کو دیوانہ سا بنا دے۔ بیقراری کی دُعاؤں سے خود دیوانے بن جاؤ۔ عجیب بدبخت وہ لوگ ہیں کہ جو مذہب صرف اس بات کا نام رکھتے ہیں کہ محض زبان کی چالاکیوں پر سارا دارو مدار رہو اور دل سیاہ اور ناپاک اور دُنیا کا کیڑا ہو۔ پس اگر تم اپنی خیر چاہتے ہو تو ایسے مت بنو۔ عجیب بدقسمت وہ شخص ہے کہ جو اپنے نفسِ امارہ کی طرف ایک نظر بھی اُٹھا کر نہیں دیکھتا اور بدبُودار تعصب سے دوسروں کو بدزبانی سے پُکارتا ہے۔ پس ایسے شخص پر ہلاکت کی راہ کُھلی ہے۔ سو تقویٰ سے پُورا حصہ لو اور خدا ترسی کا کامل وزن اختیار کرو اور دُعاؤں میں لگے رہو تا تم پر رحم ہو۔ تم میں سے کون ہے کہ جو بُھوک کے وقت صرف روٹی کے نام سے سیر ہو سکتا ہے یا صرف ایک دانہ سے پیٹ بھر سکتا ہے ایسا ہی تم خُدا کو راضی نہیں کر سکتے جب تک پورے طور پر متقی نہ بن جاؤ۔ اپنے دشمنوں کے نفسانی جوشوں کا مقابلہ مت کرو تا تم بھی ایسے ہی نہ جاؤ کیونکہ جاہل کا مقابلہ صرف جہالت کے ذریعہ سے ہی ہو سکتا ہے پس اگر وہ تمہیں ستاویں اور دُکھ دیں یا تمہیں جوش دلانے کے لیے میری نسبت سبّ وشتم اور دشنام دہی اور ہتک کا طریق اختیار کریں تو تم صبر کرو اور چُپ رہو تا وہ خدا جو تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کو آسمان پر دیکھتا ہے۔ تمہیں بدلہ دے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ وہ دن آرہے ہیں کہ جب سے دُنیا پیدا ہوئی ایسی سختی کے دن کبھی عام طور پر دُنیا پر نہیں آئے۔ ایسا ہوا تا وہ پیشگوئیاں پوری ہو جائیں جو ابتداء سے نبیوں نے کی تھیں خدا نے آج سے پچیس۲۵ برس پہلے طاعون کی خبر مجھ کو دی تھی جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکی تھی۔ پھر اس وقت خبر دی جب یہ ملک بیماری سے پاک تھا۔ وہ خبر بھی شائع ہو چکی اور پھر طاعون کے اس سخت حملہ کی خبر جو عنقریب ہونے والا ہے۔ یہ اس لیے ہوئی کہ تا لوگ متنبہ ہو جائیں۔ ان چالاک لوگوں کی پیروی مت کرو جن کے دل گندے اور نجاست سے بھرے ہیں جو دوسروں کو خدا کی طرف بُلاتے اور آپ اس سے

دُور ہیں۔ خدا ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ کس کی زندگی لعنتی اور کس کی زندگی پاک ہے پس تم ایسے دردناک دُعاؤں میں لگ جاؤ کہ گویا مَر ہی جاؤ۔ تا دوسری موت سے خدا تمہیں بچاوے۔ دُنیا کے لیے بڑی گھبراہٹ کے دن ہیں۔ مگر دنیا نہیں سمجھتی، لیکن کسی دن سمجھے گی۔ دیکھو مَیں اِس وقت اپنا فرض ادا کر چکا ہوں اور قبل اس کے کہ تنگی کے دن آویں مَیں نے اطلاع دے دی ہے۔ اب مَیں ختم کرتا ہوں۔ والسّلام علٰے من اتبع الھدٰے۔

اطلاع:۔ اور مَیں نے ان دنوں میں خدا تعالیٰ کے بعض نشانوں اور خاص ہدایتوں کے ظاہر کرنے کے لیے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام نصرۃ الحق ہے وہ قادیان میں چھپ رہی ہے اور صاحبزادہ پیر منظور محمد کو دے دی ہے تا وہی چھاپ کر شائع کریں۔ ہر ایک طالب حق کو اس کا دیکھنا ضروری ہے۔ چاہیئے کہ اُن سے قیمتاً طلب کریں۔ والسّلام

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۲۷ر فروری ۱۹۰۵ء

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے ایک صفحہ پر ہے) الحکم نمبر ۷ جلد ۹، ۲۴ر فروری ۱۹۰۵ء

(۲۶۵)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہٗ و نصلّی علٰی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا

اَلدّعوَت

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں ٭ شد ظہور وعدہ ہائے انبیاء و مُرسلین
تابکے جنگ و نبرد و کارزارت با خُدا ٭ اے سیہ باطن! بترس از خشمِ ربّ العالمین

چونکہ میرا کام دعوت اور تبلیغ ہے اس لیے مَیں دوبارہ ظاہر کرتا ہوں اور مَیں قسم حضرت احدیت جلشانہٗ کی کھا کر کہتا ہوں کہ میرے پر خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے ظاہر فرمایا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ معصیت اور دُنیا پرستی میں ایسے غرق ہو گئے ہیں کہ خدا تعالےٰ پر بھی ایمان نہیں رہا اور وہ جو اُس کی طرف سے اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا ہے اُس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے اور یہ ٹھٹھا اور لعن طعن حد سے گذر گیا ہے پس خدا فرماتا ہے کہ مَیں اُن سے جنگ کروں گا[ل] اور میرے وہ حملے اُن پر ہوں گے جو اُن کے خیال وگمان میں نہیں۔ کیونکہ انہوں نے جھوٹ سے اس قدر دوستی کی کہ سچائی کو اپنے پاؤں کے نیچے پامال کرنا چاہا۔ پس خدا فرماتا ہے کہ مَیں نے اب ارادہ کیا ہے کہ اپنے غریب گروہ کو ان درندوں کے حملوں سے بچاؤں اور سچائی کی حمایت میں کئی نشان ظاہر کروں اور وہ فرماتا ہے کہ ”دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔“ پس تم سوچ کر دیکھو کہ یہ دن کیسے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو۔ سچ کہو کہ کیا کبھی تمہارے باپ دادوں نے سُنا تھا کہ جس زور سے اب ملک کو طاعون کھا رہی ہے کبھی پہلے بھی ایسا زور ہوا تھا۔

[ل] جنگ سے مراد انسانی جنگ نہیں ہے بلکہ فرشتوں کا جنگ اور قضا و قدر کا جنگ۔ منہ

اور جس طرح ابھی ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلوں کو ہلا دیا اور عام نقصان پہنچا دیا اور لوگوں کو دیوانہ سا کر دیا۔ کبھی پہلے بھی تم نے یا تمہارے بزرگوں نے اس مُلک میں دیکھا تھا؟ اور یاد رکھو کہ یہ تمام واقعات صرف تکلّف اور بناوٹ سے پیشگوئیاں قرار نہیں دیئے گئے بلکہ سالہا سال ان کے وجود سے پہلے براہین احمدیہ میں خبر دی گئی تھی اور ایسا ہی دوسری کتابوں میں جو میری تالیف ہیں یہ خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ اور یہ تو پُرانی باتیں ہیں۔ ممکن ہے کہ اکثر لوگوں کو بھول گئی ہوں گی کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنّی یہ تینوں جس جگہ اکٹھی ہو جائیں وہاں حافظہ کب درست رہ سکتا ہے۔ خدا کے وعدے بھی ایمانداری سے ہی یاد رہتے ہیں ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو وہ ہزار نشانوں کو بھی آنکھوں سے دیکھ کر ایسا دل سے اُتار دیتا ہے جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینک دیا جائے۔

غرض مَیں اس وقت پُرانی پیشگوئیوں پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ مَیں اُن پیشگوئیوں کو پیش کرتا ہوں جن کے شائع کئے جانے پر قریباً ایک مہینہ گذرا ہے۔ دیکھو میرا اشتہار الوصیّت جس کو مَیں نے ۲۷؍ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا۔ یہی اشتہار الحکم نمبر ۷ جلد ۹ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸؍ فروری ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا اور پھر دوبارہ الحکم مورخہ ۲۴؍ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں وہی الہام شائع ہوا ہے۔ ان پیشگوئیوں میں سے ایک خبر کے الفاظ یہ ہیں کہ ۲۶؍ فروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جس کی صبح کو ۲۷؍ فروری ۱۹۰۵ء تھی۔ مَیں نے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے مُنہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے[1] اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذابِ الٰہی سے مٹ جانے کو ہے نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی نہ عارضی سکونت۔ مقاموں پر اور عارضی سکونت گاہوں پر آفت آئیگی اور پھر مارچ کے مہینہ میں خدا تعالیٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذّبوں کو ایک نشان دکھایا جائے گا اور یہ پیشگوئی بھی اسی الحکم ۲۴؍ مارچ میں شائع ہو چکی ہے۔ اب اے عزیزو! سوچ لو کہ کیا یہ زلزلہ جو ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو اس ملک میں ظاہر ہوا وہی نشان نہیں ہے؟ جس کی خدا نے پہلے سے خبر دی ہے۔ دیکھو۔ کتابوں میں لکھا گیا تھا کہ مہدی موعود کے زمانہ میں رمضان میں کسوف خسوف ہوگا اور مسیح موعود کی نسبت خود عیسائی صاحبوں کی انجیل میں ہے کہ مسیح کے وقت میں مری پڑیگی یعنی طاعون۔ اور ایک بادشاہ دوسرے بادشاہ پر چڑھائی کریگا اور سخت زلزلے آئیں گے۔ پس تم نے ان علامتوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ پھر جبکہ تمام نشان ظاہر ہو چکے ہیں اور ان دونوں منصبوں کا مدّعی مَیں ہوں جو تم میں اس وقت پچیس[25] سال سے موجود ہوں۔ پس میرے بعد کس کا انتظار

---

[1] ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۳۰ پر بھی یہ الہام شائع ہو چکا ہے۔ منہ

کروگے ؟ ان تمام علامتوں کا مصداق تو وہ ہے جو ان نشانوں کے ظہور کے وقت موجود ہے۔ نہ وہ کہ جس کا ابھی دنیا میں نام ونشان نہیں۔ یہ عجیب سخت دلی ہے جو سمجھ میں نہیں آتی۔ جبکہ میرے دعویٰ کے ساتھ سب نشان ظاہر ہو چکے اور میری مخالفت میں کوششیں بھی ہو کر اُن میں نامرادی اور ناکامی رہی مگر پھر بھی انتظار کسی اور کی ہے ؟ ہاں یہ سچ ہے کہ مَیں نہ جسمانی طور پر آسمان سے اُترا ہوں اور نہ مَیں دُنیا میں جنگ اور خونریزی کرنے کے لیے آیا ہوں بلکہ صلح کے لیے آیا ہوں مگر مَیں خدا کی طرف سے ہوں۔ مَیں یہ پیشگوئی کرتا ہوں کہ میرے بعد قیامت تک کوئی ایسا مہدی نہیں آئے گا جو جنگ اور خوں ریزی سے دُنیا میں ہنگامہ برپا کرے اور خدا کی طرف سے ہو اور نہ کوئی ایسا مسیح آئے گا جو کسی وقت آسمان سے اُترے گا۔ ان دونوں سے ہاتھ دھو لو۔ یہ سب حسرتیں ہیں جو اس زمانہ کے تمام لوگ قبر میں لے جائیں گے نہ کوئی مسیح اُترے گا اور نہ کوئی خونی مہدی ظاہر ہوگا جو شخص آنا تھا وہ آچکا۔ وہ

مَیں ہی ہوں

جس سے خدا کا وعدہ پُورا ہوا۔ جو شخص مجھے قبول نہیں کرتا وہ خدا سے لڑتا ہے۔ کہ تُو نے کیوں ایسا کیا۔ حالانکہ ایسی غلطیاں یہود سے بھی ہوتی رہی ہیں۔ اور ان کے علماء بھی پیشگوئیوں کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتے رہے ہیں کہ سمجھا کچھ اور آخر ظاہر ہوگیا کچھ۔

عزیزو!! شرم اور حیا کرو کہ خدا کے دن آ گئے اور آسمان تمہیں وہ کرشمے دکھا رہا ہے جن کی تمہارے آباؤ اجداد کو خبر نہ تھی۔ مبارک وہ جو میرے بارے میں ٹھوکر نہ کھاویں۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

المشتہر

خاکسار مرزا غلام احمد ۵؍اپریل ۱۹۰۵ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار $\frac{22\times18}{2}$ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۶۶)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بترسید از خدائے بے نیاز و سخت قہارے
نہ پندارم کہ بدبیند خدا ترسے نکوکارے

مرا باور نمی آید کہ رسوا گردد آں مردے
کہ بترسد ازاں یارے کہ ستاراست و غفارے

گر آں چیزے کہ می بینم عزیزاں نیز دیدندے
ز دُنیا توبہ کردندے بچشم زار و خونبارے

بتشویش قیامت ماند ایں تشویش گر بینی
علاجے نیست بہر دفع آں جز حسن کردارے

نہ شاید تافتن سرزاں جناب عزت و غیرت
کہ گر خواہد کشد در یک دمے چوں کرم بیکارے

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

یہ اشتہار

جہاں جہاں پہنچے ہماری جماعت کے صاحب مقدرۃ لوگ اسے اپنی طرف سے اور چھپوا کر دُنیا میں شائع کرنے کی کوشش کریں حضرت نے یہ تاکیدی حکم دیا ہے ؂ (عبدالکریم)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا

الاَنذَار

(غور سے پڑھو کہ یہ خدا تعالیٰ کی وحی ہے)

آج رات تین بجے کے قریب خدائے تعالیٰ کی پاک وحی مجھ پر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ **تازہ نشان۔ تازہ نشان کا دھکہ۔** زَلْزَلَۃُ السَّاعَۃِ۔ قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الْاَبْرَارِ۔ دَنٰی مِنْکَ الْفَضْلُ۔ جَآءَ الْحَقُّ وَزَھَقَ الْبَاطِلُ۔ ترجمہ مع شرح یعنی خدا ایک تازہ نشان دکھائے گا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکہ لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا (مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مُراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو دُنیا پر آئے گی جس کو قیامت کہہ سکیں گے اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ کب آئیگا اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا یا خدا تعالیٰ اس کو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا بہر حال وہ حادثہ زلزلہ ہو یا کچھ اور ہو۔ قریب ہو یا بعید ہو، پہلے سے بہت خطرناک

ہے۔سخت خطرناک ہے۔اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو مَیں بیان نہ کرتا۔ وہ پہلی پیشگوئی جو مَیں نے الحکم اور البدر میں حادثہ سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کر کے خبر دی تھی کہ مُلک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی اور شور قیامت برپا ہوگا اور یک دفعہ موتا موتی ظہور میں آجائے گی۔ دیکھو وہ نشان کیسا پورا ہوا۔ اور جیسا کہ مَیں نے ابھی لکھا ہے یہ پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر میں اس زلزلہ سے قریباً پانچ ماہ پہلے شائع کر دی گئی تھی اور پیشگوئی مذکور یہ ہے عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَمُقَامُهَا۔ یعنی بہت سی مخلوق کو مٹا دینے والی تباہی آئے گی جس سے مکانات بے نشان ہو جائیں گے ان مکانوں اور گھروں کا پتہ نہ ملے گا کہ کہاں تھے۔ دیکھو! کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتیں پوری ہوگئیں۔ اگر تم عربی دان نہیں ہو تو عربی دانوں سے پوچھ لو کہ اس وحی کے کیا معنے ہیں؟ کہ عَفَتِ الدِّيَارُ مَحَلُّهَا وَمُقَامُهَا۔ اے عزیزو! اس کے یہی معنے ہیں کہ محلّوں اور مقاموں کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ طاعون تو صرف صاحب خانہ کو لیتی ہے مگر جس حادثہ کی اس وحی الٰہی میں خبر دی گئی تھی اس کے یہ معنے ہیں کہ نہ خانہ رہے گا نہ صاحبِ خانہ۔ سو خدا تعالیٰ کا فرمودہ جس طور سے اور جس صفائی سے پُورا ہوگیا۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہے اس کی نسبت اشتہار الوصیت میں بھی خبر دی گئی تھی۔ وہ تو جو ہوا سو ہوا۔ مگر اس کے بعد جو آنے والا حادثہ ہے وہ بہت بڑھ کر ہے۔ خدا تعالیٰ لوگوں پر رحم کرے۔ ان کو تقویٰ اور نیک اعمال کا خیال آجاوے۔

بقیہ ترجمہ عربی وحی کا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکی کر کے اپنے تئیں بچالو۔ قبل اس کے جو وہ ہولناک دن آوے جو ایک دم میں تباہ کر دے گا۔ اور فرماتا ہے کہ خدا ان کے ساتھ ہے جو نیکی کرتے ہیں اور بدی سے بچتے ہیں اور پھر اس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا یعنی وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا۔

حاصل مطلب یہ ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا۔ اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو ان کے درمیان ہے شناخت کریں۔ پس اے عزیزو! جلد ہر ایک بدی سے پرہیز کرو کہ پکڑے جانے کا دن نزدیک ہے۔ ہر ایک جو شرک کو نہیں چھوڑتا وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو فسق و فجور میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو دُنیا پرستی میں حد سے گذر گیا ہے اور دُنیا کے غموں میں مبتلا ہے وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے وجود سے منکر ہے، وہ پکڑا جائے گا۔ ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مُرسلوں کو بدزبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائے گا۔ دیکھو آج مَیں نے بتلا دیا۔ زمین بھی سُنتی ہے اور آسمان بھی کہ ہر ایک جو راستی کو چھوڑ کر شرارتوں پر آمادہ ہوگا اور ہر ایک جو زمین کو اپنی بدیوں سے ناپاک کریگا وہ پکڑا جائیگا۔ خدا فرماتا ہے کہ قریب ہے جو میرا قہر

زمین پر اُترے کیونکہ زمین پاپ اور گناہ سے بھر گئی ہے۔ پس اُٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ آخری وقت قریب ہے جس کی پہلے نبیوں نے بھی خبر دی تھی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے بھیجا کہ یہ سب باتیں اس کی طرف سے ہیں۔ میری طرف سے نہیں ہیں۔ کاش یہ باتیں نیک ظنی سے دیکھی جاویں۔ کاش میں ان کی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دُنیا ہلاکت سے بچ جاتی۔ یہ میری تحریر معمولی تحریر نہیں۔ دلی ہمدردی سے بھرے ہوئے نعرے ہیں۔ اگر اپنے اندر تبدیلی کرو گے اور ہر ایک بدی سے اپنے تئیں بچا لو گے تو بچ جاؤ گے کیونکہ خدا حلیم ہے جیسا کہ وہ قہار بھی ہے۔ اور تم سے اگر ایک حصہ بھی اصلاح پذیر ہوگا تب بھی رحم کیا جائے گا۔ ورنہ وہ دن آتا ہے کہ انسانوں کو دیوانہ کر دے گا۔ نادان بدقسمت کہے گا کہ یہ باتیں جھوٹ ہیں۔ ہائے وہ کیوں اس قدر سوتا ہے۔ آفتاب تو نکلنے کو ہے۔ جب خدا تعالےٰ اس وحی کے الفاظ میرے پر نازل کر چکا تو ایک رُوح کی آواز میرے کان میں پڑی جو کوئی ناپاک رُوح تھی اور میں نے اس کو یہ کہتے سُنا کہ میں سونے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔ انسان کا کیا حرج ہے کہ اگر وہ فسق و فجور کو چھوڑ دے کونسا اس میں اس کا نقصان ہے۔ اگر وہ مخلوق پرستی نہ کرے۔ آگ لگ چکی ہے۔ اُٹھو اور اس آگ کو اپنے آنسوؤں سے بجھاؤ۔ بنی اسرائیل میں جو شخص گناہ کرتا تھا اس کو حکم ہوتا تھا کہ اپنے تئیں قتل کر دے پس گو یہ حکم تمہارے لیے نہیں مگر یہ تو ضرور چاہیئے کہ اس قدر توبہ استغفار کرو تو گویا مر ہی جاؤ تا وہ حلیم خدا تم پر رحم کرے۔ آمین۔ والسّلام علےٰ من اتبع الھدٰی ؁

راقم

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۸ ر اپریل ۱۹۰۵ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان — تعداد اشاعت ۶۰۰۰

(یہ اشتہار $\frac{۲۲ \times ۱۸}{۲}$ کے ایک صفحہ پر ہے)

نوٹ :۔ یہ خبر زلزلہ کی براہین احمدیہ میں بھی مَیں نے دی تھی جس کو شائع ہوئے قریباً پچیس ۲۵ برس گذر گئے جیسا کہ اسی وحی الٰہی میں خبر ہے۔ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِىْ فِى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔ اور ایک وحی الٰہی جو اخباروں میں اس ہولناک زلزلہ کی نسبت شائع ہو چکی ہے۔ یہ ہے چونکا دینے والی خبر۔ منہ

(۲۶۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

الانذار من وحی السماء

یعنے

ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوئم

وحیِ الٰہی سے

سونے والو! جلد جاگو یہ نہ وقت خواب ہے ۞ جو خبر دی وحی حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلہ سے دیکھتا ہوں مَیں زمیں زیر و زبر ۞ وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
ہے سرِ راہ پر کھڑا نیکوں کے وہ مولیٰ کریم ۞ نیک کو کچھ غم نہیں ہے گو بڑا گرداب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سَیل سے
حیلے سب جاتے رہے اک حضرت توّاب ہے

۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ[۱] کی خبر دی ہے۔ جو نمونہ قیامت اور ہوش رُبا

---

[۱] قرآن شریف میں اس نشان زلزلے کی نسبت ایک صاف پیشگوئی سورۃ النازعات میں درج ہے جہاں اللہ تعالےٰ نے فرشتوں کی قسم کھا کر جو ایسے امور کے انتظام کے واسطے مامور ہوتے ہیں فرمایا ہے کہ یَوۡمَ تَرۡجُفُ الرَّاجِفَۃُ تَتۡبَعُہَا الرَّادِفَۃُ ☆۔ کیا معنے اُس وقت زمین کانپنے لگے گی اور ایسی کانپے گی کہ گویا اُس کا نام راجفہ رکھدیا جائے گا یعنی متواتر زلزلے آتے رہیں گے اور اس کے بعد پھر ایک اور بڑا زلزلہ آئے گا۔ اس میں آئندہ زلزلے کے واسطے ایک پیشگوئی ہے اور جو زلزلہ ہوچکا ہے اس کی بھی پیشگوئی درج ہے۔ یہ قرآن شریف کی صداقت کا ایک بڑا بھاری نشان ہے۔

یہ پیشگوئی دوسرے زلزلہ کی ۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کی وحی الٰہی کی بناء پر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ خطرناک زلزلہ صرف ایک نہیں بلکہ غالباً اس کے بعد کئی اور زلزلے بھی ہیں۔

☆ النازعات : ۷، ۸

ہوگا۔ چونکہ دو مرتبہ مکرر طور پر اس علیم مطلق نے اس آئندہ واقعہ پر مجھے مطلع فرمایا ہے اس لیے میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ عظیم الشان حادثہ جو محشر کے حادثہ کو یاد دلاوے گا، دُور نہیں ہے۔ مجھے خدائے عزّ وجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونوں زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لیے دو نشان ہیں انہیں نشانوں کی طرح جو موسیٰؑ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اس نشان کی طرح جو نوحؑ نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا اور یاد رہے کہ ان نشانوں کے بعد ابھی بس نہیں ہے بلکہ کئی نشان ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ انسان کی آنکھ کھلے گی اور حیرت زدہ ہو کر کہے گا کہ یہ کیا ہوا چاہتا ہے۔ ہر ایک دن سخت اور پہلے سے بدتر آئے گا۔ خدا فرماتا ہے کہ میں حیرت ناک کام دکھلاؤں گا اور بس نہیں کروں گا جب تک کہ لوگ اپنے دلوں کی اصلاح نہ کرلیں اور جس طرح یوسفؑ نبی کے وقت میں ہوا کہ سخت کال پڑا یہاں تک کہ کھانے کے لیے درختوں کے پتے بھی نہ رہے اسی طرح ایک آفت کا سامنا موجود ہوگا۔ اور جیسا کہ یوسفؑ نے اناج کے ذخیرے سے لوگوں کی جان بچائی۔ اسی طرح جان بچانے کے لیے خدا نے اس جگہ بھی مجھے ایک رُوحانی غذا کا مہتمم بنایا ہے۔ جو شخص اس غذا کو سچے دل سے پورے وزن کے ساتھ کھائے گا میں یقین رکھتا ہوں کہ ضرور اُس پر رحم کیا جائے گا۔ بعض نادان کہتے ہیں کہ پھر کئی لوگ احمدی جماعت میں سے طاعون سے کیوں مر گئے۔ پس یاد رہے کہ اب تک ایک فرد بھی ہماری جماعت میں سے طاعون یا زلزلہ سے نہیں مرا جس نے عملی حالت کو محبّتِ کاملہ اور قوتِ ایمان اور پورے صدق اور صفا اور دین کو مقدّم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جس کو مَیں نے اُن علامات کے ساتھ شناخت کرلیا ہو یا مجھ کو اُس کے اِس مرتبے کی خبر دی گئی ہو۔ ہاں چونکہ لاکھوں انسان اس جماعت میں داخل ہو چکے ہیں اور اکثر وہ ہیں جو ایک بچے کی طرح کمزور ہیں اور ایسے بھی ہیں جو کسی ابتلاء کے وقت ثابت قدم بھی نہیں رہ سکتے اور ایسے بھی ہیں جو تھوڑے سے امتحان میں پڑ کر مُرتد ہونے کو تیار ہوتے ہیں اور ایسے بھی ہیں جو یہ اقرار کرکے جھوٹ بولتے ہیں جو ہم نے دین کو دُنیا پر مقدّم کرلیا ہے حالانکہ ابھی تک وہ دُنیا کے گند میں پڑے ہیں۔ ہرگز دین کو دُنیا پر مقدّم نہیں کیا۔ دن رات مُردار دُنیا میں مُبتلا اور اسی غم و ہمّ میں گرفتار ہیں اور ان کی عملی حالت اسی پر گواہی دے رہی ہے کہ انہوں نے دین کو دُنیا پر مقدّم نہیں کیا۔ ہرگز نہیں کیا، لیکن میں اُمید رکھتا ہوں کہ آہستہ آہستہ بڑی رُوحانی ترقی کرلیں گے۔ غرض ممکن نہیں اور بالکل ممکن نہیں کہ جس شرط پر مَیں لوگوں کو بیعت میں داخل کرتا ہوں اور جس راہ پر مَیں چلانا چاہتا ہوں اس پر مضبوط پنجے مار کر پھر کوئی شخص موردِ عذابِ الٰہی ہو۔ ہاں کمزوری کی حالت میں اُن کے لیے طاعون سے فوت ہونا ایک شہادت ہے جو گناہ سے صاف کرکے ان کو بہشت میں پہنچائے گی اور یہی خبر خُدا نے مجھے دی تھی جس کو مَیں نے عام طور پر شائع کر دیا تھا مگر لوگوں نے جیسا کہ اُن کی عادت ہے اس الہام میں تحریف کرکے اپنی طرف سے یہ شائع کیا کہ گویا میرا

یہ دعویٰ ہے کہ کوئی مُرید میرا گو اس کی عملی یا ایمانی حالت کیسی ہی ہو طاعون سے نہیں مریگا۔ تعجب ہے کہ ہمارے مخالف لوگوں میں افترا۔ کی عادت کس قدر بڑھ گئی ہے۔ اصل الہام جس سے مَیں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کامل الایمان اور کامل العمل کو جو ہماری جماعت میں سے ہوگا۔ طاعون کی موت سے بچائیگا۔ یہ ہے اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ۔ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ۔ یعنی جن لوگوں نے مجھے قبول کیا اور مجھ پر ایمان لائے اور اپنے ایمان کو کسی ظلم اور قصور اور کسی نوع کے ایمانی یا عملی تاریکی یا نقص کے ساتھ مختلط نہیں کیا وہ طاعون کے حملے سے امن میں رہیں گے۔ پس اس وحی سے کہاں سے یہ ثابت ہے کہ جو لوگ اپنے اندر کچھ نقص اور ظلم رکھتے ہیں یا کوئی ایمانی کمزوری، وہ بھی اس وعدہ الٰہی کے نیچے داخل ہیں۔ نعوذ باللہ من سوء الفھم و افراط الوھم۔ مَیں ایسے چند لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اس جماعت میں داخل ہوتے تھے اور پھر مُرتد ہو گئے۔ اگر وہ اس جماعت میں رہ کر طاعون سے مَر جاتے تو جلد باز اور ناواقف لوگ یہی کہتے کہ دیکھو اس جماعت کے یہ لوگ تھے جو طاعون سے مر گئے حالانکہ اُن کے اندر ایک خبیث مادہ تھا جس کو خدا جانتا تھا اور لوگ نہیں جانتے تھے۔ اور وہ اس پھوڑے کی طرح تھے جو اُوپر سے بہت چمکتا ہو اور اندر بجز پیپ کے اور کچھ نہ ہو۔ ہاں خدا نے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھائے گی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹائے گی۔ سو آخر پر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ پیشگوئی سچی نکلی یا جھوٹی۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب سے جو کیا گیا اور طاعون کے نشان کو دیکھ کر لوگ ہنسی سے پیش آتے یہ دوسرا نشان زلزلے کا ظاہر ہوا جس کی خبر آج سے قریباً ایک برس پہلے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کی گئی تھی اور پہلے اشتہار میں جو لکھا گیا کہ زلزلہ سے پانچ مہینے پہلے الہام عَفَتِ الدِّیَارُ مَحَلُّھَا وَمُقَامُھَا ہوا تھا وہ غلطی سے لکھا گیا تھا بلکہ مئی ۱۹۰۴ء میں ان دونوں اخباروں میں اس خوفناک زلزلہ کی خبر شائع کی گئی تھی۔ ساتھ اس کے یہ بھی الہام تھا کہ زلزلے کا دھکّا۔ زلزلہ شدیدہ کی نسبت ان دونوں اخبارات میں زلزلہ سے بہت مدّت پہلے یہ الہام بھی شائع ہو چکا ہے کہ چونکا دینے والی خبر۔ اور اسی زلزلہ کی نسبت براہین احمدیہ اور سبز اشتہار میں وحی الٰہی شائع ہوئی ہے۔ وَاصْنَعِ الْفُلْکَ بِاَعْیُنِنَا وَوَحْیِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِیْ فِی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اِنَّھُمْ مُّغْرَقُوْنَ۔ یعنی ہمارے روبرو اور ہمارے حکم سے کشتی تیار کر۔ اور ان لوگوں کے بارے میں جو ظالم ہیں مجھ سے بات نہ کر کہ مَیں ان سب کو غرق کروں گا۔ اور عربی الہام مذکور بالا کا مفہوم یہ تھا کہ زلزلہ کے وقت جو مکان بطور سرائے کے ہونگے یا جو مستقل طور پر سکونت کے مکانات ہوں گے وہ حادثہ زلزلہ سے نابود ہو جائینگے ان کا نام ونشان نہ رہے گا اور پھر اشتہار الوصیت میں بھی زلزلے سے پہلے شائع کیا گیا تھا کہ موتا موتی کا واقعہ آنے والا ہے۔ جس سے شور قیامت برپا ہوگا۔

غرض اے ناظرین آپ صاحبان بچشم خود دیکھ چکے ہیں کہ وہ پیشگوئی جو ئیں نے الحکم اور البدر میں شدید زلزلے کے بارے میں آج کی تاریخ سے ایک برس پہلے کی تھی۔ وہ کس زور سے پُوری ہوئی۔ اور جو سخت حادثے کانگڑہ اور بھاگسو اور پالم پور اور سوجان پور تیرہ اور دیگر مقامات جیسا کہ کلّو اور رَلو میں ہوئے، اُن کی تفصیل کی اس جگہ حاجت نہیں۔ یہ ایک ایسی پیشگوئی تھی جس سے دلوں پر بہت اثر ہونا چاہیئے تھا۔ مگر مَیں نے سُنا ہے کہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ لاہور اور امرتسر میں اس پر بھی بہت ٹھٹھا کیا گیا۔ خاص کر پیسہ اخبار کے ایڈیٹر نے اس ٹھٹھے سے بہت سا حصّہ لیا اور ردّ کے طور پر لکھا کہ ایسے زلزلے ہمیشہ آتے ہیں اور جاپان میں بہت زلزلے آیا کرتے ہیں، اس شخص نے دیدہ و دانستہ سچائی کا خون کرنا چاہا ہے۔ یہ تو سچ ہے کہ دُنیا میں کوئی نئی بات نہیں۔ نوحؑ کے طوفان تک کا بھی پہلے ایک نمونہ گذر چکا ہے۔ مگر خدائے تعالےٰ جب کسی شدید حادثہ کی قبل از وقت خبر دے۔ جو اُس ملک کے رہنے والے اُس کو ایک غیر معمولی واقعہ اور ایک انہونی بات خیال کرتے ہوں۔ اور اپنے ملک میں ان کے باپ دادوں نے اس کی نظیر نہ دیکھی ہو اور ایسا امر اُن کے مُلک میں ظاہر ہونا ان کے خیال و گمان میں بھی نہ ہو وہ امر واقع ہو جائے اور وہ پیشگوئی پوری ہو جائے تو پھر بھی اس کو معمولی بات سمجھنا اگر ہٹ دھرمی نہیں تو اور کیا ہے مگر مَیں جانتا ہوں کہ اس درجے کا تعصّب رکھنے والے اور دانستہ حق کو چھپانے والے دُنیا میں بہت کم ہوں گے۔ شاید ایڈیٹر صاحب پیسہ اخبار اس اپنی سیرۃ میں لاہور میں ایک ہی ہوں یا چند آدمی جو انگلیوں پر شمار ہوتے ہیں ان کے ہم مشرب ہوں۔

بہرحال جبکہ پہلی پیشگوئی کو ڈرنے والے دل کے ساتھ نہیں دیکھا گیا اور مجھ کو بقول پیسہ اخبار ایک دکاندار یا افتراء کے کاموں کا تاجر ٹھہرایا گیا ہے تو خدا تعالےٰ نے چاہا کہ اب دوسرا نشان دکھاوے تا ماننے والوں پر اس کا رحم ہو اور توبہ کرنے والے توبہ کرلیں۔ اور تا وہ لوگ جو کئی منزلوں کی چھتوں کے نیچے سوتے ہیں وہ کسی اور جگہ ڈیرے لگالیں۔ اس وقت بجز توبہ کیا علاج ہے۔ اس آنے والے حادثہ کیلئے کوئی ٹیکا بھی تجویز نہیں ہو سکتا جس سے تسلّی ہو۔ پس مَیں محض خیر خواہی مخلوق کے لیے ہمدردی سے بھرے ہوئے دل کے ساتھ یہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو اپنی اصلاح کرنی چاہیئے۔ کم سے کم ظلم اور تعدّی اور فسق و فجور اور ٹھٹھے اور ہنسی سے دستکش ہو جانا چاہیئے۔ بہتر ہے کہ ہر ایک شخص اپنا صدقہ دے اور اگر قُربانی بھی کرے تو بہتر ہے اور ٹھٹھے والی مجلسوں سے الگ ہو جاوے۔ یاد رہے کہ اگر کسی کا مذہب اور عقیدہ ناراستی پر ہے مگر وہ ٹھٹھے کرنے والی مجلسوں میں نہیں بیٹھتا اور بدزبانی کرنے والوں کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتا اور فسق و فجور اور ظلم و تعدّی اور ہر ایک قسم کی شرارتوں سے اور جھوٹی گواہیوں اور ناحق کے خون اور چوری سے دستکش ہے اور غربت اور مسکینی اور شرافت سے گذارہ کرتا ہے

وہ اگرچہ بباعث اپنی مذہبی غلطی کے روز آخرت میں مواخذہ کے لائق ہوگا۔ مگر دُنیا میں خدا تعالیٰ کریم و رحیم ہے دوسروں کی نسبت اس پر رحم کرے گا بشرطیکہ شریر جماعتوں کے ساتھ اس کا پیوند اور تعلق نہ ہو[1] خوب یاد رکھو کہ جن قوموں کو خدا تعالیٰ نے اس سے پہلے عذاب میں مبتلا کیا تھا جیسا کہ نوحؑ کی قوم اور فرعون کی قوم اور لُوط کی قوم۔ وہ اس لیے ہلاک نہیں کی گئی تھیں کہ مذہبی اختلاف درمیان تھا بلکہ وہ اپنی شوخیوں اور شرارتوں کی وجہ سے ہلاک کی گئی تھیں نوحؑ کی قوم نے نہ صرف حضرت نوحؑ کو مفتری سمجھا بلکہ دن رات ٹھٹھا ہنسی ان کا پیشہ ہو گیا۔ اور فرعون اور اس کی قوم نے پہلے سے زیادہ بنی اسرائیل پر ظلم کرنا شروع کیا۔ اور لُوط کی قوم نے فسق و فجور میں جبر تک نوبت پہنچائی۔ اور جب اُن کو سمجھایا گیا تو لُوط اور اس کے اصحاب کی نسبت انہوں نے اپنے رفیقوں کو وہ کہا جو قرآن شریف میں درج ہے اور وہ یہ ہے۔ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ[2]۔ یعنی ان لوگوں کو اپنے گاؤں سے باہر نکالو۔ یہ تو طہارت اور تقویٰ لیے پھرتے ہیں۔ یعنی ہمارے مخالف اَور اَور باتیں لوگوں کو کہتے ہیں پس خدا کا غضب اُن قوموں پر بھڑکا[*] اور اُن کو صفحہ زمین سے ناپدید کر دیا۔ پس کیا تم اُن لوگوں سے زیادہ سخت ہو۔ یا تمہارے پاس اللہ تعالیٰ سے مقابلے کا کچھ سامان موجود ہے اور اُن کے پاس موجود نہ تھا اور یا تم عذاب سے بَری کئے گئے ہو اور یا خدا تعالیٰ میں اب وہ عذاب دینے کی قوت نہیں جو پہلے تھی۔ مَیں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس آنے والے نشان کے بعد جو مجھ کو قبول کرے گا اس کا ایمان قابلِ عزت نہیں جس کے کان ہیں سُننے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے مُنہ پھیر لیا ہے

---

[1] آیت قرآنی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا[3] سے صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے قہری عذاب کے نازل ہونے سے پہلے خدا کی طرف سے کوئی رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے جو خلقت کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہے اور یہ عذاب اس کی تصدیق کے واسطے قہری نشانات ہوتے ہیں اس وقت بھی خدا کا ایک رسول تمہارے درمیان ہے جو مدت سے تم کو ان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے پس سوچو اور ایمان لاؤ تا کہ نجات پاؤ۔ منہ

[*] درحقیقت اس حادثہ میں اس عادۃ اللہ کی مثال ڈپٹی عبداللہ آتھم اور پنڈت لیکھرام ہیں عبداللہ آتھم نے پیشگوئی کو سُنکر کوئی شوخی نہیں دکھلائی تھی بلکہ روتا رہا اس لیے خدا نے جو رحیم و کریم خدا ہے اس کی میعاد میں تاخیر ڈال دی۔ جیسا کہ پہلے الہام میں اس کا وعدہ تھا۔ مگر لیکھرام نے شوخی دکھلائی اور پیشگوئی کو سُنکر بدزبانی میں بڑھ گیا اور ہر مجلس میں گالیاں دینا اپنا شیوہ اختیار کر لیا۔ اس لیے غیتور خدا نے اس کی اصل میعاد بھی پوری نہ ہونے دی اور ابھی پانچ برس ہی گذرے تھے جو اپنی سزا کو پہنچ گیا اور زبان کی چُھری دوسرے رنگ میں اس کو لگ گئی۔ منہ

[2] الاعراف : ۸۳ [3] بنی اسراءیل : ۱۶

پس جب ایک انسانی سلطنت عدول حکمی سے ناراض ہوجاتی ہے اور ہولناک سزا دیتی ہے پھر خُدا کا غضب کیسا ہوگا۔ پس توبہ کرو کہ دن نزدیک ہیں۔ اور اس بارے میں جو عربی میں مجھے وحی الٰہی ہوئی اس جگہ میں اس کو معہ ترجمہ لکھ کر اس اشتہار کو ختم کرتا ہوں اور وہ یہ ہے۔

بخور آنچہ ترا بخورانم۔ لَكَ دَرَجَةٌ فِي السَّمَآءِ وَفِي الَّذِيْنَ هُمْ يُبْصِرُوْنَ۔ نَزَلْتُ لَكَ۔ لَكَ نُرِيْ اٰيَاتٍ وَّ نَهْدِمُ مَا يَعْمُرُوْنَ۔ قُلْ عِنْدِيْ شَهَادَةٌ مِّنَ اللّٰهِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّؤْمِنُوْنَ۔ كَفَفْتُ عَنْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خَاطِئِيْنَ۔ اِنِّيْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً۔

یعنی جو کچھ میں تجھے کھلاتا ہوں وہ کھا۔ تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے اور نیز ان میں درجہ ہے جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں۔ اور میں تیرے لیے زمین پر اُتروں گا تا اپنے نشان دکھلاؤں ہم تیرے لیے زلزلہ کا نشان دکھلائیں گے اور وہ عمارتیں جن کو غافل انسان بناتے ہیں یا آئندہ بنائیں گے گرادیں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہوں گے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گرائیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں، بچاؤں گا۔ اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اس طرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کرونگا کہ فرعون یعنی وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنی وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں اور ان کے ساتھ کے لوگ جو اُن کا لشکر ہیں یہ سب خطا پر تھے۔ اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنی فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھلانے کے لیے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤں گا یعنی اُس وقت جب اکثر لوگ باور نہیں کریں گے اور ٹھٹھے اور ہنسی میں مشغول ہوں گے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہوں گے تب میں اس نشان کو ظاہر کردوں گا کہ جس سے زمین کانپ اُٹھے گی۔ تب وہ روز دُنیا کے لیے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے توبہ سے اس کو راضی کریں کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور توّاب ہے جیسا کہ وہ شَدِيْدُ الْعِقَابِ بھی ہے۔

یاد رہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک میں شائع کی گئی تھی۔ اگرچہ اُس وقت اس خارق عادت بات کی طرف ذہن منتقل نہ ہوسکا لیکن اب پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیشگوئیاں تھیں جو اس وقت نظر سے مخفی رہ گئیں۔ چنانچہ پہلی پیشگوئی ان میں سے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے جس کی عبارت یہ ہے:۔

فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا وَکَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْہًا۔ اَلَیْسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا۔ وَاللّٰهُ مُوْھِنُ کَیْدِ الْکَافِرِیْنَ۔ یعنی خدا اپنے اس بندے کو ان تہمتوں اور بہتانوں سے بری کرے گا جو اس پر لگائے جائیں گے۔ وہ خود اپنے بندے کے لیے کافی ہے۔ پس جب خدا پہاڑ پر تجلّی کریگا تو اس کو پارہ پارہ کر دے گا اور جو کچھ مخالف لوگ ناحق کے الزاموں میں مبتلا کرنا چاہیں گے۔ ان کے سب مکر سُست کر دیگا۔ اب چونکہ انہیں دنوں میں مخالف لوگ طرح طرح کی تہمتیں لگانے میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور اسی زمانے میں خدا نے زلزلہ شدید کی مجھے ایک برس پہلے خبر دی۔ چنانچہ مطابق اس کے پہاڑوں پر زلزلہ کی سخت آفت آئی۔ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ اس جگہ پہاڑوں کے پارہ پارہ کرنے سے مراد یہ زلزلہ تھا جس کی الحکم وغیرہ میں ایک برس پہلے خبر دی گئی۔ دوسری پیشگوئی براہین احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔

میں اپنی چمکار دکھلاؤں گا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھ کو اُٹھاؤں گا۔ دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

اَلْفِتْنَۃُ ھٰھُنَا فَاصْبِرْ کَمَا صَبَرَ اُولُوا الْعَزْمِ فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا قُوَّۃُ الرَّحْمٰنِ لِعُبَیْدِ اللّٰهِ الصَّمَدِ۔

عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جائے گا۔ پس خدا تجھے بَری کرنے کے لیے ایک نشان دکھلائے گا اور وہ یہ کہ پہاڑ پر اس کی تجلّی ہو گی اور وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دے گا۔ یہ خدا کی قوت سے ہو گا تا وہ اپنے بندے کے لیے نشان دکھاوے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۶ اور پھر رسالہ آمین میں جو مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپ کر ۱۹۰۱ء میں شائع ہوا تھا۔ یہی خبر نظم میں دی گئی تھی اور وہ شعر یہ ہیں

کرو توبہ کہ تا ہو جائے رحمت ۔۔۔ دکھاؤ جلد تر صدق و انابت

کھڑی ہے سر پہ ایسی ایک ساعت ۔۔۔ کہ یاد آ جائیگی جس سے قیامت

مجھے یہ بات مولا نے بتا دی ۔۔۔ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ اَخْزَی الْاَعَادِیْ

اب سُنو اے عزیزو! کہ آج میں نے تبلیغ[1] کا حق ادا کر دیا۔ اب چاہو ٹھٹھا کرو، گالیاں دو،

---

[1] پہلے اکثر مسلمان جو اپنی غلط فہمی سے حضرت عیسٰےؑ کو آسمان سے اُتار رہے تھے وہ بات صحیح نہ تھی بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے مسیح ہو کر آنے والا یہی راقم تھا، لیکن ان لوگوں کا کچھ قصور نہیں کیونکہ قبل از وقوع کسی

تمہیں لگاؤ اور مفتری نام رکھو اور چاہو تو قبول کرو۔ مَیں نے قبل از وقت بتا دیا۔ بدقسمتو! تم آنیوالے عذاب سے بھاگ نہیں سکتے۔ خدا برحق ہے اور اس کے وعدے برحق۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

راقم

خاکسار مرزا غلام احمد قادیانی

۱۸؍اپریل ۱۹۰۵ء

(یہ اشتہار ۲۶×۲۰/۸ کے آٹھ صفحات پر ہے)

نولکشور پریس لاہور

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

پیشگوئی کے معنے کرنے میں عوام تو ایک طرف بعض اوقات انبیاء بھی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہیں گو بعد اس کے پیشگوئی کے وقوع کے وقت معنے کُھل جاتے ہیں ۔

(۲۶۸)

دنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے کو قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دیگا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ
نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ

زلزلہ کی خبر بار سوم

آج ۲۹؍اپریل ۱۹۰۵ء کو پھر خدا تعالیٰ نے مجھے دوسری مرتبہ کے زلزلہ شدیدہ کی نسبت اطلاع دی ہے۔ سو مَیں محض ہمدردی مخلوق کے لیے عام طور پر تمام دُنیا کو اطلاع دیتا ہوں کہ یہ بات آسمان پر قرار پا چکی ہے کہ ایک شدید آفت سخت تباہی ڈالنے والی دُنیا پر آویگی۔ جس کا نام خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ رکھا ہے۔ مَیں نہیں جانتا کہ وہ قریب ہے یا کچھ دنوں کے بعد خدا تعالیٰ اس کو ظاہر فرماوے گا۔ مگر بار بار خبر دینے سے یہی سمجھا جاتا ہے کہ بہت دُور نہیں ہے۔ یہ خدا تعالیٰ کی خبر اور اس کی خاص وحی ہے جو عالم الاسرار ہے۔ اس کے مقابل پر جو لوگ یہ شائع کر رہے ہیں کہ ایسا کوئی سخت زلزلہ آنے والا نہیں ہے۔ وہ اگر منجم ہیں یا کسی اَور علمی طریق سے اٹکلیں دوڑاتے ہیں، وہ سب جھوٹے ہیں اور لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں۔ درحقیقت یہ سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ وہ زلزلہ اس ملک پر آنے والا ہے جو پہلے کسی آنکھ نے نہیں دیکھا اور نہ کسی کان نے سُنا اور نہ کسی دل میں گذرا۔ بجز توبہ اور دل کے پاک کرنے کے کوئی اُس کا علاج نہیں۔ کوئی ہے جو ہماری اس بات پر ایمان لاتے؟ اور کوئی ہے جو اس آواز کو دل لگا کر سُنے؟ یہ بھی ملک کی بدقسمتی ہے جو خدا کے کلام کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتے ہیں اور اُن کے دل ڈرتے نہیں۔ خُدا فرماتا ہے کہ مَیں چھُپ کر آؤں گا۔ مَیں اپنی فوجوں کے ساتھ اُس وقت آؤں گا کہ کسی کو گمان بھی نہ ہو گا کہ ایسا حادثہ

ہونے والا ہے۔ غالباً وہ صبح کا وقت ہوگا یا کچھ حصہ رات میں سے یا ایسا وقت ہوگا جو اس سے قریب ہے۔

پس اے عزیزو! تم جو خدا تعالیٰ کی وحی پر ایمان لاتے ہو ہشیار ہو جاؤ اور اپنے توبہ کے جامہ کو خوب پاک اور صاف کرو کہ خدا تعالیٰ کا غضب آسمان پر بھڑکا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ دُنیا کو اپنا چہرہ دکھاوے بجز توبہ کے کوئی پناہ نہیں۔ ہلاک ہوگئے وہ لوگ جن کا کام ٹھٹھا اور ہنسی ہے جو گناہ اور معصیت سے باز نہیں آتے اور ان کی مجلسیں ناپاکی اور غفلت سے بھری ہوئی ہیں اور اُن کی زبانیں مُردار سے بدتر ہیں۔ وہ بار بار کی شوخیوں سے خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکاتے ہیں۔ وہ دلوں کے اندھے ہیں اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس روز میں اُن پر رحم کرونگا جن کے دل مجھ سے ترساں اور ہراساں ہیں۔ جو نہ بدی کرتے ہیں اور نہ بدی کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں۔ اور خدا نے یہ بھی فرمایا کہ اس روز تیرے لیے فتح نمایاں ظاہر ہوگی کیونکہ خدا اس روز وہ سب کچھ دکھلائے گا جو قبل از وقت دُنیا کو سُنایا گیا۔ خوش قسمت وہ جو اَب بھی سمجھ جائے۔

یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق در عمیق ہوتا ہے بجز اُن خدا کے مُرسلوں کے جو جناب الٰہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں اور کسی پر نہیں کُھلتا اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہیں دی جاتی۔ پس مجھے خدا تعالیٰ نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالیٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھ کو، اُن کو پتہ لگ جاتے۔ میں محض ہمدردی کی راہ سے یہ بھی کہتا ہوں کہ اگر لوگ بڑے بڑے مکانوں سے جو ۲ منزلے سہ منزلے ہیں اجتناب کریں تو اس میں رعایت ظاہر ہے۔ آئندہ اُن کا اختیار۔ والسّلام

المشتہر:۔ **میرزا غلام احمد قادیانی** ۲۹؍اپریل ۱۹۰۵ء بروز شنبہ

(نولکشور پریس لاہور)

(یہ اشتہار $\frac{22 \times 29}{4}$ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۶۹)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ[1]

یہ عجیب زمانہ ہے کہ ہمدردی کی بھی ناشکری کی جاتی ہے۔ بعض اخباروں والے خاص کر پیسہ اخبار لاہور اس بات سے بہت ناراض ہوئے ہیں کہ مَیں نے دوسرے زلزلہ کی خبر کیوں شائع کی ہے۔ حالانکہ ان کو خوب معلوم ہے کہ جو کچھ مَیں نے شائع کیا وہ بدنیتی سے نہیں ہے اور نہ کسی کو آزار دینا اور تشویش میں ڈالنا میرا مقصد ہے۔ مَیں نے پہلے اس سے ۱۹۰۱ء میں ایک زلزلہ شدیدہ کی خبر شائع کی تھی جس کا یہ مضمون تھا کہ ایک زلزلہ سخت آنے والا ہے جو ہولناک ہوگا۔ اور پھر مَیں نے اسی زلزلہ کے بارے میں مئی ۱۹۰۴ء میں بذریعہ اخبار شائع کیا کہ وہ زلزلہ آنے والا ایسا ہوگا کہ جس سے ایک حصہ ملک کا تباہ ہو جائے گا اور بڑی بڑی عمارتیں گریں گی اور جو عارضی طور پر فرودگاہیں ہیں وہ بھی گریں گی اور جو مستقل سکونت کی عمارتیں ہیں وہ بھی نابود ہو جائیں گی۔ اور اس زمانہ سے پچیس۲۵ برس پہلے بھی مَیں نے اپنی کتاب براہین احمدیہ میں اسی زلزلہ کی خبر دی تھی اور لکھا تھا کہ اس سے پہاڑ پھٹ جائیں گے اور بڑی آفت پیدا ہوگی اور جب وہ پیشگوئی ۴؍ اپریل ۱۹۰۵ء کو پوری ہوگئی اور بندگان خدا کا وہ نقصان ہوا جس کی تحریر کرنے کی حاجت نہیں۔ تب مجھے اس حادثہ سے اس قدر صدمہ پہنچا کہ جس کے بیان کرنے کے لیے الفاظ نہیں۔ اور مَیں خیال کرتا ہوں کہ بہت ہی کم ایسے لوگ ہوں گے جن کو میری مانند ملک کی اس تباہی کا صدمہ پہنچا ہو۔ کیونکہ اس زلزلہ کے بعد مجھے بار بار

---

[1] ہماری جماعت کے ہر ایک ذی مقدرت لوگوں پر جو مختلف اضلاع میں رہتے ہیں واجب ہوگا کہ عوام کی غلطیاں دُور کرنے کے لیے اور شریر لوگوں کے دھوکہ کے ازالہ کے لیے جو ناحق میرے اشتہارات کے اُلٹے معنے کر کے سادہ لوگوں کو تشویش میں ڈالتے ہیں اور گورنمنٹ کو عمداً دھوکہ دیتے ہیں کسی قدر اپنے طور پر یہی اشتہار لفظ بلفظ چھاپ کر اپنے گرد و نواح میں اور دُور و نزدیک میں شائع کر دیں۔ تا مستحق ثواب ہوں اور لوگوں کی غلط فہمی دُور ہو جائے۔ منہ

یہ خیال آیا کہ مَیں نے بڑا گناہ کیا کہ جیسا کہ حق شائع کرنے کا تھا اس پیشگوئی کو شائع نہ کیا۔ کیونکہ وہ پیشگوئی صرف اُردو کے دو اخبار اور دو رسالوں میں شائع ہوئی تھی اور یہ بھی فروگذاشت ہوئی ہے کہ عربی پیشگوئی کا ترجمہ بھی نہیں ہوا تھا۔ اور یہ بھی بڑی غلطی ہوئی کہ انگریزی اخباروں میں اس کو شائع نہیں کیا گیا تھا اگرچہ میں اس وقت جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک واجبی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کرے گا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے اور ہر ایک بھلائی کی بات جو مَیں پیش کرتا ہوں بجز گالیاں سُننے کے مَیں اُس کا کوئی صلہ نہیں پاتا۔ تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کی طرف ملی تھی مَیں نے اس کی پورے طور پر اشاعت نہ کی اور اگر مَیں پورے طور اشاعت کرتا اور بار بار متنبّہ کرتا تو ممکن تھا کہ اس پر کار بند ہو کر بعض جانیں بچ جاتیں۔ چنانچہ جس قدر میری جماعت میں سے دھرم سالہ اور کانگڑہ اور کلّو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے ایک بھی ان میں سے ضائع نہیں ہوا۔ اس کی وجہ یہی ہوگی کہ وہ زلزلہ کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہوں گے اور حتی الوسع اپنی باطنی اصلاح بھی کی ہو گی۔ مَیں اسی غم اور پریشانی میں تھا کہ یک دفعہ پھر مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے خبر ملی کہ ایک زلزلہ اَور آنے والا ہے جو قیامت کا نمونہ ہوگا اس خبر کے سُننے ہی میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا اور میرے دل کی وہ حالت ہوئی جس کو میرا خدا جانتا ہے اور جیسا کہ میں لکھ چکا ہوں مَیں پہلے سے بہت شرمندہ تھا کہ مَیں نے زلزلہ کی پہلی خبر کو کما حقہٗ کیوں شائع نہ کیا۔ اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلہ کی خبر پا کر میرا دل اس بات کے لیے بے اختیار ہو گیا کہ پہلی فروگذاشت کی اب تدارک کروں۔ اسی غرض سے مَیں نے تین اشتہار شائع کئے تا لوگوں کو متنبّہ[۱] کروں کہ حتی المقدور اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور جہاں تک ممکن ہو۔ ایسی عمارتوں سے بچیں جو دو منزل سہ منزل ہیں۔ اور اب کی دفعہ مَیں نے پہلی فروگذاشت کو پورا کرنے کے لیے کئی ہزار اشتہار شائع کئے اور اخباروں میں

---

[۱] اس کے واسطے کوئی تاریخ معین نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے کوئی خاص تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمائی۔ بعض لوگوں کو غلطی لگی ہے کہ ہم نے ۱۱ سے ۱۴ مئی مقرر کی تھی مگر یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ہم نے کوئی تاریخ نہیں لکھی۔ ایسی پیشگوئیوں میں عموماً یہی سنّۃ اللہ ہے۔ چنانچہ انجیل میں بھی صرف یہ لکھا ہے کہ زلزلے آویں گے مگر تاریخ مقرر نہیں۔ مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلہ سے درحقیقت ظاہری زلزلہ مراد ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتی ہے۔ بہرحال اس سے خوف کرنا لازم اور احتیاط رکھنا ضروری سمجھ کر مَیں اب تک خیموں میں باہر جنگل میں گذارہ کرتا ہوں اور خیموں کے خریدنے اور عمارتوں کے بنانے میں ایک ہزار روپیہ کے قریب ہمارا خرچ بھی ہو چکا ہے اور اس قدر خرچ کون اُٹھا سکتا ہے بجز اس کے جو سچے دل سے ایک آنے والے حادثہ پر یقین رکھتا ہے۔ مجھے بعد میں زلزلہ

بھی یہی مضمون شائع کرایا اور پایونیر وغیرہ انگریزی اخباروں میں بھی شائع کرا دیا بلکہ اس اطلاع کے لیے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹننٹ گورنر بہادر اور ایک چٹھی جناب نواب لارڈ کرزن وائسرائے بالقابہ کی خدمت میں بھیجی گئی اور ابھی میں اس بات کی طرف متوجہ ہوں کہ یا تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس گھڑی کو ٹال دے اور مجھے اطلاع دے اور یا پورے طور پر بقید تاریخ اور روز اور وقت اس آنے والے حادثہ سے مطلع فرماوے کیونکہ وہ ہر ایک بات پر قادر ہے۔

اب ناظرین سمجھ سکتے ہیں کہ کسی بدنیتی یا دلآزاری یا ستانے کے لیے مَیں نے یہ کام نہیں کیا اور جس آنے والے زلزلہ سے مَیں نے دوسروں کو ڈرایا، ان سے پہلے مَیں آپ ڈرا۔ اور اب تک قریباً ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں۔ مَیں واپس قادیان میں نہیں گیا۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں کہ وہ وقت کب آنے والا ہے مَیں نے اپنے مریدوں کو بھی اپنے اشتہارات میں بار بار یہی نصیحت کی کہ جس کی مقدرت ہو اسے ضروری ہے کہ کچھ مدت خیموں میں باہر جنگل میں رہے اور جو لوگ بے مقدرت ہیں وہ دُعا کرتے رہیں کہ خدا اس بلا سے ہمیں بچاوے۔ پس میری نیک نیتی پر اس سے زیادہ کون گواہ ہو سکتا ہے کہ اسی خیال سے مَیں مع اہل و عیال اور اپنی تمام جماعت کے جنگل میں پڑا ہوں اور جنگل کی گرمی کو برداشت کر رہا ہوں حالانکہ قادیان طاعون سے بالکل پاک صاف ہے مگر جس بات سے خدا نے ڈرایا اس سے ڈرنا لازم ہے اور جس ضرر کا یقین ہے اس سے بنی نوع کو ڈرانا بھی شرائط ہمدردی میں داخل ہے۔ اگر مَیں دیکھوں کہ کسی گھر کے کسی حصّہ کو آگ لگنے کو ہے اور گھر کے لوگ خواب میں ہیں۔ ان کو کچھ خبر نہیں اور مَیں اُن کو اطلاع نہ دوں کہ وہ تشویش میں پڑیں گے تو مَیں ایک سخت گناہ کا مرتکب ہوں گا۔

یہ بھی یاد رہے کہ کسی کمزور بناء پر یہ پیشگوئی نہیں کی گئی ہے بلکہ اگر حکّام کی طرف سے بھی میرے اس دعوے کی پڑتال ہو تو کم سے کم ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی جو وہ سچی نکلی۔ پس جبکہ میں صدہا پیشگوئیوں کی سچائی کے تجربہ سے اس بات کے باور کرنے کے لیے ایک بھاری ثبوت اپنے پاس رکھتا ہوں کہ جو کچھ خدا نے مجھے فرمایا ہے سچ ہے تو پھر اس سے لوگوں کو متنبہ نہ کرنا ایک ظلم تھا۔ کیونکہ یہ زلزلہ کی پیشگوئی قطعی نہیں بلکہ شرطی ہے۔ ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کرے گا وہ بچایا جائے گا۔ پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے۔ ہاں وہ بدمعاش لوگ جو اپنا پیشہ بدکاری حرام خوری خونریزی وغیرہ رکھتے ہیں البتہ ایسے اشتہار دل

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

کی نسبت یہ بھی الہام ہوا تھا۔ پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ مجھے اس پر غور کرنے سے اجتہادی طور پر خیال گذرتا ہے کہ ظاہر الفاظ وحی الٰہی کے یہ چاہتے ہیں کہ یہ پیشگوئی بہار کے ایام میں پوری ہوگی۔ شاید ان تحریکات کے لیے بہار کے ایام کو کچھ خصوصیت ہو اور ممکن ہے کہ اس وحی کے اور معنے ہوں اور بہار سے مراد کچھ اَور ہو۔ منہ

سے وہ تشویش میں پڑیں گے سواُن کی تشویش کی نہ خدا کو پروا ہے اور نہ گورنمنٹ کو۔ اگر اُن کو خوش رکھنا مقصود ہوتا تو انسانی گورنمنٹیں ان کے لیے جیلخانے کیوں طیار کرتیں۔

میری سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس قسم کی بدظنی ہے جو مخالف لوگ مجھ پر کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اپنے اشتہاروں سے تشویش میں ڈال دیا ہے۔ مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیسی تشویش ہے مَیں منجم ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا نہ مجھے علم جیالوجی کی مہارت کا کوئی دعویٰ ہے۔ صرف یہ دعوےٰ ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے وحی پاتا ہوں۔ مگر اس دعویٰ کے یہ لوگ سخت منکر ہیں اور اسی بنا پر مجھے کافر اور دجّال کہتے ہیں اور اسی بنا پر یہ لوگ میری تکذیب کر رہے ہیں۔ ان لوگوں نے ہزارہا اشتہار میری نسبت شائع کئے ہیں کہ اس دعویٰ میں یہ شخص جھوٹا ہے بلکہ اس قدر لعنتوں اور گالیوں سے بھرے ہوئے میری نسبت دُنیا میں اشتہار شائع کر چکے ہیں جن سے کم سے کم دس کوٹھے بھر سکتے ہیں تو پھر کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ میری ایسی پیشگوئیوں سے وہ ڈرتے ہوں۔ جو شخص اُن کے نزدیک جھوٹا ہے اس سے ڈرنے کے کیا معنے ہیں[1]۔ اگر مجھے بندگانِ خدا کی سچی ہمدردی مجبور نہ کرتی تو مَیں ایک ورق بھی شائع نہ کرتا۔ مگر پہلی پیشگوئی کا بڑے زبردست طور سے پورا ہونا اور ہزارہا جانوں کا نقصان ہونا مجھے کھینچ کر اس طرف لایا کہ میں دوسری پیشگوئی کے شائع کرنے میں کوتاہی نہ کروں اور کماحقہ شائع کردوں۔ بعض نے میری نسبت خط لکھے کہ تو جھوٹا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ تجھے قتل کردیں۔

---

[1] نوٹ: اس جگہ نمونہ کے طور پر مخالفین میں سے ایک کا اشتہار نقل کیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوگا کہ ہماری پیشگوئیوں کی جب اس طرح تکذیب کی جاتی ہے تو پھر یہ پیشگوئیاں کسی کے واسطے تشویش کا موجب نہیں ہیں۔ اور نہ لوگ اس سے ڈرتے ہیں بلکہ اس پر مضحکہ اُڑاتے ہیں۔ چنانچہ ایک تازہ اشتہار کی کچھ عبارت ہم اس جگہ بطور نمونہ کے نقل کرکے دکھلاتے ہیں کہ ایسے مخالفین پر ہماری پیشگوئیوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

اور وہ عبارت یہ ہے

مَیں آج ۶ رمئی ۱۹۰۵ء کو اس امر کا بڑے زور اور دعویٰ سے اعلان کرتا ہوں اور تمام لوگوں کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ خوفناک اور بجھے ہوئے دلوں کو اطمینان اور تسلّی دیتا ہوں کہ قادیانی نے ۵ - ۸ - ۲۱ اور ۲۹ راپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہاروں اور اخباروں میں جو لکھا ہے کہ ایک ایسا سخت زلزلہ آئے گا جو ایسا شدید اور خوفناک ہوگا کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سُنا۔ کرشن قادیانی زلزلہ کے آمد کی تاریخ یا وقت نہیں بتلاتا۔ مگر اس امر پر بہت زور دیتا ہے کہ زلزلہ ضرور آئے گا۔ اس لیے میں ان بھولے بھالے سادہ لوح آدمیوں کو جو قادیانی کی طرف لفاظیوں اور اخباری رنگ آمیزیوں سے خوفناک ہو رہے ہیں بڑے زور سے اطمینان اور تسلّی دیتا ہوا خوشخبری سُناتا ہوں کہ خدا کے فضل وکرم سے شہر لاہور وغیرہ میں یہ قادیانی زلزلہ ہرگز نہیں آئے گا! نہیں آئے گا!! اور نہیں آئے گا!!! اور آپ ہر طرح اطمینان اور تسلّی رکھیں۔ مجھے یہ خوشخبری حقیقی نور الٰہی اور کشف کے ذریعہ سے دی گئی ہے جو انشاء اللہ بالکل ٹھیک ہوگی۔ مَیں مکرر سہ کرر کہتا ہوں اور اس نور الٰہی سے جو مجھے بذریعہ

لیکن اگر میرے اشتہاروں سے کچھ لوگ احتیاط پر کاربند ہو جائیں اور اپنی کچھ اندرونی اصلاح کرلیں اور ان کی جانیں بچ جائیں تو میری جان کیا چیز ہے۔ کیا مجھے مرنا نہیں یا اپنی جان سے ایسی محبت رکھتا ہوں کہ بنی نوع کی ہمدردی بھی چھوڑ دوں۔ اور بعض نادان کہتے ہیں کہ یہ اشتہار اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ تا لوگ ڈر کر انکی بیعت قبول کرلیں مگر اس حق پوشی کا مَیں کیا جواب دوں۔ میں بار بار انہیں اشتہارات میں لکھ چکا ہوں کہ اصلاحِ نفس اور توبہ سے اس جگہ میری یہ مراد نہیں ہے کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے یا میری بیعت اختیار کرے۔ بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر کسی کا مذہب غلطی پر ہے تو اس غلطی کی سزا کے لیے یہ دُنیا عدالت گاہ نہیں ہے اس کے لیے عالمِ آخرت مقرر ہے اور جس قدر قوموں کو پہلے اس سے سزا ہوئی ہے مثلاً آسمان سے پتھر برسے یا طوفان سے غرق کئے گئے یا زلزلہ نے اُن کو فنا کیا اس کا یہ باعث نہیں تھا کہ وہ بُت پرست تھے یا آتش پرست یا کسی اور مخلوق کے پرستار تھے۔ اور اگر وہ سادگی اور شرافت سے اپنی غلطیوں پر قائم ہوتے تو کوئی عذاب ان پر نازل نہ ہوتا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا بلکہ خدا تعالیٰ کی آنکھ کے سامنے سخت گناہ کئے اور نہایت درجہ شوخیاں دکھلائیں اور اُن کی بدکاریوں سے زمین ناپاک ہو گئی۔ اسی لیے اسی دُنیا میں اُن پر عذاب نازل ہوا۔ خدا کریم و رحیم ہے۔ اور غضب میں دھیما ہے۔ اگر اس زمانہ کے لوگ اُس سے ڈریں اور بدکاریوں اور ظلمتوں اور طرح طرح کے بُرے کاموں پر ایسی جرأت نہ کریں کہ گویا خدا نہیں ہے تو پھر ان پر کوئی عذاب نازل نہیں ہوگا جیسا کہ وہ فرماتا ہے مَا یَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ وَ اٰمَنْتُمْ[1] یعنی خدا تمہیں عذاب دیکر کیا کرے گا اگر تم شکرگذار بن جاؤ اور خدا پر ایمان لاؤ اور اس کی عظمت اور سزا کے دن سے ڈرو ایسا ہی اس کے مقابل پر فرماتا ہے قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَآؤُکُمْ[2] یعنی ان کو کہدے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بن جاؤ اور اس کی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پروا کیا رکھتا ہے۔ اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اس کے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رُعب نہ ہو اور بیقیدی اور دلیری کے ساتھ اس کے تمام اعمال ہوں تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جس

(بقیہ نوٹ صفحہ سابقہ)

کشف دکھلایا گیا ہے مستفیض ہو کر اور اس کے اعلان کی اجازت پا کر ڈنکے کی چوٹ کہتا ہوں کہ قادیانی ہمیشہ کی طرح اس زلزلہ کی پیشگوئی میں بھی ذلیل اور رسوا ہوگا۔ اور خداوند تعالیٰ حضرت خاتم المرسلین شفیع المذنبین کے طفیل سے اپنی گنہگار مخلوق کو اپنے دامنِ عاطفت میں رکھ کر اس نارسیدہ آفت سے بچائے گا اور کسی فرد بشر کا بال تک بینکا نہ ہوگا۔

ملا محمد بخش حنفی سیکرٹری انجمن حامی اسلام لاہور

---

[1] النساء: ۱۴۸ [2] الفرقان: ۷۸

کا دُودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ جس قدر میں نے لکھا ہے وہ اُن لوگوں کے لیے بس ہے جن کے دل ٹیڑھے نہیں ہیں اور جو جانتے ہیں کہ خدا ہے۔

والسلام علٰی من اتبع الھدٰی

المشـــــــــــــــــــــــــــــــــتھر

مرزا غلام احمد قادیانی

ضیاء الاسلام پریس قادیان میں ۲۲؍مئی ۱۹۰۵ء کو چھپ کر شائع ہوا

۱۱؍مئی ۱۹۰۵ء[1]

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے چار صفحات پر ہے)

---

[1] اسی پیشگوئی کے متعلق جو زلزلہ ثانیہ کی نسبت شائع ہو چکی ہے آج ۲۰؍مئی ۱۹۰۵ء کو بوقت پانچ بجے صبح خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ وحی ہوئی صَدَقْنَا الرُّؤْیَا اِنَّا کَذَالِکَ نَجْزِی الْمُتَصَدِّقِیْنَ یعنی زلزلہ کی نسبت تیرے دیکھے ہوئے کو ہم نے سچا کر کے دکھلا دیا اور اسی طرح ہم صدقہ دینے والوں کو جزا دیتے ہیں۔ منہ

(۲۷۰)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَاٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

تبلیغ الحق

واضح ہو کہ کسی شخص کے ایک کارڈ کے ذریعہ سے مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض نادان آدمی جو اپنے تئیں میری جماعت کی طرف منسوب کرتے ہیں، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی نسبت یہ کلمات منہ پر لاتے ہیں کہ نعوذ باللہ حسین بوجہ اس کے کہ اُس نے خلیفۂ وقت یعنی یزید سے بیعت نہیں کی باغی تھا اور یزید حق پر تھا۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ۔ مجھے اُمید نہیں کہ میری جماعت کے کسی راستباز کے مُنہ سے ایسے خبیث الفاظ نکلے ہوں۔ مگر ساتھ اس کے مجھے یہ بھی دل میں خیال گذرتا ہے کہ چونکہ اکثر شیعہ نے اپنے وِرد تبرّے اور لعن و طعن میں مجھے بھی شریک کر لیا ہے اس لیے کچھ تعجب نہیں کہ کسی نادان بے تمیز نے سفیہانہ بات کے جواب میں سفیہانہ بات کہہ دی ہو۔ جیسا کہ بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی کی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کچھ سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔ بہرحال میں اس اشتہار کے ذریعہ سے اپنی جماعت کو اطلاع دیتا ہوں کہ ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دُنیا کا کیڑا اور ظالم تھا اور جن معنوں کی رو سے کسی کو مومن کہا جاتا ہے وہ معنے اس میں موجود نہ تھے۔ مومن بننا کوئی امر سہل نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کی نسبت فرماتا ہے:۔

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا۔[1] مومن وہ لوگ ہوتے ہیں جنکے اعمال ان کے ایمان پر گواہی دیتے ہیں جن کے دل پر ایمان لکھا جاتا ہے اور جو اپنے خدا اور اس کی رضا کو ہر ایک چیز پر مقدم کر لیتے ہیں اور تقویٰ کی باریک اور تنگ راہوں کو خدا کے لیے اختیار کرتے اور اس کی محبت میں محو

[1] الحجرات:۱۵

ہو جاتے ہیں اور ہر ایک چیز جو بُت کی طرح خدا سے روکتی ہے خواہ وہ اخلاقی حالت ہو یا اعمال فاسقانہ ہوں یا غفلت اور کسل ہو سب سے اپنے تئیں دُور تر لے جاتے ہیں لیکن بدنصیب یزید کو یہ باتیں کہاں حاصل تھیں دُنیا کی محبت نے اس کو اندھا کر دیا تھا مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا اور بلاشبہ وہ اُن برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبتِ الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لیے اسوۂ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہوگیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہوگیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دُنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کا قدر مگر وہی جو اُن میں سے ہیں۔ دُنیا کی آنکھ وہ شناخت نہیں کر سکتی کیونکہ وہ دُنیا سے بہت دُور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دُنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ کی شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسینؓ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے۔ وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جلّشانہٗ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ جو شخص مجھے بُرا کہتا ہے یا لعن طعن کرتا ہے اس کے عوض میں کسی برگزیدہ اور محبوب الٰہی کی نسبت شوخی کا لفظ زبان پر لانا سخت معصیت ہے۔ ایسے موقع پر درگذر کرنا اور نادان دشمن کے حق میں دُعا کرنا بہتر ہے کیونکہ اگر وہ لوگ مجھے جانتے کہ مَیں کس کی طرف سے ہوں تو ہرگز بُرا نہ کہتے وہ مجھے ایک دجال اور مفتری خیال کرتے ہیں۔ مَیں نے جو کچھ اپنی نسبت دعویٰ کیا اور جو کچھ اپنے مرتبہ کی نسبت کہا وہ مَیں نے نہیں کہا بلکہ خدا نے کہا۔ پس مجھے کیا ضرورت ہے کہ ان بحثوں کو طول دوں اگر میں درحقیقت مفتری اور دجال ہوں اور اگر درحقیقت مَیں اپنے ان مراتب کے بیان کرنے میں جو مَیں خدا کی وحی کی طرف اُن کو منسوب کرتا ہوں کاذب اور مفتری ہوں تو میرے ساتھ اس دنیا اور آخرت میں خدا کا وہ معاملہ ہوگا جو کاذبوں اور مفتریوں سے ہوا کرتا ہے کیونکہ محبوب اور مردود یکساں نہیں ہوا کرتے۔ سو اے عزیزو! صبر کرو کہ آخر وہ امر جو مخفی ہے کُھل جائے گا۔ خدا جانتا ہے کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں اور وقت پر آیا ہوں۔ مگر وہ دل جو سخت ہو گئے اور وہ آنکھیں جو بند ہو گئیں میں ان کا کیا علاج کر سکتا ہوں۔ خدا میری نسبت اشارہ کر کے فرماتا ہے کہ ” دُنیا میں ایک نذیر آیا پر دُنیا نے اُس کو قبول نہ کیا

لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردیگا۔"

پس جبکہ خدا نے اپنے ذمہ لیا ہے کہ وہ زور آور حملوں سے میری سچائی ظاہر کرے گا تو اس صورت میں کیا ضرورت ہے کہ کوئی شخص میری جماعت میں سے خدا کا کام اپنے گلے ڈال کر میرے مخالفوں پر ناجائز حملے شروع کرے۔ نرمی کرو اور دُعا میں لگے رہو اور سچی توبہ کو اپنا شفیع ٹھہراؤ اور زمین پر آہستگی سے چلو۔ خدا کسی قوم کا رشتہ دار نہیں ہے۔ اگر تم نے اس کی جماعت کہلا کر تقویٰ اور طہارت کو اختیار نہ کیا اور تمہارے دلوں میں خوف اور خشیت پیدا نہ ہوا تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہیں مخالفوں سے پہلے ہلاک کرے گا کیونکہ تمہاری آنکھ کھولی گئی اور پھر بھی تم سو گئے اور یہ مت خیال کرو کہ خدا کو تمہاری کچھ حاجت ہے۔ اگر تم اُس کے حکموں پر نہیں چلو گے، اگر تم اس کے حدود کی عزت نہیں کرو گے تو وہ تمہیں ہلاک کرے گا اور ایک اور قوم تمہارے عوض لائے گا جو اس کے حکموں پر چلے گی اور میرے آنے کی غرض صرف یہی نہیں کہ مَیں ظاہر کروں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ یہ تو مسلمانوں کے دلوں پر سے ایک روک کا اُٹھانا اور سچا واقعہ ان پر ظاہر کرنا ہے بلکہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ تا مسلمان خالص توحید پر قائم ہو جائیں اور ان کو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا ہو جاتے اور انکی نمازیں اور عبادتیں ذوق اور احسان سے ظاہر ہوں اور اُن کے اندر سے ہر ایک قسم کا گند نکل جاتے اور اگر مخالف سمجھتے تو عقائد کے بارے میں مجھ میں اور اُن میں کچھ بڑا اختلاف نہ تھا۔ مثلاً وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے۔ سو مَیں بھی قائل ہوں کہ جیسا کہ آیت اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ[1] کا منشا ہے۔ بیشک حضرت عیسیٰ بعد وفات مع جسم آسمان پر اُٹھائے گئے۔ صرف فرق یہ ہے کہ وہ جسم عنصری نہ تھا بلکہ ایک نورانی جسم تھا جو اُن کو اسی طرح خدا کی طرف سے ملا جیسا آدم اور ابراہیم اور موسیٰ اور داؤد اور یحییٰ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء کو ملا تھا۔ ایسا ہی ہم عقیدہ رکھتے ہیں کہ وہ ضرور دُنیا میں دوبارہ آنے والے تھے جیسا کہ آگئے۔ صرف فرق یہ ہے کہ جیسا کہ قدیم سے سنت اللہ ہے ان کا آنا صرف بروزی طور پر ہوا جیسا کہ الیاس نبی دوبارہ دُنیا میں بروزی طور پر آیا تھا۔ پس سوچنا چاہیئے کہ اس قلیل اختلاف کی وجہ سے جو ضرور ہونا چاہیئے تھا اس قدر شور مچانا کسقدر تقویٰ سے دُور ہے۔ آخر جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے حَکَم بنکر آیا، ضرور تھا کہ جیسا کہ لفظ حَکَم کا مفہوم ہے کچھ غلطیاں اس قوم کی ظاہر کرتا جنکی طرف وہ بھیجا گیا۔ ورنہ اس کا حَکَم کہلانا باطل ہوگا۔ اب زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مَیں اپنے مخالفوں کو صرف یہ کہہ کر کہ اِعْمَلُوْا عَلٰی مَکَانَتِکُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ[2] اس اعلان کو ختم کرتا ہوں۔ والسّلام علٰی من اتبع الھدٰی

المعلن خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی۔ ۸ راکتوبر ۱۹۰۵ء

مطبوعہ ضیاء الاسلام پریس قادیان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے چار صفحات پر ہے)

---

[1] ال عمران:۵۶ [2] الزمر:۴۰

(۲۷۱)

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زلزلہ کی پیشگوئی

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے ٭ پھر خدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
یہ جو ماہ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ ٭ تم یقیں سمجھو کہ یہ اک زجر سمجھانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج ٭ آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے

اے عزیزو! آپ لوگوں نے اس زلزلہ کو دیکھ لیا ہوگا جو ۲۸ فروری ۱۹۰۶ء کی رات کو ایک بجے کے بعد آیا تھا۔ یہ وہی زلزلہ تھا جس کی نسبت خدا تعالیٰ نے اپنی وحی میں فرمایا تھا پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی۔ چنانچہ مَیں نے یہ پیشگوئی رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳، ۴، ۱۴ میں اور نیز اپنے اشتہارات اور اخبار الحکم اور بدر میں شائع کر دی تھی۔ سو الحمد للہ والمنت کہ اسی کے مطابق عین بہار کے ایام میں یہ زلزلہ آیا۔ لیکن آج یکم مارچ ۱۹۰۶ء کو صبح کے وقت پھر خدا نے یہ وحی میرے پر نازل کی جس کے یہ الفاظ ہیں زلزلہ آنے کو ہے اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ وہ زلزلہ جو قیامت کا نمونہ ہے وہ ابھی آیا نہیں بلکہ آنے کو ہے اور یہ زلزلہ اس کا پیش خیمہ ہے جو پیشگوئی کے مطابق پُورا ہوا۔ کیونکہ جیسا کہ مَیں نے رسالہ الوصیت کے صفحہ ۳ و ۴ میں قبل از وقت لکھا تھا صرف ایک زلزلہ کی پیشگوئی نہیں۔ بلکہ کئی زلزلوں کی نسبت خدا نے مجھے اطلاع دی تھی۔ سو یہ وہ زلزلہ تھا جس کا موسم بہار میں آنا خدا تعالیٰ کی وحی کے مطابق ضروری تھا۔ سو آ گیا اور ممکن ہے کہ وہ موعود زلزلہ قیامت کا نمونہ بھی موسم بہار میں ہی آ وے اس لیے میں مکرر اطلاع دیتا ہوں اور متنبہ کرتا ہوں کہ جہاں تک میرا خیال ہے وہ دن دُور نہیں ہے۔ توبہ کرو اور پاک اور کامل ایمان اپنے دلوں میں پیدا کرو اور ٹھٹھا کرنے والوں کی مجلسوں میں مت بیٹھو تا تم پر رحم ہو۔ یہ مت خیال کرو کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہر یک جو بچایا جائے گا اپنے کامل ایمان سے بچایا جائے گا۔

کیا تم ایک دانہ سے سیر ہو سکتے ہو؟ یا ایک قطرہ پانی کا تمہاری پیاس بجھا سکتا ہے؟ اسی طرح ناقص ایمان تمہاری رُوح کو کچھ بھی فائدہ نہیں دے سکتا۔ آسمان پر وہی مومن لکھے جاتے ہیں جو وفاداری سے اور صدق سے اور کامل استقامت سے اور فی الحقیقت خدا کو سب چیز پر مقدم رکھنے سے اپنے ایمان پر مُہر لگاتے ہیں۔ مَیں سخت دردمند ہوں کہ مَیں کیا کروں اور کس طرح ان باتوں کو تمہارے دل میں داخل کر دوں اور کس طرح تمہارے دلوں میں ہاتھ ڈال کر گند نکال دوں۔ ہمارا خدا نہایت کریم و رحیم اور وفادار خدا ہے لیکن اگر کوئی شخص کوئی حصہ خباثت کا اپنے دل میں رکھتا ہے اور عملی طور پر اپنا پورا صدق نہیں دکھلاتا تو وہ خدا کے غضب سے بچ نہیں سکتا۔ سو تم اگر پوشیدہ بیج خیانت کا اپنے اندر رکھتے ہو تو تمہاری خوشی عبث ہے اور مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم بھی ان لوگوں کے ساتھ ہی پکڑے جاؤ گے جو خدا تعالیٰ کی نظر کے سامنے نفرتی کام کرتے ہیں بلکہ خدا تمہیں پہلے ہلاک کرے گا اور بعد میں اُن کو تمہیں آرام کی زندگی دھوکہ نہ دے کہ بے آرامی کے دن نزدیک ہیں اور ابتدا سے جو کچھ خدا تعالیٰ کے پاک نبی کہتے آئے ہیں وہ سب ان دنوں میں پورا ہوگا۔ کیا خوش نصیب وہ شخص ہے جو میری بات پر ایمان لاوے اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کرے۔ اور کیا بدنصیب وہ شخص ہے جو بڑھ بڑھ کے دعویٰ کرتا ہے کہ مَیں اس جماعت میں داخل ہوں مگر خدا اس کے دل کو ناپاک اور دُنیا سے آلودہ اور خیانتوں سے پُر دیکھتا ہے۔ اور اس کے بعد تم لوگوں سے جھگڑا مت کرو اور دُعا میں مشغول رہو۔ ٹھٹھے اور ہنسی سے پرہیز کرو اور کسی کو دُکھ مت دو اور ڈرتے رہو جب تک کہ وہ خوفناک دن آوے جس کا وعدہ دیا گیا ہے۔ تمہیں یہ بھی ضروری نہیں کہ اس خوفناک دن سے پہلے کسی اخبار یا اشتہار کا جو اس پیشگوئی کی تکذیب کے بارے میں لکھا گیا ہو ردّ کرو۔ کیونکہ اب خدا اُن تکذیبوں کا آپ جواب دے گا۔ نیکی کرو۔ بھلائی کرو۔ صدقہ دو۔ راتوں کو اُٹھ کر اپنے یگانہ خدا کو یاد کرو اور اگر گالیوں کا پہاڑ بھی تم پر ٹوٹ پڑے تو اُن کی طرف نظر اُٹھا کر مت دیکھو۔ خدا کے غضب کے دن سے فرشتے بھی کانپتے ہیں۔ سو تم ڈرتے رہو۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ[1]۔ والسلام علٰی من اتبع الھدٰی۔

المشتہر

مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان ضلع گورداسپور

۲؍ مارچ ۱۹۰۶ء

انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم و مالک مطبع کے اہتمام سے چھپ کر شائع ہوا

(یہ اشتہار ۲۲×۲۹/۴ کے ایک صفحہ پر ہے)

---

[1] النحل: ۱۲۹

(۲۷۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمؐ ٭ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ

اشتہار واجب الاظہار
از طرف ایں خاکسار در بارہ پیشگوئی زلزلہ

دوستو! جاگو کہ اب پھر زلزلہ آنے کو ہے ٭ پھر خُدا قدرت کو اپنی جلد دکھلانے کو ہے
وہ جو ماہِ فروری میں تم نے دیکھا زلزلہ ٭ تم یقیں سمجھو کہ وہ اک زجر سمجھانے کو ہے
آنکھ کے پانی سے یارو کچھ کرو اس کا علاج ٭ آسماں اے غافلو! اب آگ برسانے کو ہے
کیوں نہ آویں زلزلے تقویٰ کی رہ گُم ہوگئی ٭ اک مسلماں بھی مسلماں صرف کہلانے کو ہے
کس نے مانا مجھ کو ڈر کر کس نے چھوڑا بغض وکیں ٭ زندگی اپنی تو اُن سے گالیاں کھانے کو ہے
کافر و دجّال اور فاسق ہمیں سب کہتے ہیں ٭ کون ایماں صدق اور اخلاص سے لانے کو ہے
جس کو دیکھو بدگمانی میں ہے حد سے بڑھ گیا ٭ گر کوئی پوچھے تو سَو سَو عیب بتلانے کو ہے
چھوڑتے ہیں دیں کو اور دُنیا سے کرتے ہیں پیار ٭ سَو کریں وعظ ونصیحت کون پچھتانے کو ہے
ہاتھ سے جاتا ہے دل دیں کی مصیبت دیکھ کر ٭ پر خدا کا ہاتھ اب اس دل کے ٹھہرانے کو ہے
اس لیے اب غیرت اس کی کچھ تمہیں دکھلائے گی ٭ ہر طرف یہ آفتِ جاں ہاتھ پھیلانے کو ہے
موت کی رہ سے ملیگی اب تو دیں کو یہ کچھ مدد ٭ ورنہ دیں اے دوستو اک روز مرجانے کو ہے
یا تو اک عالم تھا قرباں اُس پہ یا آتے یہ دن ٭ ایک عبدالعبد بھی اس دیں کو جُھٹلانے کو ہے

المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ
۹ ر مارچ ۱۹۰۶ء

(یہ اشتہار رسالہ "چشمہ مسیحی" کے ٹائٹل پیج ۲ پر درج ہے)

٭ ٭ ٭

(۲۷۳)

زلزلہ[1] کی پیشگوئی منظوم

پھر چلے آتے ہیں یارو زلزلہ آنے کے دن
زلزلہ کیا اس جہاں سے کوچ کر جانے کے دن

تم تو ہو آرام میں پر اپنا قصہ کیا کہیں
پھرتے ہیں آنکھوں کے آگے سخت گھبرانے کے دن

کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو
ہو گئے ہیں اس کا موجب میرے جھٹلانے کے دن

غیر کیا جانے کہ غیرت اس کی کیا دکھلائے گی
خود بتائے گا انہیں وہ یار بتلانے کے دن

وہ چمک دکھلائے گا اپنے نشاں کی[2] پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

طالبو! تم کو مبارک ہو کہ اب نزدیک ہیں
اس مرے محبوب کے چہرہ کے دکھلانے کے دن

وہ گھڑی آتی ہے جب عیسیٰ پکاریں گے مجھے
اب تو تھوڑے رہ گئے دجّال کہلانے کے دن

اے مرے پیارے یہی میری دُعا ہے روز و شب
گود میں تیری ہوں ہم اُس خونِ دل کھانے کے دن

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
فضل کا پانی پلا اُس آگ برسانے کے دن

اے مرے یارِ یگانہ اے مری جاں کی پناہ
کر وہ دن اپنے کرم سے دیں کے پھیلانے کے دن

پھر بہارِ دیں کو دکھلا اے مرے پیارے قدیر
کب تلک دیکھیں گے ہم لوگوں کے بہکانے کے دن

دن چڑھا ہے دشمنانِ دیں کا ہم پر رات ہے
اے مرے سُورج دکھا اس دیں کے چمکانے کے دن

دل گھٹا جاتا ہے ہر دم جاں بھی ہے زیر و زبر
اک نظر فرما کہ جلد آئیں تیرے آنے کے دن

چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائیں گے ترسانے کے دن

کچھ خبر لے تیرے کوچہ میں یہ کس کا شور ہے
کیا مرے دلدار تُو آئے گا مر جانے کے دن

---

[1] یہ نظم ہفتہ وار پیسہ اخبار لاہور مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۰۶ء کے جو ایک لاکھ کی تعداد میں شائع ہوا تھا کے صفحہ ۱۸ پر مع تصویر حضرت اقدسؑ شائع ہوئی تھی وہاں سے نقل کی گئی ہے (المرتب)

[2] خدا تعالیٰ کے اصل لفظ جو مجھ پر نازل ہوتے ہیں یہ ہیں " چمک دکھلاؤں گا تم کو اس نشاں کی پنج بار" یعنی پنج مرتبہ غیر معمولی طور پر زلزلہ آئے گا جو اپنی شدت میں نظیر نہیں رکھتا ہوگا۔

ڈوبنے کو ہے یہ کشتی آ مرے اے ناخدا
آ گئے اس باغ پر اے یار مُرجھانے کے دن

تیرے ہاتھوں سے مرے پیارے اگر کچھ ہو تو ہو
ورنہ دیں میّت ہے اور یہ دن ہیں دفنانے کے دن

اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
دل چلا ہے ہاتھ سے لا جلد ٹھہرانے کے دن

میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن

جب سے میرے ہوش غم سے دیں کے ہیں جاتے رہے
طورِ دُنیا کے بھی بدلے ایسے دیوانے کے دن

چاند اور سُورج نے دکھلائے ہیں دو داغ کسوف
پھر زمیں بھی ہو گئی بے تاب تھرّانے کے دن

کون روتا ہے کہ جس سے آسماں بھی رو پڑا
لرزہ آیا اس زمیں پر اس کے چلّانے کے دن

صبر کی طاقت جو تھی وہ اے پیارے اب نہیں
میرے دلبر اب دکھا اس دل کے بہلانے کے دن

دوستو! اُس یار نے دیں کی مصیبت دیکھ لی
آئیں گے اس باغ کے اب جلد لہرانے کے دن

اِک بڑی مدّت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

دن بہت ہیں سخت اور خوف و خطر درپیش ہے
پر یہی ہیں دوستو اُس یار کے پانے کے دن

دیں کی نصرت کے لیے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقتِ خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

چھوڑ دو وہ راگ جس کو آسماں گاتا نہیں
اب تو ہیں اے دل کے اندھو دیں کے گُن گانے کے دن

خدمتِ دیں کا تو کھو بیٹھے ہو بغض وکیں سے وقت
اب نہ جائیں ہاتھ سے لوگو یہ پچھتانے کے دن

مرزا غلام احمد بقلم خود۔ رئیس قادیان گورداسپور پنجاب

۲۷۴

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک تازہ پیشگوئی

۲۹؍اپریل ۱۹۰۶ء روز یکشنبہ

الہام الٰہی۔ ’’دشمن کا بھی وار نکلا۔

وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ

یعنی کوئی ایسا امر رنج دہ خدا کی طرف سے ہماری نسبت یا ہماری جماعت کے کسی فرد کی نسبت صادر ہوگا۔ جس سے دشمن خوش ہو جائے گا اور وہ امر رنج دہ خدا کی طرف سے ہوگا۔ یا دشمن کا اس میں کچھ دخل ہوگا اور پھر خدا فرماتا ہے کہ یہ دن خوشی اور غم یا فتح اور شکست کی ہم نوبت بہ نوبت لوگوں میں پھیرا کرتے ہیں بعض وقت خوشی اور فتح خدا کی جماعت کو ملتی ہے اور دشمن ذلیل اور شرمسار ہو جاتے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بدر کی لڑائی میں ہوا کہ کفار کو سخت شکست آئی اور نامی افسر اور سرگردہ ان کی فوج کے اسی لڑائی میں مارے گئے جیسا کہ ابوجہل۔ یہ خوشی تو مومنوں کو پہنچی۔ پھر دوسری مرتبہ کفار کی خوشی کی نوبت آئی اور احد کی لڑائی میں دردناک شہادتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہ رضی اللہ عنہم کو نصیب ہوئیں اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زخمی ہوئے اور ایک تہلکہ برپا ہوا اس وقت بعض ان لوگوں کے دلوں میں جو عادت اللہ سے ناواقف تھے۔ یہ خیال بھی آیا کہ جس حالت

میں ہم حق پر ہیں اور ہمارے مخالف باطل پر ہیں تو یہ مصیبت ہم پر کیوں آئی ☆۔تب ان کا جواب اللہ تعالیٰ نے وہ دیا۔ جو قرآن شریف میں مذکور ہے اور وہ یہ ہے اِنْ یَّمْسَسْکُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَ تِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ [1] یعنی اگر تم کو احد کی لڑائی میں دکھ اور تکلیف پہنچی ہے تو بدر کی لڑائی میں بھی تو تمہارے مخالفوں کو ایسی ہی تکلیف پہنچی تھی اور ایسا ہی دکھ اور نقصان پڑا تھا۔ یہاں تک کہ جس کو امیر فوج بنا کر لائے تھے یعنی ابوجہل وہ بھی کھیت رہا اور بڑے بڑے کافر مارے گئے پھر اگر اس کے مقابل امیر حمزہ شہید ہوئے اور دوسرے بزرگ صحابہ نے شربت شہادت پیا تو اس قدر بالمقابل صدمہ دیکھنا ضروری تھا کیونکہ خدا تعالیٰ کا یہی قانون قدرت ہے کہ کبھی کافر فنا کئے جاتے ہیں اور کبھی مومن تکلیف اٹھاتے ہیں۔ اس دن سے جو خدا نے دنیا پیدا کی یہ قانون چلا آیا ہے کہ کبھی کوئی ایسی تائید اور نصرت ظاہر ہوتی ہے۔ جس سے مومن خوش ہو جاتے ہیں اور کبھی کوئی ایسا ابتلاء مومنوں کے لئے پیش آ جاتا ہے جو کافر مارے خوشی کے اچھلتے پھرتے پس اللہ تعالیٰ اس اپنی وحی مقدس میں بھی جو آج اس عاجز پر نازل ہوئی فرماتا ہے اور اس بات کی طرف اشارہ فرماتا ہے کہ کچھ عرصہ سے متواتر خدا تعالیٰ کی نصرت اور تائید رحمت کے نشانوں کے رنگ میں اس عاجز کی نسبت ظاہر ہو رہی ہے۔ جس سے مخالف لوگ ایک مسلسل غم دیکھ رہے ہیں اب ضروری ہے کہ بموجب قانون وَتِلْکَ الْاَیَّامَ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ ان کو بھی کچھ خوشی پہنچائی جاوے۔ سو اس الہام کی بناء پر کوئی امر ہمارے لئے ناگوار اور ان کے لئے موجب خوشی کا ظاہر ہو جائے گا۔ اور جو نشان اس تھوڑے عرصہ

☆ نوٹ۔ اسی کے ہم رنگ واقعہ عبداللہ آتھم اور لیکھرام تھا عبداللہ آتھم عین شرطی پیشگوئی کے موافق مرا مگر نا سمجھی سے مخالفوں نے اس بات پر بہت خوشی ظاہر کی کہ وہ میعاد اندر کے نہیں مرا پس یہ معاملہ ایسا تھا جیسا کہ حضرت عیسیٰؑ کی نسبت ’’شبہ لہم‘‘ کا معاملہ تھا خدا کو منظور تھا کہ بموجب اپنی قانون قدرت وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ مخالفوں کو خوشی پہنچائی کیونکہ پہلے نشانوں نے ان کو بہت غمگین کر دیا تھا اور یہ خوشی بھی قائم نہ رہی کیونکہ لیکھرام کی نسبت جو پیشگوئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی جو منہ بند ہو گئے۔ منہ

[1] آل عمران: ۱۴۱

میں ہماری تائید میں ظاہر ہوئے جو ہماری خوشی کا موجب اور مخالفوں کے رنج کا موجب تھے وہ بہ تفصیل ذیل ہیں اول سب سے پہلے مسمی کرم دین ساکن بھین ضلع جہلم کے مقدمات میں دو رحمت کے نشان خداتعالیٰ کے ظاہر ہوئے پہلے وہ مقدمہ ہے جو کرم دین مذکور نے جہلم کی عدالت میں بصیغہ فوجداری مجھ پر دائر کیا تھا اس میں خداتعالیٰ نے قبل فیصلہ اس مقدمہ کے مجھے خبر دی کہ کرم دین مذکور ناکام رہے گا اور شکست کھائے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا۔ چنانچہ ابھی مقدمہ زیر تجویز ہی تھا کہ میں نے اپنی کتاب مواہب الرحمان میں اس پیشگوئی کو چھاپ کر شائع کر دیا اور جب میری طلبی جہلم کی عدالت میں ہوئی تو میں کئی نسخے اس کتاب کے ساتھ لے گیا اور قبل فیصلہ مقدمہ لوگوں میں تقسیم کر دیئے اور قادیان میں بھی جہلم کے جانے سے پہلے کئی نسخے اس کتاب کے تقسیم کئے اور ایک نسخہ حسب دستور گورنمنٹ میں بھی بھیج دیا۔ اور آخر پیشگوئی کے مطابق کرم دین کے مقدمہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ عدالت جہلم نے خارج کر دیا۔ یہ پہلا[۱] نشان ہے جو ظاہر ہوا۔ پھر ایک اور مقدمہ کرم دین مذکور نے فوجداری میں میرے پر گورداسپور کی عدالت میں دائر کیا اور اس پر بھی ہماری جماعت میں سے ایک شخص کی طرف سے ایک فوجداری مقدمہ دائر ہو گیا۔ اب مقدمات کے فیصلہ سے پہلے خداتعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ انجام کار میں کرم دین کے مقدمہ سے بری کیا جاؤں گا مگر وہ سزا پا جائے گا چنانچہ وہ پیشگوئی میں نے قبل فیصلہ مقدمہ کے اخبار الحکم اور البدر میں شائع کرا دی اور ایسا ہی ظہور میں آیا کہ کرم دین سزا پا گیا اور میں انجام کار بری کیا گیا۔ اور یہ دو[۲] نشان تھے۔ جو ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوئے۔ اور پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ ایک زلزلہ کا دھکا ظاہر ہوگا جس سے جانوں اور عمارتوں کو نقصان ہوگا یہ خبر بھی میں نے قبل از وقت الحکم اور بدر کے ذریعہ سے شائع کر دی۔ چنانچہ ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کو وہ زلزلہ آیا۔ جس کی نقصان رسانی کی تفصیل بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ یہ چوتھا[۴] نشان تھا۔ جو ظاہر ہوا پھر خدا نے مجھے خبر دی کہ موسم بہار میں ایک اور غیر معمولی زلزلہ آئے گا اور ۲۵ر فروری ۱۹۰۶ء کے بعد آئے گا۔ چنانچہ ۲۷ر فروری ۱۹۰۶ء کا دن گزرنے کے بعد رات کو بوقت ڈیڑھ بجے وہ زلزلہ آیا۔ جس سے بہت سے گھر مسمار ہوئے اور بہت سی جانیں ضائع ہوئیں۔ اور یہ پانچواں[۵] نشان تھا جو خدا نے میری تائید میں ظاہر کیا پھر ایسا اتفاق ہو گیا کہ ایک شخص چراغ دین نام جموں کا رہنے والا جو ابتداء میں میرا مرید تھا مرتد ہو گیا اور

پادریوں کے ساتھ ایک خطرناک اختلاط اس کا ہوگیا اور اس نے پیغمبری کا دعوے بھی کیا۔ تب میں نے اس کی نسبت بد دعا کی اور مجھے خدا تعالیٰ سے الہام ہوا کہ خدا اسے فنا کر دے گا اور اس کو غارت کر دے گا اور اس پر غضب نازل کرے گا اور اشارہ کیا گیا کہ وہ طاعون سے مرے گا۔ اسی لئے میں نے طاعون کے رسالہ میں ہی (جو طاعون کے بارے میں لکھا تھا) جس کا نام دافع البلاء و معیار اھل الاصطفا ہے۔ یہ پیشگوئی درج کی چنانچہ وہ اپنی کتاب منارۃ المسیح کے ایک برس بعد (جس میں مجھے اس نے دجال قرار دیا ہے) اس قہر میں گرفتار ہوا۔ کہ اول دو لڑکے اور ایک لڑکی اس کی طاعون سے مری اور پھر چار[۴] اپریل ۱۹۰۶ء کو خود طاعون میں مبتلا ہو کر اس جہان سے گزر گیا۔ اور یہ چھٹا[۶] نشان تھا۔ جو خدا نے میری تائید میں ظاہر کیا اور اس کے ساتھ ہی ایک اور نشان ظہور میں آیا کہ اس نے اپنی طرف سے صریح لفظوں میں مباہلہ کیا اور اپنا ذکر کر کے اور میرا نام لے کر خدا سے یہ دعا کی کہ ہم دونوں میں سے جو مفتری اور حق کا دشمن ہے۔ خدا اس کو فنا کر دے اور حق اور باطل میں فیصلہ کر دے اس کی اس دعا پر صرف دو تین روز اس پر گزرے تھے کہ وہ خدا کے مؤاخذہ کے نیچے آ گیا۔ اور ایک دردناک عذاب کے ساتھ مرا کیونکہ اس سے زیادہ دردناک کونسا حادثہ ہوگا؟ کہ پہلے اس نے اپنے عزیز دو بیٹے اور ایک بیٹی اپنی آنکھ کے سامنے مرتی دیکھی اور اس پر مصیبت حادثہ کو مشاہدہ کر لیا کہ اب اس کی قطع نسل ہوگئی اور کوئی اس کی نسل میں سے باقی نہیں رہا اور پھر بعد اس کے ایسی طاعون سے بصد حسرت آپ موت کا پیالہ پیا اور ایمانی حالت کا یہ نمونہ دکھایا کہ دونوں لڑکوں کے مرنے کے بعد اس کلمات یہ تھے کہ اب خدا بھی میرا دشمن ہوگیا۔ ساتواں[۷] نشان تھا جو ظہور میں آیا۔ پھر بعد اس کے ایک اور نشان ظاہر ہوا کہ ایک شخص ڈوئی نام کا صیہون نام ایک شہر میں رہتا تھا اور پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور الہام کا بھی مدعی تھا۔ میں نے اس کو مباہلہ کے لئے بلایا۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا اور بہت تکبر دکھلایا اور میں نے اس کی نسبت انگریزی رسالہ میں شائع کیا کہ وہ سخت عذاب میں مبتلا ہوگا۔ چنانچہ امریکہ کے اخباروں میں بھی یہ مضمون شائع ہوگیا۔ اب وہ کچھ عرصہ سے فالج کے مہلک مرض میں گرفتار ہوگیا اور ساری پیغمبری اس کی دریا برد ہوگئی اور چراغ دین کی طرح اس نے بھی ثابت کر دیا کہ جھوٹا پیغمبر کس طرح جلد پکڑا جاتا ہے۔ اور اب امریکہ سے خبر آئی ہے کہ وہ قریب المرگ ہے۔ یہ آٹھواں[۸] نشان ہے کہ جو خدا تعالیٰ نے میری تائید میں ظاہر کیا ایسا ہی خدا نے

مجھے اپنی پاک وحی سے خبر دے کر فرمایا تھا۔ اے بسا خانہ دشمن کہ تو ویراں کردی جس میں یہ اطلاع دی گئی تھی کہ بہت سے دشمن مریں گے اور ان کا گھر ویران ہو جائے گا۔ چنانچہ مجھ کو سیالکوٹ وغیرہ کتنے مقامات سے خط آئے ہیں کہ اس سال میں کئی سخت طبع اور ناپاک دل دشمن جو سخت متعصب تھے معہ عیال و اطفال اس جہان سے گزر گئے جن کی تفصیل کسی مستقل رسالہ میں انشاء اللہ درج کی جائے گی۔ یہ نواں[9] نشان ہے جو خدا تعالیٰ نے اس سال میں میری تائید میں ظاہر فرمایا۔ پھر میں نے اپنے متواتر اشتہارات میں بار بار شائع کیا تھا کہ دنیا میں سخت سخت زلزلے آئیں گے اور بعض ان میں سے قیامت کا نمونہ ہوں گے اور بہت موت ہوگی۔ چنانچہ ایسے زلزلے فارموسا چلین اور سان فرانسسکو ملک امریکہ اور اٹلی میں آ گئے اور وہ درحقیقت ایسے خوفناک ہیں کہ جو شخص پہلے میرے اشتہارات کو پڑھے گا اور پھر ان زلزلوں اور عام تباہی کا نظارہ اس کی نظر کے سامنے آ جائے گا۔ اس کو بہرحال اقرار کرنا پڑے گا کہ یہ وہی پیشگوئیاں ہیں کہ جو پہلے میری طرف سے ہو چکی ہیں۔ یہ تین[3] نشان ہیں۔ جن کے ملانے سے باراں[12] نشان ہوتے ہیں جو ان دنوں میں ظہور میں آئے اور پانچ اور زلزلوں کا وعدہ ہے۔ جن کی انتظار کرنی چاہئے۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ اگر یہ زلزلے امریکہ وغیرہ کے اس شخص یعنی اس عاجز کی تائید اور تصدیق کے لئے آئے ہیں تو یہ کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ ان ملکوں کے لوگ تو اس کے نام سے بھی بے خبر ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو جھوٹ ہے کہ وہ لوگ میرے نام سے بے خبر ہیں۔ امریکہ کے مشہور اور نامی اخباروں میں کئی دفعہ میرا اور میرے دعوے کا ذکر آ چکا ہے۔ بلکہ انہیں اخبار والوں نے لکھا تھا کہ پنجاب سے فلاں شخص ڈوئی کو جو پیغمبری کا دعوے کرتا ہے مباہلہ کے لئے بلاتا ہے اور ڈوئی اس سے بھاگتا ہے۔ اس صورت میں وہ بے خبر کیوں ہو سکتے ہیں۔ ماسوائے اس کے جبکہ تمام دنیا کے زلزلوں کی نسبت ان زلازل سے پہلے جو اب ظہور میں آئے میری پیشگوئیاں شائع ہو چکی ہیں۔ اور قبل واقع ہونے ان پیشگوئیوں کے انگریزی میں وہ رسالے میری جماعت کے لوگوں کو جو انگریز ہیں اور امریکہ کے بعض حصوں میں رہتے ہیں۔ پہنچ چکے ہیں۔ اور اس ملک میں عام طور پر بھی وہ رسالہ شائع ہو چکے ہیں تو اس صورت میں امریکہ کے لوگ ان پیشگوئیوں سے بے خبر کیونکر ہو سکتے ہیں۔ ماسوا اس کے ان

ممالک میں محض قہری طور پر زلزلے آئے ہیں۔ اور چونکہ ان زلازل کی نسبت پیشگوئیاں پہلے ہوچکی ہیں۔ اس لئے وہ لوگ اس نشان سے انکار نہیں کرسکتے۔ ہاں جو موتیں ان میں واقع ہوئی ہیں۔ وہ ان کے گناہوں اور فسق و فجور کی وجہ سے ہیں اور یہ زلزلے میری طرف سے ان کو رہنمائی کرتے ہیں۔ کیونکہ میں نے ہی قبل از وقت ان کو ان آفات کی خبر دی ہے۔ غرض ہلاک ہونے والے اپنے سابق گناہوں کی وجہ سے ہلاک ہوئے اور جنہیں پیشگوئی کی خبر ملے گی۔ ان کے لئے وہ نشان ہوا۔ اگر وہ اس نشان کو ٹال دیں گے۔ تو پھر کوئی اور عذاب آئے گا۔

اب جبکہ یہ دس[۱۰] نشان تازہ بتازہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوچکے ہیں اور دشمنوں کو بہت کوفت اور ہم وغم پہنچا ہے۔ تو مذکورہ بالا الہام میں خدا تعالیٰ پیشگوئی کے طور پر فرماتا ہے کہ ایک ناگوار امر ظاہر ہوگا۔ جو کسی قدر دشمنوں کو خوشی کا باعث ہو جائے گا۔ معلوم نہیں کہ وہ کیا امر ہے اور خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ یہ ہماری عادت ہے۔ کہ کبھی ہم دشمن دین کو بھی خوش کر دیا کرتے ہیں جیسا کہ خادمان دین کو خوش کرتے ہیں۔ لیکن انجام پرہیزگاروں کے لئے ہوتا ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

المشتہر

خاکسار

مرزا غلام احمدؑ مسیح موعود

(۲۷۵)

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تمام جماعت احمدیہ کے لئے اعلان

چونکہ ڈاکٹر عبدالحکیم اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ نے جو پہلے اس سلسلہ میں داخل تھا نہ صرف یہ کام کیا کہ ہماری تعلیم سے اور ان باتوں سے جو خدا نے ہم پر ظاہر کیں مونہہ پھیر لیا بلکہ اپنے خط میں وہ سختی اور گستاخی دکھلائی اور وہ گندے اور ناپاک الفاظ میری نسبت استعمال کئے کہ بجز ایک سخت دشمن اور سخت کینہ ور کے کسی کی زبان اور قلم سے نکل نہیں سکتے اور صرف اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ بیجا تہمتیں لگائیں اور اپنے صریح لفظوں میں مجھ کو ایک حرام خور اور بندۂ نفس اور شکم پرور اور لوگوں کا مال فریب سے کھانے والا قرار دیا اور محض تکبر کی وجہ سے مجھے پیروں کے نیچے پامال کرنا چاہا اور بہت سی ایسی گالیاں دیں جو ایسے مخالف دیا کرتے ہیں جو پورے جوش عداوت سے ہر طرح سے دوسرے کی ذلت اور توہین چاہتے ہیں اور یہ بھی کہا کہ پیشگوئیاں جن پر ناز کیا جاتا ہے کچھ چیز نہیں مجھ کو ہزارہا ایسے الہام اور خوابیں آتی ہیں جو پوری ہو جاتی ہیں۔ غرض اس شخص نے محض توہین اور تحقیر اور دل آزاری کے ارادہ سے جو کچھ اپنے خط میں لکھا ہے اور جس طرح اپنی ناپاک بدگوئی کو انتہا تک پہنچا دیا ہے ان تمام تہمتوں اور گالیوں اور عیب گیریوں کے لکھنے کے لئے اس اشتہار میں گنجائش نہیں علاوہ اس کے میری تحقیر کی غرض سے جھوٹ بھی پیٹ بھر کے بولا ہے مگر مجھے ایسے مفتری اور بدگو لوگوں کی کچھ پرواہ نہیں کیونکہ اگر جیسا

کہ مجھے اس نے دغاباز حرام خور مکار فریبی اور جھوٹ بولنے والا قرار دیا ہے اور طریق اسلام اور دیانت اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے باہر مجھے کرنا چاہا ہے اور میرے وجود کو محض فضول اور اسلام کے لئے مُضر ٹھہرایا ہے۔ بلکہ مجھے محض شکم پرور اور دشمن اسلام قرار دیا ہے۔ اگر یہ باتیں سچ ہیں تو میں اس کیڑے سے بھی بدتر ہوں جو نجاست سے پیدا ہوتا اور نجاست میں ہی مرتا ہے لیکن اگر یہ باتیں خلاف واقعہ ہیں تو میں اُمید نہیں رکھتا کہ خدا ایسے شخص کو اس دنیا میں بغیر مواخذہ کے چھوڑے گا جو مرید ہو کر اور پھر مرتد ہو کر اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ جو ذلیل سے ذلیل زندگی بسر کرنے والے جیسے چوہڑے اور چمار جو شکم پرور کہلاتے ہیں اور مُردار کھانے سے بھی عار نہیں رکھتے ان کی مانند مجھے بھی محض شکم پرست اور بندہ نفس اور حرام خور قرار دیتا ہے۔

اب میں ان باتوں کو زیادہ طول دینا نہیں چاہتا اور خدا کی شہادت کا منتظر ہوں اور اس کے ہاتھ کو دیکھ رہا ہوں اور اس اشارہ پر ختم کرتا ہوں اِنَّمَآ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ.[1]

اب چونکہ یہ شخص اس درجہ پر میرا دشمن معلوم ہوتا ہے جیسا کہ عمرو بن ہشام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور جان کا دشمن تھا اس لئے میں اپنی تمام جماعت کو متنبہ کرتا ہوں کہ اس سے بکلی قطع تعلق کر لیں اس کے ساتھ ہرگز واسطہ نہ رکھیں ورنہ ایسا شخص ہرگز میری جماعت میں سے نہیں ہوگا رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ.[2] آمین آمین آمین.

المشتــــــــــــــــــــــــــہر

خاکسار

مرزا غلام احمدؑ مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

(الحکم ۳۰/اپریل ۱۹۰۶ء صفحہ ۲)

---

[1] یوسف: ۸۷ [2] الاعراف: ۹۰

(۲۷۶)

اللّٰھم انصر من نصر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم اٰمین اللّٰھم اخذل من خذل دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم ولا تجعلنا منھم اٰمین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

درخواست مباہلہ منظور

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ والصلوٰۃ والسّلام علی خیر رسلہ وافضل انبیائہ وسلالۃ اصفیائہ محمدن المصطفٰے الذی یصلی علیہ اللہ والملائکۃ والمومنون المقربون

امابعد

۱۲ مئی ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں ۱۰ بجے کے قریب دہلی سے آیا ہوا مجھے ایک پیکٹ ملا جو احمد مسیح واعظ ایس پی جی مشن دہلی نے شائع کیا ہے اور جس میں میرے ساتھ مُباہلہ کی درخواست کی ہے اگرچہ ایک عرصہ گذر چکا ہے کہ مَیں اللہ کے الہام اور ایماء کے موافق اس ذریعہ سے تمام پادریوں اور دوسرے مخالفین اسلام پر حجت پوری کر چکا ہوں اور کوئی شخص مُباہلہ کے لیے نہیں آیا۔ پادریوں نے تو ہمیشہ یہ عذر کرکے ہی اس پیالہ کو ٹالا کہ ہمارے مذہب میں درست نہیں۔ مگر اب معلوم نہیں کہ احمد مسیح نے اس کے جواز کا فتویٰ کہاں سے حاصل کیا۔ بہرحال مجھے اس سے کچھ بحث نہیں۔ مَیں نے اس درخواست مُباہلہ کو جو احمد مسیح عیسائی نے میری کسی درخواست کے بغیر از خود شائع کی ہے غور سے پڑھا۔

دہلی کے سوا دوسری جگہ کے لوگ تو شاید احمد مسیح کے نام سے بھی واقف نہ ہوں۔ پھر میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ایک گمنام آدمی سے مُباہلہ کا کیا فائدہ ہوگا۔ وہ اپنے مباحثہ کا اثر صرف اپنی ہی ذات تک مانتا ہے تو مباہلہ کا اثر اس کی قوم پر کیونکر سمجھا جاوے گا اور علاوہ بریں وہ تو پہلے ہی سے اندھا ہے اور احمد مسیح اپنی اس درخواست میں کوئی وجہ نہیں بتاتا کہ وہ میر قاسم علی صاحب سے کیوں مباہلہ نہیں کرتا۔ جبکہ مباحثہ اسی سے کیا ہے۔ ہمارے سیّد و مولا امام محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مباہلہ کے لیے نصاریٰ نجران کو دعوت دی تھی تو وہ مباہلہ ایک قوم کے ساتھ تھا بلکہ ان میں دو بشپ بھی تھے۔ اس لیے ایک فرد واحد

سے مباہلہ کرنا خدا تعالیٰ کے اس آسمانی فیصلہ سے ہنسی کرنا ہے میں جیساکہ ظاہر کرچکا ہوں۔ اس سے پہلے مُباہلہ کے ذریعہ پادریوں پر حجت پوری کرچکا ہوں۔ دیکھو انجام آتھم صفحہ ۴۳ ۔ اور آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ ۲۷۳ ۔ احمد مسیح کو اگر مباہلہ کرنا ہی ہے تو وہ میرے مُرید میر قاسم علی صاحب سے بطور خود کرلے جس نے اسکو دعوت کی ہے، لیکن اگر میرے ساتھ ہی مباہلہ ضروری ہے تو مَیں اس کی درخواست کو اس صورت میں منظور کرسکتا ہوں جب لاہور، کلکتہ، مدراس اور بمبئی کے بشپ صاحبان جو اپنے عہدہ، واقفیت، رسوخ اور اثر کی وجہ سے زیادہ قابلِ قدر ہیں ایسی درخواست کریں کیونکہ اس صورت میں مباہلہ کا اثر تمام قوم پر ہوگا نہ کہ فرد واحد پر جس کا اپنی قوم پر کچھ بھی اثر نہیں اور ایک ایسے شخص کے ساتھ (جو ایک کثیر التعداد جماعت کا امام اور مذہبی پیشوا ہو) مباہلہ کرنے والے اسی قسم کے لوگ ہونے چاہئیں پس اگر احمد مسیح میرے ساتھ ہی مباہلہ کا شائق ہے جیساکہ اس کی درخواست ظاہر کرتی ہے تو اس کا فرض ہے کہ وہ مذکورہ بالا بشپ صاحبان کی دستخطی درخواست میرے پاس بھجوا دے۔ مَیں ان کی درخواست کو انشاء اللہ العزیز ردّ نہیں کروں گا۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ وہ چاروں یکجا جمع نہیں ہوسکتے تو مَیں یہ بھی ظاہر کردیتا ہوں کہ ایک جگہ جمع ہونے کی حاجت نہیں، تحریری مباہلہ شائع ہوسکتا ہے۔ جب ان کی درخواست میرے پاس پہنچے گی تو پھر اخبارات میں مضمون مباہلہ فریقین کی طرف سے شائع ہوجائے گا اور اس کا انجام فیصلہ کُن ہوگا۔ مَیں محض حق رسانی کے خیال سے یہ بھی منظور کرتا ہوں کہ اگر چاروں بشپ صاحبان انکار کردیں تو پھر ان چاروں میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی باقیوں کے وکیل کی حیثیت سے مباہلہ کرلیا جاوے گا۔ مگر یہ درخواست ان کی طرف سے ہوگی۔ اس امر کے جواب کے لیے مَیں کافی وقت دیتا ہوں اور تین ماہ تک جواب کا انتظار کروں گا۔

والسّلام علی من اتّبع الھُدیٰ

خاکسار:۔ **مرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان** مورخہ ۵ رمئی ۱۹۰۶ء

انوار احمدیہ پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۴ کے ایک صفحہ پر ہے)

(۲۷۷)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

احمد مسیح کے ساتھ مباہلہ منظور

۲؍ مئی ۱۹۰۶ء کی ڈاک میں مجھے دہلی کے اندھے عیسائی احمد مسیح کا وہ اشتہار ملا تھا جس میں عیسائی مذکور نے اسلام اور عیسائیت کے درمیان آخری فیصلہ کرنے کے واسطے مجھے مباہلہ کے واسطے طلب کیا۔ اس کے جواب میں پانچ مئی کے اشتہار میں مَیں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ بدیں شرط کہ لاہور، کلکتہ، مدراس اور بمبئی چار مقامات کے بشپ صاحبان اس مباہلہ میں شامل ہوں اور اس شمولیت کے واسطے ان کے لئے تکلیف سفر برداشت کرنے اور کسی ایک جگہ جمع ہونے کی بھی شرط قرار نہیں دی۔ کیونکہ میرے نزدیک مُباہلہ تحریری بھی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ یہ اشتہار علاوہ علیحدہ چھپنے کے اخبار بدر مورخہ ۱۰؍ مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ اوّل پر اور اخبار الحکم مورخہ ۱۰؍ مئی ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۱۱ پر بھی شائع ہو چکا ہے اور اس کے جواب کے واسطے تین ماہ کی لمبی مہلت بھی دی گئی ہے لیکن آج مجھے خیال آیا ہے کہ اس مباہلہ میں عیسائی صاحبان کو اَور بھی سہولت دی جاوے تاکہ ان کا کوئی جھوٹا عذر بھی باقی نہ رہے۔ اس واسطے مَیں اعلان کرتا ہوں کہ مَیں مباہلہ کے واسطے خود احمد مسیح نابینا کے بالمقابل ہی طیار ہوں بشپ صاحبان اگر پسند نہیں کرتے تو وہ بالمقابل اپنا نام پیش نہ کریں بلکہ اپنی تحریری سند دیگر بذریعہ چھپے ہوئے اشتہار کے اخبار پائنیر یا سول میں صرف یہ شائع کردیں کہ احمد مسیح کا مغلوب ہونا ہر چہار بشپ صاحبان کا مغلوب ہونا سمجھا جاویگا۔ یہ بات بھی ہم اس واسطے کہتے ہیں کہ احمد مسیح ایک گمنام آدمی ہے اور جب تک بشپ صاحبان اس کو اپنا قائمقام نہ بنادیں قوم پر کچھ اثر نہیں ہوسکتا لیکن اب معاملہ بہت صاف کردیا گیا ہے۔ امید ہے کہ بشپ صاحبان پورے غور و فکر کے بعد اس مباہلہ کو منظور کریں گے۔

مکرّراً یہ کہ اگر ہر چہار بشپ منظور نہ کریں تو صرف لاہور کے بشپ صاحب کی ہی تحریر کافی سمجھی جاتے گی۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی

خاکسار: میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیان ۱۱؍ مئی ۱۹۰۶ء

۲۷۸

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

خُدا سچّے کا حامی ہو

اُمین

اس امر سے اکثر لوگ واقف ہوں گے کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں صاحب جو تخمیناً بیس برس تک میرے مریدوں میں داخل رہے، چند دنوں سے مجھ سے برگشتہ ہو کر سخت مخالف ہو گئے ہیں اور اپنے رسالہ المسیح الدجال میں میرا نام کذاب مکّار شیطان دجّال شریر حرام خور رکھا ہے اور مجھے خائن اور شکم پرست اور نفس پرست اور مُفسد اور مفتری اور خدا پر افتراء کرنے والا قرار دیا ہے اور کوئی ایسا عیب نہیں ہے جو میرے ذمہ نہیں لگایا۔ گویا جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہے ان تمام بدیوں کا مجموعہ میرے سوا کوئی نہیں گذرا۔ اور پھر اسی پر کفایت نہیں کی بلکہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کا دَورہ کر کے میری عیب شماری کے بارہ میں لیکچر دیئے اور لاہور اور امرت سر اور پٹیالہ اور دوسرے مقامات میں انواع و اقسام کی بدیاں عام جلسوں میں میرے ذمہ لگائیں اور میرے وجود کو دُنیا کے لیے ایک خطرناک اور شیطان سے بدتر ظاہر کر کے ہر ایک لیکچر میں مجھ پر ہنسی اور ٹھٹھا اُڑایا۔ غرض ہم نے اُس کے ہاتھ سے وہ دُکھ اُٹھایا جس کے بیان کی حاجت نہیں۔ اور پھر میاں عبدالحکیم صاحب نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ ہر ایک لیکچر کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی صدہا آدمیوں میں شائع کی کہ مجھے خدا نے الہام کیا ہے کہ "یہ شخص تین سال کے عرصہ میں فنا ہو جائے گا اور اس کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا کیونکہ کذاب اور مفتری ہے"۔ مَیں نے اس کی ان پیشگوئیوں پر صبر کیا مگر آج جو ۱۴؍ اگست ۱۹۰۶ء ہے۔ پھر اس کا خط ہمارے دوست فاضل جلیل مولوی **نُور الدین** صاحب کے نام آیا۔ اس میں بھی میری نسبت کئی قسم کی عیب شماری اور گالیوں کے بعد لکھا ہے کہ ۲؍ جولائی ۱۹۰۶ء کو خدا تعالیٰ نے اس شخص کے ہلاک ہونے کی خبر مجھے دی ہے کہ اس تاریخ سے تین برس تک ہلاک ہو جائے گا۔ جب اس حد تک نوبت پہنچ گئی تو اب میں بھی اس بات میں کچھ مضائقہ نہیں دیکھتا کہ جو کچھ خدا نے اس کی نسبت میرے پر ظاہر فرمایا ہے مَیں بھی شائع کروں اور درحقیقت اس میں قوم کی بھلائی ہے کیونکہ اگر درحقیقت میں خدا تعالیٰ کے نزدیک کذاب ہوں اور پچیس ۲۵ برس سے دن رات خدا پر افتراء کر رہا ہوں اور اس کی عظمت اور جلال سے

بے خوف ہو کر اس پر جھوٹ باندھتا ہوں اور اس کی مخلوق کے ساتھ بھی میرا یہ معاملہ ہے کہ میں لوگوں کا مال بد دیانتی اور حرامخوری کے طریق سے کھاتا ہوں اور خدا کی مخلوق کو اپنی بدکرداری اور نفس پرستی کے جوش سے دُکھ دیتا ہوں تو اس صورت میں تمام بدکرداروں سے بڑھ کر سزا کے لائق ہوں تا لوگ میرے فتنہ سے نجات پاویں۔ اور اگر میں ایسا نہیں ہوں جیسا کہ میاں عبد الحکیم خاں نے سمجھا ہے تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا مجھکو ایسی ذلّت کی موت نہیں دیگا کہ میرے آگے بھی لعنت اور میرے پیچھے بھی۔ میں خدا کی آنکھ سے مخفی نہیں۔ مجھے کون جانتا ہے مگر وہی۔ اس لیے میں اس وقت دونوں پیشگوئیاں یعنی میاں عبد الحکیم خاں کی میری نسبت پیشگوئی اور اس کے مقابل پر جو خدا نے میرے پر ظاہر کیا ذیل میں لکھتا ہوں اور اس کا انصاف خدائے قادر پر چھوڑتا ہوں اور وہ یہ ہیں۔

میاں عبد الحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی میری نسبت پیشگوئی

جو اخویم مولوی نورالدین صاحب کی طرف اپنے خط میں لکھتے ہیں۔ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں۔

" مرزا کے خلاف ۱۲؍ جولائی ۱۹۰۶ء کو یہ الہامات ہوتے ہیں۔ مرزا مُسرف کذّاب اور عیّار ہے۔ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائے گا اور اس کی میعاد تین سال بتائی گئی ہے"[۱]

اس کے مقابل پر وہ پیشگوئی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے میاں عبد الحکیم خان صاحب اسسٹنٹ سرجن پٹیالہ کی نسبت مجھے معلوم ہوئی جس کے الفاظ یہ ہیں:

"خدا کے مقبولوں میں قبولیت کے نمونے اور علامتیں ہوتی ہیں اور وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں[۲] ان پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے[۳] پر تو نے وقت کو پہچانا نہ دیکھا[۴]"

---

[۱] اس میں میاں عبد الحکیم خان نے خدا کے اصل لفظ بیان نہیں کیے بلکہ یہ کہا کہ تین سال میعاد بتائی گئی۔ منہ

[۲] خدا تعالیٰ کا یہ فقرہ کہ وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے عبد الحکیم خان کے اس فقرہ کا ردّ ہے کہ جو مجھے کاذب اور شریر قرار دیکر کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ گویا میں کاذب ہوں اور وہ صادق اور وہ مردِ صالح ہے اور میں شریر۔ اور خدا تعالیٰ اس کے ردّ میں فرماتا ہے کہ جو خدا کے خاص لوگ ہیں وہ سلامتی کے شہزادے کہلاتے ہیں۔ ذلّت کی موت اور ذلّت کا عذاب اُن کو نصیب نہیں ہوگا۔ اگر ایسا ہو تو دُنیا تباہ ہو جاتی اور صادق اور کاذب میں کوئی امر خارق نہ رہے۔ منہ

[۳] اس فقرہ میں عبد الحکیم خان مخاطب ہے اور فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار سے آسمانی عذاب مراد ہے کہ جو بغیر ذریعہ انسانی ہاتھوں کے ظاہر ہوگا۔

[۴] یعنی تُو نے یہ غور نہ کی کہ کیا اس زمانہ میں اور اس نازک وقت میں اُمّتِ محمّدیّہ کے لیے کسی دجّال کی ضرورت ہے یا کسی مصلح اور مجدد کی۔

ترجمہ۔ ربّ فرق بین صادق و کاذب۔ انت تریٰ کل مصلح و صادق [1]

المشتہر:۔ میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

۱۶؍اگست ۱۹۰۶ء مطابق ۲۴؍جمادی الثانی ۱۳۲۴ھ

مطبوعہ انوار احمدیہ پریس قادیان دارالامان (یہ اشتہار ۲۰×۲۶/۸ کے دو صفحوں پر ہے)

اور حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہے

---

[1] یعنی اے میرے خدا صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلا تو جانتا ہے کہ صادق اور مصلح کون ہے۔ اس فقرہ الہامیہ میں عبدالحکیم خاں کے اس قول کا ردّ ہے جو وہ کہتا ہے کہ صادق کے سامنے شریر فنا ہو جائیگا۔ پس چونکہ وہ اپنے تئیں صادق ٹھیراتا ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ تو صادق نہیں ہے۔ مَیں صادق اور کاذب میں فرق کرکے دکھلاؤں گا۔ منہ

(۲۷۹)

تازہ نشان کی پیشگوئی

(مندرجہ رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" ٹائٹل پیج ۲)

خدا فرماتا ہے کہ مَیں ایک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ عام دُنیا کے لیے ایک نشان ہوگا اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا۔ چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خُدا عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھاوے۔ آمین۔

المشتہر

میرزا غلام احمد مسیح موعود

---

(۲۸۰)

اعلان

(مندرجہ رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" آخری صفحہ)

یاد رہے کہ اس رسالہ[1] کے شائع کرنے کی ہمیں کچھ بھی ضرورت نہ تھی لیکن ایک گندی اخبار جو قادیان سے آریوں کی طرف سے نکلتی ہے جس میں ہمیشہ وہ لوگ توہین اور بدزبانی کرکے اور دین اسلام کی نسبت اپنی فطرتی عداوت کی وجہ سے ناشائستہ کلمات بول کر اور ساتھ ہی مجھ کو بھی گالیاں دے کر لیکھرام کے قائم مقام ہو رہے ہیں۔ ان کی اخبار نے ہمیں مجبور کیا کہ ان کے جھوٹے الزاموں کو اس رسالہ میں ہم دُور کر دیں اور ثابت کریں کہ ان کے بھائی لالہ شرمپت اور لالہ ملاوامل ساکنان قادیان درحقیقت میرے بہت سے نشانوں کے گواہ ہیں۔ اور ان پر کیا حصر ہے تمام قادیان کے آریہ اور ہندو بعض نشانوں کے گواہ رویت ہیں اور پھر قادیان پر ہی موقوف نہیں۔ لیکھرام کے مارے جانے کی پیشگوئی ایک ایسی مہاں جال پیشگوئی ہے جس نے تمام پنجاب اور ہندوستان کے ہندو اور آریہ سماج والے اس عظیم الشان نشان کے گواہ کر دیئے ہیں اب ان پیشگوئیوں سے انکار کرنا آریوں کے لیے ممکن نہیں اور اس بارے میں قلم اُٹھانا محض بیحیائی ہے۔ اور اگر وہ اس قدر پر باز نہ آئے تو پھر اُن کا تمام پردہ کھول دیا جائے گا۔ والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

راقم

میرزا غلام احمد مسیح موعود از قادیان

---

[1] یعنی رسالہ "قادیان کے آریہ اور ہم" (المرتب)

(۲۸۱)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اعلان

بخدمت علمائے اسلام

قَالَ اللّٰہُ عَزَّ وَ جَلَّ

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ [۱]

یعنے اُس شخص سے ظالم تر کون ہے جو خدا پر افتراء کرے یا خدا کی آیتوں اور نشانوں کا مکذب ہو

ہر ایک کو معلوم ہے کہ میرے اس دعوے پر کہ مَیں خدا تعالیٰ سے مامور ہو کر آیا ہوں اور اُس کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں چھبیس ۲۶ برس کے قریب عرصہ گذر گیا ہے اور اس مدت میں باوجودیکہ میرے سلسلہ کے معدوم کرنے کے لیے ہر ایک مخالف نے ناخنوں تک زور لگائے اور مجھے حکام کی طرف بھی کھینچا مگر مَیں اُن کے ہر ایک حملے کے وقت میں محفوظ رہا۔ تعجب کہ ان کو باوجود صدہا ناکامیوں کے جو میرے استیصال کے بارے میں ہوئیں اب تک یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کہ ایک پوشیدہ ہاتھ میرے ساتھ ہے جو اُن کے ہاتھ سے مجھے بچاتا ہے ۔ مجھے وہ کذّاب اور دجّال اور مفتری تو کہتے ہیں مگر اس بات کا جواب نہیں دیتے کہ دُنیا میں کونسا ایسا کذّاب گذرا ہے جس کو خدا دشمنوں کے خطرناک حملوں سے چھبیس ۲۶ برس تک بچاتا رہا یہاں تک کہ اُس نے اپنے خاص فضل سے صدی کے چہارم حصہ تک اس کو سلامت رکھا اور ترقی پر ترقی بخشی اور ایک فرد سے لاکھوں انسان اس کی تابع کر دیئے اور کسی دشمن کی پیش نہ گئی اور آئندہ ترقیات کی خبر نہیں اور کونسا دُنیا میں ایسا کذّاب گذرا ہے جس کے مقابل پر ہر ایک مومن مباہلہ کے وقت موت یا کسی اور قسم کی تباہی سے عذاب کا نشانہ ہوا۔ اور کونسا ایسا کذّاب گذرا ہے جس کے لیے اور جس کی پیشگوئی کی رو سے رمضان میں خسوف کسوف ہوا اور زمین میں

---

[۱] الانعام : ۲۲

ایک عالمگیر طاعون پھیل گیا۔ کیا کسی اور مہدی کا نشان ملتا ہے جس نے کسوف خسوف سے پندرہ برس پہلے اس کے وقوع کی خبر دی تھی اور طاعون سے چھبیس ۲۶ برس پہلے اور پھر بارہ ۱۲ برس پہلے اور پھر تین برس پہلے ملک میں اس کے پھیلنے کی سہ بارہ اطلاع دیدی تھی۔ اب اس وقت اس تحریر سے میری غرض یہ ہے کہ مَیں نے اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں کافی طور پر ہر ایک قسم کا ثبوت اپنے دعوے کے متعلق لکھ دیا ہے اور باوجود اس کے کہ مَیں ان ایام میں بباعث طرح طرح کے عوارض جسمانی اور بیماریوں کے متواتر دَورے اور ضعف اور ناتوانی کے اس لائق نہ تھا کہ اس قدر سخت محنت اُٹھا سکوں تاہم مَیں نے محض بنی نوع کی ہمدردی کے لیے یہ تمام محنت اُٹھائی اس لیے مَیں اپنی عزیز قوم کے اکابر علماء اور مشائخ اور ان سب کو جو اس کتاب کو پڑھ سکتے ہیں خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ اگر ان کو یہ کتاب پہنچے تو ضرور اوّل سے آخر تک اس کتاب کو غور سے پڑھ لیں اور مَیں پھر اُن کو اس خدائے لاشریک کی دوبارہ قسم دیتا ہوں جس کے ہاتھ میں ہر ایک کی جان ہے کہ وہ اپنے اوقات اور مشاغل کا حرج بھی کرکے ایک دفعہ غور اور تدبّر سے اس کتاب کو اوّل سے آخر تک پڑھ لیں۔ اور پھر میں تیسری دفعہ اس غیور خدا کی اُن کو قسم دیتا ہوں جو اُس شخص کو پکڑتا ہے جو اس کی قسموں کی پروا نہیں کرتا کہ ضرور ایسے لوگ جن کو یہ کتاب پہنچے اور وہ اس کو پڑھ سکتے ہوں خواہ وہ مولوی ہیں یا مشائخ اوّل سے آخر تک ایک مرتبہ اس کو ضرور پڑھ لیں۔ اور مَیں انشاء اللہ بعض کو تو خود یہ کتاب بھیج دوں گا۔ اور بعض دیگر کی نسبت مَیں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر وہ قسم کھا کر لکھیں کہ قیمت کے ادا کرنے کی گنجائش نہیں تو مَیں بشرط گنجائش اور بشرط موجود ہونے کتاب کے ضرور اُن کو اس شرط سے کتاب بھیج دوں گا کہ وہ خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر میری طرف تحریر کریں کہ وہ اوّل سے آخر تک ضرور کتاب کو پڑھیں گے اور نیز یہ کہ وہ نادار ہیں طاقت ادائے قیمت نہیں رکھتے۔ اور میں دُعا کرتا ہوں کہ جس شخص کو یہ کتاب پہنچے اور وہ خدا تعالیٰ کی قسم سے لاپرواہ رہ کر اور خدا کی قسم کو بے عزّتی سے دیکھ کر کتاب کو اوّل سے آخر تک نہ پڑھے اور یا کچھ حصّہ پڑھ کر چھوڑ دے اور پھر بدگوئی سے باز نہ آوے خدا ایسے لوگوں کو دُنیا اور آخرت میں تباہ اور ذلیل کرے۔ آمین

لیکن جو شخص اوّل سے آخر تک کتاب کو پڑھے اور خوب سمجھے اس کا معاملہ خدا کے ساتھ ہے۔ اب مَیں اس اعلان کو ختم کرتا ہوں۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔

المعلن

میرزا غلام احمد مسیح موعود

مقام قادیان۔ ۱۵؍ مارچ ۱۹۰۷ء

(یہ اعلان حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہے۔)

(۲۸۲)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی

بخدمت آریہ صاحبان

کوئی عقلمند اس سے انکار نہیں کر سکتا کہ جو خدا کی طرف سے شریعت ہے، اسکے قدیم سے دو ہی ٹکڑے ہوتے آئے ہیں
(۱) بڑا اور پہلا ٹکڑا یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کو اس کی تمام صفات کاملہ کے ساتھ واحد لاشریک مان لیا جائے اور اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہ ٹھیرایا جائے اور اس بات پر ایمان لایا جائے کہ وہ مبداء ہے تمام فیوض کا اور سرچشمہ ہے تمام ظہورات کا اور خالق ہے ہر ایک وجود کا اور قادر ہے ہر ایک ایسے امر پر جو اس کی عظمت اور شان اور جلال کے لائق ہے اور اس کے صفات کاملہ کے منافی نہیں اور اوّل ہے ہر ایک موجود سے اور مرجع ہے تمام کائنات کا اور مستجمع ہے تمام صفات کاملہ کا اور پاک ہے اس سے کہ کسی وقت صفات اس کی بیکار ہو جائیں یا یہ کہ کسی وقت بیکار تھیں وہ قدیم سے خالق اور قدیم سے رازق اور قدیم سے قادر ہے۔ کسی کو علم نہیں کہ پہلے اس نے کیا کیا اور آگے کیا کیا کرے گا۔ اس کی قدرتوں پر کوئی محیط نہیں ہو سکتا اور وہ واحد ہے اپنی ذات میں اور اپنی صفات میں اور افعال میں اور اس کی طرح کوئی بھی کسی خاص صفت سے مخصوص نہیں اور پاک ہے ہر ایک عیب اور نقص سے اور نزدیک ہے باوجود دوری کے اور دُور ہے باوجود نزدیکی کے۔ وہ برتر اور بلند ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ وہ پوشیدہ در پوشیدہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ ظاہر نہیں۔ وہ اپنے ظہور میں سب سے زیادہ ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ پوشیدہ نہیں۔ وہ آفتاب میں چمک رہا ہے اور چاند میں اس کے انوار ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ آفتاب ہے یا چاند ہے بلکہ یہ سب چیزیں اس کی مخلوق ہیں۔ اور کافر ہے وہ شخص جو اس کو خدا کہے۔ وہ نہاں در نہاں ہے پھر بھی سب چیزوں سے زیادہ ظاہر ہے۔ ہر ایک رُوح کو اسی سے قوتیں اور صفات ملی ہیں۔ ہر ایک ذرّہ نے اسی سے خواص پاتے ہیں۔ اور اگر وہ صفات اور قوتیں اور طاقتیں چھین لی جائیں تو پھر نہ رُوح کچھ چیز ہے اور نہ ذرّہ کچھ حقیقت رکھتا ہے۔ اس لیے انسان کی معرفت کا انتہائی نقطہ یہی ہے کہ یہ سب چیزیں اس کے ہاتھ سے نکلی ہیں۔ اور خدا اور رُوحوں میں رشتہ محبت کا بھی اسی وجہ سے ہے کہ یہ سب چیزیں اس کے ہاتھ سے نکلی ہوئی ہیں اور

اسی نے ان کی فطرت میں اپنی محبت کا نمک چھڑکا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو عشقِ الٰہی محال تھا کیونکہ جانبین میں کوئی تعلق نہ تھا۔ بچہ ماں سے اسی وجہ سے محبت کرتا ہے کہ اُس کے پیٹ سے نکلا ہے اور ماں بھی اسی وجہ سے اُس سے محبت کرتی ہے کہ وہ اس کے جگر کا ٹکڑا ہے۔ پس چونکہ ہر ایک رُوح خدا کے ہاتھ سے نکلی ہے اس لیے اس محبوب حقیقی کی طلب میں ہے۔ پھر غلطی سے کوئی بُت پرستی کرتا ہے۔ کوئی سُورج کو پوجتا ہے۔ کوئی چاند کے آگے جُھکتا ہے۔ کوئی پانی کا پرستار ہے، کوئی انسان کو خدا جانتا ہے۔ پس اس غلطی کی وجہ بھی اسی حقیقی محبوب کی طلب ہے جو انسان کی فطرت میں ہے جس طرح بچہ کبھی ماں کی طلب میں دھوکہ کھا کر کسی دوسری عورت سے چمٹ جاتا ہے اسی طرح تمام مخلوق پرست دھوکہ کھا کر دوسری چیزوں کی طرف جُھک گئے ہیں۔ خدا کی شریعت ان غلطیوں کو دُور کرنے کے لیے آئی ہے اور خدا کی شریعت وہی ہے جو اپنی پوری طاقت کے ساتھ ان غلطیوں کو دُور کرسکتی ہے اور غلطیوں کو وہی شریعت دُور کرے گی جو چمکتے ہوئے نشانوں کے ساتھ اس محبوب حقیقی کا چہرہ دکھا دے گی کیونکہ اگر کوئی شریعت تازہ نشان دکھلانے پر قادر نہیں تو وہ بھی ایک بُت پیش کرتی ہے نہ خدا کو۔ وہ خدا یا پرمیشر نہیں ہوسکتا جو اپنے ظہور کے لیے ہماری منطق کا محتاج ہے۔ اگر خدا ایسا ہی مُردہ اور قدرت کی علامات سے محروم ہے جیسا کہ بُت تو ایسے خدا کو کون عارف قبول کرسکتا ہے۔ پس سچی اور کامل شریعت وہی ہے جو زندہ خدا کو اس کی قدرتوں اور نشانوں کے ساتھ دکھلاتی ہے اور وہی ہے جس کے ذریعہ سے انسان شریعت کے دوسرے حصہ میں بھی کامل ہوسکتا ہے اور شریعت کا دوسرا ٹکڑہ یہ ہے کہ انسان ان تمام گناہوں سے پرہیز کرے جن کی جڑھ بنی نوع پر ظلم ہے۔ جیسے زنا کرنا، چوری کرنا، خون کرنا، جھوٹی گواہی دینا اور ہر ایک قسم کی خیانت کرنا اور نیکی کرنے والے کے ساتھ بدی کرنا اور انسانی ہمدردی کا حق ادا نہ کرنا۔ پس اس دوسرے حصہ شریعت کو حاصل کرنا بھی پہلے حصہ کے حصول پر موقوف ہے۔ اور ابھی ہم لکھ چکے ہیں کہ پہلا حصہ یعنے خدا شناسی کسی طرح ممکن نہیں جب تک خدا کو اُس کی تازہ قدرتوں اور تازہ نشانوں کے ساتھ شناخت نہ کیا جاوے ورنہ بغیر اس کے خدا پرستی بھی ایک بُت پرستی ہے کیونکہ جبکہ خدا محض ایک بُت کی طرح ہے جو سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو اس میں اور ایک بُت میں فرق کیا ہے زندہ خدا کی علامات چاہئیں اور اگر وہ ہمارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا اور نہ کوئی قدرت دکھلا سکتا ہے تو کیونکر معلوم ہو کہ وہ موجود ہے صرف اپنی خود تراشیدہ باتوں سے کیونکر اس کی ہستی ثابت ہو جبکہ ہر ایک انسان اپنی زندگی ثابت کرنے کا آپ ذمہ وار ہے تو پھر کیا وجہ کہ خدا اپنی زندگی ثابت نہیں کرسکتا۔ کیا خدا انسان سے بھی زیادہ کمزور ہے یا کیا اس کی قدرت آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہے۔ اور اگر اب اس میں کلام کرنے کی طاقت باقی نہیں رہی تو اس پر کیا دلیل ہے کہ پہلے وہ طاقت موجود تھی۔ اور اگر وہ اس زمانہ میں بول نہیں سکتا تو اس پر کیا دلیل ہے کہ وہ اس زمانہ میں سن سکتا ہے اور دُعائیں قبول کرسکتا

ہے اور اگر کسی زمانہ میں اس نے اپنی قدرتیں ظاہر کی ہیں تو اب کیوں ظاہر نہیں کر سکتا تا دہریوں کے منہ میں خاک پڑے۔

پس اے عزیزو! وہ قادر خدا جس کی ہم سب کو ضرورت ہے وہ اسلام ہی نے پیش کیا ہے۔ اسلام خدا کی قدرتوں کو ایسا ہی پیش کرتا ہے جیسا کہ وہ پہلے ظہور میں آئی تھیں۔ یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ بغیر اس کے کہ خدا کی قدرتیں اور خدا کے چمکتے ہوئے نشان ظاہر ہوں کوئی شخص خدا پر ایمان نہیں لا سکتا۔ یہ سب جھوٹے قصے ہیں کہ ہم پرمیشر پر ایمان لائے ہیں۔ خدا کی شناخت کرانے والے اُس کے نشان ہیں۔ اور اگر نشان نہیں تو خدا بھی نہیں۔ پس اس لیے مَیں نے نمونہ کے طور پر محض ہمدردی کی راہ سے کتاب حقیقۃ الوحی کو تالیف کیا ہے اور مَیں آپ لوگوں کو اس پرمیشر کی قسم دیتا ہوں جس پر ایمان لانا آپ لوگ اپنی زبان سے ظاہر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اوّل سے آخر تک میری اس کتاب کو پڑھو اور ان نشانوں پر غور کرو جو اس میں لکھے گئے ہیں۔ پھر اگر اپنے مذہب میں اس کی نظیر نہ پاؤ تو خدا سے ڈر کر اس مذہب کو چھوڑ دو اور اسلام کو قبول کرو وہ مذہب کس کام کا ہے اور کیا فائدہ دے گا جو زندہ خدا تک زندہ نشانوں کے ساتھ رہبری نہیں کر سکتا پھر مَیں آپ لوگوں کو اُسی پرمیشر کی دوبارہ قسم دیتا ہوں کہ ضرور ایک مرتبہ میری اس کتاب حقیقۃ الوحی کو اوّل سے آخر تک پڑھو اور سچ کہو کہ کیا آپ لوگ اپنے مذہب کی پابندی سے اُس زندہ خدا کو شناخت کر سکتے ہیں۔ پھر مَیں تیسری مرتبہ اُسی پرمیشر کی قسم دیتا ہوں کہ دُنیا ختم ہونے کو ہے اور خدا کا قہر ہر طرف نمودار ہے ایک مرتبہ اوّل سے آخر تک میری کتاب حقیقۃ الوحی کو ضرور پڑھ لو۔ خدا تمہیں ہدایت کرے۔ موت کا اعتبار نہیں۔ خدا وہی خدا ہے جو زندہ خدا ہے۔ والسّلام علیٰ من اتبع الھدٰے۔

المشـــــــــــــــــــــــتھر

میرزا غلام احمد مسیح موعود قادیانی

(یہ اشتہار حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہے۔)

مطبوعہ میگزین پریس قادیان

☆ ☆ ☆ ☆ ☆

(۲۸۳)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

دعوتِ حق

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِيْنَ[1]

ان کو کہدے کہ اگر خدا کا کوئی فرزند ہوتا تو میں سب سے پہلے اسکی پرستش کرتا

یہ اشتہار پادری صاحبوں کی خدمت میں نہایت عجز اور ادب اور انکسار سے لکھا جاتا ہے کہ اگر یہ سچ ہوتا کہ حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام درحقیقت خدا کا فرزند ہوتا یا خدا ہوتا تو سب سے پہلے مَیں اُس کی پرستش کرتا اور مَیں تمام ملک میں اس کی خُدائی کی اشاعت کرتا اور اگرچہ مَیں دُکھ اُٹھاتا اور مارا جاتا اور قتل کیا جاتا اور اس کی راہ میں ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا تب بھی مَیں اس دعوت اور منادی سے باز نہ آتا۔ لیکن اے عزیزو! خدا تم پر رحم کرے اور تمہاری آنکھیں کھولے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا نہیں وہ صرف ایک نبی ہے ایک ذرّہ اس سے زیادہ نہیں اور بخدا مَیں وہ سچّی محبت اُس سے رکھتا ہوں جو تمہیں ہرگز نہیں اور جس نُور کے ساتھ مَیں اُسے شناخت کرتا ہوں تم ہرگز اُسے شناخت نہیں کر سکتے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ خُدا کا ایک پیارا اور برگزیدہ نبی تھا اور اُن میں سے تھا جن پر خدا کا ایک خاص فضل ہوتا

---

[1] الزخرف : ۸۲

ہے اور جو خُدا کے ہاتھ سے پاک کئے جاتے ہیں مگر خدا نہیں تھا اور نہ خدا کا بیٹا تھا۔ مَیں نے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہیں بلکہ وہ خدا جو زمین و آسمان کا خالق ہے میرے پر ظاہر ہوا اور اُسی نے اس آخری زمانہ کے لیے مجھے مسیح موعود کیا۔ اس نے مجھے بتلایا کہ سچ یہی ہے کہ یسوع ابن مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے اور اسی نے میرے ساتھ ہمکلام ہو کر مجھے یہ بتلایا کہ وہ نبی جس نے قرآن پیش کیا اور لوگوں کو اسلام کی طرف بُلایا وہ سچا نبی ہے اور وہی ہے جس کے قدموں کے نیچے **نجات** ہے اور بجز اس کی متابعت کے ہرگز ہرگز کسی کو کوئی نُور حاصل نہیں ہوگا اور جب میرے خدا نے اُس نبی کی وقعت اور قدر اور عظمت میرے پر ظاہر کی تو مَیں کانپ اُٹھا اور میرے بدن پر لرزہ پڑ گیا کیونکہ جیسا کہ حضرت عیسٰی مسیح کی تعریف میں لوگ حد سے بڑھ گئے، یہاں تک کہ اُن کو خدا بنا دیا اسی طرح اِس مقدس نبی کا لوگوں نے قدر شناخت نہیں کیا جیسا کہ حق شناخت کرنے کا تھا اور جیسا کہ چاہیئے لوگوں کو اب تک اُس کی عظمتیں معلوم نہیں۔ وہی ایک نبی ہے جس نے **توحید** کا تخم ایسے طور پر بویا جو آجتک ضائع نہیں ہوا۔ وہی ایک نبی ہے جو ایسے وقت میں آیا جب تمام دُنیا بگڑ گئی تھی اور ایسے وقت میں گیا جب ایک سمندر کی طرح توحید کو دُنیا میں پھیلا گیا اور وہی ایک نبی ہے جس کے لیے ہر ایک زمانہ میں خدا اپنی **غیرت** دکھلاتا رہا ہے۔ اور اس کی تصدیق اور تائید کے لیے ہزارہا معجزات ظاہر کرتا رہا۔ اسی طرح اس زمانہ میں بھی اس پاک نبی کی بہت توہین کی گئی اس لیے خدا کی غیرت نے جوش مارا۔ اور سب گذشتہ زمانوں سے زیادہ جوش مارا اور مجھے اس نے مسیح موعود کر کے بھیجا تا کہ مَیں اُس کی نبوت کے لیے تمام دُنیا میں گواہی دوں۔ اگر مَیں بے دلیل یہ دعوٰی کرتا ہوں تو جھوٹا ہوں لیکن اگر خدا اپنے نشانوں کے ساتھ اِس طور سے میری گواہی دیتا ہے کہ اس زمانہ میں مشرق سے مغرب تک اور شمال سے لے کر جنوب تک اس کی نظیر نہیں تو انصاف اور خدا ترسی

کا مقتضا یہی ہے کہ مجھے میری اس تمام تعلیم کے ساتھ قبول کریں۔ خدا نے میرے لیے وہ نشان دکھائے کہ اگر وہ اُن اُمتوں کے وقت نشان دکھلائے جاتے جو پانی اور آگ اور ہوا سے ہلاک کی گئیں تو وہ ہلاک نہ ہوتیں۔ مگر اس زمانہ کے لوگوں کو مَیں کس سے تشبیہ دوں وہ اس بدقسمت کی طرح ہیں جس کی آنکھیں بھی ہیں پر دیکھتا نہیں اور کان بھی ہیں پر سُنتا نہیں اور عقل بھی ہے پر سمجھتا نہیں۔ مَیں ان کے لیے روتا ہوں اور وہ مجھ پر ہنستے ہیں اور مَیں اُن کو زندگانی کا پانی دیتا ہوں اور وہ مجھ پر آگ برساتے ہیں۔ خدا میرے پر نہ صرف اپنے قول سے ظاہر ہوا ہے بلکہ اپنے فعل کے ساتھ بھی اُس نے میرے پر تجلّی کی اور میرے لیے وہ کام دکھلائے اور دکھلائے گا کہ جب تک کسی پر خدا کا خاص فضل نہ ہو اس کے لیے یہ کام دکھلائے نہیں جاتے۔ لوگوں نے مجھے چھوڑ دیا لیکن خدا نے مجھے قبول کیا۔ کون ہے جو ان نشانوں کے دکھلانے میں میرے مقابل پر آسکتا ہے۔ مَیں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانہ کی طرح تھا مگر اب اُس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا منہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔ مگر اے عزیزو! تم جو خدا کی طلب میں لگے ہوئے ہو مَیں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ سچّا خدا وہی ہے جس نے **قرآن** نازل کیا۔ وہی ہے جس نے میرے پر تجلّی کی اور جو ہر دم میرے ساتھ ہے۔

اے پادری صاحبان!

مَیں آپ لوگوں کو اس خدا کی قسم دیتا ہوں جس نے مسیح کو بھیجا اور اس محبت کو یاد دلاتا ہوں اور قسم دیتا ہوں جو آپ لوگ اپنے زعم میں حضرت یسوع مسیح ابن مریم سے رکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ ضرور میری کتاب **حقیقۃ الوحی** کو اوّل سے آخر تک حرف بحرف پڑھ لیں اور اگر صاحب

اہلِ علم سے نیک نیتی سے میری کتاب حقیقۃ الوحی اس شرط کے ساتھ طلب کریں گے اور قسم کھائیں گے کہ ہم اس کتاب کو اوّل سے آخر تک غور سے دیکھیں گے تو میں وہ کتاب مُفت اُن کو بھیج دوں گا۔ اور اگر اس سے تسلّی نہیں ہوگی تو مَیں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا کوئی اور نشان دکھائیگا کیونکہ اُس کا وعدہ ہے کہ مَیں اس زمانہ پر اپنی حجّت پوری کرونگا۔ اب مَیں ختم کرتا ہوں اور دُعا کرتا ہوں کہ خدا طالبِ حق کے ساتھ ہو۔ آمین ۔

خاکسار

میرزا غلام احمد مسیح موعود

از قادیان ضلع گورداسپور ۲۰ رمارچ ۱۹۰۷ء

(مطبوعہ میگزین پریس قادیان) (یہ اشتہار حقیقۃ الوحی میں بھی درج ہے۔)

(٢٨٤)

فتح عظیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر جان الیگزینڈر ڈوئی امریکہ کا جھوٹا نبی
میری پیشگوئی کے مطابق مر گیا

واضح ہو کہ یہ شخص جس کا نام عنوان میں درج ہے اسلام کا سخت درجہ پر دشمن تھا اور علاوہ اس کے اُس نے جھوٹا دعویٰ پیغمبری کا کیا اور حضرت سیّد النبیّین واصدق الصادقین وخیر المرسلین وامام الطیّبین جناب تقدس مآب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کاذب اور مفتری خیال کرتا تھا اور اپنی خباثت سے گندی گالیاں اور فحش کلمات سے آنجناب کو یاد کرتا تھا۔ غرض بغض دین متین کی وجہ سے اس کے اندر سخت ناپاک خصلتیں موجود تھیں اور جیسا کہ خنزیروں کے آگے موتیوں کا کچھ قدر نہیں ایسا ہی وہ توحید اسلام کو بہت ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اور اس کا استیصال چاہتا تھا اور حضرت عیسیٰؑ کو خدا جانتا تھا اور تثلیث کو تمام دُنیا میں پھیلانے کے لیے اتنا جوش رکھتا تھا کہ مَیں نے باوجود اس کے کہ صدہا کتابیں پادریوں کی دیکھیں مگر ایسا جوش کسی میں نہ پایا۔ چنانچہ اس کے اخبار لیوز آف ہیلنگ مورخہ ۱۹ر دسمبر ۱۹۰۳ء اور ۱۴ر فروری ۱۹۰۷ء میں یہ فقرے ہیں:-

"مَیں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ دن جلد آوے کہ اسلام دنیا سے نابود ہو جاوے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ اے خدا اسلام کو ہلاک کر دے۔"

اور پھر اپنے پرچہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۳ء میں اپنے تئیں سچا رسول اور سچا نبی قرار دے کر کہتا ہے کہ "اگر مَیں سچا نبی نہیں ہوں تو پھر روئے زمین پر کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو خدا کا نبی ہو۔" علاوہ اس کے وہ سخت مشرک تھا اور کہتا تھا کہ مجھ کو الہام ہو چکا ہے کہ پچیس۲۵ برس تک یسوع مسیح آسمان سے اُتر آئے گا۔ اور حضرت عیسےٰ کو

درحقیقت خدا جانتا تھا اور ساتھ اس کے میرے دل کو دُکھ دینے والی ایک یہ بات تھی۔ جیسا کہ مَیں لکھ چکا ہوں کہ وہ نہایت درجہ پر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن تھا اور مَیں اس کا پرچہ اخبار لیوز آف ہیلنگ لیتا تھا اور اس کی بدزبانی پر ہمیشہ مجھے اطلاع ملتی تھی۔ جب اس کی شوخی انتہا تک پہنچی تو مَیں نے انگریزی میں ایک چٹھی اس کی طرف روانہ کی اور مباہلہ کے لیے اس سے درخواست کی تا خدا ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے اس کو سچے کی زندگی میں ہلاک کرے۔ یہ درخواست دو مرتبہ یعنی ۱۹۰۲ء اور پھر ۱۹۰۳ء میں اس کی طرف بھیجی گئی تھی اور امریکہ کے چند نامی اخباروں میں بھی شائع کی گئی تھی جن کے نام حاشیہ میں درج ہیں۔[1]

نمبر[1]	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۱)	شکاگو انٹر پریٹر اخبار ۲۸ر جون ۱۹۰۳ء	عنوان "کیا ڈوئی اس مقابلہ میں نکلیگا" دونوں تصویریں پہلو بہ پہلو دے کر لکھتا ہے کہ مرزا صاحب کہتے ہیں ڈوئی مفتری ہے اور مَیں دُعا کرنے والا ہوں کہ وہ اسے میری زندگی میں نیست و نابود کر دے اور پھر کہتے ہیں کہ جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کا یہ طریق ہے کہ خدا سے دُعا کی جاوے کہ دونوں میں سے جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں ہلاک ہو جاوے۔
(۲)	ٹیلیگراف ۵ر جولائی ۱۹۰۳ء	مرزا غلام احمد صاحب پنجاب سے ڈوئی کو چیلنج بھیجتے ہیں کہ اے وہ شخص جو مدعی نبوت ہے آ اور میرے ساتھ مباہلہ کر۔ ہمارا مقابلہ دُعا سے ہوگا اور ہم دونوں خدا تعالیٰ سے دُعا کرینگے کہ ہم میں سے جو شخص کذّاب ہے وہ پہلے ہلاک ہو۔
(۳)	ارگوناٹ سان فرانسسکو یکم دسمبر ۱۹۰۲ء	عنوان "انگریزی اور عربی یعنی (عیسائیت اور اسلام) کا مقابلہ دُعا" مرزا صاحب کے مضمون کا خلاصہ جو ڈوئی کو لکھا ہے یہ ہے کہ تم ایک جماعت کے لیڈر ہو اور میرے بھی بہت سے پیرو ہیں پس اس بات کا فیصلہ کہ خدا کی طرف سے کون ہے ہم میں اسی طرح ہو سکتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے خدا سے دُعا کرے اور جس کی دُعا قبول ہو وہ سچے خدا کی طرف سے سمجھا جاوے۔ دُعا یہ ہوگی کہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہے خدا اسے پہلے ہلاک کرے۔ یقیناً یہ ایک معقول اور منصفانہ تجویز ہے۔
(۴)	لٹریری ڈائجسٹ نیویارک ۲۰ر جون ۱۹۰۳ء	میری تصویر دیکر مباہلہ کا مفصل ذکر کرتا ہے یعنی یہ کہ دونوں فریق یعنی ڈوئی اور ہم دُعا کریں کہ جھوٹا سچے کی زندگی میں اور اس کے سامنے ہلاک ہو۔
(۵)	نیویارک میل اینڈ ایکسپریس ۲۸ر جون ۱۹۰۳ء	عنوان۔ مباہلہ یا مقابلہ دُعا کے نیچے اسی مباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۶)	ہیرلڈ روچیسٹر ۲۵؍ جون ۱۹۰۳ء	ڈوئی کو مباہلہ کے لیے بلایا گیا ہے اور پھر مُباہلہ کا ذکر کرتا ہے۔
(۷)	ریکارڈ بوسٹن ۲۷؍ جون ۱۹۰۳ء	مُباہلہ کا ذکر ہے۔
(۸)	ایڈورٹائزر بوسٹن ۲۵؍ جون ۱۹۰۳ء	ایضاً
(۹)	پائلاٹ بوسٹن ۲۷؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۱۰)	پاتھ فائنڈر واشنگٹن ۲۷؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۱۱)	انٹراوشن شکاگو ۲۷؍ جون ۱۹۰۳ء	″ پھر ۲۸؍ جون کے پرچہ میں دونوں تصویریں دیکر مفصل ذکر کیا
(۱۲)	ودسٹر سپائی ۲۸؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۱۳)	ڈیموکریٹ کرانیکل روچیسٹر ۲۵؍ جون ۱۹۰۳ء	مباہلہ کے بعد دونوں تصویریں بھی دی ہیں اور میری تصویر کے نیچے یہ لفظ ہیں۔ مرزا غلام احمد
(۱۴)	شکاگو کا ایک اخبار تاریخ اور نام پھٹ گیا	ہندوستان کا مسیح جس نے ڈوئی کو مقابلہ کے لیے چیلنج دیا ہے۔
(۱۵)	برلنگٹن فری پریس ۲۷؍ جون ۱۹۰۳ء	مُباہلہ کا ذکر ہے
(۱۶)	شکاگو انٹراوشن ۲۸؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۱۷)	البنی پریس ۲۵؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۱۸)	سپکینول ٹائمز ۲۸؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۱۹)	بالٹی مور امریکن ۲۵؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۲۰)	بفلو ٹائمز ۲۵؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۲۱)	نیویارک میل ۲۵؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۲۲)	بوسٹن ریکارڈ ۲۷؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۲۳)	ڈیزرٹ انگلش نیوز ۲۷؍ جون ۱۹۰۳ء	″
(۲۴)	ہیلینا ریکارڈ یکم جولائی ۱۹۰۳ء	″
(۲۵)	گرومشائر گزٹ ۱۷؍ جولائی ۱۹۰۳ء	″
(۲۶)	نونیٹن کرانیکل ۱۷؍ جولائی ۱۹۰۳ء	″
(۲۷)	ہیوسٹن کرانیکل ۳؍ جولائی ۱۹۰۳ء	″
(۲۸)	سوانا نیوز ۲۹؍ جون ۱۹۰۳ء	″

اور اس مضمون مباہلہ میں مَیں نے جھوٹے پر بددُعا بھی کی تھی[1] اور خدا تعالیٰ سے یہ چاہا تھا کہ خدا جھوٹے کا جھوٹ اپنے فیصلہ سے کھول دے اور یہ میرا مضمون مباہلہ کا جیسا کہ ابھی لکھ چکا ہوں امریکہ کے چند روزانہ اور نامی اخباروں میں بخوبی شائع ہوگیا تھا اور یہ اخباریں امریکہ کے عیسائیوں کی تھیں جن کا مجھ سے کچھ تعلق نہ تھا۔ اور اخباروں میں شائع کرانے کی اس لیے مجھے ضرورت پیش آئی کہ ڈاکٹر ڈوئی جھوٹے نبی نے براہِ راست مجھ کو جواب نہیں دیا تھا۔ آخر مَیں نے وہ مضمون مباہلہ امریکہ کے ان نامی اخباروں میں جو روزانہ ہیں اور کثرت سے دُنیا میں جاتے ہیں شائع کرا دیا۔ یہ خدا کا فضل ہے کہ باوجودیکہ ایڈیٹران اخبارات امریکہ عیسائی تھے اور اسلام کے مخالف تھے تاہم انہوں نے نہایت مدّ و شد سے میرے مضمون مباہلہ کو ایسی کثرت سے شائع کر دیا کہ امریکہ اور یورپ میں اس کی دھوم مچ گئی اور ہندوستان تک اس مباہلہ کی خبر ہوگئی۔ اور میرے مباہلہ کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ اسلام سچا ہے اور عیسائی مذہب کا عقیدہ جھوٹا ہے اور مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے وہی مسیح ہوں جو آخری زمانہ میں آنے والا تھا اور نبیوں کے

نمبر	نام اخبار مع تاریخ	خلاصہ مضمون
(۲۹)	رچمنڈ نیوز یکم جولائی ۱۹۰۳ء	مباہلہ کا ذکر ہے۔
(۳۰)	گلاسکو ہیرلڈ ۲۷ راکتوبر ۱۹۰۳ء	"
(۳۱)	نیویارک کمرشل ایڈورٹائزر ۲۶ راکتوبر ۱۹۰۳ء	اگر ڈوئی اشارتاً یا صراحتاً اس چیلنج کو منظور کریگا تو بڑے دُکھ اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہوگا اور اگر وہ اس چیلنج کو قبول نہ کریگا تو بھی اس کے صیحون پر سخت آفت آئے گی۔
(۳۲)	دی مارننگ ٹیلیگراف نیویارک ۲۸ راکتوبر ۱۹۰۳ء	مباہلہ اور ڈوئی پر بددُعا کرنے کا ذکر ہے۔

یہ اخبار صرف وہ ہیں جو ہم تک پہنچے ہیں۔ اس کثرت سے معلوم ہوتا ہے کہ سینکڑوں اخباروں میں یہ ذکر ہوا ہوگا۔ منہ

حاشیہ:

[1] میری طرف سے ۲۳ راگست ۱۹۰۳ء کو ڈوئی کے مقابل پر انگریزی میں یہ اشتہار شائع ہوا تھا جس میں یہ فقرہ ہے کہ مَیں عمر میں ستر برس کے قریب ہوں اور ڈوئی جیسا کہ وہ بیان کرتا ہے پچاس برس کا جوان ہے لیکن مَیں نے اپنی بڑی عمر کی کچھ پروا نہیں کی کیونکہ اس مُباہلہ کا فیصلہ عمروں کی حکومت سے نہیں ہوگا بلکہ خدا جو احکم الحاکمین ہے وہ اس کا فیصلہ کرے گا۔ اور اگر ڈوئی مقابلہ سے بھاگ گیا..... تب بھی یقیناً سمجھو کہ اس کے صیحون پر جلد تر ایک آفت آنے والی ہے۔ اب مَیں اس مضمون کو اس دُعا پر ختم کرتا ہوں کہ اے قادر اور کامل خدا جو ہمیشہ نبیوں پر ظاہر ہوتا رہا ہے اور ظاہر ہوتا رہے گا یہ فیصلہ جلد کر اور ڈوئی کا جھوٹ لوگوں پر ظاہر کر دے اور مَیں یقین رکھتا ہوں کہ جو کچھ اپنی وحی سے تُو نے مجھے وعدہ دیا ہے وہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اے قادر خدا میری دُعا سُن لے تمام طاقتیں تجھ کو ہیں۔ دیکھو اشتہار ۲۳ راگست ۱۹۰۳ء بزبان انگریزی۔ منہ

نوشتوں میں اس کا وعدہ تھا اور نیز مَیں نے اس میں لکھا تھا کہ ڈاکٹر ڈوئی اپنے دعویٰ رسول ہونے اور تثلیث کے عقیدہ میں جھوٹا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مباہلہ کرے تو میری زندگی میں ہی بہت سی حسرت اور دکھ کے ساتھ مرے گا اور اگر مباہلہ بھی نہ کرے تب بھی وہ خدا کے عذاب سے بچ نہیں سکتا۔ اس کے جواب میں بدقسمت ڈوئی نے دسمبر ۱۹۰۳ء کے کسی پرچہ میں اور نیز ۲۶؍ دسمبر ۱۹۰۳ء وغیرہ کے اپنے پرچوں میں اپنی طرف سے یہ چند سطریں انگریزی میں شائع کیں جن کا ترجمہ ذیل میں ہے :۔

"ہندوستان میں ایک بیوقوف محمدی مسیح ہے جو مجھے بار بار لکھتا ہے کہ مسیح یسوع کی قبر کشمیر میں ہے اور لوگ مجھے کہتے ہیں کہ تُو اس کا جواب کیوں نہیں دیتا اور کہ تو کیوں اس شخص کا جواب نہیں دیتا۔ مگر کیا تم خیال کرتے ہو کہ مَیں ان مچھروں اور مکھیوں کا جواب دونگا اگر مَیں ان پر اپنا پاؤں رکھوں تو مَیں ان کو کچل کر مار ڈالوں گا۔"

اور پھر پرچہ ۱۹؍ دسمبر ۱۹۰۲ء میں لکھتا ہے کہ میرا کام یہ ہے کہ مَیں مشرق اور مغرب اور شمال اور جنوب سے لوگوں کو جمع کروں اور مسیحیوں کو اس شہر اور دوسرے شہروں میں آباد کروں یہاں تک کہ وہ دن آجائے کہ مذہب محمدیؐ دُنیا سے مٹایا جائے۔ اے خدا ہمیں وہ وقت دکھلا۔

غرض یہ شخص میرے مضمون مباہلہ کے بعد جو یورپ اور امریکہ اور اس ملک میں شائع ہو چکا تھا بلکہ تمام دُنیا میں شائع ہو گیا تھا شوخی میں روز بروز بڑھتا گیا اور اس طرف مجھے یہ انتظار تھی کہ جو کچھ مَیں نے اپنی نسبت اور اس کی نسبت خدا تعالیٰ سے فیصلہ چاہا ہے ضرور خدا تعالیٰ سچا فیصلہ کرے گا اور خدا تعالیٰ کا فیصلہ کاذب اور صادق میں فرق کر کے دکھلا دے گا[۱] اور میں ہمیشہ اس بارہ میں خدا تعالیٰ سے دُعا کرتا تھا اور کاذب کی موت چاہتا تھا۔ چنانچہ کئی دفعہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی کہ تو غالب[۲] ہوگا اور دشمن ہلاک کیا جائے گا اور پھر ڈوئی کے

---

[۱] اس اشتہار کے صفحہ ۳ کو پڑھو جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ۲۳؍ اگست ۱۹۰۳ء کو بزبان انگریزی مَیں نے ڈوئی کے مقابل پر ایک اشتہار شائع کیا تھا اور خدا تعالیٰ سے الہام پاکر اس میں لکھا تھا کہ خواہ ڈوئی میرے ساتھ مباہلہ کرے یا نہ کرے وہ خدا کے عذاب سے نہیں بچے گا اور خدا جھوٹے اور سچے میں فیصلہ کر کے دکھلا دے گا۔ منہ

[۲] حاشیہ: ۹؍ فروری ۱۹۰۷ء کو مجھے یہ الہام ہوا کہ اِنَّکَ اَنْتَ الْاَعْلٰی یعنی غلبہ تجھی کو ہوگا اور پھر اسی تاریخ مجھے یہ الہام ہوا۔ اَلْعِیْدُ الْاٰخَرُ تَنَالُ مِنْہُ فَتْحًا عَظِیْمًا۔ یعنی ایک اور خوشی کا نشان تجھ کو ملے گا جس سے ایک بڑی فتح تیری ہوگی جس میں یہ تفہیم ہوئی کہ ممالک مشرقیہ میں تو سعد اللہ لدھیانوی میری پیشگوئی اور مباہلہ کے بعد جنوری کے پہلے ہفتہ میں ہی نمونیا پلیگ سے مر گیا۔ یہ تو پہلا نشان تھا اور دوسرا نشان اس سے بہت ہی بڑا ہوگا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ سو وہ ڈوئی کی موت ہے۔ جو ممالک مغربیہ میں ظہور میں آئی۔ دیکھو پرچہ اخبار بدر ۱۴؍ فروری ۱۹۰۷ء جس سے خدا تعالیٰ کا وہ الہام پورا ہوا کہ مَیں دو نشان دکھاؤں گا۔ منہ

کے مرنے سے قریباً پندرہ دن پہلے خدا تعالیٰ نے اپنی کلام کے ذریعہ سے مجھے میری فتح کی اطلاع بخشی جس کو مَیں اس رسالہ میں جس کا نام ہے " قادیان کے آریہ اور ہم" اس کے ٹائیٹل پیج کے پہلے ورق کے دوسرے صفحہ میں ڈوئی کی موت سے قریباً دو ہفتہ پہلے شائع کر چکا ہوں اور وہ یہ ہے :۔

" تازہ نشان کی پیشگوئی

خدا فرماتا ہے کہ مَیں اک تازہ نشان ظاہر کروں گا جس میں فتح عظیم ہوگی۔ وہ تمام دنیا کے لیے ایک نشان ہوگا (یعنی ظہور اس کا صرف ہندوستان تک محدود نہیں ہوگا) اور خدا کے ہاتھوں سے اور آسمان سے ہوگا۔ چاہیئے کہ ہر ایک آنکھ اس کی منتظر رہے کیونکہ خدا اس کو عنقریب ظاہر کرے گا تا وہ یہ گواہی دے کہ یہ عاجز جس کو تمام قومیں گالیاں دے رہی ہیں اس کی طرف سے ہے۔ مبارک وہ جو اس سے فائدہ اُٹھاوے۔

المشتہر

مرزا غلام احمد مسیح موعود۔ مشتہرہ ۲۰ رفروری ۱۹۰۷ء "

اب ظاہر ہے کہ ایسا نشان (جو فتح عظیم کا موجب ہے) جو تمام دُنیا ایشیا اور امریکہ اور یورپ اور ہندوستان کے لئے ایک کھلا کھلا نشان ہوسکتا ہے وہ یہی ڈوئی کے مرنے کا نشان[1] ہے۔ کیونکہ اور نشان جو میری پیشگوئیوں سے ظاہر ہوئے ہیں وہ تو پنجاب اور ہندوستان تک ہی محدود تھے اور امریکہ اور یورپ کے کسی شخص کو اُن کے ظہور کی خبر نہ تھی۔ لیکن یہ نشان پنجاب سے بصورت پیشگوئی ظاہر ہو کر امریکہ میں جا کر ایسے شخص کے حق میں پورا ہوا جس کو امریکہ

---

[1] حاشیہ۔ ڈوئی اِس پیشگوئی کے بعد اِس قدر جلد مر گیا کہ ابھی پندرہ دن ہی اس کی اشاعت پر گذرے تھے کہ ڈوئی کا خاتمہ ہوگیا پس ایک طالب حق کے لئے یہ ایک قطعی دلیل ہے کہ یہ پیش گوئی خاص ڈوئی کے بارے میں تھی کیونکہ اول تو اس پیشگوئی میں یہ لکھا ہے کہ وہ فتح عظیم کا نشان تمام دُنیا کے لئے ہوگا اور دوسرے یہ لکھا ہے کہ وہ عنقریب ظاہر ہونے والا ہے پس اس سے زیادہ عنقریب اور کیا ہوگا کہ اِس پیشگوئی کے بعد بدقسمت ڈوئی اپنی زندگی کے بیس دن بھی پورے نہ کر سکا اور خاک میں جا ملا جن پادری صاحبان نے آتھم کے بارے میں شور مچایا تھا اب اُن کو ڈوئی کی موت پر ضرور غور کرنی چاہیئے۔ منہ۔

اور یورپ کا فرد فرد جانتا تھا اور اُس کے مرنے کے ساتھ ہی بذریعہ تاروں کے اس ملک کے انگریزی اخباروں کو خبر دی گئی چنانچہ پائیونیر نے (جو الٰہ آباد سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۱/ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور سول اینڈ ملٹری گزٹ نے (جو لاہور سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲/ مارچ ۱۹۰۷ء میں اور انڈین ڈیلی ٹیلی گراف نے (جو لکھنؤ سے نکلتا ہے) پرچہ ۱۲/ مارچ ۱۹۰۷ء میں اِس خبر کو شائع کیا ہے۔ پس اِس طرح پر قریباً تمام دُنیا میں یہ خبر شائع کی گئی اور خود یہ شخص اپنی دنیوی حیثیت کی رُو سے ایسا تھا کہ عظیم الشان نوابوں اور شاہزادوں کی طرح مانا جاتا تھا۔ چنانچہ وِبْ نے جو امریکہ میں مسلمان ہوگیا ہے میری طرف اس کے بارہ میں ایک چٹھی لکھی تھی کہ ڈاکٹر ڈوئی اس ملک میں نہایت معزّزانہ اور شاہزادوں کی طرح زندگی بسر کرتا ہے۔ اور باوجود اس عزّت اور شہرت کے جو امریکہ اور یورپ میں اُس کو حاصل تھی خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ ہوا کہ میرے مباہلہ کا مضمون اُس کے مقابل پر امریکہ کے بڑے بڑے نامی اخباروں نے جو روزانہ ہیں شائع کر دیا اور تمام امریکہ اور یورپ میں مشہور کر دیا اور پھر اس عام اشاعت کے بعد جس ہلاکت اور تباہی کی اُس کی نسبت پیشگوئی میں خبر دی گئی تھی وہ ایسی صفائی سے پوری ہوئی کہ جس سے بڑھ کر اکمل اور اتم طور پر ظہور میں آنا متصوّر نہیں ہوسکتا۔ اُس کی زندگی کے ہر ایک پہلو پر آفت پڑی۔ اُس کا خائن ہونا ثابت ہوا اور وہ شراب کو اپنی تعلیم میں حرام قرار دیتا تھا مگر اُس کا شراب خوار ہونا ثابت ہوگیا۔ اور وہ اُس اپنے آباد کردہ شہر صیحون سے بڑی حسرت کے ساتھ نکالا گیا جس کو اُس نے کئی لاکھ روپیہ خرچ کرکے آباد کیا تھا اور نیز سات کروڑ نقد روپیہ سے جو اُس کے قبضہ میں تھا اُس کو جواب دیا گیا اور اُس کی بیوی اور اس کا بیٹا اُس کے دشمن ہو گئے اور اُس کے باپ نے اشتہار دیا کہ وہ ولد الزنا ہے پس اس طرح پر وہ قوم میں ولد الزنا ثابت ہوا اور یہ دعویٰ کہ میں بیماروں کو معجزہ سے اچھا کرتا ہوں۔ یہ تمام لاف و گزاف اُس کی محض جھوٹی ثابت ہوئی اور ہر ایک ذلّت اُس کو نصیب ہوئی اور آخر کار اُس پر فالج گرا اور ایک تختہ کی طرح چند آدمی اُس کو اُٹھا کر لے جاتے رہے اور پھر بہت غموں کے باعث پاگل ہو گیا اور حواس بجا نہ رہے اور یہ دعویٰ اُس کا کہ میری ابھی بڑی عمر ہے اور میں روز بروز جوان ہوتا جاتا ہوں اور لوگ بڈھے ہوتے جاتے ہیں محض فریب ثابت ہوا۔ آخر کار مارچ ۱۹۰۷ء کے پہلے ہفتہ میں ہی بڑی حسرت اور درد اور دُکھ کے ساتھ مر گیا۔

اَب ظاہر ہے کہ اِس سے بڑھ کر اور کیا معجزہ ہوگا چونکہ میرا اصل کام کسرِ صلیب ہے سو اُس

کے مرنے سے ایک بڑا حصہ صلیب کا ٹوٹ گیا۔ کیونکہ وہ تمام دنیا سے اول درجہ پر حامیٔ صلیب تھا جو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا تھا اور کہتا تھا کہ میری دُعا سے تمام مسلمان ہلاک ہو جائیں گے اور اسلام نابود ہو جائے گا اور خانہ کعبہ ویران ہو جائے گا۔ سو خدا تعالیٰ نے میرے ہاتھ پر اُس کو ہلاک کیا۔ مَیں جانتا ہوں کہ اس کی موت سے پیشگوئی قتل خنزیر والی بڑی صفائی سے پوری ہوگئی۔ کیونکہ ایسے شخص سے زیادہ خطرناک کون ہوسکتا ہے کہ جس نے جھوٹے طور پر پیغمبری کا دعویٰ کیا اور خنزیر کی طرح جھوٹ کی نجاست کھائی اور جیسا کہ وہ خود لکھتا ہے اُس کے ساتھ ایک لاکھ کے قریب ایسے لوگ ہو گئے تھے جو بڑے مالدار تھے بلکہ سچ یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کا وجود اس کے مقابل پر کچھ بھی چیز نہ تھا۔ نہ اس کی طرح شہرت اُن کی تھی اور نہ اس کی طرح کروڑ ہا روپیہ کے وہ مالک تھے پس میں قسم کھا سکتا ہوں کہ یہ وہی خنزیر تھا جس کے قتل کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ مسیح موعود کے ہاتھ پر مارا جائے گا[۱] اگر مَیں اُس کو مباہلہ کے لئے نہ بُلاتا اور اگر میں اُس پر بددُعا نہ کرتا اور اُس کی ہلاکت کی پیشگوئی شائع نہ کرتا تو اِس کا مرنا اسلام کی حقیت کے لئے کوئی دلیل نہ ٹھیرتا لیکن چونکہ میں نے صدہا اخباروں میں پہلے سے شائع کرادیا[۲] تھا کہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگا میں مسیح موعود ہوں اور ڈوئی کذاب ہے اور بار بار لکھا کہ اس پر یہ دلیل ہے کہ وہ میری زندگی میں ذلت اور حسرت کے ساتھ ہلاک ہو جائے گا چنانچہ وہ میری زندگی میں ہی ہلاک ہوگیا۔ اس سے زیادہ کھلا کھلا معجزہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کو سچّا کرتا ہے اور کیا ہوگا؟ اب وہی اس سے انکار کرے گا جو سچائی کا دشمن ہوگا۔ **والسلام علٰی من اتبع الھُدٰی۔**

المشتھر میرزا غلام احمد مسیحِ موعود از مقام قادیان

ضلع گورداسپور پنجاب۔ ۱۷اپریل ۱۹۰۷ء

---

[۱] آج نہ صرف میری پیشگوئی بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کمال صفائی سے پوری ہوگئی۔ منہ۔

[۲] حاشیہ۔ امریکہ کے ایک اخبار نے خوب یہ لطیفہ لکھا ہے کہ ڈوئی مباہلہ کی درخواست کو تو قبول ضرور کرے گا مگر کسی قدر ترمیم کے بعد اور وہ یہ کہ ڈوئی کہے گا کہ میں اس طرح کا مباہلہ تو منظور نہیں کرتا کہ کاذب صادق کے سامنے ہلاک ہو جائے ہاں یہ منظور کرتا ہوں کہ گالیاں دینے میں مقابلہ کیا جائے۔ پھر جو شخص گالیاں دینے میں بڑھ کر نکلے گا اور اوّل درجہ پر رہے گا اُس کو سچا سمجھا جائے۔ منہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذكر المباهلة التي دعوتُ ڈوئي إليها

مع ذكر الدعاء عليه. و تفصيلُ ما صنع اللّه في هذاالباس .بعد ما أشعناه في الناس

اعلموا رحمكم اللّه أنّ من نموذج نصرته تعالى و من شهاداته على صدقي أية أظهرها اللّه تعالى لتائيدي بإهلاك رجل اسمه ڈوئي. و تفصيل هذه الأية الجليلة و المعجزة العظيمة أنّ رجلا مسمّى بڈوئي كان في أمريكه من النصارى المتموّلين و القسيسين المتكبّرين .و كان معه زهاء مأية ألف من المريدين و كانوا يُطيعونه كالعباد والاماء على منهج اليسوعيين.و كان كثير الشهرة في قومه و غيرقومه حتّٰى طبّق الأفاق ذكره.و سخّر فوجاً من النصارى سِحرهُ و كان يدّعي الرّسالة و النبوّة مع إقرار الوهيّة ابن مريم و يسبّ و يشتم رسولنا الأكرم و كان يدّعي مقامات فائقة و مراتب عالية و يحسب نفسه من كل نفس أشرف و أعظم.و كان يزيد يوما فيوما في المال والشهرة والتابعين.وكان يعيش كالملوک بعد ما كان كاالشحّاذين.فالناظر من المسلمين في ترقياته مع افترائه و تقوّله إن كان ضعيفا ضلّ وحار.و إن كان عَرِيْفًا لَمْ يأمن العثار.و ذلک أنه كان عدوّ الإسلام و كان يسبّ نبينا خير الأنام.ثم معذلک صعدفي الشهرة و التموّل إلى أعلى المقام.و كان يقول إني سأقتل كلمن كان من المسلمين.ولاأترک نفسا من الموحّدين المؤمنين.و كان من الذين يقولون مالا يفعلون.و علا في الأرض كفرعون و نسي المنون.و كان يجعل النهار لنهب أموال الناس و اللّيل للكأس و اجتمع إليه جهّال اليسوعيين و سفهاء المسيحيين.فمازالوا يتعاطون أقداح الضّلالة و يصدّقون من جهلهم دعوى الرّسالة.و كان هوعبدالدُّنيا لا كحُرّ.و كصدف بلا دُرّ.و معذلک

كان شيطان زمانه و قرين شيطانه ولكن الله مهّله إلى وقت دعوته للمباهلة و دعوت عليه في حضـــرة العـزّة و كنت أجد فيه ريح الشيطان و رئيت أنه صريع الطاغوت و عدوّ عبادالرحمان. نجّس الأرض و نجس أنفاس أهلها من أنواع خباثة الهذيان. و مارئيت كمثله عمّيتا ولا عفريتاً في هذاالزمان. كان مجنون التثليث و عدوّالتوحيد. ومصرّاً على الدين الخبيث. وكان ينظر مضراته كحسنة و معرّاته كأسباب راحة و اجتمع الجهال عليه من الأمراء وأهل الثروة. ونصروه بمال لايوجدإلّافي خزائن الملوك و أرباب السلطنة و كان يساق إليه قناطير الدولة حتى قيل إنّهٔ ملك و يعيش كالملوك بالشّان و الشوكة. ولمابلغت دولته منتهاها تبع نفسه الأمارة و ما زكّها وادّعى الرسالة والنبوة من إغواء الشيطان. وما تحامى عن الافتراء والكذب و البهتان. و ظنّ أنّه أمر لايسئل عنه و يزجى حياته في التنعّم و الرفاهة. ويزيدفي العظمة والنباهة بل سلك معه طريق الكبر والنخوة وما خاف عذاب حضرة العزة. ولاشك أن المفتري يؤخذفي مآل أمره ويمنع من الصعود و تفترسه غيرة اللّه كاّلأسود. و يرى يوم الهلاك والدمار الموعود. في كتاب اللـه العزيز الودود. انّ الذين يفترون على الله و يتقوّلون لايعيشون إلّا قليلاً لم يؤخذون و تتبعهم لعنة اللّه في هذه و في الأخرة و يذوقون الهوان والخزى ولايكرمون. ألم يبلغك ما كان مآل المفترين في الأولين وإن اللّه لايخاف عقبى المتقوّلين و يهربهم حسامه فيجعلهم من الممزّقين.

و لمّا اقترب يوم هلاكه دعوته للمباهلة. و كتبت إليه أنّ دعواك باطلٌ و لست إلاّ كذّاباً مفتريا لجيفة الدنيا الدنية وِ ليس عيسى إلّا نبيًّا ولست إلاّمتقوّلا و من العامة والفِرق الضالة المضلّة فاخش الذي يرى كذبك و إني أدعوك إلى الإسلام و الدّين الحقّ والتوبة إلى اللـه ذي الجبروت والعزّة. فإن تولّيت و أعرضتَ عن هذه الدعوة فتعال نباهل و نجعل لعنة الله على الّذي ترك الحق و ادّعى الرسالة و النبوة على طريق

الفرية و أن الله يفتح بيني و بينك و يهلك الكاذب في زمن حيات الصادق ليعلم الناس من صدق و من كذب و لينقطع النزاع بعد هذه الفيصلة .وو اللّه إنّي أنا المسيح الموعود الذي وُعد مجيئه في اخر الزمن و أيام شيوع الضلالة.و إنّ عيسى قد مات وإنّ مذهب التثليث باطل وإنّك تفتري على اللّه في دعوى النبوة والنبوة قد انقطعت بعد نبيّنا صلى اللّه عليه و سلّم ولا كتاب بعد الفرقان الذي هو خير الصحف السابقة ولا شريعة بعد الشريعة المحمدية بيد أني سُمّيتُ نبيّا على لسان خير البريّة و ذلك أمر ظلّي من بركات المتابعة و ما أرى في نفسي خيراً ووجدت كلّما وجدت من هذه النفس المقدّسة وماعنى اللّه من نبوتي إلّا كثرة المكالمة و المخاطبة ولعنة اللّه على من أراد فوق ذلك أو حسب نفسه شيئًاأو أخرج عنقه من الربقةِ النبويّة و إنّ رسولنا خاتم النبيين و عليه انقطعت سلسلة المرسلين فليس حقّ أحدٍأن يدّعي النبوّة بعد رسولنا المصطفى على الطريقة المستقلة. وما بقي بعده إلا كثرة المكالمة. و هوبشرط الاتباع لابغير متابعة خير البرية.ووالله ما حصل لي هذاالمقام إلامن أنوار اتباع الأشعّة المصطفوية.و سُمّيتُ نبيًا من اللّه على طريق المجاز لاعلى وجه الحقيقة فلا تهيج ههُنا غيرة اللّه ولاغيرة رسوله فإني أرَبّى تحت جناح النّبيّ و قدمي هذه تحت الأقدام النبويّة ثم ما قلت من نفسي شيئًا بل اتبعت ما أُوحي إليّ من ربّي وما أخاف بعد ذلك تهديد الخليقة. و كل أحدٍ يسئل عن عمله يوم القيامة ولا يخفى على اللّه خافيه.

وقلتُ لذلك المفتري إنكنتَ لاتباهل بعد هذه الدّعْوَة ومعذلك لاتتوب مما تفتري على اللّه بإدّعاء النبوّة. فلا تحسب أنّك تنجو بهذه الحيلة.بل اللّه يهلكك بعذاب شديدٍ مع الذّلّة الشديدة و يخزيك و يذيقك جزاء الفرية.و كان يراقب موتي و أراقب موته و كنتُ أتوكّل على اللّه ناصرالحق و حامي هذه الملّة.

ثم أشعتُ ما كتبتُ إليه في ممالك أمريكة إشاعةً تامةً كاملةً حتى أشيع

ما كتبت إليه في أكثر جرائد أمريكة و أظنّ أنّ ألوفا من الجرائد أشاعت هذا التبليغ وبلغت الإشاعة إلى عدة ما أستطيع أن أُحصيها و ليس في القرطاس سعة أن أُمليها. وأمّا ما أُرسِل إليّ من جرائد أمريكة التي فيها ذكر دعوتي و ذكر المباهلة و ذكر دعائي على ڈوئي لطلب الفيصلة فرئيت أن أكتب في الحاشية أسماء بعضها ليعلم الناس أنّ هذا الأمر ما كان مكتومًا مخفيًّا بل أشيع في مشارق الأرض و مغاربها و في أقطار الدنيا و أعطافها كلها شرقًا و غربًا و شمالًا و جنوبًا و كان سبب هذه الإشاعة. أن ڈوئي كان كالملوک العظام في الشهرة و ما كان رجل في أمريكة ولا في يورب من الأكابر والأصاغر إلّا كان يعرفه بالمعرفة التامة. وكانت له عظمة و نباهة كالسلاطين في أعين أهل تلک البلاد و مع ذلک كان كثير السياحة يصطاد الناس بوعظه كالصياد. فلذلک ما أبىٰ أحد من أهل الجرايد أن يطبع ما أرسل إليه في أمره من مسئلة المباهلة بل ساقهم حرص روية مآل المصارعة إلى الطبع والإشاعة. والجرائد التي طُبعتْ فيها مسئلة مباهلتي و دعائي على ڈوئي هي كثيرة من جرائد أمريكة ولكننا نذكر على طريق النموذج شيئًا منها في حاشيتنا هذه. منه

نمبر	اسم الجريدة و تاريخه	ترجمة خلاصة مضمونها
١	شكاگو انٹر پریٹر ٨جون ٢ ٠ ٩ ١ ع	إنّ الميرزا غلام أحمد رجل من الفنجاب و هويدعو ڈوئي للمباهلة. أ يظن أنه يخرج في هذا الميدان. وأن الميرزا يكتب أنّ ڈوئي مفتري كذّاب في دعوى النبوّة. وإني أدعو اللّٰه أن يهلكه و يستاصله كل الاستيصال و يقول إنّي على الحق وأن ڈوئي على الباطل فاللّٰه يحكم بيننا بأنه يهلک الكاذب و يستاصله في حين حيوٰة الصادق و أن الميرزا غلام احمد يقول إنّي أنا المسيح الموعود و أنّ الحق في الإسلام
٢	ٹیلیگراف ٥جولائي ٢ ٠ ٩ ١ ع	مطابق بماسبق بأدنى تغير الألفاظ

و خلاصة الكلام أنّ ڈوئي كان شرّ الناس و ملعون القلب و مثيل الخنّاس و كان عدوّ الإسلام بل أخبث الأعداء و كان يريد أن يُجيح الإسلام حتى لا يبقى اسمه تحت السماء و قد دعا مراراً في جريدته الملعونة على أهل الإسلام والملّة الحنيفية و قال الّلهم أهلك المسلمين كلهم ولا تبق منهم فردًا في إقليم من الأقاليم و أرني زوالهم واستيصالهم و أشع في الأرض كلّها مذهب التثليث و عقيدة الأقانيم و قال أَرْجُوْ أن أرى موت المسلمين كلهم و قلع دين الإسلام و هذا أعظم مراداتي في حياتي و ليس لي مراد فوق هذاالمرام. و كل هذه الكلمات موجودة في جرالده التي موجودة عندنا في اللسان

نمبر	اسم الجريدة وتاريخه	ترجمة خلاصة المضمون
٣	اگونات سان فرانسكو يكم دسمبر ۱۹۰۲ء	مطابق بما سبق بأدنى تغير الألفاظ و مع ذلك قال إن هذاالطريق طريق معقول و مبني على الانصاف ولا شكّ أن الرجل الذي يستجاب دعاءه فهو على الحق من غير شبهة
۴	لٹریری ڈایجسٹ نیویارک ۲۰ جون ۱۹۰۳ء	ذكر مفصلاً كلما دعوت ڈوئي للمباهلة و طبع عكس صورتي و صورته والباقي مطابق بما سبق
۵	نیویارک میل اینڈ ایکسپریس ۲۸جون ۱۹۰۳ء	عنوان ذكره مباهلة المدعيين و ذكر دعائي على ڈوئي ثم ذكر أن الأمر الفيصل هلاك الكاذب في حين حيٰوة الصادق والباقي مطابق بما سبق
٦	هير لڈروچسٹر ۲۵جون ۱۹۰۳ء	ذكر أن ڈوئي دعى للمباهلة ثم ذكر تفصيلا ما سبق من البيان.
۷	ريكارڈبوسٹن ۲۷جون ۱۹۰۳ء	مطابق لما سبق
۸	اڈور ٹائزر ۲۵جون ۱۹۰۳ء	// // //
۹	پايلاٹ بوسٹن ۲۷جون ۱۹۰۳ء	ذكرني و ذكر ڈوئي ثم ذكر دعاء المباهلة
۱۰	پاتھ فائینڈ واشنگٹن ۲۷جون ۱۹۰۳ء	ذكر كمثل ما سبق
۱۱	انٹراوشن شكاگو ۲۷جون ۱۹۰۳ء	ذكر كمثل ما سبق

الإنكليزية و يعلمها من قرأها من غير الشك و الشبهة فكفاك أيّها الناظر لتخمين خبث هذا المفتري هذه الكلمات و لذلک سمّاه النبيّ صلی اللّه عليه خنزيراً بما ساء ت هذا الخبيث الطيباتُ. و سرّته نجاسة الشرک والمفتريات و قد عرف الناظرون في كلامه توهين الإسلام فوق كل توهين و شهد الشاهدون علی ملعونيته فوق كل لعين حتی إنه صار مثلًا بين الناس في الشتم والسبّ و ما كان منتهيًا من المنع والذبّ و إذا باهلتهُ و دعوته للمباهلة ليظهر بموت الكاذب صدق الصادق من حضرة العزة

نمبر	اسم الجريدة و تاريخه	ترجمة خلاصة المضمون
١٢	ڈیموکریٹ کرانیکل روچسٹر ٢٥جون ١٩٠٣ء	عنوان ذكره للمباهلة و الباقي مطابق لما سبق
١٣	شكاگو	// // // // // //
١٤	برلنگٹن فري پريس ٢٧جون ١٩٠٣ء	عنون ذكره للمباهلة و الباقي مطابق لما سبق
١٥	ووسٹر سپاني ٢٨جون ١٩٠٣ء	// // // // // // //
١٦	شكاگو انٹرا وشن ٢٧جون ١٩٠٣ء	ذكر دعاء المباهلة
١٧	البني پريس ٢٥جون ١٩٠٣ء	// // //
١٨	جيكسنول ٹائمز ٢٨جون ١٩٠٣ء	ذكر دعاء المباهلة
١٩	بالٹي مور امريكن ٢٥جون ١٩٠٣ء	// // //
٢٠	بفلو ٹايمز ٢٥جون ١٩٠٣ء	// // //
٢١	نيويارک ميل ٢٥جون ١٩٠٣ء	// // //
٢٢	بوسٹن ريكارڈ ٢٧جون ١٩٠٣ء	ذكر دعاء المباهلة
٢٣	ڈيزرٹ انگلش نيوز ٢٧جون ١٩٠٣ء	// // //
٢٤	هيلينا ريكارڈ. يكم جولاني ١٩٠٣ء	// // //
٢٥	گروم شاير گزٹ ١٧ جولاني ١٩٠٣ء	// // //

فقال قائل من أهل أمريكة و طبع كلامه في جريدته و تكلم بلطيفة رائقة و نكتة مضحكة في أمر ڈوئي و سيرته فكتب أن ڈوئي لن يقبل مسئلة المباهلة إلّا بعد تغيير شرائط هذه المصارعة فيقول لا أقبل المباهلة ولكن ناضلوني في التشاتم والتساب فمن فاق حريفه في كثرة السبّ و شدة الشتم فهو صادق و حريفه كاذب من غير الارتياب و هذا قول صاحب جريدة كان تقصّى اخلاقه و جرّب ما يخرج من لسانه وذاقه. و كذلك قال كثير من أهل الجرائد والهم من أعزّة أهل أمريكة من العمائد لم مع ذلك إنّي جربت أخلاقه عند مسئلة المباهلة. فإذابلغه مكتوبي غضب غضبًا شديداً و اشتعل من النخوة وأرى أنياب ذياب الأجمة وقال ما أرى هذاالرجل إلا كبعوضة بل دونها وما دعتني البعوضة بل دعت منونها و أشاع هذاالقول في جريدته و كفاك هذاالرؤية كبره و نخوته. فهذاالكبر هو الّذي حثّني على الدعاء والابتهال متوكّلا على اللّه ذي العزّة والجلال.

و كان هذا الرجل صاحب الدولة العظيمة قبل أن أدعوه إلى المباهلةو كنت دعوت عليه ليُهلكه اللّه بالذلّة و المتربة و الحسرة و إنه كان قبل دعائي ذاالسطوة

نمبر	اسم الجريدة و تاريخه	ترجمة خلاصة المضمون
٢٦	بونيٹن كرانيكل ١٧ جولائي ١٩٠٣ء	ذكر دعاء المباهلة
٢٧	هٹو سٹن كرانيكل ٣ جولائي ١٩٠٣ء	// // //
٢٨	سونا نيوز ٢٩ جون ١٩٠٣ء	// // //
٢٩	رچمنڈنيوز .يكم جولائي١٩٠٣ء	// // //
٣٠	گلاسگو هير لڈ٢٧ اكتوبر ١٩٠٣ء	// // //
٣١	نيويارک كمرشل ايڈور ٹايزر ٢٦ اكتوبر ١٩٠٣ء	// // //
٣٢	دى مارننگ ٹيليگراف ٢٨ اكتوبر ١٩٠٣ء	ذكر دعاء المباهلة و ذكر ڈوئي منه

السلطانية والقوة والشوكة و الشهرة الجليلة التي أحاطت الأرض كالدائرة و كان صاحب الدُور المنجدة والقصور المُشيّدة و ما رأى داهية في مُدّة عمره و راى كل يوم زيادة زمره و كان له حاصلاً ما أمكن في الدنيا من الآلاء و النعماء و كان لا يعلم ما يوم البأساء وما ساعة الضرّاءِ و كان يلبس الديباج و يركب الِهمْلاجَ و كان يظنّ أنه يرزق عمراً طويلًا غافلاً من سهم المنايا و كان يزجّي النهار كالمسجودين والمعبودين و المعظّمين و يفترش الحشايا بالعشايا و إذا أنزل اللّه قدره ليُصدّق ما قلتُ في مآل حياته فانقلبت أيام عيشه و مسراته و أراه اللّه دائرة السوء لُدغ كلّ لَدْغ من حيٰواته أعني أفاعي أعماله و سيأته فعاد الِهملاجُ قَطُوفًا و انقلب الديباج صوفًا و هلمّ جرا إلى أنه أُخرج من بلدته التي بناها بصرف الخزائن و حُرّم عليه كلما شَيّدمن المقاصر ببذل الدفاين. بل ما كفى اللّه على هذا و أنزل عليه جميع قضاء ه و قدره و حطّ سائر وجوه شانه و قدره و انتقل إلى رجل آخر كُلّما كان في قبضتهٖ و جمعت غياهب البُؤْسِ رياحُ نخوته حتّى يئس من ثروته الأولى و ارتضع من الدهر لدي عقيمٍ و ركب من الفقر ظهر بهيم ثم أخذه بعض الورثاء كالغرماء و راى خزيًا كثيرًا من الزوجة والأحباب و الأبناء حتى أن أباه أشاع في بعض جرائد أمريكة أنه زنيم ولد الزنا و ليس من نُطفته و كذلك التسفته رياح الإدبار والانقلاب و كمّل له الدهر جميع أنواع الذلة فصار كرميم في التراب أوكسليم غرض التباب و صار كنكرة لا يعرف بعد ما كان بكل وجاهة يوصف وانتشر كل من كان معه من الأتباع و ما بقي شيء في يده من النقد والعقار والضياع و برز كالبائيس الفقير والذليل الحقير. غيضت حياضه و جفّت رياضه و خلَتْ جفانه و نحس مكانه و طُفيء مصباحه و رفعت صياحه و نُزع عنه البساتين و عيونها والخيل و متونها. وضاق عليه سهل الأرض و حزونها و عادته الأودية و بطونها و سُلِبت منه الخزائن التي ملك مفاتحها و راى حروب العدا و مضائقها ثم بعد كل خزي و ذلّة فُلج

من الراس إلى القدم ليرحله الفالج من الحيات الخبيث إلى العدم. و كان ينقل من مكان إلى مكان فوق ركاب الناس. و كان إذا أراد التبرز يحتاج إلى الحقنة من أيدي الأناس. ثم لحق به الجنون فغلب عليه الهذيان في الكلمات والاضطراب في الحركات و السكنات و كان ذلك اخر المخزيات. ثم أدركهُ الموت بأنواع الحسرات و كان موته في تاسع من مارچ ١٩٠٧ء وما كانت له نوادب ولا من يبكي عليه بذكر الحسنات. *

و أوحى إليّ ربّي قبل أن أسمع خبر موته و قال إنّي نَعَيْتُ أن اللّه مع الصادقين ففهمت أنه أخبرني بموت عدوّي و عدوّ ديني من المباهلين فكنتُ بعد هذاالوحي الصريح من المنتظرين و قد طُبع قبل وقوعه في جريدة بدر والحكم ليزيد عند ظهوره إيمان المؤمنين. فإذا جاء وعد ربنا مات ڈُوئي فجئةً و زهق الباطل و علا الحق فالحمد لله رب العالمين والله لو أُوتيتُ جَبلاً من الذهب أو الدُّررِ والياقوت ما سرّني قطّ كمثل ما سرّني خبر موت هٰذاالمفسد الكذّاب فهل من مُنصف ينظر إلى هذا الفتح العظيم من اللّه الوهّاب هذا ما نزل على العدوّ اللئيم من العذاب الأليم و أما أنا فحقّق اللّه كل مقصدي بعد المباهلة وأرى ايات كثيرة لإتمام الحُجّة و جذب إليّ فوجًا عظيماً من النفوس البررة. و ساق إلي القناطير المقنطرة من الذهب والفضّة ورزقني فتحاً عظيمًا على كل من باهلني من المبتدعين والكفرة و أنزل لي اياتٍ☆ منيرة لا أستطيع أن احصيها ولا أقدر أن أمليها فاسئلوا أهل أمريكة ما صنع الله بڈُوئي بعددعائي و تعالوا أُريكم ايات ربي و مولائي و اخر دعوانا أن الحمد للّه رب العالمين.

المشتهر

الميرزا غلام أحمدّ المسيح الموعود من مقام

قاديان ضلع گورداسپور پنجاب

١٥ اپريل ١٩٠٧ء

الحاشية المتعلقة بصفحة ۷۵السطر العاشر

☆إن اللّه أخبرني بموت ڈوئي مراراً و هي بشارات كثيرة و كلّها طبع قبل موته و قبل نزول الآفات عليه في جريدة مسمّى ببدر و جريدةٍ أُخرى مسمى بالحكم فليرجع الناظر إليها فمنها ما أوحي إليّ في ۲۵ دسمبر ۱۹۰۲ءحكايةً عني و هوهذا.إني صادق صادق و سيشهد الله لي و منها ما أوحي إلي في ۲ فروري ۱۹۰۳ء و هو هذا.سنعليك سأكرمك إكراماً عجباً سمع الدعاء.إني مع الأفواج آتيک بغتة دعاء ک مستجاب. و أوحي في ۲۶ نوفمبر ۱۹۰۳ءلک الفتح ولک الغلبة و أوحی في ۱۷ دسمبر ۱۹۰۳ء ترى نصراً من عند اللّه إن اللّه مع الذين اتقوا والّذين هم محسنون. و أوحي إليّ في ۱۲ جون ۱۹۰۴ء كتب اللّه لأغلبنّ أنا و رسلي. كمثلک دُرّ لا يضاع .لا يأتي عليک يوم الخسرانِ و أوحی إلي في ۱۷ دسمبر ۱۹۰۵ء قال ربّک إنه نازل من السماء ما يرضيک رحمةً منّا و كان أمراً مقضيًا و أوحي إليّ في ۲۰ مارچ ۱۹۰۶ء المراد حاصِلٌ و أوحی إليّ في ۹ ابريل ۱۹۰۶ء نصر من اللّه و فتح مبين و لا يرد بأسه عن قوم يعرضون .و أوحی إلي في ۱۲ ابريل ۱۹۰۶ء أراد اللّه أن يبعثک مقامًا محموداً يعني مقام عزّة و فتح تحمدفيه.و أوحي في الهندية (ترجمة)أرى ما ينسخ طاقته الدير يعنيأُری آية تكسرقوة دير اليسوعيين

و أوحی في الهندية في ۷ جون ۱۹۰۶ء (ترجمة)تظهر الأيتان.إني أريک مايرضيک و أوحي في ۲ جنوري ۱۹۰۶ء و قالوا لست مرسلًا قل كفى باللّه شهيدا بيني و بينكم و من عنده علم الكتاب و أوحی في ۱۰ جولائي ۱۹۰۶ء ترجمةالهندي انظر إنّي أمطرلک من السماء و أنبت من الأرض و أما أعداء ک فيؤخذون.و أوحي في ۲۳ اگست ۱۹۰۶ ترجمة الهندي ستظهر آيته في أيام قريبة ليقضي اللّه بيننا.و أوحی في ۲۷ ستمبر ۱۹۰۶ (ترجمة الهندي)السّلام عليک أيّها المظفر سمع دعاء ک

بلجت اياتي و بشر الذين امنوا بأن لهم الفتح و أوحي في ۲۰اكتوبر ۱۹۰۶ ترجمة الهندي. الله عدوّ الكاذب و إنّه يوصله إلى جهنم أُغرقت سفينة الأذل. إن بطش ربک لشديد و أوحى في ا فروري ۱۹۰۷ء ترجمة الهندي الأية المنيرة و فتحنا. و أوحى في ۷فروري ۱۹۰۷ء العيد الأخر تنال منه فتحا عظيما. دعني أقتل من ذاک انّ العذاب مربع و مدوّرٌ. وان يروا أية يعرضوا و يقولوا سحر مستمر. و أوحى في سابع مارچ ۱۹۰۷ء يأتون بنعشه ملفوفًا نعيت. من سابع مارچ إلى اخره يعني يُشاع موت ذلک الرجل إلى هذاالوقت. إنّ الله مع الصادقين.

(۲۸۵)

مولوی ثناء اللہ صاحب (امرتسری) کے ساتھ آخری فیصلہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

یَسۡتَنۡۢبِـُٔوۡنَکَ اَحَقٌّ ھُوَ ؕ قُلۡ اِیۡ وَرَبِّیۡۤ اِنَّہٗ لَحَقٌّ [1]

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دُنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ مَیں نے آپ سے بہت دُکھ اُٹھایا اور صبر کرتا رہا، مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ مَیں حق کے پھیلانے کے لیے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کرکے دُنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔ کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو مَیں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا کیونکہ مَیں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ اور اگر مَیں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو مَیں خدا کے فضل سے اُمید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیشگوئی نہیں محض دُعا کے طور پر مَیں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور مَیں خدا سے دُعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور مَیں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک مَیں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت

---

[1] یونس:۵۴

سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دُعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے۔ بجز اس صورت کے کہ وہ کُھلے کُھلے طور پر میرے رُوبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دُکھ دیتا ہے۔ آمین یا ربّ العالمین۔ میں ان کے ہاتھ سے بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے گذر گئی۔ وہ مجھے اُن چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لیے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بدزبانیوں میں آیت لَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ[1] پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دُنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دُور دُور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مُفسد اور ٹھگ اور دوکاندار اور کذّاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بدآدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بداثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ انہیں تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تُو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لیے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذّاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دُنیا سے اُٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔ رَبَّنَا افْتَحْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَیْرُ الْفَاتِحِیْنَ[2]۔ آمین۔

بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم

عبداللہ الصمد میرزا غلام احمد المسیح الموعود عافاہ اللہ وایّد

مرقوم تاریخ ۱۵؍ اپریل ۱۹۰۷ء مطابق یکم ربیع الاوّل ۱۳۲۵ھ روز دوشنبہ

---

[1] بنی اسراءیل: ۳۷ [2] الاعراف: ۹۰

(۲۸۶)

ناظرین کی توجہ کے لائق اور مخالفوں سے ایک استفسار

دُنیا کے ملوک اور سلاطین میں یہ رسم ہے کہ جب ان کا کوئی غضب کسی شہر پر نازل ہوتا ہے اور اس شہر کے باشندوں کے قتل کیلئے عام حکم دیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں اگر کسی شخص کو اس سلطنت سے خاص تعلقات ہوتے ہیں تو اس شخص اور اس کے عیال اطفال کی نسبت فرمان شاہی صادر ہو جاتا ہے کہ اس شخص کے مال اور عزت اور جان پر کوئی شاہی سپاہی حملہ نہ کرے۔ ایسا ہی جناب حضرتِ عزت جلّ شانہٗ کی عادت میں داخل ہے کہ جس شخص کو اس کی جناب میں کوئی تعلق عبودیت ہے تو اس زمانہ میں جب قہر اور غضب الٰہی زمین پر نازل ہوتا ہے اور ایک عام قتل کا حکم نافذ ہوتا ہے۔ تب ملائک کو جناب حضرتِ عزت جلّ شانہٗ سے فہمائش کی جاتی ہے کہ اس گھر کے محافظ رہیں۔

پس یہی بھید ہے کہ جب عام طاعون دُنیا میں نازل کی گئی تو اسی ابتدائی زمانہ میں جب اس مُلک میں طاعون شروع ہوئی۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھے الہام ہوا کہ "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ" یعنی ہر ایک شخص جو اس گھر کی چار دیواری کے اندر ہے مَیں اسکو طاعون سے بچاؤنگا۔ چنانچہ قریباً گیارہ برس ہوئے جب یہ الہام ہوا تھا۔ اور اس مدت میں لاکھوں انسان اس دُنیا سے شکارِ طاعون ہو کر گذر گئے۔ لیکن ہمارے اس گھر میں اگر ایک کُتا بھی داخل ہوا تو وہ بھی طاعون سے محفوظ رہا۔ یہ کس قدر عظیم الشان معجزہ ہے لیکن ان کے لیے جو آنکھ بند نہیں کرتے۔ اب بھی اگر کسی کو یہ گمان ہے کہ یہ انسان کا افتراء ہے یا یہ خدا کا کلام نہیں۔ تو اسے چاہیئے کہ ایسا ہی افتراء وہ بھی شائع کرے یا قسم کھا کر یہ شائع کرے کہ یہ خدا کا کلام نہیں۔ پھر مَیں یقین رکھتا ہوں کہ خدائے قدیر ضرور اس کو اس بے باکی کا جواب دیگا۔ اگر تم مشرق سے مغرب تک اور شمال سے جنوب تک سیر کرو تو تمام دُنیا میں تمہیں کوئی ایسا ملہم نہیں ملے گا کہ خدا نے اسکو طاعون کی نسبت یہ تسلّی دی ہو کہ وہ اس کے گھر میں نہیں آئیگی۔ چاہیئے کہ ہمارے مخالف مسلمان اور آریہ اور عیسائی ضرور اس بات کا جواب دیں۔ والسّلام علٰی من اتبع الھدیٰ۔

میرزا غلام احمد عفی اللہ مسیح موعود

(الحکم نمبر ۱۵ جلد ۱۱۔ ۳۰؍ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۵۔ بدر نمبر ۱۸ جلد ۶ مورخہ ۲؍ مئی ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(٢٨٧)

جہاں جہاں یہ اشتہار پہنچے وہاں جماعت کے لوگوں کو چاہیئے کہ حسب ضرورت اور حسب مقدرت اس کی اور کاپیاں چھپوا کر تقسیم کریں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ　　نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

اپنی تمام جماعت کے لیے ضروری نصیحت

چونکہ مَیں دیکھتا ہوں کہ ان دنوں میں بعض جاہل اور شریر لوگ اکثر ہندوؤں میں سے اور کچھ مسلمانوں میں سے گورنمنٹ کے مقابل پر ایسی ایسی حرکتیں ظاہر کرتے ہیں جن سے بغاوت کی بُو آتی ہے بلکہ مجھے شک ہوتا ہے کہ کسی وقت باغیانہ رنگ ان کی طبائع میں پیدا ہو جائے گا۔ اس لیے مَیں اپنی جماعت کے لوگوں کو جو مختلف مقامات پنجاب اور ہندوستان میں موجود ہیں جو بفضلہ تعالیٰ کئی لاکھ تک ان کا شمار پہنچ گیا ہے۔ نہایت تاکید سے نصیحت کرتا ہوں کہ وہ میری اس تعلیم کو خوب یاد رکھیں۔ جو قریباً ۲۶ برس سے تقریری اور تحریری طور پر اُن کے ذہن نشین کرتا آیا ہوں یعنی یہ کہ اس گورنمنٹ انگریزی کی پوری اطاعت کریں۔ کیونکہ وہ ہماری محسن گورنمنٹ ہے ان کی ظلّ حمایت میں ہمارا فرقہ احمدیہ چند سال میں لاکھوں تک پہنچ گیا ہے اور اس گورنمنٹ کا احسان ہے کہ اس کے زیر سایہ ہم ظالموں کے پنجہ سے محفوظ ہیں۔ خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت ہے کہ اس نے گورنمنٹ کو اس بات کے لیے چن لیا تاکہ یہ فرقہ احمدیہ اس کے زیر سایہ ہو کر ظالموں کے خونخوار حملوں سے اپنے تئیں بچاوے اور ترقی کرے۔ کیا تم یہ خیال کر سکتے ہو کہ تم سلطانِ روم کی عملداری میں رہ کر یا مکّہ اور مدینہ ہی میں اپنا گھر بنا کر شریر لوگوں کے حملوں سے بچ سکتے ہو۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ ایک ہفتہ میں ہی تم تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کئے جاؤ گے تم سُن چکے ہو کہ کس طرح صاحبزادہ مولوی عبد اللطیف جو ریاست کابل کے ایک معزز اور بزرگوار اور نامور رئیس تھے جن کے مُرید پچاس ہزار کے قریب تھے وہ جب میری جماعت میں داخل ہوئے تو محض اسی قصور سے کہ میری تعلیم کے موافق جہاد کے مخالف ہو گئے تھے، امیر حبیب اللہ خاں نے نہایت بے رحمی سے ان کو سنگسار کرا دیا۔ پس کیا تمہیں کچھ توقع ہے کہ تمہیں اسلامی سلاطین کے ماتحت کوئی خوشحالی میسّر آئیگی بلکہ تم تمام اسلامی مخالف علماء کے فتووں کی رو سے واجب القتل ٹھہر چکے ہو۔ سو خدا تعالیٰ کا یہ فضل اور احسان ہے کہ اس

گورنمنٹ نے ایسا ہی تمہیں اپنے سایہ پناہ کے نیچے لے لیا جیسا کہ نجاشی بادشاہ نے جو کہ عیسائی تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو پناہ دی تھی۔ مَیں اس گورنمنٹ کی کوئی خوشامد نہیں کرتا جیسا کہ نادان لوگ خیال کرتے ہیں نہ اس سے کوئی صلہ چاہتا ہوں۔ بلکہ مَیں انصاف اور ایمان کے رو سے اپنا فرض دیکھتا ہوں کہ اس گورنمنٹ کی شکر گذاری کروں اور اپنی جماعت کو اطاعت کے لیے نصیحت کرتا رہوں۔ سو یاد رکھو اور خوب یاد رکھو کہ ایسا شخص میری جماعت میں داخل نہیں رہ سکتا جو اس گورنمنٹ کے مقابلہ پر کوئی باغیانہ خیال دل میں رکھے۔ اور میرے نزدیک یہ سخت بد ذاتی ہے کہ جس گورنمنٹ کے ذریعہ سے ہم ظالموں کے پنجے سے بچائے جاتے ہیں اور اس کے زیر سایہ ہماری جماعت ترقی کر رہی ہے اس کے احسان کے ہم شکر گذار نہ ہوں۔ اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ[1] یعنی احسان کا بدلہ احسان ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی ہے کہ جو انسان کا شکر نہیں کرتا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کرتا۔ یہ تو سوچو کہ اگر تم اس گورنمنٹ کے سایہ سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے۔ ایسی سلطنت کا بھلا نام تو لو جو تمہیں اپنی پناہ میں لے لیگی۔ ہر ایک اسلامی سلطنت تمہارے قتل کے لیے دانت پیس رہی ہے۔ کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مُرتد ٹھہر چکے ہو۔ سو تم اس خداداد نعمت کی قدر کرو اور تم یقیناً سمجھ لو کہ خدا تعالےٰ نے سلطنت انگریزی تمہاری بھلائی کے لیے ہی اس ملک میں قائم کی ہے اور اگر اس سلطنت پر کوئی آفت آئے تو وہ آفت تمہیں بھی نابود کر دے گی۔ یہ مسلمان لوگ جو اس فرقہ احمدیہ کے مخالف ہیں تم ان کے علماء کے فتوے سُن چکے ہو یعنی یہ کہ تم ان کے نزدیک واجب القتل ہو اور ان کی آنکھ میں ایک کُتا بھی رحم کے لائق ہے مگر تم نہیں ہو۔ تمام پنجاب اور ہندوستان کے فتوے بلکہ تمام ممالک اسلامیہ کے فتوے تمہاری نسبت یہ ہیں۔ کہ تم واجب القتل ہو اور تمہیں قتل کرنا اور تمہارا مال لوٹ لینا اور تمہاری بیویوں پر جبر کر کے اپنے نکاح میں لے آنا اور تمہاری میت کی توہین کرنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دینا نہ صرف جائز بلکہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ سو یہی انگریز ہیں جن کو لوگ کافر کہتے ہیں جو تمہیں ان خونخوار دشمنوں سے بچاتے ہیں اور ان کی تلوار کے خوف سے تم قتل کئے جانے سے بچے ہوئے ہو۔ ذرا کسی اور سلطنت کے زیر سایہ رہ کر دیکھ لو کہ تم سے کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ سو انگریزی سلطنت تمہارے لیے ایک رحمت ہے، تمہارے لیے ایک برکت ہے اور خدا کی طرف سے تمہاری سپر ہے۔ پس تم دل و جان سے اس سپر کی قدر کرو اور تمہارے مخالف جو مسلمان ہیں ہزار ہا درجہ اُن سے انگریز بہتر ہیں۔ کیونکہ وہ تمہیں واجب القتل نہیں سمجھتے۔ وہ تمہیں بے عزت کرنا نہیں چاہتے کچھ بہت دن نہیں گذرے کہ ایک پادری نے کپتان ڈگلس کی عدالت میں میرے پر اقدام قتل کا مقدمہ کیا تھا۔ اس دانشمند اور منصف مزاج ڈپٹی کمشنر نے معلوم کر لیا کہ وہ مقدمہ سراسر جھوٹا اور بناوٹی ہے اس لیے مجھے عزت کے ساتھ

---

[1] الرحمٰن : ۶۱

بری کیا بلکہ مجھے اجازت دی کہ اگر چاہو تو جھوٹا مقدمہ بنانے والوں پر سزا دلوانے کے لیے نالش کرو۔ سو اس نمونہ سے ظاہر ہے کہ انگریز کس انصاف اور عدل کے ساتھ ہم سے پیش آتے ہیں اور یاد رکھو۔ کہ (موجودہ) اسلام میں جو جہاد کا مسئلہ ہے میری نگاہ میں اس سے بدتر اسلام کو بدنام کرنے والا اور کوئی مسئلہ نہیں ہے جس دین کی تعلیم عمدہ ہے، جس دین کی سچائی ظاہر کرنے کے لیے خدا نے معجزات دکھلائے اور دکھلا رہا ہے۔ ایسے دین کو جہاد کی کیا ضرورت ہے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ظالم لوگ اسلام پر تلوار کے ساتھ حملہ کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ اسلام کو تلوار کے ذریعہ سے نابود کر دیں۔ سو جنہوں نے تلواریں اُٹھائیں وہ تلوار سے ہی ہلاک کئے گئے۔ سو وہ جنگ صرف دفاعی جنگ تھے۔ اب خواہ نخواہ ایسے اعتقاد پھیلانا کہ کوئی خونی مہدی آئے گا اور عیسائی بادشاہوں کو گرفتار کرے گا یہ محض بناوٹی مسائل ہیں جن سے ہمارے مخالف مسلمانوں کے دل سیاہ اور سخت ہو گئے ہیں اور جن کے ایسے عقیدے ہیں وہ خطرناک انسان ہیں۔ اور ایسے عقیدے کسی زمانہ میں جاہلوں کے لیے بغاوت کا ذریعہ ہو سکتے ہیں بلکہ ضرور ہوں گے۔ سو ہماری کوشش ہے کہ مسلمان ایسے عقیدوں سے رہائی پاویں۔ یاد رکھو کہ وہ دین خدا کی طرف سے نہیں ہو سکتا جس میں انسانی ہمدردی نہیں۔ خدا نے ہمیں یہ سکھایا ہے کہ زمین پر رحم کرو تا آسمان سے تم پر رحم کیا جائے۔

والسلام

خاکسار

مرزا غلام احمد مسیح موعود

عافاہ اللہ وایدہ

۷ رمئی ۱۹۰۰ء

مطبوعہ میگزین پریس قادیان

(یہ اشتہار ۲۶×۲۰/۸ کے دو صفحوں پر ہے)

(۲۸۸)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اعلان

بار دوم

(مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْکَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ)[1]

افسوس کہ اس ملک کے اکثر لوگ جو مولوی کہلاتے یا ملہم ہونے کا دم مارتے ہیں جب خدا تعالیٰ کا کلام انکو سنایا جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ وہ افترا ہے انہیں لوگوں پر اتمام حجت کرنے کے لیے میں نے کتاب حقیقۃ الوحی تالیف کی ہے کب تک یہ لوگ ایسا کرینگے آخر ہر ایک فیصلہ کے لیے ایک دن ہے اور ہر ایک قضاء و قدر کے نزول کیلئے ایک رات ہے اس وقت میں نمونہ کے طور پر خدا تعالیٰ کا ایک کلام ان لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ اور بالخصوص اس جگہ مخاطب میرے مولوی ابوالوفا ثناء اللہ[2] امرتسری اور مولوی عبدالجبار اور عبدالواحد اور عبدالحق غزنوی ثم امرتسری اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اسسٹنٹ سرجن تراوڑی ملازم ریاست پٹیالہ ہیں اور وہ کلام یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا ہے۔ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ وَ اُحَافِظُکَ خَاصَّۃً۔ ترجمہ اس کا بموجب تفہیم الٰہی یہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کو جو تیرے گھر کے اندر ہے طاعون سے بچاؤنگا اور خاصکر تجھے۔ چنانچہ گیارہ برس سے اس پیشگوئی کی تصدیق ہو رہی ہے۔ اور میں اس کلام کے منجانب اللہ ہونے پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ خدا تعالیٰ کی تمام کتب مقدسہ پر اور بالخصوص قرآن شریف پر۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے پس اگر کوئی شخص مذکورہ بالا اشخاص میں سے یا جو شخص ان کا ہمرنگ ہے یہ اعتقاد رکھتا ہو کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اُسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں وَلَعْنَتُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَحْیَ اللّٰہِ۔ جیسا کہ میں بھی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا کا کلام ہے وَلَعْنَتُ اللّٰہِ عَلٰی مَنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ۔ اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ خدا اس راہ سے کوئی فیصلہ کرے اور یاد رہے کہ میرے کسی کلام میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ ہر ایک شخص جو بیعت کرے وہ طاعون سے محفوظ رہے گا بلکہ یہ ذکر ہے کہ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا

---

[1] الانعام : ۲۲

[2] مولوی ثناء اللہ صاحب اس آخری مقابلہ کے لیے تیار نہ ہوتے اور بالکل خاموش رہے یہ ان پر آخری اتمام حجت ہے۔ ۱۲
(عبداللطیف بہاولپوری)

اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِکَ لَھُمُ الْاَمْنُ وَھُمْ مُّھْتَدُوْنَ[1] ۔ پس کامل پیروی کرنے والے اور ہر ایک ظلم سے بچنے والے جس کا علم محض خدا کو ہے بچائے جائینگے اور کمزور لوگ طاعون سے شہید ہو کر شہادت کا اجر پاوینگے اور طاعون ان کے لیے تمحیص اور تطہیر کا موجب ٹھیرے گی۔

اب میں دیکھوں گا کہ اس میری تحریر کے مقابل پر بغرض تکذیب کون قسم کھاتا ہے مگر یہ امر ضروری ہے کہ اگر ایسا مکذب اس کلام کو خدا کا کلام نہیں سمجھتا تو آپ بھی دعویٰ کرے کہ میں بھی طاعون سے محفوظ رہونگا۔ اور مجھے بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ الہام ہوا ہے تا دیکھے افترا کی کیا جزا ہے۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

الراقم خاکسار میرزا غلام احمد (اخبار بدر مورخہ ۶ جون ۱۹۰۷ء صہ ۴)

فیصلہ کی آسان[2] راہ

"ایک صاحب نے حضرت کی خدمت میں ذکر کیا کہ حضور کی اس تحریر پر جو اخبار میں چھپی ہے کہ اگر کوئی مکذب ہمارے شائع کردہ الہام الٰہی کو کہ اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ افترا سمجھتا ہے اور یقین کرتا ہے کہ محض ہم نے اپنے دل سے یہ بات بنائی ہے اور یہ خدا کا کلام نہیں جو ہم پر نازل ہوا ہے اور صرف اتفاقی طور پر ہمارے گھر کی حفاظت ہو رہی ہے تو چاہیئے کہ ہمارے مکذبوں میں سے بھی کوئی ایسا الہام شائع کرے تب اس کو جلد معلوم ہو جاویگا کہ افترا کا کیا نتیجہ ہے اس بات کو پڑھکر بعض مخالف یہ کہتے ہیں کہ ہم مفتری نہیں ہیں جو خدا تعالیٰ پر افترا کریں ہم کس طرح ایسا الہام شائع کر سکتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہی بات ہے جو ہم ان کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ پر افترا کرکے کوئی شخص بچ نہیں سکتا۔ اگر یہ کلام ہم پر خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل نہ ہوتا اور ہمارا افترا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کلمہ کے مطابق ہمارے گھر کی حفاظت کیوں کرتا جبکہ ایک کلام صریح الفاظ میں پورا ہو گیا ہے تو پھر اس کے ماننے میں کیا شک ہے۔ لیکن ہم نے مخالفین کے واسطے فیصلہ کی دوسری راہ بھی بیان کر دی کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ یہ انسان کا افترا ہے تو اسے لازم ہے کہ وہ قسم کھا کر ان الفاظ کے ساتھ بیان کرے کہ یہ انسان کا افترا ہے خدا کا کلام نہیں وَلَعْنَتُ اللّٰہِ عَلٰی مَنْ کَذَّبَ وَحْیَ اللّٰہِ۔ اگر کوئی شخص ایسی قسم کھاوے تو خدا تعالیٰ اس قسم کا نتیجہ ظاہر کر دیگا۔ چاہیئے کہ مولوی ثناء اللہ صاحب اور جعفر زٹلی لاہوری اور ڈاکٹر عبد الحکیم صاحب اور غزنوی صاحبان بہت جلد اس کی طرف توجہ کریں۔" (بدر ۱۱ جولائی ۱۹۰۷ء)

---

[1] الانعام : ۸۳

[2] مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس فیصلہ کی آسان راہ کو قبول نہ کیا۔ ۱۲ (عبد اللطیف بہاولپوری)

(۲۸۹)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علٰی رسولہ الکریم

تمام مریدوں کے لئے عام ہدایت

مجھے معلوم ہوا ہے کہ جناب وائیسرائے گورنر جنرل ہند اس تجویز کو طاعون کے علاج کے لئے پسند فرماتے ہیں کہ جب کسی گاؤں یا شہر کے کسی محلہ میں طاعون پیدا ہو تو یہ بہترین علاج ہے کہ اس گاؤں یا اس شہر کے اس محلہ کے لوگ جن کا محلہ طاعون سے آلودہ ہے فی الفور بلا توقف اپنے اپنے مقام کو چھوڑ دیں اور باہر جنگل میں کسی ایسی زمین میں جو اس تاثیر سے پاک ہے رہائش اختیار کریں سو میں دلی یقین سے جانتا ہوں کہ یہ تجویز نہایت عمدہ ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں ورنہ وہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔ عذاب کی جگہ سے بھاگنا انسان کی عقلمندی میں داخل ہے کتب تاریخ میں لکھا ہے کہ جب خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ فتوحات ملک شام کے بعد اُس ملک کو دیکھنے کے لئے گئے تو کسی قدر مسافرت طے کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس ملک میں سخت طاعون کا زور ہے تب حضرت عمرؓ نے یہ بات سنتے ہی واپس جانے کا قصد کیا اور آگے جانے کا ارادہ ملتوی کر دیا تب بعض لوگوں نے عرض کی کہ یا خلیفۃ اللہ کیوں آپ ارادہ کو ملتوی کرتے ہیں کیا آپ خدا کی تقدیر سے بھاگتے ہیں؟ تو اُنہوں نے فرمایا کہ ہاں میں ایک تقدیر سے بھاگ کر دوسری تقدیر کی طرف جاتا ہوں سو انسان کو نہیں چاہئے کہ دانستہ ہلاکت کی راہ اختیار کرے۔

خوب یاد رکھو کہ جو کچھ یہ گورنمنٹ عالیہ کر رہی ہے اپنی رعایا کی بہبودی کے لئے کر رہی ہے اور رعایا کی جان کی حفاظت کے لئے اب تک کئی لاکھ روپیہ ضائع ہو چکا ہے۔ اس شخص جیسا کوئی نادان نہیں کہ

جو گورنمنٹ کے ان کاموں کو بدظنی سے دیکھتا ہے۔سوائے میری جماعت! تم اطاعت کرنے میں سب سے پہلے اپنا نمونہ دکھلاؤ اسی میں تمہاری بہتری ہے تم اب خدا کے فضل سے چار لاکھ کے قریب ہو اور تمہارا نمونہ بہتوں کی جان کو بچائے گا۔ میں تمہیں حکم کرتا ہوں کہ اگر تمہارے کسی شہر میں خدانخواستہ یہ وبا ظاہر ہو جائے تو سب سے پہلے تم اس زمین کو چھوڑ دو جو طاعون سے آلودہ ہے ہاں میں اسی قدر پر کفایت نہیں کروں گا کہ تم اُس زمین کو چھوڑ دو بلکہ اے خدا کے بندو! میں اس بات سے بھی تمہیں اطلاع دیتا ہوں کہ یہ طاعون خود بخود اس ملک میں نہیں آئی بلکہ اُس خدا کے ارادہ اور حکم سے آئی ہے جس کے حکم کے ماتحت ذرّہ ذرّہ زمین اور آسمان کا ہے اور مجھے معلوم کرایا گیا ہے کہ کثرت گناہوں کی وجہ سے وہ تمہارا خدا اہل زمین پر ناراض ہے سو تم توبہ اور استغفار کو لازم حال رکھو اور جیسا کہ تم اس زمین کو چھوڑو گے جو طاعون سے آلودہ ہے ایسا ہی تم اُن خیالات کو بھی چھوڑ دو جو گناہوں سے آلودہ ہیں۔اے میری جماعت میں ہمیشہ تم میں نہیں رہوں گا یہ میرے کلمات یاد رکھو کہ کوئی حادثہ زمین پر ظاہر نہیں ہوتا جب تک آسمان پر پہلے قرار نہ پالے۔سو وہ خدا جو آسمان اور زمین کا خدا ہے اس سے ڈرو اور ایک سچی تبدیلی پیدا کرلو تا تم عذاب سے بچائے جاؤ اور یاد رکھو کہ یہ طریق شوخی اور شرارت کا طریق ہے کہ جس گورنمنٹ کے ماتحت تم امن سے زندگی بسر کر رہے ہو اور اس کی عنایات کو آزما چکے ہو تم اس پر بدگمانی کرو یا اس کے حکم کے مطابق نہ چلو اور تمہاری یہ بدقسمتی ہوگی کہ اس کے ان احکام سے جو سراسر تمہاری بھلائی کے لئے ہیں مُنہ پھیر لو۔ میں وہی بات کرتا ہوں جو تمہاری بھلائی کے لئے ہے مجھے ضرورت نہیں کہ میں گورنمنٹ کی خوشامد کروں کیونکہ ایک ہی آقا ہے جس کا میں نے دامن پکڑا ہے وہی جو زمین و آسمان کا بادشاہ ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ اُس وقت تک کہ میں مروں کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوں گا مگر اس بات کو کیونکر چھپایا جائے کہ درحقیقت یہ گورنمنٹ ہمارے لئے ایک محسن گورنمنٹ ہے اور بجز اس کے کہ ہم اس گورنمنٹ کے سایہ میں امن سے زندگی بسر کریں۔ ہمارے لئے ایک بالشت بھی ایسی زمین نہیں جو ہمیں پناہ دے سکے سو جس خدا نے ہمارے آرام اور امن کے لئے اس گورنمنٹ کو منتخب کیا ہے اس کے ہم ناشکر گذار ہوں گے اگر اس گورنمنٹ کا شکر نہ کریں۔اور اگر میں

اس رائے میں غلطی کرتا ہوں تو مجھے بتاؤ کہ اگر ہم اس گورنمنٹ کے ملک سے علیحدہ ہو جائیں تو ہمارا ٹھکانا کہاں ہے۔ تم سُن چکے ہو کہ ہمارے مخالف مولوی جن کے ہم زبان اس ملک میں اور دوسرے ملکوں میں کروڑہا انسان ہیں صدہا رسالوں اور اشتہاروں اور اخباروں میں ہماری نسبت کفر کے فتوے شائع کر چکے ہیں اور نیز واجب القتل ہونے کی نسبت فتویٰ دے چکے ہیں بلکہ گذشتہ دنوں میں مولوی ابو سعید محمدؐ حسین بٹالوی جو موحدین کا ایڈووکیٹ کہلاتا ہے اور ایک اور صاحب سید محمد نام بھی فتویٰ ہمارے واجب القتل ہونے کے اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ میں شائع کر چکے ہیں۔ اب بتلاؤ کہ اس گورنمنٹ کے سوا تمہارا گذارہ کہاں ہے اور کون سی اسلامی سلطنت تمہیں پناہ دے سکتی ہے۔ سو تم ہوشیار ہو جاؤ اور سچے دل سے اس گورنمنٹ کی اطاعت کرو اور کسی صلہ کی بھی خواہش نہ کرو کیونکہ یہ صلہ تھوڑا نہیں ہے کہ تمہاری عزت اور جان کا محافظ خدا تعالیٰ نے اسی گورنمنٹ کو ٹھیرایا ہے۔

یہاں اپنی جماعت کی اطلاع کے لئے اس قدر اور بڑھا دینا بھی ضروری ہے کہ گورنمنٹ نے بڑی مہربانی سے یہ ارادہ کیا ہے کہ جو لوگ ان تجاویز پر عمل کریں ان کو ہر طرح سے مدد دے اور ان کی سہولت کے لئے انتظام کرے۔ اس لئے ہم یہ بھی امید کرتے ہیں کہ ایسے اضلاع میں جیسے مثلاً سرحدی اضلاع ہیں جہاں باہر میدانوں میں نکلنے میں جانوں کا خطرہ ہے اور خصوصاً احمدیوں کو جن پر مولوی لوگ قتل کے فتوے دے چکے ہیں گورنمنٹ اس انتظام کے علاوہ جو دوسری جگہ اس نے مالوں کی محافظت کے لئے کرنے کا ارادہ کیا ہے ایسے مقامات پر لوگوں کی جانوں کی حفاظت کا بھی انتظام کرے گی۔ پس جو لوگ باہر نکلیں انہیں چاہئے کہ گورنمنٹ میں ایسی درخواست کریں کہ گورنمنٹ ان کی جانوں اور مالوں کی محافظت کا کافی انتظام کرے۔

والدّعا خاکسار میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ

(۲۹۰)

ہماری جماعت کو لازم ہے کہ اس پیشگوئی کو خوب شائع کریں اور اپنی طرف سے چھاپ
کر مشتہر کریں اور یادداشت کے لیے اشتہار کے طور پر اپنے گھر کی نظرگاہ میں چسپاں کریں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

تبصرہ

مجھے اس تحریر کے لیے اس بات نے مجبور کیا ہے کہ مَیں مامور ہوں کہ امر معروف اور نہی منکر کروں اور سُننے والوں کو اُن اُمور پر قائم کروں جن سے اُن کا ایمان قوی ہو اور معرفت زیادہ ہو اور صراط مستقیم پر قائم ہو جاویں۔ واضح ہو کہ مَیں نے اس ہفتہ کے اخبار عام میں اس کے پہلے کالم میں ہی پڑھا ہے کہ بعض کوتاہ اندیش لوگوں نے میرے فرزند مبارک احمد کی وفات پر بڑی خوشی ظاہر کی ہے۔ بلکہ دوسرے بعض اخباروں میں بھی بڑے زور سے اس واقعہ کو ظاہر کر کے یہ رنگ اس پر چڑھایا ہے کہ گویا ان میں سے کسی کا مباہلہ میں فتحیاب ہونا اس سے ثابت ہوتا ہے۔ ہم اس جگہ زیادہ لکھنا نہیں چاہتے کیونکہ جھوٹ کی سزا دینے کے لیے خداتعالیٰ کافی ہے۔

واضح ہو کہ مَیں نے کسی سے ایسا مباہلہ نہیں کیا جس سے کسی دوسرے فریق کی اولاد کو اس طرح پر معیار صدق وکذب بنایا جاوے کہ اگر اس فریق کا لڑکا مر گیا تو وہ جھوٹا ٹھہرے گا بلکہ مَیں ہمیشہ یہی چاہتا ہوں کہ وہی شخص نابود ہو جس کا گناہ ہے جس نے خدا پر افترا کیا ہے یا صادق کو کاذب ٹھہرایا ہے۔ ہاں اگر کسی کی اولاد مباہلہ کے وقت حاضر ہو کر خود مباہلہ سے حصہ لے اور افترا کے حامی یا تکذیب کے حامی ہو جاویں جیسا کہ قرآن شریف سے سمجھا جاتا ہے۔ تب وہ کاذب ہونے کی حالت میں عذاب میں بھی شریک ہوں گے جیسا کہ وہ مقابلہ میں شریک ہو گئے ورنہ بموجب حکم آیت لَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی[1] خدا ایک کے گناہ کے لیے دوسرے کو ہلاک نہیں کرتا۔ میرا لڑکا مبارک احمد نابالغ تھا اور ابھی نو برس کی عمر کو نہیں پہنچا تھا جب وہ فوت ہو گیا۔ اور خدا نے اس کی وفات سے کئی برس پہلے دو مرتبہ اس کی نسبت خبر دی تھی کہ ابھی وہ بالغ نہیں ہو گا جو فوت ہو جائے گا۔ اور یہ بھی فرمایا تھا کہ دشمن اس دن خوش ہو گا اور

---

[1] الانعام : ۱۶۵

اپنا وار کرے گا۔ مگر ساتھ ہی دشمن کے بد انجام کی بھی خبر دی تھی کہ آخر کار وہ غضب الٰہی کے نیچے آئے گا اور میری نسبت یہ بھی فرمایا تھا کہ وہ دن تلخ زندگی کے ہوں گے اور ساتھ اس کے میرے دل کی حالت کو ان الفاظ سے ظاہر کیا تھا کہ اِنِّیْ مَعَ اللّٰہِ فِیْ کُلِّ حَالٍ یعنی میں ہر ایک حال میں خدا کے ساتھ ہوں اور جو اس کی رضا ہے وہی میری رضا ہے۔ اور یہ بھی میرے گھر کے لوگوں کو خدا نے مخاطب کر کے مجھے یہ الہام کیا تھا کہ ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر۔ اور یہ بھی ان کی نسبت الہام تھا کہ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ یعنی اے اہل بیت خدا تمہیں ایک امتحان کے ذریعہ سے پاک کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔ اس الہام میں بھی اسی مصیبت کی طرف اشارہ تھا اور علاوہ اس کے اور کئی الہام تھے جن میں بصراحت اس لڑکے کے مرنے کی خبر دی گئی تھی اور صرف یہی نہیں تھا کہ زبانی اپنی جماعت کو یہ پیشگوئیاں بتلائی گئی تھیں بلکہ یہ پیشگوئیاں اس واقعہ سے کئی سال پہلے اخبار بدر اور الحکم میں شائع کر دی گئی تھیں جس کا خلاصہ مضمون یہی تھا کہ مبارک احمد قبل اس کے کہ جو بلوغ کی عمر کو پہنچے فوت ہو جائے گا اور باوجود اس کے کہ میرے کئی اور لڑکے تھے جو اس کے حقیقی بھائی تھے مگر میں نے خدا سے الہام پا کر صریح طور پر پیشگوئی میں شائع کیا تھا کہ قبل از بلوغ وفات پانے والا مبارک احمد ہے اور صاف اور کھلے لفظوں میں لکھا تھا کہ مبارک احمد نابالغ ہونے کی حالت میں ہی فوت ہو جائے گا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ تو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم الشان نشان تھا جو خدا نے کھلے کھلے طور پر خبر دے دی کہ مبارک احمد بلوغ کی عمر تک نہیں پہنچے گا اور خورد سالی میں ہی فوت ہو جائے گا۔ اب کوئی ایماندار سوچے کہ کیا یہ کسی اعتراض کی جگہ تھی بلکہ یہ موت تو پہلے ہی سے مقرر ہو چکی تھی اور اخباروں میں شائع ہو چکی تھی۔ اس لیے یہ ایک بڑا بھاری نشان تھا کیونکہ ایسے عمیق غیب پر انسان کا علم محیط نہیں ہو سکتا۔ مگر تعصّب کا کیا علاج۔ متعصّب انسان اندھا ہو جاتا ہے اور اس وقت اس پر یہ شعر صادق آتا ہے ؎ چشم بد اندیش کہ برکندہ باد۔ عیب نماید ہنرش درنظر۔ لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔ اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائمقام اور اس کا شبیہہ ہوگا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔ اس لیے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔ اور ایک الہام میں مجھے مخاطب کر کے فرمایا اُدِیْحُکَ وَلَا اُجِیْحُکَ وَاُخْرِجُ مِنْکَ قَوْمًا یعنی میں تجھے راحت دوں گا اور میں تیری قطع نسل نہیں کروں گا اور ایک بھاری قوم تیری نسل سے پیدا کروں گا یہ خدا کا کلام ہے جو اپنے وقت پر پورا ہوگا۔ اگر اس زمانہ کے بعض لوگ لمبی عمر پائیں گے تو وہ دیکھیں گے کہ آج جو خدا کی طرف سے یہ پیشگوئی کی گئی ہے وہ کس شان اور قوت اور

طاقت سے ظہور میں آئیگی ۔ خدا کی باتیں ٹل نہیں سکتیں ۔ وہ خدا جس نے ابراہیم علیہ السلام کو اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو اور پھر عیسیٰ علیہ السلام کو اور سب کے بعد ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جانی اور خونی دشمنوں سے بچایا وہ مجھے بھی بچائے گا ۔ اور وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ دشمن اپنے کردار کی سزا پائیں گے کیونکہ خدا شریر کو دوست نہیں رکھتا ۔ جو شخص تقویٰ سے کام نہیں لیتا اور بدزبانی میں حد سے بڑھ جاتا ہے وہ آخر پکڑا جاتا ہے ۔ مگر خدا متقی کے ساتھ ہوتا ہے ۔ یہ بھی جاننا چاہیئے کہ معمولی سلسلہ موت کا ہر ایک بد اور نیک پر محیط ہے ۔ کسی خاص فرقہ سے مخصوص نہیں ۔ اگر ہماری اولاد میں سے کوئی مر گیا یا آئندہ مرے تو دشمنوں کے لیے یہ خوشی کی بات نہیں کیونکہ یہ موت ہر ایک کے ساتھ لگی ہوئی ہے ۔ بلکہ مجھے خبر دی گئی ہے کہ ہمارے گھر کے عزیزوں میں سے یا ہمارے بہت قریب متعلقین میں سے بعض کی اجل قریب ہے ۔ سو ایسے واقعات دشمن کے لیے خوشی کی جگہ نہیں کیونکہ موت فوت سے کسی نبی کا خاندان مستثنیٰ نہیں رہا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی لڑکے فوت ہوگئے ۔ یہاں تک کہ خبیث فطرت کافروں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ابتر رکھا ۔ مگر آخر کار خدا نے فتح اور نصرت کے تمام وعدے پورے کئے یہاں تک کہ ان عرب کے کافروں کا نام و نشان نہ رہا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معدوم کرنا چاہتے تھے اور جزیرہ عرب اسلام سے بھر گیا ۔ یہ سچ ہے کہ اَلْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ سو خدا کا یہ وعدہ ہے کہ وہ مجھ سے بھی ایسا ہی کرے گا جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا ۔ ایک دن آتا ہے کہ جن متعصب اور جانی دشمنوں کا آج مُنہ دیکھتے ہو پھر نہیں دیکھو گے ۔ وہ جڑ سے کاٹے جاوینگے اور ان کا نام و نشان نہیں رہے گا ۔ اس بارے میں ان دنوں میں جو کچھ خدا تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے وہ پیشگوئی اس جگہ لکھتا ہوں ۔ چاہیئے کہ میری جماعت اس کو یاد رکھیں اور اس کو اپنے گھروں کے نظارہ گاہ جگہوں پر چسپاں کریں اور اپنی عورتوں اور لڑکوں کو اس سے اطلاع دیں اور جہاں تک ممکن ہو نرمی اور آہستگی سے اپنے واقف کاروں کو اس امر پر مطلع کریں کیونکہ یہ دن آنے والے ہیں اور خدا نے سب کچھ دیکھا ہے اور اب وہ ہم میں اور ہمارے اُن مخالفوں میں جو تکفیر اور گالیوں سے باز نہیں آتے فیصلہ کرے گا ۔ وہ حلیم ہے مگر اس کا غضب بھی سب سے بڑھ کر ہے اور وہ سزا دینے میں دھیما ہے مگر اس کا قہر بھی ایسا ہے کہ فرشتے بھی اس سے کانپتے ہیں ۔ اور اس پیشگوئی میں ہمارے مخاطب صرف وہ لوگ ہیں جنہوں نے حد سے زیادہ مجھے ستایا اور گالیاں دینے اور بدزبانی میں حد سے زیادہ بڑھ گئے بلکہ بعض نے ان میں سے میرے قتل کے فتوے دیئے اور وہ سب لوگ چاہتے ہیں کہ میں قتل کیا جاؤں اور زمین سے نابود کیا جاؤں اور میرا تمام سلسلہ پراگندہ اور نابود ہو جائے مگر خدا جو میرے دل کی حالت کو جانتا ہے وہ وہی فیصلہ کرے گا جو اس کے علم کے موافق ہے ۔ اس نے

مجھے اپنے فیصلہ کی خبر دی ہے اور وہ یہ ہے۔

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحَابِ الْفِيْلِ - اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ - اِنَّكَ بِمَنْزِلَةِ رَحَى الْاِسْلَامِ - اُنْزِرُتُكَ وَ اخْتَرْتُكَ -

ترجمہ:۔ تُو نے دیکھ لیا یعنی تو ضرور دیکھے گا کہ اصحاب الفیل یعنی وہ جو بڑے حملے والے ہیں اور جو آئے دن تیرے پر حملہ کرتے ہیں اور جیسا کہ اصحاب الفیل نے خانہ کعبہ کو نابود کرنا چاہا تھا وہ تجھے نابود کرنا چاہتے ہیں، اُن کا انجام کیا ہوگا؟ یعنی ان کا وہی انجام ہوگا جو اصحاب الفیل کا ہوا۔

پھر فرمایا:۔ وَيَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ يَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ

یعنی تیری مدد وہ لوگ کریں گے جن کے دلوں میں ہم الہام کریں گے۔ وہ دُور دراز جگہوں سے تیرے پاس آویں گے۔ اس جگہ استعارہ کے رنگ میں خدا تعالےٰ نے مجھے بیت اللہ سے مشابہت دی۔ کیونکہ آیت یَاْتُوْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ خانہ کعبہ کے حق میں ہے۔ اور پھر فرمایا کہ تو مجھ سے بمنزلہ اسلام کی چکّی کے ہے۔ اس چکّی میں جو پڑے گا وہ آخر کو پیسا جائے گا۔ یعنی تجھ سے لڑنے والے اور تیرے پر حملہ کرنے والے سلامت نہیں رہیں گے۔ اور پھر فرمایا کہ تیرے مخالفوں کا اخزاء اور افناء تیرے ہی ہاتھ سے مقدّر تھا یعنی جو لوگ تجھے رُسوا اور ہلاک کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہی رسوا اور ہلاک ہوں گے اور پھر فرمایا:

اِنِّيْ اَنَا رَبُّكَ الرَّحْمٰنُ ذُو الْعِزِّ وَ السُّلْطَانِ - مَنْ عَادٰى وَلِيًّا لِّيْ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ اِنِّيْ مَوْجُوْدٌ فَانْتَظِرْ - سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ - وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا - قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا - قُلْ اِنِّيْ اُمِرْتُ لَكُمْ فَاْفْعَلُوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ - اَلْيَوْمَ يَوْمُ الْبَرَكَاتِ - يَا عَبْدَ اللّٰهِ اِنِّيْ مَعَكَ وَالضُّحٰى وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى - مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى -

یعنی مَیں رحمان ہوں صاحب عزّت اور سلطنت۔ جو شخص میرے ولی سے دشمنی کرے گویا وہ آسمان سے گر گیا۔ میں موجود ہوں پس میرے فیصلہ کا منتظر رہ۔ جو لوگ عداوت سے باز نہیں آتے عنقریب اُن پر غضب الٰہی نازل ہوگا۔ ہم عذاب نازل نہیں کیا کرتے مگر اس حالت میں کہ جب پہلے رسول آجاوے۔ یعنی دُنیا پر عذاب شدید نازل ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ رسول آگیا ہے اور پھر فرمایا کہ عذاب سے وہ لوگ نجات پائیں گے جنہوں نے دلوں کو پاک کیا اور وہ لوگ سزا پائیں گے جنہوں نے اپنے نفسوں کو گندہ کیا۔ اور پھر فرمایا کہ مَیں تیری نسل کو جڑ سے معدوم نہیں کروں گا بلکہ جو کچھ کھویا گیا وہ تجھے خدائے کریم واپس دے گا۔ ان کو کہدے کہ مَیں تمہارے لیے مامور ہو کر آیا ہوں۔ پس وہی کرو جو مَیں حکم کرتا ہوں۔ یہ برکت کے دن ہیں ان کا قدر کرو۔ اے خدا کے بندے مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ مجھے روز روشن کی قسم ہے اور اس رات کی جو تاریک

ہو جو تیرے رب نے تجھے دشمن نہیں پکڑا۔ اور پھر اردو میں فرمایا کہ ہر ایک حال میں تمہارے ساتھ موافق ہوں اور تیرے منشاء کے مطابق۔ اور پھر فرمایا:

لَکُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا۔ خیر و نصرت و فتح انشاء اللہ تعالےٰ۔ وَضَعْنَا عَنْکَ وِزْرَکَ الَّذِیْٓ اَنْقَضَ ظَھْرَکَ وَ رَفَعْنَا لَکَ ذِکْرَکَ۔ اِنِّیْ مَعَکَ ذَکَرْتُکَ فَاذْکُرْنِیْ وَسِّعْ مَکَانَکَ حَانَ اَنْ تُعَانَ وَتُرْفَعَ بَیْنَ النَّاسِ۔ اِنِّیْ مَعَکَ یَآ اِبْرَاھِیْمُ۔ اِنِّیْ مَعَکَ وَمَعَ اَھْلِکَ اِنَّکَ مَعِیْ وَ اَھْلُکَ۔ اِنِّیْٓ اَنَا الرَّحْمَانُ فَانْتَظِرْ۔ قُلْ یَاْخُذُکَ اللّٰہُ۔

یعنی تمہارے لیے دُنیا اور آخرت میں بشارت ہے۔ تیرا انجام نیک ہے۔ خیر ہے اور نصرت اور فتح انشاء اللہ تعالےٰ۔ ہم تیرا بوجھ اُتار دیں گے جس نے تیری کمر توڑ دی اور تیرے ذکر کو اونچا کردیں گے مَیں تیرے ساتھ ہوں۔ مَیں نے تجھے یاد کیا ہے۔ سو تو مجھے بھی یاد کر اور اپنے مکان کو وسیع کردے۔ وہ وقت آتا ہے کہ تو مدد دیا جائے گا اور لوگوں میں تیرا نام عزّت اور بلندی سے لیا جائے گا۔ مَیں تیرے ساتھ ہوں اے ابراہیم اور ایسا ہی تیرے اہل کے ساتھ اور تو میرے ساتھ ہے اور ایسا ہی تیرے اہل۔ مَیں رحمان ہوں۔ میری مدد کا منتظر رہ اور اپنے دشمن کو کہہ دے کہ خدا تجھ سے مواخذہ لے گا۔ اور پھر آخر میں اُردو میں فرمایا کہ مَیں تیری عمر کو بھی بڑھا دوں گا یعنی دشمن جو کہتا ہے کہ صرف جولائی ۱۹۰۷ء سے چودہ مہینے تک تیری عمر کے دن رہ گئے ہیں یا ایسا ہی جو دوسرے دشمن پیشگوئی کرتے ہیں ان سب کو مَیں جھوٹا کروں گا اور تیری عمر کو بڑھا دوں گا تا معلوم ہو کہ مَیں خدا ہوں اور ہر ایک امر میرے اختیار میں ہے۔

یہ عظیم الشان پیشگوئی ہے جس میں میری فتح اور دشمن کی شکست اور میری عزّت اور دشمن کی ذلّت اور میرا اقبال اور دشمن کا ادبار بیان فرمایا ہے اور دشمن پر غضب اور عقوبت کا وعدہ کیا ہے۔ مگر میری نسبت لکھا ہے کہ دُنیا میں تیرا نام بلند کیا جائے گا اور نصرت اور فتح تیرے شامل حال ہوگی اور دشمن جو میری موت چاہتا ہے وہ خود میری آنکھوں کے روبرو اصحاب الفیل کی طرح نابود اور تباہ ہوگا۔ خدا ایک قہری تجلّی کریگا اور وہ جو جھوٹھ اور شوخی سے باز نہیں آتے ان کی ذلّت اور تباہی ظاہر کرے گا۔ مگر میری طرف ایک دُنیا کو جُھکا دے گا اور میرا نام عزّت کے ساتھ دُنیا کے ہر ایک کنارہ میں پھیلا دے گا۔ سو چاہیئے کہ میری جماعت کے لوگ اس پیشگوئی کے منتظر رہیں اور تقویٰ و طہارت سے پاک نمونہ دکھائیں۔

اس پیشگوئی کے ساتھ یہ پیشگوئی بھی ہے کہ ایک سخت طاعون اس ملک میں اور دوسرے ممالک میں بھی آنے والی ہے جس کی نظیر پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی۔ وہ لوگوں کو دیوانہ کی طرح کر دے گی معلوم نہیں کہ اس سال یا آئندہ سال میں ظاہر ہوگی۔ مگر خدا مجھے مخاطب کرکے فرماتا ہے کہ مَیں تجھے اور تمام ان لوگوں کو جو تیری چار دیواری کے

اندر ہیں بچاؤں گا۔ گویا اس دن یہ گھر نوح کی کشتی ہو گا جو شخص اس گھر میں داخل ہو جائے گا وہ بچایا جائیگا اور خدا نے فرمایا میں روزہ بھی رکھوں گا اور افطار بھی کروں گا اور اس گھڑی تک جس کو بجز خدا کے کوئی نہیں جانتا میرا عذاب دُنیا کے شامل حال رہے گا اور طاعون دُور نہیں ہو گی اور کبھی دُور نہیں ہو گی جب تک کہ لوگ اپنی اصلاح کرکے نیکی اور خدا کی طرف رجوع نہ کریں۔ خدا چاہتا ہے کہ زمین گناہ سے پاک ہو جائے۔ سو اس لیے ایک طرف اس نے طاعون اور کئی اور عذاب بھیجے اور دوسری طرف اپنے راہ کی منادی کرنے والا بھیجا تا زمین کو گناہ سے پاک کرے۔ والسّلام علٰی من اتبع الھدٰی۔

خاکسار

میرزا غلام احمد

۵ نومبر ۱۹۰۷ء

(یہ اشتہار ۱۳×۱۶ سائز پر پیپر انوار احمدیہ مشین پریس قادیان میں طبع ہو کر شائع ہوا۔)

(۲۹۱)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم

رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَاَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِيْنَ۔[1] آمین

اے ہمارے خدا ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تُو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے

جب سے خدا نے مجھے مسیح موعود اور مہدی[2] معہود کا خطاب دیا ہے میری نسبت جوش اور غضب اُن لوگوں کا جو اپنے تئیں مسلمان قرار دیتے ہیں اور مجھے کافر کہتے ہیں انتہا تک پہنچ گیا ہے۔ پہلے مَیں نے صاف صاف ادلّہ کتاب اللہ اور حدیث سے اپنے دعویٰ کو ثابت کیا۔ مگر قوم نے دانستہ ان دلائل سے مُنہ پھیر لیا اور پھر میرے خدا نے بہت سے آسمانی نشان میری تائید میں دکھلائے۔ مگر قوم نے اُن سے بھی کچھ فائدہ نہ اُٹھایا اور پھر ان میں سے کئی لوگ مباہلہ کے لیے اُٹھے اور بعض نے علاوہ مباہلہ کے الہام کا دعویٰ کرکے یہ پیشگوئی کی کہ فلاں سال یا کچھ مدت تک ان کی زندگی میں ہی یہ عاجز ہلاک ہو جائے گا مگر آخرکار وہ میری زندگی میں خود ہلاک ہو گئے۔ مگر نہایت افسوس ہے کہ قوم کی پھر بھی آنکھ نہ کُھلی اور انہوں نے یہ خیال نہ کیا کہ اگر یہ کاروبار انسان کا

---

[1] الاعراف: ۹۰

[2] حاشیہ:۔ بعض کم سمجھ لوگ جو کتاب اللہ اور حدیث نبوی میں تدبّر نہیں کرتے وہ میرے مہدی ہونے کو مُنکر یہ کہا کرتے ہیں کہ مہدی موعود تو سادات میں سے ہوگا۔ سو یاد رہے کہ باوجود اس قدر جوش مخالفت کے ان کو احادیث نبویہ پر بھی عبور نہیں۔ مہدی کی نسبت احادیث میں چار قول ہیں۔ (۱) ایک یہ کہ مہدی سادات میں سے ہوگا (۲) دوسرے یہ کہ قریش میں سے سادات ہوں یا نہ ہوں (۳) تیسرے یہ حدیث ہے کہ رجل من امتی یعنی مہدی میری اُمت میں سے ایک مرد ہے خواہ کوئی ہو (۴) چوتھے یہ حدیث ہے کہ لامہدی الّا عیسٰی یعنی بجز عیسٰی کے اور کوئی مہدی نہیں ہوگا وہی مہدی ہے جو عیسٰی کے نام پر آئے گا۔ اسی آخری قول کے مصدق وہ اقوال محدثین ہیں جن میں یہ بیان ہے کہ مہدی کے بارے میں جسقدر احادیث ہیں بجز حدیث عیسٰی مہدی کے کوئی ان حدیثوں میں سے جرح سے خالی نہیں مگر عیسٰی کا مہدی ہونا بلکہ سب سے بڑا مہدی ہونا تمام اہلحدیث اور ائمہ اربعہ کے نزدیک بغیر کسی نزاع کے مسلّم ہے۔ پس مَیں وہی مہدی ہوں جو عیسٰی بھی کہلاتا ہے اور اس مہدی کیلئے شرط نہیں ہے کہ حسنی یا حسینی یا ہاشمی ہو۔ منہ

ہوتا تو ہر ایک پہلو سے وہ مغلوب نہ ہوتے۔ قرآن شریف ان کو جھوٹا ٹھہراتا ہے معراج کی حدیث اور حدیث (مَا مُکُمْ مِنْکُمْ ان کو جھوٹا ٹھہراتی ہے۔ مباہلوں کا انجام ان کو جھوٹا ٹھہراتا ہے۔ پھر ان کے ہاتھ میں کیا ہے جو خدا کے اس فرستادہ کی دلیری سے تکذیب کر رہے ہیں جو تقریباً چھبیس ۲۶ برس سے ان کو حق اور راستی کی طرف بلا رہا ہے۔ کیا اب تک انہوں نے آیہ کریمہ یُصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ [1] کا مزہ نہیں چکھا۔ کہاں ہے مولوی غلام دستگیر جس نے کتاب فیض رحمانی میں میری ہلاکت کے لیے بد دعا کی تھی اور مجھے مقابل پر رکھ کر جھوٹے کی موت چاہی تھی؟ کہاں ہے مولوی چراغ دین جموں والا جس نے الہام کے دعویٰ سے میری موت کی خبر دی تھی اور مجھ سے مباہلہ کیا تھا۔ کہاں ہے فقیر میرزا جو اپنے مریدوں کی ایک بڑی جماعت رکھتا تھا جس نے بڑے زور شور سے میری موت کی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ عرش پر سے خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ یہ شخص مفتری ہے آئندہ رمضان تک میری زندگی میں ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن جب رمضان آیا تو پھر آپ ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ کہاں ہے سعد اللہ لودھانوی؟ جس نے مجھ سے مباہلہ کیا تھا اور میری موت کی خبر دی تھی۔ آخر میری زندگی میں ہی طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ کہاں ہے مولوی محی الدین لکھوکے والا؟ جس نے مجھے فرعون قرار دیکر اپنی زندگی میں ہی میری موت کی خبر دی تھی اور میری تباہی کی نسبت کئی اور الہام شائع کئے تھے۔ آخر وہ بھی میری زندگی میں ہی دنیا سے گذر گیا۔ کہاں ہے بابو الٰہی بخش صاحب مؤلف "عصائے موسیٰ" اکونٹنٹ لاہور؟ جس نے اپنے تئیں موسیٰ قرار دے کر مجھے فرعون قرار دیا تھا اور میری نسبت اپنی زندگی میں ہی طاعون سے ہلاک ہونے کی پیشگوئی کی تھی۔ اور میری تباہی کی نسبت اور بھی بہت سی پیشگوئیاں کی تھیں۔ آخر وہ بھی میری زندگی میں ہی اپنی کتاب عصائے موسیٰ پر جھوٹ اور افترا کا داغ لگا کر طاعون کی موت سے بصد حسرت مرا۔ اور ان تمام لوگوں نے چاہا کہ میں اس آیت کا مصداق ہو جاؤں کہ اِنْ یَّکُ کَاذِبًا فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ لیکن وہ آپ ہی اس آیت ممدوحہ کا مصداق ہو کر ہلاک ہو گئے اور خدا نے ان کو ہلاک کر کے مجھ کو اس آیت کا مصداق بنا دیا وَ اِنْ یَّکُ صَادِقًا یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ۔ کیا ان تمام دلائل سے خدا تعالیٰ کی حجت پوری نہیں ہوئی؟ مگر ضرور تھا کہ مخالف لوگ انکار سے پیش آتے کیونکہ پہلے سے یعنی آج سے چھبیس ۲۶ برس پہلے براہین احمدیہ میں خدا کی یہ پیشگوئی موجود ہے۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا لیکن خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔ سو ہم ایمان رکھتے ہیں کہ خدا اپنے حملوں کو نہیں روکے گا اور نہ بس کرے گا جب تک کہ دنیا پر میری سچائی ظاہر نہ ہو جائے۔

---

[1] المؤمن: ۲۹

لیکن آج ۱۵؍ مئی ۱۹۰۸ء کو میرے دل میں ایک خیال آیا ہے کہ ایک اَور طریق فیصلہ کا ہے شاید کوئی خداترس اس سے فائدہ اُٹھاوے اور انکار کے خطرناک گرداب سے نکل آوے اور وہ طریق یہ ہے کہ میرے مخالف منکروں میں سے جو شخص اشد مخالف ہو اور مجھ کو کافر اور کذّاب سمجھتا ہو[1] وہ کم سے کم دس نامی مولوی صاحبوں یا دس نامی رئیسوں کی طرف سے منتخب ہو کر اس طور سے مجھ سے مقابلہ کرے جو دو سخت بیماروں پر ہم دونوں اپنے صدق و کذب کی آزمائش کریں یعنی اس طرح پر کہ دو خطرناک بیمار لے کر جو جُدا جُدا بیماری کی قسم میں مبتلا ہوں قرعہ اندازی کے ذریعہ سے دونوں بیماروں کو اپنی اپنی دُعا کے لیے تقسیم کر لیں۔ پھر جس فریق کا بیمار بکلّی اچھا ہو جاوے یا دوسرے بیمار کے مقابل پر اس کی عمر زیادہ کی جائے وہی فریق سچا سمجھا جاوے۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ اور مَیں پہلے سے اللہ تعالیٰ کے وعدہ پر بھروسہ کر کے یہ خبر دیتا ہوں کہ جو بیمار میرے حصہ میں آوے گا یا تو خدا اسے بکلّی صحت دے گا اور یا بہ نسبت دوسرے بیمار کے اس کی عمر بڑھا دے گا اور یہی امر میری سچائی کا گواہ ہوگا۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر یہ سمجھو کہ مَیں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ لیکن یہ شرط ہوگی کہ فریق مخالف جو میرے مقابل پر کھڑا ہوگا وہ خود اور ایسا ہی دس اور مولوی یا دس رئیس جو اس کے ہم عقیدہ ہوں یہ شائع کر دیں کہ درحالت میرے غلبہ کے وہ میرے پر ایمان لائیں گے اور میری جماعت میں داخل ہوں گے اور یہ اقرار تین نامی اخباروں میں شائع کرانا ہوگا۔ ایسا ہی میری طرف سے بھی یہی شرائط ہوں گی اس قسم کے مقابلہ سے فائدہ یہ ہوگا کہ کسی خطرناک بیمار کی جو اپنی زندگی سے نومید ہو چکا ہے خدا تعالیٰ جان بچائے گا اور احیاء موتیٰ کے رنگ میں ایک نشان ظاہر کرے گا اور دوسرے یہ کہ اس طور سے یہ جھگڑا بڑے آرام اور سہولت سے فیصلہ ہو جائے گا۔ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْھُدٰی۔

المشتہر میرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود

۱۵؍ مئی ۱۹۰۸ء

---

[1] یہ بھی شرط ہے کہ وہ شخص عام لوگوں میں سے نہ ہو بلکہ قوم میں خصوصیت اور علمیت اور عزت اور تقویٰ کے ساتھ مشہور ہو جس کا مغلوب ہونے کی حالت میں دوسروں پر اثر پڑ سکے۔ منہ

(۲۹۲)

دعویٰ نبوت کی وضاحت میں ایڈیٹر اخبار عام۔ لاہور کے نام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اہم مکتوب

جناب ایڈیٹر صاحب اخبار عام

پرچہ اخبار عام ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء کے پہلے کالم کی دوسری سطر میں میری نسبت یہ خبر درج ہے کہ گویا مَیں نے جلسہ دعوت میں نبوت سے انکار کیا۔ اس کے جواب میں واضح ہو کہ اس جلسہ میں مَیں نے صرف یہ تقریر کی تھی کہ میں ہمیشہ اپنی تالیفات کے ذریعہ سے لوگوں کو اطلاع دیتا رہا ہوں اور اب بھی ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام جو میرے ذمہ لگایا جاتا ہے کہ گویا مَیں ایسی نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں جس سے مجھے اسلام سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا اور جس کے یہ معنی ہیں کہ مَیں مستقل طور پر اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا اور اپنا علیحدہ کلمہ اور علیحدہ قبلہ بناتا ہوں اور شریعت اسلام کو منسوخ کی طرح قرار دیتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور متابعت سے باہر جاتا ہوں، یہ الزام صحیح نہیں ہے بلکہ ایسا دعوائے نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ مَیں یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے۔ اور جس بناء پر مَیں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے کہ مَیں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت بولتا اور کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے اور بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور انہیں امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو مَیں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر اس سے انکار کر سکتا ہوں۔ مَیں اس پر قائم ہوں اس وقت تک جو اس دُنیا سے گذر جاؤں۔ مگر مَیں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا مَیں اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کرتا ہوں۔ میری گردن اس جُوئے کے نیچے ہے جو قرآن شریف نے پیش کیا۔ اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شوشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے۔ سو مَیں صرف اس وجہ سے نبی کہلاتا ہوں کہ عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنے

ہیں کہ خدا سے الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا۔ اور بغیر کثرت کے یہ معنی تحقیق نہیں ہوسکتے جیساکہ صرف ایک پیسہ سے کوئی مالدار نہیں کہلا سکتا۔ سو خدا نے اپنے کلام کے ذریعہ سے بکثرت مجھے علم غیب عطا کیا ہے اور ہزار ہا نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں اور کر رہا ہے۔ مَیں خود ستائی سے نہیں مگر خدا کے فضل اور اس کے وعدہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اگر تمام دُنیا ایک طرف ہو اور ایک طرف صرف مَیں کھڑا کیا جاؤں اور کوئی ایسا امر پیش کیا جائے جس سے خدا کے بندے آزمائے جاتے ہیں تو مجھے اس مقابلہ میں خدا غلبہ دیگا اور ہر ایک پہلو کے مقابلہ میں خدا میرے ساتھ ہوگا اور ہر ایک میدان میں وہ مجھے فتح دیگا۔ بس اسی بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا ہے کہ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ اللہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے اور جس حالت میں عام طور پر لوگوں کو خوابیں بھی آتی ہیں اور بعض کو الہام بھی ہوتا ہے اور کسی قدر ملونی کے ساتھ علم غیب سے بھی اطلاع دی جاتی ہے مگر وہ الہام مقدار میں نہایت قلیل ہوتا ہے اور اخبار غیبیہ بھی اس میں نہایت کم ہوتی ہیں اور باوجود کمی کے مشتبہ اور مکدر اور خیالات نفسانی سے آلودہ ہوتے ہیں تو اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جائے بلکہ اس کو کسی خاص نام کے ساتھ پکارا جائے تا کہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لیے محض مجھے امتیازی مرتبہ بخشنے کے لیے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا اور یہ مجھے ایک عزت کا خطاب دیا گیا ہے تا کہ ان میں اور مجھ میں فرق ظاہر ہو جائے۔ ان معنوں سے مَیں نبی بھی ہوں اور اُمّتی بھی تا کہ ہمارے سیّد و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا مسیح اُمّتی بھی ہوگا اور نبی بھی ہوگا۔ ورنہ حضرت عیسیٰ جن کے دوبارہ آنے کے بارے میں ایک جھوٹی اُمید اور جھوٹی طمع لوگوں کو دامنگیر ہے وہ اُمّتی کیونکر بن سکتے ہیں۔ کیا آسمان سے اُتر کر نئے سرے وہ مسلمان ہوں گے اور کیا اس وقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء نہیں رہیں گے۔

وَالسَّلامُ علیٰ من اتّبع الھدیٰ

الراقم

خاکسار مفخر ولی اللہ الحمد غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۳ مئی ۱۹۰۸ء

از شہر لاہور

یہ خط ہندو اخبار عام لاہور مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کے صفحہ ۷ کالم اوّل سے کالم ۳ تک میں شائع کیا ہے (المرتب)